جلد اوّل

الہلال

۱۳؍ جولائی تا ۲۵؍ دسمبر ۱۹۱۲

ابوالکلام آزاد

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد	از		تا	شمارے
جلد اوّل	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۴ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱ جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴ شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کرلیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلّدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہوجائے۔ مجلّدات کی تفصیل یہ ہے

  جلد اوّل اور جلد دوم ———————— ایک ساتھ مجلد ہیں

  جلد سوم اور جلد چہارم ———————— ایک ساتھ مجلد ہیں

  جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ———————— ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن نگیٹو سے طبع ہوا ہے؛ تصویریں ہاف ٹون نگیٹو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہوجائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابق اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کرکے متعلقہ جلدوں میں شامل کردیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کردیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جارہا ہے۔

وجاهدوا في الله حق جهاده' هو اجتباكم' وما جعل عليكم في الدين من حرج' ملة ابيكم ابراهيم' هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا' ليكون الرسول شهيدا عليكم' و تكونوا شهداء على الناس' فاقيموا الصلوة و اتوا الزكوة' و اعتصموا بالله' هو مولاكم' فنعم المولى و نعم النصير! (۲۲ : ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلیے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے' اور اس نے تمہارا نام "مسلمان" رکھا ہے' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے' اور تم تمام عالم کی هدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو' جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لگاؤ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار!

قیمت فی جلد مجلد آٹھ روپیہ

جلــــد اول

الہـــــلال

—— ✤ ——

فہـرست مضامیـــن نثـــر

بترتیب حروف تہجی

فہرست تصاویر

حصۂ نظم

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

قیمت سالانہ — ۸ روپیہ | ایک ہفتہ وار مصور رسالہ | ششماہی — ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ | کلکتہ : ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ | نمبر ۱

(فہرس)

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت سالانہ
۸ - روپیہ - ششماہی
۴ - روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱ — ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

الہلال

۱۳ جولائی ۱۹۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك اللهم و نستغفرك و نستعين بك و نستهديك . و نتوكل عليك و نسألك العفو و العافية و التوفيق للعمل بما يرضيك و نصلی و نسلم علی نبیك المصطفى و حبيبك المجتبى ، الذی ارسلته (كافة للناس بشيرا و نذيرا ٣٤ : ٢٨) (و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا ٣٣ : ٤٦) . و اتيته كتابا (يهدى للتی هی اقوم . و يبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات . ان لهم اجرا كبيرا ١٧ : ٨) فيا (رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق ، و اجعل لی من لدنك سلطانا نصيرا ١٧ : ٨)

• • •

چگونہ ی عیاں آورم درین مجلس
کہ بادہ حوصلہ سوزست و حلہ بدمستند

سنہ ۱۹۰۶ کے موسم سرما کی آخری راتیں تھیں جب امرتسر میں میری چشم بیداری نے ایک خواب دیکھا انسان کے ارادوں اور منصوبوں کو جب تک ذہن و تخیل میں ہیں، عالم بیداری کا ایک خواب ہی سمجھنا چاہئے۔ کامل چھ برس اسکی تعبیر کی عشق آمیز جستجو میں صرف ہوگئے۔ امیدوں کی تلاش اور ولولوں کی شورش نے ہمیشہ مضطرب رکھا اور یاس و قنوط کا ہجوم بارہا حوصلہ و عزم پر غالب آگیا لیکن الحمد للہ کہ ارادے کا استحکام اور توفیق الٰہی کا اعتماد ہر حال میں حامی محض تھا یہاں تک کہ آج اس خواب عزیز کی تعبیر عالم وجود میں پیش نظر ہے هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا (۱۲ . ۱۰۲) ۔

• • •

اگرچہ ایک ہفتہ وار اخبار کی اشاعت اُردو پریس کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اسقدر ارزاں اور سہل کام ہے، جسکے لئے چھ ہفتے کا انتظار بھی شاید ضرورت سے زائد فرصت ہو ، ایک رود نویس کاتب کا ارزاں وقت چار سطر اور ایک کاتھ کا دستی پریس یہ ان ضروری اجزا ہیں جنکو جمع کرلینے کے بعد اردو اخبار کا دفتر بالکل مکمل ہو جاتا ہے لیکن ابتدائی خیال سے جو اعلی پیمانہ پیش نظر تھا ، طبیعت نے گوارا نہیں کیا کہ مشکلات سے شکست کھا کر اسے بھلادیا جائے ۔ اگر پریس کی مشکلات کے علاوہ دیگر موانع پیش نہ آتے ۔ تو غالباً پچھلے سال سے اخبار جاری ہوجاتا اور اس وقت اپنی موجودہ جگہ سے بارہ مہینے کی راہ آگے ہوتا ۔ لیکن مشیت الٰہی جو اسے مصالح کا ہم سے بہتر

الہلال

(الہلال) کی بالفعل دوہزار کاپیان شائع کی جاتی ہین
مگر روز بروز تعداد بڑھتی جاےگی –

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقے مین
ہے جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہین –

(اشتہارات) کیلیے ٹائٹل پیج کے دو صفحے مخصوص
کردے گئے ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل
فن ہے اشتہار کیلیے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ با وجود
اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار
کے مضامین سے ہٹکر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائین ۔ انگریزی
اخبارات ورسائل مین اسکے لیے طرح طرح کی تدبیرین
کی جاتی ہین ۔ لیکن آنمین سے اکثر ایسی ہین جو پتھر کی
چھپائی مین ممکن نہین –

مثلاً اشتہار مین خوشنما صاف ٹون یا انگریزی ٹیک
تصویر دیدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے
فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا
جسکی وجہہ سے اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہے ۔ اور
نظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑتین ۔ لیکن یہ تمام باتین
پتھر (ٹائپ) کی چھپائی کے محال ہین

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہے جو ان چیزون کا
انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہرقسم کے اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی
خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جائے ' لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہوسکتا جسکا انتظار ' شب ہائے امید کی بے چینیوں ' اور روز ہائے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو ' خدا کے بخشے ہوے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے ' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہی اس سے زیادہ بلند نہوسکے - پس یہ جو کچھ کیا جا رہا ہے ' در حقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں ' جنکی طرف بتدریج متوجہ ہونا ہے ' اور میں نہیں جانتا کہ کل کا کیا ہو؟ - وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما

اس وقت بھی ' جبکہ یہ سطور لکھ رہا ہوں ' وہ عالم السرائر ' اور دانندۂ خفایاے قلوب دیکھ رہا ہے کہ طرح طرح کی جان فرسا پریشانیوں کا محاصرہ میرے گرد و پیش ہے - اور آلام و مصائب کے ہجوم سے کار وبار جو اس بالکل درہم و برہم ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی جمعیۂ خاطر میسر نہیں ' لیکن خوشی شاید ملنے والی نہیں ' اسکے انتظار میں کب تک زندگی کو معطل رکھا جائے ؟ انسان کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ وہ خود بخود ایک بے وجہ توقع قائم کرکے ' پھر ناکامی کی شکایت میں عمر بسر کر دیتا ہے ' حالانکہ یہ کیوں ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ زندگی کو سکون و طمانیت کے ساتھ کٹنا چاہئے ' اور اسکے لیے کیا امر مانع ہے کہ آلام و مصائب ہی ہمیشہ پیش نہ آئیں ؟ تیرنے والے دریا میں رہکر دریا کے پار چلے جاتے ہیں - مگر دریا سے ڈرنے والوں کو کشتی کے اندر بھی چین نصیب نہیں ہوتا - مصائب حیات زندگی کے ساتھ ہیں ' اور ساتھ ہی ختم بھی ہونگے : پس کام کرنے والوں کو اُن پر ماتم کرنے کی جگہ ' کوشش کرنی چاہئے کہ انکی دائمی رفاقت کو گوارا بنا لیں - اور دریا سے نکلنے کی سعی بےسود کی جگہ ' تیرنے کی کوشش کریں ' ورنہ ساری عمر ہاتھ پاؤں مارنے میں ختم ہوجائے گی ' اور کنارے تک رسائی نصیب نہوگی :

هزار رخنہ بدام ومرا رسانہ دلی
تمام عمر در اندیشۂ رہائی رفت

البتہ اُس خداے حی وقیوم سے ' جسکے کلمۂ مرادوں کے سننے کیلئے ہروقت طیار ' اور جسکی " امن یجیب المضطر اذا دعاہ " سے عشق نواز ہر قلب مشتاق ہیں ' اور جسکی آنکھیں کسی حال میں بےخبر نہیں اور ہر آن " ان ربک لبالمرصاد " کی ٹکٹکی لگاے ہوے ہیں یہ آخری التجا ہے ' کہ اگر وہ مجھہ میں سچائی اور خلوص کی کوئی سرگرمی دیکھتا ہے ' اگر اُسکی ملت مرحومہ اور اسکے کلمۂ حق کی خدمت کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے ' اور اگر واقعی اُسکی راہ میں محویت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے ' جسمیں برسوں سے بغیر دھوئیں کے جل رہا ہوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرمائے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ سکوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار ' اور ایک دکاندرانہ شغل ہیں جسمیں قومی خدمت اور ملت پرستی کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں : تو قبل اسکے کہ میں اپنی جگہ پر سنبھل سکوں ' وہ میری عمر کا خاتمہ کردے - اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحہ کیلئے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نہ دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کی حفاظت کیجاتی ہے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلانا ہی چاہئیے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگہ نہیں ملی اسکو کامیابی کیلئے کیوں باقی رکھا جائے ؟ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سواء محیاهم ومماتهم ساء ما یحکمون - ۴۵ : ۲۱

اعتذار

اس ہفتے پریس کے ابتدائی انتظامات کی مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آتی رہیں ہماری تمام مشکلات ہمارے پیش نظر پیمانے نے پیدا کردی ہیں - نہ اسکو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ مشکلات کا انکے معمولی وقت سے پہلے خاتمہ کرسکتے ہیں - بہتر ہوتا اگر ہم تفصیل کے ساتھ انکو بیان کرتے مگر مشکل یہ ہے کہ اردو پریس کی موجودہ سہولتوں کے خوگر ناظرین سے امید نہیں کہ انکا اندازہ کرسکیں ' سب سے بڑی مشکل [ترکی ٹائپ] کی وجہ سے پیش آئی ' اردو کے عام رائج الوقت ٹائپ سے یہ اپنے حروف کی ترتیب اور تعداد میں بالکل مختلف ہے ' [اردو ٹائپ] کے اوپر نیچے دو کیس ہوتے ہیں مگر اس کے مرکبات کی کثرت کی وجہ سے چار ہیں ' پھر خانوں کی ترتیب بھی بالکل مختلف ہے اور جب تک کچھہ عرصے اسپر مشق نہ کرلیں یہاں کے عام کمپوزیٹر کام کر نہیں سکتے پریس کے متعلقات کو بہم پہنچا کر ہم نے الہلال کا اعلان کردیا لیکن عین وقت پر کمپوزیٹر کام کرنے سے عاجز ثابت ہوے اور جسقدر کمپوز کیا وہ بالکل غلط اور بے قاعدہ تھا ' مجبوراً دوسرے ٹائپ میں از سرے نو کمپوز کرایا گیا جسمیں تقریباً پورا پرچہ آپکے سامنے ہے البتہ چونکہ ترکی ٹائپ کا اعلان ہوگیا تھا اسلئے ابتدا میں دو صفحے بمشکل نمونے کے خیال سے کمپوز کرائے گئے ہیں *

ترکی روش کے ٹائپ میں ایک اور دقت یہہ پیش آئی کہ چونکہ برقی طاقت سے چلنے والی مشین کا امپریشن [دباؤ] بہت ہلکا ہوتا ہے اسلئے بالکل نیا ٹائپ جب تک چند ہزار کاپیاں اسپر سے چھپ نہ جائیں ' ٹھیک ٹھیک اپنے سواد کو کاغذ پر نہیں لاتا یہی وجہ ہے کہ اس نمبر میں ترکی ٹائپ اپنی خوشنمائی کو پوری طرح ظاہر نہ کرسکا *

ان پریشانیوں کی وجہ سے نہ تو اس نمبر کو اچھی طرح ترتیب دیا جاسکا ' اور نہ مضامین تقسیم و لزومی اختصار کے ساتھہ آسکے : البتہ ایک سرسری اندازہ الہلال کی نسبت کیاجاسکتا ہے - ہم جو کچھہ کر رہے ہیں اسکے لئے نہ تو قدردانی کے متوقع ہیں اور نہ خریداروں کے ہجوم کے : لوگ اگر خریدیں اور پڑھیں تو شکریہ ' نہیں تو شکایت بھی نہیں *

گل فشانند بہ بستر ہمہ چون عرفی و من
مشت خس چیدم و در خانۂ خراب اندازیم

جمع کرتی ہے اور معرفت الٰہی کا ایک بڑا سبق انسان
عزائم کی شکست ہے " عرفت ربی بفسخ العزائم " یہ
پورے چھہ سال کا زمانہ جن واقعات و حوادث کے ساتھہ
گذرا اسکی تفصیل ایک داستان طویل ہے جسکا دہرانا
سامعین کیلیے بیمزہ ہو لیکن بے لطف تو ضرور ہے۔ اس عالم کدۂ
حیات میں ہر لمحہ جو گذرتا ہے، نہیں معلوم کتنی زندگیوں
کے آلام و مصائب کی داستانیں اسمیں ختم ہوتی ہیں۔ اور
کتنی شروع ہوتی ہیں۔ کارخانۂ عالم کی محنت پسندی کا یہی
قانون ہے۔ اور انسان شکایتوں کی آنسو پروا نہیں۔ پھر ان
لاتعد و لاتحصی زندگیوں میں سے صرف ایک بے اثر زندگی کی
ناکامیوں کی کہانی سننے والوں کیلیے کیا دلچسپ ہوسکتی ہے؟

• • •

زندگی کے مشکلات اور مصائب کا سلسلہ ہمیشہ غیر
منقطع رہا۔ ناگہانی حوادث کے پیہم حملوں نے کبھی دم لینے کی
مہلت نہ دی۔ علائق کی زنجیریں جو پیشتر بھی کچھہ کم
مضبوط نہ تھیں۔ شاید دل کی وارفتگی کو بڑھتا دیکھکر اور
زیادہ بھاری کردی گئیں۔ جن افکار و تردّدات کا تصور
بھی طبیعت پر شاق تھا۔ زمانے کے حکم سے برسوں اسمیں
گرفتار رہے۔ صحت و تندرستی۔ جسکے بغیر حیات جاوید کو بھی
کوئی قبول نہ کرے۔ وہ روز اول ہی سے ایک لب مرگ اور
مریض الما زندگی کے ساتھہ دی گئی تھی اور جتنی کچھہ
بھی تھی اس پر بھی دائم المرضی نے غالباً ہمیشہ کیلیے جگہ
بدل لی۔ پھر ان سب سے زیادہ اُمید و انتظار کے دو متضاد
عنصروں کی آمیزش تھی۔ جنمیں سے ہر ایک کا تقاضا
دوسرے کا مخالف تھا۔ انسان کی ساری مصیبتیں اُسکی اُمید
پرستی کا نتیجہ ہیں۔ اور فی الحقیقت یاس میں کامیابی سے بھی
بڑھکر سکون ہے۔ مشکل یہ تھی کہ اُمید کی روشنی ہمیشہ کے لیے
دھیمی کردی جاتی تھی۔ اور یاس و بیم کے دامن کو
ہوا دینے کی اجازت نہ تھی۔ منزل مقصود گو ہمیشہ دور رہا،
مگر نظروں سے کبھی غائب نہوا۔ اور قافلہ گو نظر نہیں آیا،
مگر صدائے جرس نے ہمیشہ اسکے وجود پر شہادت دی۔ میں
اگر قافلۂ و منزل کا ذکر کرتا تھا۔ تو غلط نہ تھا۔ لیکن
رفیقان بے خبر ہنستے تھے کہ منزل کا نشان اور قافلے کا پیش
خیمہ کہاں ہے؟

من گنگ خواب دیدہ و عالم تمام کر
من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش

ومن آیاتہ یریکم البرق خوفاً و طمعاً و ینزل من السماء ماءً
فیحیی بہ الارض بعد موتہا ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون
(۳۰ : ۲۴)

اگرچہ وہ تمام موانع جنکا تعلق خود میری زندگی
سے تھا اب بھی بدستور قائم ہیں اور شاید مشیت الٰہی
یہی ہو کہ آخر تک قائم رہیں لیکن الحمد للہ کہ کام کی
مشکلات ایک حد تک ختم ہوچکی ہیں اور اگر راہ کانٹوں سے
خالی نہیں، تو پاؤں بھی اب زخموں اور آبلوں کے عادی
ہوگئے ہیں۔ فرصت و جمعیت کا انتظار کب تک۔ اور عنقا
کی جستجو میں صحرا نوردی تاکے؟ برسوں اس تلاش محال
میں صرف کردیے۔ اور ہمیشہ ناکامی کے ہاتھہ کامیابی
کو پیغام بھیجا

این رسم و رہ تازہ ز حرمان عہد ماست
عنقا بروزگار کسے نامہ بر نبود

ہمارے وہ احباب جنکو اس ارادے کا علم تھا مگر
میرے حالات کا علم نہ تھا۔ ان گذشتہ سالوں کے اندر طرح
طرح کے خیالات و ظنون سے طعنہ زن رہے۔ بعضوں نے
اس مسلسل تاخیر کو طبیعت کی بے استقلالی و تلون مزاجی
کا نتیجہ سمجھا۔ بعضوں نے قوت ارادی کے ضعف سے اسے
منسوب کیا۔ اور بعض نے تو فیصلہ ہی کردیا کہ فکر و
تصور سے زیادہ اس ارادے کی قسمت میں اور کچھہ نہیں۔
لیکن: ومالہم بہ من علم۔ ان یتبعون الا الظن و ان
الظن لا یغنی من الحق شیئاً ۵۳ : ۲ ولو انہم صبروا حتی تخرج
الیہم لکان خیراً لہم ۴۹ : ۶ و لکن اکثر الناس لا یعلمون
(۵۸ : ۴۴)

گردید مرا نیم ز گرداب، میندیش
کاندر طلب گوہر نایاب نشستیم

• • •

" الہلال " کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا
آغاز ہے اور فضل الٰہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اسی
ارادے کے اعمال مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے۔ ایک
اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کیلیے برقی طاقت سے چلنے
والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ کسی وسیع پریس
کے متعلقات و آلات کی۔ اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار
ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کرسکتا
ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھہ سکے۔

دیکھنے کیلئے بھی نہیں ' کیونکہ جہاں (تغلق آباد) کے ایوانہاے عظمت و شوکت تھے ' وہاں اب زاغ و زغن کا آشیانہ ہے —
و تلک الایام نداولہا بین الناس - اب ہندوستان کے عہد اسلامی کے مناظر یہ ہیں کہ (دہلی مرحوم) میں ہماری گذشتہ زندگی کے قبرستان کا ایک شہر آباد ہے ' سیاحان عالم اس میں چل پھر کر خاک کے تغیر دیکھ لیں ' اور اگر چشم عبرت اور دل درد آشنا رکھتے ہوں تو انقلاب عالم کا ایک سبق لے لیں ' ایسا موثر سبق ' جو شاید دنیا کی کوئی اور قوم نہیں دیسکتی *

تلک آثارنا تدل علینا ، فانظروا بعدنا الى الآثار

* * *

[سید رشید رضا] آئے بھی ' اور چلے بھی گئے ' مگر شاید ہندوستان میں بہت کم لوگ ہونگے ' جو انکی اصلی حیثیت اور حالت سے واقف ہونگے - لیکن اگر ہمکو آفتاب کی روشنی کی خبر نہیں تو یہ ہماری آنکھوں ہی کا قصور ہے ' بد قسمتی سے مسلمانان ہند کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ' جو انکو دنیا کے دوسرے حصوں کے مسلمانوں سے باخبر رکھ سکے ' عربی زبان ہی مسلمانوں کی ایک ایسی بین الملی زبان تھی ' جو مذہبی ضرورت کے اشتراک کی وجہ سے تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے (اسپرنٹو) کا کام دیتی تھی ' مگر عربی زبان اب ہندوستان کے مسلمانوں میں گجرات کے پارسیوں کی فارسی سے زیادہ زندہ نہیں ہے ' شاید بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے ' جب (اللہ) اور (قرآن) کا تلفظ انگریزی مخارج کے آہنگ و صوت میں کیا جائے گا *

(سید رشید رضا) کو آج تمام اسلامی دنیا جانتی ہے ' انگلستان و فرانس کے وہ تمام علمی اور سیاسی حلقے جنکو مشرقی معاملات سے دلچسپی ہے ' اس سے بے خبر نہیں ہیں ' (جاوا) اور (سینگا پور) سے انکے پاس فتوے اور سوالات آتے ہیں ' مگر

ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ صرف عوام اور انگریزی تعلیم یافتہ ' بلکہ علماء و فضلا تک بے خبر ہیں !

* * *

یہ عجیب بات ہے کہ پچھلی صدی کے آخری نصف حصے میں تقریباً تمام ممالک اسلامیہ میں اصلاح و تغیر کیلئے یکساں تحریکیں پیدا ہوئیں ' مگر اس سے بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ مختلف اسلامی ملکوں کی اصلاح و تجدید کی تاریخیں ایک ہی شخص (سید جمال الدین افغانی) کے ظہور سے شروع ہوتی ہیں ' جو فی الحقیقت تاریخ اسلام کے [illegible] کا سب سے بڑا شخص تھا - حالات و افکار کا پیدا کرنا آسان ہے ' مگر حالات و افکار کے بقا و قیام کیلئے اشخاص کا پیدا کرنا مشکل ہے ' اور مصلح کیلئے جن غیر معمولی اوصاف کی ضرورت ہے ان میں اولین وصف یہی ہے ' (سید جمال الدین) کا اصلی کارنامۂ تجدید یہ تھا کہ زمانے نے جونہ انکو کام کرنے کی مہلت بہت کم دی ' لیکن وہ اپنے اندر ایک ایسی قوت تخلیق رکھتا تھا کہ جہاں جاتا تھا اپنی تحریک کو زندہ رکھنے کیلئے نئے (جمال الدین) پیدا کر لیتا تھا ' ترکی میں وہ چند مہینوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکا ' لیکن جو آگ سلگادی تھی ' اسکو پندرہ برس تک برابر ہوا ملتی رہی ' اور بالآخر بھڑک کر شعلہ زن ہوئی ' مصر میں اسکا قیام سال دو سال سے زیادہ نہ رہا ' مگر اتنے عرصے کے اندر ہی (شیخ محمد عبدہ) کو طیار کر دیا ' یہ اس وقت (جامع ازہر) کا ایک ذہین طالب العلم تھا ' لیکن آگے چلکر تمام عربی بولنے اور سمجھنے والی دنیا کا مصلح اعظم ثابت ہوا *

(شیخ محمد عبدہ) جب سید جمال الدین کے حلقۂ درس میں شامل ہوے ' تو یہ مصر کا ایک نہایت نازک وقت تھا '

الاستاذ الامام ' حجة الاسلام ' رئیس المصلحین حضرة الشیخ محمد عبدہ ' رضی اللہ تعالی عنہ

ناموران معرکۂ طرابلس

امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

امیر عبد القادر الجزائری

مراکش میں عربی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور طرابلس معرض خطر میں ہے' ایسی حالت میں قدرتی طور پر افریقہ کے عہد اسلامی کا ماضی قریب یاد آجاتا ہے *

طرابلس میں آج جو بازار قتال گرم ہے الجزائر پوری ایک صدی تک اسمیں مبتلا رہا جو شمالی افریقہ میں سب سے بڑی اسلامی مملکت تھی اور جسکے لئے پہلی صدی ہجری میں عہد نبوت کا مصدقہ یافتہ جزو بنایا گیا تھا۔ مسلسل خونریزیاں' پیہم عہد شکنانہ سفاکیاں' قتل عورات و اطفال' احراق منازل و بلدان ہتک مساجد و اشراف' اور تمام وحشیانہ اور بربری مظالم' جو مسیحی عداوۃ و عصبیت کے لازمی اجزا ہیں' فرانس کے ہاتھوں ایک ایک کرکے الجزائر کی نصف کرور آبادی پر گذر گئے اور بالآخر جانبر نہو سکا' لیکن سنہ ۱۸۳۰ میں جب فلپ لوئس کے تخت نشین ہوتے ہی الحاق الجزائر کا اعلان کیا تو بجھنے والے چراغ نے ایک اخیری سنبھالا لیا یہ امیر عبد القادر الجزائری نامی ایک جانفروش وطن پرست کا ظہور تھا جسکی تہور و شجاعت' عزم و استقلال' اور قومی و دینی زندگی کے یکساں اعلی اوصاف نے ایک سال کے اندر تمام یورپ اور ایشیا کو متوجہ کرلیا *

الجزائر کے [illegible] میں اسکا خاندان دینی ریاست کے لحاظ سے ممتاز تھا' [illegible] قبائل پر اثر رکھتا تھا؛ گورنر الجزائر اسکی طرف رجوع خلائق دیکھکر مخالف ہوگیا اور جلاوطن کردیا گیا اس وقت اسکی عمر بہت چھوٹی تھی - چوبیس برس کی عمر میں جب وطن واپس آیا' تو ملک کی حالت بدل چکی تھی' ہر طرف خونریزی اور سفاکی کا بازار گرم تھا' اور فرانسیسی درندے تمام الجزائر میں پھیل گئے تھے - یہ حالت دیکھکر اسکا جی بھر آیا - آزادی اور حب وطن کی گرمی اتنک الجزائری خون میں باقی تھی - تمام قبائل کو جمع کر کے غیرت دلائی' اور حفظ وطن کیلئے جہاد دفاعی پر بیعت لی' اس وقت الجزائر میں فرانس کے ہاتھ پاؤں نہایت توانا تھے' چالیس ہزار سے زیادہ تو صرف پیادہ فوج تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور چار ہزار سواروں کی تلواریں انکے علاوہ بے نیام تھیں' ساحل پر جنگی جہازوں کا ایک مہیب بیڑہ لنگر انداز تھا جس میں ••

جنگی کشتیاں اور ۳۴۰ جہاز تھے اور یہ سب کئی سو قلعہ شکن توپوں اور بے شمار سامان جنگ سے لدے ہوئے تھے *

اسکے مقابلے میں امیر عبد القادر گویا بالکل نہتا تھا؛ بدوی قبائل کی ایک بے قاعدہ بھیڑ اسکے ارد گرد تھی' آلات جنگ کا کوئی ذخیرہ نہ تھا' اور جو تھے' وہ جدید آلات کے مقابلے میں بیکار تھے' سب سے زیادہ یہ کہ کوئی عمدہ اور محفوظ مقام بھی قبضے میں نہ تھا' اور دشمن تقریباً تمام اطراف ملک میں پھیلا ہوا تھا' لیکن کوئی قوم خواہ کیسی ہی گہری نیند سوئی ہو' اگر آزادی اور حکومت کے خواب کو بھلا نہیں چکی ہے' تو ایک ضعیف سی آواز بھی اسکے جگانے کے لئے کافی ہے' اسلام نے حفظ وطن کی روح جہاد دفاعی کے نام سے اپنے پیروؤں میں ودیعت کی ہے اور اگر وہ نیند سے بیدار ہو تو اسکا دم بیکار نہیں جاسکتا' امیر عبد القادر کی صداے رعد آساے حریت نے تمام الجزائر میں یکایک آگ لگادی سرداران قبائل چاروں طرف سے آآ کر جمع ہوئے تھے' اور شوق شہادت و محبت کی مصیبت میں آتشیں گولوں سے کھیلتے تھے' خود امیر عبد القادر شجاعت و بسالت کی ایک آہنی دیوار تھا جس سے فرانس کی خوفناک طاقت سر ٹکراتی تھی' اور فنا ہوتی تھی' تھوڑے ہی عرصے کے اندر حملہ آور اپنی تمام قیمتی اور مہذب فوج - جہاد کی خون آشام تلواروں کی نذر کرکے مبہوت و سراسیمہ رہگئے *

یورپ میں جب فرانس کی ہزیمتوں کی خبریں شائع ہوئیں' تو ڈیوک آف ولینگٹن تک کو الجزائری کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا - آٹھ نو سال کے اندر اس نے تقریباً کل الجزائر پر قبضہ کرلیا تھا - تمام ساحلی اور اندرونی قلعے فرانسیسی فوج کی لعنت سے پاک ہوگئے تھے - سنہ ۱۸۳۵ سے سنہ ۱۸۳۸ تک فرانس نے ہزیمت و شکست' ذلت و رسوائی' اور ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں دیکھا - سنہ ۱۸۳۷ کے حملے میں تیس ہزار کی جرار فوجیں میطیجہ کے میدان میں اسطرح فنا ہوگئیں' گویا امیر عبد القادر کے طلسم نے انکے دست و پا شل کر دیے تھے -

یہ سب کچھ ہوا' لیکن چراغ میں جب تیل نہو' تو فتیلے کی تنہا فنا پذیر ہستی' کب تک قائم رہسکتی ہے ؟ فی الحقیقت الجزائر کا ہزار سالہ ایوان عظمت گرچکا تھا' باہمی نااتفاقیوں' اور ظلم اور بد اعمالیوں کے جرائیم نے اسکے چوبی ستونوں کو کھوکھلا کردیا تھا - یہ جو کچھ ہوا' گویا سہارا دے دے کر گرتی ہوئی دیواروں کو سنبھالنا تھا - سب سے بڑی چیز مرکز کی

(توفیق پاشا) خدیو نے مصر کے استبداد و مظالم سے تمام ملک برباد و ہلاک ہو رہا تھا ؟ وہ تمام اصلاح و تغییر کے دشمن تھے ' جو اس سے پہلے ولی عہدی کے زمانے میں (سید جمال الدین) سے کیسے کیسے عہد حکومت پر قدم رکھتے ہی فراموش کردیئے تھے ؛ پورا ملک ایک سخت سیاسی بحران کیلئے پوری طرح طیار تھا ' تھوڑے ہی عرصے کے بعد (عربی پاشا) کی فوجی تحریک نے ظہور کیا * اور جمال الدین ابھی (کلکتہ) میں مقیم تھا کہ (تل الکبیر) کے معرکے میں مصر کی قسمت کا فیصلہ جو کچھ ہونا تھا ہوگیا *

(عربی پاشا) کے ساتھہ جو لوگ باسم بغاوت قید کیے گئے ان میں ایک شیخ (محمد عبدہ) بھی تھے ' بالآخر جلاوطنی کی سزا تجویز کی گئی ' اور یہ مصر سے چلے بیروت ' اور وہاں سے (سید جمال الدین)کی طلبی پر (فرانس) چلے گئے *

(پیرس) پہنچکر انہوں نے بمعیت سید جمال الدین مشہور عربی اخبار (العروۃ الوثقی) نکالا جسکے ابھی صرف چودہ ہی پرچے نکلے تھے کہ تمام یورپ کے سیاسی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ' انگلستان نے ہندوستان و مصر میں اسکی اشاعت روک دی ' فرانس نے جزائر و تونس میں قدغن کی ' اور (قصر یلدز)کو ابتدا میں جوش ہوا لیکن پھر اسکی صداے اصلاح و حریت سے ڈر کر ممنوع الاشاعہ قرار دیدیا ' پانچ سال کے بعد (محمد عبدہ) مصر واپس آئے اور اپنی مذہبی اور تعلیمی اصلاح کا سلسلہ شروع کردیا انہوں نے دیکھا کہ مسلمانان عالم پر آج بلا استثنا جو ادبار و تنزل چھایا ہوا ہے وہ گو قومی زندگی کی ہر شاخ میں نمایاں ہو ' مگر اسکا سبب وحید مذہبی جہل کے سوا اور کچھہ نہیں ہے ' تعلیم قرآنی کی جس روح القدس نے تیرہ سو برس ہوے مردہ لاشوں کو زندہ کردیا تھا ' وہ آج بھی نیم جانوں کو طاقت و توانائی بخش سکتی ہے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور و هدی و رحمة للمومنین [۱۰ - ۵۹]

اسلئے انہوں نے اپنی اصلاحی تحریک کی بنیاد تعلیم قرآنی قرار دی ' اور قرآن مجید کے حقائق و معارف پر مقتضیات حالیہ کے مطابق درس دینا شروع کردیا بس بارہ سال کے اندر ہی انکی تحریک کا اثر تمام مصر و شام اور جزائر و مراکو تک پھیل گیا -

محیی السنہ قامع البدعہ حضرۃ الفاضل المصلح السید محمد رشید رضا

درس قرآن کا حلقہ روز بروز وسیع ہونے لگا - اکناف عالم سے ارادت و عقیدت کے عدالین آنے لگیں سلسلۂ تعلیم کی اصلاح اور تقلید و جمود کی مخالفت کی وجہہ سے گو علما نے مخالفت کی (و ہذا التعصب اول قارورۃ کسرت فی الاسلام) لیکن ممالک اسلامیہ کا تمام روشن خیال طبقہ انکے ہمراہ ہوگیا ' علم و فضل کے ساتھہ انکا ایک بہت بڑا وصف ' (جو انہیں ہندوستان و ترکی کے نئے ریفارمروں سے ممتاز کرتا ہے) مذہبی تقدس اور کمال درجہ ورع و اتقا تھا (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ' قدیم علما کی اصلاح کرنا چاہتے تھے ' لیکن نئے گروہ کے الحاد اور فرنگی مآبی سے بھی سخت بیزار تھے

علم و فضل ' خلوص و صداقت ' صبر و استقلال ' اور ان تمام اوصاف ملکوتیہ کے لحاظ سے ' جسے ایک کامل انسان کے خصائل ترکیب پاسکتے ہیں ' انکا وجود ایک آیۃ الہی تھا ' بڑے بڑے امراے مصر اور ارکان حکومت انکے پیرو اور انکی (حزب الاصلاح) میں داخل تھے ' سالہا فرانس میں رہے ' اور پھر متعدد یورپ کا سفر کیا ' خود بھی حکومت مصر کے اونچے درجے کے عہدوں پر ممتاز رہے ' لیکن با وجود اسکے تمام عمر درویشانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کی ' (ڈیوک اف کناٹ) نے جب دریاے نیل کے بند کا افتتاح کیا ' تو شیخ محمد عبدہ کے ذمے ایک اہم ایڈریس کا پیش کرنا تھا ' لیکن جب دروازے پر پہنچے تو یورپین سولجر نے انہیں کوئی (ارہر) کا ملا سمجھکر سختی سے جھڑکدیا ' اور جانے کی اجازت نہیں دی ' جب ڈیوک اف کناٹ کو معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کی اور اس سولجر کو برطرف کردیا ' حالانکہ اس غریب کا کوئی قصور نہ تھا ' خدیو مصر اور شہنشاہ انگلستان کے بھائی کی صحبت میں وہ ایک ایسے شخص کو کیونکر جانے دیتا جسکے پانوں میں انگریزی جوتا تک نہ تھا ؟

آخری مرتبہ جب وہ (خدیو حال) کے ہمراہ انگلستان گئے ' تو (ہربرٹ اسپنسر) زندہ تھا ' یہ ملاقات کیلئے گئے ' تو ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتا رہا ' حالانکہ وقت کے بارے میں اسکا اقتصاد بخل کی حد تک پہنچ گیا تھا ' اور (مسٹر بالفور) کو بھی باوجود سخت کوشش کے دس منٹ سے زیادہ وقت میسر نہ آسکتا تھا *

ایک جلیل القدر مجاہد کے پہنچنے کی سلامی تھی ' جس نے حریف کی چھاؤنی میں اسکا اعلان کردیا - ھوالذی انزل السکینة في قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم ' و للہ جنود السموات و الارض ' و کان اللہ علیما حکیما ۴۸ ' ۲۹ *

۲۰ مئی سے ۱۰ جون تک قسطنطنیہ میں جو خبریں پہنچی ھیں' ان میں خاص طور پر امیر موصوف کی فتحیابیوں کا ذکر ہے' تیونس کے فرنچ ' اور ترکی و مصر کے عربی و ترکی اخبارات میں خود انکے بھیجے ھوے مراسلات بھی چھپ رہے ھیں' اخبار اقدام کی چٹھی ! میں ابھی تمام معرکہ آرائیوں کا نہایت دلچسپ حال لکھا ہے ' ھم انکے مراسلات کا اقتباس ھمیشہ دیا کریں گے *

* * *

پہلی مئی تک وہ علاوہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور مقابلے کے آٹھہ عظیم الشان معرکوں میں شریک ' اور ان میں سے اکثر کے افسر اعلی رہچکے تھے - یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ رومہ کا خبر تقسیم کرنےوالا دفتر اپنے شریفانہ روایات میں بظاھر انسے بالکل بے خبر ہے !

" سعاریب " میں انکا اولین معرکہ نہایت حیرت انگیز ' اور اس نصرۃ الہی کی ایک پر عظمت مثال ہے ' جسکی نظیر گو طرابلس کے میدان میں کمی نہو ' مگر دنیا کی تاریخ میں ناپید ھیں ' وہ صبح کی مقدس تاریکی میں اپنے ساتھیوں اور مجاھدین طرابلس کی ٹکڑی لیکر چل کھڑے ھوے ' مجموعی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی ' اور منزل مقصود غیر متعین ' کیونکہ اسی شب کو یہہ قافلہ طرابلس پہنچا تھا ' اور دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق کوئی عمدہ خبر عثمانی کیمپ میں موجود نہ تھی ' شوق شہادت و ولولۂ شجاعت نے اتنی مہلت نہ دی ' کہ کسی مناسب حملے یا اتفاقی مقابلے کا انتظار کیا جاے بغیر کسی علم و انتظام کے دشمن کی تلاش میں روانہ ھوگئے *

طلوع آفتاب کے ساتھہ ھی دشمن کی موجودگی کے نشانات رھنمائی کرنے لگے ' معاً یہ ... تین ٹکڑوں میں منقسم ھوگئی ' اور سو مجاھدین کا صرف ایک ٹکڑا متجسس و متلاشی آگے بڑھا ' ٹھوڑی ؟ مسافت ؟ ابھی طے کی تھی ' کہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور ھتھیاروں کی جھنکار نے بتلادیا کہ انھیں اب کیا کرنا ھوگا ' قرائن سے معلوم ھوا کہ نمودار ھونے والا گروہ دو تین ھزار سے کسی طرح کم نہیں ' اتنے بڑے مقابلے کی یہاں کسی کو امید نہ تھی ' ایسی حالت میں معمولی طریقہ تو یہ تھا ' کہ کمینگاہ میں چھپ کر بیٹھہ جاتے ' اور جب دشمن بے خبر آگے بڑھجاتا ' تو عقب سے حملہ آور ھوکر ایک مقابلے کے بعد نکل جاتے ' لیکن " امیر عبد القادر " کے جانشین نے سر زمین جہاد کے مقدس میدان میں اپنی اولین ضرب شمشیر کو بزدلانہ کام میں لانا پسند نہیں کیا ' پوری جماعت راستہ روک کر وھیں کھڑی ھوگئی ' اور صبح کی خوشنما مصلے روشن میں جاں‌دادگان راہ شہادت ، نصرة

الہی کا انتظار کرنے لگے ' وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ' و اللہ مع الصابرین ۳ ۹۶ *

دشمن کے انتظار کی گھڑیوں کا ثبات و استقلال بجاے خود انسانی جذبات کے ظہور کی انتہائی نمایش ہے ' جسکی نظیر قوموں کے دماغی جدوجہد میں ھمیشہ نہیں ملسکتی ' لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک پر اثر واقعہ اس موقع پر ظاھر ھوا ' جسے شاید صرف اسلام ھی کی تاریخ پیش کرسکتی ہے ' اگر طرابلس نے اسکی تمام عظیم الشان فتح یابیاں چھین دی لی حالانکہ جب بھی یہہ واقعہ اسکی لازوال اور مقدس عظمت کی شہادت کے لئے کافی ہے *

قوموں اور ملکوں کی عزت اگر زیادہ خون بہانے ' اور انسانی گلوں کے ھاتھہ پاؤں باندھنے میں ھوتی ' تو درندونکے بھٹ ' انسان کی عبادتگاھوں سے زیادہ مقدس ھوتے ' مگر اسکے شرف و تقدیس کا معیار ' الہی اوصاف و ملکوتی اخلاق ھیں ' اگر چند لمحے بھی اسکے میسر آجائیں ' تو وہ خونخوارانہ فتحیابیوں کے ھزار سالوں سے زیادہ افضل ھیں ' لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ۳۰ ' ۹۶ *

دو ھزار مسلح دشمنوں کا گروہ چند لمحوں کے اندر نمودار ھونے والا تھا ' گھوڑونکی ٹاپوں کی آواز ' اور ھتیارونکی جھنکار اب صاف صاف سنائی دینے لگی تھی ' مجاھدین کی تعداد سو سے زیادہ نہ تھی ' کسی طرح کی حفاظت اور پوشیدگی کا موقع نہ تھا ' بے نیام تلواریں سروں پر چمکنے کیلئے آرھی تھیں ' دو ھزار گولیوں کی جگر شگاف بارش ایک لمحہ کے اندر سو لاشیں تڑپا دیسکتی تھیں ' گویا حیات و ممات کی تمام باھمی مسافت لپٹ کر ' ایک لمحہ کے نقطے میں سمٹ گئی تھی ' لیکن یہ سخت و نازک وقت ' یہ یکسر خوف و ھراس ' یہہ مناظر وحشت و اضطراب ' یہہ معائنۂ موت و ھلاکت ' کوئی بھی چیز اس مومن مخلص کو فاطر السموات والارض کی عبادت سے باز نہ رکھہ سکی ' اور اپنے قافلے کی تمام جماعت کے ساتھہ نماز میں مصروف ھوگیا ! خدا نے ان بندونکی تعریف کی تھی ' جنکو تجارت و کار و بار دنیوی کا انہماک ذکر الہی سے مانع نہیں ' رجال لا تلھیھم تجارة و لا بیع عن ذکر اللہ ' مگر یہ وہ بندے ھیں جو دشمن کی تلواروں کے سایے میں بھی اسکی بندگی سے غافل نہیں ھوسکتے ! یہ اسلام کے دور اول کی خصوصیات تھیں ' جنکو خاک طرابلس نے پھر زندہ کردیا ہے

* * *

اللہ اکبر ! یہ بھی کیا منظر تھا ' کہ ایک طرف ننگے نیام تلواریں اور بندوقوں کی گرجیں فضا میں چمک کر ظلم و بزداں فراموشی کا اعلان کررھی تھیں ' دوسری طرف وہ گردنیں ' جو اعلاے کلمة الحق ' اور حفظ ناموس الہی کی راہ میں کٹنے کیلئے بلند کی گئیں تھیں ' ماسوی اللہ سے بے خبر و غافل ھوکر ' بیخودانہ درگاہ الہی میں جھکادی گئی تھیں !

طاقت ہے ' ان تمام چھوٹی چھوٹی حکومتوں کا قلب بات عالی تھا ' لیکن خود اسکی دیواریں ' گو گری نہیں تھیں ' لیکن پلاستر الگ ہو ہو کر گر رہا تھا ' اسے اپنی گرد و پیش سے کب مہلت تھی کہ الجزائر کی طرف گردن پھیرتا ؟ پس ضرور تھا کہ قانون الٰہی صدیوں کی بد اعمالیوں اور غفلت کی آخری سزا کے لئے اس وقت کو مقرر کردے ' واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها ' فحق عليها القول ' فدمرناها تدميرا - ۱۷ : ۱۶ *

سنہ ۱۸۳۰ میں مارشل دوگیدا ۸۰ ہزار یورپ کے انسان بصورت درندوں کا غول لیکر روانہ ہوا ' اور ساحل پر قدم رکھتے ہی جو غدار وحشیوں کی طرح ظلم و سفاکی شروع کردی - قتل و غارت کے سوا اور کوئی لفظ اسکی زبان پر نہیں چڑھتا تھا - ایک دو ماہ کے اندر اس زرخیز مملکت کا یہ حال ہوا کہ تمام شہر جل کے خاکستر کا ڈھیر تھے ' ایک انسانی کو غارت کرچکا تھا ' تو ناتواں عورتوں اور معصوم بچوں کی خون چکاں نعشوں کو روندتا ہوا ' دوسری کی طرف رخ کرتا تھا ' فاذا جاء وعد اولاهما ' بعثنا عليكم عبادا لنا اولى باس شديد ' فجاسوا خلال الديار ' وكان وعدا مفعولا ۱۷ : ۵

اطاعت و انقیاد کے سوا اب چارہ کار کیا تھا ؟ تمام قبایل و شیوخ کو اپنی بد بختی کے آگے سر جھکا نا پڑا ' لیکن جو تلوار اعداے ملت کے دلوں میں اترنے کے لئے بلند ہوئی تھی ' مشکل تھا کہ ازادی وطن کی امیدوں کو قتل کرکے آسانی سے جھک جاتی ' امیر عبد القادر نے اطاعت سے انکار کردیا ' اور سر کر چلا گیا ' وہاں کچھہ دن تک اپنی جمعیت بہم پہنچاتا رہا - پھر سنہ ۳۳ اور سنہ ۴۴ میں متواتر فرانسیسی فوج پر دو حملے کئے ' مگر اب قدرت کا فتوا اسکے خلاف صادر ہو چکا تھا - دونوں مرتبہ حریف کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد شکست ہی ہوئی - بالآخر جب ہر طرف سے مجبور ہوگیا ' تو ڈیوک آمل سے صلح کرنے کے سوا اور کوئی راہ نظر نہیں آئی - صلح کی پہلی شرط تھی کہ امیر سے بالکل تعرض نہیں کیا جائیگا ' اور اسکندریہ یا پیلس جانے کی اجازت دی جائیگی ' لیکن مسیحی تہذیب میں عہد کی پابندی کوئی چیز نہیں ' انگلستان نے نپولین کے ساتھہ واٹرلو میں جو معاہدہ کیا تھا ' ویسا ہی معاہدہ تقیدمہ کے میدان میں الجزائر سے بھی کیا گیا - جوں ہی امیر عبد القادر نے تلوار نیام میں رکھی ' معاً قید کرکے فرانس بھیجدیا گیا ' اور اسکے خاندان اور حرم کی عورتوں کی بے حرمتی کرکے ' انتقام ڈھائی گئی - اس منظر کی تصویریں ابتک پیرس کے ایوانوں کی آرایش ہیں - پانچ سال سخت سے سخت اذیتیں جو کسی قیدی کو یورپ کے قید خانوں میں دیکھ سکتی ہیں ' وہ سب اس وطن پرست کو نصیب ہوئیں ' جب الجزائر کی تمام ملکی طاقت فنا کردی گئی ' اور خوف و ہراس کا کانٹا دل سے نکل گیا ' تو لوئیس نپولین کی رحم دلی نے اسے آزاد کردیا ' اور وہ بروسہ چلا گیا ' پھر کچھہ دنوں اور ملکوں کی خاک چھانی - دل کی سراسیمگی اور وارستگی نے ہر جگہ برداشتہ رکھا - بالآخر دمشق میں گوشہ نشینی اختیار کی - اور سنہ ۱۸۸۳ع میں الجزائر کی ہزار سالہ عظمت ' اور اسلامی حریت کی طرح ' اپنے وجود کو سپرد خاک کر دیا

* * *

اسلامی عروج و زوال کے دونوں افسانہاے حسرت میں سے یہ ایک چھوٹی سی کہانی تھی ' جو اس طرح ختم ہوگئی ' اپنی سرگذشت ادبار کی اسکو گویا ایک سطر سمجھئے ' ہم نے کتنے سکندر اور نپولین پیدا کئے ' جنکے اعجوبوں کا نامون کے نشان دنیا کے چپے چپے پر نمایاں ہیں ' ہماری سرزمین اقبال پر جب شجاعت و کمال کا ابر گرجتا تھا ' تو اسکے ہر قطرے سے سیکڑوں امیر عبد القادر پیدا ہوئے تھے ' لیکن سچ یہ ہے کہ ادبار و ہلاکت کے چہرے پر ذکر اقبال کا غازہ زیب نہیں دیتا و بلوناهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون ۷ : ۱۶۸ و ان في ذلك لآيات ' و ما كان اكثرهم مومنين ۲۶ : ۸ *

حیات بعد الممات

امیر عبد القادر نے اس کارناموں کو ستر سال گذر گئے ' اور الجزائر کی جدوجہد کی سرگذشت افسانۂ کہن ہوگئی ' لیکن تاریخ ہمیشہ اپنے صفحات دہراتی ہے ' اور بہت سی زندگیاں ہیں جو ایک بار مرکر پھر دوبارہ جی اٹھتی ہیں ' تقریباً ایک صدی کے بعد اسی شمالی افریقہ کے دوسرے حصے میں اٹلی کو فرانس کی جانشینی کیلئے ہوس ہوئی ' تو الجزائر کی وطنی جدوجہد کی ابتدائی تاریخ جلد جلد اپنے صفحے دہرانے لگی *

امیر علی پاشا الجزائری

امیر عبد القادر آج طرابلس کے عثمانی کیمپ میں پھر زندہ ہوگیا ہے وہ اپنے تمام مجد العرق اوصاف - عقیدہ کے ساتھہ اپنے خلف الصدق ' امیر علی پاشا الجزائری کی صورت میں موجود ہے ' جنکی جانفروشیوں اور شجاعانہ حملوں سے الجزائر کی تاریخ گویا پھر عود کر آئی ہے *

جنگ طرابلس کا جب اعلان ہوا ' تو امیر موصوف شام میں مقیم تھے ' انہوں نے اسی وقت ایک عرضداشت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی ' اور طرابلس جانے کی اجازت طلب کی ' عرضداشت کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ *

" میرے والد مرحوم امیر عبد القادر نے فرانس کا تیس سال تک مقابلہ کیا تھا ' یقین فرمائیے کہ کم از کم پندرہ سال تک تو میں بھی طرابلس کی خاک کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا " *

انکے پہنچتے ہی مجاہدین میں ہمت و شجاعت کی حیات تازہ پیدا ہوگئی ' اور تمام قبائل طرابلس نے جوش و خروش کے ساتھہ خیر مقدم کیا ' انکے جوش جہاد ' اور حب ملت و وطن کا یہ حال ہے ' کہ جس دن اپنے قافلے کو لیکر پہنچے ' بغیر کسی آرام و توقف کے مصروف کارزار ہوگئے ' صبح کاذب کی تاریکی میں نعرہ ہاے الله اکبر کی ایک ملکی گرج نخلستان بنغازی سے بیک اٹھی ' اور طوفانی ہلاکت بنکر اٹالین کیمپ کے اوپر نمودار ہوئی ' یہ گویا

بھی اسکی جگہہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا جاسکتا تھا - رعد کی گرج کی طرح پیہم نعرہ ہاے تکبیر بلند کرتا اور پھر برق کی سرعت سے چمک کر دوسری جگہہ نمودار ہو جاتا - گویا ہمت و شجاعت نے اسکے دونوں طرف پر لگا دیے تھے - جسکی مدد سے اس مصالۂ جنگ میں ہر طرف سے خوف و ہراس اڑتا تھا اور بندوقوں اور رائفلوں کے نشانے اسکی سرعت پرواز کا ساتھہ دینے سے عاجز تھے ' ایک مرتبہ پندرہ بیس منٹ گذر گئے - اور وہ کسی طرف نظر نہیں آیا ؛ ساتھیوں کو یقین ہو گیا کہ اب کبھی واپس نہ آئیگا - افسر کی موت کا یقین ہمیشہ سپاہیوں کی ہمت پست کر دیتا ہے - اور اکثر موقعوں میں تو بڑی بڑی فوجوں کو صرف ایسے ہی اتفاقات سے ہزیمت ہوئی - تاریخ کی قدیمی روایات میں افسر اعلی کے کام آجانے پر اسکے کپڑے لکڑی کے ڈھانچوں کو پہنا دیے گئے ہیں - مگر مسلمان مجاہد کا حاسہ ' اسکی اور خصوصیات کی طرح اس بارے میں بالکل برعکس ہے - شیر کی شکست ' اسکی فتحیابی سے زیادہ خوفناک ہوتی ہے ' اسی طرح مسلمان مجاہد کو شکست کا یقین ' اور زیادہ باہمت اور بے پروا کر دیتا ہے - جوں ہی مجاہدین کو اپنے امیر جماعت کی شہادت کا یقین ہوا ' وہ نعرۂ جنگ ' جسکی ہر تکرار اپنے اندر شجاعت و دلیری کی ایک حیات تازہ رکھتی ہے ' بلند کر کے ' ایک آخری جاں گسل حملہ کر دیا کہ امیر لشکر کے بعد تو اب زندگی اور کم ضروری ہوگئی ہے - یہ گویا بحر شجاعت کی دو سو موجوں کا طوفانی ہیجان تھا ' جس نے دو ہزار تن کے اس اطالی جہاز کو غرق کر دینے کے لئے ' تہ و بالا کر دیا ' لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت صفوں درہم و برہم کرتی ہوئی دور تک نکل گئی تو دیکھا کہ امیر زندہ و سلامت ایک تودۂ ریگ کی آڑ میں موجود ہیں ' البتہ دو گولیاں دولت شہادت کی سینے میں اصابت ہیں اور گو زخمی ہو چکے ہیں ' مگر قبضۂ شمشیر کے دولاب کی برقی سرعت کسی انسانی ہستی کو [illegible] سے گذرنے نہیں دیتی "

* * *

جو لڑائی دنیا کی انسانی زندگی کے ماتحت ہے ' اسکی فتح و شکست کو بھی اس زندگی کے بقا و فنا پر موقوف ہونا چاہئے لیکن مسلمان مجاہدین کا دائمی قتال کسی انسانی ارادے کے ماتحت نہیں ہوتا ' بلکہ اس نصرت فرما حی و قیوم کی راہ میں ہے ' جسکے لئے کبھی زوال و فنا نہیں : انکا دل دست الہی میں ایک آلۂ معطل ہے - یقلبها کیف یشاء - وہ کسی انسانی افسر کی نہیں ' بلکہ خدا کی فوج ہیں ' جسکو دشمن کا کوئی حربہ ' اور حربے کا کوئی شعلہ زخمی نہیں کرسکتا : و ان جندنا لهم الغالبون ۳۷ - ۱۷۳ - یہ وہ حرف الہی ہے ' کہ انسانوں کی تعداد قلیل پر حکم چلانے والے افسر بجاے خود رہے ' (جبل احد) کے دامن میں انہیں خود خدا کے بھیجے ہوے سید سالار اسلام (صلعم) کی خبر وفات سے آزماکر کہا گیا تھا

و ما محمد الا رسول ' قد خلت من قبله الرسل - افان مات او قتل ' انقلبتم على اعقابكم ؟ و من ينقلب على عقبيه ' فلن يضر الله شيئا ' و سيجزي الله الشاكرين ۹۴ ۱۳ *

یہ عدیم النظیر فتح یابی فی الحقیقت حق اور صداقت کی بخشی ہوئی ما فوق الفطرۃ طاقتوں کا نتیجہ تھی جو اصطلاح قرآنی میں نصرۃ الہی کی جنود مخفی ہے - و انزل جنودا لم تروها و عذب الذين كفروا ۹ - ۲۷ لیکن بظاہر امیر موصوف کی کاردانی اور دشمنوں کی اس بزدلی نے ' جو ہمیشہ ہزیمت اٹھانے کیلئے مستعد رہتی ہے ' اسکی تکمیل کردی - سب سے پہلے پچاس آدمیوں کا نظر آنا ' پھر نماز سے فارغ ہوکر امیر علی کا مع پچاس ساتھیوں کے حملہ آور ہونا ' ابھی سو تلواریں چمک ہی رہی تھیں کہ تازہ دم سواروں کی تیسری جماعت کا ناگہانی آپڑنا ' اور ایک لمحہ بیٹھنے فرصت نہ دینا ' یکے بعد دیگرے یہ واقعات اس طرح پیش آئے ' کہ حیرت و تعجب نے رعب و ہیبت سے ملکر دشمنوں کے حواس گم کردیے - دو سو آدمیوں کو اس بے پروائی سے لڑتے اور بتدریج ظاہر ہوتے دیکھہ کر انہیں یقین ہو گیا کہ کوئی بہت بڑی کمک انکے پیچھے مخفی موجود ہے ' جو اسی طرح یکے بعد دیگرے ظاہر ہوکر قیامت برپا کردے گی - وہ اسی خوف و ہراس کے تذبذب میں تھے کہ شمالی جانب کی تیسری سو آدمیوں کی جماعت کا نعرۂ تکبیر دور سے سنائی دیا : فزلزلوا زلزالا شديدا رعب و اضطراب نے انکو یقین دلایا کہ وہ غیر معلوم مخفی کمک سر پر آگئی ہے - فزاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر - معاً تمام فوج میں گھبراہٹ پھیل گئی ' اور سب کے قدم اس طرح اکھڑے کہ پانچ پانچ میل تک اپنے متعاقبین کی ضربوں سے کٹتے چلے جاتے تھے مگر دم لیکر مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی : والله يؤيد بنصره من يشاء ' ان في ذلك لعبرة لاولي الابصار ' ۳ : ۱۲

آیندہ نمبر میں امیر علی پاشا جزائری کی تصویر مع انکے بعض مشہور معرکوں کی تصویروں کے درج کی جائیگی اور پھر کبھی " احرار اسلام " کے کالم میں (امیر عبد القادر) مرحوم کے حالات مع تصویر شائع کر دیے جائینگے *

عثمانی مجاہد طرابلس

یوز باشی جاوید بک

دنیا میں تلوار اور قلم ایک ہاتھہ میں کم جمع ہوئے ہیں ' تلوار کا آہنی قبضہ شاید اسقدر سخت ہے کہ اسکی گرفت کے بعد انگلیوں میں قلم کی گرفت کی صلاحیت باقی نہیں رہتی ' لیکن سرزمین اسلام کے اعجوبہ زار میں کونسی شے تعجب انگیز نہیں ؟ تخت حکومت ' اور بوریائے درویشی ' گلیم فقر ' اور خلعت شاہنشاہی ؛ محراب عبادت ' اور ایوان سلطانی ؛ دبدبۂ سطوت اور عدل و مساوات ؛ دولت و تجارت ' اور توکل و قناعت ؛ اشتغال

امیر علی مع اپنے ساتھیوں کے نماز میں مصروف تھے اور پچاس مجاہد نگرانی و حفاظت میں، و اذا کنت فیہم، فاقمت لہم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منہم معک و لیاخذوا اسلحتہم فاذا سجدوا فلیکونوا من و رائکم ۴ : ۱۰۲ - یعنی دونوں کی تھیں، لیکن ایک جدا کی بندگی میں مصروف تھی اور دوسری خدا کیلئے اسکے دشمنوں کی نگرانی میں، یکایک دشمنوں کا گروہ عظیم نہایت قریب سے نمودار ہوا ' اسکی کثرت تعداد ' ضروریات جنگ سے تکمیل، ہر طرح کی آمادگی و مستعدی سے معلوم ہوتا تھا ' کہ محض فوجی نقل و حرکت نہیں ہے، بلکہ ایک سخت حملے کا ارادہ کیا گیا ہے جو عثمانی کیمپ کے قرب و جوار میں دن صرف کرکے رات کی تاریکی میں کیا جاتا ' نماز ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور صرف پچاس آدمی حملے کا جواب دیسکتے تھے ' دشمن نے اتنی قلیل جماعت کو سامنے دیکھکر اور ان میں سے بھی نصف کو بیکار پاکر اس زور سے غلغلۂ شادمانی بلند کیا ' گویا روما کا خزانہ مع اسکے نئے قرضوں کے جو فرضی الحاق طرابلس کی قیمت میں دیا گیا ہے چند لمحوں میں واپس ملنے والا ہے !

لیکن مجاہدین کے بیباکانہ نعرۂ اللہ اکبر کی گونج نے انکو ہوش ہو لینے کی زیادہ مہلت نہ دی ' وہ ابھی کسی قدر فاصلے پر رک کر کھڑے تھے کہ معاً فقط پچاس آدمیوں نے برق کی سرعت سے اڑکر حملہ کردیا ' اور گویا چھوٹی چھوٹی پچاس کشتیاں دو ہزار سپاہیوں کے سیلاب میں تیرنے لگیں، انکی اس جسارت اور تیزی نے تھوڑی دیر کیلیئے تمام لشکر کو مبہوت کردیا اور حیرت و تعجب نے سب کے ہاتھہ پاؤں شل کر دیے، لیکن اس عرصے میں پچاس ضربوں نے اپنے سے دگنی تعداد کا خاتمہ کردیا تھا *

* * *

ہنگامۂ رستخیز بلند ' اور شور دار و گیر سے صحرا گونج رہا تھا ' مگر نماز پڑھنے والوں نے پوری جمعیت خاطر سے نماز ختم کی ' اور امیر علی مع اپنے پچاس ساتھیوں کے اس ولولۂ شہادت اور جوش جہاد کے ساتھہ ' جسکے اضطراب نے انہیں رات بھر انتظار کرنے کی بھی مہلت نہ دی تھی ' دوسری مرتبہ تکبیر جہاد بلند کرتے ہوئے، صاعقۂ ہلاکت بنکر صف اعدا پر ٹوٹ پڑے *

دشمن کے محسوس ہوتے ہی سو سو مجاہدین کی دو جماعتیں جو مختلف جہات میں بصورت طاقت محفوظ بیٹھدی گئی تھیں، تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے پہلا گروہ بھی نعرۂ تکبیر سے دلوں کو لرزاتا ہوا آموجود ہوا ' اور اب دو سو مجاہدین مصروف پیکار ہوگئے ' علی نظمی بک ' جو قسطنطنیہ سے مرکزی ہلال احمر کے پہلے وفد میں روانہ ہوئے تھے ' اپنی چٹھی میں لکھتے ہیں "اگر شجاعت و جاں فروشی ' عزم و استقلال ' وطن پرستی اور حفظ ناموس ملۃ کا خون قیمتی ہے ' تو دنیا میں کون حساب کرسکتا ہے کہ طرابلس کی خاک کے ذروں کی کیا قیمت ہوگی ؟ تاریخ دنیائے قدیم کے جن تعجب انگیز واقعات کی تقدیس کرتی ہے ' انسانی فضائل و حسنات کے جن کارناموں کے احترام میں اپنے قیمتی سے قیمتی صفحے دیدیتی ہے ' اور پھر کبھی کبھی گذری ہوئی دنیا کے جن محاسن و کمال کی یاد میں حسرت کے آنسو بہاتی ہے آج طرابلس کی زندگی کے ہر ساعت بلکہ ہر لمحہ میں ہم اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھہ رہے ہیں، امیر علی جزائری کے پہلے معرکے میں دو سو انسان ان دو ہزار تربیت یافتہ سواروں سے ' (جنکی طاقت کے مقابلے میں بزدلی - اور ضعف و بے بسی کے مقابلے میں درندگی - فطرۃ اصلی ہے) بے خوف و ہراس لڑ رہے تھے، یہ کیا شیشے کا پہاڑ کی چٹان سے سر ٹکرانا نہ تھا ؟ لیکن حیران ہوں کہ جو کچھہ میں دیکھتا ہوں بیسویں صدی کی مادی فضا میں پرورش پانے والی دنیا کو کیونکر اسکا یقین دلاؤں ؟ اگر میں کہوں کہ شیشہ و سنگ کے تصادم میں آخر الذکر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، تو یقیناً میں پاگل ہوں، مگر میں کہتا ہوں کہ دو سو صحرا نشین بدویوں نے یورپ کے دو ہزار تربیت یافتہ سپاہیوں سے ' کامل چار گھنٹے تک آگے بڑھنے کی طاقت سلب کردی، اور بالآخر شکست دی ' ایسی ذلت بخش اور رسواکن شکست، کہ سیکڑوں سپاہی سراسیمگی کے فرار میں ایک دوسرے پر گر کے، اپنے ہی سواروں سے روندے گئے، اور جس قہر الہی سے بچکر بھاگنا چاہتے تھے، وہ بالآخر صورت بدلکر دامنگیر ہوگئی " *

دنیا ان واقعات پر شک کرے، یا تعجب، لیکن ہمارے لئے یہ سرگذشتیں کچھہ بھی مستبعد نہیں *

اگر وہ خدا زندہ ہے جس نے یوم بدر و حنین میں اپنی نصرۃ کی نیرنگیاں دکھلائی تھیں لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم و للہ جنود السموات و الارض اور اس ناصری جدا کی طرح فنا پذیر نہیں، جسکو پلاطوس کی رومی عدالت کے فتوے نے مصلوب کردیا تھا ' و اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم، تو وہ آج بھی طرابلس کے میدانوں میں اپنی جنود نصرۃ کے ارسال سے عاجز نہیں ہے بلی ' ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورہم ہذا یمددکم ربکم بخمسۃ الف من الملائکۃ مسومین ۳ : ۱۲۲ *

علی بک اسکے بعد لکھتے ہیں

جس گروہ میں ابتدائے جنگ سے ہر مرد کی شجاعت و بے جگری یکساں و غیر ممیز ہو اسکی سرگذشت میں بالتخصیص کیا لکھا جاسکتا ہے ؟ لیکن اس معرکے میں امیر عبد القادر کا خلف الرشید اول سے آخر تک ایک وجود طلسم تھا انسان خواہ کچھہ ہو - لیکن فولاد یا پتھر کی چٹان نہیں - اور اگر پتھر کے دو سو ستون بھی ہوں تو بھی دو ہزار گولیوں کی مسلسل بارش انکو تھوڑے دیر میں خالی کی چادر بنادے، لیکن یہ صرف امیر جزائری کی بے جگری اور کاردانی تھی - جس نے دو سو دلوں کو اپنی مٹھی میں لیکر اسطرح داد شجاعت دی کہ ان میں کا ہر متنفس - اسکی طرف سے ہر دم پہنچنے والی روح شجاعت کی ایک مسلم صف اپنے یمین و شمال دیکھتا تھا - اور دشمنوں کے سمندر میں مچھلی کے طرح بے خوف تیرتا تھا - خود امیر علی کا یہ حال تھا کہ میدان جنگ میں چند لمحوں کیلئے

ارزار طرابلس

شیخ سلیمان باروني [ملیله] کے عرب مجاهدین کے ساتھہ دشمن کا انتظار کر رہے هیں *

مصر کي ڈاک

— —

طرابلس کا پیغام

شیخ (سلیمان الباروني) عثمانی پارلیمنٹ میں جبل عربي کي طرف سے ممبر هیں ' اور منجمله ان ملت پرستان غیور کے هیں ' جنہوں نے آغاز جنگ سے اپنی زندگي غزوۂ طرابلس کے نذر کردي - گذشته دسمبر میں جب یه طرابلس پہنچے ' تو قبائل عرب میں جہاد کی تحریک ابھی نئی نئی شروع هوئي تهي' اور (انور بک) کسی رفیق و معین کے لئے نہایت مضطر تھے ' انہوں نے پہنچتے هي ابتدائی ایک ماه دورے میں صرف کیا ' اور جب واپس آئے ' تو مجاهدین عرب کے گروہ گروہ آنکے یمین و شمال تھے' آیندہ نمبر میں آنکے متعدد معرکونکي تصاویر (الهلال) میں درج کي جائینگي *

۵ جون کو انہوں نے مقام دهیبات سے مندرجۂ ذیل تار ٹرکی کے تمام اخبارات کے نام روانه کیا هے جو در اصل طرابلس کا تمام عالم اسلامی کے نام پیغام هے —

" میں کامل وثوق ' اور پورے یقین کے ساتھہ کہتا هوں که همارے دشمنوں نے ناکامي کے سوا اور کچھہ نہیں دیکھا ' انکو ایک دن کیلئے بھی فتح و نصرۃ نصیب نہیں هوئي ' اور نه کبھی آینده هو سکتی هے ' وه خداے بزرگ و توانا کی مدد سے همیشه مقہور و مخذول رهیں گے *

دشمن چھه مرتبه اپنے نہایت مہلک و مہیب قواے جنگ کے ساتھه نکلا - اور خشکی و تری - دونوں جانبوں سے هم پر مسلسل آگ برسائي گئی - لیکن الحمد لله که هر مرتبه نا کام و خجل هوکر واپس گیا *

۲۰ مئی کے معرکے میں - میں خود شریک تھا - میری آنکھوں نے مجاهدین کے عزم و ثبات کا جو مرقع دیکھا - اسکو مدۃ العمر فراموش نه کر سکونگا - وه عقلوں کو متحیر کرنے والا - اور عثمانی مفاخر کیلئے ایک نقا نقش منظر تھا *

جب میں (مرقا) اور (حمروں) کی خندقوں کو دیکھنے کیلئے نکلا تو گویا انسانی فضائل کے مجسمے میرے سامنے کھڑے تھے - جب لوٹا تو مجاهدین کی حمیت و حماسه - اور وطن پرستي و جاں نثاري کے مناظر نے میري آنکھوں میں سحر و مباهات کی ٹھنڈک پیدا کردي تھي - اور دل محویت و بیخودی سے قابو میں نه تھا -

عثمانی شان کي عظمت - اور خلافه عظمی کے شرف کے تحفظ کیلئے - مجاهدین کے خود فروشانه اعمال تاریخ عالم میں همیشه یادگار رهیں گے *

اے میرے محترم بھائیو ! تم آج ایک ایسے فیصله کن دن کی صبح میں هو - جسکي شام کے بعد پھر کچھه نہیں هے - اسلامی قلوب کی قسمت آج تمہارے هاتھوں میں هے - تم چاهو - تو انہیں مسرت و انبساط کے بہشت میں پہنچادو - اور چاهو تو همیشه کیلئے حسرت و الم کا ماتم کده بنادو - یہی دن هے - یا تو ملت اسلامی اوج عظمت و علا پر چمک سکتی هے یا حضیض موت و فنا میں قیامت تک کیلئے گمنام هو جاسکتي هے - هاں - یہی آخري یوم الفصل هے - جسکو دونوں حالتوں کیلئے حد فاصل یقین کرو - یا جنگ طرابلس کا خاتمه یا خلافت عثمانیه کے تقسیم کا فاتحه *

میرے عزیز بھائیو - هم کو مت چھوڑو - اور نه نه بھولو که ملت کی سلامتی کے لئے اپنی زندگی کو فدا کرنا حکم الهی هے - اور اُسنے اپنے ثابت قدم بندونکی نصرت کا وعده فرمایا هے - اگر اطالی اپنے ظلم و اعتدا سے باز نہیں آے تو ساحل کی پاسبانی کب تک کرینگے ؟ یه ناگزیر هے که انہیں اپنے ذخائر رسد اور سامان جنگ کو داخلی حصے میں منتقل کرنا پڑیگا - اور پھر اوس کے بعد هماري ایک هي فیصله کن اور محکم ضرب ان کے لئے فیصلۂ قضا کا کام دیگی

لیکن اگر خدا نخواسته تم صلح پر راضی هوگئے' تو همارا وثوق و اعتماد تم پر سے جاتا رهیگا اور اپنے شرف و وقار کے ساتھه همارے دلوں کو بھي زخمي کروگے فرض کرو که تمهاري غیرت نے اسے گوارا بھی کرلیا ' لیکن بتلاؤ که اسکے بعد دنیا کی آزاد قوموں' اور تمام مشرقي ممالک کے آگے کیونکر اپنے چہرے کو بے نقاب کرسکوگے ؟ علی الخصوص تمام عالم اسلامی کی اُن نگراں آنکھوں کو

دنیوی، اور زہد و عبادت، ترقیات مادی، اور تصفیۂ روحانی؛ اعتماد نفس و تدبیر، اور تفویض و اعتقاد تقدیر، غرضکہ سیکڑوں جذبات و اعمال ہمیشہ باہم مخالف چلے آئے ہیں، جنہوں نے سب سے اول اسکے جامع اضداد، دور خصوصیت میں ایک دوسرے سے معانقہ کیا

منجملہ انکے ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تیغ و قلم کی قدیمی مخالفت مٹاکر دونوں کو ایک جگہ جمع کردیا، ممکن ہے کہ دیگر اقوام میں اسکی خال خال مثال ملے، لیکن اسلام کی تاریخ اسکی سیکڑوں مثالوں سے لبریز ہے - اسکے دور عروج میں ہزاروں تصنیفات جہاں مدرسوں کے سنگی حجروں اور مسجدوں کے گرد آلود صحنوں میں ترتیب دی گئی ہیں، وہاں شاہی تخت و ایوان کے طلائی فرش، اور سپہ سالار کے دفتر جنگ میں بھی تمام کے ساتھ قلمدان نے جگہ پائی ہے *

اسلام کی تاریخ میں فتنۂ تاتار سے بڑھکر اور کوئی آفت نہیں آئی، سنہ ۷۰۲ ہجری میں جب (قتلو خان) نوے ہزار فوج کے ساتھ شام پر حملہ آور ہوا، تو علامۂ ابن (تیمیہ) اپنے درس و تدریس کے حجرے میں مصروف تصنیف و تالیف تھے؛ لیکن حملے کی خبر جوں ہی شایع ہوئی قلم کی نوک توڑ کر اٹھ کھڑے ہوے، اسکو شمشیر جہاد کے قبضے سے بدل لیا، سلطان ناصر سے ملکر تمام ملک میں حفظ وطن و دفاع کی تحریک پھیلائی، اور ایک تجربہ کار افسر فوج کی طرح مرج الصفر کے میدان میں داد شجاعت دیکر دشمنوں کو شکست دی *

(صقلیہ) میں قاضی اسد کے جنگی کارنامے اس خصوصیت کی ایک مشہور مثال ہیں *

یہ سچ ہے کہ اب صدیوں سے ان اسلامی خصوصیات کی مثالیں ناپید ہیں، مگر اسکا سبب زمین کا نقص نہیں، بلکہ نشو پذیر تخم کی نا یابی ہے، انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظہور کیلئے خارجی محرکات و موثرات کا محتاج ہے، اور یہی طبیعی احتیاج اسلام کی اصطلاح میں تقدیر اور اذن الہی ہے، جسکے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا، اسلام پر آٹھ سو صدیوں سے جو عالمگیر تنزل چھایا ہوا ہے، اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ قوتوں کے ظہور و تحریک کیلئے ستین لڑائی کے سے حالات و اسباب میسر نہیں، ورنہ اب بھی اسلام کی خاک وہ لعل و جواہر اگل سکتی ہے، جنکی درخشندگی نے چشم عالم کو خیرہ کردیا تھا *

ہجوم خیالات سلسلۂ سخن قائم رکھنے نہیں دیتا، جنگ طرابلس نے گذری ہوئی باتوں کو پھر زندہ کردیا ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اعلان جنگ کے ساتھ ہی سینکڑوں اہل علم اور طالبان درس و تدریس ترکوں نے قلم کی جگہ شمشیر کا رخ دیکھا تو عثمانی دفتر جنگ کی میز کو عرضداشتوں سے بھردیا؛ (مصر) سے والنٹیروں کی جو جماعتیں گئیں ہیں، ان میں ایک بڑی جماعت مدرسوں کے طلبا، اور ارباب قلم کی بھی ہے جو آج (درنہ) اور (عزیزیہ) کے میدان میں تربیت یافتہ سپاہیوں کی طرح لڑ رہی ہے، العلم قاہرہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ " ان مصری والنٹروں نے اپنی شجاعت و کاردانی سے تمام عثمانی سپاہ کو متحیر کردیا ہے"

ایسے ہی وطن پرست اور جان نثار اسلام نوجوانوں میں (بنغازی) اور (درنہ) کا مشہور معرکہ آرا جاوید بک ہے، جسکی (تصویر) آج اس کالم میں درج کی جاتی ہے، جب اٹلی کے حملے کی خبر مشتہر ہوئی، تو یہ فرانس میں مختلف علوم و فنون کی تکمیل میں مصروف تھا، لیکن جنگ کے اعلان کی خبر سنتے ہی اضطراب دلی سے بیقرار ہوگیا، تمام اشغال یکسر ترک کرکے فرانس سے تیونس آیا، اور وہاں سے سینکڑوں ترک و عرب افسروں کی طرح بھیس بدل کر حدود (طرابلس) میں صحیح و سالم داخل ہوگیا *

آجکل کے ترک اہل قلم میں اسکی جگہ ممتاز ہے اکثر بلند پایہ رسائل میں اسکے علمی مضامین شائع ہوے اور تمام علمی حلقوں میں وقعت کی نظر سے دیکھے گئے، (انقلاب عثمانی) کے بعد جب اس نے اپنی مشہور تصنیف " تاریخ انقلاب سیاسی یورپ خصوصاً فرانس ". دو ضخیم جلدوں میں شائع کی تو اسقدر مقبول ہوئی، کہ تین سال کے اندر دو مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہوگئی، لیکن آج اسکی تصویر دیکھئے، تو فرانس کے کسی دار العلوم کی جگہ مدرسہ حربیہ کا تربیت یافتہ جنرل معلوم ہوتا ہے *

(طرابلس) کے مختلف حصص کے اکثر معرکوں میں یہ ابتدا سے شریک کارزار رہا اور ہر میدان سے ناموزانہ و سر بلندانہ پلٹا، اکثر موقعوں میں جب نہایت پرخطر اور مخدوش جنگی خدمات کی ضرورت ہوئی تو سب سے پہلے اسی نے اپنی جگہ سے حرکت کی بارہا ایسا ہوا کہ بھیس بدلکر تن تنہا نکل گیا ہے، اور گھنٹوں اٹالین کیمپ کی سیر کرتا رہا ہے، ایک مرتبہ کسی ایسے ہی مخدوش موقع میں دشمنوں کے سخت محاصرہ میں آگیا تھا، لیکن اپنی بے جگری اور بے باکانہ شجاعت کی وجہ سے صاف بچکر نکل گیا *

درنہ کے بعض سخت معرکے تو اسی کی شجاعت و دلیری سے سرہوے (انور بک) نے اپنی مراسلات میں چند بہادروں کے کارناموں کی خصوصیت کے ساتھ داد دی ہے، ان میں دوسرا نام اسی صاحب تصویر کا ہے متع اللہ الاسلام و المسلمین بحفظ وجودہ و طول حیاتہ

بالاسف - مجھکو عثمانیوں کی محبت و طرفداری - اور حقیقت چھپانے کے الزام سے متہم کیا جاتا ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی جگہ الزام دینے والے بھی معذور ہیں - میں خود بھی ایسا اعتقاد رکھنے کی ہرگز خواہش نہیں رکھتا تھا کہ بزدلی اور نا مردی اس شرمناک درجہ تک پہنچ جائے گی - لیکن اب اپنی آنکھوں کو کیونکر جھٹلاؤں ؟ دیکھتا ہوں - اور باوجود تعجب کے نقل کرنے پر مجبور ہوں *

فی الحقیقت ایک جرار اور خوفناک مغربی فوج کو ایک پراگندہ اور صحرائی بھیڑ کے مقابلہ میں عاجز و خائف سنکر کون یقین کرسکتا ہے ؟ وہ ہر طرح سے مکمل فوج - جسمیں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کا سمندر لہرا رہا ہے - جسکے ۵۲ تجربہ کار اور نامور کمانڈر اپنے سینوں کو طلائی تمغوں سے چھپائے ہوے ہیں - جسکے پاس بیسویں صدی کے قیمتی آلات جنگ کا ایک جنگل ہے - اور جسکے کیمپوں میں توپ کے گولوں اور بندوقوں کی گولیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں اپنے اُس حقیر و ضعیف حریف پر ایک مرتبہ بھی جرأت سے حملہ نہیں کرتی ' جو اس کے جنگی سمندر کے مقابل میں چند قطروں سے زیادہ نہیں - ایک بادیہ نشین وحشی گروہ ! جو چالیس برس سے بھی کم عمر والے چند ترک لڑکوں کے ماتحت ہے - جسکے پاس تقسیم کرنے کیلئے ایک قسم کے پرانے اور کم تعداد اسلحہ بھی نہیں ' جو اسلحہ جس کو میسر آگیا وہی اسکی متاع العمر اور وہی اسکے لئے کرب کی توپ ہے - پھر موجودہ جنگی دور کی اصلی چیز یعنی دور ہی سے گولے برسانے والی اور قلعہ شکن توپوں کی تو انہوں نے صورت تک نہیں دیکھی !

اور پھر کیونکر اس بات کا تسلیم کرلینا ممکن ہے کہ صحراے طرابلس کے دس وحشی بدو ' اٹلی کی جرار پلٹنوں کو ایک لمحہ کے اندر نیچا دکھلا کر فرار کرنے پر مجبور کر دیسکتے ہیں ؟ جبکہ وہ مدتوں کی روپوشی کے بعد ملکی رسالوں کے آڑ میں بڑے ساز و سامان کے ساتھ نکلے ہوں ؟ یقیناً ان عجائب کو بغیر شک و شبہ کے کوئی سامعہ قبول نہیں کرسکتا - یہ خوارق و معجزات ہیں ' جنکو باوجود اپنے سامنے دیکھنے کے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود خواب و خیال معلوم ہونے لگتے ہیں *

اصل بات یہ ہے کہ اُنکی ناکامی کا اصلی باعث خود انکی بزدلی و نامردی ہے اور بس - انہوں نے ابتدا کے ایک دو مقابلوں کے بعد ہی اپنا گویا دائمی جنگی پروگرام یہ بنا لیا ہے کہ ساحلی بیڑہ کے گولوں کی حد پرواز سے ایک بالشت بھر بھی آگے قدم نہ رکھیں - اب انکا یہ پروگرام کوئی راز نہیں رہا اور نہ کسی تفصیل کا محتاج ہے - اسکا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری اطالی چھاونی ' اپنے گھر کے اندر بھی ایک دائمی مصیبت و محنت میں مبتلا ہوگئی ' راحت اور امن و سکینت ان میں سے ایک فرد کو بھی نصیب نہیں ' ہروقت گویا ایک نامعلوم الحال دشمن کا حصار انکی جانوں جانوروں کو گھیرے رہتا ہے ' جسکے خوف سے پا بہ زنجیر قیدی کی طرح ہر حال میں گوشہ گیر اور محصور رہتے ہیں ! لیکن یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا کہ وہ حریف کو محصور کرنے کی جگہ خود محصور ہوگئے ' سب سے بڑا مہلک نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ پوری فوج کی اخلاقی طاقت یکسر اس سے سلب ہوگئی ' ایک سپاہی کیونکر سپاہی رہسکتا ہے جبکہ اسکے افسر ہر وقت اسکو پوشیدہ اور خائف رہنے کی تلقین کرتے ہوں ؟ نڈر اور بے باک ہونا سپاہیانہ زندگی کی اولین شرط ہے ' لیکن جبکہ کسی فوجی گروہ میں کمانڈر کا یہ حکم ہو کہ اپنے طلسمی اور غیر مرئی دشمن کے خوف کے بھوت سے ہر وقت لرزتے رہو ' اور ایسا یقین کرو کہ گویا وہ تمہارے سامنے موجود ہے ' یہاں تک کہ اگر کسی رات کو اڑنے والے صحرائی پرند کی وجہ سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ بھی محسوس ہو ' تو بھی بلاتامل توپوں کو خالی کرنا شروع کردو ' تو ظاہر ہے کہ سپاہیوں کو اپنے ان شجاعانہ احکام دینے والے افسروں پر کس درجہ اعتماد اور بھروسہ ہوگا ؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بمجرد کسی وہمی کھٹکے کے جو خود انکے متخیلہ کا مخلوق ہوتا ہے ' تمام اطالی کیمپ میں کامل سرگرمی کے ساتھ نقل و حرکت شروع ہوجاتی ہے ' اور ہر اطالی فرد اس اضطراب اور بے چینی سے دوڑنے لگتا ہے گویا چند لمحوں کے اندر کسی عظیم الشان جنگی گروہ سے مقابلہ درپیش ہے ' وہ قیمتی گولے جنمیں سے ایک گولے کی قیمت طرابلس کے کئی صحرائی خاندانوں کو مہینوں تک زندہ رکھسکتی ہے ' بغیر تمیز و نشان کے اس بے دردی کے ساتھ فضا میں اڑائے جاتے ہیں گویا یہ دور تک بربار گروہ محض قیمتی آلوں کو پھینک کر اپنی دولت و تمول کی نمائش کے لئے یہاں آیا ہے اور اسے اور کوئی کام درپیش نہیں ' یہ سینکڑوں گولے فضا میں بلند ہوکر پھٹتے ہیں ' مگر انکے شکار کیلئے میلوں تک کوئی انسانی وجود موجود نہیں ہوتا - آغاز جنگ سے اب تک ہزاروں گولے اسی طرح صرف کئے گئے بغیر اسکے کہ ایک متنفس کو بھی نقصان پہنچا ہو *

اطالیوں کی یہ حالت ٹھیک ان چرواہوں کے لڑکوں کے مشابہ ہے جو جنگل کی تاریکی میں کبھی کبھی زور زور سے چیخنے لگتے ہیں - لیکن اس سے مقصود خارج میں کسی سے تخاطب نہیں ہوتا - بلکہ وادی کے بیچ سے جو ترازو کی آوازیں سنائی دیتی ہیں - انکے خوف و رعب کو شور و غل کرکے اپنے دل سے دور کرنا چاہتے ہیں

اسکے مقابلے میں عثمانی کیمپ کی حالت کا بیان کرنا نہایت دلچسپ ہوگا - جبکہ اطالی کیمپ میں اُنکی خیالی اور وہمی صورتیں فوجی طیاری شروع کرادیتی ہیں - یہ خود اطمینان اور سکون کی نیند میں سوتے سوتے مسکرانے لگتے ہیں - سر گولوں تک تو یہاں کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا ' ہاں جب کبھی پانچ سو گولوں کی آوازیں تک نوبت پہنچتی ہے - تو ایسا ہوا ہے کہ بعض سپاہیوں نے تکیے سے سر اٹھاکر چاروں

کو کیا جواب دوگے جو تم سے تمہاری حکومت اور پارلیمنٹ نہیں بلکہ اسلام کے شرف و عظمت کا مطالبہ کریگی ؟

ہم عثمانی پارلیمنٹ کی موجودہ نشست سے کچھ نہیں مانگتے ' مگر یہ' کہ وہ (طرابلس الغرب) کو ہاتھہ سے نہ دے اور اگر اس نے ہمکو چھوڑ دیا تو اس اوار کو صداے تقدیر کی طرح یاد رکھو کہ ہم مع اپنے تمام سرکف جاندادگان شہادت کے اس لوائے مجد و شرف کے نیچے ثابت قدم رہینگے' جسکو (عثمان اول) نے اپنے کاندھے پر رکھا تھا ' اور پھر (محمد) فاتح نے فضاے عالم میں بلند کیا تھا *

تلوار اب ہمارے کاندھے سے اس وقت تک جدا نہیں ہو سکتی جب تک ان دو چیزوں میں سے ایک ہمارے ہاتھہ میں نہو- یا دائمی شرف' یا جام شہادت' تلوار ہم پر اٹھائی گئی ہے تو اب تلوار ہی آخری فیصلہ بھی کرے گی - ہم یہ سب کچھہ اس خداے لایزال کے اعتماد پر کرتے کا دعوا کرتے ہیں' جو اپنے بندوں کی طرح مظلوموں کو نہیں چھوڑتا *

طرابلس باوجود ہر لحاظ سے مفلس ترین ولایت عثمانی ہونے کے' آٹھہ مہینے تک میدان مدافعت میں مستقل اور ثابت قدم رہا اور اسی طرح انشاء اللہ آخر تک رہے گا - دشمنوں کو صحت پر مہر ہے اور اس میدان قتال کے تمام احداث اموات اسکے اثبات و تائید میں متفق ہیں *

اطالی اس کوشش میں ہے کہ طمع و فریب کے اثر سے عرب بدویوں کی ایک جماعت کو رام کریں اور انسے ایک ملکی رسالہ مرتب دیکر کسی طرح عربوں کے حملوں سے بچ سکیں ' اب ایک جماعت اس طرح کی طیار ہوگئی ہے ان میں سے ہر شخص کو چھہ گنی ماہوار تنخواہ دی جاے گی *

کل پہلی مرتبہ یہ رسالہ نکلا - دو پیادہ اطالی رجمنٹیں بھی اسکے ساتھہ تھیں - اطالیوں کے یہ دست حملہ نکلنے کی خبر سنتے ہی عثمانی چھاؤنی میں ہر طرف خوشی پھیل گئی - عرصے کے بعد شکار کے ہاتھہ آنے سے کون شکاری ہے - جو خوش نہوگا ؟ لیکن افسوس کہ یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی *

اطالی لشکر عرب رسالے اور پیادہ اطالی رجمنٹ سے مرکب ہوکر نکلا ' لیکن ابھی راہ ہی میں تھا کہ مجاہدین کی ایک دورہ کرنے والی ٹکڑی سے مڈبھیڑ ہوگئی - یہ گشت لگانے والی جماعتیں عموماً چھوٹے چھوٹے گروہ ہوتے ہیں - اور جب موقعہ ملتا ہے دشمن کی تلاش میں نکل جاتے ہیں - یہ لوگ بھی کوئی تیس تعداد میں نہ تھے البتہ انکا ہر فرد سنگین بار اور ناممکن التسخیر

(عزیزیہ) میں عثمانی کمپ

اُس نے ہر میدان میں شکست دی اور انکے دورخی آلات ناریہ کی شب و روز مسلسل بارش پر کھیلتے ہوئے معرکے سر کیے - وہ باوجود اپنے اس جہنمی سامان کے ساحل چھوڑ کر ایک قدم آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کرسکتے اور اپنے مظلوم حریف کے رعب و داب سے اپنے قلعہ نما خیموں کے اندر لرزتے رہتے ہیں

یہ (طرابلس) کا پیغام ہے جو میں حکومت 'پارلیمنٹ اور تمام ملت عثمانی کے نام روانہ کرتا ہوں (سلیمان الباروني) *

میدان جنگ سے موسیو کولیرا کی چٹھی

قاہرہ کے فرانسیسی اخبار (البدل) کا پرو پرائٹر موسیو (کولدرا) میدان جنگ سے لکھتا ہے —

"جنگ کے میدانوں میں حوادث و واقعات کب اور کس دن نہیں ہوتے ؟ لیکن کل (بنغازی) میں ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جس نے طرابلس میں لڑنے والے اطالیوں کے خصائل و عادات اور حقیقت واقعہ کو بالکل بے نقاب کردیا - یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جسکی کسی طرح تکذیب نہیں ہوسکتی ؛ کیونکہ میں اپنے بات کی صحت و صداقت کو اپنی صحافت پر پیش کرتا ہوں ' موجودہ حالات و حوادث کی صادق زبانی بجاے خود انکی

تھا - انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن اپنی پوری قوت اور سامان کے ساتھہ آرہا ہے - تو فوراً ریتی کے نشیب و فراز اور ریگستانی ٹیلوں میں گوشہ گیر ہوگئے - اور ایک ساتھہ بندوقوں سے آگ برسانی شروع کردی - چند لمحے ابھی پورے نہیں گذرے تھے کہ اطالیوں کے ہوش پراگندہ ہوگئے اور تمام فوج نصف دائرے کی صورت میں ہوکر اُس تیزی کے ساتھہ - جو انسانی طاقت میں ہے - اپنے کیمپ کے طرف روانہ ہوگئی *

یہ گویا ایک محض تماشا تھا - مگر اس تماشے میں بھی ۷ اطالی - اور ۷۰ وطن فروش عرب - جو انکے ہمراہ تھے مقتول ہوے *

طرابلس الغرب میں مہینوں سے جنگ و قتال کی جو چکی چل رہی ہے - اسکے ایک دور حرکی کا یہ نمونہ تھا جس سے اٹلی کے قبضۂ طرابلس کی امیدوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - یہ اُن متمدن حلقوں کی سیر کیلئے ایک نہایت دلچسپ تماشاگاہ ہے جو طرابلس میں اٹلی کو محض تہذیب و تمدن کی تعلیم کیلئے حملہ آور دیکھہ رہے ہیں ؛ حالانکہ وہ آج میدان جنگ میں سپاہیوں کو درس شجاعت دینے سے بھی عاجز ہیں

میدان جنگ سے تار

المؤید قاہرہ کے نام

(بنغازی - ۱۸ جون نقش سے ۲۵ کو روانہ کیا گیا) - آجکل اٹلی کے ہوائی جہاز میدان قتال میں کثرت سے اڑ رہے ہیں ' لیکن خوف و ہراس کی شدت جو اڑانے والوں اور اطالی فوج کی علامت ممتاز ہے حملہ کی جرات نہیں دلاتی - یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا *

تھوڑی دیر کا واقعہ ہے کہ ایک مسلح جنگی جہاز ہمارے کیمپ کی وسیع فضا میں نمودار ہوا اور تو بم کے گولے پھینکے لیکن ایک فرد واحد کو بھی نقصان نہ پہنچا سکا *

اہل عرب کی شجاعت بدستور تاریخ کے خوارق ومعجزات کا حکم رکھتی ہے - ایک عرب ترسوں رات کو دشمن کی جانب گیا اور تنہا انکی قلعہ نما کوٹھی میں داخل ہوکر بے دھڑک حملہ کر دیا ' بہت سے اطالی سپاہی جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر کام کررہے تھے - اس ناگہانی حملے کی نذر ہوے - پھر صحیح و سالم اپنی بندوق کاندھے پر رکھے ہوے اپنے لشکر میں آموجود ہوا - میں نے خود اس عجب بندوق کی زیارت کی ہے *

کل ہماری ایک گشت لگانیوالی جماعت دیکھہ بھال کیلئے نکلی تھی کہ یکا یک (بنغازی) کے باغوں میں ایک اطالی جماعت سے مقابلہ ہوگیا - (بنغازی) کے ان باغوں تک گشت لگاتے چلے جانا فی الحقیقت عرب و عثمانی فوج کے سوا اور کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے - ہمارے کیمپ سے تین ہزار کی ایک قوت فوراً روانہ ہوگئی ' اس امید سے کہ دشمن اپنی جماعت کو مقابلے میں دیکھکر نکلیگا اور عثمانی فوج کو اس بہانے ایک قابل ذکر معرکہ ہاتھہ آجائے گا *

لیکن جب عثمانی فوج موقعہ پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج تو چند گولیاں کھاکر پیشتر ہی بھاگ چکی ہے ؛ اور اطالی اپنے استحکامات کے اندر سے عثمانی فوج کی موجودگی کو دیکھہ رہے ہیں مگر نکلنے کی جرات نہیں *

عثمانی فوج ہر اول کے اس اتفاقی مقابلے میں بھی چند اطالی شکار ہو گئے - اول جملہ ایک افسر' جسکے ماتحت وہ جماعت نکلی تھی *

۲

تین ہزار سپاہیوں کی سرکشی

بنغازی میں اطالیوں سے تلوار رکھدی

بقبق — ۱۹ جون درنہ سے روانہ ہوا ۲۰

دشمن کی جس جماعت نے (بنغازی) میں اپنے تئیں عثمانی فوج کے سپرد کردیا ہے ' انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ سوشیلسٹ عقیدے کے ہیں ؛ اور چونکہ جنگ میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اسلیے کنارہ کش ہوکر ہمارے قبضے میں آگئے ہیں *

انہوں نے عثمانی جنرل کمانڈر کے آگے نہایت اصرار و وثوق سے کہا کہ (بنغازی) میں اس وقت تک انکا نقصان ۲۲ - ہزار تک پہنچ چکا ہے - جنمیں سے تین ہزار سپاہیوں نے تو افسروں کے احکام جنگ کی تعمیل سے انکار کردیا اور (اٹلی) واپس گئے - باقی کچھہ تو مقتول و مجروح ہوے ' اور بہت سے پاگل ہوگئے کثرت توحش و اضطراب ' اور دائمی مصائب اور شب بیداری وغیرہ کی وجہ سے - جنرل کمانڈر (عزیز بک) مصری نے انکے ساتھہ نہایت رعایت و مہربانی کا سلوک کیا اور اس امر کیلئے وسائل احتیاط اختیار کیے کہ باقی سپاہیوں کو جو انکی طرح کنارہ کش ہوکر چلے آنے پر مستعد ہیں' کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے - اسطرح کے لوگوں نے گشت لگانے والی عثمانی فوج کی اپنی صداقت کے ثبوت سے تائید بھی کی *

(قبیلہ عواقیر) کے مجاہدین کی جانفروشانہ شجاعت کی داد نہیں دی جاسکتی - علی الخصوص مصر کے (ملوم بک) سنوسی کا خاندان - جسکے پچھلے معرکوں میں دلیری و خود فروشی کے معجزات دکھلائے - ان میں سے ناصر (عبد السلام) اور اسکے بھائیوں کے سنگین حملے اور بےباکانہ دشمن پر ہجوم ' ہمیشہ یادگار رہیں گے - آخری معرکے (مبن عند ربه) تو اس بے پروائی سے لڑے کہ اپنے تئیں زخمی کردیا - الحمد للہ کہ زخم شدید نہیں - انکی والدہ (ام شداق) تمام عربوں میں مشہور ہے اور اپنے موثر لہجے میں ہمیشہ مجاہدین کو جوش و غیرت دلا دلا کر میدان قتال میں بھیجتی رہتی ہے (انکا نامہ نگار احمد عبد الرحمن) *

النیل قاہرہ کے نام

(موسیو کولیرا) مالک اخبار (النیل) فرانسیسی کی فیاض و رحم دل بیوی ' (مسز کولیرا) جو مصری (انجمن هلال احمر) کے طبی وفد کے ساتھہ طرابلس گئی ہیں - میدان جنگ سے اپنے اخبار کے نام ٹیلیگرام بھیجتی ہیں :—

" آفتاب کی شدید حرارت کے نیچے ہزار عذاب الیم سفر کرنے کے بعد ' اب ہم (درنہ) پہنچ گئے *

(النیل) کے ناظرین (موسیو کولیرا) کے مسلسل مراسلات میں عثمانی کیمپ واقع (سلوم) و (درنہ) و (طبرق) کے حالات پڑھ چکے ہیں مگر اٹالین کیمپ کے حالات - تو وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کبھی کبھی مسافت بعیدہ سے گولوں کے چھوٹنے کی آوازیں آجاتی ہیں جو کسی جنگی مقابلے کی تو خبر نہیں دیتیں البتہ اسطرح کے احتمالات پیدا کردیتی ہیں کہ شاید اٹالین کیمپ سے قریب ہوکر کوئی اونٹھہ گذرا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو کسی پرند نے تو ضرور اپنے پروںکی گرد ضرور جھاڑی ہے *

اٹلی نے طرابلس میں صرف خرچ کرنے ہی کی طاقت دکھلائی ہے ؛ لیکن اہل عرب پر اسکی بارود اور گولوں کی طرح

طرف ایک نظر ڈال لی ہے اور کبھی کبھی ایک دو سپاہی خیمہ سے باہر بھی آکر کھڑے ہوگئے ہیں -

(انور بک) دستور جنگ کی فرصتوں کا پورا وقت سپاہیوں کی تعلیم اور شہر کی فوجی اور ملکی حالت کی اصلاح حال میں صرف کرتے رہتے ہیں - بکباشی مصطفی بک بھی انکے ہمراہ ہمیشہ غیر معلوم اشغال و اعمال میں شب و روز مصروف رہتے ہیں - تمام کاموں میں رازداری انتہا درجہ کی ہے - سوا انکے اور انکے خاص رفیقوں کے ممکن نہیں کہ عثمانی کیمپ کے عام لوگ بھی واقف ہوسکیں

اپنے دن بھر کے کاموں سے فارغ ہوکر عثمانی کیمپ کے تمام لوگ آلات موسیقی کے گرد جمع ہو جایا کرتے ہیں - تا کہ تعب جدال انگیز و کلفت زا سے ایک ہی وقت میں جوش اور سکون دونوں حاصل کریں - انکا فوجی ترانہ بھی نہایت موثر اور دل و دماغ کو بے قابو کردینے والا ہے ' وہ ہمارے وطنی گیتوں کی طرح محض قومی و ملکی مفاخر کی موسیقی ہی نہیں ہے ' بلکہ حریت و وطن پرستی کی ایک دل میں اتر جانے والی صدا ہے ' جسکی تاثیر میں قوم و ملک کی تعریف خارج نہیں ہوسکتی - عثمانی کیمپ میں کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جس نے یہ نغمے نہ سیکھہ لئے ہوں حتی کہ حرمن افسر بھی تعلیم پاکر اس سے ہمیشہ ذوق و کیفیت حاصل کرتے رہتے ہیں *

الشیخ الشریف احمد السنوسی

هدیۂ سلطانی کے جواب میں خط انور بک کے نام

پچھلے دنوں اعلی حضرت (سلطان المعظم) نے شیخ احمد السنوسی کیلئے ایک مرصع شمشیر بطور هدیۂ سلطانی کے بھیجی تھی - یہ شمشیر خاندان آل عثمان میں اعلی سے اعلی جلالت و منزلت کا نشان سمجھی جاتی ہے اور (سیف شرف) کے لقب سے موسوم ہے ' اسکے عطیے سے بڑھکر اور کوئی عزت نہیں جو تخت خلافت عثمانی کی جانب سے کسی کو ملسکتی ہے

اس ہفتے کی مصری ڈاک میں شیخ موصوف کے اس خط کی نقل آگئی ہے جو انہوں نے اس هدیۂ سلطانی کے جواب میں (انور بک) کے نام بھیجا ہے اور شیخ کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو اپنے ہر لفظ سے ظاہر کرتا ہے - وہ لکھتے ہیں :

" من کاتبه عبد ربه و علام استاذه السید المهدي احمد الشریف السنوسی الخطابی الحسنی - الی حضرت شمس المعالی جوالذی اضائت به نواحیها - و المنارالذی تهتدي به ساریها - القرمندان العلم انوربک نوره الله و بعد فه السلام *

بعد حمد و صلواۃ - آپکا مکتوب گرامی پہنچا جو محبت و داد کے نرا ہیں قاطعہ ' اور حضرت ذات شاہانہ کے ان الطاف و احسان کے دلائل واضحہ پر مشتمل تھا جو میرے حال پر مبذول ہے خدا تعالی اپنی نصرۃ سے ہمیشہ خلیفۂ اعظم کی تائید فرمائے آمین *

ہمیشہ اسکے ظل عاطفت میں رعایا امن اور راحت حاصل کرے اور اسکے فضل و احسان سے ہمیشہ متمتع ہوتی رہے شریعۃ محمدیہ اسکی حمایت سے ایک ایسا تختۂ گلستاں رہے جسکی بہار کو خزاں کے حملے سے خوف نہو - اور ملۃ بیضاء اسکی جلال و قوت سے اس طرح محفوظ رہے کہ اعدائے اجانب کے طمع و استیلا سے ہراساں نہو گمراہی و فساد اور فتنۂ و نفاق اسکی سر زمین اقبال سے ہمیشہ دور رہیں بقوله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته ولاتموتن الا و انتم مسلمون و اعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا - خداتعالی ہم کو اور آپکو اتباع کتاب و سنت کی توفیق دے اور اپنی نصرۃ موعودہ کا امیدوار رکھے - بقوله تعالی - ان الله مع الصابرین

ہم کو سید المرسلین (صلعم) کے اس فرمان پر یقین کامل ہے کہ " میری امت میں سے ہمیشہ ایک گروہ حق پر قائم و ظاہر رہیگا مخالفین اسکو کوئی مضرت نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ امر الہی کا وقت ظاہر ہو " خداتعالی نے ہم کو ہمیشہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے مستعد رہنے کا حکم دیا ہے ' جیسا کہ فرمایا ظلم کرنے والے کفار کو قتل کرو ' خدا تمہارے ہاتھوں سے انکو عذاب دلائیگا اور رسوا کریگا ' تم کو انپر فتح و نصرت دیگا ' اور مومنوں کے قلوب کو خوف و تزلزل کے عوارض سے شفا بخشیگا وہ خدا کے بھی دشمن ہیں ' اور تمہارے بھی دشمن ہیں " اور مع ذلک اعتماد جو کچھہ ہے وہ محض اللہ ہی کی نصرت بخشی پر ہے ' بقوله تعالی : " تم کفار پر تیر نہیں چلاتے ہو ' بلکہ خود خدا چلارہا تھا ' اور تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا "

ان گذشتہ مسلمانوں کی حالت پر نظر رکھنی چاہئے جنہوں نے اعدائے اسلام کے مقابلے میں مدتہائے مدید اور سالہائے دراز ایک ایک مقام پر بسر کردیے اور انکے صبر و ثبات میں فرق نہیں آیا ؛ مقابل خواہ کتنی ہی طاقت رکھتا ہو لیکن جنگ کی صبر و استقلال سے طوالت ' اسکو اپنی جگہہ پر قائم نہیں رہنے دیسکتی - اللہ تعالی ہم سب کو نہج قویم اور صراط مستقیم پر استقامت بخشے ' ہمیشہ اسلام کیلئے مسا عدو معاون ' ملت کیلئے دست قوی ' وطن کیلئے قوۃ و جان نثار اور اعدا کیلئے شمشیر برہنہ ثابت ہوں *

میری جانب سے اعلی حضرت کی جناب میں تحیۃ و سلام پہنچا دیجئے اور یقین کیجئے کہ میں خلوت و جلوت اور اوقات اجابت میں ہمیشہ آپ کے لئے دست بدعا ہوں *

(تحریر شب جمعہ ۸ - جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۰ - المعتدین العزیز القدسی احمد بن السید الشریف السنوسی) *

ناممکن تھا - وہ جاں نثار، جو اپنی موت کو اپنے دشمنوں کے وجود سے کم حقیر نہیں سمجھتے، محال تھا کہ مدت کے بعد ایک موقعہ پاکر دشمن کو میدان قتال میں سے چھوڑ دیتے - بھوکے شیر کی طرح مجاہدین کے گروہ بلاتحاشہ ایک ایک اطالی کے تعاقب میں دوڑے چلے گئے اور حربی کے مورچوں اور لاشوں سے تمام راہ پٹ گئی یہاں تک کہ اطالیوں کو اپنے استحکامات میں پہنچکر بھی امن نہیں ملا، متعاقبین انکے حدود کو طے کرکے ساحل تک بڑھتے چلے گئے بعد السعب جب اپنے جہازوں اور (بوکماش) کے برج میں جاکر چھپ گئے، تو منصور لشکر اسلام واپس آیا *

قیمتی اسلحہ، ذخائر جنگ، سامان رسد اور سینکڑوں اشیا مال غنیمت میں اسقدر کثرت سے ہاتھ آئے کہ پہلے کبھی نہیں آئے تھے یہ شکست بھی یادگار اور منجملہ طرابلس کے مخصوص واقعات کے ہے - انکا نقصان بے‌شمار ہوا - صحیح تعداد کا اندازہ محال ہے، کیونکہ میدان جنگ سے زیادہ مقتول و مجروح، بھاگتے ہوئے متعاقبین کے ہاتھ سے ہوئے اور وہ شمار میں نہیں آسکتے میدان میں سینکڑوں لاشیں تو اسی وقت انہوں نے گاڑیوں میں لادلی تہیں - ہمارا نقصان اتنا ہوا ۳ مجاہد شہید اور ۲ - مجروح ہوئے *

یہ فی الحقیقت ایک الہی معجزہ اور محض نصرۃ الٰہی تھی - جن آنکھوں نے میری طرح اس خارق عادت واقعہ کو نہیں دیکھا، مشکل ہے کہ میں انکو اپنی صداقت کا یقین دلا سکوں لیکن خدائے عظیم و برتر کی قسم کھاکر اپنے ایک ایک لفظ کا یقین دلاتا ہوں، میں عین میدان قتال میں موجود تھا، اور جوکچھ لکھ رہا ہوں اسپر وہ علیم و رقیب شاہد ہے *

۲

شیخ سنوسی کا استقبال

(شیخ سنوسی) کی تشریف آوری کی خبر سنکر (انور بک) نے جو جماعت استقبال (جغبوب) روانہ کی تھی - اسمیں علاوہ عام افسروں اور سپاہیوں مندرجہ ذیل اشخاص تھے - نوری بک ڈاکٹر عبد الغنی بک زادہ ڈاکٹر عبد الکریم بک - حسین حامد بک - شیخ نے کمال احترام اور عزت سے اس جماعت کی پذیرائی کی اور عنقریب (جغبوب) سے روانہ ہونے والے ہیں *

انگلش میل

* * *

اگر اس ہفتے کی خبروں کو پہلی جون سے شروع کیا جائے تو ۲۸ جون کو (ابوکماش) میں ایک سخت لڑائی ہوئی، چھ ہزار ترکوں پر اٹالین فوج نے حملہ کیا، ترکوں کا کیمپ بالکل تباہ ہوگیا اور ۵ سو شہید و مجروح ہوئے (روما ۲۹) اس غیر المنتظر فتح یابی سے اٹلی کے قومی مفاخر اور ملی غرور شرف کے جذبات متحرک ہوگئے پارلیمنٹ میں قومی گرمجوشی کا طوفان بپا رہا - (۲۹ جون) لیکن پھر بھی ضعیف و معطل ترک جنگی ۲ ہزار کی جمعیت کل چند گھنٹوں کے اندر اٹالین سنگینوں کی نوکوں سے زخمی ہوکے ہوئے بھاگ گئے تھے، آج یکایک زندگی کی ایک کروٹ لیتے ہیں، اور ایک خندق کی پناہ کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اور گو تین جنگی جہاز مسلسل آگ برسانے رہے، اور اٹلی کی پوری تین ڈویژن مقابل ہوئی لیکن پھر بھی ۱۰۵ اطالیوں کو مقتول اور ۹۸ کو زخمی کرکے میدان جنگ سے منہ موڑتے ہیں لیکن اسکا سبب یہ تھا کہ انہیں رات بھر میں تازہ کمک پہنچ گئی تھی، اور خواہ کچھ ہو، پھر بھی انکے مقتول اٹلی کے مقتولوں سے ۹۵ زیادہ ہوئے، گو زخمی ۹۸ کے مقابلے میں صرف ۲۴ - (۳۰ جون)

اسکے بعد ایک ہفتہ تک بالکل خاموشی رہتی ہے، لیکن ۹ - جولائی کو روما کی خبر رسانی کے صادق البیان دفتر کی لبیں ہلتی ہیں اور اپنی عظیم الشان نصرت کا ایک نے پروا اور عادی فتح یاب کی طرح، نہایت مختصر، مگر جامع لفظوں میں اعلان کرتا ہے ایک شدید معرکے کے بعد اٹالین فوج نے (مصراتہ) پر قبضہ کر لیا، ترکوں اور عربوں کی طرف سے گو سخت مدافعت ہوئی مگر حملہ آوروں کی سنگینوں کے آگے کچھ نہ چل سکی، انکے صرف ۹ آدمی مقتول مگر ۱۲۱ زخمی ہوئے —

یہ (روما) کی روایات ہیں جو اس ہفتے دنیا کو سنائی گئیں (ابوکماش) کی فتح پر اٹلی کی پارلیمنٹ میں قومی مسرت و شادمانی کا طوفان اٹھا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ طرابلس کے اٹالین کیمپ میں نصرت و کامیابی کی جو دائمی خشک سالی ہے اسکی کچھ نہ کچھ تلافی ہونی ہی چاہئے

بہرحال اب یہ کہنا ضروری نہیں رہا کہ یہ خبریں کہاں تک ہمکو صحیح بارہ حالات کی خبر دیسکتی ہیں ؟ (مصراتہ) اسمیں شک نہیں کہ طرابلس کا ایک قیمتی جنگی مقام تھا، مگر صحیح حالات کیلئے مصر اور ترکی کی ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

عالم اسلامی

اسلامی ممالک کی عام خبروں میں (مصر) کی (حزب الوطنی) کے بارہ مصائب قابل ذکر ہیں، (لارڈ کچنر) ان انتظامات سے فارغ ہوگئے، جنکی مصر میں جنگ طرابلس کے لحاظ سے ضرورت تھی، اب انکی دلچسپی اور اثبات وجود کیلئے اور کوئی نہ کوئی مشغلہ ہونا چاہئے *

سب سے پہلے یہ نیا سلسلہ (فرید بک) سے شروع ہوا جو (مصطفی کامل) کا جانشین، اور (حزب الوطنی) کا پریسیڈنٹ ہے، اور اسکے بعد (عبد العزیز جاویش) پر نظر انتخاب پڑی، جو آکسفورڈ یونیورسٹی کا سابق عربی پروفیسر اور (العلم) کا اڈیٹر تھا، ان دونوں پر مقدمات قائم کئے گئے لیکن مقدمے سے پہلے ہی

طلائی بخششیں بھی بیکار ثابت ہوئیں ' وہ جسقدر سازشیں اور پر فریب کوششیں انکے ملانے کی کرتی ہے ' اتناہی انکی استقامت بڑھتی جاتی ہے ؛ جسقدر اطالی جاسوس غداری کے پیغامات لیکر گئے انکو عربوں نے پکڑکر (انور بک) کے پاس (درنہ) میں بھیجدیا اور جو کچھہ رشوت اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی عثمانی کیمپ کے سپرد کردیے - اس طرح کے واقعات سے اب کوئی دن خالی نہیں جاتا ؛ یہ عثمانی کیمپ کی فتوحات مالی کا ایک نہایت مفید ذریعہ ہوگیا ہے ' اگر کسی دن نقد روپیہ ہاتھہ نہیں آتا ' تو مضائقہ نہیں ؛ کیونکہ اسکی جگہ بکثرت عمدہ رسد اور طرح طرح کی کھانے پینے کی قیمتی اشیا انکے پاس پہنچ جاتی ہیں اور عثمانی رسد خانے میں داخل ہوجاتی ہیں - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ جون ہمیں اطالی کیمپ سے بھیجی ہوئی ' یہ اشیاے پر تکلف کھانی ہیں جو ایک دن پیشتر وہاں پہنچی تھیں - میں نے جنرل کمانڈر سے جب کہا کہ اطالی کیمپ کے ذرائع رسد کو کسی طرح مسدود کرنا چاہئے کیونکہ اٹلی سے انہیں بغیر کسی روک کے بکثرت ذخائر پہنچتے رہتے ہیں ' تو اس نے کہا ہرگز نہیں ' یہ تو خود اپنے ہاتھوں اپنا دستر خوان الٹ دینا ہوگا *

ہر روز ہمارے لشکر میں اطالی چھاؤنی سے چھینی اور اڑائی ہوئی طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور جدید آلات و ادوات لاکر ڈھیر کی جاتی ہیں - پچھلے آخری دنوں میں عثمانی کیمپ نے (طبروق) سے (درنہ) تک ٹیلیفون لگا کر دو بڑے فوجی مرکزوں کو باہم متصل کردیا ہے ' آپ تعجب کریں گے کہ اسکے لئے جسقدر کھمبے گاڑے گئے ' وہ سب کے سب اطالی کیمپ کی فتوحات سے ہیں !

عثمانی اپنی ایک گولی بھی بیکار ضائع کرنا نہیں چاہیے ' اور دشمن کی بزدلی سے انکو ضرورت بھی پیش نہیں آتی ' کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے قلعوں میں متحصن رہتے ہیں اور خواہ عرب کتنا ہی چھیڑ چھیڑ کر نکالنا چاہیں مگر قدم باہر نہیں نکالتے *

عرب مجاہدین کی آجکل اسکے سوا اور کوئی آرزو نہیں کہ کسی طرح اطالی قلعوں سے نکلیں اور تھوڑی دیر کیلئے بھی جم کر مقابلہ کریں ' وہ امیدیں اور کوششیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور کوئی نہ کوئی چھوٹی سی جماعت نکلکر اطالین کیمپ کی طرف چلی جاتی ہے اور انکے قلعوں سے چند گز کے فاصلے پر پہنچکر اپنی تمام طاقت صرف کردیتی ہے کہ کسی طرح دشمن آمادۂ مقابلہ ہوکر باہر نکلے ' لیکن انہیں اسکے سوا اور کچھہ نہیں آتا کہ عربوں کو دیکھتے ہی توپوں کو مشغلہ لگادیں ' اور بھی ایک کام رہگیا ہے جسمیں اب ڈیڑھ لاکھہ اٹالین فوج مصروف رہکر ' اپنے ورود طرابلس کی قیمت وصول کررہی ہے *

لیکن اگر انکا خیال ہے کہ توپوں کی گھڑگھڑاہٹ سے انکا دشمن بھاگ جائیگا تو وہ سخت غلطی میں ہیں ' کیونکہ عرب مجاہد ایک سد جنگی طبیعت ہے جسکو بارود کی بوے بڑھکر اور کسی چیز سے تعریض نہیں ہوتی - وہ جب دیکھہ لیتا ہے کہ گولہ باری اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتی تو اسکی آواز کا شوق و کیفیت کے ساتھہ عادی ہوجاتا ہے ' یہاں تک کہ اگر کوئی دن اسکی صداؤں کے نغمات سے خالی جاتا ہے تو افسردہ خاطر ہوجاتا ہے *

اسکے جنگی خصائل میں یہ داخل ہے کہ اگر وہ زخمی ہوتا ہے تو زخموںکی مرہم پٹی کرکے معاً پھر میدان جنگ میں آکر مصروف کارزار ہوجاتا ہے ' اور اگر زخم شدید ہوے ہیں تو بھی صرف اتنی دیر کیلئے میدان جنگ سے غیر حاضر رہتا ہے جو معالجہ کا کم سے کم وقت ہوسکتا ہے اور پھر ہر حال میں جاں نثاری کا ولولہ اسکی پیشانی پر چمکتا رہتا ہے -

خلاصۂ احوال یہ ہے کہ عرب اور عثمانی ہمیشہ دشمن پر حملہ و ہجوم ' اور اٹالین ہر حال میں قلعوں کے اندر سے اپنا ذخائر جنگ خالی کرتے رہتے ہیں *

اٹالین جنرل رسانی کی کمپنی کی بے تکان کذب بیانیوں پر حیران ہوں ' معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی مقتولین و مجروحین کی تعداد لکھتے ہوے ہمیشہ اعداد کی دہنی جانب کو نقطوں کے خط سے خوشنما بناتی رہتی ہے - میرے لئے اس امر کا ثبوت واعلان بالکل آسان ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو دھوکا دیتی ہے اور اسکا کوئی بیان کذب و فریب سے خالی نہیں - میں جب سے پہنچی ہوں' عثمانی شفا خانوں میں شب و روز وقت بسر کرتی ہوں ہر لڑائی کے بعد جسقدر زخمی سپاہ واپس آتی ہے ، وہ مجھسے پوشیدہ نہیں رہسکتی ' میں عنقریب تفصیلی اعداد و شمار سے آپکو اطلاع دونگی اس وقت آپ اٹالین ایجنسی کی کذب بیانیوں کا اندازہ کرسکیں گے *

قسطنطنیہ کی ڈاک

صباح کے د'

نصرت الہی کا ایک معجزہ ' اطالیوں کی بے شمار ہلاکت

۳۱ - مئی کے معرکے کی تفصیل

از سیدی سعید ۱۰ - جون

۳۱ مئی کو (بوکماش) اور (فروہ) کے قریب سخت لڑائی ہوئی اطالی فوج کے تین حصے تین مختلف سمتوں پر نکلے تھے - ایک گروہ (سیدی سعید) کی طرف جا رہا تھا جسپر وہاں کے عربی کیمپ کے مجاہدین ٹوٹ پڑے ' دوسرا گروہ (بوکماش) کی جانب نکلا تھا کہ (صلیلہ) کے عربوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ' تیسرا گروہ مغربی حصے کی طرف جو (تونس) کی سرحد کی جانب واقع ہے جارہا تھا مگر (طویلۂ عرالہ) کے مجاہدین نے حملہ کردیا *

دشمن کی ان افواج کے ساتھہ پانچ موٹر توپیں تھیں اور پندرہ گاڑیاں ' تینوں جانب سخت و شدید معرکہ ہوا وہ اپنی طبیعت ثانیہ کے مطابق تین گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرسکے اور ایک یادگار و ذلیل کی شکست کے ساتھہ بھاگ گئے ' لیکن مجاہدین کا ہیجان و غضب اب اس حد تک پہنچ گیا تھا جسکو روکنا انسانی طاقت سے

(آئینده نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار هیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاهیر)

١ امیر عبدالقادر الجزائری

٢ ابو الاحرار مدحت پاشا

٣ سید احمد السنوسی

٤ سید ادریسی امام یمن

٥ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

٦ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

٧ جنرالسیمی محمود شوکت پاشا

٨ مجاهد دستور و حریت نیازی بک

٩ ابراهیم برنا بک کمانڈر سرحدی طرابلس

١٠ ڈاکٹر بہاد سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

١١ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

١٢ قسطنطنیه کی موجوده وزارت

١٣ ایرانی مجاهدین کا خیمه سرا

١٤ ایرانی مجاهدین کا حمله

١٥ ترک ناسی سپاهی ے

١٦ منصور پاشا معروف بخاری

(مناظر جنگ)

٧١ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

١٨ اٹلین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

٩ طبرق کا معرکه

٢٠ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

٢١ تدروف تنگ کی شکسته دیواریں

٢٢ روڈس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین تہذیب

٢٣ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر

٢٥ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

٢٢ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

٢٧ ادر بائیجان میں روسی داخله

٢٨ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

٢٩ قبائل مراکش کا قتل عام

٣٠ طنجه میں قبائل کا حمله

٣١ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

٣٢ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

٣٣ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

٣٤ عید دستور

٣٥ روڈس کے بعض مناظر

٣٦ ڈارڈینلز کا ایک منظر

٣٧ هلال احمر مصر کا گروپ

٣٨ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

٣٩ دوبعه میں ایک اسلامی ادبی تدبر

٤٠ سنه ٧٠ هجری کی ایک تحریر کا عکس

٤١ حکیم مومن خاں "مومن"

٤٢ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

٤٣ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

٤٤ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

٤٥ بہادر شاہ کا بستر مرگ

پوشیدہ قسطنطنیہ نکل گئے ' وہاں سے (الہلال العثمانی) نیا روزانہ اخبار انہیں دو شخصوں نے جاری کیا ہے *

۳ - اور ۴ - کی تاربرقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اور لوگ بھی گرفتار ہوے ہیں' جنہوں نے (لارڈ کچنر) [خدیو] اور [وزیر اعظم] مصر کے خلاف کوئی " سخت اندیشہ ناک " سازش کی تھی ' اور اُن میں دو مشہور وطنی ہیں - غالباً انمیں سے ایک تو (اسماعیل رضا) ہوگا ' جس نے حال میں (سعد پاشا زغلول) کے مستعفی ہوجانے پر مسلسل مضامین شائع کیے تھے اور پھر جب (شبین الکوم) کے جلسے میں عربی قصائد (لارڈ کچنر) کی مدح میں پڑھے گئے ' تو انکے جواب میں نظمیں لکھیں تھیں *

لارڈ کچنر کے تقرر کے وقت ہاوس اف کامنز کے نکتہ چین ممبر متعجب تھے کہ ایک ملکی عہدے سے ایک ازسرتاپا فوجی طبیعت کو کیا تعلق ؟ مگر بقول مسٹر [بلنٹ] کے . انکو اسکی علت دریافت کرنے کیلیے زیادہ دیر تک انتظار کرنا نہیں پڑا اور جنگ طرابلس سے معاً خفیہ منصوبے اور قرار داد بے نقاب ہوگئے' بعض موقعوں میں ملکی عہدوں کیلئے بھی فوجی طبیعت کی خشونت اور سختی مطلوب ہوتی ہے اور شاید برطانیہ کو مصر میں اپنی جدید پالیسی کیلئے اسی کی ضرورت تھی ؛ لیکن تاہم پولیٹکل امیدوں کی جڑ جب کسی زمین میں اپنی جگہہ پیدا کرلے تو پھر اسکے زیر زمین ریشوں کا شمار آسان نہیں ' مصر کی وطنی امیدونکی خواہ کتنی ہی تحقیر کی جائے ' لیکن وہ اب اپنی ابتدائی منزل سے گذر چکی ہے *

اب قسطنطنیہ جولائی سنہ ۱۸۹۸ سے پہلے کا قسطنطنیہ نہیں رہا ' جب مصر کے پولیٹکل مغروروں کو حریت کی ہوا ہونکے قدیمی ملجا [جنیوا] میں پناہ ڈھونڈھنی پڑتی تھی' اب مصری وطن پرستوں کی جمعیت وہاں روز بروز بڑھتی جاتی ہے ' [الہلال العثمانی] کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب باقاعدہ طور پر [حزب الوطن] کا مرکز قاہرہ سے قسطنطنیہ میں منتقل کردیا جائیگا *

شوکت پاشا کا استعفا
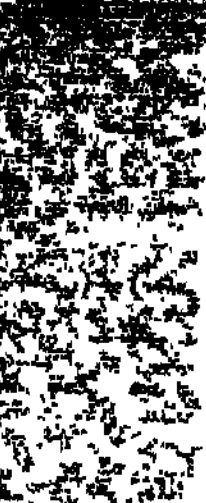
لیکن اس ہفتے کی تار برقیوں میں سب سے زیادہ اہم خبر' ترکی کے نئے فوجی دور کے روح رواں [محمود شوکت پاشا] کا وزارت جنگ سے استعفا ہے ' اور اسکی وجہ جو بتلائی گئی ہے وہ بالکل غیر تشفی بخش ہے یعنے [البانیا] میں ظہور فساد سے اُنکی شان میں فرق آگیا تھا ' اسلیے مستعفی ہوگئے *

محمود شوکت پاشا کا استعفا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے ' تعجب یہ ہے کہ گذشتہ چارسال کے اندر سخت سے سخت نازک موقع پیش آئے اور [کرنیل صادق بے] کے واقعہ میں تو پارٹیوں کے نزاعات اور فوجی جماعتوں کے سیاسی اشتغال کے مسئلہ کی پیچیدگی نے انکے عہدۂ وزارت کو ایک زلزلۂ عظیم میں ڈالدیا - لیکن پھر بھی انکو جنبش نہ ہوئی ' اور زور کے ساتھہ اپنی جگہہ پر قائم رہے ' اب ایک ایسے نازک وقت میں کہ عثمانی شرف و عزت کا فیصلہ کرنے والا ہے ' انکا علحدہ ہوجانا بغیر کسی شدید تغیر کے ممکن نہیں *

فوجی بغاوت کی جو خبریں گذشتہ ہفتے شائع ہوی تھیں ' ۵ جولائی کا تار اُسکے متعلق اطمینان انگیز لفظوں میں خبر دیتا ہے کہ " امید افزا حدثات رونما ہونے لگے ہیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ فوجی بے وفائی کی شہرت یافتہ خبروںکا غالب حصہ مبالغہ آمیز ہے "

(البانیا) کے فساد کی خبریں بھی یقیناً مبالغہ سے خالی نہیں ' اور جسقدر بھی ہے ' اُسکو طرابلس کے حالات جنگ کے ساتھہ رکھکر دیکھنا چاہئے ' عثمانی گورنمنٹ پورے استحکام سے سرگرم انتظام ہے ' کئی طاقتور فوجی گروہ مقدونیہ اور سالونیکا روانہ کئے جا چکے ہیں ' ہم آئندہ نمبر میں اِن حالات کے متعلق کافی تفصیل سے بحث کرینگے *

ترکی اور اٹلی کی صلح

دول یورپ اپنی سعی صلح کو بظاہر ابتدائی حالت میں چھوڑ چکے تھے ' مگر ۱۱ - جولائی کو (ریوٹر) قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ

" قابل اعتماد ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب جنگ کا خاتمہ ہو جائےگا ' آثار و علائم نمودار ہوچکے ہیں ؛ (سعید پاشا) ۳ جولائی کو (وائنا) روانہ ہو گئے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں بلا واسطہ باہم قرار داد ممکن الوقوع ہے ——— "

یہ یقینی ہے کہ (اٹلی) کیلئے اب صلح کے سوا اور کوئی راہ نجات نہیں ' مگر (ترکی) کے سامنے بھی صرف ایک ہی راستہ کشادہ ہے ' گو اٹلی نے ترکی کے ایک افریقی علاقے پر ڈاکہ مارنا چاہا ہو لیکن اب وہ ایک عربی قبائل کی جنگ ' اور اسلامی شرف و بقا کے مسئلہ کے سامنے آکر پھنس گئی ہے ' اور اگر ترکی اپنی عزت کی پروا بھی نہ کرے توبھی طرابلس اسلامی و عربی شرف کو ہاتھہ سے نہیں دیسکتا - اسی نمبر میں ناظرین شیخ (سلیمان بارونی) کی زبانی طرابلس نے عربی کیمپ کا پیغام پڑھچکے ہونگے ' اور (انور بک) اس سے پہلے بعینہٖ یہی پیغام پہنچا چکے ہیں ' پس اگر [صلح] کے آثار صحیح اور قابل اعتماد ہیں ' تو اسکے یہ معنے ہوے چاہئیں کہ اٹلی ترک طرابلس پر راضی ہوجانے کا اقرار کر لینے تک آگئی ہے ' ورنہ بظاہر حال کوئی دوسری صورت ممکن الوقوع نہیں ' [صلح] کے امکان و عدم امکان کے گرد و پیش متعدد اہم مسائل ہیں ' اس بارے میں ہم آئندہ نمبر میں [طنین] اور [اقدام] اور [محمود شوکت پاشا] کے آخری اظہارات کا ترجمہ کرینگے -

[الہلال] ایلکٹرکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ - مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا

ا ایراب سلام

الحریت فی الاسلام

(۱)

یا صاحبی السجن ! ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ؟ ماتعبدون من دونه الا اسماء ' سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بها من سلطان ' ان الحکم الا للہ ' امر الا تعبدوا الا ایاہ ' ذالک الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ ۴۱)

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے ' اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد کے ساتھہ جھکاتا ہے ' اتناہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سر بلند و مغرور کردیتا ہے ' دنیا کی کوئی طاقت اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی ' وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرمان برداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے ' (اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھہ حکومت خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تفرقہ و مزدوری کی وہ تمام بیڑیاں ' جنکے بوجھہ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہوگئے تھے ' کٹ کٹکر گرگئیں ' لیکن یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے ' اور جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے ' اُسے زیادہ بوجھل بیڑیاں آج خود اُنکے پاؤں کا زیور ہیں ؟

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ؟ کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے اُسکے وسط و آخر کے مقابل میں غلط اور پر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر سچ ہیں تو کیا اسلام کے مشن کی گھڑی ' چند ب سالوں ہی تک کیلئے کوکی گئي تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

پچھلے پانچ سالوں کے اندر تمام اسلامي ممالک میں حمہوریت اور آزادی کی تحریکیں سرسبز ہوئیں ' ایران اور ترکي میں پارلیمنٹیں قائم ہوگئیں ' اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکي تعلیم کا اصلي منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثماني) پر یورپ کے اخباروں ' نامہ نگاروں ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' ہم کو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اِسے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو ' مسٹر (ای ایف نائٹ) جو عرصے تک یورپین ترکي کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے اور بقول خود سینکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبدالعزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے —

" — یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ سلطان عبدالعزیز کو اسکی نا اہلی اور ناقابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قرآن کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی ' البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدي کو پسند نہیں کرتا اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے ' چنانچہ اب کچھہ مدت سے قرآن کي چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور جب لوگ اپنے کاموں کا باھمي مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (اویکننگ اف ترکی صفحہ ۱۸) -

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی علوم کے ماہر کا یورپ کی اصطلاح میں کیا ظرف ہے ' اسلئے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (وامبرے) جس نے ترکی کے مکاتب میں رہکر نشو و نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح بنکر گیا ہے ' جو قرآن کی سورتوں کی عربی اب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے جو شیخ الاسلام نے سلطان عبدالعزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے —

"چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تان کے تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' قرآن کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کي تائید میں بآسانی ملگئیں ' لیکن یہ تمام تاویلیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئیں تھیں گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاورہم فی الامر (اپنے معاملات کیلئے باہم مشورہ کر لیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تائید ثابت کي گئي "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے ناقابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے ' (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا کہ "جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو " * * * جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میري اطاعت کرنی چا

ہوتا ہے' تو قدرتی طور پر فوجی عنصر کا تسلط [illegible] انگلستان میں کہا گیا تھا کہ "کرامویل ہی نے پارلیمنٹ قائم کی ہے اور کرامویل ہی پارلیمنٹ ہے" ترکی میں پچھلے دنوں جو سیاسی انقلاب ہوا وہ ایک خالص فوجی کار رواءی تھا نوجوان ترک جب ہر طرف سے مایوس ہوگئے تو مقدونیہ کے جدید تربیت یافتہ ترکی (حکومت) پر پوشیدہ اثر ڈالنا شروع کیا' یہ لوگ دول یورپ کے ہاں کمشنروں کے ماتحت ہونے کی وجہہ سے نسبۃً تعلیم یافتہ اور ملکی قوانین حد و استبداد سے آزاد تھے' ایک دو سال کے اندر ہی یہ تمام فوج (سالونیکا کی مرکزی (اتحاد و ترقی) کے ہاتھ آگئی اور پھر آہستہ آہستہ تمام یورپین ترکی کے اضلاع کی فوج انکا ساتھ دینے لگی' یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۶ میں تیس ہزار ترکی کی بہادر فوج نے اتحاد و ترقی کی پیروی کی قسم کہائی اور (قصر یلدز) کو تیس سال کی مطلق العنانی کے بعد نئی حوادثوں کے آگے سر جھکا دینا پڑا -

اس کامیابی نے ایک طرف تو فوج کو اپنی طاقت کا تجربہ کرادیا - دوسری طرف (اتحاد و ترقی) پر ثابت ہوگیا کہ جو کچھہ کیا جا سکتا ہے' وہ صرف فوج ہی کے اعتماد پر ممکن ہے - ممکن ہے کہ (اتحاد ترقی) اب چنداں ضرورت فوج کو ہاتھہ میں رکھنے کی نہ سمجھتی مگر مشکل یہ تھی کہ گو انقلاب ہوگیا تھا' لیکن وہ محض ایک زبان و قلم کا انقلاب اور شاہی وعدہ و مواعید سے زیادہ نہ تھا' اور اس میں سے ہر چیز کو عمل میں لانے کیلئے اور ہر قدم پر تسلط سلطانی کے ختم ہونے کیلئے فوجی قوت کی نمایش مطلوب ہوتی تھی' پھر اس سے بھی بڑھکر ۱۴ اپریل کا حادثہ تھا' اور اتحاد و ترقی کا سخت سے سخت مخالف بھی اسکو تسلیم کریگا کہ اگر (محمود شوکت پاشا) اپنی بیس ہزار فوج لیکر (سین استی فانو) میں نمودار نہ ہوتا' تو نہیں معلوم کب تک کیلئے پھر دستوری گورنمنٹ خاک (یلدیز) میں مدفون ہوجاتی!

اب فوج کے ہر سپاہی نے سمجھا کہ یہ عجیب کامیابی محض ہماری ضرب شمشیر کا نتیجہ ہے دوسری طرف (اتحاد ترقی) کو بھی یہاں ملگیا کہ اگر فوج معاوضۃً ہاتھہ میں نہ ہو تو نہ وجود انقلاب کے بھی ہماری جانیں اور تحریکیں معرض خطر میں ہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی میں ایک خالص فوجی گورنمنٹ قائم ہوگئی' اور جسطرح ترکی کی قدیمی اور فنا شدہ فوج (ینگچری) قصر سلطانی کو اپنے قبضے میں رکھتی تھی اسی طرح موجودہ عثمانی فوج' اپنی وزارت اور پارلیمنٹ ہال پر اپنی حکومت قائم کرنے لگی -

جس سے نئی نئی دستوری گورنمنٹ کے جوش و خروش کا نشہ اترا اور ملک کی حالت اپنی اصلی صورت میں نظر آئی' ملک کے سچے اور بے طرف خیر خواہوں نے دیکھا کہ پہلی مصیبت سے بھی زیادہ سخت مصیبت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے' اور عجب نہیں کہ ملک عنقریب ایک سخت خطرے میں مبتلا ہوجائے' لیکن اب انجمن اتحاد و ترقی کی شخصیت (پرسنالٹی) کی شخصیت سے بھی بڑھکر قوی ہوچکی تھی' اور اسکو شکست دینا کوئی آسان کام نہ تھا' [illegible] جس خالص عربی شجاعت کے مقدس خون نے دستوری گورنمنٹ کی بنیاد رکھی تھی ملک کو دلائی تھی وہی اس موقعہ پر بھی حرارت میں آیا اور (محمود شوکت) پاشا (میر آلائی صادق بے) کے ساتھہ ملکر اس سخت خطرے کے انسداد پر آمادہ ہوگئے' (میر آلائی صادق) بے مدتوں سے ملت پرستاں کے عرصہ سے ایک خود فروش فوجی افسر تھے جنکو انقلاب عثمانی کا حقیقی بانی سمجھنا چاہئے' وہ سالونیکا کی عجیب و غریب طلسمی سوسائٹی' جو انقلاب عثمانی کے بعد بھی انظار عالم سے اسی طرح مخفی رہی' جسے کہ پیشتر تھی' اور جس سے باوجود سخت بیقرارانہ تلاش و جستجو کے بھی (نیازی بے) واقف نہو سکا تھا' اور جو انقلابی شورش کے پورے ایام میں ایک تہ خانے کے اندر بیٹھی ہوئی احکام جاری کرتی تھی' مگر اسکے احکام و اوامر کو چلنے والے تک نہیں جانتے تھے کہ ہمارے حکام کون لوگ ہیں' درحقیقت (صادق بے) اور اسکے چند ساتھیوں کی ایک مختصر جماعت تھی' اور چونکہ ان سے غرض خدام ملک کو خدمت ملت کے سوا اور کوئی شئے مطلوب نہ تھی اسلئے گو انقلاب وجود میں آگیا اور (اتحاد و ترقی) کی حکومت بھی قائم ہوگئی مگر انمیں سے کسی فرد نے اپنے تئیں دنیا پر ظاہر نہیں' (غازی انور بک) اور (نیازی) جنکی شہرت اس انقلاب کے ساتھہ ہی تمام عالم میں غلغلہ انداز ہوئی' دراصل اس سوسائٹی کے احکام پر کاربند ہونے والے فوجی افسر تھے' ورنہ اصلیت سے انقلاب سے انکو بھی کوئی تعلق نہ تھا' (میر آلائی صادق بے) نے عرصے تک اپنے تئیں گمنامی میں رکھا' لیکن جب دیکھا کہ (اتحاد و ترقی) کی خدمات نے ملک کو غلامی کے طوق سے نجات دلائی تھی مگر اب وہ خود اپنی غلامی کی بیڑیاں حکومت کے پاؤں میں ڈال رہی ہے' اور فوجی تسلط نے دستوری حکومت کی تمام برکات سے ملک کو محروم کر رکھا ہے' تو مجبوراً گوشۂ گمنامی سے نکلنا پڑا' قسطنطنیہ آکر (محمود شوکت) پاشا سے اس مقصد کے انسداد کی تدابیر پر گفتگو کی اور پھر (محمود شوکت) کا مشہور (فوجی منشور) مع ایک نئی اصلاحی پارٹی کے اعلان کے شائع ہوا' جسکا منشا یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے جو سپاہی کسی سیاسی بحث میں دخل دیگا یا سیاسی جماعت کے اخبار و رسائل کو اپنے ہاں رکھیگا اسپر فوجی عدالت میں مقدمہ قائم کیا جائیگا -

نئی پارٹی جو قائم ہوئی اسکے مقاصد کی اہم دفعات یہ تھیں

(۱) انجمن اتحاد و ترقی کے کسی ممبر کو کوئی عہدہ قبول نہیں کرنا چاہئے' اور اگر ایسا ہو' تو پہلے انجمن کی ممبری سے مستعفی ہو جانا چاہئے -

(۲) کوئی سپاہی یا فوجی افسر انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا -

(۳) انجمن کے اخبار و رسائل کی فوجی حلقوں اور بارکوں میں اشاعت جرم قرار دی جائے -

(۴) اگر کوئی فوجی شخص کسی دوسری سیاسی انجمن میں شریک ثابت ہو تو اس حالت میں بھی مستوجب سزا و عقوبت ہے

(باقی آئندہ)

کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے ‘ اور غالباً سب سے اول ان کے مذاق سے وہیں آشنا ہوئے -

سنہ ۱۸۹۰ - یا اس سے کچھ پیشتر تکمیل علوم کے شوق سے اپنے جب (قاہرہ) پہونچا یا ‘ تو شیخ محمد عبدہ نئے نئے اپنے اصلاحی کاموں میں آئے تھے ‘ اور مستعد اور صاحب صلاحیت نوجوانوں کے متلاشی تھے ‘ پہلی ہی ملاقات میں دونوں کا مستحکم رشتۂ وداد قائم ہوگیا ‘ اور اس وقت سے یہ برابر انکے تمام کاموں میں شریک ‘ اور انکے لئے ایک قوتِ مساعد رہے -

سنہ ۱۸۹۷ میں انہوں نے اپنا مشہور رسالہ (المنار) جاری کیا تاکہ اصلاح و دعوۃ کا کام ایک باقاعدہ مشن کی صورت میں انجام پاسکے ‘ اسی زمانے سے انکی مصلحانہ زندگی کا اصلی دور شروع ہوتا ہے -

(المنار)

المنار کی اشاعت کو کامل پندرہ برس گذر گئے ‘ اس تمام عرصے میں جس عزم راسخ ‘ جوش عذر ماعذر ‘ اور ارادۂ حاکمانہ کے ساتھہ اپنی خدمت اصلاح میں مصروف رہا وہ انکو یقیناً ایک مصلح کی شان میں رونما کرتا ہے ‘ مذہبی اصلاح کی دعوۃ کا پہلا نتیجہ استبداد و شخصیت کی مخالفت ہوی ‘ لیکن (عہد حمیدی) میں (مصر) میں بھی رہکر ایسا کرنا طرح طرح کے آفات و آلام سے خالی نہ تھا ‘ بلکہ سرے سے اصلاح و تعمیر کی دعوت ہی جرم نا قابل معافی تھی - جو نوجوان ترک یورپ یا مصر میں علانیہ سلطان کی مخالفت میں قلم کو استعمال کرتے تھے ‘ وہ سب کے سب تقریباً ترکی گورنمنٹ سے بالکل بے تعلق اور آزاد ہوگئے تھے ‘ انکا کوئی عزیز و قریب وہاں نہ تھا جس سے اپنے جرائم کے انتقام لینے کا خوف ہو ‘ اور جنکے ایسے تعلقات تھے ‘ وہ ہمیشہ اپنے عزیزوں کی مفقود الخبری یا قید و ہلاکت کی خبروں پر ماتم کرنے کیلئے طیار رہتے تھے ‘ اور سمجھتے تھے کہ آزادی و ظلم کی اس جنگ میں ہمارا مال و متاع اور عزیز و قریب دشمن کے پاس . یر غمال میں قید ہیں (ثریا بک میلستونی) نے اسکندریہ سے اخبار نکالا ‘ لیکن ابھی دو نمبر ہی نکلے تھے ‘ کہ اس کا خالہ زاد بھائی اور باپ قید کرلئے گئے اور اس وقت تک (یلدز) کے پر اسرار مظالم میں گرفتار رہے جب تک اخبار بند نہیں ہوا (سید رشید رضا) کی حالت اس لحاظ سے نہایت نازک تھی ‘ انکا وطن عثمانی حکومت میں داخل تھا ‘ تمام اعزا و اقارب اور خاندانی خانداد وہاں موجود تھی ‘ اور وہ گو خود مصر میں تھے لیکن انکی روح کے بہت سے اجزا (سلطان عبدالحمید) کے قدموں کے نیچے دبے ہوے تھے - وہ جب چاہتا انکو کچل سکتا تھا -

لیکن قوم و ملت کی خدمت کی راہ پھولوںکی سیج نہیں ہے جہاں آرام و راحت کی کروٹیں نصیب ہوں ‘ اس راہ کی پہلی شرط قتل نفس اور جسمانی خواہشوں اور امیدوںکی قربانی ہے ‘ یہاں عشق و لذائذ کا سہرا باندھکر نہیں بلکہ نفس کی چادر لپیٹ کر جانا چاہئے -

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزلست

یا ایہاالذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاءللہ من دون الناس ‘ فتمنوالموت ان کنتم صادقین (۶۲ ۷)

(المنار) کی اشاعت کے ساتھہ ہی (یلدیز) کے جاسوسوں نے اپنی فہرست میں ایک نئے سیاسی مجرم کا نام بڑھا دیا ‘ اور اسکی اشاعت ممالک عثمانیہ میں روک دی گئی ‘ اسکے بعد [قاہرہ] کے سلطانی کارندوں نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کیں ‘ ابتدا میں (یلدیز) کے محبت آمیز پیغامات پہنچائے گئے اور طرح طرح کے فوائد و انعامات کی رشوت پیش کی گئی ‘ جب یہ جادو کارگر نہوا ‘ تو پھر قہر سلطانی کا خوف دلایا گیا ‘ لیکن (سید رشید رضا) کیلئے دونوں چیزیں بے اثر تھیں ‘ ظلم و استبداد اور جبر و شخصیت کے خلاف انکا قلمی جہاد اور زیادہ مستحکم ہوتا گیا ‘ انہوں نے ہر موقعہ پر سلطانی حکام کی رشوت ستانیوں اور ظلم و ستم کے پردے چاک کئے اور ہمیشہ زور کے ساتھہ شخصی حکومت کو قرآن و اسلام کے عقیدے میں سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت فسق و معصیت ثابت کیا ! جسقدر سلطان کے طرف سے تخویف و ترہیب بڑھتی جاتی تھی اتنی ہی انکا جوش اصلاح اور اعلان حق کا جہاد بھی بڑھتا جاتا تھا -

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

موسیو کولیرا کی مفقود الخبری

قاہرہ کے فرانسیسی اخبار (النیل) کے مالک (موسیو کولیرا) حالات جنگ کے مشاہدے کیلئے طرابلس گئے ہوے ہیں - انکی فیاض اور رحم دل بیوی بھی انکے بعد (ہلال احمر مصر) کے دوسرے وفد کے ساتھہ (درنۃ) چلی گئی تھیں ‘ وہاں پہنچکر یہ برابر عثمانی کیمپ کے ساتھہ رہے اور اپنے اخبار کے نام تار برقیاں بھیجتے رہے ‘ چنانچہ گذشتہ نمبر میں انکی دو چٹھیاں ہم درج کرچکے ہیں اور ایک تار برقی اس نمبر میں بھی کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے -

لیکن ۲۹ جون کو اخبار (النیل) کے نام جو تار برقی (درنہ) سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ جون سے وہ بالکل مفقود الخبر ہیں ‘ تاریخ مذکور کی شام کو ایک دورہ کرنے والی جماعت کے ساتھہ (درنہ) کے عثمانی کیمپ سے نکلے تھے مگر پھر ۲۷ کی شام تک واپس نہیں ہوے ‘ عثمانی کیمپ میں نہایت تشویش پھیلی ہوئی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قید ہوگئے تفتیش و تجسس کیلیے وسائل ضروری عمل میں لائے جارہے ہیں -

مصری ہلال احمر کی واپسی

(ہلال احمر مصر) نے جو پہلا طبی وفد طرابلس روانہ کیا تھا وہ ۲۷ جون کو اپنی یادگار خدمات انجام دیکے واپس آگیا - ۲۹ کو انجمن نے ایک عام جلسہ کرکے رئیس و اعضاے وفد کو انکی ان مقدس خدمات پر مبارکباد دی -

مقالہ

لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے * * * جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان بادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ' اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اسلام کے دور اول میں فرمانرواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی " (ویسٹرن لائٹ آن ایسٹرن لیڈنس جلد ۳ - صفحہ ۳۲) .

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل ولیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے' لیکن مثال میں نادر' حسین مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا تاریخ اسلام کے اس ماہر کو اور کوئی نام نہیں ملتا !

یہ یورپ کے سب سے بڑے مستشرق کا خیال ہے' اور گو "و شاورھم فی الامر" ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں' اور اسکی اپنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیاجائے گا تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا ضروری ہے ' ایک ضعیف و لاغر بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں ' مسلمان آج قومی بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں' انکے " ذکر جوانی در عہد پیری " کو اب کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کرسکتا ہے ؟

متاسم دام در کنجشک وشاہم یاد ان ھمت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام' آزاد می کردم

* * *

تا ہم جستجو کرنی چاہئیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہاجاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئیں تاویلیں' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکسی مستعار ہیں' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدائش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ؟

حدود مصر میں اٹالین فوج کا ورود

بنام المؤید مصر

(بقیق ۲۶ جون) اٹالین فوج (شماس) میں پانی لینے کیلئے اتاردی گئی ہے ' باشندے سخت اضطراب و پریشانی میں مبتلا ' اور مقابلہ کیلئے قوت مطلوب' نتیجہ سے اطلاع دونگا - [شماس (مرسی مطروح) اور (سیدی برانی) کے درمیان ایک ساحلی آبادی ہے اور حدود مصر میں داخل ہے]

السید محمد رشید رضا الحسینی

(۲)

سنہ ۱۹۰۴ میں [شیخ محمد عبدہ] نے ایک وسیع سفر کا ارادہ کیا تاکہ تمام عالم اسلامی کا بہ نسبت اصلاح و ارشاد دورہ کریں ' پہلے مراکو پھر تیونس گئے ' اور وہاں سے واپس آکر بارادۂ سفر ہند اسکندریہ میں مقیم تھے کہ امر الہی نے اس نفس مطمئنہ کو ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (۸۹ ۲۹) کا پیغام پہنچایا ' اور یہ دو شعر پڑھتے ہوئے ' جو انکی زندگی اور امید و آرزو کا خلاصہ ہیں ' رہگرا ے عالم جاودانی ہوئے

ولست ابالی ان یقال محمد ابل او اکتظت الیه الماتم
و لکن دیناً ارادت صلاحه احاذر ان تقضی علیه العمائم

اس مصلح عظم کو اپنے آخری وقت میں بھی سب سے زیادہ خوف اُسی مصیبت کا تھا جو طربوش اور ہیٹ کے طرف سے نہیں ' بلکہ عمامہ و دستار کے پیچوں سے نکلکر تمام عالم اسلامی پر چھائی ہوئی ہے '

شیخ کا انتقال تمام اسلامی دنیا کیلئے ایک مصیبت عظمی تھا ' چین کے مسلمانوں نے اپنی مسجدوں میں نماز غائب پڑھی ' اور مالابار اور سماٹرا سے تعزیت کے خطوط پہنچے ' یورپ کے تمام نامور اخبارات نے جسقدر مضامین لکھے اور مصر و شام میں جسقدر ماتم کیا گیا وہ انکی تاریخ کا پورا ایک حصہ ہے ' لیکن مشہور شامی شاعر [حافظ آفندی ابراھیم] نے اپنے مرثیے کے دو شعروں میں اس حیات مقدس کی پوری سرگذشت لکھدی —

سلام علی الاسلام بعد محمد سلام علی ایامه النضرات
علی الدین والدنیا علی العلم والحجی علی البر والتقوی علی الحسنات

سید رشید رضا

یہ تمہید طویل اسلئے تھی ' کہ (سید رشید رضا) اسی مصلح عظم کے جانشیں ' اور اُس ماہوار رسالے کے ایڈیٹر اور مالک ہیں ' جو اُنکی اصلاحی تحریک ' اور انکی پارٹی (حزب الاصلاح) کا آرگن ہے -

سید موصوف کا اصلی وطن طرابلس الشام ہے ' انکے والد (سید علی رضا) ایک مقدس اور صاحب طریقت بزرگ تھے ' جنکے مریدوں کی بہت بڑی جماعت شام کے اطراف میں موجود ہے ' خود (سید رشید رضا) نے بھی اوائل عمر میں نقشبندی طریقہ میں بیعت کی اور زمانۂ طالب علمی اسکے اذکار و اشغال میں بسر کیا ' طرابلس میں کچھہ دنوں ابتدائی کتب درسیہ کی تحصیل کے بعد (شیخ حسین الجسر) مصنف (رسالۃ الحمیدیہ)

ارض طرابلس

شیخ احمد السنوسی کا علمِ جہاد، جو انہوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا

مصر کی ڈاک

میدانِ جہاد سے

ایک عرب مجاہد کی سرگذشت

۲۶ ویں صفر کی رات کے معرکے سے جب ہم لوٹے، تو [عبداللہ الجاسد] کے جاں نثار مجاہد [عیسیٰ ابو حدیل] کا پتہ نہ تھا - ہم نے اپنے زخمیوں اور شہیدوں میں اُسے ڈھونڈا، مگر اُن میں بھی نظر نہ آیا - بالآخر یہ خیال کرلیا کہ شاید دشمن کے مورچوں میں گھسکر کہیں شہید ہوگیا ہے -

لیکن ۱۷ ربیع الثانی کو کیا دیکھتے ہیں کہ غازی [انور بک] کا ایک پیغام لئے ہوئے ہمارے سامنے کھڑا ہے ! اسکی سرگذشت نہایت دلچسپ ہے -

معرکے کی رات یہ حملہ کرتے ہوئے دشمنوں کے مورچوں میں گھس گیا تھا، وہاں عرصے تک تنہا لڑتا رہا، لیکن ایک تنہا شخص کب تک حربی آلات کے سمندر میں تیر سکتا ہے؟ جب نئی گولیاں سینے اور پہلوؤں سے پار ہوگئیں تو بےدم ہوکر گرگیا، اور دشمن قید کرکے لےگئے، وہ کہتا ہے کہ میں "سخت متعجب ہوا جب اٹالین جنگی حصائل کے خلاف میرے علاج میں غیر معمولی توجہ دکھلائی گئی" -

لیکن یہ توجہ بے معنی نہ تھی، ہوش و حواس درست ہوتے ہی (اطالی کمانڈر) اُسکے پاس آیا اور عثمانی و عربی کیمپ کی فوج، تعداد فوج، اسلحہ خانہ، رسد خانہ، اور انکے تمام مرکزوں کی حالت کے متعلق مسلسل سوالات شروع کردئے، اسکے تمام سوالات میں خوف و ہراس، اور تعجب و حیرت دونوں ملے ہوئے تھے، لیکن عرب مجاہد جو ایک نڈر و چرب زبان شخص تھا، اُسکی حالت کو تاڑ کر ایسے جوابات دینے لگا جس سے اُسکے ہوش و حواس اور زیادہ مختل ہوجائیں - پھر کمانڈر نے جیب سے بہت سی تصویریں نکالیں جنمیں (غازی انور بک) کی بھی تصویر ملی ہوئی تھی، اور (ابو حدیل) کو دکھلا کر کہا کہ اسمیں سے غازی موصوف کی تصویر نکال دے، اُس نے نکال دی، لیکن پھر اُس نے تصویریں ملادیں اور مکرر کہا کہ ڈھونڈھکر نکال دو، گویا اسکو انور بک کی صورت کا چھپ کر پھر نمودار ہونا نہایت دلکش معلوم ہوتا تھا اسلئے بار بار اس منظر کو دیکھنا چاہتا تھا -

پھر کہا کہ تم ہماری طاقت سے بے خبر ہو، اس سے ہماری قوت عاجز نہیں ہے کہ بہت جلد تمام عربوں کو پیس ڈالیں مگر ہماری انسانی ہمدردی پر ایسا کرنا نہایت شاق ہے کیونکہ انکو بھی ہم اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور (شاہ اٹلی) کی نظر میں اطالی اور عرب دونوں ایک ہیں -

پھر کہا " ترک عربوں میں اور انکے عرب بھائی اطالیوں میں بغض و عداوت ڈالنا چاہتے ہیں، وہ اپنا کام نکالکر انکو چھوڑ دیں گے، آجتک عربوں کے ساتھ انکا کیا سلوک رہا؟ ظلم و استبداد کے سوا اور عثمانی گورنمنٹ کیا دیسکتی ہے؟ اگر چاہئے کہ اپنے اطالی بھائیوں کا ساتھ دیکر ہمیشہ کیلئے خود مختاری حاصل کرلیں "

پھر (ابو حدیل) سے کہا کہ تم چھوڑدیے جاؤگے، مگر اس شرط سے کہ اہل عرب کو جاکر سمجھاؤ، اس نے کہا کہ یہ میری طاقت سے باہر ہے، قبائل طرابلس سوا اپنے شیخ (سیدی احمد السنوسی) کے اور کسی کے حکم کی تعمیل نہیں کرسکتے، البتہ میرا قبیلہ غیر طرفدار رہے گا، اور آخر میں غالب و فتح یاب کا ساتھ دیگا -

اطالی کمانڈر نے اسی کو غنیمت سمجھا، اور چھوڑنے پر راضی ہوگیا پھر ابو حدیل نے یہ گپ ہانکدی کہ میں اپنے قبیلہ کا سردار

ناموران غزوۂ طرابلس

عثمانی مجاہد طرابلس

فرہاد بک

[فرہاد بک] جنکی تصویر آج شائع کی جاتی ہے عثمانی پارلیمنٹ میں [طرابلس الغرب] کی طرف سے ممبر ہیں ' گذشتہ اکتوبر کے اوا خر میں جب جنگ طرابلس کا آغاز ہوا تو یہ قسطنطنیہ سے فوراً طرابلس آئے اور اٹلی نے ابتدا میں اہل عرب کی اطاعت کی جو خبریں شائع کی تھیں انکی کافی تحقیق کرکے واپس گئے

قسطنطنیہ پہنچکر انہوں نے پارلیمنٹ کے آگے تمام حالات پیش کئے اور باشندگان طرابلس اور قبائل صحرا کی طرف سے اطمینان دلا یا کہ وہ کسی حالت میں کفار و عدوء الملت حکام کے آگے سر نہیں جھکا سکتے ' پارلیمنٹ میں انکی تقریروں نے ہمیشہ نہایت جوش و سرگرمی پیدا کی اور تمام کیبنٹ کو اجراے جنگ پر آمادہ کرلیا -

آغاز جنگ کا وقت بہت نازک تھا ' جونہی گھنٹے کے اندر اتالین فتوحات کی جھوٹی داستانیں پھیل گئیں ' اور تمام ترکی میں ایک سناٹا چھا گیا ساحل کا واسطہ مسدود ' مصر کا ذریعہ زیر بحث ' اور فرانس بحری ناقابل مقابلہ ! ان حالات کے ساتھہ مایوسی کا پیدا ہونا قدرتی تھا اور اگر ملت کی طرف سے جوش نہ ہوتا تو عجب نہیں کہ عثمانی وزارت ' اٹلی کے مطالبات کو مجبوراً منظور کرلیتی ' لیکن (فرہاد بک) منجملہ ان چند عثمانی اسلام پرستوں کے ہیں جنہوں نے پوری قوت کے ساتھہ اس ابتدائی عالم یاس میں بھی جنگ کے جاری رکھنے پر زور دیا اور اپنی موثر اور جگر دوز تقریروں سے تمام پارلیمنٹ کی رایوں پر حکومت قائم کرلی -

[حقی پاشا] کے جناب کا راز مساہل اور غفلت پر بھی سب سے پہلے انہوں ہی نے لب کشائی کی تھی -

اسکے بعد پھر طرابلس چلے گئے اور اپنی مجاہدانہ خدمات سے مختلف عربی کیمپوں کو مدد پہنچاتے رہے - اس تصویر میں یہ عثمانی کیمپ کے شفاخانے کے سامنے کھڑے ہیں ' بائیں جانب (شیخ عمران بن احمد برسی) قبیلۂ (الدراعصہ) کا شیخ کھڑا ہے

اس کا داہنا ہاتھہ گولی کی ضرب سے زخمی ہوگیا ہے ' پٹی باندھدی گئی ہے ' اور خود اپنے ہاتھہ سے اسپر کوئی عرق ٹپکا رہا ہے فرہاد بک شاید اسکے مقدار ضروری کا اندازہ کر رہے ہیں کہ سادہ مزاج عرب کہیں پوری بوتل ہی خالی نہ کردے -

سرگروہ فدائیان جہاد

ڈاکٹر کریم ثنائی بک

(قسطنطنیہ) کی مرکزی (ہلال احمر) نے جو پہلا طبی وفد طرابلس گیا تھا ' یہ اسکے رئیس تھے لیکن میدان قتال میں جاکر جب حفظ وطن و جہاد دینی کی تلواریں چمکتی نظر آئیں ' تو اپنے جوش فداکاری سے مجبور ہوگئے اور ایک ہاتھہ زخموں کی مرہم پٹی کیلئے تو دوسرا تیغ جہاد کے قبضے کیلئے وقف کردیا - انکے کارنامے ابتدا سے نہایت حیرت انگیز اور تاریخ جنگ طرابلس کے صفحات زریں ہیں جو ہمیشہ یادگار اور زندۂ جاوید رہیں گے ' انکے اخلاق نے اہل عرب کو اسقدر گرویدہ کرلیا ہے کہ ہمیشہ ایک جماعت انکے ہمراہ رہتی ہے اور جب زلزلۂ جہاد کے جوش ہوتا ہے اسکو اپنے ساتھہ لیکر روانہ ہوجاتے ہیں - اس وقت بھی (درنہ) کے قریب سے چند میلوں کے فاصلے پر دشمن کی موجودگی کی خبر سنکر نکلے ہیں ' ساتھی پیچھے رہگئے ہیں ' اسلئے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کردی ہے ' اور جو بندوق کاندھے سے لٹکا رکھی ہے ' وہ عنقریب اپنے بزدل دشمنوں کا خون بہنے کیلئے چمکنے والی ہے -

ڈاکٹر کریم ثنائی بک

(مسائم سنوسی طرابلس میں)

(دمنس ۲۵ جون) سید شریف ابن مملود اور سیدی عمران جو طریقۂ سنوسیہ کے مشاہیر مسائم میں سے ہیں مع صحرا کے بعض شیوخ قبائل کے (دمنس) کی مرکزی قیامگاہ (هلال احمر) میں تشریف لائے اور انجمن کے رئیس اور ممبروں کی اسلامی خدمات کی نہایت تعریف و ثنا کی

(مصراطہ میں عربی فتح)

(بنغازی ۲۴ جون - دمشق سے روانہ ہوا ۲۵) اطالیوں کی ۹ رجمنٹیں ضلع (مصراطہ) کے ساحل پر اتریں اور (قصر احمد) پر شدید حملہ کرنا چاہا ، لیکن عرب باشندوں نے مقابل ہوکر پسپا کردیا ، اور سخت و شدید نقصان پہنچانے کے بعد بھگاتے ہوئے ساحل تک لے گئے *

(ساحل سوسہ پر گولہ باری)

(ایضاً) اطالیوں نے دریا سے (سوسہ) پر گولے پھینکے (یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جسمیں زیادہ تر کریٹ کے مہاجرین آباد ہیں لیکن ایک شخص کو بھی نقصان نہ پہنچ سکا ، صرف ایک پن چکی کو خراب کرکے ناکام واپس گئے - (درنہ) کے کمانڈر مصطفے کمال بک (سوسہ) گئے ہیں تاکہ وہاں کے باشندوں کو ساحل سے کسی دور فاصلے پر ہٹادیں *

جزائر بحر ابیض

کے متعلق صباح کا بیان

صباح کا بیان ہے کہ مصر کی یونانی نو آبادیوں اور دیگر ممالک کے جزائر ابیض کی آزاد و خود مختارانہ حکومت کے لئے جو آرزو مندانہ یادداشتیں دول عظام کو بھیجی تھیں ان پر مطلق توجہ نہیں ہوئی - ہمارا ہمعصر اور اضافہ کرتا ہے کہ عثمانی سفرا کو اس باب میں پیام جا چکا ہے -

اخبار مذکور کو ایتھنس (دار الخلافہ یونان) سے خبر ملی ہے کہ سیاسی جماعتوں نے یونانی گورنمنٹ کو تحریک کی ہے کہ دول یورپ کو راضی کرکے جزائر کا الحاق یونان سے کردیا جائے ، لیکن گورنمنٹ یونانی نے صاف جواب دیدیا کہ جب کریٹ میں بیشمار جانیں تلف ہوکر بھی الحاق کی صورت ممکن نہوئی تو ان جزائر کا ملحق ہونا معلوم -

---

اطلاع ضروری

جن حضرات نے خاص (ایڈیٹر) کے نام خطوط روانہ کیے ہیں ، وہ جواب نہ ملنے کی وجہ سے شاکی ہونگے ، مگر انہیں معلوم نہیں کہ (ایڈیٹر) کئی دن سے ایک سخت اور شدید بخار (ڈنگو فیور) میں مبتلا ہے ، جسمیں کئی بار ہذیان تک نوبت پہنچ چکی ہے ، اور چند لمحے جو کبھی کبھی ہوش و حواس کے میسر آگئے ہیں انہی میں یہ رسالہ مرتب ہوا ہے ، پس امید ہے کہ وہ ان معذوریوں پر نظر رکھکے چند دنوں اور جواب کی تاخیر کو گوارا فرما لیں گے - (منیجر)

مسئلۂ صلح

(جون ترک) کا لندنی نامہ نگار تار دیتا ہے - ڈپلومیٹک ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دولت برطانیہ جنگ روم و اٹلی کے عقدے کے حل کی تیاری میں مصروف ہے اور کچھ تجویزیں مرتب کرکے دیگر دول کے سامنے پیش کی ہیں - ان تجاویز کا غالب عنصر حسب ذیل ہے -

(۱) طرابلس اٹلی سے ملحق تو ہوجائیگا لیکن اسپر عثمانی خلافت و مذہبی اثر مسلم رہنا چاہئے -

(۲) سنوسیکا عثمانی صوبوں میں رہیگا اور اٹلی ان بندرگاہوں سے اپنا تسلط اٹھالے -

(۳) اٹلی نے جن جزائر پر قبضہ کیا ہے خالی کردے - اور اس تعلقہ کے معاوضے میں ترکی تاوان ادا کرے - اور یہ رقم اسقدر ہو جسقدر کہ اٹلی کو جزائر ابیض میں صرف کرنی پڑی ہے -

(۴) طرابلس کے اوقاف اور خاص سلطانی علاقہ جات کا اٹلی بھی تاوان ادا کرے -

هلال احمر مصر

کے پہلے طبی وفد کی میدان جہاد سے واپسی

مصر کی (انجمن هلال احمر) نے جو پہلا وفد طرابلس روانہ کیا تھا ، وہ ۲۷ جون کو اپنی خدمات انجام دیکے واپس آگیا ، اسٹیشن پر استقبال نہایت شاندار تھا ، اور ہر طبقے اور گروہ کے بے شمار لوگ موجود تھے ۲۸ کو انجمن کے ادارے میں ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوئی ، تاکہ ڈاکٹر عرب بک ، احمد بک حلمی ، منیر بک ، جودت آفندی وغیرہ رئیس و اعضاء وفد کی خدمات کا ملت کی طرف سے شکریہ ادا کیا جائے -

طرابلس کے مختلف کیمپوں اور مقامات میں انکا قیام رہا ، اور ہر جگہ انکی خدمات روشن اور ناقابل فراموش رہیں ، علی الخصوص (ڈاکٹر عرب بک) جنہوں نے اپنی خدمات کو طبی امداد ہی تک محدود نہ رکھا بلکہ کئی معرکوں میں شریک قتال ہوکر جہاد مقدس کا فرض بھی ادا کیا ، انکے پاس تمام عثمانی کیمپوں کے افسروں کی جو تحریریں بطور سند و اعتراف خدمات موجود ہیں ، انکا فوٹو لیکر انجمن نے شائع کردیا ہے -

۱۹ - مارچ کو (غازی انور بک) جبکہ (عین المنصورہ) کی کی چھاؤنی میں مقیم تھے ، وفد کے رئیس کو لکھتے ہیں .

" آپکی جماعت نے (طبروق) اور (درنہ) کے کیمپوں میں آغاز جنگ سے جو خدمات انجام دی ہیں ، انکا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا ، آپ لوگ اس ابتدائی زمانے میں آئے جب موجودہ حالت سے بھی زیادہ ہم محتاج تھے ، اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیلئے کوئی ٹھکانہ نہ تھا ، لیکن آپ لوگوں نے آتے ہی اپنی جانسوز اور لیل و نہار کی خدمات سے فوجی شفاخانوں میں زندگی پیدا کردی "

پھر ایک موقع پر جب (طبروق) سے (درنہ) روانہ ہوتے ہیں تو (غازی انور بک) نے وہاں کے کمانڈر کے نام خط لکھتے ہوئے لکھا .

الاهرام کے تار

[درنه ۲۶ جون - بعض ۲۷] عثمانی کیمپ یہاں رسد اور ضروریات و متعلقات جنگ کے رکھنے کیلئے جو عمارت تعمیر کررہا تھا - وہ ختم ہوگئی -

ڈاک کا انتظام بھی نہایت مکمل اور باقاعدہ ہوگیا [طرابلس] اور (برقه) کی تمام چھاؤنیاں باہم ایک دوسرے سے بالکل متصل ہوگئی ہیں (ٹیلیفون) کے علاوہ (ہیلوگراف) (خبررسانی بذریعۂ انعکاس آئینہ) کا انتظام بھی ہر طرح کامل ہے -

طرابلس اور (خمس) کی اسلامی فتحمندیوں کی خبروں نے یہاں بڑی **گرمجوشی پیدا کردی ہے**' تمام عرب اور ترک جذبات جہاد سے **مضطرب ہورہے ہیں** اور بے چینی کے ساتھ کسی نئے معرکے کے **منتظر ہیں** -

جن **عرب مجاهدین کو** جدید قواعد جنگ کی تعلیم دیجا رہی تھی - انہوں نے تھوڑے عرصے میں حیرت انگیز ترقی کی ہے - جن لوگوں کو صحرائی اور وحشی سمجھا جاتا تھا آج انکو کوئی (درنه) میں آکر دیکھے که یورپین قواعد جنگ کی تحصیل میں کیسی عجیب استعداد اور صلاحیت ظاہر کررہے ہیں' جو یورپین ہمارے کیمپ میں موجود ہیں' اہل عرب کی اس قابلیت کو دیکھه دیکھه کر دنگ ہو رہے ہیں- خود قبائل عرب بھی اس جنگ کے نہایت ممنون ہیں جسکی بدولت انکو ایسے مفید فنون جنگیۂ جدیدہ کے حاصل کرنے کا موقع ملا -

قسطنطنیه کی ڈاک

(واقعۂ خمس کی سرکاری تفصیل)

(خمس) کے جس واقعہ کا ذکر تار برقیوں میں گذرچکا ہے' اسکی تفصیل وزارت جنگ کے محکمے حسب ذیل شائع کی ہے:

۱۳ جون کی صبح سے جنگ شروع ہوئی' عثمانی فوج دو عمودی شکلوں میں (لبده) کے ٹیلوں سے بڑھی اور دشمن کی گوله باری کی پروا نکرکے حمله شروع کردیا ۷ گھنٹے تک جنگ جاری رہی' مگر بالآخر فتح و نصرت ہمارے فوج ہی کو نصیب ہوئی -

(لبده) کے قریب دو مستحکم قلعے ہیں جنکو لوہے کی تاروں سے دشمن نے گھیردیا تھا اور اسکے گرد چند میدانی توپیں نصب کردی تھیں ہماری فوج کی پہلی عمودی جمعیت نے حمله کرکے تلوار سے تمام تاریں کاٹ ڈالیں' اور تھوڑے ہی عرصے کے اندر قلعه پر قبضه کرلیا اور جس کسی نے مقابله کیا' تہ تیغ ہوا اٹالینوں نے بھاگتے ہوے دیکھا که توپیں ساتھه نہیں لیجا سکینگے تو مشینیں توڑ کر بیکار کردیں' البته ذخائر رسد وغیرہ کثیر مقدار میں ہاتھه آئے -

ہماری دوسری جمعیت بھی اس عرصے میں بیکار نہیں رہی اس نے دشمن کے افسر کے خیموں پر حمله کردیا' اور جتنی فوج اُن میں موجود تھی' اسکو نکال بھگا دیا' قلعه اور خیموں کے بھاگے

ہوے دوسرے قلعه میں پناہگزیں ہوے' اور کمک کیلئے ہر طرف آدمی دوڑاے' انکی ایک کافی جماعت قریب ہی (تل مرقب) میں موجود تھی' وہ فوراً روانه ہوگئی' لیکن ہماری فوج کو خبر ملچکی تھی' انہوں نے اسی قلعه سے حمله کے جواب دینے کا کام لیا اور سات مرتبه حمله آوروں کو پسپا کردیا' بالآخر جب عثمانیوں کو اپنے مرکز کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی تو قلعه کے تمام رسد خانوں میں آگ لگا کر روانه ہوگئے - دشمن کے ۱۰۰۰ **مقتول ہوئے** جنمیں ۱۷ - افسر تھے اور ہمارے ۱۰۰ شہید اور اتنے ہی زخمی *

معرکۂ خمس کی مزید تفصیل

صباح کے تار

(المؤید) کی تار برقیوں کے قریب قریب العلم' اهرام' الجریده وغیرہ اخبارات مصر' اور اقدام' طنین' صباح' الهلال العثمانی' وغیرہ آستانے کے اخبارات کے نامہ نگاروں کی بھی اطلاعات ہیں' البته (صباح) کی خبروں میں ایک دو تار برقیاں قابل اقتباس تفصیل رکھتی ہیں' ۱۲ جون کے (معرکۂ خمس) کی نسبت لکھا ہے

دو گھنٹے سے زیادہ دشمن جم نہ سکا' باوجودیکه جمعیت وافر' توپخانه گوله بار' قلعه مستحکم' آهنی سلاخوں کا مستحکم حصار' اور بلندی سے جواب دینے کا عمدہ موقع حاصل تھا' لیکن مجاہدین کے قدم ایک لمحے کیلئے بھی نہیں رکے' تلواریں مارتے ہوے اسطرح بڑھتے گئے' گویا سامنے کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے اور قلعه انکی آمد کا منتظر ہے' قلعه میں ذخائر رسد کا اسقدر انبار تھا که اسکو ہم کسی طرح نہیں لیجا سکتے تھے' میگزین کے گودام بھی بالکل لبریز تھے' اور بلندی پر دو توپیں جل رہی تھیں' یہ حالت ایک چھوٹے سے قلعه کی تھی' جو انکا کوئی مرکزی کیمپ نه تھا' اس سے اندازہ کرلینا چاہئے که انکے بڑے بڑے کیمپوں میں کسقدر سامان ہوگا ؟ لیکن تعجب کی بات ہے که زندگی اور جنگ کے اسباب کا اسقدر وافر ذخیرہ رکھکر' جسکا عشر عشیر بھی بے سروسامان مجاہدین کو میسر نہیں' وہ ہر جگه شکست خوردہ' ذلیل و مخذول' اور مبتلائے مصائب و آلام ہیں!

قلعه میں جب ہم داخل ہوے تو ابتدا میں ہر جگه دشمنوں کے انبوہ مستعد و مسلح نظر آئے' لیکن جوں ہی ہماری آمد کا علم ہوا' اسطرح بھاگنے لگے' گویا وہ اسی لئے ہماری آمد کا انتظار کررہے تھے' سچ یه ہے که اٹالین فوج کی بے دلی کی اب حد ہوگئی' جراءت و عزم آخری جواب دیچکے ہیں' طبیعت افسردہ اور قلوب سہمے ہوے اور مرعوب ہیں' مجاہدین کا مقابله تو بجاے خود رہا' انکی آواز سے انکا جسم لرز جاتا ہے' لیکن ظالم اور بے حیا اٹلی انکو ابھی مصیبت کی لعنت میں پھنساے ہوے ہے' اور جبراً میدان جنگ میں ذبح کرارہی ہے "

اسکے بعد وہی حالات بتلاے ہیں' جو نامه نگار (المؤید) بتلا چکا ہے' البته (صباح) کے بیان میں توپوں کو اٹالینوں نے بھاگتے ہوے معطل نہیں کیا' بلکه خود مجاہدین نے بیکار کردیا تھا -

غازی انور بک

حال میں ایک خاص فرمان سلطانی کے ذریعه اعلان کیا گیا ہے که (غازی انور بک) سپه سالار طرابلس کو انکی اصلی فوجی عہدے (لفٹنٹ کرنل) سے ترقی دیکر (کرنیل) کے عہدے پر ممتاز کیا گیا ہے -

قسطنطنیہ میں ہجوم مشکلات

اور تصادم احزاب

(قسطنطنیہ ۱۴ جولائی) یہاں انجمن اتحاد و ترقی پر مخالفتوں کے حملوں نے نہایت سنگین و شدید حالات پیدا کردئے ہیں' انجمن کو سخت جدوجہد و ابتلا درپیش ہے - مخالفت کا عنصر اعظم ایک قسم کا فوجی اتحاد ہے جو نہ سرعت نشؤ و ترقی پا رہا ہے اور اس دل کا حیثیت آئندہ میں شکل پذیر ہونا بالکل نا ممکن سا ہوگیا ہے' جسمیں امور سیاسیہ میں دخل دینا افسروں کے لئے جرم قرار پایا تھا -

عثمانی مشکلات کا روشن ثبوت اس سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج البانیوں سے لڑنے وقت بے وفا نکلی - بارہ بٹالین کی نسبت مشہور ہے کہ مناستر میں غدر کردیا ہے - یہ آفت مقامی و محدود ہی نہیں ہے - سالونکا میں انجمن اور گورنمنٹ کے خلاف سخت بے اطمینانی پھیل رہی ہے - سنا جاتا ہے کہ عثمانی دستور کی سالگرہ کے دن ایک نمائش نہ ہوسکی تھی - بہر کیف یہ مسلم ہے کہ دونوں ہمسایہ قومیں اس شعلۂ بغاوت سے دلی ہمدردی رکھتی ہیں -

(ٹائمس) کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ (حسین کاظم) والی سالونکا اس تحریک کا روح و رواں ہے - اگر واقعہ یوں ہی ہے تو اس تحریک کو ایک خدا ساز اور عازم تدبر ملگیا' ایسا تدبر جو حال ہی میں انجمن اور اسکے افعال پر بے تکاں علانیہ لعنت و ملامت کرچکا ہے - دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ایک ترکی افسر جو پہلے (سعید پاشا) اور (محمود شوکت) وزیر جنگ کا دوست تھا - کسی اٹالین اخبار میں ترکی گورنمنٹ اور انجمن کے خلاف ایک کھلی چٹھی چھاپتا ہے جسمیں عثمانیوں کی غداری کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اب انتقام کا وقت آپہنچا -

بیان کیا جاتا ہے کہ غداروں کے خلاف کوئی کار روائی عمل میں آئی ہے اور نہ آسکتی ہے انسپکٹر افواج (ذکی پاشا) یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر باداش و سزا کا قصد کیا گیا تو وہ ابتلا انگیز پیچیدگیاں پیدا ہو جائنگی جنکا پھر دور ہونا محال ہوگا - سیاسی معاملات کے انسداد کے متعلق قانون سازی کا جو بار آج پھینکا گیا اس سے غداریوں کا استیصال مقصود تھا' لیکن یہ بھی رائگاں ثابت ہوا - یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کئی دن گذرے وزیر جنگ اپنی وزارت سے مستعفی ہوگیا' اور اٹلی سے معاملۂ صلح کی افواہوں کا شان نزول بھی یہی انتشار غدر و سرکشی ہے -

نئی اطلاع جلقوں میں وثوق کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے کہ سرکشوں کے مطالبات حسب ذیل ہیں :—

(۱) حقی پاشا اور انکی وزارت کے ممبروں کی پرسش -

(۲) سعید پاشا اور انکے رفقا کا استعفا -

(۳) وزرا کی شخصی ذمہ داریاں -

(۴) انجمن کی دو اداریاں انتظامی کونسل کے سپرد کردی جائیں -

(۵) تجدید انتخاب -

(۶) عام معافی -

ناظم پاشا کا وزارت جنگ سے انکار

(قسطنطنیہ ۱۵ - جولائی) ناظم پاشا سابق گورنر بغداد منصب وزارت جنگ قبول کرنیسے متعجب ہیں - اگر قبول کرینگے تو چند سخت و شدید شرایط پر' جنمیں مارشل لا کی تنسیخ اور موجودہ ایوان وزرا' کی برہمی بھی ہے - گورنمنٹ نے ان شرایط کو نا منظور کردیا -

سوڈان پھر چونک اٹھا

—*—

انگلو مصری افواج سرگرم عمل

—*—

۱۰ لاکھ جدید ریفلیں قوم امواک کے ہاتھ میں

(لندن ۱۹ جولائی) رپوٹر کو خبریں موصول ہوئی ہیں : جنوبی سوڈان واقع دامن حبشہ کے قبائل میں دس لاکھ فرانسیسی ساخت کی جدید ریفلیں خواہ کسی ذریعہ سے ہوں مگر پہنچ چکی ہیں' جس سے سخت اندیشہ ناک کوائف پیدا ہوگئے ہیں -

انگلو مصری فوج اور قبائل امواک کے جدید معرکے میں یہ بات الم نشرح ہوچکی ہے کہ برہنہ تن وحشی (سنٹولیٹر) کی پرشش سے آراستہ ہیں' اور اسطرح گولیاں برساتے ہیں' گویا قواعد دانتہ' اور قواعد دانی کی داد دیتے ہیں -

وزارت پر اظہار اعتماد

(محمود مختار پاشا کی وزارت جنگ کی افواہ)

(قسطنطنیہ ۱۶ - جولائی) پارلیمنٹ نے گورنمنٹ پر اعتماد کے ووٹ پاس کئے ہیں جنمیں تائیدی ۹۴ اور مخالف ۴ تھے -

وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے عثمانی تعلقات مابین دول عظام پر تقریریں کیں - اور زور کے ساتھ بیان کیا کہ ہمارا تعلق جملہ دول کے ساتھ عمدہ ہے -

تقریروں میں اس بات پر بالتخصیص مسرت ظاہر کیگئی کہ برطانیۂ اعظم سے پر جوش دوستی و مودت کی تجدید' ہمارے مستقبل کی ضامن ہوگی - سنا جاتا ہے کہ محمود مختار نے وزارت جنگ کا جائزہ قبول کیا ہے -

وزارت کا استعفا

(قسطنطنیہ ۱۷ - جولائی) ایوان وزرا مستعفی ہوگیا -

(قسطنطنیہ ۱۸ - جولائی) وزارت کے مستعفی ہونے کا بڑا سبب یہ ہے کہ محمود مختار نے طرح دباؤ ڈالنے لگے - محمود مختار وہی شخص ہیں جنکی نسبت خبر تھی کہ البانیا سے واپسی فوج' اور البانیوں کے ساتھ اعتماد کی پالسی کی شرط پر وزارت جنگ قبول کرینگے -

جدید وزارت

یوسف پاشا عثمانی سفیر متعینۂ لندن وزیر اعظم مقرر ہوے - امید کی جاتی ہے کہ ناظم پاشا وزیر جنگ ہونگے -

وزارت نے طے کرلیا ہے کہ البانیا میں ایک آشتی کا مشن روانہ کیا جائے گا جو تین معروف البانی ممبران پارلیمنٹ سے مرکب ہوگا

" حاصل رقبہ ہمارے وہ برادران معروف ہیں' جو میدان قتال میں ہماری اعانت کیلئے سب سے پہلے پہنچے' اور اس وقت ہماری مدد کی ' جب کہ ہمارے زخموں پر مرہم لگانے والا کوئی نہ تھا ' اور ہم اسقدر مفلس اور کنگال تھے کہ زخموں کی علاج پر ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کرسکتے تھے * * * * سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مصر اپنے آپکو پورے معنوں میں عثمانی یقین کرتا ہے' اور جو لشکر خلافت اسلامی کے سر پر لگتا ہے' اسکے درد کو ایک عضو ملحق کی طرح محسوس کرتا ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ ان لوگوں نے سب سے پہلے ہماری مدد کی اور طرابلس کے نقصان اپنا نقصان سمجھا " -

اسی طرح (مصطفی کمال بک) کمانڈر درنہ (احمد مراد) کمانڈر (شرقی درنہ) اور عثمانی کیمپ (دبابیہ) کے ڈاکٹر (ابراہیم طلعت) کی تحریرات ہیں جنمیں ہر طرح انکی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے -

ولایت کی ڈاک

رپوٹر کی تار برقیاں

(سیدی علی پر قبضہ)

(لندن ۱۹ - جولائی) اٹلی نے سیدی علی پر قبضہ کرلیا - یہ مقام طرابلس اور تیونس کے درمیان واقع ہے - کمک آنے ہی دشمنوں نے شدید حملہ کیا لیکن آخر کثیر نقصان اٹھاکر پسپا ہوجانا پڑا - لڑائی کوئی ۹ گھنٹے میں موقوف ہوئی تھی -

(روما ۱۶ - جولائی) سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ معرکۂ سیدی علی میں ۱۶ - اٹالین مارے گئے اور ۷۳ زخمی ہوئے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ معرکے کے بعد ترک ایک کدم قتیلان چھوڑ گئے -

جزائر بحر ایجین

ڈیلی ٹیلیگراف کے تار

(پیرس ۲۸ جون) (ایکوڈے پیرس) میں ایک تار روما سے آیا ہے' جسمیں ذکر کیا ہے کہ جزائر ایجین کے متعلق (جن پر اٹالین قابض ہیں) انگلستان کی جانب سے دول یورپ کے ساتھہ گفت وشنید معاملات کا افتتاح ہوچکا ہے - کہا جاتا ہے کہ (یونانی وزیر اعظم ایم - وینزیلس) کی استدعا سے (ڈاؤننگ اسٹریٹ) نے ان کارروائیوں کو اپنے ہاتھہ میں لیا ہے -

اس خبر سے یہ تو تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرے جو اٹلی کے قبضے میں آچکے ہیں اب ترکوں کو نہیں ملینگے ' اگرچہ ان پر سلطان کا برائے نام ہی اثر کیوں نہ تسلیم کرلیا جائے - دوسری طرف یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ان جزائر کے ساتھہ (کریٹ) اور (ساموس) بھی خود مختار ریاستوں کی فہرست میں داخل ہونگے - جب تک دول اعظم سنہ موصوف بحث وگفتگو رہینگے' بحیرۂ ایجین میں اٹلی کوئی مزید کارروائی نہیں کریگی - اور یقین کیا جاتا ہے کہ یہ معاملہ بندیاں جو دول موصوف کی جانب سے جاری ہیں ' ممکن ہے کہ ایک کانفرنس کے انعقاد کی تمہید ہوں ' جہاں خاتمۂ جنگ کی بحث کی جائیگی -

لندن ٹائمز

(سیرس ۲۱ جون) سیرس کے ساحل میں اٹالین بیڑہ اب تک موجود ہے ' لیکن دن بھر دوبارہ اسکی صورت نظر نہ آئی ' مارشل لا کے اعلان کے بعد شہر اور اطراف میں پوشیدہ اسلحوں کی جاسوسی کی گئی - ترکی فوج داخلی حصے میں پڑی ہے ' اور حد درجے کے ضبط سے کام لے رہی ہے -

(کالم نس) اور دیگر جنوبی (جزائر ایجین) کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی نے قبضہ کے بعد اپنی تمام فوج اٹھا لی تھوڑی سی پولیس کے انتظام کے لئے رکھہ چھوڑی ہے - اٹالین جھنڈا نہیں اڑتا ہے - یہاں کے باشندے ایسے نادان ہیں کہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم کسکے اطاعت گزار رہیں -

(ایتھنس جون ۲۳) (اعمص اہالیان جزائر ایجین) نے (اٹالین سفارت خانے) کو کل ایک یادداشت بھیجی ہے - یادداشت میں اہالیان جزائر کی اس آرزو کا اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر یونان کے ساتھہ جزائر کا الحاق محال متصور ہو تو اتنا تو ضرور ہو جائے کہ انکو کامل خود مختاری عطا کردی جائے - جہاں تک معلوم ہوا ہے نہ یادداشت اور دیگر سفارت خانوں کو پیش نہیں کی گئی - اس مسئلے کو سیاسی حلقے خواہ کسی نظر سے دیکھیں ' لیکن اسقدر تو ضرور درست ہے کہ باشندگان جزائر اپنے حقوق کی طلب میں بالکل حق بجانب ہیں جو انکو ہمیشہ ترکی کے سلطانوں سے حاصل ہیں مگر صرف پچھلے سالوں سے تلف ہوگئے -

مانچسٹر گارجین

(ایتھنس جولائی ۲۳) (بائنس باشندگان جزائر کی کانگرس) جزائر ایجین سے آکر (پاٹمس) میں مجتمع ہوئی ' اور ایک کمیٹی منتخب کی ' یہ روما پہنچکر اٹلی کا دلی شکریہ ادا کریگی کہ اہل جزائر کو آپنے آزادی عطا کی لیکن ہمارے سیاسی مستقبل کے مسئلے پر بھی عدالت کی نظر ڈالی جائے - اس قسم کے رزولیوشن پاس ہوکر یہاں چھپ چکے ہیں - ان مضمونوں میں باواز بلند کہا گیا ہے کہ اب ترکوں کی اطاعت قبول نکرینگے اور یونان سے اتحاد کی پاک و مقدس آرزو رکھتے ہونگے ' (جنرل آمگلایو) اور دیگر اٹالین افسروں کی زبانی اور تحریری اعلانات کی بنیاد پر آزادی طلب کی ہے - ساتھہ ہی اسپر بھی زور دیا ہے کہ اس راسخ و مستحکم اصول کی ضمانت ہو کہ جو زمیں ترکوں سے چھن جائے ملت مسیحی کے قبضۂ اقتدار سے نکل کر ہرگز ترکی حکومت میں دوبارہ داخل نہو - قانونی مجلس کی ساخت و پرداخت کا فیصلہ ملتوی رکھا گیا ہے - جھنڈے کے متعلق فیصلہ ہوچکا ہے کہ اہلکوں اور اسمیں سفید صلیبی نشان اور سورج دونوں اٹالوی سینہ ہو -

تاریخ اعلان چہارم جون ' اور اسپر بارہ جزیروں کے نائبوں کے دستخط ہیں -

ایم ویلی سابق وزیر اعظم ' یونانی چیمبر میں (ازاقیا) کا نائب منتخب ہوا ہے - آسکی جماعت نے ایک ممبر نے مخصص وہ مقعدت آسکے لئے جگہ خالی کردی تھی -

«آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں تیار ہیں»

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا ۱

۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراہیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہجہ سرای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بیک باشی -

۱۶ منصور پاشا معروف بنغازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز مجاہدین کے کیمپ پر گولے پھینک رہے ہیں

۱۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ

۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعب

۲۷ آذربائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرطبہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں " مومن "

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں " نیر "

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

دُرۂ دانیال پر مکرر گولہ باری

ترکی کی بحری فتح

اٹلی کی دو تارپیڈو کشتیاں غرق اور چھہ شکستہ ہوگئیں

(لندن ۱۹ - جولائی) درۂ دانیال سے (رویٹر) کو صبح چار بجے خبر ملی ہے کہ مقام (کم قلعہ) میں سخت گولہ باری ہورہی ہے -

(قسطنطنیہ ۱۹) ایک بجے صبح ۸ اٹالین تارپیڈو کشتیوں نے (کم قلعہ) پر یکایک حملہ کردیا - قلعہ نے جواب دینا شروع کیا تو دو کشتیاں غرق اور ۶ مجروح ہوئیں

(درۂ دانیال کی بندش)

باب عالی نے درۂ دانیال بند کردینے کا حکم دیدیا

(جدید وزارت)

توفیق پاشا نے وزارت منظور کرلی -

الہلال کی قیمت

ولو کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

ہمارے لئے ایک نہایت دشوار اور لا ینحل عقدہ (الہلال) کی قیمت کا مسئلہ ہے -

اگر (الہلال) انگریزی کا کوئی رسالہ ہوتا اور اس صرف کثیر کے ساتھہ شائع کیا جاتا ، تو یہ نہایت آسان تھا کہ اسکی قیمت کم از کم ایک گنی سالانہ رکھدی جاتی ، اور پھر تمام اخبارات میں پرو پرائٹر کی فیاضی کی تعریف کی جاتی کہ کسقدر ارزاں قیمت میں کس درجہ کثیر المصارف (جرنل) شائع کیا گیا ہے ، مگر مشکل یہ ہے کہ انگریزی پریس کا نمونہ پیش نظر رکھکر ہمنے اردو زبان میں رسالہ جاری کیا ہے ، اور تمام پبلک اُن اخبارات و رسائل کی خریداری کی عادی ہورہی ہے ، جنمیں سے اکثر کی قیمت تین چار روپیہ سے زیادہ نہیں ہے ، اگر ہمارے مصارف کا صحیح اندازہ ہوتا تو بھی ممکن تھا کہ باوجود اس عادت کے (الہلال) کیلئے ایک دو روپیہ کا صرف زائد جائز سمجھہ لیا جاتا ، لیکن پہلی مشکل سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ (لیتھو پریس) کی ارزاں چھپائی اور عام اردو اخبارات کے سستے کاغذ اور سستے اسٹاک نے اس اندازے کی راہیں بھی مسدود کردی ہیں -

الحمد للہ کہ ہم نے یہ کام کسی تجارتی منفعت کی غرض سے نہیں کیا ہے ، اور نہ سرمایہ اسقدر بے سرو سامانی کی حالت میں کیا ہے ، جسکی وجہ سے ابتدا ہی میں خریداروں کی کثرت کیلئے مضطرب ہوں ، پس اب بالکل ناپسند کرتے ہیں کہ قیمت کے مسئلہ پر بار بار کچھہ لکھیں ، چونکہ چند غلط فہمیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں اسلئے اول مرتبہ یہ چند سطور شائع کی جاتی ہیں اور انہیں کو آخری بھی سمجھنا چاہئے ، قیمت رسالے کے لوح پر ہمیشہ درج کردی جاتی ہے ، اور رہی ایک دائمی اور مستقل قیمت ہے ، جسمیں کسی طرح کمی و زیادتی نہیں ہو سکتی ، جن صاحبوں کو مطلوب ہو ، وہ انہیں سطور کے مطالعہ پر قناعت فرمائیں ، آئندہ سے قیمت کے متعلق جو خطوط آئیں گے انکے جوابات بھی نہیں دئے جائیں گے ، کیونکہ دفتر نہایت مصروف ہے -

(۱) جسقدر صرف (الہلال) کے ایک نمبر کی صرف تصویروں پر آتا ہے ، اس سے کم میں اُردو کے بہتر سے بہتر ہفتہ وار اخبار پورے ایک ماہ تک اپنے دفتر کو چلا سکتے ہیں ، کاغذ اور ٹائپ کی چھپائی کے جو گئے صرف کو اسکے علاوہ سمجھئے -

(۲) کم سے کم بیس روپیہ اسکی قیمت رکھی جاتی تو ایک عرصے کے بعد کہیں دفتر کا خرچ نکلنے کی امید کی جاسکتی ، مگر چونکہ اسکی اشاعت سے اصل مقصود چند مقاصد کی تحریک ملک میں پیدا کرنی ہے اور وہ بغیر کثرت اشاعت کے ممکن نہیں اسلئے نصف قیمت رکھی گئی جسمیں سے ۱۲ آنہ تو محصول کے نکلئے صرف ۷ روپیہ ۴ آنے اصلی قیمت باقی رہتی ہے -

** * * * *

(۳) اس وقت جو اردو اخبارات نکل رہے ہیں ان میں سے ایک مشہور اخبار کی قیمت ۸ روپیہ اور ایک کی ۱۲ روپیہ ہے ، جس نے پھر بھی اردو اخبارات کی قیمت کے حدود سے باہر قدم نہیں رکھا ، اور دونوں کی حالت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے -

(۴) ہمارے ناظرین کو معلوم نہیں کہ باتصویر رسالہ نکالنے کی وجہ سے ہم کو اول تو اعلیٰ درجہ کی مشین رکھنی پڑی ، اور بعد ہاف ٹون کی مخصوص (تریڈل مشین) بھی لینی پڑی ، کیونکہ تصاویر کا نازک کام بسا اوقات عام چھپائی کی مشین پر ٹھیک نہیں ہوسکتا ، لیکن کیا ان مشینوں کے مصارف سے ناظرین واقف ہیں ؟

(۵) پھر طلبا کیلئے اُس نصف قیمت سے بھی نصف قیمت کردی گئی یعنی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ اب ہم نہیں جانتے کہ اور ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کس درجہ ایثار مطلوب ہے ، خدا تعالی ہماری نیت سے باخبر ہے ، ہمارا بس چلتا تو ہم تو بالکل مفت پرچہ تقسیم کرتے -

(۶) بعض طلبا ششماہی قیمت پر اخبار مانگتے ہیں انکی خدمت میں گذارش ہے کہ ابتدائی تخفیف کردینے کے بعد اب اور رعایت ممکن نہیں ، رعایتی قیمت پر ششماہی سے کم رعایت کیلئے رسالہ جاری نہیں کیا جاسکتا ، اور نہ کسی حالت میں سہ ماہی جاری ہوسکتا ہے -

~~(۷) ہاں ضروری قیمت پر جو صاحب سہ ماہی قیمت~~ دینی چاہیں انہیں ہر سہ ماہی کے ~~ابتدا میں ۳ روپیہ کا~~ وی - پی روانہ کیا جائیگا اور اسطرح انہیں ۱۰ روپیہ میں سالانہ قیمت پڑے گی اگر یہ منظور ہو تو سہ ماہی قیمت بھی وصول کی جاسکتی ہے -

(۸) نمونے کیلئے سر دست آنے کے ٹکٹ یا وی - پی کی اجازت ملنی چاہئے *

[الہلال الیکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [مظہر الحق] نے چھاپکر شائع کیا]

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳	کلکتہ : شنبہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع	جلد ۱

فہرست

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ،
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

احرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائین گے
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہے نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بہی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

افق عجم

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

مغرب اقصیٰ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چہوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ   عالم اسلامی

انتقاد

مرا[illegible]

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بہی بڑھتے جائیں گے ہمیشہ
اڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائیں گے

مقام اشاعت
۷ـ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ : شنبہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

شذرات

مدیر کی علالت کی خبر پڑھکر اکثر احباب نے تفصیلی حالات دریافت فرمائے ہیں، اس لطف و نوازش کیلئے شکر گذار ہوں، لیکن اپنی حالت کیا عرض کروں؟ وہی پرانا خریدار حسن ہے، اور وہی پرانی پھولوں کی تلاش —

مثال ماہی دریا بحال مستسقی ست
دہند سوی لب رحمت بتشنہ ندہند

یہ دائم المرضی نہیں ہے بلکہ قدرت کی طرف سے بارہا تنبیہ و تعذیب ہے، مگر افسوس یہ دل کی غفلت سکتی اس سے بھی زیادہ سخت جانکر، کو ڈھونڈھتی ہے۔ اولا یرون انهم یفتنون فی كل عام مرة او مرتين، ثم لا یتوبون ولا هم یذكرون (۹ ۱۲۸)

خدا کا آفتاب اسکی رحمت کی طرح روز قدرت سروں پر چمکتا ہے، اور اسکے دلفریب چاند کی ٹھنڈی روشنی کبھی مضائقہ نہیں کرتی، اسکا ابر رحمت جب کبھی برساہے، تو ساتھی محل و ایوان کی طرح قدرت صحن خانہ کے پرنالے بھی بہتے ہیں، پھر اسکے سوا جو کچھ ہے، آہ خود اپنی بدبختی اور بے عملی کیوں نہ سمجھوں؟ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك ـ (۳ ۸۲) وما ظلمهم الله، ولكن كانوا انفسهم يظلمون (۳ ۱۱۴)

تاہم احباب مطمئن رہیں کہ علالت کاموں میں خارج نہیں ہو سکتی، بشرطیکہ ہوش و حواس پر بھی اسکا حملہ نہو، اول تو (سلطان مرض) کی حکومت جسم سے بالا تر ہے، پھر رات دن کے اٹھنے بیٹھنے والے روگ کی آمد میں نئی بات ہی کونسی ہے کہ اسکا کوئی خاص اثر ہو؟ البتہ پچھلے دنوں (ڈنگو فیور) کی شدت سے ہڈیاں تک ٹوٹ پھوٹ گئیں اور دماغ قابو میں نہ رہا، اس حالت میں اپنی بے بسی اور مجبوری واضح ہے، لیکن عادت صحت دماغ کی حالت میں بھی قلم و زبان پر جو کچھ گذرتا ہے اسکی طرح کا ہذیان ہی ہے —

کس زبان مرا نمی فہمد
عزیزان چہ التماس کنم

ایک قوم کے مشہور صاحب ریاست اور آجکل کی قومی خدمات میں سربرآوردہ بزرگ (الہلال) کا پہلا نمبر دیکھکر ارقام فرماتے ہیں:

"سچ یہ ہے کہ آپنے وہ کام کیا، جو ساری اردو پریس کی کوئی کمیٹی انجام دیسکتی، اور ابھی تو آپکے اصلی ارادے پردۂ خفا میں مستور ہیں * * * * * لیکن ظاہر ہے کہ ایسے اہم اور محتاج مصارف کثیرہ کاموں کو تنہا انجام دینا دقت سے مشکل ہے — آپنے اپنی ہمت خداداد کی مدد سے اسے اپنے ذمے لیا ہے، مگر ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ آپکو تھوڑا بہت سبکدوش کریں — آپکو معلوم ہوگا کہ میں بھی دو سال سے اس خیال میں ہوں کہ ایک عمدہ اردو اخبار جاری کیا جائے جو خالص قومی اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھے اور قابل و اہل علم

— * —

(الہلال) کی قیمت دو ہزار کا پیش شائع کی جاتی ہیں بڑھتی تعداد بڑھتی جائے گی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقہ میں ہو جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہیں —

(اشتہارات) کیلئے ٹائٹل پیج کے دو صفحے مخصوص کردیے گئے ہیں

یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل فن ہے ۔ اشتہار کیلئے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ با وجود اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار کے مضامین سے ہٹ کر ناظرین اسکی گرویدہ ہو جائیں ۔ انگریزی اخبارات و رسائل میں اسکے لیے طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں ، لیکن انمیں سے اکثر ایسی ہیں جو ہندوستان کی چھپائی میں ممکن نہیں —

مثلاً اشتہار میں خوشنما ہاف ٹون یا انگریزی بلاک تصویر دیدی ، یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے فوٹو کا بلاک بنوالیا ، یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار میں ممتاز رہے ، اور ناظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑھیں ، لیکن یہ تمام باتیں سیسہ (ٹائپ) کی چھپائی کی محال ہیں

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہے جو ان چیزوں کا انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہر قسم کے اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی خط و کتابت سے دریافت کیا جاسکتا ہے

گے - پھر ساحل پر گولہ باری کی - درہ دانیال سے سر تڑوا کر رخصت ہوئی - اور (بحر ایجین) کے جزائر پر قبضہ کرلیا - لیکن نہ انگلستان کی تہذیب اس سے شرمائی اور نہ دول ستہ کی رگ شرافت کو حرکت ہوئی - سچ یہ ہے کہ دُوَل قدیمی میں (سولن) کے قانون اور معاہدے مکڑی کا جال ہیں جو اپنے سے قوی کے ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے - لیکن ضعیف ماتحت تو اپنے اندر الجھا لیتا ہے *

(باب عالی) نے مجبوراً (درہ دانیال) کو بند کرنا چاہا لیکن دول یورپ شرم و حیا کے گرد و غبار کو دامن سے جھٹک کر سامنے آگئے - اب کل کی بات ہے کہ (اٹلی) لوہے کی دیواروں سے سر ٹکرانے کی ایک اور آزمائش پر مائل ہوئی اور رات کے دو بجے آٹھ تارپیڈو کشتیاں لیکر گھس پڑی - لیکن پھر جو کچھ ہوا اسکو امید ہے کہ بہت جلد نہیں بھلا سکے گی *

ابتدا میں تو اس شکست صریح کی تغلیط کی گئی اور کہا گیا کہ جب ترکوں نے آنکی آمد معلوم کرکے توپوں کے دہانے کھولدئے تو مع العذر اپنی کشتیاں واپس لے آئے (۲۰ جولائی) اٹالین اخبارات نے اس واقعہ کو اٹلی کی بحری طاقت کی ایک بے نظیر نمایش بتلایا کہ نائدس محل تک ہماری کشتیاں چلی گئیں اور پھر بھی ذرا بھی آنچ نہ آئی (۲۱ جولائی) لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ (روما) کے دفتر جنگ نے ابتدا کی کذب بیانی کی تکذیب پیشتر کی (روما) کے دفتر جنگ نے ابتدا کی کذب بیانی کی تکذیب پیشتر کی بسبب کچھ گھٹادی ہے کیونکہ نمبر ۲۲ کی تاربرقیوں میں اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ کشتیوں کو نقصان ضرور پہنچا - اور نیز یہ کہ مقصود ترکی بیڑے پر حملہ ہی تھا *

اس ہفتے ایک (تصویر) کسی جگہہ بعنوان (عثمانی پیغامبر اٹالین کیمپ میں) دی گئی ہے جو ایک عجیب طلب واقعہ سے تعلق رکھتی ہے - قلت گنجائش سے وہ مضمون درج نہیں کیا گیا آئندہ نمبر میں شائع ہوگا *

عثمانی پیغامبر اٹالین کیمپ میں

توفیق پاشا سفیر لندن جنہوں نے وزارت کی منظوری سے انکار کردیا

اکثر احباب پوچھتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے اہم معاملات پر کب لکھنا شروع کرینگے ؟ گذارش ہے کہ وہ مضطرب نہوں - اس وقت تک جو کچھ (الہلال) میں دیکھ رہے ہیں یہ تو محض کاموں کو جوں توں شروع کردینا اور اسکا ایک نمونہ دکھلا دینا تھا - ورنہ ہمنے اپنے اصلی مقاصد اشاعت کے لحاظ سے تو ابتک ایک حرف بھی نہیں لکھا اور اصل یہ ہے کہ لکھنے کی مہلت ہی نہیں ملی *

رامپور سے ہمارے ایک عنایت فرما لکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کے موجودہ کانسٹیٹیوشن کی حمایت میں مسٹر محمد یوسف جو مضامین لکھ رہے ہیں اور اس سے پہلے جو مضامین اخباروں میں [illegible] انپر آپ کیوں نہیں لکھتے اور کیوں خاموش ہیں ؟

شاید ہم نے (محمد یوسف) نامی کسی شخص کا مضمون کسی اردو اخبار میں دیکھا ہے - (محمد یوسف) غالباً وہی شخص ہے جو (لیگ) کے دفتر میں چند روپیوں پر نوکر ہے - ہم اسکو تو قابل خطاب نہیں سمجھتے - وہ غریب جو کچھ لکھ رہا ہے - لیگ کا نمک ہے جسنے سعید ارادے کی جگہہ سوال روٹی کی صورت اختیار کرلی ہے - البتہ ہمیں خود ایک مبسوط و مسلسل سلسلہ مضامین لکھنا ہے اور اسکی اشاعت تو منجملہ ہمارے مقاصد مہمہ کے ہوگی - الحمد للہ کہ ہم منجملہ اُن ایک دو مخصوص اشخاص کے ہیں کہ جس وقت لیگ عین اپنے دور عروج میں کوس لمن الملک الیوم بجا رہی تھی اس وقت بمبئی میں ہم اور (مولانا شبلی) اسکی طفلانہ کارروائیوں پر ہنسی اڑاتے تھے اور لیگ کے موجودہ سکریٹری کو اپنی وہ گفتگو تو بھولی ہوگی جو کئی سال ہوئے الہ آباد میں مولوی (محمد اسحاق) صاحب کی کوٹھی میں ہم میں اور آن میں ہوئی تھی *

اس سے مقصود یہ ہے کہ (تقسیم بنگال) کی تنسیخ کے بارے کو ہماری رائے پر کوئی اثر نہیں - بلکہ یہ رائے روز اول ہی سے تھی اور یہ اللہ کا ایک خاص فضل و کرم ہے کہ وہ اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے نا رحو عام گمراہی اور ضلالت کے آسیب سے بچالیتا ہے و اللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم *

اسکے اسباب میں جمع کیے جائیں' سب سے پہلے انگریزی اخبار کا خیال پیدا ہوا تھا مگر وہ * * * سے اور پھر ایک حد تک ایکے لوکل ہم عصر (کامریڈ) سے پورا ہوگیا' اب اردو اخبار کے خیال میں تھا' مولانا سے * * * بھی اسکا کئی بار ذکر آیا' لیکن الحمد للہ کہ آپکی ہمت نے میرے خیالات سے بڑھکر اس کام کو اپنے ذمے لے لیا اور نہایت کامل صورت میں پورا کردیا' پس اب میری طبیعت بے اختیار چاہتی ہے کہ (الہلال) کی کچھہ خدمت انجام دوں مگر آپ جو وسیع کام آپنے اپنے پریس کے سر لے لئے ہیں وہ بھی بغیر کافی مالی سرمایہ کے پورا نہیں ہوسکتے' تنہا آپ کہاں تک روپیہ لگائیں گے؟ اسلئے بالفعل * * * کا چک روانۂ خدمت ہے اور آیندہ بھی اتنی ہی رقم بطور ماہوار اعانت کے ہمیشہ پہنچتی رہے گی- سال بھر کیلئے تو وعدہ سمجھئے اور اگر اسکے بعد بھی ضرورت باقی رہی اور اخبار اسے پاؤں پر کھڑا نہوسکا تو انشا اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا * * * * "

ہم بزرگ موصوف کی اس رئیسانہ فیاضی کے نہایت شکرگذار ہیں' مگر افسوس کہ اپنے اصولِ طبیعت سے مجبور ہونے کی وجہ سے متمتع نہیں ہوسکتے' اور انکے عطیے کو پوری قدر شناسی کے بعد واپس کرتے ہیں -

ہم نے جسقدر کام اپنے ذمے لے لئے ہیں' وہ روپیے کے بل' پبلک کی قدردانی' اور رؤساے قوم کے جود و سخا کے بھروسے پر نہیں' بلکہ صرف اسکے فضل اور توفیق کے اعتماد پر' جو اپنے دروازے کے سائلوں کی فریادوں کو جب ایک مرتبہ سن لیتا ہے تو پھر دوسروں کی چوکھٹوں پر کبھی نہیں بھیجتا الذی خلقنی فھو یھدین' والذی ھو یطعمنی و یسقین' واذا مرضت فھو یشفین' والذی یمیتنی ثم یحیین' والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (۲۶ ۸۳) پس ہمارے لطف فرما ہمارے کاموں کیلئے سرمایہ کی ضرورت اور اسکے انصرام کی فکر سے پریشان نہوں اور ہم مقیروں کو ہماری حالت پر چھوڑدیں' انکی فیاضی کے (الہلال) سے بہتر اور مصارف موجود ہیں' بہتر ہے کہ اپنے جود و سخا کے سرچشمہ کا رخ دوسری جانب پھیردیں

ہم خاک نشینانِ ویرانۂ مذلت' مسند نشینانِ عزوجاہ کے بذل و عطا کے مستحق نہیں' خاک کے ڈھیر پر بے گذرئیے کا تو دامن و استین ضرور غبار آلود ہونگے' ہم سے ملکر اپنے قیمتی اور سفید کپڑوں کو کیوں خاک آلودہ کرتے ہیں' کسی عطر فروش کو ڈھونڈھئے کہ اپکے شرف تعاطف سے ممتاز ہوگا' تو اپنے نسیم عطر بیز سے اپکے مشام جاں کو مسرور بھی کریگا -

ھنیأ لارباب النعیم نعیمہا
و للعاشق المسکین ما یتجرع

ہم اس بازار میں سوداے نفع کیلئے نہیں' بلکہ تلاش زیاں و نقصان میں آئے ہیں' صلۂ و تحسین کے نہیں' بلکہ نفرت و دشنام کے طلبگار ہیں- عیش کے پھول نہیں' بلکہ خلش و اضطراب کے کانٹے ڈھونڈھتے ہیں دنیا کے زر و سیم کو قربان کرنے کے لئے نہیں' بلکہ خود اپنے تئیں قربان کرنے آئے ہیں - ایسوں کی اعانت کرکے آپکا جی کیا خوش ہوگا؟ اور پھر ایسے عقل فروشوں کو اپکی اعانت فرمائیاں کیا نفع پہنچا سکیں گی؟

بدہ بشارت طوبیٰ کہ مرغ ہمت ما
بر آں درخت نشیند کہ بے ثمر باشد

پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ آپکا یہ عطیہ کس مقصد سے ہے؟ اگر آپ مجھکو خریدنا چاہتے ہیں تو یہ رقم تو ایک گرانقدر قیمت ہے' میں تو اپنی قیمت میں گھاس کی ایک توکری کو بھی گراں سمجھتا ہوں' شاید چاندی اور سونے میں پلے ہوے رؤساء کو خریدنے کیلئے اتنا زر بیدہ مطلوب ہو ورنہ ہم ایسے خاک نشین درویشوں کی تو ایک پوری جماعت ایسے میں ملجائے' لیکن ہاں اگر اس سے مدری (رائے) اور مدرا (ضمیر) خریدنا مقصود ہو تو بابت واجب عرض ہے کہ ان حرف زرہاے طلائی کی تو کیا حقیقت ہے' (کوہ نور) اور (تخت طاؤس) کی دولت بھی جمع کرلیجئے جب بھی وہ مع آپکی پوری ریاست کے اسکی قیمت کے آگے ہیچ ہیں' یقین کیجئے کہ اسکو تو سواے شہنشاہ حقیقی کے اور کوئی نہیں خرید سکتا اور وہ ایک بار خرید چکا -

نوبوں جہاں دیکے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

ہمارے عقیدے میں تو جو اخبار اپنی قیمت کے سوا کسی انسان یا جماعت سے کوئی اور رقم لینا جائز رکھتا ہے' وہ اخبار نہیں بلکہ اس فن کیلئے ایک دھبہ اور سرتاسر عار ہے' ہم اخبار نویسی کی سطح کو بہت بلندی پر دیکھتے ہیں اور (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کا فرض الہی ادا کرنے والی جماعت سمجھتے ہیں ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون (۳ ۱۰۱) پس اخبار نویس کے قلم کو ہرطرح کے دباؤ سے آزاد ہونا چاہئے' اور چاندی اور سونے کا تو سایہ بھی اسکے لئے سم قاتل ہے' جو اخبار نویس رئیسوں کی فیاضیوں اور امیروں کے عطیوں کو قومی اعانت قومی عطیہ اور اسی طرح کے فرضی ناموں سے قبول کرلیتے ہیں وہ بجاے اسکے کہ اپنے ضمیر اور نور ایمان کو بیچیں' بہتر ہے کہ دریوزہ گری کی جھولی گلے میں ڈالکر اور قلندروں کی کشتی کی جگہ قلمدان لیکر رئیسوں کی ڈیوڑھیوں پر گشت لگائیں اور

ہر گلی کوچہ " کام اللہ کا "

کی صدا لگاکر خود اپنے تئیں فروخت کرتے رہیں -

مسیحی تہذیب اور عہد و قرار کو ہم گذشتہ دو ہزار سالہ تاریخ عالم کے ہر صفحہ میں دیکھہ سکتے ہیں مگر (جنگ طرابلس) سے یورپ کے یہ خصائل جسقدر برہنہ ہوگئے اسکی نظیر نہیں ملے گی *

ابتدا میں تمام دول یورپ کی شہادت کے ساتھہ (اٹلی) نے اعلان کیا کہ جنگ کے حدود طرابلس سے آگے وسیع نہ کیے جائیں

نہایت دوست اور حامی ہے اور ہمیشہ اسکے دشمنوں کے مقابلہ میں اسکو فتح دلانے کا باعث رہا ہے - انقلاب عثمانی سے کچھ پہلے یہ صوبہ (آئدین) کا گورنر تھا جسکا دار الحکومت (سمرنا) ہے - چونکہ یہ (دور حمیدی) میں کبھی بھی (یلدیز) کے ملک فروشوں کا ساتھی نہ تھا اسلئے قدرتاً (سلطان عبدالحمید) کے تمام مشیر اسکے سخت مخالف تھے بالآخر اسپر انشائے کوچک کے عراقوں کی اعانت کا الزام لگایا گیا اور گرفتاری کیلئے ایک جہاز پوشیدہ روانہ کیا گیا - (کمال ہرنت) نامی ایک شخص نے (موت کائڈلی رپورٹ) میں لکھا تھا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ تار کا جالی نقل دیکھا ہے جو اُس جہاز پر بھیجا گیا تھا کہ (کامل پاشا) اُسمیں بند کرکے دریا میں پھینکدیا جائے - لیکن خوش قسمتی سے (کامل پاشا) کو عین وقت پر خبر لگ گئی اور وہ اپنے دوستوں یعنے برٹش سفارت خانے میں پناہگزیر ہوگیا - قسطنطنیہ سے جو لوگ گئے تھے انہوں نے جب دیکھے کو شکار سے خالی ہاتھ لوٹنا نامناسب ہوے اور برٹش سفارت خانے کی نگرانی شروع کردی کہ یہاں سے نکل نہ سکے - مگر یہ نگرانی بے نتیجہ اور بعد از وقت تھی کیونکہ رات کی تاریکی میں (سمرنا) کے ساحل سے ایک جرمن تجارتی جہاز روانہ ہوچکا تھا اور اسمیں (کامل پاشا) بحفاظت تمام پہنچا دئے گئے تھے - قسطنطنیہ پہنچکر انہوں نے پھر برٹش سفارت خانے کا راستہ لیا اور انگریزی سفیر نے وعدہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح انکا رقعہ (سلطان عبد الحمید) تک پہنچا دیگا جسکے آنکے مشیروں میں سے کوئی نہ ہوگا - ایک ایسے ہی موقعہ پر یہ بارہا ہوا اور اُس وقت ٹرکی میں موت کے منہہ میں جانے سے بھی بڑھکر جو خطرناک کام کوئی انسان کرسکتا تھا اسکے لئے تیار ہوگیا یعنے سلطان کے آگے آنکے مشیروں کا تمام کچا چٹھا جی کھولکر سنادیا اور صاف صاف کہدیا کہ اس وقت جو کچھہ ہو رہا ہے ملک کی بالکل تباہی و بربادی اور ہلاکت ہے *

(کامل پاشا) اپنی جرات و دلاوری کا پھر خونی وقت و قسمت سے بچکر تو ضرور نکل [illegible] پھر کسی عہدے پر جانے کی اُسے جرات نہیں ہوئی - ناچار [illegible] عرصہ خانہ نشینی میں کاٹ رہا تھا کہ یکایک انقلاب کے ظہور کیا اور تمام حالات متغیر ہوگئے *

انقلاب کی ابتدائی ششماہی ہی میں (سعید پاشا) کے بعد (اتحاد و ترقی) نے وزارت اعظم پر اسے مامور کیا تھا اور انگلستان اس انتخاب سے اسقدر خوش ہوا تھا کہ خود (شہنشاہ اڈورڈ) نے مبارکبادی کا تار دیا تھا مگر چند مہینوں کے بعد (اتحاد ترقی) کی مداخلت سے اکتا گیا اور خود اُس نے بھی اسکی طرف سے گردن موڑلی - بالآخر مستعفی ہونا پڑا *

اسکے بعد بالکل خانہ نشین تھا اور ظاہر ہے کہ ۹۱ برس کی عمر میں خانہ نشینی کے سوا اور کیا کرسکتا تھا - مگر (اتحاد ترقی) کے مخالفین اور ٹرکی کے برٹش سفارت نے اپنے اعمال کی تکمیل کیلئے اسکو سامنے کرنے ہی میں مصلحت دیکھی اور (کامل پاشا) کے نام سے ایک پارٹی قائم ہوگئی *

مسلم یونیورسٹی

بالآخر گورنمنٹ کے اعلان نے فیصلہ کردیا کہ قومی یونیورسٹیوں کو ابھی دائرہ وسیع کرنے کی اجازت نہوگی اور کوئی کالج آنسے ملحق نہو سکیگا انا للہ وانا الیہ راجعون - ہمنے (مسلم یونیورسٹی) کے ہنگامے کو دیکھکر پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ اس چیبی کے پر ضرور سنہری ہیں لیکن شاید انڈا سونے کا نہ ہوگا - مگر اُس وقت (آغا خاں) کی موٹر کی گھڑگھڑاہٹ اسقدر سخت تھی کہ اس حال میں ہماری آواز کا سنائی دینا محال تھا - [illegible] ایک [illegible] ہو [illegible] ہو لیکن (علی گڈہ کالج) کے ارباب کار تو تمکین ہونے کی کوئی وجہ نہیں - انکی منطق میں چونکہ ہر شے روپیہ سے بنتی ہے پیدا ہر شے روپیہ ہے (مسلم یونیورسٹی) روپیہ کی ایک خاص مقدار کا نام تھا - اور وہ کبھی ڈرا کر کبھی دھمکا کر اور کبھی چمکار کر وصول کرھی لیاگیا (الایمان بین الخوف والرجا) اب (یونیورسٹی) کی تکمیل میں اور کونسا مرحلہ باقی رہگیا ہے ؟ رہا کالجوں کا اُس سے ملحق ہونا - گورنمنٹ کے آئینی ڈھنگ کا سخت ہونا - پروفیسروں کے رد و قبول کا چانسلر کے اختیار میں ہونا - نصاب کی [illegible] کا فیصلہ [illegible] اور اسی طرح کی کچھہ اور باتیں - تو یہ ایسی معمولی جزئیات ہیں جنکا خیال روپیہ دینے والوں کو نہیں کرنا چاہئے - (نواب وقار الملک) اصل حقیقت کا افسانہ سنا کر پھر روپیہ دینے والوں کو ایک آخری جھلک دکھا چکے ہیں - دنیا میں تقسیم عمل کے زریں اصول پر کام چل رہا ہے - روپیہ دینے والے روپیہ دیں - (شملہ) میں جاکر ارباب (ممبر تعلیم) کی ہاں میں ہاں ملانے والے ادا کریں - اور ارباب کار کی خدمات جلیلہ کے شکریہ کا روپ پیش کرنے کے لئے خوشنما الفاظ ڈھونڈتے رہیں - پھر ہونے سے کسی کام کا ہونا بہر حال بہتر - اور (آغا خاں) کی نصیحت [illegible] کہ " گورنمنٹ پر اعتماد کرنا سیکھو "

قل هل ننبئكم بالأخسرين أعمالا ؟ الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا ' وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا ' أولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولقائه فحبطت أعمالهم ' فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (۱۰۵ – ۸۱) یہ (قرطبہ) اور (غرناطہ) کے خرابہائے پریشاں اور (اصحاب احلام) کی تعبیر ہے !

وفاداری کا وعظ

ہمارے دوست مسٹر حامد علی خاں صاحب نے (پاینیر) میں ایک چٹھی شائع کی ہے اور انگریزی حکومت کے برکات کے افسانۂ کہن کو از سرنو دہرایا ہے - یہاں تک مضائقہ نہیں

هو المسك ما كررته يتضوع

لیکن آگے چلکر وہ لکھتے ہیں کہ " جو شخص کچھہ بھی عقل رکھتا ہے وہ ہرگز ایسا نہیں نہ کریگا کہ ہم اپنے ملک پر حکومت کرنے کے لائق ہوگئے ہیں " پھر وہ ملک کو نصیحت کرتے ہیں کہ اور سب کچھہ چھوڑکر صرف " گورنمنٹ کے وفادار رہیں اور آدمی بننے کی اور برٹش حکومت کو ہردلعزیز بنانے کی کوشش کرتے رہیں " پھر اس نصیحت کے دوسرے ٹکڑے پر سب سے پہلے اپنا عمل پیش کرتے ہیں اور [illegible]

٢٧ جولائی ١٩١٢

قسطنطنیہ میں

ہجوم مشکلات و تصادم احزاب

(٢)

(صادق بک) کی پارٹی نے اپنے پروگرام میں حسب ذیل مواد بھی داخل کئے —

(١) پارلیمنٹ کا کوئی ممبر گورنمنٹ سے کسی کام کا ٹھیکہ نہیں لے سکتا -

(٢) کوئی ممبر سرکاری عہدہ قبول نہیں کرسکتا -

(٣) اتحاد عناصر مختلفہ کی ابتدائی پالیسی کو قائم رکھا جائے اور آئندہ زیادہ کوشش کی جائے -

(٤) یورپ کے تمدن کے آداب و اخلاق کو شریعت اسلامیہ کے شعائر و تہذیب کے تحفظ کے ساتھ رائج کرنا چاہئے اور افراط و تفریط کو روکنا چاہئے -

(٥) خفیہ انجمنوں کو بالکل توڑدیا جائے -

ملک کی حالت جو ہو رہی تھی اسکے لحاظ سے یہ تمام دفعات نہایت اہم تھیں ' سب سے زیادہ نقصان ابتدائی پارلیمنٹ کے زمانے میں جو حکومت کو پہنچا ' وہ ممبران پارلیمنٹ کا سرکاری کاموں کا ٹھیکہ لینا ' عہدوں کو قبول کرنا ' اور تمام ابتدائی قول و قرار بھولکر عربی و ترکی و عثمانی کے سوال کو چھیڑنا اور اسی طرح کے معاملات تھے ' پس (صادق بے) نے (شوکت پاشا) کی اعانت سے اپنی پارٹی کے مقاصد انہی امور کو قرار دیا ' اور فوج کے سیاسی امور سے بے تعلق ہونے کے ساتھ ان امور پر زور دینے کا بھی اعلان کردیا -

اس وقت (صادق بے) (اتحاد و ترقی) کا ذمہ دار ممبر تھا (یعنی پریسیڈنٹ تھا کیونکہ اتحاد و ترقی مساوات حال کی وجہ سے کسی کو صدر نہیں بناتی ' اور عملاً جو صدر ہوتا ہے اسکو ایک مرخص و مسؤل عضو یعنی ذمہ دار ممبر کہکر پکارتی ہے) لیکن جوں ہی ان خیالات کی اشاعت کی معاً اتحاد و ترقی اسکی مخالف ہوگئی اور قسطنطنیہ میں رہنا دشوار ہوگیا ' (جاہد بک) ایڈیٹر (طنین) کے قلم مسموم نے ایسا سخت ایجی ٹیشن پھیلادیا کہ خود (شوکت پاشا) حالت کو مخدوش دیکھنے لگے اور بالآخر (صادق بے) قسطنطنیہ سے چلے گئے -

بعد انکی پارٹی (حزب الاصلاح) کے نام سے قائم ہوگئی تھی ' ملک کے معتدل مزاج اور سنجیدہ اشخاص اسکے ساتھ ہوتے گئے یہاں تک کہ خود اتحاد و ترقی کی ایک بڑی جماعت کٹ کر ساتھ ہوگئی -

لیکن جو مقصد اصلی تھا ' یعنی فوجی تسلط اور بعض الحاد مزاج نوجوانوں کے اثر کا انسداد ' اسمیں کچھ کامیابی نہیں ہوئی ' (شوکت پاشا) نے متواتر فوجی اعلانات شائع کئے ' متعدد افسروں کو سزائیں بھی دیں ' لیکن مشکل یہ تھی کہ اتحاد و ترقی کا پنجہ اتنا قوی ہوگیا تھا کہ اب اس سے حکومت کا نکلنا بہت مشکل تھا ' اور پھر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اصلی عاملانہ قوت یہی انجمن تھی -

اس اثنا میں معاملات نے پلٹے کھائے ' وزارتیں بدلی گئیں ' اور ملک کی سیاسی حالت کا افق بھی متغیر ہوگیا ' اب وہ وقت آیا جب انگلستان نے (جرمنی) کو قسطنطنیہ کے حلقوں میں پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھا اور انگلستان کے سیاسی حلقوں کے بے صبرانہ اعتراضات ' اور نوجوان ترکوں کی شکایات نے ترکوں کے دلوں کو بھی انگریزوں کی طرف سے بالکل مایوس اور سرد کردیا ' انگلستان دیکھ رہا تھا کہ اسکے لئے سب سے زیادہ نافع اور مفید اغراض وجود جو ترکی میں ہے وہ نود سالہ بوڑھا وزیر (کامل پاشا) ہے اور اسکے خانہ نشین ہوجانے سے (جرمنی) کے ہاتھ پھر بہت قوی ہوگئے ہیں - (محمود شوکت پاشا) نے جرمنی میں رہکر تعلیم پائی تھی اور انکا اسکی طرف میلان بھی ابتدا سے ظاہر تھا ' پس اس مشکل کا یہ علاج تجویز کیا گیا کہ پھر دوبارہ (کامل پاشا) کو بستر سے اٹھایا جائے اور میدان سیاست میں انگریزی حمایت کی لاٹھی کے سہارے کھڑا کیا جائے - قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں ایک نئی پارٹی قائم کرنے کے تمام ابتدائی مرحلے طے کئے گئے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد (حزب الائتلاف) کے قائم ہونے کی خبریں تمام عالم میں مشتہر ہوگئیں *

کامل پاشا جنکو وزیر اعظم ہونے کی امید کی جاتی ہے

(کامل پاشا) کی نسبت ناظرین کو یہ یاد دلانا شاید ضروری ہوگا کہ یہ قدیم شخص سلطنت کے ان وزرا میں سے ہے جو بارہا وزارت کے عہدے پر مامور ہوا اور پھر کسی خاص معاملے پر (یلدز) کو خوش نہ کرسکنے کی وجہ سے معزول کردیا گیا - اسکا سب سے بڑا شخصی وصف ممتاز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انگلستان کا

السید محمد رشید رضا الحسینی

—*—

اسلام کی موجودہ اصلاح و دعوت کی تاریخ کا ایک صفحہ

(۳)

یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۶ کے اوائل میں انکی خلوص و صداقت اور قوت اصلاح کی آزمائش کا اصلی زمانہ آگیا ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین - اب حکام سلطانی کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی' (المنار) میں (مسئلۂ عرب) اور (حجاز) پر انکے قلم نے نہیں معلوم (طلسم سراے یلدز) کے کتنے اسرار و خفایا فاش کر دئیے ہیں' اور حکام سلطانی کی رشوت ستانیوں کے ناقابل ثبوت نقش کئے ہیں - سلطانی جاسوسوں کے شیاطین نے جب دیکھا کہ مصر میں مقیم ہونے کی وجہ سے (سید رشید) دسترس سے باہر ہے' تو طرابلس میں انکے اعزہ و اقارب کو ستانا شروع کردیا ' جابرانہ حکومتوں میں الزام دہی کا سب سے زیادہ آسان آلہ (پولیٹکل سازش) کا اتہام ہے' جسکے لئے صرف کسی فرضی شدہ یا جاسوسی کا حوالہ دیدینا کافی ہوتا ہے' (سید رشید رضا) کے مصائب بھی اسی الزام سے شروع ہوے' سب سے پہلے انکے بوڑھے اور بیمار باپ اور بھائیوں پر (سید رشید) کے ساتھہ کسی نامعلوم پولیٹکل سوسائیٹی میں شرکت کا الزام لگایا گیا' اور جبراً پولیس کی مدد سے تمام مکان کی تلاشی لی گئی' جب اسطرح کوئی مفید مطلب بہانہ ہاتھہ نہ آیا' تو دوسرا الزام لگایا گیا کہ (عربی خلافت) قائم کرنے والی مشہور' مگر مجہول الحال جماعت میں اِنکا باپ بھی شریک ہے' اور بوجہ مذہبی مقتدا ہونے کے عوام کو اس خیال کی دعوۃ دیتا ہے -

(عہد عبدالحمید) میں (عربی خلافت) کا مسئلہ بھی منجملہ اُن فرضی الزامات کے تھا' جسے (یلدز) کے جاسوسوں نے اپنے ابلیسانہ اعمال کی تکمیل کیلئے تصنیف کرلیا تھا ' اور جس سے مقصود یہ تھا کہ شام و عرب کے آزاد خیال لوگوں کو پکڑے اور سلطان پر اپنی حسن خدمت ظاہر کرنے کیلئے ہمیشہ ایک ذریعۂ جاری قائم رہے' یلدز کا شیخ الشیاطین (شیخ ابوالہدی) اور مشہور خائن و قاتل ملت (عزت پاشا) ان دونوں نے اس فرضی مہم کے نام سے ہزاروں اہل علم و قلم کو طرح طرح کے شیطانی عذابوں میں گرفتار کیا اور کڑوروں روپیہ سلطان سے وصول کیئے' یہ لوگ ہمیشہ اسطرح کی خبروں کا ایک مرتب دفتر پیش کیا کرتے تھے کہ " شام کے فلاں حصے میں ایک نہایت خطرناک اور فتنہ انگیز خفیہ انجمن قائم ہوئی ہے' جسکی (لندن) کی گلیوں میں آئے جلسے ہوتے ہیں' فرانس یا انگریزوں کا ہاتھہ بھی انکی پیٹھہ پر ہے' انکا مقصد یہ ہے کہ ایک عربی خلافت قائم کی جائے اور عثمانی خلافت کا تخت اولٹ دیاجائے وغیرہ وغیرہ " سلطان اس وحشت انگیز خبر کو سنکر کانپ اوٹھتا مگر پھر خبر دینے والے کچھہ دنوں کے بعد ظاہر کرتے کہ " الحمد للہ اقبال سلطانی سے ہم اس انجمن کے تمام ممبروں کے پکڑنے میں کامیاب ہوے' فلاں شخص اسکا رئیس تھا اور فلاں سکرٹری' اور فلاں کو باسفورس میں غرق کردیا گیا اور انکو جزائر میں جلا وطن "

یہی الزام آخر میں (سید رشید) اور انکے باپ پر بھی لگایا گیا' اور جب اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا گیا کہ (سید رشید) کو مفاسد سلطانی کے خلاف مضامین لکھنے سے روکیں' وہ جب تک احکام شاہانہ کی تعمیل نہ کریگا تم لوگ بطور ضمانت کے قیدی رہوگے -

لیکن اس حکم کی تعمیل کیونکر ممکن تھی ؟ بالآخر انکا باپ جو عین مرض الموت میں مبتلا اور نہایت ضعیف و زار تھا ' اور دونوں بھائی قید کرلیے گئے' اور تمام مکان و جائداد سرکاری قبضے میں آگئی

عشق ازیں بسیار کردست و کند

(سید رشید) کے والد اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں شمار کررہے ہیں' اور اپنی اولاد کو آخری وقت ایک نظر دیکھہ لینے کیلئے سخت بیقرار ہیں' مگر طرابلس الشام کے شقی اور شیطان صفت حکام نے اتنا رحم بھی جائز نہ رکھا کہ انہیں انکے لڑکوں کے ساتھہ ایک کوٹھری میں قید کیاجاے اور کم از کم مرتے وقت چھوڑ دیاجاے کہ اپنی اولاد کے ہاتھوں پانی کے چند قطروں سے محروم نہ رہیں' حالانکہ اب عنقریب وہ اُس دنیا میں جانے والے تھے' جہاں اس دنیا کے ظلم و ستم کا ہاتھہ نہیں پہنچ سکتا' اور جہاں چند دنوں کے بعد ان ظالموں کو بھی جاکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے' آج وہ ایک قیدی اور محکوم کی حالت میں گو دم توڑ رہے ہیں' مگر کل ایک بہت عدالت بیٹھنے والا ہے جہاں حاکم و محکوم' ظالم و مظلوم' قیدی و حارس' سب ایک ہی صف ' اور ایک ہی مقام پر کھڑے ہونگے' وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

(سید رشید رضا) قاہرہ میں بیٹھے یہ تمام جگر شگاف خبریں سنتے تھے' مگر اف تک نہیں کرتے تھے ' انکے صبر و سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا پیشتر ہی سے ان آنے والے حوادث کے منتظر تھے' اور جو کچھہ ہورہا ہے اس سے زائد انکو معلوم تھا ' بوڑھا باپ قید خانے میں انکے لئے تڑپ رہا تھا ' مگر یہ جا نہیں سکتے تھے' کیونکہ اگر جاتے تو فوراً گرفتار کرلیے جاتے' اور جس خدمت ملت کیلئے یہ سب کچھہ جھیل رہے تھے' اُس کا سلسلہ مسدود ہو جاتا' انکی رہائی اور نجات کیلئے سعی و کوشش بھی بے سود تھی' کیونکہ اگر جرم ہو تو اسکی مدافعت کی جاے' بے جرمی کے جرم کا کیا علاج ؟

دہلی کے موقعہ پر انہوں نے شعرائے لکھنو کی مبارکبادوں کا ایک مجموعہ شایع کیا "

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ غدر وغداری سے بچنا چاہئے' گورنمنٹ کو خوش رکھنے کیلئے نہیں' بلکہ اسلئے کہ انکے خدا کا یہی حکم ہے (لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا) لیکن ساتھ ہی ہمارے عقیدے میں (اسلام) دنیا کی ہر اُس حکومت کو جو دستوری اور پارلیمنٹری نہو' سب سے بڑا انسانی گناہ اور سخت سے سخت معصیت قرار دیتا ہے' پس ہندوستان کے مسلمانوں کا بہ حیثیت پیروِ قرآن ہونے کے فرض مذہبی سمجھتے ہیں کہ وہ برٹش گورنمنٹ سے پارلیمنٹ کا مطالبہ کریں اور جب تک مل نہ جائے اپنے مذہب کی خاطر دم نہ لیں' رہا ملک کا غدار نہ ہونا تو اسے چالیس برس پیشتر ہم نے (غدر داغ) کی بارہ دری میں جو کچھہ سننا تھا سن لیا' اور چالیس برس تک کولہو کے بیل کی طرح آنکھوں پر پٹی باندھکر گردش کرتے بھی سو کرلی' ابتو (بستر جامۂ ملازمان) اور اگے ہم شرب اس وعظ سے ہمیں معاف رکھیں' مسلمانوں کا فلسفۂ سیاست یہی ہے جسکے لحاظ سے تو انشاء اللہ قیامت تک کبھی غدار نہونگے اور ہمیشہ جامۂ غلامی کو کانٹوں کی جگہہ' نعمۂ افتخار سمجھکر اپنے سینوں پر لگائے رہیں گے

تعجب ہے کہ ۱۲ دسمبر کے آخری تازیانے نے بھی ان غلامی پرستوں کی آنکھیں نہیں کھولیں' ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ (۲ ۷) اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین (۲ ۱۶)

انگلستان میں (سفرجٹ) عورتوں کی ابھی آتش بدستور جاری ہے - ۲۰ جولائی کو (مسٹر اسکوئتھ) نے (ڈبلن) میں جب (ہوم رول) پر تقریر کی تو تمام ہاوس میں سفرجٹ عورتوں کو منتشر کرنے کیلئے پولیس کو سختی سے کام لینا پڑا' یورپ میں عورتوں کو جو آزادی دی گئی ہے اسکا لازمی نتیجہ یہی تھا' کوئی وجہ نہیں بتلائی جاسکتی ہے کہ وہ سب کچھہ کریں مگر پولیٹکل امور میں رائے دینے کا حق نہ رکھیں؟ مگر ہم کو اس وقت (اسلام) کے عہد اولی کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے *

اسلام ہی وہ تنہا مذہبی دعوت ہے جس نے عورت کو اسکا اصلی درجہ ہزاروں برسکی غلامی کے بعد دلایا ہے' اور یہ بارہا کہا گیا ہے' مگر اسطرف شاید کسی کو توجہ نہیں ہوئی کہ صدر اول ہی میں عورتوں نے پولیٹکل میدانوں میں مردوں کی دوش بدوش کام انجام دئے ہیں - آج انگلستان با این ہمہ دعوائے مساوات بین الفریقین عورتوں کو صرف ووٹ دینے کا حق دینے پر بھی راضی نہیں اور اسکے لئے ان بیچاریوں کو کبھی کھڑکیوں کے شیشے توڑنے پڑتے ہیں اور کبھی اپنے تئیں کھمبوں سے باندھنا پڑتا ہے' لیکن (اسلام) نے عورت کو ابتدا ہی میں جو درجہ دیا تھا اُس نے یہاں تک انکی جرائتیں بڑھادی تھیں [illegible] (خلیفۂ سوم) کی شہادت کے بعد جب اہل مدینہ نے (حضرت امیر) علیہ السلام کے ہاتھہ پر بیعت کی ہے' تو ایک عورت (خون عثمان) کا دعوی لیکر اٹھہ کھڑی ہوئی اور (جنگ جمل) کے مشہور معرکے میں ایک فوجی کمانڈر اور پولیٹکل مدعی کی طرح اپنے (ہودج) کو لا کھڑا کیا *

یہاں اس امر سے بالکل بحث نہیں ہے کہ حضرت (عائشہ) کا دعوا کہاں تک صحیح تھا؟ یہ ظاہر ہے کہ انکو دھوکا دیا گیا اور حضرت (امیر) کا برسر حق ہونا آئندہ کے واقعات سے خود ثابت ہوگیا - مگر ہمیں دکھلانا یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت صحابہ انکے ساتھہ تھی' اور جو نہ تھی وہ انکو برسر غلط سمجھتی ہو - مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ عورتوں کو ان پولیٹکل مسائل سے کیا کام؟ اور تو اور خود حضرت (امیر) نے بھی انہیں یہ الزام نہیں دیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج یورپ جن حقوق کے دینے میں متامل ہے - اسلام تیرہ سو برس پہلے انکا فیصلہ کرگیا *

اور عورتوں کا پولیٹکل امور میں حصہ لینا تو ایک ایسی بات ہے جسکی ہزاروں شہادتیں تاریخ اسلام میں ملیں گی - البتہ یہ واقعہ صدر اول کا ہے - صحابۂ کرام کی اکثر تصدیق ہے - اور میدان جنگ تک نوبت پہنچی ہے اسلئے اسکا خاص طور پر ذکر کیا گیا *

مگر (سفرجٹ) عورتوں کی خبریں پڑھکر ہمیشہ ہمارے دل پر ایک اور اثر بھی ہوا کرتا ہے - ایک ملک تو وہ ہے جہاں عورتیں پولیٹکل حقوق کیلئے جان و مال فدا کر رہی ہیں' اور ایک بدبخت (ہندوستان) ہے - جہاں کے مسلمان مردوں کو بھی ابھی اس قابل نہیں سمجھتے کہ کم از کم انگلستان کی عورتوں ہی کی ہمسری کرسکیں اور ایک کہے جاتے ہیں کہ وقت نہیں آیا - وقت نہیں آیا - اسطرح تو وقت کبھی بھی نہیں آئے گا - اور اگر آئے گا بھی تو اس حال میں - کہ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون (۳۶ ۲۹) فما لہؤلاء القوم لایکادون یفقہون حدیثا!

میدان جنگ میں ایک عشق باز قوم

(از طرابلس)

اٹلی' جو ہاتھہ میں خنجر' اور کاندھے پر بندوق رکھکر افریقہ کے ایک دور دراز صوبے کو فتح کرنے کیلئے گئی ہے' اُسکی نسبت مندرجہ ذیل واقعہ نہایت دلچسپی سے پڑھا جائے گا —

(بنغازی) سے حال میں جو لوگ واپس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مختلف معرکوں میں جب اطالی مقتولوں کی لاشوں کو دیکھا گیا ہے تو ان میں سے اکثر کی جیب سے خوبصورت عورتوں کی تصویریں نکلی ہیں' اور بعضوں کی جیبوں میں محض تصویریں اور عرق بھی پائے گئے ہیں' ایک اٹالین افسر نے تو اس حالت میں جان دی ہے کہ اپنی محبوبہ کی تصویر کو ہونٹوں سے لگائے بوسہ دیتے رہتا تھا! میدان جنگ وہاں صرف ان جانبازوں کی جگہ ہے' جنہوں نے وطن اور مذہب کے عشق میں اور تمام جسمانی عشق بھلا دئے ہیں' جو لوگ اپنی معشوقہ کی برہنہ تصویروں کو جیب میں لیکر حملہ کرتے ہیں' انکی نسبت زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ کب تک میدان جنگ میں ثابت قدم رہیں گے؟

ناموران غزوۂ طرابلس

ازہر کے غریب الحال طالب العلم ہیں ' اور علما کے جہل و جمود پر انکے حملے بھی (المنار) کی وجہ سے جلد جلد ظہور میں آئے اور عام اشتعال کا باعث ہوئے ہیں ' نتیجہ یہ نکلا کہ تمام ازہر کا جتھا انکی مخالفت پر متفق ہوگیا ' اور روز طرح طرح کی نئی تدبیریں عمل میں آنے لگیں ' میرے ایک دوست جو (ازہر) کے معلم تابعین ہیں اور اُس زمانے میں طالب علمانہ ازہر میں مقیم تھے' کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں نہ صرف علمائے ازہر بلکہ تمام رواقوں کے طلبا بھی (سید رشید) کے خون کے پیاسے تھے' ایک دن تمام ازہریوں نے خفیہ کمیٹی کی' اور یہ طے کرلیا کہ (سید رشید) کو کسی نہ کسی طرح قتل کردیا جائے' میں بھی اُس مجمع میں شریک تھا' اورگو (شیخ) کی شاگردی کی وجہ سے (سید رشید) سے محبت و ارادت رکھتا تھا ' مگر سواد اعظم کی مخالفت کی قدرت نہ تھی' خاموش رہا اور اپنا ... میں اٹھے بعد دوڑا ہوا (سید) کے پاس آیا اور اس خونی مشورے سے مطلع کرکے سمجھایا کہ آئندہ سے تنہا (ازہر) میں جانا اور تنگ و تاریک گلیوں سے گذرنا ترک کردیں' اور مناسب سمجھیں تو (شیخ) کے ذریعہ حکومت کو اطلاع دیں' لیکن (سید رشید) نے اس بے پروائی سے یہ تمام باتیں سنیں اور اسطرح ٹالدیں' گویا انکو اپنی موت و حیات کے مسئلہ پر سرے سے کوئی توجہ ہی نہیں ہے!

بات یہ ہے کہ جن نفوس قدسیہ نے اپنی زندگی راہ الٰہی میں قربان کردی ہے' وہ گو جیتے پھرتے نظر آتے ہیں' لیکن فی الحقیقت (موتوا قبل ان تموتوا) کی دائمی موت انپر طاری ہے' اس زندگی کی فانی زندگی کو وہ پہلے ہی ختم کرچکے ہیں' دشمنوں کے خنجروں اور خون بہانے والے اوزاروں سے انہیں کیا ڈر ہو؟ و لنعم ما قیل -

فنائی دعتنی فی الہوی متعلقا
فقدمت' الا اننی لسم نزر قدری
من شاء ان ینظر میتا یمشی علی الساق -
رفتگان کشتِ جاں ناساختہ دیدۂ ؟
گر ندیدستی بیا ما را ببیں

انکی زندگی موت ہے' اور مرنا حیات جاودانی' ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات' بل احیاء' ولکن لا تشعرون (۲ - ۱۵۰) -

---

نامور مجاہد عثمانی شیخ بک

بک موصوف اعلان جنگ کے وقت بیروت کے عثمانی قنصل خانے میں نائب قنصل تھے' مگر بھیس بدلکر طرابلس چلے گئے' اور آجکل طبروق میں مقیم ہیں *

شیخ المجاہدین' محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازی انور بک

متع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ وطول حیاتہ

(۱)

طرابلس کے مختلف حصوں میں آج افواج مجاہدین کے عجیب الہیئت خیموں کی ایک بستی آباد ہے . .

. . . . .

یہ وہی فوج ہے جو افریقہ کے ریگستان وحشت سے نمودار ہوئی' اور بیسویں صدی کی ایک متمدن یورپی جماعت کے سامنے کھڑی ہوگئی' وہ راہ کو خوف و خطر سے محفوظ سمجھکر دور رہی تھی' لیکن اسنے اسکے بڑوں کو پکڑ کر روکا کہ اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاؤ!

لیکن اس آغوشہ را افواج کا سراغ کس نے لگایا؟

ہمیں معلوم ایک عظیم الشان اسلامی تنور نے جس نے کرۂ آتش (صحرائے لیبیا) کی تپتی ہوئی زمین پر گرائے ہیں' اور اپنے مقدس پاؤں کو کتنے عرصے تک کے لئے دشت نوردی کے مصائب و آلام کیلئے وقف کردیا ہے' جسے نہیں ... جنس صداقت' یہ فوج ملائک ارضا ... دمع

البتہ ایک علاج ضرور تھا یعنے اعلان کلمۂ حق اور اظہار صداقت و حقیقت سے باز آجائیں' یہ ایک ایسا علاج تھا کہ اگر اسکو گوارا کرلیا جاتا' تو ایک لمحہ کے اندر ہی تمام مصیبتوں کا چھایا ہوا ابر صاف ہو جاتا' اور پھر دنیوی عیش و تنعم سے نہ اور انکے تمام عزیز و دوست مالامال ہو جاتے بلکہ (سید رشید رضا) کو اپنی زندگی میں کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی ایسا خیال نہیں آسکتا تھا' انکے قلب میں اس (سراج منیر) اور (نور الہی) کی روشنی نسلا بعد نسل منتقل ہوتی ہوئی موجود تھی' جسکے آگے (مکہ) کے تمام دولت و ریاست کے حسب حدود عرب کی بادشاہت تک بھی کہ اعلاے کلمۃ الحق سے اسکے معاوضے میں باز رہے تو آپ نے اپنے شفیق مگر نا سمجھ چچا کو مخاطب کرکے کہا تھا لو جعلوا الشمس فی یمینی والقمر فی یساری' ما ترکت ھذا الامر (اگر تم آسمان سے سورج کو اتار کر بھی میری مٹھی میں رکھدو جب بھی میں سواے کلمۂ توحید کے دوسری بات منظور نہیں کرونگا) -

اسی اثنا میں (شیخ محمد عبدہ) کی علالت شروع ہوگئی اور چند ہفتوں کے بعد انتقال ہوگیا' اس ماتم سے (سید رشید) کو ابھی فرصت نہیں ملی تھی کہ خبر ملی کہ ترکی کی سختیوں اور تکلیفوں کو جھیلتے ہوے بالاخر انکے باپ کا بھی انتقال ہوگیا -

ہر شخص ان حالات میں اپنے نفس کو فرض کرکے غور کرے کہ (سید رشید رضا) کیلئے یہ کیسی سخت ابتلا' اور کیسی سخت آزمائش تھی' مگر جن لوگوں کو خدا تعالی اپنے بندوں کی خدمت کیلئے چن لیتا ہے' انکے صدر و قلب کو اپنے صفات کاملہ کا پرتو ڈالکر ایسی طاقت بخشدیتا ہے کہ پھر دنیا کی کوئی سخت سے سخت مصیبت بھی اسے متزلزل نہیں کرسکتی (سید رشید) پر جو کچھ گذرا غور کیا جائے تو اس راہ کے مسافروں کے حالات کے آگے اسکی کیا حقیقت ہے' یہاں تو سر کٹ گئے ہیں اور اف کرنے کی جگہ قاتل کے ہاتھوں کو بوسے دیے ہیں'

گر بود از سبب ما ہرکہ مرد غوغا نیست

کشتہ نشد نہ نیست از قبیلۂ ما نیست

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا' تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون' نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ' ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون (۴۱ — ۳۲)

__[illegible] قدیم اور ازہر کی مخالفت__

یہ معاملات تو حکومت کے جور و تعدی کا نتیجہ تھے' مگر [illegible] سے بڑھکر خود مصر کے علماے قدیم اور علی الخصوص [illegible] ازہر کے قدامت پرست اساتذہ کی مخالفت اور [illegible] ہے یہ مذہب کے آغاز عہد میں [illegible] اصلاح و ارشاد کا ذریعہ ہوتا ہے' دور تنزل [illegible] اسی کا سرچشمہ بنجاتا

ہے - شاید ہی کسی مذہب کو اسکے (علما) اور (رؤساے روحانی) سے بڑھکر کسی گروہ نے نقصان پہنچایا ہو' دنیا کے امن و انتظام اور حق و صداقت کے قیام کیلئے ہمیشہ یہ بے آرام اور ظلمت پرست فرقہ ایک الہی لعنت رہا ہے - اسلام کی تاریخ میں بھی ابتدا سے اس گروہ کے تعصب و اوہام سے رخنے پڑے ہیں اور جب کبھی حق اور صداقت کی کوئی آواز بلند کی گئی ہے تو (شیطان) نے سب سے پہلے علما ہی کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے' اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اس فرقے کے استیلاء و تسلط سے دنیا کو نجات دلائی : ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ' ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون — (۳ — ۷۴) [کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا اسکو اپنی کتاب اور عقل و حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میری بندگی کرو بلکہ اسکا تو یہ قول ہوگا کہ خدا پرست بنو ! کیونکہ تم دوسروںکو کتاب (توراۃ و انجیل) کی تعلیم دیتے رہے ہو اور خود بھی ان کتابوں کو پڑھتے ہو]

مسیحی مذہب کو سب سے زیادہ اسکے علما اور روحانی پیشواؤں نے غارت کیا' اور پھر اسکی باگ اپنے ہاتھوں میں لیکر اسطرح حکمرانی کی کہ دنیا کے عہد مظلمہ (ڈارک ایجز) کی تاریخ مسیحی علما کے مظالم و ہلاکت جوں کے آنسو روتی ہے اسی لئے (قرآن مجید) نے اس آیت' بلکہ اسکے ہم معنے آیات میں زیادہ تر اہل کتاب کے علما کو الزام دیا اور کہا کہ انہوں نے اپنے روحانی تسلط کو یہاں تک بڑھا دیا ہے کہ گویا ملت نے خدا کی پرستش چھوڑ کر انکی بندگی کرلی ہیں - اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللہ اور (عدی بن حاتم) کا مشہور سوال و جواب اسکا شاہد ہے لیکن یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسلام کی قسمت ایسے ہی علما کے ہاتھوں میں آئی' اور آجتک بظاہر اسکے سیاہ و سفید کے مالک یہی آلودہ اور سیاہ ہاتھ ہیں - مصر میں (جامع ازہر) ایک بہت بڑا علماے قدیم کا مرکز ہے' اسکے اساتذہ اور مدرسوں کی حالت بعینہ ہندوستان کے مولویوں سے اچھی نہیں ہے' بلکہ اس لحاظ سے زیادہ افسوس ناک ہے کہ یہاں مولویت مفلس ہے اور وہاں بقیہ اسلامی حکومت کے اثر اور کثرت اوقاف و اجراے احکام شرعیہ کے سبب سے دولت مند اور قوی پنجہ ہے' (سید جمال الدین) کو (جامع ازہر) کے (شیوخ) کے مظالم سہنے پڑے' انکے بعد (شیخ محمد عبدہ) نے ساری زندگی اس میں رہکر' مگر انکے جور و جفا سہکر بسر کی' (خدیو) اور (لارڈ کرومر) انکی پشت پر تھا' خود ایک اعلی درجے کے عہدہ دار تھے اور تقریباً تمام امراء و حکام زیر اثر' اسلئے کسی کی مخالفت چل نہیں سکتی تھی' تاہم انکو بھی (ازہر) کی اصلاح سے عاجز آکر ایک دوسرا مدرسہ (دارالعلوم) قائم کرنا پڑا' انکے بعد (سید رشید رضا) کی باری آئی' یہ ایک

دی ہجوم کرکے حملہ کردیا ‘ اور سینکڑوں اطالیوں کو تلوار کی گھاٹ اتار کے بقیۃ السیف کو کوسوں دور بھگادیا ‘ (انور بک) نے اس کارنامے کی بڑی قدر کی اور اس قبیلے کو اپنا وضع کردہ نشان عزت (اطلسی علم) عطا فرمایا -

دوسرے قبائل نے جب (قبیلۃ العبسا) کے خیموں پر اس طلا کار اور امتیاز بخش علم کو لہراتے دیکھا تو (انور بک) کے پاس دوڑتے ہوے آے اور کہا کہ ہمکو بھی موقعہ دیا جاے کہ اس (علم) کے لینے کا استحقاق ثابت کریں اور ایک آزمایشی کام سپرد کیاجاے‘ یہاں تو اسی بات کا انتظار تھا ‘ کمانڈر نے کہا کہ تمہارے آگے تمام راستے کشادہ ہیں اور تلوار اگر پیاسی ہو تو ظالم دشمنوں کے خون کی کمی نہیں -

اسلحۂ جنگ کا انتظام

رات کے وقت‘ جبکہ اٹالین کیمپ طرابلس در فتح ہونے کی خوشی میں بکثرت (شامپین) کی شراب پی کر بدمست پڑا تھا ‘ اور افسر (روما) کی نظارت جنگ کے بخشے ہوے انعامات اور تمغوں کے خواب دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے‘ دفعتاً عرب قبائل کے صحرائی نعروں کی گونج سے ایک زلزلۂ عظیم محسوس ہوا (ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۳۶ ۲۸) نہیں معلوم خوف و رعب نے اُن میں سے ہر فرد کے کان میں ایک ہی صدا کیا پہنچادی تھی کہ نہ تو کسی نے ایک قدم آگے بڑھکر تعاقب کیا‘ اور نہ حملہ آوروں نے تعاقب میں جو بڑھتے تھے‘ انہوں نے کوئی گولی خالی کی‘ بلکہ جس طرف جس کو راہ ملی‘ چند لمحوں کے اندر بے تحاشا بھاگ گئے‘ اور پورا اٹالین کیمپ خالی ہوگیا !

(اذ یوحی ربك الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا ‘ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منہم کل بنان ۸ ۱۳)

اطالیوں کے جُبن و نامردی نے اہل عرب کو انکے اولین حملے ہی میں فتح و نصرت کی ایسی چاٹ لگادی ‘ کہ اب میدان قتال ایکے آگے بچوں کا کھیل بنکر رہگیا ‘ قاعدہ ہے کہ پہلے مقابلے کا اثر آخر تک میدان جنگ میں کام دیتا ہے ‘ لیکن خوش قسمتی سے اہل عرب کا ابتدائی حملہ اسقدر بے خطر اور آسان ثابت ہوا کہ دشمنوں کی طرف سے انکے دلوں میں اگر کچھہ رعب و ہراس تھا بھی تو وہ ہمیشہ کیلئے نکل گیا ‘ بعد کسی تعامل کے انہوں نے کھیلتے کودتے ایک پوری اٹالین پلٹن برباد کردی اور بکثرت مال غنیمت ساتھہ لئیے ہوے (جسکے ملنے کے بعد محال قطعی ہے کہ عرب کا بچہ بھی جنگ سے باز رکھاجاے) اور رجزیں گاتے ہوے عثمانی کیمپ میں واپس آکر (کمانڈر) کے سامنے اپنی فتوحات ڈھیر کردیں -

اس مال غنیمت میں ۸۰۰ سے زیادہ تو بندوقیں تھیں ‘ اور ہر قسم کی اشیا اسکے علاوہ -

ان بندوقوں کی لوٹ سے (انور بک) بہت خوش ہوئے ‘ کیونکہ عمدہ اسلحہ کی کیمپ میں بہت کمی تھی ‘ اور جسقدر بندوقیں تھیں وہ زیادہ تر مارٹینی قسم کی تھیں جنکے چھوڑنے سے بکثرت دھواں نکلکر پھیل جاتا ہے - (انور بک) نے حکومت کے نام سے فوراً انکا نیلام کردیا اور دو دو عثمانی گینی پر فروخت کردی گئیں -

اس خدمت کے صلے میں انکی آرزوے دلی کے مطابق (طلا کار اطلسی علم) انکو عطا کیا گیا -

اسکے بعد تو ہر قبیلہ اُس (علم) کیلئے اٹھنے لگا اور دشمنوں پر نئی ہلاکت بنکر گرنے لگا ‘ روز کوئی نہ کوئی قبیلہ دشمن کی طرف نکل جاتا ‘ اور بکثرت مال غنیمت اپنے خون آلود نیزوں اور خون ٹپکاتی ہوئی سنگینوں کے ساتھہ لاکر انبار لگا دیتا ‘ ہر قبیلے کی کوشش ہوتی کہ دوسروں سے زیادہ تعداد میں دشمنوں کو قتل کریں اور سب سے زیادہ مال غنیمت (انور بک) کے سامنے انبار کر سکیں تاکہ شجاعت و وطن پرستی کا اعلیٰ سے اعلیٰ نشان اور تمغہ صرف ہمیں کو حاصل ہو ‘ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر عثمانی کیمپ میں ۱۵ - ہزار سے زیادہ قیمتی اور جدید ایجاد کی بندوقیں جمع ہوگئیں ‘ یہ وہی کیمپ ہے ‘ جسکے پاس چند دنوں پہلے ایک ٹوٹا ہوا برچھا بھی نہ تھا ! (واذکروا اذ انتم قلیلٌ مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فآواکم و ایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون ۸ ۲۷)

جنگ کیلئے پہلی ضرورت فوج کی تھی‘ پھر اُسکی تعلیم کی‘ اور پھر اسلحۂ جنگ کی‘ تو ابتدائی دو ضرورتوں کے پورا ہونے کے بعد رحمت الٰہی نے اسلحۂ جنگ میں سے بندوقوں کا یوں انتظام کردیا !

توپیں کیونکر مہیا کی گئیں ؟

لیکن اسلحۂ جنگ میں سب سے زیادہ قیمتی‘ عسیر الحصول‘ اور ضروری شے (توپوں) کی فراہمی تھی -

(غازی انور بک) نے ایک بار اعلان تمام قبائل کے خیموں میں شائع کردیا کہ " جو قبیلہ آیندہ سے کم از کم ایک توپ بھی دشمن سے چھین کر لائیگا اُسے (ہیرو) کا لقب دیا جائیگا "

لیکن یہ کام آسان نہیں تھا -

مشکل یہ تھی کہ اطالی دن کے وقت تو توپیں اپنے مورچوں میں لگادیتے تھے‘ لیکن جہاں رات آئی‘ نہیں معلوم بمشکل ہی سے کیوں اسقدر خائف ہوگئے تھے کہ فوراً تمام توپیں ساحل کے کیمپ میں لیجاکر پہنچادیتے تھے‘ تاہم اہل عرب کے جوش اور شوقِ حصولِ خطاب کے آگے اب کوئی مشکل‘ مشکل نہ تھی‘ اس اثنا میں شہر کے باشندوں نے پانی کاٹ کردیا اور پانی کی قلت کی وجہ سے اطالی مجبور ہوے کہ اپنی جگہ سے حرکت کریں اور عثمانی قیامگاہ کی جانب کچھہ بڑھکر پڑاؤ ڈالیں (انور بک) نے جب یہ خبر سنی تو حکم دیا کہ عربی فوج آہستہ آہستہ اپنی جگہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع کردے مگر اسطرح‘ کہ دشمن محسوس نہ کرسکے -

(تعاربی) میں معتبر ذرائع سے مشہور ہورہا ہے کہ جنرا (برنکولا) اٹالین کمانڈر فوج ستہ اولاس سے سخت گہیرا گیا ہے اور مشہور ہوا ہے کہ (خواجہ ہارون مدری) مشہور یہودی مہاجن سے ایک رقم کثیر قرض لے -

مرسیو کولیرا مالک (الدبل) کی واپسی

عثمانی کیمپ میں

گذشتہ نمبر میں ہم نے مصری معاصر (العدل) کے حوالے سے لکھا تھا کہ موسیو (کولدرا) ایک دورہ کرنے والی جماعت کے ساتھہ نکلکر مفقود الخبر ہوگئے ہیں ' لیکن ۳ جولائی کے (العدل) میں خود (موسیو کولدرا) کی بہیجی ہوی تار برقی چہپی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع ایک عثمانی مہم کی بشارت اور چند اٹالین قیدیوں کے عثمانی کیمپ میں مع الخیر واپس آگئے ہیں -

اعلام سلطانی کی مشایخ سنوسیۃ میں تقسیم

صحرا میں ایک مقدس اور موثر رسم کی تقریب

(۱۷ -ربیع الثانی) کے تاریخ ہمارے کیمپ میں ہمیشہ یادگار رہے گی ! (غازی انور بک) کے معجزانہ اعمال میں سے ایک عجب و غریب کام صحراے لیبیا کی لق و دق ریگستان میں ایک شاندار (مسجد جامع) کی تعمیر ہے' ابھی ہم لوگ اس مسجد میں نماز عصر سے فارغ ہی ہوے تہے کہ فوجی ترانے کی آواز کانوں میں آنے لگی' اور بگل کی آواز نے تمام کیمپ کو مسجد میں جمع ہوجانے کا حکم دیدیا' تہوڑی دیر کے بعد (قزلعاسي احمد افندی شاہیں) مصری کے ماتحت مجاہدین کی پلٹنیں نمودار ہوئیں' انکی فوجی حرکت ' سپاہیانہ قدم رانی' اور افسر کے احکام کی صحیح تعمیل' ایسی بہتر سے بہتر اور اعلی سے اعلی حالت میں تہی جسکو دیکھکر شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ گروہ ابھی ابھی کسی سب سے بڑے جنگی کالج سے سند لیکر نکلا ہے' حالانکہ جو جماعت عربی دیہات و قبائل سے منتخب ہو' ' پھر

ایرانی مجاہدین

انکے یہاں سے منہ ' ہے کہ ۲۶ جون کو انکے ساتھیوں کا ایک الین رجمنٹ سے سامنا ہوگیا جو بچکر کسی دوسری طرف لی جانا چاہتی تہی' کچھہ دیر تک تو دشمنوں نے ثابت قدمی دکہلائی لیکن پھر اپنی عادت کے مطابق بندوقیں لاشیں یہاں میں چھوڑ کر بہاگ گئے-

عثمانی جماعت کا نقصان اس مقابلہ میں ۱۲ - سے زیادہ نہیں ہوا جسمیں سے بہی صرف ۸ شہید ہوے اور ۴ زخمی ہیں جو عنقریب اچہے ہو جائنگے -

\ جو اطالی اس مقابلے میں قید کرلیے گئے آن میں ایک شخص ۸ ویں پلٹن کے ۶۰ ویں رجمنٹ کا مجروح ہے -

عثمانی کمانڈر نے اپنے عام اصول کے لحاظ سے ان قیدیوں کے ساتھہ بہی نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیا -

(انور بک) جسے دنیا تو منتخب بنادینے والے انسان کے ساتھہ آنکھہ مہینے رہ چکی ہو اسکی کوئی بات تعجب انگیز نہیں ہوسکتی -

فوج کے بعد اس رسم کے اصلی اشخاص مسجد کی صحن میں نمودار ہوے ' یہ طریقۂ (سنوسیہ) کی مشہور خانقاہوں کے مشائخ تہے' جنمیں سے ہر ایک کی انگلیوں میں نہیں معلوم ارنعہ کے کیسے انسانوں کے دلوں کی باگیں اٹکی ہوی ہیں' انکی لمبی لمبی اور ڈہیلی عبائیں' خشک اور زاہدانہ چہرے' اونٹھہ کے بالوں سے بنے ہوے سروں پر سماڈے' اور سکون و وقار کے ساتھہ آہستہ آہستہ قدم رانی' ایک ایسا موثر اور رعب انگیز منظر تہا ' جو تاریخ عرب کے پرانے صفحوں کو نظروں کے سامنے منتقل کردیتا تہا -

جب تمام لوگ اپنی اپنی جگہہ بیٹھہ گئے' تو سب سے پہلے قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تلاوت کی گئی پھر بعض ادعیۂ ماثورہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ "آجکی صحبت اسلئے منعقد ہوئی ہے

بازار طرابلس

عربوں کے عثمانی کیمپ میں سید جانا

اٹالین نے خوف و خطر آگے بڑھنے لگے کیونکہ اسے جرئت کا انہوں نے کبھی نشان نہ پایا ' یہاں تک کہ جب ایک میل کا فاصلہ درمیان میں رہگیا ' تو (ھدور) کے بلند لعب کے مشتاق اہل عرب' زیادہ صبر و انتظار نہ کرسکے -

توپوں کی فتوحات

فوراً (قبیلہ العبسا) نے سامنے سے اور قبیلۂ (درسہ) نے پہلو سے ایک ساتھ حملہ کردیا ' اور جانبازان (ھدور) کے جاں نثاروں نے عقب میں پہنچکر بھاگنے کی راہ بند کردی - اب موت سے کانپنے والے اطالیوں کو موت ھی کی صورت ہر طرف نظر آتی تھی - بندوقوں کی باڑھ' سنگینوں کی نوک' تلواروں کی دھار' اور سب سے زیادہ مہیب اسلحہ ' مجاهدین کا مردانگی نعرۂ تکبیر' یہی شکلیں تہیں جنکے بھیس میں موت چمک چمک کر نمودار ہورہی تھی' اور نظروں کو خیرہ کرتے ہوئے اپنا کام کر جاتی تھی ' (قل إن الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم' ثم تردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون ۶۳ ۹) -

اسی دار و گیر میں قبیلہ (النواعر) کی بن آئی ' وہ صفیں درہم و برہم کرتا ہوا دشمنوں کے قلب میں آ گھسا ' اور جس جگہ انکا توپخانہ نصب تھا وہ صرف دو تین گز کے فاصلے پر رہگیا ' شیخ قبیلہ نے پکارا کہ خلعت ناموری حاصل کرنے کا اصلی وقت یہی ہے' جس طرح بنے توپوں پر قبضہ کرلو' سنگینوں کی نوکوں سے دشمنوں کو ہٹاتے ہوئے قبیلہ کے جانباز بڑھنے گئے ' توپچیوں نے جب دیکھا کہ بجلی کی طرح تڑپ رہی ہے ' اور ملک الموت صحرائی صورتوں میں آکے قریب ہی آگیا ہے تو انکی عقلیں خبط ہوگئیں ' سب کے سب توپوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے ۔

قبیلہ (نواعر) نے توپوں پر قبضہ کرلیا اور دیکھا تو انکے چچر بھی قریب ھی موجود تھے' فوراً تمام توپیں لیکر مع دیگر کے سامان غنیمت کے اپنے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے ھی دن صحرا میں ایک سادہ اور سنجیدہ رسم کے ادا کرنے کے بعد انکو (ھدور) کا لقب دیا گیا -

---

مصر کی ڈاک

العلم (قاہرہ) کے تار

اہل عرب کی طرابلس میں کانفرنس

اور اسپر حلف' کہ صلح کبھی قبول نہ کرینگے

(اٹلی کا اعلان)

(دفتر ۲۳ جون) اطالیوں نے (مرصد) (طلمیثہ) اور (طوکرہ) تینوں مقاموں پر ساحلی بیڑہ سے ۳۲۰ گولے پھینکے ' مگر صرف اول الذکر مقام میں ایک عرب شہید ہوا ' اور اور تمام گولے بیکار ضائع گئے -

(بنغازی) میں اطالیوں نے جب مشہور کیا کہ عنقریب اٹلی اور ترکی میں صلح ہونے والی ہے تو تمام اہل عرب میں تشویش و بے چینی پھیل گئی ' آج تمام سنوسی زاویوں (خانقاہوں) کے مشائخ اور اہل عرب کے سرداران قبائل عثمانی کیمپ میں جمع ہوئے اور سب نے بالاتفاق مندرجہ ذیل مواد پر "ناقم قسم کہائی اور سخت سے سخت حلف سے اپنے عہد کو مستحکم کیا

"ہم خدا کو حاضر و ناظر یقین کرتے' اسکو اور اسکے تمام ملائکہ کو اپنا شاہد قرار دیتے ہیں کہ ہم ہرگز اٹلی سے ایسی صلح منظور نہیں کرینگے ' جس سے اس ملک میں کسی طرح کی مداخلت بھی اسے حاصل ہوسکے ' خواہ وہ مداخلت کسی شکل اور قید پر ہو - اور ہم سوائے اس صورت ' اور کسی صورت پر راضی نہ ہونگے کہ طرابلس ہمیشہ ایک خالص اسلامی اور عثمانی ولایت باقی رہے' اگر ایسا نہوا تو آخر تک تلوار ہمارے ہاتھ میں رہیگی ' اور جب تک ایک مرد واحد بھی صحرا میں باقی رہیگا ہمارا معاملہ ختم نہوگا " -

تمام ترک افسر اور سپاہی بھی اس عہد میں انکے ساتھ ہیں اٹلی باب عالی سے اگر کوئی معاہدہ صلح کر بھی لے تو اس سے کیا فائدہ اٹھاسکتی ہے جب کہ خود اہل ملک اور انکی ساتھی عثمانی فوج مانتے کیلئے بالکل طیار نہیں' اور طیار بھی ہوکر ہوں جب نہ وہ اچھی طرح اپنی ہیبت اور عظمت کا مسلسل تجربہ کرچکی ہے اور دشمن کا خوف و ہراس اور تشویش و اضطراب اسپر ہر لمحہ ظاہر ہوتا رہتا ہے -

عربوں کو واپس چلا آنا پڑتا ہے - ایسے ہی موقعوں پر (روما) نے اٹالین فتح و نصرت کی بار ہا خبریں شائع کی جاتی ہیں کہ "ساحلی توپ کی مدد سے اطالیوں نے دشمن کو بھگا دیا !"

میں (معمہ) میں کئی ماہ مقیم رہا - اس تمام عرصے میں صرف دو بار اطالی نمودار ہوئے ہیں - دونوں مرتبہ نہایت بری شکستیں کھاکر اور تمام سامان چھوڑکر بھاگ گئے *

طرابلس میں اعرابی اور کردی والنٹیر

اہل طرابلس صلح پر کیونکر راضی ہوں جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام عالم اسلامی اس مدافعانہ جہاد کی وجہ سے انکو بیدار کر رہا ہے اور اپنے مال و جان کو اسپر نثار کرنے کیلئے دوڑ رہا ہے -

کیا وہ چالیس کروڑ مسلمانان عالم کے آگے اپنے تئیں شرمندہ و ذلیل کریں ؟

میں نے خود اپنی آنکھوں سے (درنہ) میں ۴۹ (اعرابی) اور ۱۹ (کُردی) دیکھے - اور یہ صرف وہ لوگ ہیں جو مختلف جہات جنگ سے الگ ہوکر آئے ہیں تاکہ مرکزی کیمپ کے ماتحت رہکر جانیں فدا کریں ورنہ انکے علاوہ اور سینکڑوں (اعرابی) والنٹیر طرابلس کے مختلف اسلامی کیمپوں میں خدمات جہاد ادا کر رہے ہیں - اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو بیان کرتے ہوئے خاص طور پر (اعرابیوں) کی غیرت اسلامی اور حمیت ملی - اور مجاہدانہ فداکاری کا ذکر کروں جنکا طرابلس میں ہر شخص پوری طرح معترف ہے - جوش جہاد اور شجاعت و بے جگری کے جو عجیب انگیز ثبوت انہوں نے ابتدا سے دئے ہیں انکے ذکر کیلئے پوری ایک صحبت چاہئے - انکی انہیں صفات عظیمہ نے (اعرابی) کا لفظ طرابلس میں ہر دلعزیز کردیا ہے - اور ہر شخص اس نام کی عزت کرتا ہے -

ہندوستان کے ... طرابلس میں

اعرابیوں ہی پر موقوف نہیں - طرابلس کے مختلف کیمپوں میں آج (ہندوستان) تک کے مسلمان والنٹیر موجود ہیں جو گذشتہ آخری دنوں میں وہاں پہنچے اور پھر جہاد کے متعدد معرکوں کے موقعوں پر (درنہ) اور (بنغازی) چلے گئے - یہ (ہندوستانی والنٹیر) بھی اپنے اعرابی بھائیوں کی طرح عجیب و غریب شجاعت سے متصف - اور راہ الہی میں جوش مذہب و جاں نثاری سے مملو ہیں - بعض سخت موقعوں میں انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دئے اور ہر طرف سے تحسین و آفریں کا صلہ پایا -

آلات جنگ

میں نے پوچھا آلات جنگ کی طرف سے تو اب آپ لوگ مطمئن ہیں ؟

اس نے جواب میں کہا اگر مقصود توپوں سے ہے تو اطالیوں سے لڑتے ہوئے ہمیں انکی بہت کم ضرورت ہوتی ہے - تاہم ہمارے پاس کافی سے زیادہ موجود ہیں اور جن قیمتی اور جدید ترین اقسام کی ضرورت ہوتی ہے فوراً ایک دو حملے کرکے ضرورت کے مطابق دشمنوں سے لے لیتے ہیں - بارہا ایسا ہوا ہے کہ ہمارے مقابل دشمنوں نے بکثرت توپیں ہمارے لئے میدان جنگ میں چھوڑدیں - مگر ہم نے اپنی ضرورت سے زائد دیکھکر انہیں لانا پسند نہیں کیا اور میخیں ٹھونک کر وہیں چھوڑ دیا -

رہیں (موزر) بندوقیں - کہ وہ آجکل کی لڑائیوں کا سب سے زیادہ مستعمل اوزار ہے - تو انکی طرف سے تو ہمیں ذرا بھی بے اطمینانی نہیں - عربوں کے پاس نہایت وافر اور کثیر ذخیرہ انکا موجود ہے اور اب انہیں اسکے استعمال کی ایسی اچھی مشق ہوگئی ہے کہ اس بارے میں کسی طرح فوج نظام سے کم نمبر نہیں پاسکیے *

میدان جنگ میں سنوسی عربوں کا لباس

میں نے اہل عرب کے (حرام) ور (شملہ) کی نسبت پوچھا جو طرابلس و صحرا کے عربوں کا قومی لباس ہے اور وہ اسقدر ڈھیلا اور بے فریدہ ہوتا ہے کہ اُسے پہنکر کوئی چستی و چالاکی کا کام انجام نہیں دیا جاسکتا - (برہان الدین) نے جواب میں کہا

ہاں وہ لڑائی کیلئے کسی طرح موزوں نہیں لیکن اہل عرب ایسے وحشی نہیں ہیں جسقدر باہر کی دنیا غلطی سے انہیں سمجھتی ہے - میدان جنگ میں جانے سے پہلے وہ تمام اسطرح کے کپڑے اتار دیتے ہیں اور خواہ جوان ہوں خواہ بوڑھے ہلکے اور چست کپڑے پہن لیتے ہیں - اور اکثر تو صرف ایک پائجامے ہی پر قناعت کرتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ جنگ سے واپسی پر انہیں بکثرت بندوقیں اور مال غنیمت اٹھاکر لانا پڑے گا اسلئے خود نہیں چاہتے کہ کپڑے کا بھی کوئی بوجھ انکے جسم پر ہو -

طرابلس میں کارتوس اور بارود کا کارخانہ

آپ کو اور زیادہ عجیب خبر سناؤں - مجاہدین نے یہاں کارتوس اور بارود کے (کیپسول) بنانے کا ایک کارخانہ کھولدیا ہے وہ بندوق چلاتے وقت گولیوں کے ظروف کو ضائع نہیں کرتے - انہیں جمع کرتے رہتے ہیں اور پھر انہیں سے دوبارہ (کیپسول) طیار کرکے بارود اور گولیوں سے بھر لیتے ہیں - اس طرح انہیں خرچ کی بہت بڑی بچت ہوجاتی ہے - ایک خاص جماعت نے اپنے لئے یہ شغل مخصوص کرلیا ہے اور تمام ضروری سامان جو بارود کے عمل اور گولیوں کے ڈھالنے کے لئے مطلوب ہے مہیا کرکے ایک یورپین کارخانے کی طرح کام کررہی ہے - (کیپسول) کے مہیا کرنے میں بھی کوئی دقت پیش نہیں آتی اسکا ایک صندوق سینکڑوں کارتوسوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہمارے پاس اسکے صندوقوں کے ڈھیر موجود ہیں -

کہ (اعلی حضرت سلطان المعظم) نے حضرات (مشائخ سنوسیہ) کیلئے بطور نشان اعزاز و افتخار و سند خدمات اسلامی و وطنی جو (علم) روانہ فرمائے ہیں وہ نہایت اعزاز کے ساتھہ تقسیم کئے جائیں"

اسکے بعد سولہ افسران (علموں) کو اٹھائے ہوئے (غازی انور بک) کے پاس لیکر آئے' وہ ہر ایک علم کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور اسکے بعد ان حملوں کے ساتھہ مشائخ کے کاندھوں پر رکھتے تھے کہ "ہدیہ من لدن مولانا امیرالمومنین وخلیفہ رسولنا الامین' تمام مشائخ تعظیم سے جھک جاتے تھے اور احسانمندی و شکرگذاری کے الفاظ کہتے ہوئے قبول کرتے تھے -

جب یہ کارروائی ختم ہوگئی' تو پھر موسیقی کا ترانہ سامعہ نواز ہوا' اور تمام حاضرین کی نہایت خوش ذائقہ حلوے کی طشتریوں سے تواضع کی گئی اور مغرب سے پیشتر تمام مشائخ و مجاہدین نعرہا تکبیر و تہلیل اور دعائے فتح و نصرت کی صدائیں بلند کرتے ہوئے واپس گئے -

جن مشایخ میں یہ (علم) تقسیم کئے گئے انکی فہرست حسب ذیل ہے اگرچہ انکے علاوہ اور بھی بیسیوں مشائخ میدان جہاد میں شریک ہیں لیکن ان حضرات سے غیرمعمولی شجاعت اور خدمت ظاہر ہوئی اسلئے خاص طور پر مستحق اعزاز قرار پائے

السید السنوسی الجبالی شیخ زاویہ درنہ
السید محمد العلمی „ „ الدفنہ
السید حمد بن عمرو „ „ قمینطہ
السید محمد الدردفی „ „ شحات
السید محمد الغزالی „ „ درب
السید عبد القادر بدر „ „ بسارہ
السید محمد العنیب „ „ المرایف
السید عبد اللہ ابو سیف „ „ مارہ
السید عبد اللہ الفوکاش „ „ مرتوبہ
السید رضوہ الفرکاش „ „ أم ارزم
السید ادریس بوادریس „ „ ام حصین
السید عبد اللہ ابو حسین „ „ المخیلی
السید السنوسی العبدلی „ „ العرقوب
السید محمد الصغیر „ „ أم درنہ
السید هدیوه العماری „ „ الحمامہ
السید عبدالرحمن الجبالی „ „ الجبالی

ایک کردی والنٹیر کی میدان جہاد سے واپسی

طرابلس کے بارہ میں حالات

ترکی سے جو (والنٹیر) طرابلس گئے ہیں' ان میں ایک جوان غیور و اسلام پرست (برہان الدین) آفندی تھا جو حال میں طرابلس سے بغرض علاج واپس آیا ہے اور اسکندریہ میں قسطنطنیہ جانے کے خیال سے مقیم ہے (العلم) کے نامہ نگار نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر اس سے نہایت دلچسپ حالات دریافت کیے -

(برہان الدین) نسلاً (کردی) ہے' مگر عربی نہایت روانی سے بولتا ہے' یہ جالمس کے مرات ہے' اور ترکی اور فرانچ سے بھی اچھی طرح واقف ہے' کردستان کے ایک مشہور خاندان کا ممبر ہے' تکمیل علوم کی غرض سے قسطنطنیہ میں مقیم تھا کہ اعلان جنگ کی خبر نے مضطر کردیا اور وزارت جنگ سے اجازت لیکر طرابلس چلا گیا - اسکے بیانات حسب ذیل ہیں --

(صلح) کی نسبت اس نے کہا کہ یہ سراسر خبط اور جنون ہے' طرابلس کے تمام عرب اور ترک بلا استثنا متفق ہیں کہ جب تک ایک اٹالین بھی خاک وطن کی آغوش کے قبضے میں باقی رہے گی - تلوار ہاتھہ سے نہ رکھیں گے - اب تو طرابلس کے بچے بچے کی زبان پر یہی ہے کہ جنگ جاری رکھو - اور پھر پتا کیا ہم کو اسقدر احمق سمجھتی ہے کہ باوجود دو مہینے کے اندر ایک فرسنگ بھی نہ بڑھ سکنے کے صلح کے خواہشمند تصور کیے جائیں؟ ہمیں صلح کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اٹلی جیسی نامرد قوم اگر مقابل ہو تو ایک دن کے لڑکے بھی بے خطر لڑسکتے ہیں - صحرا کے باشندے بیش سنوسی قبائل - جنکو جنگی گھوڑوں کے سوا اور کچھہ میسر نہیں آتا تھا - آج (بندوقوں) اور (توپوں) کے مجلسر اور کا سامان اپنے خیموں میں رکھتے ہیں' اگر انکا بس چلے تو اسی طرح بعض جنگ کو تو کبھی بھی ختم نہ ہونے دیں

پھر کہا آجکل سب سے بڑی خواہش جو عربوں کے دل میں ہے - وہ یہ ہے کہ کسی طرح اٹالین جم کر مقابلہ کریں - اب ہاتھہ بندوقوں اور تلواروں کے ایسے عادی ہوگئے ہیں کہ ہر روز بلا ناغہ تھوڑی سی جنگی ورزش طلب کرتے ہیں' لیکن عرصے سے اٹالیوں نے اپنی گڑھیوں اور مورچوں کو مستقر بنا رکھا ہے' اور سوا نادر صورتوں کے کبھی وہاں سے نہیں نکلتے -

جب عرب مجاہدین سخت تنگ آتے ہیں تو بعض جنگی مصلحت اندیشوں کو بالائے طاق رکھکر انکے مورچوں اور قلعوں میں گھس جاتے ہیں اور خود موت کے منہ میں اپنے آپ کو ڈالکر اپنا کام نکال لیتے ہیں -

سب سے بڑی بات - جسکے اعتماد پر ایک اطالی طرابلس میں مقیم ہیں اور عربوں کے خوف سے جو کسی طرح نہیں نکلتے - جنگی بیڑا ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ عربوں کے ہجوم کے روکنے سے وہ بھی عاجز ہے - البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب تمام جہازوں کی توپیں ایک ہی وقت میں گولہ باری شروع کردیتی ہیں تو بعض اوقات مجبوراً

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار ھین)

(اُن میں سے بعض کي فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائري

۲ انور الحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علي پاشا

۷ ھز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاھد دستور رحمت بخاری بک

۹ ابراھیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس ھلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاھد

۱۲ قسطنطنیه کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاھدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاھدین کا حمله

۱۵ بک باشی بشارت بے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین ھوائی جہاز سے مجاھدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ھیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاھدین طرابلس کے سامنے تقریر کررہے ھیں

۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیوارین

۲۳ روڈس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاھدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسي لشکر کی لعنت

۲۷ آذر بائیجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا اجلاس

۳۲ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ ھلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ھلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ ھجري کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

ولایت کی ڈاک

—*—

ریوٹر کی تار برقیاں

جنگ طرابلس

(لندن ۲۰) باب عالی نے فیصلہ کیا ہے کہ درۂ دانیال بند نہیں کیا جائے بلکہ دونوں طرف سرنگیں لگا کر ابتداء کی چوڑائی کم کردی جائے -

(روما ۲۲ جولائی) مصراتہ کے مغربی جانب کے کسی حصے پر اٹالین فوج نے یورش کی - تعاقب کرتے ہوئے عثمانی فوج کے دو عشرے سے ایک عشر کو تہ تیغ کیا گیا جسکا تعداد ۱۰۰۰ سے کم نہیں - اٹالین صرف ۱۹ مقتول اور مجروح

مسئلہ وزارت

(قسطنطنیہ ۲۲ جولائی) سلطان المعظم پارلیمنٹ کے برہم کردینے پر راضی نہیں ہوئے اسلئے ترمتق پاشا نے قبولیت وزارت سے انکار کردیا -

(ایضا) غازی مختار پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے -

(ایضا) کامل پاشا ارکان سلطنت کے صدر اور نور الدین (؟) پاشا وزیر خارجہ - امید کی جارہی ہے کہ غالباً کامل پاشا صدر اعظم ہوں -

(ایضاً) جدید ایوان وزارت نے طے کرلیا ہے کہ محاصرہ اور دار الحکومت کی فوجی عدالت میں مقدمات کی کارروائی بند کردی جای (لندن ۲۳) گورنمنٹ نے حکام کے نام جاری کیے ہیں کہ البانیا میں مخالفانہ کارروائیاں موقوف اور حتی الوسع بالعف ملوب کی کوشش عمل میں لائی جائے -

(قسطنطنیہ ۲۵) البانیوں نے (پرشتنا) پر قبضہ کرلیا اور عثمانی فوج مجبور ہوکر اپنے تئیں حوالے کردیا (موجودہ علم حالت) اندیشہ ناک کوائف قریب ظہور ہیں - اتحاد و ترقی فوجی سازے کے اٹھ جانے اور اپنے اثر کے رخصت ہونے کی وجہ سے سرگرم کہ آخری درجے تک قوت آزمائی کرے - فوج سلطان سے کامل پاشا کی وزارت اور موجودہ پارلیمنٹ کے توڑ دالنے کا مطالبہ کرا رہی ہے -

مسئلہ صلح

(لندن ۲۰) درہ دانیال نے حملے کی خبر دو رانگیا اور برلن میں تعجب کیا جا رہا ہے - وہاں خیال کیا جاتا ہے کہ اٹلی اور جرمنی کے ماہرین مالیات کے درمیان رازدارانہ معاملہ گرم اور مسئلہ صلح امید افزا حالت میں ہے -

عشق افلاطونی

(ٹائمس) کے مشہور و معروف ایڈیٹر ' مسٹر جاهد تک ' [ناروے] جاتے ہوئے [برلن] سے گذرے تھے - اثنائے ملاقات میں جو دلچسپ گفتگوئیں ہوئیں انکو [برلنر ٹیگیبلاٹ] کے ایڈیٹر نے اپنے اخبار میں شائع کیا ہے -

انسے دریافت کیا گیا - "کیا یہ صحیح ہے کہ نوجوان ترکوں کی پالیسی اب انگریزوں کی محبت پر مبنی ہونے لگی ہے" ؟

جاهد تک نے جواب دیا - " انگریزوں کی محبت کا مفروضہ معتدل گوئی کے حدود سے باہر لیجاتا ہے - اسمیں تو ہم کو ایک پس و پیش ہے کہ جنگ نے بلا اشتباہ ترکی جرمن تعلقات کو تاراج کردیا ہے - نوجوان ترک جرمنی کو اپنا بہترین مشفق تصور کرتے تھے - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ تمام جرمنی اور اہم مسائل میں اسکی الفت محض افلاطونی عشق ثابت ہوئی - ہمارا اگر ایسا خیال ہے تو ہم معذور بھی ہیں - اگر آپ پوچھیں کہ انگلستان سے ہمکو کس شے کی توقع ہے تو اسکا جواب ٹھیک ٹھیک دینے سے ہم قاصر پائے جائینگے - لیکن بہرکیف ' ہم انسان ہیں ' جبکہ جرمنی لطف و عنایات سے ہم نے باس و خطوط کا ایک ذخیرہ جمع کرلیا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ کہیں نئی دوستی ڈھونڈھیں - البتہ ہم کو اعتراف ہے کہ جرمنی ابھی اٹلی کو ایک مخاطرے میں پاتی ہے - اٹلی اگر اپنا دست تطاول طرابلس پر دراز کرے تو وہ اسپر حملہ نہیں کرسکتی - لیکن یہ بھی تو یاد ہوگا کہ چند سال ہوئے جرمنی کے ایک دوسرے دوست نے ہم سے (بوسنیا هرزگوینا) لے لیا - ایسی دوستی ہمارے کس کام کی ؟ ہم تو اپنے طالع کے شکرگزار ہیں کہ جرمنی نے اور دس دوست نہیں ہوئے "

[بیرن وان مارشل] کے متعلق بھی (جاهد تک) اسی تلخی کے ساتھ لب کشا ہوئے - "قسطنطنیہ میں انکی سکونت مشکل سی ہوگئی تھی - جنگ کے شعلے بھڑکنے سے پہلے [بیرن وان مارشل] نے ہمکو یقین دلا کر مشورہ دیا کہ ابراہیم پاشا کی موجودگی اٹالین کو برہم کردیگی بہتر ہے کہ انکو واپس بلالو - ہم نے ابراہیم پاشا کو بلالیا - جب جنگ چھڑگئی تو اسوقت طرابلس پر کوئی گورنر حکمراں تھا نہ کوئی فوج "

ترکی کی تجدید

[البانیا] کی موجودہ تحریک پر جرمن اخبار [فرانکفرٹر زیتنگ] ایک نہایت دلچسپ لیڈنگ مضمون شائع کرتا ہے - اسکا بیان ہے کہ دستی سے اٹھکر تمدن جدید کے دوار طے کرنا ہمیشہ ایک پر صعوبت عمل ثابت ہوا ہے - جسکے تعاون میں صدہا افتادوں نے دھکے اور جسکی دوش پر ہزارہا خطرات کے دستارے ہوتے ہیں - اس ارتقاء کے لئے کامیابی کے لئے ایک ہی شرط ضروری بلکہ لازمی ہے - اور وہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہے کہ خارجی فتنہ و فساد سے بکلی آزادی و عدم اختلال ہو - یہ اقبال (جاپان) کا تھا - (ترکی) اس سے محروم رہی ' جاپان کے مقابلے میں ترکی نے ساتھ اور بھی نامساعد امور ہیں ' اسکو تاریخی تہذیب اور قومی اتحاد کبھی نصیب نہوا - لیکن وہ چند عظیم الشان فوائد بھی رکھتی ہے یعنی اسکی اندرونی طاقت عظیم ' زور اخلاق اور سرجوش شباب کی حالتیں ' اسمیں مطلقاً اشتباہ کو دخل نہیں کہ اگر اسکے ہمسائے اسکو نہ ستائے رہتے تو وہ بھی اپنے ارتقاء کے مرحلے کامیابی کے ساتھہ طے کر کے ایک تمدن سلطنت کی حیثیت حاصل کرلیتی -

[الہلال ایلکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ – کلکتہ سے [ابو الکلام آزاد] نے چھاپکر شائع کیا]

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت	مدیر مسئول و مہتمم خصوصی	قیمت
٧-١ مکلاوڈ اسٹریٹ	احمد مکرم ابو الکلام الدہلوی	سالانہ ٨ روپیہ
کلکتہ		ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر کلکتہ ، یکشنبہ ٤ اگست ١٩١٢ ع جلد ١

فہرست

قیمت فی پرچہ سکۂ رائج تین آنہ

【الہلال کے مضامین کے ابواب】

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مقامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار عدمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

احرار اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموورون ، کے حالات درج کئے جائین گے
جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے ناموور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے .

افق عجم

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

مغرب اقصیٰ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہین .

مدارس اسلامیہ عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائین گے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا مین بعض نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائین گے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ٤ — کلکتہ : یکشنبہ ٤ اگست ١٩١٢ ع — جلد ١

شذرات

بعض حضرات شاید (الہلال) کی تصویروں کو مختلف حالت میں پاکر اسے پریس کی بدنظمی کا نتیجہ سمجھتے ہوں ' ابتدائی کام ہونے کی وجہ سے بہت سی باتوں میں بدنظمیوں کا ہمیں خود اعتراف ہے جو رفتہ رفتہ دور ہوتی رہیں گی ' لیکن تصویروں کے بارے میں تو یقین دلاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے ' ہم نے اول تو تصویروں کے بلاک بنانے ... جس کارخانے کے سپرد کیا ہے وہ تمام ہندوستان میں اول درجے کا کارخانہ ہے اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ کلکتہ سے بہتر ان چیزوں کا انتظام اور کہیں نہیں ہوسکتا ' پھر اخبار کیلئے (پین) کی تعطل کراؤن مشین الگ اور مخصوص رکھی ہے اور اس فن کے جاننے والے جانتے ہیں کہ چھپائی کے بارک کاموں کیلئے اس کارخانے اور اس سائز کی مشین مشہور ہے ' ہم نے اسی پر بھی اکتفا نہیں کیا اور خاص ہاف ٹون کی چھپائی کی قیدل مشین بھی خرید لی اور بعض تصویروں کو اخبار سے الگ چھاپنے کا انتظام کیا ' انشاء اللہ تعالے رنگین اور مختلف رنگوں کی چھپی ہوئی تصویریں عنقریب ہم اسی مشین پر چھاپکر شائع کرسکیں گے پھر روشنائی بھی جو ہم استعمال کرتے ہیں نہایت اعلے قسم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا انتظام کرسکتے ہیں ؟

لیکن اسمیں شک نہیں کہ باوجود اسکے بعض تصویریں دیکھنے میں کسی قدر مدہم اور صاف و نمایاں نہیں ہوئیں لیکن اسکا سبب یہ ہے کہ جن تصویروں سے نقل کی گئی ہیں خود وہ عمدہ اور نمایاں نہ تھیں ' پہلے نمبر میں شیخ محمد عبدہ ' سید رضا وغیرہ کی اصل تصویریں نہایت عمدہ تھیں اسلئے انکا ہاف ٹون بھی نہایت عمدہ طیار ہوا ' لیکن (جنگ طرابلس) کی تصویروں کے لئے تو اسی کو غنیمت سمجھنا چاہئے کہ میسر آجاتی ہیں ' اچھے اور برے کے سوال کی یہاں گنجایش نہیں ' پھر بھی ناظرین کو معلوم نہیں کہ ان تصویروںکو قابل اشاعت بنانے کیلئے کسقدر وقت صرف کرنا پڑتا ہے اور کس درجہ دیدہ ریزی سے اوپر ایک نیا رنگ چڑھا کر نقل لی جاتی ہے ' انشاء اللہ ہم نے تصاویر کا جو نیا بندوبست کیا ہے اسکی تکمیل میں اب زیادہ دیر نہیں ہے ' اس وقت ہم جنگ طرابلس اور نیز مختلف مضامین کے متعلق تصویریں نہایت عمدہ شائع کرسکیں گے اور رسالے کی دلچسپی بہت بڑھ جائے گی -

اور سچ پوچھئے تو تصویروںکی اشاعت تو ہمارا ایک ضمنی کام ' اور زیادہ تر اسلئے ہے کہ

بزم میں اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

ورنہ فی الحقیقت ہماری اصلی دلچسپی اور شغف کیلئے تو صفات الہیہ کا مرقع کافی ہے ' جسکی نسبت خود اسکے بنانے والے نے کہا ہے کہ (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) قرآن بھی اسی تصویر الہی کا عکس ہے (خلقہ القرآن) اور ان تصویروں سے جنکو معرفت ہوگئی ہے وہ انسانوں کی کاغذ پر بنائی ہوئی تصویروں کو لیکر کیا کریں گے ؟

الہلال

— * —

(الہلال) کی بالفعل دو ہزار کا پیان شائع کی جاتی ہیں

بڑھتی تعداد بڑھتی جاتی ہی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقو میں

ہی جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتی ہیں —

(اشتہارات) کیلئی ٹائٹل پیج کی دو صفحی مخصوص

کردئے گئی ہین

یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل

فن ہی اشتہار کیلئی پہلی چیز یہ ہی کہ وہ با وجود

اشتہار ہونی کی اپنی اندر کوئی ایسی کشش رکھی کہ اخبار

کی مضامین سی ہٹ کر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائیں ۔ انگریزی

اخبارات ورسائل میں اسکی لیئی طرح طرح کی تدبیرین

کی جاتی ہیں ۔ لیکن انمیں سی اکثر ایسی ہیں جو پتھر کی

چھپائی میں ممکن نہین -

مثلا اشتہار میں خوشنما ہاف ٹون یا انگریزی بیک

تصویر دیدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکو

فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا

جسکی وجہہ سی اشتہار تمام اخبار میں ممتاز رہی ۔ اور

نظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑیں ۔ لیکن یہ تمام باتیں

بغیر (ٹائپ) کی چھپائی کی محال ہین

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہی جو ان چیزون کا

انتظام کرسکتا ہی

البتہ ہر قسم کی اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی

خط و کتابت سی دریافت کیاجاسکتا ہی

طول الذیل جبّوں کے ساتھ (جو اسی موقعہ کیلئے نہیں معلوم کن کن دقتوں سے طیار کرائے گئے تھے) حضرات علماے عظام ' وارثین انبیاے کرام ' جانشین منبر رسول اللہ ' مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ' ہاتھیوں پر اُچک اُچک کر چڑھتے تھے ' اور شوق و جوش کی جوش زندگی میں عاشقانہ و مجنونانہ اپنے تئیں گراتے تھے ' اُس وقت اس منظر درد انگیز کو دیکھکر داد دینے والا کوئی نہ تھا - انکی حسرت گویا زبان حال سے کہہ رہی تھی

بر منبر بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

شوق و مجنونیت کا یہ عالم تھا کہ ہاتھیوں کے مہلک قدموں میں لوٹتے تھے مگر پھر اس تیزی اور بے پروائی سے اٹھکر اپنی پگڑیوں کو تلاش کرتے تھے گویا میدان طرابلس کے جوش مجاہدین ہیں جو زخموں پر زخم کھا کر گر رہے ہیں مگر پھر اٹھکر اُسی جوش جہاد کے ساتھ تلوار کے قبضے کو ڈھونڈھتے ہیں .

جسکا تو قاتل ہو' اُسکے واسطے
کونسی لذت ہے خنجر سے لذیذ

مگر تاہم علماے کرام کو اِس سے بے دل نہیں ہونا چاہئے' گو وہ نہ دیکھتے ہوں لیکن (ان ربک لبالمرصاد) اُنکا رب انسے بے خبر نہوگا - (مقام احسان) کیلئے (حدیث جبریل) میں دونوں صورتیں بتلائی گئی ہیں فاعبد اللہ کانک تراہ و ان لم تکن تراہ' فانہ یراک' [خدا کی اسطرح بندگی کرو' گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو' اور اگر تم نہ دیکھ سکو تو پھر یہ حالت تو ہو کہ اسکے دیکھنے کا یقین حاصل ہوجاے] کم از کم دوسرا درجہ تو حاصل کریں اگر پہلے سے محروم ہیں' اور پھر یہ بھی ہے کہ کوہ طور پر تو (لن ترانی) کی جگہ (ولقد راہ من ایات ربہ الکبری) کا مقام حاصل ہوہی گیا - ہم نے نہ بتحقیق یہ بھی سنا ہے کہ اس معراج جسمانی کے تمام زائرین کو (ما زاغ البصر و ما طغی) کا مقام استغراق بھی حاصل تھا !

واتخذوا من دون اللہ الہۃ لیکونوا لہم عزا' کلا سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا (۱۹ ')

مگر ہمکو سخت تعجب ہے س زنجیر وفاداری کی پہلی کڑی خطاب کے طلائی ملمّع سے محروم رہگئی ' یہ کیا بے دردانہ ناانصافی ہے ' مانا کہ ہم خود اس میدان عشق کے زخمیوں میں نہیں ہیں لیکن سپاہیوں کی جان نثاروں کی داد سب سے پہلے افسر ہی کو ملنی چاہئے ' اور ویسے اس معرکے میں زخموں کی کیا کمی تھی اس میدان میں نہی ' اور کسی حملے میں سہی - ہم نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا کہ اسی یوم الفیل کے ایک دوسرے موقعہ پر ہاتھیوں کی جگہ انسانوں کے ریلے میں اُس سے بھی بڑھکر مجروش حالت پیدا ہوگئی تھی - ایکی شان اس سانحہ حادثہ کا اثر کسی دوسرے وقت ظاہر ہو' بہت سی دوائیں تیر بہدف ہوتی ہیں مگر ساتھ ہی بطی الاثر بھی ہوتی ہیں - افسوس !

درمیدان کامـــراں هم بوده ام
یک کمر شائستۂ زنار نیست

٤ اگست ١٩١٢

مسلم یونیورسٹی

—*—

او لا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین '
ثم لا یتوبون ولا ہم یذکرون (۹ ۱۲۸)

(مرزا غالب) نے غدر کے بعد کے چند سال نہایت عسرت اور تنگی کے گذارے تھے ' اس زمانے کے ایک خط میں مرزا قربان علی بیگ سالک کو لکھتے ہیں —

" آپ اپنا تماشائی بن گیا ہوں' رنج و ذلت سے خوش ہوتا ہوں' یعنے میں نے اپنے کو اپنا غیر تصور کر لیا ہے جو دکھ مجھے پہنچتا ہے' کہتا ہوں کہ غالب کے ایک اور جوتی لگی "

ہم نے بھی عرصے سے مسلمانوں کو اپنے سے غیر سمجھ لیا ہے' اور جب کبھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نئی مشکل پیش آتی ہے' تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " ایک اور جوتی لگی "

جو قوم چالیس برس تک محض حکومت کی بھیک اور دریوزہ گری پر زندگی بسر کرتی رہی ' جس نے ہمیشہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے سے انکار کردیا ' جس نے ہر موقعہ پر پولیٹکل جد و جہد کو ایک جرم اور بغاوت سمجھا ' اور جس نے خود کبھی بھی کچھ نہیں کیا مگر ہمیشہ کام کرنے والوں کی تضحیک و تحقیر کی اور طرح طرح کے باغیانہ خطابات سے اُنھیں یاد کیا ' آج اُسے کیا حق ہے کہ گورنمنٹ اُسکی پروا کرے' کیوں نہ اُسکو ذلیل و خوار بنایا جاے' اور کیوں نہ اسکی امیدوں کو ذلت کے ساتھ ٹھکرا دیا جاے ؟

جرم منست ' پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

ہندوستان کے مسلمانوں کو اس ملک میں عزت و تمدن کے جو وسائل حاصل ہیں' وہ اور ملکوں کے مسلمانوں کو حاصل نہیں' یہانکی در و دیوار انکے لئے ایک صداے سرزنش ہے جسکو اگر سنیں تو کسی وقت بھی وہ چپ نہیں' انکے ساتھ کی رہنے والی قومیں اپنے جد و جہد اور اعمال میں ہر وقت انکے لئے نمونۂ عبرت و موعظت ہیں اور اپنی ہر حرکت میں انکے جمود کیلئے ایک تازیانہ رکھتی ہیں - لیکن قدرت نے جب دیکھا کہ غفلت شکنی کیلئے یہ چیزیں بھی کافی نہیں تو بالاخر (تقسیم بنگال) کی تنسیخ کے کوڑے کی ایک ایسی ضرب محکم لگائی' جسکی چوٹ زخم بنکر برسوں تک مندمل

مسلمانوں کو تو چاہئے کہ اس مرجع کو ڈھونڈھیں، اور اسکے الٰہی صفات کے حظ و حال کے دیکھنے میں ایسے محو ہوجائیں کہ دوسری جانب پھر نظر اٹھانے کی مہلت ہی نہ ملے۔ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما (۴ ۶۹) لا یؤمن احدکم حتی اکون احبّ الیہ من والدہ، و ولدہ، والناس اجمعین (الحدیث)

خوش دلکش ست قصۂ خوباں روزگار
تو یوسفی و قصۂ تو احسن القصص

تصویروں کی اشاعت کا وعدہ کرلینے کی وجہ سے علاوہ ان کثیر اخراجات کے (جنکا ناظرین کسی طرح اندازہ نہیں کرسکتے جب تک اس کام کا تجربہ نہ کرچکے ہوں) اور جو طرح طرح کی دقتیں (الہلال) کے ہر ہفتے دست و گریباں ہوتی رہتی ہیں، انکو ہم کہاں تک بیان کریں، پچھلا نمبر جبکہ چھاپہ خانہ سے چھپ رہا تھا، یکایک (انجن) کرے ہوئے معلوم ہوا کہ (ساحل طرابلس پر گولہ باری) کی تصویر جسکا نیم قالب چوب پر جڑا ہوا ہے تانبے کی سطح سے بلند ہوجانے کی وجہ سے کسی طرح نہیں آسکتی، اور اسکو تھوڑے وقت کے اندر درست بھی نہیں کیا جاسکتا، بالآخر مجبور ہوکر نکالدینی پڑی اور فہرست تصاویر کے خلاف (ابوابی مجاہدین) کی تصویر اسکی جگہ رکھدی گئی، پھر بھی کام اسلئے جاری رہا کہ ہر وقت کافی ذخیرہ طیار تصاویر کا موجود رہتا ہے ورنہ اس وقت کا تو کوئی علاج ہی نہ تھا۔

شیخ عبد اللہ صاحب ایڈیٹر خاتون نے ایک چھپا ہوا مضمون بغرض اشاعت بھیجا ہے، جسمیں (انجمن تبلیغ الاسلام) کی طرف سے اشاعت اسلام کیلئے قوم سے اپیل کی گئی ہے۔ ہم اسے درج کردیتے، لیکن مضمون اتنا بڑا ہے کہ کم از کم (الہلال) کے چار کالم اس سے رک جائیں گے، اور پھر ہمارے خیال میں اسکی اشاعت سے کوئی مفید نتیجہ حاصل بھی نہیں۔

اشاعت اسلام ہمارے عقیدے میں ایک ایسی تحریک ہے جسکا اگر کوئی صحیح اور موصل الی المقصود انتظام ہوسکے تو آجکل کی تمام تحریکیں اور بڑے سے بڑے کام اسکے آگے ہیچ ہیں اور مسلمانوں کو تمام کام چھوڑ کر صرف اسی کے پیچھے اپنا وقت اور روپیہ لگادینا چاہئے، مگر مشکل یہ ہے کہ یہ مسئلہ جن سخت مشکلات اور پیچ در پیچ دقتوں میں ملفوف ہے اسکی لوگوں کو خبر نہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ دس پندرہ روپیہ کی تنخواہ کے چند مولوی اور مولود خواں نوکر رکھکر ہم ہندوستان اور جاپان کو فتح کر لینگے، لیکن

این خیال ست و محال ست و جنوں

ہماری معلومات میں ایک اگر کسی شخص نے اس کام کو اسکی اصلی صورت میں دیکھا ہے تو وہ صرف (مولانا شبلی) ہیں۔ ہم میں اور ان میں برسوں سے اس موضوع پر گفتگو ہورہی ہے اور آجکل بھی جب کبھی انکی صحبت میسر آجاتی ہے تو گھنٹوں اسی مسئلہ کی مشکلات موضوع سخن رہتی ہیں، جن مشکلات کو اپنے سامنے پاتے ہیں لوگوں کو انکی خبر نہیں اور خبر ہو تو کیونکر؟ نہ تو کبھی انہوں نے مذہب کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اسکی اشاعت کو کوئی مفید کام سمجھیں اور نہ کبھی ان لوگوں کی حالت سے واقف ہوے ہیں، جنکو نوکر رکھکر ساری دنیا کو اپنے میں شامل کرنا چاہتے ہیں، اس دور الحاد و تفرنج میں تو ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ کسی پولیٹکل یا شمار و اعداد کے زمانہ سیاست کے خیال ہی سے سہی، مگر کم از کم نئے لوگوں کو اشاعت اسلام سے اب اتنی نفرت نہیں ہے کہ اسکے ذکر پر ناک بھوں چڑھائیں۔

شیخ عبد اللہ صاحب تو معذور ہیں، اس عالم کے وہ آدمی نہیں، تو بھی وہ جو کچھ کرچکے یا کرنا چاہتے ہیں اسکو غنیمت سمجھنا چاہئے، مگر ملک کا تو یہ حال ہے کہ جہاں قومی اشغال کی مختلف تجارتیں پہلے سے موجود تھیں وہاں بعض لوگوں کیلئے (اشاعت اسلام) بھی ایک نیا پیشہ پیدا ہوگیا اور عام لوگوں کی دلچسپی کے لحاظ سے بہ نسبت اور تجارتوں کے بہت زیادہ نفع بخش اور نقصان سے محفوظ، (دہلی) میں ایک مولوی صاحب نے عین موقعہ پر بازار کی حالت کو تاڑلیا اور جھٹ پٹ ایک انجمن (ہدایت الاسلام) قائم کرکے بعض بعض مولود خواں اور حال بازوں کو سفر دھندان (؟) تقسیم کردیں۔ اب ایک اچھی خاصی دکان انکے ہاتھ میں ہے، جہاں کہیں اس جنس کی مانگ سننے میں آتی ہے، فوراً ایجنٹوں کا طائفہ (گروہ) بھیجدیا جاتا ہے، اور پھر وعظ، مولود، نعت خوانی، حال و قال، جس بازار میں جس متاع کی گرم بازاری ہوتی ہے وہی پیش کردی جاتی ہے۔ (تجارت) کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے (وابتغوا من فضل اللہ) مگر قوم کی قوم اس سے نا آشنا تھی، الحمد للہ کہ علمائے کرام اسکی جانب متوجہ تو ہوئے، قوم کیلئے یہ ایک فال نیک اور مثال زریں ہے! (طالب آملی) کو آجکل کی حالت کیونکر معلوم ہوگئی تھی

خانۂ شرع خراب ست، کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خودند

(انجمن ہدایت الاسلام) اور (دہلی) کے ذکر پر ایک اور واقعہ ہمیں یاد آگیا (الشیء بالشیء یذکر) اور گو یہ (الہلال) کی اشاعت سے پیشتر کا واقعہ ہے مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ہم ماضی کی دلچسپیوں سے مزے نہ لیں؟

دہلی سرکاری فہرست خطابات میں (مولوی عبد الحق) صاحب حقانی کو بھی (شمس العلما) کا خطاب ملگیا

بارے ہوئی قبول تری الدعا کے بعد

ہم نے تو (دربار دہلی) کے موقعہ پر جس وقت مولویوں کے (اصحاب الفیل) کا سوانگ دیکھا تھا (الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل) اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جو چوٹیں (؟) سے نکال (؟) عمامے بڑے گر گر کر کھائے جارہے ہیں، انکے لئے ضرور کوئی مرہم بھی ملنے والا ہے، البتہ علمائے کرام کے ساتھ ہم کو بھی اسکا افسوس رہیگا کہ جب شوق نظارۂ جمال میں اپنے عمامے (؟) اور

نہیں ' بلکہ حق اور زور پر زندگی بسر کر رہے ہیں ' جنہوں نے ہمیشہ سخت سے سخت آزمائشوں میں بھی مبتلا ہوکر بتلا دیا ہے کہ ہم سائل اور دریوزہ گر نہیں ' بلکہ ایک حریف مقابل ہیں ' جو مانگتے ضرور ہیں ' مگر گڑگڑا کر اور عاجزی سے نہیں ' بلکہ زور اور طاقت دکھلا کر - دنیا میں صرف (طاقت) ہی زندہ رہسکتی ہے اور قوموں کی پولیٹکل جد و جہد اور حقوق طلبی کی زندگی میں تو طاقت کے سوا اور کوئی سوال ہے ہی نہیں ' اعتماد اپنے اوپر چاہئے نہ کہ دوسروں پر ' ایک کاہل اور سست آدمی جو باوجود طاقت کے کھڑا ہونا نہیں چاہتا ' کیوں نہ وہ راہگذروں کی ٹھوکروں سے پامال ہو ؟ ہم نے درختوں کو جولے میں جلتے ' اور سرسبز شاخوں سے سایہ کرتے ' دونوں حالتوں میں دیکھا ہے ' جو درخت خود اپنی جگہ پر کھڑا نہ ہوسکا ' آرے کے نیچے رکھکر پھر جولہے ہی میں ڈالا گیا ' مگر جو اپنی جڑوں کی مضبوطی کے بل پر اکڑا رہا ' اسکو سرسبزی و شادابی کی زندگی نصیب ہوئی ' یہ سنت الہی ہے اور دنیا کی ہر شے میں جاری و ساری ' و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ' لیکن یہ کیا بدبختی ہے کہ اپنے چند اغراض شخصیہ پر قوم کی قوم قربان کی گئی اور کی جارہی ہے ' حوادث و واقعات کی غیر منقطع سرزنش ' ہمسایوں کی اولی العزمیوں کے تازیانہاے غیرت ' ناکامی و نامرادی کے پیہم صدمات و لطمات ' اور غلامی و استعباد کا سخت سے سخت فشار بھی ان غلام طبیعت ' سگ دنیا ' اور خود پرستوں کو ہوش میں نہیں لاتا لہم قلوب ' لا یفقہون بہا ' و لہم اعین ' لا یبصرون بہا ' و لہم اذان ' لا یسمعون بہا ' اولائک کالانعام ' بل ہم اضل ' اولائک ہم الغافلون (۷ ۱۷۸) و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین (۲۸ ۸۴)

اب شاید لکھنؤ میں کوئی جلسہ کیا جائے گا ' ہمارے ایک دوست (جو یونیورسٹی کمیٹی کے ممبر بھی ہیں) کہنے لگے کہ گورنمنٹ کے اس حکم پر اب عام ایجی ٹیشن کرنا چاہئے ' اللہ ! اللہ ! اب مسلمانوں کے دشمنوں کو بھی ایجی ٹیشن کی تعلیم دی جاتی ہے !

این کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ؟

اور ہاں ' اب شاید (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) کی آیت قرآن کریم سے نکالدی گئی ' اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ چالیس برس کی مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " " بزرگ سر سید کی پولیٹکل شاہراہ " " قومی جد و جہد کی بے خطر راہ " اور " فوص لائلٹی " وغیرہ وغیرہ من الخرافات کے پُر از حکمت گونا گوں و مصالح بوقلموں اسباق کیوں بھلا دیے گئے ؟ یہ کیا بدعت سئیہ بل کفر و ضلالت صریح ہے جسکی طلب بتقاضاے مصلحت مرتکب ہو رہی ہے ؟ یہ تو ہمسایہ اقوام کے باغیانہ اعمال تھے جنسے " مسلمانوں کی قوم من حیث القوم - الحمد للہ - ہمیشہ مجتنب رہی اور اگر کبھی کسی شرذمۂ قلیل کو ہندؤنکی چالاکیوں نے گمراہ کیا بھی تو مسلمان لیڈروں نے انکی اصلاح کردی اور اگر فتنے کا پھوڑا سخت نظر آیا تو گورنمنٹ کے نشتر کے سپرد کردیا " (یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید)

* * *

سچ یہ ہے کہ (مسلم یونیورسٹی) کا معاملہ در اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تھا جسکو بہتوں نے تو سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جسطرح بنے اسکو روپیہ دیکر ضرور خرید ہی لینا چاہئے - واعظان یونیورسٹی نے بھی (جہاں تک ہمکو واقعات یاد ہیں) کبھی اس ناواقفیت کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی ' بلکہ جس کسی کو جس امید اور توقع سے خوش ہوتا دیکھا ' وہی منفعت و فضیلت یونیورسٹی کے دفتر مناقب میں بڑھادی ' ہم ان لوگوں سے واقف ہیں جنکو یہ سناکر روپیہ لیا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے بنجانے کے بعد (بخاری و مسلم) پڑھا کر ڈپٹی کلکٹر بنادیا جاے گا ' بہتوں نے تو یہ سمجھکر اپنی غربت و افلاس جیب خالی کردی کہ اب ہمارے شہر کا فلاں اسکول یا مکتب بھی کالج بنا دیا جاے گا !

نئے واعظوں نے غلط فہمیوں کے اس مرکب کو چابکیں مار مارکر اور تیز کیا ' اور جس کو پایا غلط امیدوں اور آرزؤں کے سمندر میں ایک غوطہ دیدیا - یونیورسٹی کیا تھی ' ہمارے بادہ پرست شعرا کا (میخانہ) تھا کہ

زہر مرض کہ بنالد کسے شراب دہند !

نہ مانا کہ (مسلم یونیورسٹی) فی نفسہ ایک عمدہ شے ہے ' لیکن کسی چیز کا عمدہ ہونا اسکے لئے کافی نہیں کہ دنیا بھر کی خوبیاں اسکے سر منڈھدی جائیں - اب جبکہ نشۂ شام کی گر صبح خمار نہیں ' مگر نصف شب ضرور شروع ہوگئی ہے ' ہم بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں کہ اس صحبت کے اکثر بادہ آشام انگڑائیاں لے رہے ہیں اب بہتوں کو یاد آتا ہے کہ یونیورسٹی کو آزاد ہونا چاہئے ' بعض کہتے ہیں کہ تعلیم کی مختلف شاخوں اور صیغوں کا کوئی تشفی بخش انتظام نہیں ' اور یہ تو (باستثناے حاجی اسماعیل خان سلمہ اللہ تعالے) سب کہتے ہیں کہ کالجوں کو اس سے ضرور ملحق ہونا چاہئے ' لیکن ہمارے نزدیک تو اب یہ تمام بحثیں لاحاصل ہیں ' اصلی شے تو روپیہ ہے اور وہ تو دینے والوں نے دیدیا ' اور لینے والے بھی لے چکے ' اب قافلہ کی سراغ و جستجو لا حاصل ہے -

نکل گیا ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے

" بزرگان قوم " ہم پر پیٹ بھر کر برہم ہولیں ' مگر ہمارا تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ یہ شعر پڑھ ہی دیں

مرا خاشد ' حرم را بدر خاشد

زن دہقان برآید یا نیاید

* * *

خیر ' ان باتوں میں تو کچھ ظرافت ' کچھ طیش ' اور زیادہ تر طبیعت کا بے اختیارانہ غصہ ملا ہوا تھا ' اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ صورت حال کیا ہے ؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر واقعی مسلمان ایک آزاد اور صحیح معنی میں اسلامی یونیورسٹی بناسکیں تو یہ انکے تمام امراض کا نسخۂ وحید ہے ' لیکن بحالت موجودہ ہو نہیں سکتا ' اور جن لوگوں نے روپیہ لیکے وقت قوم کو اسکی امیدیں دلائیں ' انہوں نے بظاہر دلائل دانستہ

ہوتی، اور اسکی ٹیک سے ہر وقت عبرت کا سبق یاد آتا رہتا - ہمارے عہد سے میں (برٹش گورنمنٹ) نے آغاز حکومت سے لیکر آجتک اگر فی الحقیقت مسلمانوں پر کوئی عظیم الشان احسان کیا ہے، تو وہ یہی ہے کہ (تقسیم بنگال) کو منسوخ کردیا اور اسطرح خود بتلادیا کہ ہم تک پہنچنے کیلئے صراط المستقیم کیا ہے ؟ مگر مسلمانوں کو اپنی بدبختی پر رونا چاہئے کہ یہ ضرب آخری بھی بالکل بے نتیجہ رہی، انکا نشۂ ضلالت اس درس گھونٹ کو بھی بالاخر ہضم کرگیا - چاہئے تو یہ تھا کہ یہ چوٹ ایک ایسا گہرا زخم بنکر رہجاتی جو کبھی مندمل نہوتا اور ہمیشہ اسکی ٹیس سے بیداری تازہ رہتی، لیکن ہم کو ایک اس سے زیادہ کچھ نظر نہیں آتا کہ مکتب کے شریر اور سخت حال لڑکوں کی طرح بید کی ضرب کھاکر ایک دو مرتبہ بلبلا کر چلا تو ضرور لی ہے، لیکن زخم ایک طرف، بدن کا کوئی نشان بھی نہیں جسکے لئے کم ازکم ہلدی اور چونے کے لیپ کی تو ضرورت ہوتی - اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ، ثم لا یتوبون ولا ہم یذکرون (۹ : ۱۲۸)

* * *

لیکن مسلمانوں سے ہمارا کیا مقصود ہے ؟ مسلمان، مسلمان اور علی الخصوص ہندوستان کے مسلمان تو ایک ایسی قوم ہے کہ شاید ہی دنیا میں انسانوں کا کوئی گلہ ایسا جوش عقیدہ، سریع الانقیاد، تقلید دوست اور آمادۂ ہرگونہ اصلاح و ارشاد ہو، لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہم میں جو گروہ آج رہنمائی کی موٹر پر سوار ہے اور جس نے لیڈری کا تخت خود ہی بچھایا ہے اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی رسم تاجپوشی ادا کی ہے، اُسنے اپنی دنیوی عزت و شوکت اور جاہ و نمائش کا جوا کھیلنے کیلئے اپنی ملت مظلوم کو ایک بازیچہ بنا لیا ہے، اور آسمان سے جو اُٹھتا ہے اسی گیند کو ایک ٹھوکر لگاکر اپنی طاقت کی نمایش کرنا چاہتا ہے - مسلمان بیچارے تو ہر وقت پرستش کرنے کیلئے موجود ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ انکو کوئی رحم دل اور غمگسار معبود ہی نہیں ملتا - مسلمانوں نے اپنے لیڈروں کی گاڑیاں کھینچی ہیں، انکی خدمت پر ہزاروں اور لاکھوں روپئے نثار کردیے ہیں، انکے ہر حکم کو فرمان الہی سمجھکر اپنا نصب العین بنایا ہے اور یہ سب کچھ اُن جاہ پرست، جاہل مطلق، اور عمدۃ الحکام لیڈروں کے ساتھ کیا ہے جنہوں نے ایک لمحہ کیلئے بھی انکو فائدہ پہنچانے کا خیال نہیں کیا اور ہمیشہ انکی حماقت اور بے وقوفی سے متمتع ہوتے رہے -

درھمی می شدیم گر اس قدر زار می دستیم

قوموں اور جماعتوں کی رہنمائی فی الحقیقت ایک پیغمبرانہ عمل ہے، اور (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) گو لفظاً حدیث موضوع ہو مگر معناً بالکل صحیح ہے - وہ نفوس قدسیہ اسکے اہل ہیں جنکو خواص نبوت میں سے حصہ ملا ہو، اور توفیق الہی کی روح القدس کا ہاتھ جنکے دلوں کو ہر وقت مس کرتا رہتا ہو، یہ منجملہ اُن مخصوص نعائم الہیہ کے تھا جس سے خدا تعالی نے امت مرحومہ کو برگزیدگی عطا فرمائی تھی اور اسکے ہر فرد کو اسکی صلاحیت بخشی تھی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (۲ : ۱۳۷) لیکن فخلف من بعدہم خلف، اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشہوات (۱۹ : ۶۰) اب رہنمائی کی باگ چاندی اور سونے کے ہاتھ میں ہے، دولت اور ادّعا، یہی دو چیزیں ہیں جنکے جمع ہوجانے کے بعد ہر شخص قوم کا لیڈر ہے خواہ جہل مرکب سے اسکے تمام اجزاے جسم بنے ہوں اور خواہ جس مذہب کے بزرگوں کی رہنمائی کا مدعی ہو، خود اُس مذہب سے اسے کوئی واسطہ نہو - قوم، اور بدبخت و زبوں طالع قوم بھی شخصی حکومت کی عادی ہوکر اسقدر دولت پرست ہوگئی ہے کہ سورج سے آنکھیں لڑائیگی، مگر سونے کی چمک کے آگے اُسکی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں، یہ ایک گہرا اور ہڈّی کے اندر کا مرض ہے، اور آج مسلمانوں کے تمام امراض کیلئے پہلے انکے لیڈروں کی نبض دیکھنی چاہئے - ہمکو تو بسا اوقات یہ درد انگیز منظر نظر آتا ہے کہ آج مسلمانوں میں دو ہی طرح کے راہنما اور مرشدین ہیں، قدیم گروہ کیلئے علماء، اور نئے گروہ کیلئے نئے لیڈر، دونوں مذہب سے بے خبر اور ملت کیلئے عضو مسموم، پہلا قریب رہکر بتاتا ہے اور دوسرا پانی تک پہنچتا ہی نہیں

اے کشتی نہیں ملتی آے ساحل نہیں ملتا

پہلا مذہبی توہمات و تعصب و جمود میں مبتلا، دوسرا الحاد، فرنگی مآبی اور جاہ پرستی میں گرفتار، دونوں کا یہ حال ہے کہ : وجعلنا ہم ائمۃ یدعون الی النار (۲۸ : ۴۱) و اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ (۲ : ۲۱۵) -

* * *

خیر، یہ تو ایک داستان مستقل ہے جسکو کسی دوسرے وقت کیلئے اُٹھا رکھنا چاہئے، لیکن (مسلم یونیورسٹی) کی شورا شوری کی بے نمکی ہمارے لئے ایک موثر سبق عبرت ہے -

ہمکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے جدید فیصلہ کی اعلان سے بہت پہلے کام کرنے والوں کو اسکا علم دیا اور سر اطاعت خم کرنے والوں کی گردنیں (جو نصف صدی سے صرف جھکنا ہی جانتی ہیں) جھک بھی گئی تھیں، مگر اب گورنمنٹ کی شکایت کی جاتی ہے کہ یہ بے انصافی ہے، ہے تو ضرور بے انصافی، لیکن شاید ہندوؤں کے ساتھ ہو جنکی یونیورسٹی کو بھی مسلمانوں نے اپنی یونیورسٹی کے قواعد و شرائط کی اولین نظیر قائم کرکے خراب کردیا ہے، مگر مسلمانوں کیلئے تو عین انصاف ہے اور ہم تو (غالب) کی زبان میں بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ الحمد للہ ایک اور تازیانہ لگا -

ہم پھر پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیڈروں کو اب گورنمنٹ کی شکایت کرنے کا کیا حق حاصل ہے ؟ کیوں وہ مسلمانوں کی امیدوں کا لحاظ کرے ؟ کیوں اسکے دروازے کے ایک دریوزہ گر کو، جس نے ہمیشہ چند چچوڑی ہوئی ہڈیوں اور روٹی کے باسی ٹکڑوں کو آنکھوں سے لگاکر کچکول میں ڈال لیا ہو اور اتنی ہی معاشی پر خوش ہوکر اپنے معطی کو (حاتم وقت) اور (معن زمان) بتلایا ہو، آج اتنی معاشی کو بھی مصلحت کے خلاف دیکھکر جھڑک نہ دے ؟ شکایت کا تو اُنہیں حق ہے، جو ابتدا سے لطف و رعایت

زمانہ (خیر القرون) تین قرنوں تک بھی نہیں پہنچا اور (خیر القرون قرنی، ثم الذین یلونہم) ہی پر ختم ہوگیا، اسی طرح (علی گڈھ) کا یہ حال ہے کہ۔

جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

سب سے پہلی بدعت اسلام کے (حدیث ابو اسامہ) کے اولین اختلاف کی طرح یہ (شملہ ڈیپوٹیشن) تھا، جسنے تمام نصوص قطعیہ کو پس پشت ڈالکر مسلمانوں کو پولیٹکل اعمال میں شرکت کی اجازت دیدی (گو رسماً و اسماً اور

آں ہم بسعی غمزۂ مردم شکار دوست)

اور اسکے بعد (فتنۂ شہادت عثمان) کے مقابلے میں (مسلم لیگ) کا قیام قرار دے لیجئے کہ (تعلیم) کے مقدم مسئلے کو چھوڑ کر ایک نئی (کانگریس) کے شجر ممنوعہ کی طرف ہاتھ بڑھایا، پھر تو فتنہ و فساد کا ایسا سلسلہ شروع ہوا گویا بنی امیہ کے دور کی بدعات شروع ہوگئیں، سب سے بڑا کفر تو یہ ہوا کہ (طرابلس) کے متعلق (لیگ) کی طرف سے بھی ایک بار روپیہ بھیجدی گئی، اور اسکے بعد اٹالین اشیا کے بائیکاٹ کا فتوا بھی دیدیا گیا، حالانکہ سنہ ۱۸۹۷ میں (فتح یونان) کے موقعہ پر بمبئی کے مسلمانوں کی تحریک پر (سر سید مرحوم) اس قدر برہم ہوئے تھے کہ صدر اول میں (مسئلہ تقدیر) کی کد و کاوش پر بھی ایسی برہمی ظاہر نہیں ہوئی ہوگی، بالآخر انکو سمجھانا پڑا تھا کہ "اس طرح کی باتیں حقیقت الحرکتی میں داخل ہیں اور بغیر گورنمنٹ کی مرضی لئے ہوئے ایسا کرنا فرض اطاعت شعاری کے خلاف"

ایسے سخت دور فساد میں ہمکو تو مسلمانوں کے تہمت پولیٹکل مذہب کے سچے، اور بعض کتاب و سنت پر چلنے والے عامل، بھی دو بزرگ نظر آتے ہیں اور اسے احوال مذہب کی گمراہی پر متعجب ہیں کہ کل کہاں تھے اور آج کہاں گر گئے؟ لطف کی بات یہ ہے کہ اب خود انکے ہم مشرب انکا تمسخر اڑاتے ہیں اور وہ خون کے گھونٹ پی کر چپ ہو رہتے ہیں -

انقلابات ہیں زمانے کے

مولانا نذیر احمد مرحوم اور ٹرسٹیان علی گڈھ کالج

مولوی بشیر الدین صاحب نے سر زمین کالج کے تمام طبائع و خصائل کو بھولکر اسکی کوشش کی کہ انکے والد (مولانا نذیر احمد) کی یادگار کالج میں قائم کی جائے، یہ مانا کہ مرحوم اُن لوگوں میں تھے جنکا علم و فضل اب پھر ہندوستان میں اپنی صورت نہیں دکھلائیگا، اور یہ بھی سچ سہی کہ انکا احسان کالج کی در و دیوار ہی پر نہیں، بلکہ اسکی بنیاد تک میں موجود ہے، مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے، کالج کے ہاتھ میں تو ہر شے کے تولنے کیلئے روپئے کا ترازو ہے، انکی یادگار قائم کرنے کا مسئلہ اگر جلب زر کا ذریعہ ہوتا تو مولوی بشیر الدین ابھی تجہیز و تکفین سے فارغ بھی نہ ہوئے ہوتے کہ اخباروں میں ایک نئے یادگاری بورڈنگ ہاؤس کا اعلان ہوجاتا - اس دروازے کو ہاتھ سے نہیں، بلکہ کسی بوجھل جیب سے کھٹکھٹائیے تو جواب ملیگا -

قسطنطنیۂ میں ہجوم مشکلات

اور تصادم احزاب

(۳)

اسکے بعد ہی دربار دہلی کے موقع پر (شہنشاہ انگلستان) پورٹ سعید سے گذرے اور یہ قرار پایا کہ تبریک و تہنیت کیلئے ایک ترکی وفد بھیجا جائے چونکہ (کامل پاشا) کی انگریزی محبوب القلوبی مسلم تھی اسلئے ولیعہد عثمانی کے ساتھ اسی کو بھیجنا طے پایا اور خریطۂ سلطانی لیکر مصر روانہ ہوگیا، پورٹ سعید میں لارڈ کچنر اور خدیو کے ساتھ ترکی وفد جہاز (مدینہ) میں پیش ہوا تو گو کامل پاشا رئیس وفد کی حیثیت سے نہیں گیا تھا مگر ہر موقع پر مخصوص طور پر اسکی پذیرائی کی گئی یہاں تک کہ خود پادشاہ تو کھڑے رہے اور (بادشاہ بیگم) کے ساتھ کامل پاشا کو کرسی دیگئی اور اسکی تصویر اخباروں میں شائع ہوئی -

اسی سفر میں کامل پاشا نے اتحاد و ترقی کے خلاف اپنی مشہور چٹھی (المؤید) میں شائع کی جو انگلستان میں ایسی مقبول ہوئی تھی کہ تمام سربرآوردہ اخبارات نے اسکے ترجمے تعریفی حواشی کے ساتھ شائع کئے -

بہر حال کم از کم یہ نئی پارٹی پارلیمنٹ کو درہم کردینے پر کامیاب ہوگئی اور مختلف کارروائیوں کے ذریعہ یورپ پر ظاہر کیا گیا کہ اتحاد و ترقی سے اب تمام ملک اکتا گیا ہے -

لیکن اتحاد و ترقی کی جڑیں ایسی کھوکھلی نہ تھیں جو اس تیشے سے کٹ جاتیں، جوں ہی دوسرا انتخاب شروع ہوا تمام عالم نے دیکھ لیا کہ پھر اتحاد و ترقی نے عثمانی پارلیمنٹ کی اکثریت لے لی ہوئی ہے -

یہ اتحاد و ترقی کی سب سے بڑی فتح تھی، اگرچہ اسی زمانے میں عربی اور ترکی زبان کا سوال نہایت اشتعال انگیز صورت میں اٹھایا گیا تھا اور تقریباً تمام اتحاد و ترقی کے ترک ممبروں کی طرف سے اہل عرب افسردہ خاطر تھے، مگر انتخاب کے موقعہ پر تمام شام و دمشق میں بھی بغیر کسی کوشش کے اتحاد و ترقی کے ممبر ہی منتخب کیے گئے اور دمشق میں تو (حزب الائتلاف) کا ایک کاغذی جنازہ بھی نکالا گیا اور اس سوانگ میں وہاں کے تمام بڑے بڑے اشخاص شریک ہوئے -

اس شکست کے بعد انگلستان پھر کچھ دنوں کیلئے قسطنطنیہ میں خانہ نشین ہوگیا -

اتحاد و ترقی کی دوسری فتح

جبکہ قسطنطنیہ کے اندر یہ نزاع احزاب جاری تھا، عین اسی وقت اٹلی کے جنگی جہازوں نے ساحل طرابلس پر گولہ باری شروع کردی اور تمام ساحل پر اپنی ناقابل مقابلہ بحری قوت کا پہرہ بٹھاکر عثمانی فوج کا راستہ بند کردیا -

پڑھانا چاہا؟ اور بصورتِ حسن ظن بے اختیارانہ جوش کی غلطی کی، (علی گڈہ کالج) با ایں ہمہ حالات معلومہ، پھر بھی جیسا کچھ تھا اُمید نہیں کہ یونیورسٹی اتنی بھی آزاد ہوسکے، گورنمنٹ کیلئے علاوہ اسکے مصالح معلومہ کے ایک بڑی مشکل ہندو یونیورسٹی کو بھی جواب دینا ہے، آپ تو یوں بھی بال و پر بریدہ ہیں، قفس میں ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں، لیکن جو عقاب پیشتر ہی سے اپنے پروں کو تول رہا ہے اسکے لئے قفس کی تیلیاں کیوں نہ آہنی بنائی جائیں ؟

لکھنؤ میں اب جلسہ کرنا بھی ۔ ہمیں صاف گوئی کیلئے معاف رکھا جائے - قوم کو محض یہ دکھانا ہے کہ ہماری طرف سے سعی و کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی، ورنہ سوائے (نواب وقار الملک) اور ایک دو نوجوان لیڈروں کے در اصل اس بارے میں سب کے سب " یقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم " میں داخل ہیں اور اس سے بھی زیادہ تباہ کن شرائط پر منظور کرلینے کیلئے طیار ہیں، پس مسلمانوں کو صرف اس جنگ زرگری ہی میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر اپنے روپئے کا کچھ بھی درد اپنے اندر رکھتے ہیں اور آیندہ کے لئے اپنی قسمت کو چند سفید پوش لیڈروں کے سپرد کرکے پھر سر پیٹنا نہیں چاہتے، تو انکو چاہئے کہ اپنے حق اسلامی کو کام میں لائیں اور سب سے پہلے کام کرنے والے لیڈروں سے انکے مواعید اور دعوئوں کا مطالبہ کریں -

مسلمانوں کی ساری مصیبت انکی غفلت اور غلط اعتماد کی لائی ہوئی ہے، وہ روپیہ دینے کے لئے، گاڑیاں کھینچنے کے لئے، پھولوں کا ہار پہنانے کے لئے تو طیار رہتے ہیں، لیکن پھر کبھی مڑکر دیکھتے تک نہیں کہ آنسے جو چونا گارا لیا گیا ہے، وہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جارہا ہے یا میخانے کی دیواروں میں، یہی وجہ ہے کہ تمام لیڈر شتر بے مہار ہوگئے ہیں اور پوری طرح مطمئن ہیں کہ ہم جسطرح چاہینگے قوم کو کھلونا بنائیں گے - کوئی پرسش اور مطالبہ ہمارے کاموں میں حارج نہیں- مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خود اب خواہ کچھ ہی ہوں، لیکن ان اسلاف کی یادگار ہیں جنمیں سے ایک راہ چلتی بڑھیا عورت نے (فاروق اعظم) کو دھمکادیا تھا، اور اسپر کیا موقوف ہے، اسلام کی حریت وجہ بائی کا تو یہ حال تھا کہ صحابۂ کرام خود مہبط وحی وجود ما ینطق عن الھوی کے آگے بھی اپنے مطالبات بغیر کسی جھجک کے پیش کردیتے تھے، اسلام نے ہر مسلمان کو لیڈر بننے کی آزادی دیدی ہے، اور امر بالمعروف ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے -

مسلمانوں میں اگر انکے قومی خصائل کا اثر کچھ بھی باقی ہے تو انکو سب سے پہلے روپیہ لینے والوں سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے کیوں غلط امیدیں اور توقعات پیدا کئے اور پھر اگر انکو ایک آزاد اور کامل یونیورسٹی نہ ملے تو اپنے مطالبات سے لیڈروں کو تھکا دینا چاہئے اور جیسی یونیورسٹی وہ لینا چاہتے ہیں اسکو بقول (نواب وقار الملک) کے دور ہی سے سلام کرنا چاہئے - یہاں یہ سوال نہیں ہے کہ نہونے سے کسی کام کا ہونا بہر حال بہتر ہے، بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ ایک کروڑ روپیہ میں جو متاع خریدی جارہی ہے وہ اس قیمت کی ہے بھی یا نہیں ؟

* * *

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو مخصوص ممبران کمیٹی روپیہ دینے والوں کی نیابت کا دعوا کرکے (شملہ) جاتے رہے، اُنہوں نے ادا فرض ادا بھی کیا یا نہیں ؟

واقعات کو ایک (سر کواس ڈائل) کے سراغرساں (شرلاک ہوم) کے ابتدائی اسرار و خفایا کی طرح بالکل پوشیدہ رکھا گیا ہے، لیکن جہاں تک ہم نے حالات سنے ہیں آنسے معلوم ہوتا ہے کہ (نواب وقار الملک) اور ایک آور ممبر کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے ہمیشہ گورنمنٹ کی ہر آواز پر سمعنا و اطعنا کہکر سر جھکادیا ہے اور کبھی عام مسلمانوں کی رایوں کی بنا پر کسی طرح کی مخالفت نیابت وعزم کے ساتھہ نہیں کی ہے (لا يسبقونه بالقول وهم بامره يعملون ٢١ ٢٧) خدا نے فرشتوں کی اطاعت و انقیاد کی تعریف میں کہا تھا، مگر دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو اپنے معبودان دنیوی کی اطاعت و فرماں برداری میں ملائکہ کے اوصاف و خصائل اپنے اندر رکھتے ہیں -

جن ممبروں کی نسبت ہم نے خاص طور پر سنا ہے، اُن میں اول درجے پر تو لاہور کے (میاں محمد شفیع) خان بہادر ہیں لیکن اب اُنہیں ان معاملات میں شکوہ و شکایت کے حد سے گذرا ہوا اور گویا مرفوع القلم سمجھتے ہیں، اسلئے انکے ذکر کی تو ضرورت نہیں، البتہ (راجہ صاحب محمود آباد) کی نسبت بھی ہم نے نہایت معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ آج جن معاملات پر شکوہ و شکایت کرنے کیلئے طیار ہیں، آنپر کبھی بھی انہوں نے (شملہ) میں زور نہیں دیا، اور بالعموم بالسمع و الطاعہ میں وہ (میاں صاحب) کے ہم زبان رہے ہیں، (راجہ صاحب) کا درجہ یونیورسٹی کے معاملے میں (آغا خان) کے بعد سب سے اونچا ہے، اور کمیٹی کی کرسی صدارت کو بھی انہوں نے عزت بخشی ہے، پس سب سے پہلے تو قوم کو (راجہ صاحب) سے پوچھنا چاہئے کہ شکوہ و شکایت کا ہنگامہ تو ہوتا رہیگا، خود اپنی نسبت تو اطمینان دلادیں کہ تیس لاکھہ روپیہ دینے والوں کی نیابت کہاں تک انہوں نے دیانت اور صداقت کے ساتھہ انجام دی ہے ؟

(حاجی اسماعیل خان صاحب) بالفاظ الجدیدہ اب پہلی کی نسبت زیادہ قومی خدمات کیلئے مستعد رہتے ہیں، حال میں انہوں نے یونیورسٹی کی نسبت گورنمنٹ کے اعلان پر ایک چٹھی شائع کرائی ہے اور لکھتے ہیں کہ میں سب سے پہلے (اور شاید آخر بھی) گورنمنٹ کے اس پر حکمت و مصالح فرمان کا خیر مقدم بجالاتا ہوں -

ہمارے خیال میں تو اس وقت مسلمانوں کی چہل سالہ " مسلمہ قومی پالیسی " کے مذہب پر ایک جو چند نفوس عالیہ بالکل ثابت قدم اور غیر متزلزل ہیں وہ صرف (حاجی صاحب) اور راولپنڈی کے (سراج الدین) ہیں، آور تو پوری ملت کی ملت طرح طرح کے بدعات اور اختراعات میں مبتلا ہوکر اہل ہوا و بدعت میں شامل ہوگئی ہے - یہ افسوس کی بات ہے کہ اس مذہب کا

نتھی جسکی بنا پر سیاسی اشتغال کو قانونی جرم قرار دیا جا سکتا اور فوج پر اسکی وجہ سے کوئی قانونی دباؤ قائم رہتا - (محمود شوکت) نے بیسیوں طریقے سے بار بار سمجھایا، متعدد اعلانات شائع کئے، چند لوگوں کو سزائیں بھی دیں، لیکن ہر سپاہی جانتا تھا کہ یہ وزیر جنگ کی ایک ذاتی سیاست ہے ورنہ قانوناً کوئی سختی اور تشدد ہمارے ساتھ نہیں کیا جا سکتا - بالآخر مجبور ہوکر گذشتہ جون میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک نئے قانون کو پارلیمنٹ سے منظور کرانا چاہا اور قدیم قانون عسکری کی ترمیم کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھ سعید پاشا وزیر اعظم کے پاس بھیجا تا کہ پارلیمنٹ میں پیش کردیا جائے:—

"فوجی افسروں کا سیاسی مسائل میں اشتغال، انکے اصلی فرائض کی ادائگی کیلئے مانع ہوتی ہے اور انکے اندر ایک ایسی سرکشی پیدا کردیتا ہے جسکے بعد فوجی نظام و اطاعت شعاری باقی نہیں رہتی اور یہی دو چیزیں سپاہیانہ فرائض کی اساس ہیں - اگر یہی حالت رہی تو یقیناً نتائج و خیمہ سے عثمانی فوج کا مستقبل دوچار ہوگا، معاملہ کی نسبت میں نے نہایت تاسف کے ساتھ تحقیق کیا ہے کہ ہمارے فوجی افسر بعض سیاسی پارٹیوں

محمود شوکت پاشا میدان قواعد میں فوج کے (سیاسی اشتغال) کے مسئلے پر اسپیچ دے رہے ہیں

میں شریک، اور سیاسی معاملات و افکار سے دلچسپی لیتے ہیں - میں عرصے سے اس بارے میں متواتر نصیحت کر رہا ہوں، میں نے بار بار اسکے متعلق اعلانات شائع کئے اور عبرت و تنبیہ کیلئے سزائیں بھی دیں، لیکن چونکہ فوجی تعزیرات کے قانون میں اسکے لئے کوئی دفعہ نہیں ہے، اسلئے میرے تمام احکام ضعیف الاثر اور بے نتیجہ ثابت ہوے اور سپاہیوں کی جسارت بڑھتی گئی، ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ کوئی قانونی طاقت میرے ساتھ نہ تھی -

بیشک، جدید (قانون تعزیرات عسکری) کی ترتیب میں پارلیمنٹ مشغول ہے، مگر دیکھتا ہوں تو اسکی باقاعدہ بحث و تدقیق اور تدریجی خواندگی، اور پھر پاس ہونے کیلئے بحالت موجودہ کئی سال درکار ہیں، لیکن حالت کی نزاکت اتنے عرصے کے انتظار کی متحمل نہیں ہوسکتی، پس میں مجبور ہوا ہوں کہ قدیم قانون تعزیرات عسکری پر دو نئی دفعات کی ترمیم کا مسودہ پیش کروں، ان دفعات کو اس خط کے ساتھ آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ مجلس

مبعوثان اور مجلس اعیان کے سامنے بحث و مذاکرہ کیلئے اسے پیش کردیا جائے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اسکی منظوری کا فیصلہ کرکے سلطان المعظم کی خدمت میں آخری تصدیق کیلئے بھی بھیجدیا جائے، تاکہ بغیر وقت ضائع کئے اس اہم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوسکیں"

وہ دو دفعات یہ تھیں -

(۱) عثمانی فوج کا جو افسر یا سپاہی سیاسی اجتماعات کسی سیاسی مظاہرے میں شریک ہوگا اسکو دو ماہ سے چار ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی، اور اسکو اس کی پلٹن سے کسی دوسری پلٹن میں منتقل کردیا جائے گا - نیز اس تبدیلی کیلئے خرچ سفر بھی نہیں ملے گا -

اگر یہ جرم پھر دوبارہ سرزد ہوا تو اسکا نام فوراً فوجی ملازمت سے کاٹ دیا جائے گا اور دو سے چھہ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائیگی - اور اگر کوئی چھوٹے درجے کا افسر یا عام سپاہی ہوا تو اسکو پورے چھہ ماہ کے قید کی مع تخفیف مدد کے سزا دی جائے گی -

(۲) اگر کوئی فوجی افسر کسی پولٹکل جماعت میں شریک ثابت ہوا تو اسکو فوجی ملازمت سے خارج کرکے دو سے چھہ ماہ تک کے قید کی سزا دی جائے گی -

پارلیمنٹ میں جب سعید پاشا نے اس خط کو پیش کیا تو پورے دو دن تک مناقشہ جاری رہا، لیکن بالآخر اکثریت کے غلبے سے ترمیم پاس ہوگئی اور مطابق قانون اساسی کے سلطان المعظم کے پاس آخری دستخط کیلئے بھیجدی گئی -

اسی اثنا میں (محمود شوکت پاشا) نے ایک بہت بڑی فوجی قواعد کا حکم دیکر اس مسئلہ پر ایک آخری ناصحانہ لیکچر دیا اور تمام فوجی افسروں کو سمجھایا، کہ ملک کی حالت نازک ہورہی ہے، محض تائید الہی ہے جس نے طرابلس کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا، ایسی حالت میں قبل اسکے کہ فوجی سزا کی ترمیم کا عملدرآمد شروع ہو، خود فوجی افسروں کو سیاسی اشتغال سے دست بردار ہوجانا چاہئے -

اس اسپیچ کا عام طور پر بہت اچھا اثر ہوا، اتحاد و ترقی کے حلقوں میں تعریف کی گئی مگر (طنین) نے لکھا کہ کوئی فوجی افسر اسکے برخلاف نہیں ہے بشرطیکہ حزب الائتلاف ایسی خفیہ تدابیر اور لیاقت کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے باز آجائے -

یہ کہنا ضرور نہیں کہ اُس وقت ترکی کے جو خواہ کس مایوسی کے ساتھہ افریقہ کے عہد اسلامی کے اس آخری نقش قدم کو دیکھہ رہے تھے کہ اسی اثنـــا میں (انورنک) اور چند دیگر نوجوان ترکوں کے طرابلس جانے کی خبریں مشہور ہوئیں دشمنوں اور دوستوں دونوں نے ھنسکر حقارت کی کہ چند نوجوان ترک جو عربی زبان میں چار لفظ بول بھی نہیں سکتے طرابلس جاکر کیا کرینگے' مگر چند ھفتوں کے اندر ھی قدرت الہی کی نیرنگیوں نے دنیا کو متحیر کردیا اور تمام حالات جنگ یکایک متغیر ہو گئے -

یہ جو کچھہ ہوا فی الحقیقت اتحاد و ترقی کے نوجوان ممبروں ھی کی سعی سے ہوا' جسقدر عثمانی مجاھد اس وقت طرابلس اور برقہ کے مختلف حصوں میں جانبس کرور مسلمانوں کی عزت سنبھالے ہوے ہیں' وہ سب کے سب تقریباً اتحادی ھیں -

ملک کیلئے یہہ عدیم النظیر جاں فروشی بے اثر نہ تھی - یہ واقعہ بھی حزب الائتلاف کی ناکامی کی ایک بہت بڑی علت ثابت ہوا اور انجمن کی تمام شکایتوں کو لوگ بھول گئے -

عارضی سکون اور خاموشی

اسکے بعد سیاسی جماعتوں کے جنگ و جدال میں ایک عارضی سکون و سکوت پیدا ہوگیا' گویا یہ ایک مہلت جنگ تھی -

یعنے آگے بڑھنے کے دم لیکر

جنگ طرابلس نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا' اور یہہ قاعدہ ہے کہ جب ڈاکوؤں کا گروہ پہنچ جاے تو گھر کے اندر کی سخت سے سخت لڑائیاں بھی موقوف ہوجاتی ھیں - فی الحقیقت جنگ طرابلس کے صدھا نتائج مفیدہ میں سے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ عین پارٹیوں کے نزاع مخدوش ترین موقعہ پر جبکہ نہیں معلوم حالات کس درجہ ملک کی سلامتی کو خطرے میں ڈالدیتے' اس جنگ نے ظاہر ہوکر ایک عام اندرونی صلح قائم کردی اور ملک ایک سب سے بڑے مہلک خطرے سے محفوظ ہوگیا -

جنگ بعد از صلح

لیکن گذشتہ دو ھفتوں کے اندر یکایک انقلابی خبروں سے دنیا دو چار ہوئی' پہلے (محمود شوکت پاشا) مستعفی ہوے' اور پھر وزارت کی تبدیلی سے اتحاد و ترقی اپنے تئیں ایک سخت شکست کی حالت میں پانے لگی' شاید اسکے اصلی اسباب کے متعلق عرصے تک انتظار کرنا پڑتا لیکن (کامل پاشا) کا بستر پیری سے اٹھکر پھر باب عالی میں آنا' اُسکے وزیر اعظم ہونے کی افواہ' اور پھر فوجی مجلس کا سلطان سے اُسکی وزارت کا مطالبہ' ان حالات نے خود بخود اندرونی اسباب و علل کو بے نقاب کردیا اور اب اس انقلاب پر بحث کرنے والا مشکلات سے آزاد ہے -

در حقیقت اب اس انقلاب کے جغرافیہ میں قسطنطنیہ کے ساتھہ افریقہ کو بھی ملا دینا چاہئے اور جنگ طرابلس کے آخری بین الدول حالات کو سامنے رکھکر اسکا مطالعہ کرنا چاہئے -

اٹلی نے مسئلہ صلح کے متعلق جو ریشہ دوانیاں مضطربانہ شروع کردی ہیں اُن میں یقیناً سب سے زیادہ انگلستان کا ہاتھہ ہے کیونکہ جنگ طرابلس سے (مسئلہ مصر) کو جو تعلق ہے وہ اٹلی کی مشکلات کی صورت میں انگلستان کیلئے بہت زیادہ نقصان رساں اور پیچیدگیاں پیدا کرنے والا ہے - یہ ظاہر ہے کہ (محمود شوکت پاشا) کا دفتر جنگ کسی حالت میں بھی صلح کیلئے راضی ہوکر تمام ملک بلکہ تمام عالم اسلامی کا غیظ و غضب خرید نہیں سکتا تھا' انگلستان نے جو شرائط صلح کیلئے پیش کی تھیں اور جنکو (الہلال) کے دوسرے نمبر میں (جون ترک) کی زبانی ہم سن چکے ھیں اسکے تو یہ معنی تھے کہ مصر اور مراکو کی طرح طرابلس بھی عثمانی حکومت کا برائے نام زیر اثر رہکر اٹلی کو دیدیا جاے' پس جب حکومت وزارت اور پارلیمنٹ نے اس ذلیل کن صلح کی منظوری سے صاف انکار کردیا تھا اور نہ ایسی صورت میں ممکن تھا جب ترکی شکست کی حالت میں جان بچانے کیلئے مجبور ہوتی حالانکہ حالت بالکل برعکس ہے' پس انگلستان نے پچھلی (حزب الائتلاف) کی طرح اب ایک مرتبہ اور (کامل پاشا) کے بستر پیری سے فائدہ اٹھانا چاہا اور نئی وزارت قائم کرکے اٹلی کو اسکی خود لائی ہوئی ھلاکت و بربادی سے بچانے کی سعی کی (استکباراً فی الارض و مکر السیئی) لیکن (ولا یحیق المکر السیئی الا باھلہ) گو نئی وزارت قائم ہوگئی مگر ناممکن کو ممکن دکھلانا آسان نہیں ہے' کل خود ریوٹر نے یہ خبر شائع کی ہے کہ " نئی وزارت نے بھی جنگ کو بدستور جاری رکھنے کا فیصلہ کردیا "

نہ صرف ھمارا بلکہ مصر کے اخبارات کا بھی یہی خیال ہے کہ (محمود شوکت پاشا) کے مستعفی ہونے کی اصلی علت (مسئلہ صلح) کی ریشہ دوانیاں ھیں گو مصالح ملکی کی وجہ سے خود انکو دوسری تاویل کرنی پڑی -

قانون عسکری کی ترمیم اور محمود شوکت پاشا

(حزب الائتلاف و الحریۃ) نے اپنے اس دوسرے ظہور میں جس طرح (کامل پاشا) کو وزارت تک پہنچایا ہے' اور جن اعمال مخفی میں وہ پچھلے دنوں مشغول رہی ہے' اسکو ہم آگے چلکر بہ تفصیل بیان کرینگے' اُس وقت ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نہ صرف مسئلۂ صلح اور انقلاب وزارت' بلکہ البانیا کی شورش' مالسوریوں کے مطالبات اور مناستر کی فوجی بغاوت بھی اسی پارٹی کے اسرار و خفایا ھیں اور اجانب کا قوی ہاتھہ انکو آگے رکھکر اپنا کام کر رہا ہے' لیکن یہاں ترتیب بیان کو قائم رکھنے کیلئے (محمود شوکت پاشا) کی علحدگی کے گرد و پیش کے حالات پر ایک نظر ڈال لینی چاہئے -

(صادق بے) کی پارٹی کے بعد سے (محمود شوکت) برابر اس سعی میں رہے کہ فوجی عنصر کو سیاسی اشتغال سے بازرکھا جاے اور اسطرح جو ایک فوجی حکومت کا رعب چھایا ہوا ہے اور جسکی وجہ سے ہر وقت نظام حکومت درہم و برہم ہوسکتا ہے اسکا استیصال کلی ہو -

لیکن اس راہ میں سخت مشکلات اور دقتیں یکے بعد دیگرے پیش آتی رہیں' سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ قانون اساسی میں فوجی عہدہ داروں کی جو دفعات تھیں اُن میں کوئی دفعہ ایسی

آج بیسیوں سوالات ہیں جو مسلمانوں کی نسبت بمقابلۂ ابناء معاصر خود ارکان کالج پبلک میں لا رہے ہیں اور ہمارا پانچ چھہ سال سے یہ عقیدہ ہے کہ سب کا جواب ایک ہی ہے - کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں انگریزی تعلیم ہندؤں کے مقابلے میں کیوں بے اثر ہے ؟ ہندؤں جیسے قابل اشخاص کیوں نہیں پیدا ہوئے ؟ سحر بیان اسپیکر اور جادو نگار اہل قلم کیوں ہم میں عنقا ہیں ؟ ایثار نفس اور فدویت کی جو مثالیں بکثرت اُن میں ملتی ہیں' کیوں ہم میں مفقود ہیں ؟ ان تمام سوالات کا جواب صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر وہ (روح القدس) نہیں ہے جسکی طاقت بخشندہ ہے -

دیگراں هم بکنند انچه مسیحا می کرد

دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں جو انسان کی قوتوں اور اعمال و جذبات پر حکومت کرتی ہیں' مذہب اور پالٹکس - انہیں دو چیزونکی پیدا کی ہوئی وہ روح القدس ہے جو مس کو طلاے خالص بنادیتی ہے اور نا قابلوں کو جوہر گرانمایہ' لیکن مسلمانوں نے مذہب کے ساتھہ جو کچھہ کیا وہ ظاہر ہے اور پالٹکس کو تو آدم کے باغ عدن کا شجر ممنوعہ قرار دیدیا کہ (ولا تقربوا هذه الشجرة فتكونوا من الظالمين -) صرف ایک تعلیم کے سرد اور پامال مسئلہ کو لیکر پیٹنا شروع کردیا اور ابتک یہ داستان ختم ہوتی نظر نہیں آتی' پھر ظاہر ہے کہ اگر قوۂ بیانیہ جوش میں آئے تو کس موضوع پر ؟ قابلیتیں حرکت میں آئیں تو کس اسٹیج پر ؟ قلم زور دکھلائے تو کس سمت پر ؟ ایثار و خود فروشی کا ولولہ پیدا ہو تو کس کے لئے ؟ اخوان وطن میں سرزمین ہند کا سب سے بڑا فرزند (گوکھلے) ابتدا سے ساٹھہ روپئے پر اپنی زندگی وقف کئے ہوئے ہے اور ایسے بیسیوں ہیں' آپکے (قرطبہ) اور (غرناطہ) کو آجتک ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو کم از کم دوسری جگہ کے اضافۂ تنخواہ پر للچانے کی جگہ کالج ہی کی گرانقدر تنخواہوں پر قناعت کرلے - اسمیں ان لوگوں کا قصور نہیں' سوال یہ ہے کہ کالج میں کونسی شے ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچے اور طبیعتوں میں جوش اور خود رفتگی پیدا ؟ ؟ آپکے پاس دینے کیلئے کیا ہے جو دوسروں سے اچھی تنخواہیں ... ہیں ؟ خدا نخواستہ نہیں' اور ہماری رگوں میں بھی وہی خون ہے جو آپکے اندر دوڑ رہا ہے' لیکن ساری محرومی اسلئے ہے کہ کوئی فصاد نہیں جو نشتر لگائے -

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

تاہم ہم نے صبر کرلی' تو خود زمانے نے چابک کا ہاتھہ سنبھالنا شروع کردیا' اب حالات خود بخود پلٹ گئے ہیں' کل تک جنکو گالیاں دی جا رہی تہیں آنہیں کے پس خوردے سے آج اپنے دسترخوان کو رونق دی جا رہی ہے' پھر اصرار اسپر ہے کہ کھائیں گے تو گڑ' مگر گلگلوں کا نام زبان پر نہ آئے - اچھی بات ہے - یہی سہی - مقصود کام سے ہے' اگر آپ بغیر منہ بنائے دوا پی لیں اور کہیں کہ دوا نہیں' شربت ہے' تو ہمیں اس سے کیا فائدہ کہ خواہ مخواہ دوا کا نام لیکر آپکو چڑھائیں -

زاهد امید رحمت حق اور هجو مے !
پہلے شراب پیکے گنہگار بھی تو ہو

جمد ساقی لکھا چاہتے تھے مگر بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی
زلف اور زلف کا یہ افسانہ قصہ کوتہ تری کہانی ہے

مصر کی حزب الوطنی کے مصائب

ریوٹر نے جس مصری سازش کی خبریں شائع کی تہیں پچھلے دو ہفتے کی مصری ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں مگر افسوس کہ قلت گنجایش سے معذور ہیں -

یورپ نے اپنی حکومت' غلامی' اور تہذیب و تمدن کے ساتھہ اور جو نئی تعلیمات دی ہیں' ان میں ایک اصل اصول' آزادی کیلئے خونریزانہ جد و جہد ہے' ہمکو یہ معلوم نہ تھا اور نہ ہم اسپر عمل کرنا انسانیت کا مقتضی سمجھتے ہیں' مگر اسنے اپنی تاریخ اور اپنے خونیں انقلاب کی داستانیں پڑھا کر مشرق کو یہ راستہ بھی دکھلادیا (مرحوم مصطفی کامل پاشا) تک مصر میں وطنی جد و جہد قلم تک محدود تھی' لیکن (حادثۂ دنشوائے) کے بعد سے ایک نیا دور اسپر طاری ہوا اور ہندوستان کے پچھلے واقعات اور علی الخصوص انگلستان میں (ڈھینگرا) کے مشہور خونریزانہ اقدام نے وہاں کے نوجوانوں کو نیا راستہ دکھلادیا' اس سلسلے کا پہلا واقعہ (غالی پاشا) کا قتل تھا -

لیکن اب مصری گورنمنٹ مدعی ہے کہ خدیو اور لارڈ کچنر کے برخلاف ایک تازہ سازش کی گئی تھی' اس جرم میں پہلے (شبرا) کے قہوہ خانے سے تین نوجوان پکڑے گئے' امام واکد' محمود طاہر عربی' اور محمد عبدالسلام' آخرالذکر شخص (اللوا) میں مضامین لکھا تھا اور ریوٹر کی پہلی تار بھی پڑھکر ہمکو اسی کا خیال ہوا تھا' لیکن بعد میں پولیس نے مصطفی پاشا کے مدرسہ کی تلاشی لی' انکے چھوٹے بھائی حسن حسنی افندی کو بھی گرفتار کرلیا' اور نیز بھائی علی فہمی کامل مالک اللوا کے یہاں تلاشی لیکر ایک آہنی صندوق سے کاغذات بھی لیگئی' مجرموں کے پاس سے (نعمۃ عالم) کے پرچے بھی نکلے ہیں' جو (جنیوا) سے اب شایع ہوتا ہے' انکی تصویریں بھی پولیس نے اپنی مثل کے ساتھہ شامل کردی ہے جنکے نیچے مصر و ادعا' اور جدید مجدوں کی طرف اشارہ کرنے والے اشعار درج ہیں -

پولیس نے نہایت چالاکی اور ہشیاری سے ان لوگوں کا سراغ لگایا' یہہ لوگ کبھی اسکندریہ میں دو فرانسیسی شخصوں سے ملنے جاتے تہے' کبھی مصطفی کامل کی قبر پر جمع ہوتے تہے اور کبھی شہر سے باہر ویرانوں میں پائے جاتے تہے - (شبرا) کے قہوہ خانے میں پولیس کے افسر عرب دہقانیوں کا بھیس بدلکر چلے گئے اور دوسرے کمرے میں بیٹھکر تمام باتیں سنیں اور پھر جب یہہ لوگ وہاں سے نکلکر ٹریم میں بیٹھہ گئے تو چند کانسٹبلوں کو اشارہ کرکے گرفتار کرادیا' انکے پاس سے (رائفل) بھی برآمد ہوئی ہے' امام واکد اور عبدالسلام کو مشتبہ حالت میں اُس وقت دیکھا گیا تھا' جب لارڈ کچنر قاہرہ کے اسٹیشن پر سفر یورپ کیلئے جارہے تہے - اللوا اور العلم کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر پورے ثبات و عزم سے قائم ہیں -

لیکن جب الاتحاف قسطنطنیہ کے برٹش سفارتخانے میں اپنا کام بڑی ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دے رہی تھی، ابھی (محمود شوکت) کی ترمیم پر سلطان المعظم کے دستخط بھی نہیں ہوئے تھے کہ دو واقعات ایک ساتھ ظاہر ہوئے، اول تو مسئلہ صلح کی اندرونی ریشہ دوانیاں، دوسرا مناستر میں بارہ رجمنٹوں کی بغاوت کی خبر کا اعلان، یہ حالت دیکھکر (محمود شوکت) کو کنارہ کشی کے سوا اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا اور انہوں نے معاً اپنا استعفا وزیر اعظم کے پاس بھیجدیا، اسکے ساتھ جو چٹھی انہوں نے لکھی تھی اسکا ترجمہ (العلم) میں چھپ گیا ہے، وہ لکھتے ہیں

"پچھلے آخری دنوں میں جب اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ فوجی افسروں کو اشتغال سیاسی سے باز رکھنے کیلئے ایک قانون وضع کیا جائے تو اس عاجز نے دو دفعات پیش کیں تاکہ بصورت ضمیمۂ قانون تعزیرات عسکری کے قرار دیا جائے، مجلس مبعوثان نے انکو منظور کیا اور مجلس اعیان نے بھی آج اسکو پاس کردیا، پس اب وہ ایک باقاعدہ قانون ہوگیا ہے، اسکا حکم اب قطعی ہوگا اور عنقریب تمام فوج پر نافذ ہوجائے گا -

تین سال ہوگئے کہ میں منصب وزارت پر مامور ہوں، اور اتنے ہی عرصے سے یہ مسئلہ بھی پیش نظر ہے، پس میں مصلحت اب اس میں دیکھتا ہوں کہ اس نئے قانون کے احکام کا نفاذ میری جگہ کسی نئے وزیر جنگ کے ہاتھوں عمل میں آئے -

نیز گذشتہ ایام میں کثرت اشغال کے سبب سے مجھے بہت محنت کرنی پڑی ہے اور اسکا اثر بھی محسوس کر رہا ہوں پس عہدۂ وزارت جنگ سے اب میرا استعفا منظور کیا جائے -

میں آپ کی خدمت سامی میں اپنا دلی شکریہ اس توجہ و لطف کیلئے بھی پیش کرتا ہوں جو گذشتہ نوماہ کی معیت میں آپکی جانب سے مجھپر مبذول رہی ہے، اور آپنے ہمیشہ ان وسائل کو فراہم کرنے پر توجہ فرمائی ہے جس سے مجھکو اپنی ماموریت میں سہولت اور آسانیاں ملتی رہیں"

(محمود شوکت - ۹ جولائی)

کامریڈ کی ممالک اسلامیہ میں مقبولیت

ہمارے محب عزیز و جلیل مسٹر محمد علی کا (کامریڈ) روز بروز ممالک اسلامیہ میں جسقدر مقبول ہو رہا ہے، ایک خاص مصلحت سے ہم چاہتے ہیں کہ اسکا ذکر کریں -

(کامریڈ) ابتدا سے بہت کم عربی اخبارات کو مبادلے کے لئے بھیجا گیا، لیکن تاہم اسکے دلچسپ اور پر زور مضامین نے اپنی جگہ وہاں بھی ڈھونڈھکر بہت جلد پیدا کرلی، ہم کئی مہینوں سے برابر دیکھ رہے ہیں کہ المؤید، العلم، اور اللوا میں اسکے مضامین کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور ابکی ڈاک میں بھی اسکے دو لیڈر (مسلمانان چین و روس) بعینہ زبان موجود ہیں، قسطنطنیہ کے مشہور با وقعت جرنل (ثروت فنون) نے اسکے کارٹون نقل کئے اور اب انکا فوٹو بھی چھاپا ہے، اور یہ تو شاید کامریڈ کے ناظرین کو معلوم ہے کہ ٹرکی کا دفتر جنگ باقاعدہ طور پر اسکے حلقے میں شریک، یعنی کامریڈ کا خریدار ہے

ہم اس بات کو کچھ بہت چنداں اہمیت نہیں دیتے، اگر ایسا ہوا ہے تو ایک اچھے اخبار کیلئے اس سے زیادہ ہونا چاہئے، المؤید وغیرہ نے اگر ترجمے شائع کردئے تو یہ کونسی عزت بخشی ہے، کامریڈ کو تو اسی ترقی کرنی چاہئے کہ ٹائمس اور پالمال گزٹ اسکے اقتباسات چھاپیں -

لیکن ہم ان حالات کو دوسری نظر سے دیکھتے ہیں اور حوش ہوتے ہیں، مسلمانوں کی دنیا میں بین الملی زبان عربی تھی اور مختلف اطراف عالم کے مسلمانوں میں باہم ذریعۂ اتحاد ہونے کے لحاظ سے ایک قومی اسپرنٹو کا کام دیتی تھی - مگر ہندوستان کے مسلمان اب عربی میں چار لفظ بول نہیں سکتے، عربی میں اخبار و رسائل کیا نکالیں گے، ایسی حالت میں غنیمت ہے کہ انگریزی زبان کی عالمگیری کے سبب سے کم از کم اتنا تو ہوا کہ اہل مصر و قسطنطنیہ ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات سے کامریڈ کی بدولت براہ راست واقف ہوسکے اور ایک ذریعۂ اتحاد و مبادلۂ خیالات پیدا ہوگیا -

البتہ مسلمانوں کو اپنی بدبختی پر رونا چاہئے کہ آج اپنے اخوان مصر و عثمانی سے ملنے کیلئے انہیں اپنی تمام زبانیں چھوڑکر انگریزی زبان کا سہارا ڈھونڈھنا پڑا ہے اور حالت اسدرجہ گر گئی ہے کہ افسوس کی جگہ اسی کو غنیمت سمجھکر ہم اسپر خوش ہو رہے ہیں -

دعا کہ با عقوبت دوزخ برابر ست
رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

بار ار بعد وار باراں بعد

ابھو یہ حال ہوگیا ہے کہ خواہ کوئی بحث ہو، مسلمانوں کی پولٹیکل جودنسی کا مسئلہ ہمارے سامنے آجاتا ہے - (کامریڈ) کو دیکھکر ان لوگوں کو شرمانا چاہئے جو برسوں سے یہ کہہ کہہ کر قوم کے تمام اعصاب عاملہ کو شل کر رہے ہیں کہ "مسلمانوں کیلئے ابھی پولٹیکل کاموں کا وقت نہیں آیا" اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ "ہندوؤں کے مقابلے میں ہم میں تعلیم اور قابلیت کالمعدوم ہے" لیکن اگر اپنے تئیں ہمیشہ انسانی اداہم اور معطل سمجھا جائے گا جیسا کہ برسوں سے یقین دلایا جارہا ہے، تو وقت تو قیامت تک نہیں آئیگا - قابلیت اور صلاحیت بھی مثل عام قوائے انسانی کے ایک ورزش ہے اور خارجی محرکات کی محتاج، جب مسلمانوں کے سامنے ابتدا سے کوئی بلند نقطۂ نظر اور جوش انگیز مقصود نہیں ہے تو قابلیتیں کیونکر ظہور کریں اور آدمی کیونکر پیدا ہوں - یہی مسٹر محمد علی ہیں جو ان تمام تعلیمات و ہدایات عالیہ کے مرکز جدید (علی گڈہ کالج) کے تعلیم یافتہ، اور ایک دیسی ریاست کے عہدہ دار تھے - چند مضامین اور ایک رسالہ لکھکر انہوں نے اپنی قابلیت ضرور منوالی تھی، لیکن کوئی بھی انکی موجودہ حیثیت علمی سے واقف نہ تھا، لیکن جب زمانے نے مہلت دی اور جوہروں کو چمکنے کے اسباب میسر آئے، تو آج کوئی نہیں جو انکی انگریزی انشاپردازی اور زور تحریر و بحث کا معترف نہو -

شیخ المجاہدین، محبوب الاسلام والمسلمین

البطل العظیم غازی انور بک

متع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ وطول حیاتہ

(۲)

آثار تہذیب و تمدن میدان قتال میں

(از الحق)

آجکل طرابلس کیسے متضاد حالات و مناظر کا مجموعہ ہے ! ایک طرف تو تلواروں کی جھنکار اور توپوں کی گھڑگھڑاہٹ سے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہے، دوسری طرف اشاعت تعلیم و تہذیب اور نشر حضارہ و مدنیہ کے وہ آثار نظر آرہے ہیں جنکو دیکھکر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سرزمین میں حربی آلات کو کبھی بھی قدم رکھنے کا موقعہ ملا ہے -

اطالیوں نے ابتدا میں معدود العدد مع تمام اسباب و سامان کے بھیجے تھے تاکہ ساحل سے داخلی مقامات تک ریلوے لائن کے خطوط بچھادیے جائیں اور بڑی بڑی امیدوں کو لیکر تھوڑا سا کام بھی شروع کیا تھا، لیکن وہ سب اُس (عثمانی علم) کے سایے میں مدغم ہوگیا جو اتالین مورچوں سے چند میلوں کے فاصلے پر نہایت اطمینان اور سکون سے لہرا رہا ہے !

البتہ (غازی انور بک) ابتدا سے یہاں امن اور جمال، دونوں کے انتظام میں مصروف ہیں، اور جسطرح باوجود کمال بے سرو سامانی اور افلاس کے اُنکا قتال و جہاد عجب انگیز تھا، اُس سے بھی زیادہ تلواروں کے سایے، گولیوں کی بارش، اور خون کے فواروں کے نیچے اُنکا امن و سکون کے تعلیمی و تمدنی انتظامات کا جاری رکھنا ایک خارق عادت اور انسانی معجزہ معلوم ہوتا ہے !

لیکن (انور بک) کا وجود ہی معجزہ ہے ! (انور بک) دفاعی انتظامات سے فارغ ہوتے ہی ملک کی تعلیمی حالت کی اصلاح پر متوجہ ہوگئے تھے، انہوں نے اپنے خاص معتمد فوجی افسروں میں سے ایک منتخب جماعت چن لی ہے، اُن میں سے ایک قابل اور یورپ کے سند یافتہ افسر کو (ڈائرکٹر) تعلیم مقرر کیا ہے، ایک خاص صیغہ تعلیم (زراعت) کیلئے قائم کیا ہے، اور ایک (صنعت و حرفت) کی تعلیم کیلئے، ان صیغوں کے مدرسے قائم ہوچکے ہیں اور اس نظم و باقاعدگی سے سلسلۂ تعلیم و تعلم جاری ہے کہ اگر اسکے تمام حالات دنیا کو سنائے جائیں تو شاید بہت کم لوگ اعتبار کریں •

ان مدرسوں کو دائمی طور پر مستحکم کرنے کیلئے ضرور تھا کہ اساتذہ اور معلموں کا بھی انتظام کیا جاتا، چنانچہ اسی خیال سے حال میں (مدرسۃ الضباط) کے قریب ایک مدرسۃ المعلمین (ٹریننگ کالج) بھی قائم کیا گیا ہے اور عنقریب اسکا افتتاح ہوگا -

شب و روز (انور بک) انہیں اعمال مہمہ میں مصروف رہتے ہیں، ایک بہت بڑا زریں اصول انکا یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی کسی غیر ضروری یا کم ضروری کام میں صرف کرنا پسند نہیں کرتے، صرف اہم اور مقدم کاموں کا پروگرام ہر وقت اُنکے سامنے رہتا ہے، اور اپنی زندگی کے بہترین ایام راحت و شغف کو انکی انجام دہی پر قربان کرتے رہتے ہیں -

میدان جنگ کی طرف سے وہ بالکل مطمئن ہیں، انہیں جسقدر انتظام کرنا تھا کرچکے، جو فوج اُنکی اشاروں پر اپنی جانیں قربان کررہی ہے، اُسکی قوت اور شجاعت پر انکو پورا بھروسہ ہے اور کسی نئی آزمائش کی ضرورت نہیں -

(انور بک) نے درحقیقت دنیا کو بتلادیا کہ جنگ کے معنی کسی ملک کی تخریب و بربادی ہی نہیں ہے، اور نہ فوجی شرف کا صرف یہی اقتضا ہے کہ زندگی کو دشمنوں کے دماغ پر قربان کردے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ ملک کی سعادت و ترقی کے نقشے اپنی زندگی اور ... کی دونوں کو صرف کردے

(انور بک) نے روپیہ کی ضرورت کے مسئلہ کو بھی حل کردیا ہے اور ایک قرش سے لیکر ایک گینی تک کے (کرنسی نوٹ) جاری کردیے ہیں، ابتدا میں بعض لوگ ڈرے تھے کہ شاید بادیہ نشین عرب ان کاغذی سکوں کو دیکھکر برہم ہوجائیں لیکن تقریباً تمام اہل عرب نے اُنہیں قبول کرلیا، بلکہ بعض دور دراز مقامات کے قبائل بھی اُنکے ساتھ شامل ہوگئے -

یہ انجمن (اتحاد و ترقی) کے کارنامے ہیں، جنسے وہ میدان جنگ میں بھی غافل نہیں -

مراکش کا ملک فروش فرمانروا (مولای حفیظ)

ناموران غزوۂ طرابلس

نیک نامی نشأت بے کمانڈر موسی بے ایک مراکشی مجاہد

زوارہ کے عثمانی کیمپ کے افسر

اس گروپ میں (نشأت بے) کیلئے کسی تعارف کی ضرورت نہیں ' ناظرین ابتدائے جنگ سے انکا نام سن رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس نامور افسر نے ابتدا کی نازک گھڑیوں میں کس طرح دشمنوں کو پے درپے شکستیں دیں

انکے ساتھ ہی مشہور مجاہد معرکۂ طرابلس ' کمانڈر (موسی بک) کھڑے ہیں ' ایسے ناظرین بھی بے خبر نہیں ' مسٹر (......) اور مسٹر (میکالا) نے اپنی کتابوں میں انکے کارناموں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور یہ اس میدان جہاد کے " سابقون الاولون " میں سے ہیں ' انکی مستقل تصویر جو مسٹر میکالا نے پنسل سے کھینچی تھی ہم کسی آئندہ نمبر میں مع بعض خاص معرکوں کی تفصیل کے درج کرینگے -

تیسرا قابل ذکر شخص ایک مراکشی مجاہد ہے ' اسکا نام معلوم نہیں ' مگر اصل گروپ کی کاپی کے نیچے ظاہر کیا گیا ہے ' کہ حضرت غازی (انوربک) کے ساتھیوں میں سے ہے ' اور (خمس) کے معرکے میں یادگار خدمات انجام دیچکا ہے - متع اللہ الاسلام والمسلمین بطول حیاتہم و حفظ وجودہم من شر اعداء الاسلام والملۃ -

ملازم احمد حذری بک

یہ قسطنطنیہ کے انجینیرنگ اسکول کا معلم تھا ' غازی (انوربک) کے جانے کے بعد جب طرابلس میں ترکی فوج کی قلت ' اور ابتدائی اٹالین مجروحات کی خبریں شائع ہوئیں تو یہ بھی وطن سے نکلا اور براہ تونس عرب بھیس بدلکر طرابلس پہنچ گیا ' اب وہاں توپ خانے کا افسر ہے - پہلے بنغازی میں تھا ' پھر طبروق میں (ادھم پاشا) نے بلالیا ' اب زوارہ کے اسلامی کیمپ میں مصروف دفاع و خدمت وطن ہے -

ملازم احمد حذری بک

معزز معاصر (وکیل) نے اس ہفتے (یونیورسٹی) پر جو لیڈر لکھا ہے ہم اسے پورا نہیں پڑھسکے مگر سرسری نظر سے معلوم ہوا کہ حق گویانہ اور آزادانہ لکھا گیا ہے - جزاہ اللہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزا ' خدا تعالی ہمارے تمام معاصرین کو ایسی ہی حق گوئی اور آزادی کی توفیق عطا فرمائے کہ وقت نازک ' اور اسلام اپنے پیروؤں سے اپنی حق خدمت کا مطالبہ کر رہا ہے -

ولایت کی ڈاک

— * —

محمود شوکت پاشا

—*—

محمود شوکت پاشا نے چونکہ وزارت جنگ سے استعفا دے دیا ہے لہذا ڈاکٹر ای - جے ڈیلن نے - جسوقت وہ قسطنطنیہ میں مقیم تھے - خاص طور پر اُسسے ملاقات کی اور (ڈیلی ٹیلیگراف) کیلئے یہ مضمون لکھا —

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خواہ ترکی کا وزیر جنگ ہو خواہ اٹلی کا' اس جنگ کے متعلق کس قسم کے خیالات ظاہر کریگا' کسی محارب طاقت کا وزیر جنگ آشتی پرست جماعت کے جذبات کا' گو وہ تحسین و آفرین کے لائق ہوں' کبھی ہم آہنگ نہیں ہوسکتا - اُسکے لئے ضرور ہے کہ اپنا چہرہ شاد و مسرور دکھائے رہے اور اپنے غیر ممکن الحصول توقعات کو بھی اسطرح رواں دیکر دکھلائے کہ یقینیات کے درجے تک پہنچ جائیں - جب یہ معلوم ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُسکو پھر اظہار خیال کی زحمت ہی کیوں دی جائے ؟ لیکن اسکے جواب میں بہت سی معقول وجوہ ہیں -

سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ لوگ اس امر کے جاننے کے لئے بے چین ہوتے ہیں کہ ایسے وقتوں میں اُسکے چہرے کا رنگ' اسکی گفتار کا ڈھنگ اور اُسکی وضع وقطع کیسی نظر آتی ہے' جب غیر متوقع سوالات پوچھے جاتے ہیں اُسوقت انداز جواب کیا ہوتا ہے' آیا اپنے طور پر بولتا ہے' یا آرا و اقوال کی تبدیلیوں کو دہراتا ہے اور یا پھر اپنے رفقا کے کلمات و جذبات کی ترجمانی کرتا ہے - یہی وجوہ تھیں جو مجھے (محمود شوکت پاشا) تک لے گئیں اور جب میں واپس آیا تو مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ میرا ملنا رائگاں نہ گیا -

حسب معمول وہ (جنرل) اپنے کشادہ پرتکلف و سفید و زریں رنگ کمرے میں بیٹھا بڑی تیزی سے اپنے کاغذات پر دستخط کر رہا تھا - میرے سلام کا جواب دیکر اُسنے کہا " ذرے توقف ' میں ابھی آپکی خدمت گذاری کیلئے تیار ہوجاتا ہوں" - کئی لمحے گذر گئے' اس اثنا میں میں اُسکے کام کے طریقے کو بغور دیکھتا رہا - فی الواقع نہایت دلچسپ طریقہ نظر آیا - میں نے اور وزرائے جنگ کو بھی دیکھا ہے کہ وہ لڑائی کے دنوں میں بے انتہا مصروف رہتے ہیں - پس یہ قدرتی امر تھا کہ میں آپکے ساتھ اِسکا مقابلہ کرتا - (محمود شوکت پاشا) کے دفتر میں ایک ہی ملکی افسر حاضر تھا جو چھوٹے چھوٹے مربع شکل کے کاغذات پیش کئے جاتا اور ایک لکڑی کے چمچے سے بالو اٹھا اٹھا کر دستخطوں کی روشنائی پر چھڑکتا جاتا - اکثر مشرقی لوگوں کیطرح وزیر جنگ بھی لکھنے کے وقت میز کو یکقلم آزاد کردیتا ہے اور اپنی بائیں ہتھیلی پر کاغذات رکھکر بے تحاشا قلم گھسیٹتے جاتا ہے - اُسکی دائیں جانب میز پر (ٹیلیفون) کا ایک (ٹرمپٹ) لٹکتا تھا -

[دولت عثمانیہ کے منجملہ گنتی کے چند ٹیلیفونوں کے یہ بھی ایک ہے - تا حال قسطنطنیہ میں سرکاری ٹیلیفونوں کے سلسلے کا کام کالعدم ہے' لیکن اسٹمبول میں بعض سرکاری دفاتر نے بطور خود اِس ایجاد کا استعمال شروع کردیا ہے امید ہے کہ دو تین سال کے اندر

ساحل طرابلس در گوا تاری

ساری آبادی اس جدید آلے کو اپنے کاروبار کے لئے مہیا کرلیگی]

دلچسپیوں کا مرکز

جب آخری کاغذ پر محمود شوکت پاشا کا سرطان شکل دستخط ہوچکا تو میں نے سلسلۂ سخن یوں شروع کیا ۔

" آپ اسوقت تمام دلچسپیوں کے مرکز ہیں جنکی طرف تمام عالم کی نظریں لگی ہوئی ہیں" - اُسنے متبسم ہوکر پوچھا " یہ کیوں " ؟

میں — " اسلئے کہ ترکی کے دماغ نے انظار عالم کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور اسوقت آپ ہی اس دماغ کے روح رواں ہیں - پہلے انور بک کا وجود جالب انظار تھا ' لیکن چونکہ اب تمام جد و جہد جزائر کی سمت منتقل ہوگئی ہے اور عنقریب اسکا قدم (ازمیر) کا رخ کیا چاہتا ہے' اسلئے وطنی دماغ کا زندہ خلاصہ آپ ہی کا وجود ہے دنیا اس امر کے جاننے کے لئے مشتاق ہے کہ جب (رودس) اور دیگر جزائر آپ کے قبضے سے نکل چکے تو اب فریقین جنگ کی نسبتی کیفیت کیا ہے ؟ "

اخبار طرابلس

عثمانی ہوائی جہاز کی رسم افتتاح قسطنطنیہ میں

مصر کی ڈاک

—

میدان جنگ سے تار

المؤید کے نام

(درنہ ۱ - جولائی ۲ کو تقدق سے روانہ ہوا) دو نئے نامہ نگار یہاں پہنچے ہیں، موسیو (جوبر) اسٹریا کے ایک مشہور اخبار (نیو فری پریس) کا نامہ نگار، اور موسیو (مولر) (برلنر ٹاگیبلاٹ) کا نامہ نگار جو جرمنی سے نکلتا ہے -

(مسئلۂ صلح پر اہل عرب کا اعلان عام)

(بنی غازی ۳ جولائی - تقدق ۳) دول یورپ مسئلۂ صلح کی نسبت ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں، شاید یہ سمجھکر کہ بعض شرائط کے ساتھہ ایسا ہو جانا ممکن ہے، مگر انکو یہاں کی حالت معلوم نہیں -

اس سے پہلے آپ سن چکے ہیں کہ تمام اہل عرب نے جمع ہوکر عثمانی کیمپ میں کیا معاہدہ کیا ہے ؟ لیکن آج معسکر (المؤید) کے نام ایک پیغام دیا گیا ہے، تاکہ آپ اپنے اخبار میں شائع کردیں —

" عثمانی کیمپ میں تمام عربوں نے بالاتفاق جمع ہوکر اور (قرآن مجید) پر ہاتھہ رکھکر ان لفظوں میں قسم کھائی ہے کہ گو ہزار برس تک بھی جنگ قائم رہے تو بھی ہم ہرگز تلوار نہ رکھیں گے جبتک ہماری سرزمین اٹلی کے کفار و ملاعنہ کے قدموں سے بالکل پاک نہو جائے -

دول یورپ باب عالی سے صلح کی نسبت خواہ کچھہ ہی گفتگو کریں، اور خواہ دولت عثمانی قاعدات صلح پر دستخط بھی کردے لیکن وہ ہمارے لئے بالکل بے اثر ہوگا، اور ہم اسکو اسطرح سنیں گے گویا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں -

وہ تمام سنوسی خانقاہوں کے مشائخ، اور تمام قبائل عرب کے شیوخ جنمیں سے قبیلۂ عواقیر، مغاربہ، برسہ، عرفہ، اور عبید کے ساتھہ ہزار مسلح مجاہد صرف (بنغازی) میں موجود ہیں، اور جبل اخضر، درنہ، اور طبرق وغیرہ مقامات کے قبائل انکے علاوہ ہیں، (المؤید) کے ذریعہ اعلان کرتے ہیں کہ اب (طرابلس) کے مسئلہ کا حل صرف دو ہی صورتوں میں ممکن ہے اور کوئی تیسری صورت ممکن نہیں یا تو (اٹلی) زور شمشیر سے تمام طرابلس و برقہ کو فتح کرلے، یا ہمیشہ کیلئے شکست قبول کرکے اپنی تمام فوج مع اپنے مطالبات کے یہاں سے بلالے -

ہم تمام اہل عرب چاہتے ہیں کہ عالم اسلامی کے اخبارات ہمارے اس پیغام کو تمام عالم میں مشتہر کردیں، اور علی الخصوص قسطنطنیہ اور بڑے بڑے ملکوں کے دار الحکومتوں کو اسکا علم ہوجائے تاکہ وہ مسئلہ صلح کی نسبت بیکار اپنا وقت ضائع نہ کریں -

دس عربوں نے ایک اٹالین مورچے کو درہم و برہم کردیا

(بنی غازی ۹ جولائی - ۱۰ بعدی) چند راتوں سے اہل عرب کی ایک ٹکڑی دشمنوں کی تاک میں لگی ہوئی تھی، بالآخر وہ زیادہ عرصے تک کسی مناسب موقعہ کا انتظار نہ کرسکی، اور کل دس عرب مجاہد یکایک اٹالین مورچوں میں گھس گئے، جن دشمنوں سے وہاں مقابلہ ہوا وہ سب کے سب سوار رسالے کے سپاہی تھے اور مجاہدین پیادے، لیکن باہم عربی فتح و نصرت کا کلمہ یہاں بھی قائم رہا اور سب دشمنوں کو تہ تیغ کرکے آلات جنگ کی لوٹ کے ساتھہ کامیاب واپس آگئے

اکثر ہر موقعہ پر عربوں کا رعب اور دشمنوں کی بزدلی کام دیجاتی ہے، اطالیوں نے اپنی سوار فوج کے وسط میں جب صرف دس پاپیادہ عربوں کو دلیری سے لڑتے دیکھا تو انکو یقین ہوگیا کہ یہ کوئی بہت بڑا عربی حملہ ہے اور اصلی جماعت کمک پر آرہی ہے، اس تصور کے ساتھہ ہی تمام اٹالین مورچوں میں بدحواسی پھیل گئی اور بے اختیار ہر طرف سے گولے برسانے شروع کردیے، نتیجہ یہ نکلا کہ خود اطالی اپنے ہی گولوں سے ہلاک ہوے اور عرب تو اور کوئی تھا ہی نہیں جو گولوں کی زد میں آتا -

عجیب بات ہے کہ یہ دس مجاہد اپنے بڑے مورچے سے صحیح و سلامت واپس آگئے اور انمیں سے کوئی بھی زخمی نہیں ہوا -

---

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراہیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد
۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت
۱۳ ایرانی مجاہدین کا مائم سرا
۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ
۱۵ بیک باشی نشات بے
۱۶ منصور پاشا معروف بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اٹالین ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں
۹ طبرق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں
۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں
۲۳ روڈس میں اٹلی کا داخلہ
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ آذربائیجان میں روسی داخلہ
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ مونڈہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

وزیر جنگ — " اب سے کیوں " ؟

میں — " کیونکہ عام طور پر یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ بحری کارروائی کا خاتمہ جزائر کے قبضے پر ہوا تو جنگ کی بھی نئی صورت قائم ہو جائے گی "

وزیر جنگ - " آپ لوگوں نے بھی کیا ایسا ہی فرض کرلیا ہے ؟ قوم میں جو نئی علامتیں پیدا ہوگئی ہیں وہ آپ کو نظر آتی ہیں ؟

میں - " گزشتہ دسمبر میں جیسی جنگ جو یانہ روح نظر آتی تھی اتنک تو ابھی اسمیں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے ' بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ جوش اور بڑھا ہوا نظر آتا ہے - یہ ضرور ایک کھلی ہوئی بات ہے ' لیکن کھلی ہوئی باتیں بھی ہمیشہ انقطاعی نہیں ہوتیں - اکثر دیکھا گیا ہے کہ قومیں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھکر صرف اپنے لیڈروں کے بتائے ہوئے مقامات پر ہی نگاہ رکھتی ہیں اسلئے میں فقط اس بات کے جاننے کا آرزو مند ہوں کہ تازہ حالات پر نظر کرکے آپ نے اپنی رایوں میں ترمیم تو نہیں کرلی ؟ "

وزیر جنگ - " مطلق نہیں - ترمیم کا تو نام بھی نہ لیجئے جب ہم پر حملہ ہوا تھا اسوقت بھی ہم صلح و آشتی پر مائل تھے ' اور جب اس ظالمانہ حملے کی کہانی ختم ہو جائیگی اس وقت بھی ہم صلح ہی چاہینگے - آخر تک دفاع ہی ہمارا شعار رہیگا - قدرتی امور (دفاع) ترمیم طلب نہیں ہوتے - ہاں سلسلۂ عمل میں ترمیم ہوئی ہو معلومات میں بھی التزاماً ترمیم ہوگی - ہمکو تلوار اپنی نیام میں ڈالنے پر اسوقت مجبور کیا جاسکے گا جب خود دشمن کی تلوار بھی نیام میں واپس ہو جائے گی "

هوائی جہاز اور سب میرین (تحت البحر کشتیاں)

میں نے کہا " حملہ عموماً موثر قسم کا دفاع تصور کیا جاتا ہے - میں نے آپ کے دشمنوں کو آپ کے طریق جنگ پر اس بنا پر نکتہ چینی کرتے دیکھا ہے کہ آپ لوگوں نے جدید آلات حرب مثلاً ہوائی جہاز (ٹورپی ڈیل) اور (تحت البحر) سے فائدہ نہیں اٹھایا - میرے خیال میں آتا ہے کہ کوئی وجہ ضرور ہوگی کہ آپ نے ان ایجادات پر توجہ نہیں کی " •

وزیر جنگ — " جو نکتہ چین اشخاص کہ ہمیں ہوائی جہازوں کے اوپر سے دمب کے گولے پھینک کر بحر ابیض میں غنیم کے جہازوں کو تباہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں' وہ واقف کار اور ماہر فن نہیں ہیں میں ان چیزوں کو جانتا ہوں اور انپر بالتخصیص غور کر چکا ہوں' میرے غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ آزمودہ اور مقبول عام طریق جنگ پر ثابت قدم رہوں - ہوائی جہاز فی گھنٹہ ۱۰۰ کیلومیٹر کی رفتار سے اڑتا ہے - اور جب پرواز بہت بلند ہو جاتی ہے تو نشانے پر نسبۃً ایک چھوٹی سی شے پھینکتا ہے مگر بہت ہی بلندی سے' اب بتلائیے کہ مصارف تو بہت اٹھائے جاتے ہیں لیکن ان باتوں سے کون سا قیمتی نتیجہ مرتب ہوسکتا ہے ؟ ہوائی جہاز پر سے نشانہ لگانا قطعی ناممکن اور یہ لفظ نشانہ اپنے مفہوم رائج کے اعتبار سے شرمندۂ معنی نہیں - یقین کیجئے اس اتفاقی نشانے کی قیمت گھٹا دینے کیلئے یہ صرف قیاس ہی نہیں ہے' اسکی صداقت ہم نے حرفاً حرفاً مشاہدہ بھی کرلی ہے افریقہ کے دامن صحرا میں ہمارے نہایت با قاعدہ اور ہر طرح سے مرتب خیمے ہوائی جہازوں کا نشانہ تھے - ہمارے دشمنوں کے لئے حالات گرد و پیش ہماری نسبت زیادہ مساعد اور ہمارے خیمے غیر متحرک اور غیر ساکن ہونے کی وجہ سے عمدہ نشانہ بن سکتے تھے لیکن با ایں ہمہ حالات اوپر سے بے شمار بم کے گولے پھینکے گئے مگر ہمیشہ نشانے سے بہت دور جاکر گرے' اور کبھی اس تجربے میں دشمنوں کو کامیابی نہیں ہوئی' پس جو کچھ نتائج آنکھوں سے دیکھے ہیں اس سے ہمیں اپنے دشمنوں کی تقلید کی حرص نہیں ہوتی

جرمنی روس اور ترکی

ڈیلی کرانکل کا نامہ نگار [برلن] سے لکھتا ہے کل افواہ اڑی تھی کہ اٹلی اور ترکی کی جانب سے کچھہ دنوں کے لئے التوائے جنگ کا اعلان ہونیوالا ہے - لیکن اس افواہ کی نہ تو تصدیق نہ تو روما سے ہوئی اور نہ قسطنطنیہ سے اور ترکی سفیر متعینۂ برلن بھی اس امر سے اپنی قطعی لا علمی ظاہر کرتا ہے' تاہم قابل اعتماد حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بے بنیاد بھی نہیں ہے -

معلوم ہوا ہے کہ قیصر جرمنی و زار روس کی ملاقات میں البتہ مسئلہ ترکی و اٹلی کی جنگ با توں تھا - لیکن برلن میں ابتک اسکے تفصیلی حالات نہیں پہنچے - تا حال یقینی طور پر جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں گورنمنٹیں بالبسی اس کی بالکسی پر گامزن رہینگی - عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دونوں شہنشاہوں اور انکے وزراء نے ایک ایسی اساس ڈھونڈھ نکالی ہے جسپر سعی امن کی تعمیر امکان سے باہر نہیں ہے - عدن کے رہنے والوں سے سنا ہے کہ دونوں شہنشاہوں نے تعطیلے میں غیر معمولی طور پر راز دارانہ صحبت عرصے تک جاری رکھی -

ریوٹر کی تار برقیاں

(قسطنطنیہ ۲۹ جولائی) ایوان وزارت نے فیصلہ کرلیا کہ پارلیمنٹ کی برہمی کا انتظام آئینی طریقے سے کیا جائیگا -

عہد حمیدی کے امراکی معافی

(قسطنطنیہ ۱ اگست) ایک اعلان جاری ہوا ہے جسمیں ۱۳۰ جلا وطنوں کو معافی عطا کی گئی ہے - انمیں تمام عہد حمیدی کے امراء اور افسر بھی ہیں - گورنمنٹ نے پارلیمنٹ میں اس مضمون کی ایک تصویر پیش کی ہے کہ سلطان جب چاہیں پارلیمنٹ کو برخاست کر دے سکتے ہیں

ریاستہاے بلقان میں اتحاد

(لندن ۱ اگست) ٹائمس کہتا ہے یہ یقین مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ کسی قسم کا قرار داد مابین بلغاریا و سرویا' اور بلغاریہ و یونان ہوچکا ہے -

جزائر العبید

(لندن اگست) ہاوس اف کامنس میں سر اڈورڈ گرے نے مسٹر نوئل بکسٹن کے سوال کے جواب میں کہا کہ لڑائی کے بعد جزائر یعنی پر اٹالین قبضہ ضرور بہت سی دقتیں پیدا کریگا

[الہلال الیکٹریکل پرنٹنگ ورکس نمبر ۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ - کلکتہ سے [ابو الکلام آزاد] نے چھاپکر شائع کیا]

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت	میر مسئول و خصوصی	مقام اشاعت
سالانہ ۸ روپیہ	احمد الکلام الدہلوی	۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ		کلکتہ

جلد ۱ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ ء — نمبر ۵

فہرست

قیمت فی پرچہ سالانہ تین آنہ

الهلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اسرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ۔

انجمن عجم

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ — عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۱ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

شذرات

اطلاع

اعلیٰ درجے کی تصویروں کی چھپائی کا انتظام اب قریب تکمیل ہے، انشاء اللہ آئندہ نمبر سے رنگین تصویروں کا سلسلہ شروع ہوگا اور پھر عنقریب ایک صفحہ خاص تصاویر کے صناعی نمونوں کیلئے مخصوص کردیا جائے گا - والامر بید اللہ سبحانہ وتعالیٰ -

ہمارے لئے ایک سب سے بڑی مشکل رسالے کی موجودہ ضخامت ہے، ہم چاہتے ہیں کہ وہ مختلف قسم کے مضامین اور مباحث کا مجموعہ ہو، اور اسی لئے ابتدا سے مضامین کے مختلف ابواب معین کردیے، اڈیٹوریل نوٹس کے علاوہ ایک باب (مذاکرۂ علمیہ) ہے، اسکے نیچے علمی اور مذہبی تحقیقات کے مضامین ایک خاص اصول و رنگ کے درج کرنا چاہتے ہیں، علی الخصوص ان غلط فہمیوں کی نسبت، جنہوں نے درسوں سے قرآن و حدیث کے اصلی حقائق و معارف پر پردے ڈالدیے ہیں، پھر (احرار اسلام) کا عنوان ہے اور اسکے سامنے ہم نے قرآن کی حریت عمومی کو دکھلاکر اسلام کے نامور احرار کے حالات و حیات بخش کارنامے شائع کرنا چاہتے ہیں، انتقاد، مدارس اسلامیہ، اور عام شؤن اسلامیہ بھی ضروری عنوان ہیں جنمیں سے کچھ نہ کچھ ہر نمبر میں ہونا چاہئے (مسائل) ایک مستقل باب ہے اور تمام عنوانوں میں سب سے زیادہ اہم، لیکن موجودہ صفحات کے اندر چند عام پسند ابواب بھی کافی طور پر نہیں آسکتے، ان سب کی کہاں گنجائش؟

ہر ہفتے قلب احساس کی سخت رنجی تکلیف ہم نے برداشت کی ہے، خیالات کے طوفان دل و دماغ سے آتے ہیں لیکن ساحل لب سے ٹکراکر واپس چلے جاتے ہیں، جسطرح کا خزانہ ہمارے پاس نظر ہے، اسکے لئے کم از کم موجودہ ضخامت سے دگنی ضخامت ہونی چاہئے، لیکن افسوس ہے کہ موجودہ ضخامت کے مصارف ہی کی طرف سے اطمینان نہیں، اسکی افزایش کا خیال کیونکر کریں؟ اسے اوپر ایک قربانی فرض کرلی ہے اور اسکو نبھا رہے ہیں، اسکا علاج یہ ہے کہ پبلک کو اپنے گراں مصارف دکھلاکر قیمت سے مقابلہ کرے اور پھر اور نہیں تو کم از کم توسیع اشاعت کی فکر سنجیدگی سے شروع کردیے، لیکن الحمد للہ کہ جیب گو مفلس ہے مگر دل مفلس نہیں ہے، ہمارا اعتماد صرف اس کی ذات پر ہے، جس نے اسے در کے سائلوں کو پہلے ہی دن یہ کہکر مطمئن کردیا تھا کہ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ - پس ہم کسی انسان کے آگے اپنی ضروریات کیلئے ہاتھہ پھیلانا نہیں چاہتے گو وہ حق اور معاوضے کے ساتھہ ہی کیوں نہو، ہمارے وہ احباب جو موجودہ ضخامت پر قانع نہیں، چند دنوں اور صبر فرمائیں انشاء اللہ عنقریب ہم خود بھی کسی نہ کسی طرح آٹھہ صفحے اور بڑھادیں گے، اگر لوگ ہماری کام اور ضرورتوں کی قدر کریں تو ہمارے پاس کہنے کیلئے کوئی کمی نہیں - بلکہ سچ پوچھئے تو ابھی اس سفینے کا ابتدا شروع نہوگا جتنا کہنے کیلئے ہم تیار ہیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

مولوی عبدالکریم صاحب (منشی) چھدرا مارا (اے - بی - اس ریلوے) سے لکھتے ہیں

" * * * * * * * * * * * * آپنے قیمت آٹھہ روپیہ رکھی ہے، میں (کامریڈ) کا بھی خریدار ہوں - اسکی ابتدا سے بارہ روپیہ قیمت رکھی گئی لیکن باوجود اسکے پچھلے سال اسمیں ایک معتدبہ رقم کا

— * —

(الہلال) کی ماہوار دو ہزار کاپیاں شائع کی جاتی ہیں ہر ہفتے تعداد بڑھتی جائے گی —

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقے میں ہے جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتے ہیں —

(اشتہارات) کیلیے ٹائٹل پیج کے دو صفحے مخصوص کردے گئے ہیں

یورپ میں اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل فن ہے ۔ اشتہار کیلیے پہلی چیز یہ ہے کہ وہ باوجود اشتہار ہونے کے اپنے اندر کوئی ایسی کشش رکھے کہ اخبار کے مضامین سے ہٹ کر ناظرین اسکی گرویدہ ہوجائیں ۔ انگریزی اخبارات ورسائل میں اسکے لیے طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں ۔ لیکن انمیں سے اکثر ایسی ہیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں —

مثلاً اشتہار میں خوشنما ہاف ٹون یا انگریزی بیک تصویر دیدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکے فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا جسکی وجہ سے اشتہار تمام اخبار میں ممتاز رہے ۔ اور ناظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑیں ۔ لیکن یہ تمام باتیں ستیر (ٹائپ) کی چھپائی کے محال ہیں

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہے جو ان چیزوں کا انتظام کرسکتا ہے

البتہ ہر قسم کے اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی خط و کتابت سے دریافت کیاجاسکتا ہے

لیکن معزز معاصر (پیسہ اخبار) [illegible] ہوئے [illegible] تذکرے بھی چھوڑدئے ہیں ' وہ لکھتے ہیں [illegible] سچ ہے اور اخبار نویسی کا فرض یقیناً امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے لیکن " جو اخبارات ہر روز ان لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں جو انکے ہم خیال نہیں یا انکی غلطیوں پر انہیں ٹوکتے رہتے ہیں وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرتے ہیں "

لیکن ہم اس عبارت کا مطلب بالکل نہ سمجھ سکے ' عربی زبان میں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب یہی ہے کہ " بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا " پس " غلطیوں پر ٹوکنا " تو ایک ایسا عمل ہے جو ٹھیک ٹھیک " نہی عن المنکر " کا فرض ادا کرنا ہے ' پھر نہیں معلوم ہمارے دوست نے اسکا مطلب کیا قرار دیا ہے کیا انکے عقیدے میں غلطیوں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے اور " ٹوکتے رہنے " کی جگہ صلہ و تحسین کا مستحق سمجھنا چاہئے ؟

" لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ عجب نہیں یہ کاتب کی غلطی ہو ' اصل میں عبارت یوں ہوگی

لیکن جو اخبارات ہر روز ان لوگوں کی مدح و ثنا کرتے ہیں جن سے انکے بعض اغراض شخصیہ وابستہ ہیں ' اور کبھی انکی غلطیوں پر انہیں ٹوکتے نہیں ' وہ کہاں تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرتے ہیں ؟ "

کاتب صاحب درمیانی عبارت چھوڑگئے اور پھر مصحح صاحب وقت کی قلت کی وجہ سے تصحیح نہ کرسکے اسلئے تو ہم کہتے ہیں کہ پتھر کی چھپائی کو اب خیرباد کہنا چاہئے ' ناسمجھ کاتبوں کی وجہ سے ہمیشہ اسطرح کی غلطیوں اور عبارت کے محذوف ہوجانے کا خوف لگا رہتا ہے اور پھر کاپیوں کے خراب ہوجانے کے ڈر سے روزانہ اخبارات تصحیح بھی نہیں کرسکتے اگر پیسہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تو فوراً یہ سطریں بدلدی جاتیں اور غلطی کی اصلاح ہوجاتی -

---

آگے چلکر انہوں نے بعض امداد لینے والے اخبارات کو تصریح کے ساتھ گنایا ہے اور [illegible] معاصر (کامریڈ) کو بھی الزام دیا ہے کہ " وہ بعض [illegible] قوم سے [illegible] لینے میں کوئی ہرج نہیں دیکھتا " ہم درجہاں تک معلوم ہے غالباً کامریڈ نے کوئی رقم بطور مالی امداد اور زیستہ عطیات کے تو نہیں لی ہے البتہ ہز ہائینس سر آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد نے کچھ روپیہ اسلیے دیا ہے کہ اسکے ذریعہ سے کم استطاعت طلبا کو کامریڈ کم قیمت پر دیا جاسکے اور وہ اصلی قیمت میں سے جتنے روپیہ کی طلبا کے ساتھ تخفیف کرے اتنا روپیہ ان صاحبوں کی طرف سے وصول سمجھ لیا جائے بلا دفتر کو نقصان نہ ہو ' عام عطیات اور اس طریق میں ضرور فرق ہے -

---

کچھ دنوں سے پنجاب کے اخبارات میں شب برات کی آتشبازی کا مسئلہ چھڑگیا ہے - شیخ محبوب عالم صاحب اور میاں محمد شفیع وغیرہ نے کمشنر صاحب سے ملکر بند کرانے کی کوشش کی ' پارٹی فیلنگ تو پیشتر سے موجود تھا انکے مخالفوں نے اسکی بھی مخالفت کی، کہ آتشبازی تو ایک دیرینہ اسلامی شغل اور معتد ترین وطنی صنعت ہے - مخالفین تو اسپر شرعی دلائل کی تلاش ہوئی اور اب روایات فقہیہ اور علما کے فتوؤں کی جستجو ہو رہی ہے ' دنیا جانتی ہے کہ ہم اسے براہتذال خیالات میں ایک لمحہ کیلئے بھی شیخ صاحب یا میاں صاحب سے متفق نہیں ہوسکتے ' لیکن یہ کس مذہب اور کس اخلاق کی تلقین ہے کہ جس شخص سے ایک معاملے میں اختلاف ہوجائے تو پھر اسکی ہربات کی مخالفت کی جائے ؟ اسلام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کے ایثار اور پھلجھڑی چھوڑنے سے خوش ہو اور یہ کوئی ایسی پیچیدہ اور مختلف فیہ بات نہیں ہے جسکے لئے قرآن و حدیث کی ورق گردانی کی ضرورت ہو ' اسلام ہر اس شے کا جو دین و دنیا میں کار آمد نہو یا اسراف و لہو و لعب کا آلہ ہو سخت سے سخت دشمن ہے وہ اپنے پیروؤں کو صرف اعمال صالحہ میں منہمک دیکھنا چاہتا ہے ' ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (۳۱ ـ ۵) میں ہم تو ان تمام باتوں کو داخل سمجھتے ہیں -

اگر فی الحقیقت میاں محمد شفیع اور شیخ محبوب عالم صاحب اس سال اس مہلک اور مضر رسم کو کم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں تو ہم انکے ممنون ہیں اور مسلمانوں کو بھی ہونا چاہئے -

تعمیر ندوۃ کا ارادہ

گو " حوادث ندوہ " کے بعد اسکی تعمیر معطل ہو ' لیکن تاہم خوش ہیں کہ اب بعض لوگوں کو اسکا خیال ہوچلا ہے ' ایک دو صاحب اینٹ کی تلاش میں نکلے ہیں اور کئی ایک گارا جوڑنے میں مصروف ہیں - علی گڈہ کا نیم سرکاری اخبار (البشیر) ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے

" پچھلے سال ہماری رائے تھی کہ مسلم یونیورسٹی کے لئے جس قسم کی شرائط گورنمنٹ تجویز کرے انکو منظور کرنا اور گورنمنٹ کی مہربانی پر بھروسا کرنا لازم ہے - مگر تقسیم بنگال کی منسوخی کے بعد سے ہماری یہ رائے ہوگئی ہے کہ جب تک اظہار رائے کی قانونی آزادی ہم کو حاصل ہے بلا اس خیال کے کہ گورنمنٹ ہم سے خوش ہوگی یا ناخوش اپنی قومی ضروریات کو ظاہر کرتے رہیں - * * * علیگڈہ کالج کی موجودہ آزادی کو ہم اس لیے قربان کر رہے ہیں کہ ہماری تعلیمی رکاوٹیں دور ہوں - مگر جبکہ چارٹر لینے سے زیادہ رکاوٹ پیدا ہوگی تو ہم کو ایسی یونیورسٹی کو دور سے سلام کرنا چاہئے "

مولوی بشیر الدین صاحب یقین فرمائیں کہ ہم اس حقیقت کے اعلان میں آپ سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں ' صرف سبب تو ندامت آپ کے لئے ہے ' لیکن

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس کہ انکی وفاداری اور عقیدت مندانہ پالیسی کی پوری سی گرمی بھی نہیں کرنے دی اور یونیورسٹی کی فرضی مسلمانوں کی طرح اچھے بھلے موسم بہار ہی میں دنیا سے چل بسی - انا للہ وانا الیہ راجعون

لیکن کیوں جناب سعدی نے اس مشہور شعر کا بھی مصرع کہدیا ہے ؟

یک نعمت از خزانی دستار

شاید کبھی نہ دیکھے ' شرک و بت پرستی کے اس عالم سکوں میں اگر کوئی صدائے توحید جلال الہٰی ہوتی ہے تو ہر طرف سے اسے ایک بد بختی ندبر کی طرح لکن ادعو الی غیری لتجعلنک من المسجونین [اگر میرے سوا کسی دوسری ذات کو تو نے اپنا معبود بنایا تو میں تجکو قید کردونگا ۲۶ - ۲۹] کا غل مچ جاتا ہے ' اور صرف یہ معبودان باطل ہی نہیں بلکہ انکے پرستار بھی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتے ہیں ' یہ ایک قدیمی سنت ہے اور دنیا میں جب کبھی سچائی آئی ہے ' تو اسکو ہمیشہ ایسے ہی لوگوں سے مقابل ہونا پڑا ہے فما کان جواب قومہ ' الا ان قالوا حرقوہ وانصروا الہتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ - ۶۸)

ایسے موقعوں پر عموماً اخلاقی مواعظ سے کام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بڑے آدمیوں پر حملہ کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے ' گالیاں دینا کوئی اچھی عادت نہیں ' اختلاف راے ہمیشہ سے ہوتا چلا آتا ہے ' یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ مخالف آرا رکھنے والوں کی تذلیل و تحقیر کی جاے ' پھر اگر ایسا کرنے کیلئے آپ مجبور ہیں تو ذرا لہجہ نرم کیجئے اور شکایت بھی کیجئے تو شکر کے لہجہ میں کیجئے ' نرمی اور محبت سے کام لیجئے تو سختی دکھلانا شان شرافت نہیں -

آجکل بھی کہ ہشیاری و بیداری کی نہیں تو خمار و سرشاری کی ایک کروٹ تو مسلمانوں نے ضرور بدلی ہے ' بلکہ حیلوں کی زبانوں کو ایسے ہی ظاہر فریب اور اخلاق نما جملوں سے بند کیا جارہا ہے '

پس ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اصولاً اس مسئلے پر غور کریں کہ فی الحقیقت اس بارے میں کوئی فیصلہ ہمارے پاس ہے یا نہیں ؟ کسی کو برا کہنا یقیناً اچھی بات نہیں ' دل محبت کیلئے ہے نہ کہ عداوت کیلئے ' لیکن کیا ایسی صورتیں بھی ہیں جنمیں یہ برائی ہی سب سے بڑی نیکی اور بھلائی ہوجا سکتی ہے ؟

* * *

سب سے پہلے اسے اخلاق کے علم اصول کے لحاظ سے دیکھئے جب بھی فیصلہ صاف ہے ' دنیا میں جس دن اخلاق نے کہا کہ نیکی کو نیک اور [illegible] اچھا کہو کیونکہ بغیر اسکے دنیا میں نیکی زندہ نہیں رہ [illegible] رہ اُس نے ضمناً یہ بھی کہدیا کہ نیکی کی خاطر بدی کو برا اور بد عمل کو قابل نفریں سمجھو کیونکہ نیکی کو اسکا حق تحسین مل نہیں سکتا جب تک بدی کو اسکی سرزنش اور نفریں نہ مل جاے -

زیادہ غور کیجئے تو یہ ایک بدیہی اور علم معمولی بات ہے تو اسکا ایکو حس نہو ' دنیا میں اخلاقی محاسن فی الحقیقت ایسے اعراض ہیں ' جو بغیر کسی اضافی تعلق کے کوئی وجود مستقل نہیں رکھہ سکتے - یہی سبب ہے کہ انکا فیصلۂ قطعی ہمیشہ سے مشکل رہا ہے اور اب بھی مشکل ہے - پس ان محاسن و فضائل کا اگر کوئی وجود ہے تو صرف انکے اضداد کے تقابل ہی کا نتیجہ ہے ' جب تک رذائل انسانی کو نمایاں نہ کیجئے گا ' فضائل انسانی وجود پذیر نہونگے ' اسکے لئے روشنی اور تاریکی کی مثال شاید مہم مقصد میں معین ہو کہ روشنی کا وجود صرف تاریکی کے وجود ہی کا نتیجہ ہے -

رہا اخلاقی تلقینات اور اعمال کا اختلاف ' تو یہ تو اخلاق کے ہر مسئلے میں در پیش ہے مگر در حقیقت دونوں صورتوں میں کوئی تضاد نہیں - اخلاق دنیا میں کسی شے کو بھی بجنسہ اچھا یا برا کہنے کا فیصلہ نہیں کرسکا ' اسکی ہر تعلیم نسبت و اضافت سے وابستہ ہے اور اسکی تبدیلی کے ساتھہ بدلتی رہتی ہے ' کوئی شے اسکے آگے نہ تو اچھی ہے اور نہ بری ' ایک ہی چیز کا بعض حالتوں میں نام نیکی ہوتا ہے اور بعض حالتوں میں بدی ' یہی حال اس مسئلۂ کا بھی ہے ' عفو و درگذر ' آشتی و محبت ' نرمی و عاجزی انسان کیلئے سب سے بڑی نیکی ہیں لیکن کن کے سامنے ؟ عاجزوں ' درماندوں کے سامنے ' نہ کہ ظالموں اور مجرموں کے آگے ' ایک مسکین و ہلاکت زدہ پر رحم کیجئے تو سب سے بڑی نیکی ' اور ایک ظالم پر کیجئے تو سب سے بڑی بدی ہے - گرے ہوؤں کو اٹھائیے تا کہ وہ چل سکیں ' لیکن اگر سرکشوں کو ٹھوکر نہ لگائیےگا تو وہ گرے ہوؤں کو اور گرادیں گے ' قانون کو دیکھئے تو وہ جرم کو روکنے کیلئے خود جرم کرتا ہے ' خوں ریزی اسکے سامنے سب سے بڑی معصیت ہے ' لیکن خوں ریزی کو روکنے کیلئے وہ قاتلوں کے خون بہانے ہی میں امن دیکھتا ہے ' قاتل کا قتل بدی تھا لیکن عدالت کا فتوئے قتل نیکی ہوگیا -

ہم بے تعذر کسی نرمیت کے چند جملے بھلا دے کیونکہ یہ اخلاق کے ایسے عام اعمال ہیں جنکو بار بار دہرانا ہی کافی ہے ' پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر انسان اخلاقاً نرمی و آشتی اور محبت و عفو کا مستحق ہے اور کسی کا برائی کے ساتھہ ذکر کرنا اخلاق کے اصول کے خلاف ہے ' وہ اخلاق کے نام سے ایسی مجسم بد اخلاقی کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جس پر اگر ایک لمحے کیلئے بھی عمل کیا جاے تو دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے ' نیکی و اعمال صالحہ کا نظام درہم برہم ہوجاے ' قانون ' اخلاق ' مذہب ' حسن و قبح کی تمیز اور نور و ظلمت کی تفریق ' کوئی بھی خدا کو خوش کرنے والی چیز دنیا میں باقی نہ رہے -

یاد رکھو کہ ہر محبت کیلئے ایک بغض لازمی ہے ' اور کوئی عاجزی نہیں کرسکتا جب تک کہ متکبر و مغرور بھی نہو ' نیکی کو اگر پسند کروگے تو اسکی خاطر بدی کو برا کہنا ہی پڑیگا اور خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو شیطان کی دشمنی کی پروا مت کرو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ اسکے لئے فیصلہ کن حدود معین ہونے چاہییں ' نرمی و آشتی اور عفو و درگذر کے مقامات کیا کیا ہیں ' اور سخت گیری و باداش و انتقام کا حق کس موقعہ پر حاصل ہوتا ہے ؟ -

* * *

علم اخلاق کے اصول بھی ان سوالوں کا جواب شاید دیسکیے ہیں مگر ہم تو دنیا کی ہر شے کو مذہب ہی میں ڈھونڈھتے ہیں اور پھر اسکے بعد نہیں جانتے کہ دنیا میں اور کدھر کہا جاتا ہے ؟ ہمارے ہاتھہ میں قرآن کریم ایک امام مبین ' تبیاناً لکل شی ' بیان للناس ' نور و کتاب مبین ' اور انسان کے ہر اختلاف و نزاع کیلئے ایک حاکم ناطق ہے ' اور پھر اسکا عملی نمونہ اور وجود ذاتی اسکے حامل

تازہ ترین مثال مجھسے پوچھئے ' اس نقشہ کے رنگ و نیرنگ حضرت میں کیا دھرا ہے ' میں آپکو بیسویں صدی کی پرفضا اور پرشوکت عمارتوں میں لے چلتا ہوں ' دور جانے کی ضرورت نہیں ' آجکل آنکو (علی گڈھ) سے بہت دلچسپی ہے اور خدا ہر مسلمان کو اسکی توفیق عطا فرمائے (حب الکلام من الایمان) اسی اپنے قومی کالج ' کیمبرج اور اکسفورڈ کے وجود ظلّی ' فرقانہ اور نظامیہ کے تمثال ثانی کو دیکھئے کہ ابتدائے خلقت عالم سے جو چیزیں باہم متضاد و مخالف چلی آتی تھیں ' اسلام کے جامع اضداد کارنامۂ خصوصیت نے کس طرح اپنے اس فرزند رشید میں جمع کردیں ' تمام دنیا جانتی ہے کہ الحاد اور غلامی دو باہم ضد یک دیگر ہیں ' الحاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی طرح کی پابندی اور تقید کو منظور نہیں کرتا ' یہاں تک کہ خدا کی بندگی کا ہار بھی پہنایا جائے تو اسکو بھی گلے سے اتار کر پھینکدے ' غلامی اور استبداد بالکل اسکے مقابل ' اور اسکا ضد حقیقی ہے ' اسکے معنے ہیں تقید ' بندگی ' پابندی ' آجتک کبھی یہ دو چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہوئیں ' مگر خدا کیلئے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجئے ' یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو (علی گڈھ کالج) سے بعض امور میں اختلاف ہو ' لیکن پھر بھی اعلان حق کا مقتضی یہ ہے کہ مخالف کی بھی قابل تحسین باتوں کی جی کھولکر داد دی جائے ' فرمائیے کہ مادر کالج نے ابتدا سے ان دونوں باہم دشمن بچوں کو ایک ہی وقت میں زانو پر بٹھا کر دودھ پلایا یا نہیں ؟ " دہنے ہاتھ میں الحاد کا لیمپ ' بائیں ہاتھ میں غلامی کا چراغ ' اور سر پر کلمۂ (لا معبوداً سواہ و لا موجوداً سواہ) کا تاج " رکھا یا نہیں ؟

آپ گذشتہ نمبر میں (مسلم یونیورسٹی) پر پرزور لیڈر وعظ کرتا خطبۂ ' خوں ستیں فامت ... دراز

لیکن آنکی بے راہ روی کا بھی عجب حال ہے ' کہیں تو آپکو سامنے کی مثالیں نظر نہیں آتیں ' اور کہیں تاریخ اسلام کے مشہور اور پیش پا افتادہ واقعات بھی بھول جاتے ہیں -

(مسلم یونیورسٹی ... پر بحث کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں " سچ یہ ہے کہ ... معاملہ در اصل ایک ناگہانی ہنگامہ تھا جسکو بہتوں نے تو سمجھا ہی نہیں ' اور اگر سمجھا بھی تو صرف اتنا کہ کوئی بہت بڑی نعمت ملنے والی ہے اور جس طرح بنے اپنے ... دیگر خرید لینا چاہئے "

اس موقعہ پر آپ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کو بالکل بھول ہی گئے ' آئیے تو ہمارے کورد یہ قصبے کے حرف شناس اچھے ہیں جو پرسوں شام کو ایک صحبت میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے :

" کیوں حضرت ! خواہ کچھ ہی ہو ' لیکن مسلم یونیورسٹی نے سب سے پہلے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک متفقہ اور متحدہ جوش تو ضرور ہی پیدا کردیا ' اور ہمارے نئے قومی لیڈر ہز ہائنس سر (آغا خاں) کی لیڈری تو سب نے مان لی "

" جی ہاں مگر یہ اتفاقی اتفاق تھا / جیسا (بیعت سقیفہ) کے دن ہوا تھا ' اور جسکو خود حضرت (عمر) نے (کان فلتہ) سے تعبیر کیا ہے "

" یہ تو آپ نے سنیوں کی سی بات کہدی ' خیر اگر آپ اسکو (بیعت سقیفہ) سے تشبیہ دیتے ہیں تو یہی سہی ' مگر وہاں تو اوس وقت صرف مدینہ ہی کے مہاجرین و انصار نے بیعت کی تھی "

" درست ہے ' یہاں بھی سب سے پہلے (علی گڈھ) کے مہاجرین ہی نے ہاتھ بڑھایا ' اور اسکے بعد تو وہی (کان فلتہ) "

" اتنی باتیں بھی غنیمت ہیں ' مگر پھر بھی تشبیہ ناقص ہی رہی ' وہاں تو ایک روایت سے تین اور بروایت دیگر چھ آدمیوں نے (باستثنائے حضرت امیر) اخیر تک بیعت نہیں کی "

" مگر اس پہلو پر آپ نہ آئیں ' ورنہ ہندی فہرست بھی طویل طویل ہوگی "

" اچھا خیر ' اسے جانے دیجئے ' مگر (بیعت سقیفہ) میں خواہ کچھ ہی ہوا ہو ' ہم نے اُسے (اجماع) تو تسلیم کرہی لیا ہے ' پھر اسے ہی اجماع آغا خاں کی بیعت کو بھی سمجھ لیجئے ہمارا اسمیں حرج ہی کیا ہوا "

" جی حرج کو تو نہ کہئے ' پہلے اجماع کی تعریف بتلائیے ' پھر بحث لیجئے گا '

" واہ یہ کونسی مشکل بات ہے (نور الانوار) اور اُسکے حواشی ہی کو منگوائیے الاجماع هو فی اللغة الاتفاق ' و فی الشریعة اتفاق مجتهدین الصالحین من امة محمد (صلعم) فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی - یعنی اجماع لغت میں تو اتفاق کو کہتے ہیں ' اور اصطلاح شریعت میں اس سے مراد امت محمدیہ کے مجتہدین صالحین کا ایک زمانے میں کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا ہے "

" لیکن آپنے مجتہدین کی قید کی ضرورت نہ بتلائی (تلویح) میں بتلا دیا گیا ہے کہ و قید بالمجتهدین ' ان لا عبرة باتفاق العوام - یعنے مجتہدین کی اسلیے قید لگا دی نہ عوام کے اتفاق کا اعتبار نہیں "

" پھر اس سے کیا ہوتا ہے ' ہمارے (آغا خاں) کے واقعہ میں دار العلم و العمل (فرنگی محل) کے علمائے کرام ' پنجاب کے صوفیائے عظام ' اور لاہور کے مجتہد العصر بھی تو شریک تھے "

" لیکن کیوں جناب ' (امیر معاویہ) نے جب اپنے ولی عہد سلطنت کے لئے بیعت لی ہے تو سنا ہے کہ بڑے بڑے صحابہ بھی اسمیں شریک ہوئے تھے ' اور آپکا اصول ہے کہ (الصحابة کلهم عدول) انکے مجتہد صالح ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے ؟ اور پھر بقول (نور الانوار) صحابہ کا اجماع تو آور محکم اور (اجماع مرکب) سے موسوم ہے ' ایسی حالت میں کوئی مخالف کہدے سکتا ہے کہ یہ بھی ویسا ہی اجماع تھا اور (فرنگی محل) وغیرہ کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے "

" مگر (فرنگی محل) تو (سید رشید رضا) کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جانے سے تو انکار ہے "

" آخر اسکی کوئی وجہ تو ہوگی ؟ "

" جی ہاں ! اُنھوں نے بالکل منطقی استدلال سے کام لیا ہے

ناموران غزوۂ طرابلس

روارہ کا نامور کمانڈر موسیٰ بک

شیخ المجاہدین، محبوب الاسلام والمسلمین

البطل الاعظم غازی انورک

متع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ وطول حیاتہ

(۳)

قاہرہ کے انگریزی اخبار (ایجپشن گزٹ) نے ۱۸ - جولائی کے پرچے میں اپنے نامہ نگار متعینۂ (سلوم) کی یہ چٹھی شائع کی ہے

" طرابلس اور درنہ میں آج عرب قبائل جو عدیم النظیر شجاعت اور ثبات و عزم دکھلا رہے ہیں، فی الحقیقت یہ انکی ذاتی عصبیت اور جنگ و جدال کے طبعی مذاق و میلان کا کرشمہ ہے، لیکن ساتھ ہی دشمنوں کے مال غنیمت کی کثرت، اور ہر طرح کی قیمتی چیزوں کی لوٹ نے انکے اس فطری میلان کو اور قوی کردیا ہے -

انکے لئے ایک قیمتی شئے اٹالین مقتولوں کا لباس بھی ہے اگرچہ اسکی جیب خالی ہو - (انورک) نے انکی ضروریات کے لحاظ سے اب تھوڑی تھوڑی نقد اعانت کا بھی انتظام کردیا ہے اور اسکے پاس بلا کسی دقت کے روپیہ برابر پہنچ رہا ہے، مصر کے بعض تاجروں سے حسب ضرورت روپیہ منگوالیتا ہے اور وہ اسکی رسید دکھلاکر مصر کے عثمانی قنصل سے اپنی رقوم حاصل کرلیتے ہیں -

رسد کا انتظام معاملہ سخت ترین اور لاینحل مسائل جنگ سے تھا، لیکن اب (انورک) نے اسکا حل بھی ڈھونڈھ نکالا ہے، (سدوہ) سے ہزاروں اونٹوں کھجور کی نہایت ارزاں قیمت پر وہاں پہنچ جاتی ہیں اور یہ بتلانا ضروری نہیں کہ عرب سپاہی کیلئے پانی کا ایک گھونٹ اور چند کھجوریں کسقدر کا بہترین انتظام ہے -

پانی کی قلت کا بھی (انورک) علاج کررہے ہیں، چند ترک انجینیروں نے زمین کی حالت دیکھکر پانی نکالنے اور مختلف مقامات میں پہنچانے کا کام شروع کردیا ہے -

پیغمبر ثانی

اور ہاں (انورک) ، تو ایک ایسی انسان عجیب، اس جوہر متعدد العقول، اس وجود طلسم، اس پیکر حیرت و استعجاب کی نسبت جو کچھہ کہا گیا ہے، اسکو پیش نظر رکھہ لینے کے بعد بھی میں طلبگار ہوں کہ ترستا رہوں اسکی مدح و ثنا کئے جاؤں اور پھر بھی معترف ہوں کہ حق تحسین ادا نہو سکا - اُسکی حسن نظم و نسق و معاملۂ مشکلات کی نہاہ دریافت کرنا محال ہے - آج تک جو کچھہ ہوا اور ہورہا ہے، وہ تنہا، بلا شرکت غیرے، محض اس بطل عظیم کے دماغ کی کارسازی ہے - اُس کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ اہل عرب کے دلوں کو اسطرح اپنی مٹھی میں لے لیا کہ آج تمام قبائل اسکی پرستش کرتا ہے -

عربوں نے تو اسکا نام (پیغمبر ثانی) رکھدیا ہے، [یہ محال ہے کہ کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں کسی شخص کو پیغمبر قرار دے، ممکن ہے کہ انورک کے عقیدت و عزت کاموں کی وجہ سے عربوں نے مجازاً کبھی یہ لفظ کہدیا ہوگا اور نامہ نگار نے سمجھہ لیا کہ اسی نام سے ہمیشہ پکارتے ہیں (الہلال)] کوئی عرب کبھی (انورک) نہیں کہتا بلکہ ہمیشہ (انور پاشا) کہکر پکارتا ہے، اور نام لینے کے ساتھہ ہی ادباً سر اظہار تعظیم میں جھکا دیگا - کوئی عرب ایسا نہیں ملیگا جسکے دل کے اندر (انور پاشا) کی حسن تصویر موجود نہو، سچ یہ ہے کہ آج صحرا اور اندرون طرابلس و درنہ میں اس خوبصورت پیکر کی پرستش کی جا رہی ہے -

ایک نئی مہم

کل یہاں یہ افواہ سب کی زبان پر ہے کہ عنقریب درنہ پر ایک سخت منصلہ کن حملہ کرنے والے ہیں، اور اسکے انتظام میں مصروف ہیں، لیکن اگر یہ سچ ہے تو ایک سخت مہلک جانبازی کا موقعہ ہوگا، کیونکہ درنہ میں اٹالین بحری قوا ساحل پر ہر جگہہ سے زیادہ اور گولہ باری میں خوفناک ہیں اور ساحل پر قدم رکھ کر وہ جہازوں کے توپوں ہی سے سخت خونریزی کرسکتے ہیں - [لیکن بقول میقم کولیرا کے " اہل عرب اب اٹالین گولوں کو کھیلنے کے گیند سے زیادہ نہیں سمجھتے" اور گذشتہ معرکے اسپر شاہد ہیں] -

اٹلی کیلئے " نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن "

حقیقت یہ ہے کہ اٹلی اب دلدل میں پھنس گئی، اسکے لئے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ موجودہ مقبوضات سے آگے بڑھ سکے، مگر یہ بھی ممکن نہیں کہ واپس چلی جائے (مگر جوانہ حالی کرکے) طرابلس کو فتح کرلے، اور اسی صورت پر اُس نے ابتدا میں ایک قدر سرعت کی آن بان دکھلائی تھی - لیکن اصلی مسئلہ اندرون طرابلس کا ہے، وہ ملک کی طبعی حالت، استوں کی مشکلات، صحرا کی مہلک قلت آب، علم برداری کیلئے

" تو (فرنگی محل) سے جدا ہو جانے کیا آپ قرآن و حدیث کے استدلال کا سرٹیفکیٹ رکھتے ہیں ؟ جس نصاب نظامیہ کی تدوین وہاں کے علم و عمل کا ثبوت ہے ' وہ بھی تو اسلام کی جگہ حضرت (ارسطو) کے دین مبین کے متون و شروح و حواشی و فرہنگ و تعلیقات وغیرہ وغیرہ پر مبنی ہے "

" آپکو تو ہر بات میں منطق سوجھتا ہے ' پہلے آپکا صغرا کبری تو سن لیجئے

ایڈیٹر عالم نہیں

اور جو عالم نہیں وہ جاہل ہے

پس ایڈیٹر جاہل ہے

چونکہ شیخ موصوف (المنار) کے ایڈیٹر ہیں لہذا وہ عالم نہیں جب عالم نہیں تو دار العلم و العمل کے علما کیونکر ایک جاہل کے استقبال کے لئے جا سکتے ہیں ؟ '

" مگر میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ اس خوف سے نہیں گئے ہونگے کہ شیخ موصوف اردو نہیں جانتے ' اور عربی میں گفتگو کرنی پڑیگی "

" کیا خوب ' تو گویا آپکے خیال میں آج جو علما حضرت (ملا نظام الدین) کی مسند سنبھالے ہوئے ہیں ' وہ عربی میں چار لفظ بول بھی نہیں سکتے ؟ مولانا (عبد الباری صاحب) جب مکہ معظمہ گئے تھے تو عربی میں وعظ کرتے تھے "

" شاید ' مگر ہم تو تحریر و تقریر کو یکساں سمجھتے ہیں ' جو شخص صحیح عربی لکھ نہیں سکتا وہ بدرجۂ اولی بول بھی نہیں سکتا "

" نہ تو آپنے پہلی بات سے بھی عجیب تر سنائی ' آپنے انکا وہ عربی رسالہ نہیں دیکھا جو انہوں نے اپنے والد مرحوم کے حالات میں لکھا ہے ؟ "

" دیکھا تو ہے "

" پھر وہ تو عربی میں ہے "

" جی ہاں ' مگر فرنگی محل کی فرنگی عربی میں "

" یہ کیونکر ؟ "

" زیادہ تو نہیں ' مگر ایک دو مقام مجھے اس وقت بھی یاد ہیں - اپنے والد کے مرض الموت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں (فجاء الحکیم ' و رای نبضه) نہیں معلوم یہ کہاں کی بولی ہے اور مطلب کیا ہے ' کوئی عرب تو اسے سمجھ سکتا نہیں ' بظاہر موقع کی مناسبت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم سے مراد طبیب ' اور (رای نبضه) سے مراد نبض دیکھنا ہے - چونکہ اردو میں طبیب کو حکیم کہتے ہیں ' نیز یہ بھی محاورہ ہے کہ " حکیم نے نبض دیکھی " اسلئے حضرت نے اسی کا عربی ترجمہ بھی کردیا ! یہ نہ سمجھے کہ عربی میں حکیم تو فلاسفر اور حکیمانہ باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں اور نبض دیکھنے کو (جس نبض) کہیں گے ' یا کچھ اور ' مگر دیکھنا نہیں کہیں گے ' یہ تو مرزا غالب کے ایرانی دوست کا فارسی ترجمہ ہوگیا جس نے اپنے پڑوسی کے محلے (باغ اراں) کو (محلہ گرد کساں) لکھدیا تھا پھر جناب وہ اگر اسقدر بھی جانتے تو ایسی ہی عربی میں

(شیخ رشید رضا) سے گفتگو بھی کرتے اور وہ خوف سے منہ تکتا کہ یہ کہاں کی بولی ہے ؟ اچھا ہوا کہ عقلمندی سے صاف نکل گئے "

" لیکن "

بس پھر تو میں بھی اس دوسرے موضوع سے گھبرا گیا جب تک (نعت شریفہ) تک رہی ' تو سننے میں لذت بھی آتا رہا ' لیکن اب یہ دار العلم والعمل میں کہاں ٹھوکریں کھاتے -

خیر ' تو مقصد یہ ہے کہ آپ اسی صاف بازاری مثال تو بھی سوالات میں ہے یہ مکالمہ اسلئے محفوظ رکھا کہ یہ خبر صرف کے متعلق [illegible] ([illegible]) و ہندوستانی کمیٹی کے صدر تھے اور سنا ہے کہ انکو ترکی اسلام ' علی الخصوص فوج ازل کے واقعات سے بڑی دلچسپی ہے ' نیز جب جائیگا تو انکی دلچسپی اور انبساط خاطر کا ذریعہ ہوگا ' اور زیادہ تر اسلئے بھی کہ لیکن اللہ تعالیٰ حقیقت اس مکالمے کی سماعت سے کیا ' بلکہ لکھنے سے بھی طبیعت گھبرائی ہے ' معاف فرمائیے ' پھر کبھی حاضر ہونگا ' بار زندہ صحبت باقی - (کشاف) -

امیر المجاہدین صاحب المجد العالی

محمد حسین بک ترکستانی

جس نے جنگ میں مجاہدین طرابلس کی اعانت کیلئے

دو لاکھ روپیہ

بھیجا ہے

انشاء اللہ آئندہ نمبر میں انکے حالات شائع کیے جائیں گے

ارض طرابلس

مسیحی تہذیب کا ایک خونیں منظر - طرابلس میں قتل عام

" آجکل جو کچھ ہو رہا ہے اسمیں میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، میں تو آئندہ حالت کو دیکھتا ہوں اور طرابلس کا مستقبل فی الحقیقت وہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنکو آپ دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے مدرسوں میں کیسی پر شوق جد و جہد کے ساتھ مشغول ہیں، آج کے یہ بچے کل اصلاح و انقلاب کے اسباب ہونگے -

ملک کی سب سے بڑی مصیبت جہل ہے، جہل اسمیں قبول نہیں کرسکتا، میں باہر کے دشمن سے زیادہ اس اندرونی دشمن کے مقابلے میں سرگرم جہاد ہوں، عام تعلیم کے علاوہ یہاں زیادہ تر عملی زرعی تعلیم کی ضرورت ہے اور جیسا کہ آپکو معلوم ہے اسکے لئے خاص طور پر انتظام کر رہا ہوں -

یہاں بھی تمام ملک کی طرح غفلت اور قناعت کی نیند میں ہر شے مبتلا تھی، حتی کہ نباتات و اشجار بھی، لیکن وقت نے بہت جلد جگا دیا ہے، تھوڑی سی قوت ارادی و عملی کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اس سر زمین کے تمام ابواب زندہ ہوجائینگے "

ناظرین یہ تصور نہ کریں کہ (غازی انور بک) کے یہ صرف ارادے اور منصوبے ہی ہیں، گو یہ عدیم النظیر انسان قوت فکر و عمل، دونوں کا مجموعہ ہے، مگر عمل اسکے تخیل پر غالب ہے، اسکا ارادہ اور عمل، دونوں ایک ساتھ ظہور میں آتے ہیں، اس نے ابتک کسی ایسی چیز کا خیال نہیں کیا جسکو جلد سے جلد وہ عمل میں نہ لاسکا ہو، اس گفتگو میں جتنی باتیں اسکی زبان سے نکلیں سب کے عملی مظاہر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں - مدرسے جاری ہوچکے ہیں، شفاخانے اپنی خدمات میں سرگرم ہیں، صنعت و حرفت کی تعلیم کا اچھے سے اچھا انتظام ہے، زرعی تعلیم جسکی طرف غازی موصوف نے اشارہ کیا تھا اسکے بھی تمام لوازم و وسائل مہیا کئے جاچکے ہیں اور بعض ضروری آلات و مواشی آرہے ہیں، [کیونکہ عملی زراعت کی تعلیم گاہ قائم ہوگی] اور عنقریب پہلے زرعی مدرسے کی رسم افتتاح کا جلسہ منعقد ہونے والا ہے -

مصر کی ڈاک

مصراطہ

(مصراطہ) کی نسبت اٹلی نے اعلان کردیا ہے کہ ہم نے قبضہ کرلیا حضرت محمد المہداوی الطرابلسی لکھتے ہیں کہ یہ خبر قابل تسلیم نہیں، مصراطہ ایک سخت ریگستانی مقام ساحل سے دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے، وہاں کے تمام باشندے نہایت قوی و طاقتور آلات جنگ سے مسلح، صاحب ہمت و غیرت اور ہر طرح کے سامان کارزار ذخیرہ رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے جنگ پسند اور سخت و ناقابل تسخیر ہیں، تمام طرابلس انسے ڈرتا رہتا ہے اور کبھی نہیں چھیڑتا، میں حیران ہوں کہ کیونکر اٹلین اپر اس آسانی سے غالب آسکتے ہیں جبکہ وہ طرابلس کے صحرای اور آسان ترین حصص پر بھی قبضہ نہ کرسکے، یہ خبر محض غلط ہے اور یا مصراطہ کے قرب و جوار میں کوئی واقعہ گذرا ہے، بہرحال اسپر ابھی اعتبار نہ کیجئے (العلم ۲۲ جولائی)

میدان جنگ سے تار

النیل قاہرہ

(طبروق ۱۷ - جولائی - درنہ سے روانہ ہوا ۱۹) آج صبح دس بجے اٹالین مورچوں نے پچاس بم کے گولے عثمانی جھاڑی پر پھینکے، ہر گولے کا قطر ۱۵ - سنٹی میٹر کا تھا، عثمانیوں نے بھی اسکا جواب دینا شروع کردیا، اور سامنے نکلکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن اپنی عادت کے مطابق مورچوں کے خطوط میں محصور ہے اور وہیں سے حملہ کر رہا ہے لیکن نہ پورے پچاس گولے بیکار گئے اور ایک متنفس کو بھی نقصان نہ پہنچا سکے -

(ایضاً ۱۸ - ۲۰) بم کے گولوں کا سلسلہ برابر جاری ہے، لیکن کل کی طرح آج بھی کوئی نقصان نہیں ہوا، جرمن اخبار (کورت دی مرادلمعور) کا ایک نامہ نگار آج یہاں آیا ہے - (لوایرا)

جانوروں کی نامناسبت، اور موسم کی ناقابل برداشت اذیت رسانی سے بالکل ناواقف تھی، اور اب بھی ناواقف ہے - یہی سبب ہے کہ باوجود عظیم الشان سامان جنگ کے مٹھی بھر عربوں کے آگے اسکی کچھ نہیں چلتی۔ آجتک اطالی کوشش کر رہے ہیں کہ اس مشکل کو حل کریں، کئی رہنما یکے بعد دیگرے صحرا میں بھیجی گئیں، لیکن سب کی سب ناکام اور اکثر حالتوں میں ضائع ہوگئیں، انکو معلوم نہ تھا کہ صحرا میں کہاں کہاں قدرتی موقع جنگ کے لئے معتد موجود ہیں۔ کہیں بڑے بڑے خندقیں ہیں، کہیں ایسے بڑے گڑھے ہیں، جنمیں یکایک ایک بڑی جماعت کود کر غائب ہو جا سکتی ہے اور دشمن اسکا پتہ نہیں لگا سکتا، ریگ کے تودے اور ٹیلے ہیں جو کبھی حملہ آور کو دیوار کی آڑ کا کام دیتے ہیں اور کبھی اوپر سے نشانہ لگانے کیلئے ایک عمدہ مورچے کا - اہل عرب یہاں کے چپے چپے سے واقف ہیں اسلئے ان تمام قدرتی مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن اطالین بدتدبیری کی وجہ سے جب کبھی قدم بڑھاتے ہیں، اپنے تئیں کٹوا کر ضائع کردیتے ہیں -

فرض کیجئے کہ لق و دق صحرا میں ایک رجمنٹ بے خوف و خطر قدم اٹھاتے چلی جارہی ہے، جہاں تک چاروں طرف اسکی نظر جاتی ہے، سناٹا اور سکون نظر آتا ہے، ناگاہ ایک طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوتی ہے اور پھر عربوں کا ایک ہجوم سامنے نظر آتا ہے لیکن جب تک یہ سنبھلکر جواب دیں، ناگاہ جادوگروں کی مخفی طاقتوں کے عجائب کی طرح عرب بعجلت بھاگکر یا اڑکے غائب ہو جاتے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان ؟

مجاہدین کے اسلحۂ جنگ

اہل عرب بالعموم پرانی قسم کی بندوقیں استعمال کرتے ہیں، ایک بڑی جماعت تو ابتک صحرائی آلات ہی پر قانع ہے اور اسمیں شک نہیں کہ انکا استعمال ایسی اچھی مشق اور کامل ہشیاری سے کرتے ہیں کہ جدید اسلحوں کا کام دیجاتے ہیں، (انور بک) نے جدید قسم کی بندوقیں انکے لئے مہیا کرنے کی کوشش کی تھی مگر انہوں نے انکار کردیا اور اپنی پرانی بندوقوں اور صحرائی آلات کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئے - رہی توپیں، تو مجکو یقین ہے کہ ترک افسروں کے پاس وہ کافی تعداد میں موجود ہیں، خصوصاً (عزیز بک) کمانڈر بنغازی کے پاس - ابتدا میں (انور بک) کے پاس صرف دو توپیں تھیں، مگر اسکے بعد بعض عمدہ قسم کی (میترالیوز) توپیں اطالیوں سے چھین لیں اور انکا سامان بھی بکثرت غنیمت میں ہاتھ آگیا -

لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اہل عرب کی سب سے بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں ایسے نڈر، بے باک، بے خوف اور ہشاش بشاش رہتے ہیں گویا غم کی ذرہ لاکھ نوع وجود ہی نہیں رکھتی، میں بہت سے عربوں سے ملچکا ہوں اور ہر طرح سے انکو ٹٹول چکا ہوں مجکو ایک عرب بھی ایسا نہیں ملا جسکے دل میں رائی برابر بھی اطالیوں کا رعب اور خوف ہو، وہ ہمیشہ اطالین فوج کی نامردی کی ہنسی اڑاتے ہیں، اور اٹلی نے جنگ کے جو خیالی خاکے طیار کئے تھے انپر بے تکان قہقہے لگاتے ہیں -

(٤)

غازی انور بک کا دارہ درنہ میں بیان

(جنگ میں انتظام امن، خونریزی سے جلب حیات)

موسیو (کولدرا) مالک الدیل نے طرابلس چھوڑنے سے پہلے غازی انور بک سے آخری ملاقات کی اور انکے خیالات میدان جہاد کی موجودہ حالت کی نسبت دریافت کئے، اس صحبت کا خلاصہ (الدیل) نے ۲۴ جولائی کی اشاعت میں شائع کیا ہے، غازی موصوف نے فرمایا

" جنگ و قتال، قتل و خونریزی، کوئی ایسی عمدہ چیز نہیں ہے جسمیں ہم زیادہ مشغول رہنا چاہیں، البتہ اس جنگ کو بسند بہتر سمجھنا چاہئے جسکا زمانۂ حال گو خونریزی ہو مگر مستقبل میں امن و زندگی کی کوئی اصلاح اور بہتری اپنے اندر رکھتی ہو-

یہیں دیکھئے کہ اٹلی کے جو جنگی جہاز آپ ساحل پر دیکھ رہے ہیں وہ گو اپنی توپوں کے گولوں کا ہدف عربوں کے کملوں اور ٹھسّوں سے بنے ہوئے عارضی خیموں کو نشانہ بنانے کیلئے آئے ہوں، مگر فی الحقیقت انکے خون ریز اور مہلک منصوبوں سے ہمکو تو زندگی اور امن کے وسائل حاصل ہوگئے، انکے گولے ہماری فوج کو زخمی نہ کرسکے، مگر ہمارے غافل دلوں کو انہوں نے ضرور جانکنی مار کر ہشیار کردیا [ان اللہ لیؤید ہذا الدین برجل فاسق - الہلال] قدیم عثمانی حکومت نے اس افریقی علاقے سے بالکل آنکھیں بند کرلی تھیں، ضروری اصلاحات و انتظامات کا کبھی بھی اس اقلیم نے منہ نہ دیکھا، لیکن اٹلی نے ہمکو مجبور کرکے زبردستی کام پر لگادیا ہے، میرا زیادہ تر وقت آجکل صرف ملکی و تمدنی اصلاحات اور تدابیر کے انتظام پر صرف ہورہا ہے تاکہ جنگ نے جو فرصت دیدی ہے اسمیں اس تمام افریقی علاقے کی دائمی اور مستحکم اصلاحات انجام پاجائیں، اس کام کیلئے بہت سے قیمتی اتفاقات ایسے ہمیں حاصل ہوگئے ہیں جو بصورت عدم جنگ کبھی ہاتھ نہ آتے اور تمام کام اللہ کے فضل پر موقوف ہیں "

میں نے [یعنی موسیو کولدرا نے] صلح کی افواہوں کی نسبت پوچھا تو معاً قطع کلام کرکے ایک پرجوش اور انقطاعی لہجے میں کہا کہ

" تعجب ہے کہ آپ یہاں (صلح) کا لفظ زبان پر لاتے ہیں، اسکا تو نام بھی نہ لیجئے، طرابلس کو اسکی قدیمی حالت پر بدستور چھوڑ کر چلدینا ہی صلح ہے ورنہ اس لفظ کے یہاں کوئی معنے نہیں - اگر دولت عثمانیہ طرابلس چھوڑ دینے پر راضی بھی ہو جائے تو ہمیں کیا ؟ آپ ہماری ترکی اور عربی فوج میں پھرکر ایک ایک آدمی سے پوچھ دیکھئے، کیا کہتے ہیں، اگر وہ سرزمین طرابلس کی ایک بالشت بھر جگہ بھی چھوڑ دینے پر راضی ہو جائیں تو میں ایک منٹ کیلئے تو ضرور معاہدہ لکھدوں "

اصلاح تعلیم و تاسیس مدارس

پھر میں نے انکے جدید تعلیمی انتظامات کا ذکر چھیڑا، انہوں نے یہاں عرب قبائل کی تعلیم کیلئے مختلف مدنوں اور مختلف درجوں کے مکتب اور مدارس جاری کردئے ہیں، انکی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے

چھوٹے شہروں میں بھی وہاں کے مسلمانوں نے باہم ملکر تعلیمی انجمنیں قائم کر رکھی ہیں، حکومت اُسکو ابتدائی تعلیم کیلئے گرانٹ دیتی ہے اور باقی کا وہ خود انتظام کر لیتے ہیں

بعض قریوں میں ایسے اسلامی مدرسے بھی دیکھے جنکا کل انتظام بعض مسلمان عورتوں کے ہاتھہ میں ہے اور وہ لڑکیوں کو تعلیم بھی دیتی ہیں -

مسلمانان چین علوم و فنون سے بھی غافل نہیں صنعت و حرفت پر بھی انہوں نے پوری توجہ کی ہے، علی الخصوص زراعت اور تربیت حیوانات متعددہ کی درسگاہیں بھی قائم و جاری ہیں، روئی کی کاشت اور صنعت کی عملی تعلیم گاہیں بھی میں نے بکثرت دیکھیں -

کوئی قوم بغیر ایثار و قربانی کے نئی زندگی حاصل نہیں کرسکتی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہر جگہ مجھکو بکثرت ایسے لوگ نظر آئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اصلاح قوم کیلئے وقف کردی ہیں، جسقدر انجمنیں اور درسگاہیں ہیں، ان میں کام کرنے والے اکثر ایسے ہی لوگ ہیں -

عنقریب ایک بہت بڑی تعلیمی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جسمیں جاوا وغیرہ سے بھی لوگ آکر شریک ہونگے اور چینی مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر بحث کرینگے، اگر مجھکو اس کانفرنس میں شرکت کا موقعہ ملا تو میں اسکے نتائج سے آپکو اطلاع دونگا اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ آپ عثمانیوں کو بھی اپنے ان دور دراز ملک میں رہنے والے بھائیوں کی حالت پر توجہ کرنی چاہئے، انکے وہ جو کچھ کر چکے ہیں، عظیم الشان اور جرأت انگیز ہے، لیکن کام روز بروز پھیلتا جاتا ہے، اور آئندہ کیلئے ناگزیر ہے کہ اور اسلامی ملکوں سے بھی چینی مسلمانوں کو مالی مدد دی جائے -

ترک و عرب فدائی اٹالین جہاز میں
ترک عورتوں کو بے نقاب کر کے اٹالین افسر جبراً مجبور کر رہے ہیں کہ کپڑے اتار دیں اور انکی جگہ قیدیوں کے کپڑے پہن لیں - ایک لڑکی رو رہی ہے اور ایک ترک لڑکی جوش عفت پرستی سے غضبناک ہے -

ولایت کی ڈاک

محمود شوکت پاشا

ڈاکٹر اے ڈیلن کی ملاقات کا بقیہ

ہوائی جہاز اور سب میرین

محمود شوکت نے سلسلۂ سخن جاری رکھکر کہا " زمانۂ آئندہ میں ہوائی جہازرانی کا کوئی ترانہ نہیں سنائی دیگا جب تک کہ لائق تحصیل نتائج روشن نہ ہولینگے ہمکو انتظار ہی کرنا چاہئے - اس جنگ کے زمانے تک یہ ایک بے قدر اور ناچیز شے ہے جو ایک غلط انداز نظر کے بھی قابل نہیں - یہی سبب تھا کہ ہم نے ان جدید تر آلات جنگ پر ایک کوڑی بھی صرف نہ کی "

میں نے جواب دیا - " آپ نے جو کچھ کہا نہایت دلچسپ معلوم ہوتا ہے - اب فقرہ فروشوں کو تامل کرنے کا موقعہ ہاتھہ آئیگا جو بے لگام کہ بیٹھے ہیں کہ ہوائی جہاز قومی تحفظ کے لئے گویا ختم الایجادات ہے کیونکہ وہ بلندی سے بے خطا ایک پانچ من کا بم آہن پوش جہاز پر پھینک سکتا ہے - فی الحقیقت یہ دعوا ہی دعوا ہے - [اِستبلائزر] بھی، جو ہوائی جہازوں کو قائم و ساکن رکھتا ہے (جب وہی لوگ بم وغیرہ پھینکتے رہتے ہیں) جنگ کی بدعات جدیدہ میں سے ایک دوسرا آلہ ہے جسکی تعریف میں ایک خلقت رطب اللسان نظر آتی ہے - میں چونکہ اسپر رائے زنی کا اہل نہیں لہذا آپ کے خیالات سننے کا آرزومند ہوں - میں تو سمجھتا ہوں کہ آزمایشوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں، کیا آپ کا بھی یہی فیصلہ ہے ؟ "

محمود شوکت پاشا - " ہاں یہی فیصلہ "

میں - " دوسری حسرت کی باتیں جو میں نے ترکی میں سنیں یہ ہیں کہ ترکی بیڑا بالکل کاہل پڑا ہے - خود آپ ہی کے لوگ آہ و بکا کرتے ہیں کہ اٹلی تحت البحر جہازات کیونکر عظیم کے جنگی جہازوں کے پیچھے نہیں دوڑائے گئے - وہ اسپر مصر ہیں کہ تارپیڈو کشتیاں یا تحت البحر، گو آہن پوشوں کے مقابلے میں قامت بہت چھوٹے ہیں، لیکن جب انکی دیو پیکر جہازوں کو تباہ کردینے والی قوت دیکھی جائے گی، اسوقت انکی قدر کا اندازہ ہوسکیگا - دشمن کے سب سے بڑے جنگی جہاز کی تباہی کی قیمت میں آپ ۲۵ تحت البحر مول لے سکتے ہیں "

محمود شوکت پاشا - (جواب دیتے وقت پاشا کی آنکھیں چمک اٹھیں) گفتگو اور مطبوعات کے ذریعے سے آپ نے اپنی بحث کے جو مقدمات قائم کئے ہیں وہ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں، تخیل مشتعل ہوتا ہے - لیکن ابھی وہ کچھ زیادہ معاد نہیں دکھائینگے تحت البحر (سب میرین) دعوے میں تو صحرا دستگاہی دکھاتے ہیں لیکن کامیابی میں قطرہ آشنا بھی نہیں نظر آتے - انکی کارگذاریوں کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے تو کھوٹا کھرا صاف کھل جائیگا - دنیا کو دعوا ہے کہ وہ جہاں چاہیں بجلی کی طرح آپڑیں، اسپر طرہ یہ کہ انسان کے حواس خمسہ میں سے کسی حس کو احساس بھی نہو - اسپر مستزاد یہ کہ جتنی دور تک چاہیں چلے آئیں

المؤید قاہرہ

طرابلس میں دو نئے مدرسوں کا افتتاح' عثمانی کیمپ میں سکون و طمانیت

(تعاری ۱۵ - جولائی - تعدی ۱۷) کل یہاں دو نئے مدرسوں کی رسم افتتاح نہایت شاندار طریقہ سے ادا کی گئی' ہمارے کیمپ میں یہ نئے مدرسے ملاکر اب چار مدرسے ہوگئے جنمیں بالفعل چھ سو طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں -

ہماری فوج کے سپاہی کمال راحت و آرام میں ہیں' بازار کی حالت بہت اچھی اور خرید و فروخت جاری - کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ نئے قافلے یہاں نہ پہنچتے ہوں' پانی کافی اور ذخیرہ وافر ہے' اطالیوں کی حالت بدستور' مورچوں اور گڑھوں میں پناہگزیں' اور عربوں کے رات کے حملوں کے خوف سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں' عرب کے شیوخ کو خبر ملی تھی کہ وزیر اعظم اٹلی نے باب عالی کو دھمکی دی ہے کہ عنقریب ایک سخت ضرب لگائی جائے گی' وہ خوش ہیں کہ شاید اس دھمکی میں تعاری' درنہ' طبروق' خمس اور طرابلس کو بھی کچھہ کچھہ حصہ ملے گا اور اب یہ موجوں سے باہر نکلکر سامنے آئیں گے' جو بلا شائبۂ مبالغہ انکے لئے عید جانے کا کام دے رہے ہیں ورنہ اطالیوں کا موجودہ حالت میں یہاں پڑے رہنا تو سخت شرمناک ہے' بشرطیکہ شرم باقی رہی ہو -

جنگ کے تازہ ترین کوائف

(ایضاً ۱۶ ۱۸) موت کے سائے میں قطع مسافت کرکے بعض اہالی شہر ہم سے آکر ملے' انسے معلوم ہوا کہ اطالی چھاونی شدت بخار متعدی سے ہلاک ہو رہی ہے' شہر والوں کو ابتک کوئی نقصان نہیں پہنچا' البتہ فقر و فاقے سے تباہ حال ہیں' اطالی نہ تو انکو زندہ رہنے کا سامان حاصل کرنے دیتے ہیں اور نہ شہر سے نکلنے دیتے ہیں -

انسے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخری مقابلہ جو (شوالعک) کے مورچے کے قریب ہوا تھا' اسمیں کئی اطالی افسر بھی مقتول ہوئے تھے' اسی جنگ میں اطالی کمانڈر نے دیسی فوج (عرباویہ) پر [جو بعض وطن فروش شہریوں سے مرتب کی گئی ہے] الزام لگایا تھا انکو آگے رہنے کا حکم دیا گیا تھا مگر تعمیل نہ کی' بالاخر انکے افسر اعلی (فرج الشرس) نامی کو قتل کی سزا دی گئی' [اولئک الذین اشتروا الضلالة بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین] اس واقعہ سے تمام دیسی سپاہیوں کے دل ٹوٹ گئے اور سب چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں -

اس ملت فروش دیسی فوج کے جو آدمی جنگ میں مقتول ہوئے تھے انکے لئے اطالیوں نے (شیخ احمد ؛ قربادی) امام مسجد تعاری کو بلاکر کہا کہ انکی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو' لیکن شیخ نے یہ کہکر انکار کردیا کہ " ان پر نماز پڑھنا کسی طرح جائز نہیں' کیونکہ یہ تمہارے ساتھہ شریک ہوکر اسلام سے مرتد ہوگئے تھے " [جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزا] اسپر اطالی کمانڈر نے سخت غضبناک ہوکر انہیں قید کردیا ہے' مشہور ہے کہ دس سال تک قید رکھا جائے گا - [وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون]

عالم اسلامی

مسلمانان چین

مقتبس از جون ترک قسطنطنیہ

بقلم ڈاکٹر گدرور الپی

میں اپنی سیاحت چین کو ختم کرچکا' لیکن چین کے ذکر میں سب سے زیادہ اہم چیز (مسلمانان چین) ہیں -

میں جب کسی مسجد یا اسلامی مدرسہ کے پاس سے گذرتا' جو وہاں کے نوآباد مسلمانوں نے قائم کر رکھے ہیں' تو ایسے موثر اور دلکش مناظر نظر آتے جنسے میرے اعماق قلب تک میں جنبش پیدا ہوجاتی' میں چاہتا ہوں کہ اسطرف ایک مختصر سا اشارہ چند سطور میں کردوں -

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سو صدیوں سے تعلیم اسلامی اپنا کام کر رہی ہے لیکن ادھر دس سال سے جو انقلابی دور تعلیم اسلامی پر طاری ہوا ہے وہ فی الحقیقت ترقی و عروج کی ایک جدید تحریک ہے اور وہاں کے مسلمانوں کی عظیم الشان اسلامی جماعتوں نے اسکی بنیاد کو سر بفلک عمارت تک پہنچا دیا ہے' بڑی بڑی تعلیمی انجمنیں قائم ہوچکی ہیں' وسیع و عظیم کالجوں کا افتتاح ہوچکا ہے' ترقی کی لہر ہر طرف طوفان انگیز ہے' صرف مردوں کی تعلیم ہی پر نہیں' بلکہ لڑکیوں کی تعلیم پر بھی اپنی بہترین فرصت صرف کی جا رہی ہے' میں نے کوئی چین کا بڑا شہر نہیں دیکھا' جہاں کوئی بہت بڑی اسلامی انجمن قائم نہو' اور وہ بڑے بڑے مدرسوں کے قیام و انتظام میں مصروف نہو -

بالفعل چین کے دینی مدارس میں تین جماعتوں کو تین سال میں تعلیم دی جاتی ہے' پہلے سال صرف و نحو وغیرہ' سال دوم ادب عربی' سال سوم تفسیر قرآن - ہر مدرسہ کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد بھی اسکا ضروری جزو ہے جہاں پانچ وقت طلبا جماعت کے ساتھہ نماز ادا کرتے ہیں - مسجد کے ساتھہ ہی بورڈنگ ہاؤس ہیں' جہاں طلبا آرام و راحت سے رہتے ہیں اور دن میں چار مرتبہ کھانا تقسیم ہوتا ہے -

طبروق میں مجاہدین عرب و ترک کا حملہ

نے کہا - ممالک غیر میں یہ خیال بار بار دہرایا جاچکا ہے کہ ترکی کے پاس بحری سامان موجود نہیں ' پس جنگ کا نتیجہ ظاہر ہے "

محمود شوکت پاشا - " ہاں مجھکو معلوم ہے - اس قسم کے متعدد فیصلے خود ساز ناقدوں اور غیب دانوں کے زبان و قلم سے ہوچکے ہیں - میں کوئی مدبر نہیں ' سپاہی ہوں - میرا وظیفہ ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کئے جاؤں - میں نے ایسا کیا ' اور کئے جارہا ہوں اور کرتا رہونگا - ہماری فوجوں کا فرض ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ کو روکیں ' اپنے جانوں تلف نہ ہونے دیں اور یہ فرض وہ ادا کئے جائینگے " -

مدیر - " کیا آپ کا خیال ہے کہ کامیابی کے ساتھ دفاع کرسکینگے ؟ "

محمود شوکت - یقیناً ' حتماً ' کامیابی کے ساتھ "

مسئلہ طرابلس پر

فرانس کے سابق وزیر جنگ کے خیالات

موسیو (ہانوتو) سابق وزیر جنگ فرانس ایک مشہور سیاسی اہل قلم اور اسلامی مسائل کا واقف کار ہے ' حال میں فرنچ اخبارات نے جنگ طرابلس کی نسبت اسکے خیالات شائع کئے ہیں ' وہ لکھتا ہے

" یورپ کی حالت آجکل سخت درجہ ردی ہو رہی ہے ' اٹلی اور ترکی کی جنگ ایک مرض متعدی کی صورت اختیار کر رہی ہے ' اٹلی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں برباد کیا ' ترکی کی داخلی مقاومت نے اُسے ساحل پر کھڑا کردیا ہے اور ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتی -

تمام عالم اسلامی اس جنگ کے نتائج کا انتظار کررہا ہے کیونکہ اب نہ کوئی استعماری (کالونیل) یا بحری توازن کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک محض دینی اختلاف کا سوال ہوگیا ہے ' اور اسمیں شک نہیں کہ اٹلی - جس نے الحاق طرابلس کا گولہ خود اپنے پاؤں پر پھینک مارا ہے - اب اس سوال کی قیمت کا اچھی طرح اندازہ کرسکتی ہے -

* * * * * * * * * * * * * * *

ترکی کے حرکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورے سکون سے اُس وقت کا انتظار کررہی ہے جب دشمن اپنی تمام قوت خرچ کرکے بالکل مفلس ہوجائےگا ' اُس وقت وہ ایک آخری ضرب لگائیگی اور اسکا بڑا ثبوت عثمانی ولایات کی فوجی نقل و حرکت ہے -

ممکن ہے کہ تم ترکی کو الزام دو کہ اُس نے طرابلس کی مدد کی کوشش نہیں کی ' لیکن میں جواب میں کہونگا کہ جو حالات ہیں ' انکے لحاظ سے یہ اعلی درجہ کی دانشمندی تھی کہ ترکی اپنی تمام فوجی قوت کو قلب حکومت میں جمع کرتی اور طرابلس کی فکر چھوڑ دیتی ' کیونکہ وہاں عرب باشندے تمام افریقی ولایات کو دشمن سے بچالینے کیلئے پوری طرح کافی ہیں اور اٹلی کی بدبختانہ غلطی یہی ہے کہ حملے سے پہلے عربوں کی عسکری قیمت کا اندازہ نہ کرسکی -

ترکی نے جو کچھ کیا یہ اسکی فوجی تقسیم کی اعلی سے اعلی قابلیت و مہارت کا ثبوت ہے -

ہم اس موقعہ پر اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ وہاں ایک فوجی طاقت ہے جسکی تعداد ۶۰۰،۰۰۰ سپاہیوں تک پہنچکر ختم ہوتی ہے اور تمام اسلحہ و ذخائر ضروری اپنے ساتھ رکھتی ہے ' اور وہ یورپ کی سب سے بڑی فوج ہے جسکے بعد کوئی فوجی طاقت کا درجہ نہیں -

البتہ اٹلی کے پاس ترکی کو مجبور کرنے کا ایک ذریعہ ہے ' یعنے درہ دانیال اور قسطنطنیہ پر فوجی قوت کی نمایش ' اگر ہم فرض کرلیں کہ دول اسمیں خارج بھی نہوں گے اور اٹلی بڑھتی ہوئی باسفورس تک پہنچ بھی جائے گی جب بھی اسکے لئے ایک بڑی جنگ کا مرحلہ باقی رہجائے گا اور یہ جنگ عثمانی فوج یعنے دنیا کی آخری درجہ کی بڑی طاقت سے پیش آئے گی اور جہاں آئے گی وہ ایک وسطی نقطہ ہے ' جس سے ریل کے خطوط تمام عثمانی سرحدوں تک پھیلے ہوئے ہیں - ایسی حالت میں اسکا فیصلہ آسان نہیں کہ اٹلی کی فوج کو سمندر کی مچھلیوں کی غذا بننے کے سوا اور بھی کچھ ہاتھ آئے گا یا نہیں ؟

نہ یہی خیال خام ہے کہ اٹلی طرابلس کا انضمام دائرۂ جنگ کو وسیع کرکے لے گی ' اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ اٹالین فوج طرابلس میں طعمۂ ہلاکت ہو رہی ہے ' نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہاں سے فوج ہٹاکر نئے مقامات اور جزائر میں منقسم کر دینی پڑے گی ایسی حالت میں طرابلس کی حالت اٹلی کیلئے بد سے بدتر ہوجائےگی -

آج طرابلس میں صرف ترکی ہی دشمن سے بر سر پیکار نہیں ہے بلکہ وہ تمام عالم اسلامی کو اپنے ساتھ رکھتی ہے جسکی نظریں اسکی ہر حرکت کے ساتھ حرکت کر رہی ہیں ' ضرور ہے کہ وہ دول یورپ جنکے لئے قطعاً اٹلی کا قبضۂ طرابلس مضر ہے اب ترکی کی اعانت کریں ' اور خواہ کچھ ہی ہو اٹلی کیلئے کوئی صورت فلاح نہیں

آجکی حالت سنہ ۱۸۷۸ سے بالکل مختلف ہے جب کہ (گرینڈ نیکولا) نے (سین اسٹی فانو) پر قبضہ کرلیا تھا اور توپوں کے گولے داخل (موعلر) اور (تک ارعلی) پر جاکر پھٹتے تھے ' اُس وقت فی الحقیقت قسطنطنیہ میں نہ تو حکومت تھی اور نہ فوج ' تاہم اس وقت بھی ارس کو کچھ حاصل نہیں ہوا اور اب تو ایسا ہونا محال قطعی ہے -

شؤن عثمانیہ

ترکی اور مانٹی نگرو میں جنگ

(سنتدم ۴ - اگست) کل صبح مانٹی نگرو کے سرحدی گارڈ اور ترکوں میں لڑائی ہوئی اور شام تک جاری رہی - اہل مانٹی نگرو کہتے ہیں کہ ترکوں کی طرف سے پیش قدمی ہوئی تھی اسلئے ہم نے حملہ آوروں کی مورچہ بند خندق کو توپوں سے اُڑا دیا - انکا یہ بھی دعوا ہے کہ ترکوں کے ۵۰ آدمی ہلاک اور ہمارے صرف ۱۲ - لیکن ۱۵ - زخمی ہوئے -

(سالونیکا ۴ - اگست) دوسری اگست کو (کوچنہ) کے بازار میں دو بم کے گولوں کے پھٹنے سے دو یہودی ' چار ترک ' اور ۳۲ بلغاری ہلاک ہوگئے نیز ۳ ترک ۱۱ بلغاری زخمی -

(ستنیم ۳ - اگست) کل ترک اور البانیوں میں تمام رات لڑائی

اگر یہی بات تھی تو ہمارے دشمنوں کو کس نے روک رکھا تھا ؟ آپ نے دیکھا ہے کہ ہمارے جہاز باہر ہیں - اگر بات اسطرح کام بھی آسان ہے تو انکو تباہ کیوں نہیں کرڈالتے ؟ ہمارے دشمنوں کے اس ضبط و خودداری کے لئے کوئی معقول وجہ تو ہوگی کہ وہ کچھہ کر نہیں گزرے - اب مجھے کہنے کی اجازت دیجئے اسکا اصلی سبب خود تارپیڈو کشتیوں اور تحت البحروں کی موجودہ شکلوں کے اندر ہی مستور ہے - پانی کے نیچے انکی کیا رفتار ہوتی ہے ' یہ تنہا کسقدر مسافت طے کرنیکی استعداد رکھتی ہیں ' ان پر ہمکو کتنا اعتماد رکھنا پڑتا ہے ' سطح آب پر ہونیکی سبب ریر آب کن کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ' اور دیگر شرطیں جن پر انکی ساری سودمندی منحصر ہے ' اگر آپ ان امور کا مطالعہ کرینگے تو آپ کو اپنے پیش کردہ نکتہ چینوں کی آرا پر تامل کرنے کے لئے معقول وجوہ ملجائینگی اور بالآخر ہمارے ہم آہنگ ہوکر یہ کہدینگے کہ موجودہ جد جہد اور موجودہ جنگ و پیکار کے لئے یہ کافی آلات نہیں ہیں " -

سرنگیں اور جنگی جہازات

اس مکالمے کو یہاں چھوڑ کر میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے آج ہی شام کو میں نے مشاہیر سلطنت میں سے ایک شخص سے ملکر اسی مبحث پر گفتگو کی - انہوں نے جو کچھہ کہا وہ حسب ذیل ہے —

" اس وقت تک آب ایک لمحے کے لئے بھی تحت البحر پر اعتماد کلی رکھنے کے مستحق نہیں - گرد و پیش کے حالات ہزار مساعد ہوں ' اسپر بھی بمشکل مقصدی ۵ حصے سے زیادہ سرنگیں دشمن کے جہاز کو صدمہ رسانی میں کامیاب ہو سکتی ہیں ' مجرد ایک ٹکرا کسطرح اسکی تباہ سازی کیلئے کافی نہیں - اکثر اشخاص کے خیال میں یہ رائے انقطاعی ہے کہ ایک ٹکرا ایک تباہی کی قیمت اپنے اندر رکھتا ہے ' یہ غلط ہے - ایک آہن پوش کی تباہی کے لئے کم از کم تین چار سرنگیں درکار ہونگی - جنگ روس و جاپان کے زمانے میں ایک روسی جہاز (ریزاریدج) سرنگ سے ٹکرا کر مجروح ہو گیا تھا لیکن از کار رفتہ نہوا تھا برابر جاپانی جہازوں کا مقابلہ کرتا رہا اور کتنوں کو صدمہ پہنچا کر بالآخر بلا کسی رہائی بخش تائید کے صاف نکلکر ایک دفعی بندرگاہ میں واپس چلا آیا - ایک سے لیکر تین صدمات پہنچانے کے لئے کم سے کم تین تحت البحر کی ضرورت ' انکی قیمت تین لاکھہ اسٹرلنگ پونڈ ' اور یہ قیمت ہے ایک (ڈریڈناٹ) یعنی آہن پوش جہاز کی ! ایک آخری وجہ اور سن لیجئے کہ یہ آزمایش کیوں ممکن العمل نہیں ؟ اگر ہمارے پاس تحت البحر موجود بھی ہوں جب بھی ہم انکا استعمال نہیں کر سکتے - ہمارے آدمی کاردان نہیں - یہ آپ جانتے ہیں کہ ہمت و شجاعت جتنی چاہئے موجود ہے - لیکن جہازوں کے استعمال میں جس اصطلاحی مراتب اور ہنرمندانہ دقائق کی ضرورت ہے وہ مفقود ہے - ہمے ماہر کے آدمی ہاں ' جو مل تو سکتے ہیں ' علاوہ قابل ہونے کے وہ رضا و رغبت آنے کے لئے تیار بھی ہیں - لیکن فی الواقع .. . .. ' میں یقیناً کہتا

ہوں کہ ایک قوم کے بعض معتمد سرشتہ افسر بطور خود خدمات قبول کرنے کو بالکل مستعد تھے - اس قوم کا نام بتانے سے میں قاصر ہوں - وہ شریف طبائع جان جوکھوں کا سودا ہمارے ہی لئے مولنا چاہتے تھے لیکن ہماری گورنمنٹ نے انکی ہمدردانہ تجاویز کو شکریہ کے ساتھہ ٹال دیا - مگر کیوں ؟ یہ میں کہہ نہیں سکتا "

طغلانہ گولہ باری

یہاں میں پھر اصل مضمون سے ہٹ جاتا ہوں - جواب عثمانیہ کے ایک مشہور اور نامور فوجی عالم نے آج ہی مجھسے کہا " اب اٹلی (ازمیر) میں ہمکو روکے جزیرے میں نہیں لے سکتی اور اگر کے جزیرے میں لے لیا تو وہ کچھہ کو بھی نہیں سکتی - اگر اس نے حملہ کوئی جاکہ تیار کیا ہے تو اسکو لازم تھا کہ حملہ اسی وقت کر جکتی جب اسکے جہازات (روڈس) اور (استانپالیا) میں داخل ہوئے تھے عمل و کارروائی کے لئے یہی وقت نہایت عمدہ تھا - وہ ساعت گزر چکی ' (ازمیر) کا محفوظ اسلوب اعلیٰ ترین حالت میں ہے آدمی ' سامان حرب ' سرمایہ رسد ' مجاورات کے بعد میں لائی - المحصر کمانڈر کی خواہش کی تمام چیزیں مہیا ہیں - اور جاندار بھی اچھا ہے - اٹلی کے زمین اور دریا میں انکی جنگی جدت کا کوئی نقش ہمارے دل پر نہیں چھوڑا اسکے خلاف بغض کا ہمارے دلوں میں پیدا ہونا ممکن ہے لیکن واقعات تو یہ کہ نہیں گئے ' انہیں آپ خود دیکھیں - ایک واقعہ لیجئے دردانیال کی گولہ باری - اسمیں کونسا عملی فائدہ ہے ؟ اگر آپ ان تمام مقامات کو جا کر دیکھیں تو انکو بحالت قدیم پائینگے - اسکی گولہ باری تعداد بھی اسنے ۳۰۰ تک پہنچ گئے - لیکن یا پانچ پاؤنڈ تک کا بھی نقصان نہ ہوا جو کچھہ ہوا اسمیں تو اسقدر تو واہ نہیں کہ اسکو ہر ہر گولے کی قیمت تقریباً ۱۲۰ پاؤنڈ ہوتی ہوگی اسپر طرہ یہ کہ اسکی توپیں بھی خراب ہوگئیں - ہمارے گولہ اندازوں نے اتفاقیہ خراب دی اور تا کہ کر دو جہازوں کو پیٹ دیا مگر ہم تو اسکی بڑے ہوئے دعوی نہیں -

آپ یہ پوچھتے ہیں کہ ہم نے جزائر میں مورچے چھوڑ دینے کی غلطی کیوں کی اور اپنے کو قیدی کیوں بنادیا ' مگر درحقیقت ہم نے کوئی غلطی نہیں کی - ہتھیار اور سپاہ کے چھوڑ دینے سے فائدہ نہ تھا کہ جزیرے میں امن قائم رہے ' اگر دشمن کی مزاحمت کی جاتی تو فوجی و بحری کمک آنے ہی اٹلی مثل عام کا بازار گرم کردیتی یہ سچ ہے کہ (روڈس) کے مورچے دشمنوں کے مقابلے میں ایک مستقل دفاع کے لئے مستعد تھے ' لیکن غیر مسلم عنصر کی بغاوتوں نے ہماری تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا تاہم حفاظت کی جاسکتی ہے اور کی جائیگی - مدتحملہ ان چند جزائر کے اہل (منقلب) ہے - اگر اسپر حملہ کیا گیا تو دشمن کو ایام آٹھہ دس دن تک سرگرم عمل رہنا پڑیگا - اور چند جزائر کا بھی یہی حال ہوگا - لیکن بہتر ہے کہ تھوڑا کہا جائے اور زیادہ کر کے دکھایا جائے " -

ترکی کا عدوانہ عزم

اب پور محمود شوکت پاشا کی طرف رجوع کرتے ہیں - میں

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد
۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا مام سرا
۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله
۱۵ بیک ناشی نشانات ے
۱۶ منصور پاشا منعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اتالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رهے هیں
۱۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رهے هیں
۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیواریں
۲۲ یونان میں اٹلی کا داخله
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۳ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۴ مجاهدین کی عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ اذر بائجان میں روسی داخله
۲۸ ایران کے سوداں قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ یونس کے بعض مناظر
۳۶ کلوڈیپلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرنیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خان "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خان "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

ہوا کی لیکن کوئی انقطاعی نتیجہ نہیں نکلا انقلاب اطراف و جوانب میں پھیلتا جاتا ہے -

(استنبول ۵ - اگست) عثمانی وزیر نے سرحد کی لڑائی کے متعلق ۲۴ گھنٹے کے اندر تشفی بخش جواب طلب کیا ہے ورنہ سیاسی تعلقات باہمی بالکل ٹوٹ جائینگے -

(سالونیکا ۵ - اگست) کوچانہ سے آنیوالے مسافروں کا بیان ہے کہ بمب کے پھٹنے سے قریب سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے تھے -

(ایضاً) بلغاری قافلے جوق جوق ممالک عثمانی میں داخل ہوکر ضلع (اشتیپ) کے دیہاتوں میں اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں -

(پیرسیرند) اور (میدروتسا) کی فوجیں باغیوں کی شریک ہو گئی ہیں اور (پریستنا) کی البانی کانفرنس میں اپنے ڈیلیگیٹ بھیجدئے ہیں -

(ایضاً ۹ - اگست) کل تمام دن سرحد میں لڑائی جاری رہی - مانٹی نگریوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دامن سرحد سے بھاگ کر دفاعی پہلو اختیار کریں - ترکوں نے سرحد سے پار ہوکر حملہ کیا لیکن مانٹی نگرو کے پیادہ سپاہیوں اور توپخانوں نے پسپا کردیا (جنرل وکسوتچ) کے نام اس مضمون کے احکام جاری کئے گئے ہیں کہ ترکوں کو قیام امن پر مائل کرے - ترکوں کو پسپا کردینے کے بعد مانٹی نگریوں نے سرحد تک انکا تعاقب کرتے ہوئے تین قلعہ بند مقاموں پر قبضہ کرلیا -

(ایضاً سالونیکا ۹ - اگست) مانٹی نگرو نے ترکی شکایات کا جواب قلعی کے ساتھہ دیا ہے کہ ہمارا کوئی سپاہی عثمانی سرحد پر نہ تھا - ترک ہم کو برانگیختہ کرتے چلے آتے ہیں اسی سبب سے لڑائی ہوئی -

(صوفیا ۹ - اگست) اس رپورٹ کی بنیاد پر کہ چہارم و پنجم ماہ رواں کے حادثے کے بعد عثمانی فوج نے (کوچانہ) کے بلغاریوں کا قتل عام کردیا وزیر اعظم نے اپنے وکیل متعینۂ قسطنطنیہ کو ہدایت کی ہے کہ شدت کے ساتھہ تدارک واقعہ اور مجرموں کی پاداش کا مطالبہ کیا جائے -

انہینس میں مشہور کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ (کوچانہ) کے بمب کے حادثے کے بعد ہی سات گھنٹے تک قتل عام رہا جسمیں ۵۰ عیسائی ہلاک کئے گئے اور ۲۰۰ سے زیادہ مجروح ہوئے -

(لندن ۸ - اگست) ترکی مجلس مبعوثان کی برہمی سے البانیوں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے اور اب انہوں نے مسکوب پر دھاوا کرنے کا ارادہ فسخ کردیا -

(لندن ۸ - اگست) کوچانہ کے قتل عام کا واقعہ بلغاریا میں ایک عام جوش پیدا کررہا ہے - صوفیا کے اخبارات کہتے ہیں کہ اگر دول عظام نے بلقان میں قیام امن کی سعی نہ کی تو پھر ہمیں جو کرنا ہے کرلینگے -

(ایضاً) تائمس کے نامہ نگار مقیم پیٹرسبرگ سے خبر آئی ہے کہ سرویا اور بلغاریا کے ما بین اتحاد کی کارروائی ہوچکی -

(ایضاً) ترکوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ایک مشترک کمیشن بیٹھکر اس سرحدی جنگ کا فیصلہ کرے - روس نے مانٹی نگرو کو اشارہ کیا ہے کہ اس جھگڑے سے اپنے کو بچاؤ -

ہجوم مشکلات و تصادم احزاب

(قسطنطنیہ ۴ - اگست) یہاں سخت بد امنیاں پھیلی ہوئی ہیں - انجمن اتحاد و ترقی پارلیمنٹ کو ترغیب دے رہی ہے کہ وزیر جنگ سے مواخذہ کیا جائے جسپر انجمن کا یہ الزام ہے کہ فوجی مجلس سے اسکی سازش ہے -

ایوان حربیہ (لبرٹی ہال) میں ۸۰ - افسروں اور شرکاے انجمن اتحاد نے جمع ہوکر یہ رزولیوشن پاس کیا کہ پارلیمنٹ غیر آئینی طریقے سے ہرگز برہم نہ کی جائے -

ایوان وزارت کی نسبتیں دیر دیر تک ہو رہی ہیں جس سے یقین کیا جاتا ہے کہ یہ طے پا چکا ہے کہ شدت عمل سے کام لیکر اکثر افسر گرفتار کرائے جائیں -

(قسطنطنیہ ۵ - اگست) مجلس اعیان نے گورنمنٹ کی اس تحریک کو منظور کیا ہے جسمیں (کانسٹیٹیوشن) کی یہ تاویل کی گئی تھی کہ موجودہ پارلیمنٹ پچھلی پارلیمنٹ کا محض ایک سلسلہ ہے لہذا ایوان کا وقت پورا ہوگیا - پارلیمنٹ کی برہمی کے لئے ایک ارادہ آج گشت کرایا گیا ہے -

(قسطنطنیہ ۵ - اگست -) پارلیمنٹ نے گورنمنٹ اور مجلس اعیان کی تاویل پر بے اعتمادی کا ووٹ پاس کیا - اسطرح پر گورنمنٹ اور انجمن اتحاد کے مابین ایک بلاواسطہ تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے - انجمن کے غالب عنصر سے پارلیمنٹ مرکب ہے اور اسکی پشت پر اکثر طاقتور فوجی اور سرکاری گروہوں کا ہاتھہ ہے لیکن ان سب کے مقابل البانی باغیوں کو سمجھنا چاہئے جنکے لیڈر مصر ہیں کہ پارلیمنٹ کی برہمی میں دیر نہ کی جائے -

(ایضاً) باوجود اعتماد شکن ووٹوں کے وزیر اعظم نے مجلس اعیان اور مجلس مبعوثان میں جاکر فرمان سلطانی پڑھکر سنایا جسنے پارلیمنٹ کو توڑدیا اور نئے انتخاب کا حکم صادر کردیا گیا -

(ایضاً) پارلیمنٹ کا صدر اعلی کل محل میں حاضر ہوا کہ سلطان کو گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادی کے ووٹ کے متعلق اطلاع دے لیکن جلالت مآب نے ملنے سے انکار کردیا -

(ایضاً) پارلیمنٹ میں سلطانی جواب پڑھکر سنایا گیا کہ ایوان وزارت کو سلطان کی کامل خوشنودی و اعتماد حاصل ہے -

(ایضاً) سنا جاتا ہے کہ وزارت نے یہ طے کرلیا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے بعض معروف ارکان گرفتار کرلئے جائیں - طلعت بے اور جاوید بک کا بھی نام آتا ہے -

(ایضاً) ایوان وزرا اس امر کے اعلان پر متفق الارا ہیں کہ قسطنطنیہ میں ۴۰ دن تک محاصرے کی حالت رہیگی -

(قسطنطنیہ ۷ - اگست) جاوید بک اور طلعت بک جنکی گرفتاری کی نسبت ایوان وزارت کا فیصلہ مشہور ہوچکا ہے سالونیکا چلدئے ہیں جہاں انجمن اتحاد و ترقی کے ساتھہ گفت و شنود کرینگے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad at the Hilal Electrical Printing Works, 7 1, M[illegible] Street, Calcutta.

﴾ الہلال کے مضامین کے ابواب ﴿

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے

احرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ناموروں ، کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

افغ[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

[illegible]

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ — عالم اسلامی

اتحاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ
اڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ٦ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۸ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

شذرات

اطلاع ضروري

خاص حالتوں میں طلبا کے ساتھہ نصف قیمت کی رعایت کی گئی تھی، چنانچہ ابتک سیکڑوں درخواستیں اسی بنا پر منظور کرلی گئیں، مگر اب ہم دیکھتے ہیں تو اسطرح کی رعایت چند در چند مشکلات سے خالی نہیں - پس آیندہ سے نصف قیمت کی رعایت قطعاً بند کردی گئی ہے، کوئی صاحب درخواست بھیجنے کی تکلیف نہ اُٹھائیں - البتہ طلبا کو ۸ - روپیہ کی جگہ ٦ - روپیہ میں اخبار دیا جایگا اور انشاء اللہ خواہ دفتر کو کتنا ہی نقصان ہو مگر اس رعایت کو ہمیشہ قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی -

---

(مسلم یونیورسٹی) اور مسئلہ الحاق کی نسبت جو مجلس لکھنو میں ہونے والی تھی، پچھلے اتوار کو منعقد ہوئی - تین گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد با تعلق قرار پایا کہ گورنمنٹ سے نظر ثانی کی درخواست کی جائے اور بحالت موجودہ چارٹر لیا منظور نہ کیا جائے، ۱۴ - کو دہلی سے جو تار آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی گڈہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے اس مضمون کی چٹھی بھی اریبل ممبر تعلیم کے نام بھیجدی ہے -

---

اس جلسے میں ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ تمام کارروائی علانیہ روز روشن میں انجام دی گئی - روز روشن میں تو پہلے بھی ہوتی تھی مگر رازداری کی ظلمت اسقدر شدید تھی کہ دیکھنے والوں کو تاریکی کے سوا کچھہ نظر نہیں آتا تھا -

---

مگر شاید آنریبل ممبر تعلیم کی چٹھی کے شائع ہوجانے کے بعد پبلک اب کچھہ زیادہ اس لطف و نوازش کی آرزومند بھی نہ تھی -

پبلک کو اب حالات سنائے جائیں یا پوشیدہ رکھا جائے - مولوی ضیاء الدین صاحب اجلاس کے دوسرے ہی دن کاغذات پریس میں بھیجدیں یا نہ بھیجیں، اب اِن باتوں سے کیا ہوتا ہے، جو وقت قوم کو اظہار راے کا موقعہ دینے کا تھا، اُس وقت تک تو یونیورسٹی کے سوالات کو ایک وجود طلسم رہے، اب اگر یونیورسٹی کا دفتر ابھی پوری الماری برسر راہ اولٹ بھی دے تو حالات معلوم کرکے ہم کیا کریں -

تاہم قوم کو پھر بھی اس "زود پشیمانی" کیلئے ممنون ہونا چاہئے گو بعد از قتل -

---

اخبارات میں شائع کیا گیا ہے کہ "کونسل آل انڈیا مسلم لیگ نے بالاتفاق رائٹ اریبل مسٹر امیر علی کو لیگ کے آیندہ اجلاس لکھنو کا پریسیڈنٹ منتخب کیا ہے" لیکن معلوم نہیں کونسل نے انکے مصارف سفر کا بھی کوئی ایسا انتظام کرلیا یا نہیں جو سفر سے پہلے ہی انکی خدمت میں پہنچ جائے، اگر نہیں کیا ہے تو دہلی کے اجلاس لیگ کی طرح اسکے بھی ہم عجب نہیں کہ انکی زیارت سے محروم رہیں - مسلمانوں کی عقیدت و ارادت اور اظہار خشوع و خضوع، مانا کہ ایک قیمتی شے ہے، لیکن کیا کیا جائے کہ (پی - اینڈ - او) تو اپنے جہاز پر روپیہ لیکر ہی سوار ہونے دیتی ہے -

زر می طلبد، سخن دریں ست

(پونا) کی اردو کانفرنس میں (ہز ایکسلنسی گورنر بمبئی) نے مسلمانان ہند کے موجودہ مسائل پر جو تقریر کی، ہم نے گذشتہ ہفتے پڑہی تھی اور قلت گنجایش کی وجہ سے اسکا تذکرہ اس ہفتے کیلئے اٹھا رکھا تھا، لیکن دیکھتے ہیں تو آج بھی اسکا موقعہ نہیں -

— * —

(الہلال ۔ کی یاتمل ہوہزار کا پیان شائع کی جاے ہین ہرہفتو تعداد بڑھتی جاےکی ۔

اسکی اشاعت زیادہ تر تعلیم یافتہ اور اعلی طبقو مین ہو جو عام اخبارات کو بہت کم دیکھتو ہین ۔

(اشتہارات) کیلئو ٹائٹل پیج کو دو صفحو مخصوص کردے گئر ہین

یورپ مین اشتہار کی ترتیب اور اشاعت ایک مستقل فن ہو ۔ اشتہار کیلئو پہلی چیز یہ ہو کہ وہ با وجود اشتہار ہونے کو اپنو اندر کوئی ایسی کشش رکھو کہ اخبار کو مضامین سو بہتکر نظرین اسکی گرویدہ ہوجائیں ۔ انگریزی اخبارات ورسائل مین اسکو لیئو طرح طرح کی تدبیرین کی جاتی ہین ۔ لیکن انمین سو اکثر ایسی ہین جو پتھرکی چھپائی مین ممکن نہیں ۔

مثلاً اشتہار مین خوشنما حاشیہ ہون یا انگریزی بیک تصویر ہدی ۔ یا خوشخط اور خوبصورت لکھواکر اسکو فوٹو کا بلاک بنوالیا ۔ یا کوئی ایسا طغرا اور نقشہ درج کردیا جسکی وجہہ سو اشتہار تمام اخبار مین ممتاز رہو ۔ اور نظرین مجبور ہو ہوکر اسپر پڑین ۔ لیکن یہ تمام باتین بغیر (ٹائپ) کی چھپائی کو محال ہین

(الہلال) پہلا اردو رسالہ ہو جو ان چیزون کا انتظام کرسکتا ہو

البتہ ہرقسم کو اشتہار کی شرح اجرت علحدہ ہوگی خط و کتابت سو دریافت کیاجاسکتا ہو

مصلحت ، پیرایۂ بیان ، طرز ادا ، الفاظ شہد نما و معانی زہر آلود ، اور اسی قبیل کی تمام باتوں کیلئے (نفاق) کے سوا اور کوئی لفظ نہیں - سچ کہئے گا تو جھوٹ کو جھوٹ لکھنے ہی کی ، اسکو بچانے کی کوشش نہ کیجئے ، ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کیلئے مہلک ہیں - نرمی و آشتی ، حسن ادا ، پیرایۂ بیان ، مصلحت بینی ، اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی معانی ہیں جو بتلائے جاتے ہیں ، تو خدا کیلئے ہمیں سمجھائیے کہ پھر نفاق و منافقت کی خصوصیات اور کیا ہیں ؟ اگر ایک بات سچ ہے تو اسکو صاف صاف کہہ دیجئے ، اگر کچھ لوگ بُرے ہیں ، تو کھول کھول کر انکی برائی بیان کر دیجئے - بری باتوں کے اظہار کیلئے اچھے لفظ کیوں اختیار کیے جائیں ؟ بد اعمالوں کو کیا حق حاصل ہے کہ نیک کرداروں کے حقوق کا مطالبہ کریں ؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر بتوں کو آستین میں چھپانے کی جگہ ، بہتر ہے کہ سر پر جگہ دیجئے - ظاہر و باطن میں مطابقت ، جھوٹ میں بھی ہو تو سچائی سے خالی نہیں

بس کافرست زاہد از برہمن ، ولیکن
او را بت ست در سر ، در آستین ندارد

یا ایہا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پی لیں گے مگر شرط یہ ہے کہ شربت کہکر پکاریے ، دوا کا نام زبان پر نہ آئے کہ اس سے ہمیں سخت ڈر ہے - خیر ، اگر آپ مُنہ بنانا چھوڑ دیں تو ایسا کرکے بھی دیکھ لیں گے ، مقصود دوا پلانے سے ہے نہ کہ چڑانے سے ، مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ہی فرمائیے ، کچھہ عرصے تک تو دوا کا نام سننا ہی پڑے گا - آپ نے چالیس برس تک شہد و شکر سے کام و زبان کو لذت بخشی ، دو چار دن کڑوی کسیلی دواؤں کا تذکرہ سن لیجئے گا تو کیا ہرج ہوگا ؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں سُنتے سُنتے آپکی وحشت بھی کم ہو جائے ، اور پھر ایسے عادی ہو جائیں کہ شربت بھی ملے تو دوا کہکر مُنہ سے لگائیں -

---

مشکل یہ ہے کہ لوگ نتیجے کی ضرب کی سختی کو دیکھتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پُرانی ہے ، اگر کسی پُرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ہو تو اسپر ابتدا کی ضربیں سخت سے سخت لگائیے ، جب جڑ ہل جائیگی تو پھر آپکو اختیار ہے ، انگلیوں سے چھو کر اینٹوں کو ایک ایک کرکے اٹھا لیجئے گا - لیکن اگر پہلی ضرب ہی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی عمارت کیلئے جگہ صاف نہ ہو سکے گی - یہی سبب ہے کہ ہم اس وقت اپنے کاموں کیلئے سخت سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ہیں ، جہاں تک بازوؤں میں زور ہو ، جلد جلد ضربیں لگائے جائیے - زمانے کا سیلاب بھی آپکی مدد کیلئے تیزی سے امڈا آرہا ہے ، اگر آپنے اپنا کام پورا کردیا تو پھر آپکو ہمیشہ کیلئے فرصت ہے ، یہ سیلاب خود بنیاد کی مٹی تک بہا لیجائیگا - وما ذلک علی اللہ بعزیز -

---

الحمد للہ کہ توہم پرستی کے عدم اتفاق کی قینچی نے تقسیم کے زخموں کو پھر ہرا کر دیا ہے

خدا شرّی بر انگیزد کہ خیری ما دراں باشد
وعسیٰ ان تکرہوا شیئاً ، وہو خیر لکم -

سب سے زیادہ دلچسپ آجکل (مولوی بشیر الدین) صاحب کے رشحات قلم ہو رہے ہیں - آپ فرماتے ہیں کہ پچھلے سال تک تو ہم اپنی پرانی پولیٹکل پالسی ہی پر قائم تھے مگر اب گورنمنٹ پر اعتماد کرنے کے مخالف ہیں - لیکن کیوں جناب ، جن لوگوں کی پچھلے سال سے یہی رہی رائے تھی جسکو رک رک کر آج آپ دہرا رہے ہیں ، انکی نسبت آپکا کیا خیال ہے ؟ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ، " من یضلل اللہ فما لہ من ہاد ، ومن یہدی اللہ فما لہ من مضل " ؟ (۳۹ ۳۹)

ہم پر گذشتہ چھہ سال کا زمانہ عجب طرح کا گزرا ہے ، جانوشی تھی مگر بینش اور شورش سے تہی ہوئی - اس زمانے میں صرف چند اصحاب ہی ایسے تھے ، جنکی صحبت میسر آجاتی تھی تو ہم مشربی اور ہم خیالی کی لذت دنیا کی وسیع مگر مکدر صحبتوں سے مستغنی کردیتی تھی - منجملہ ان چند بزرگوں کے ایک ہمارے صدیق جلیل جناب (سید اکبر حسین) صاحب اکبر الہ آبادی بھی ہیں - زمانہ انکے عدیم النظیر شاعری کی جسقدر داد دے رہا ہے وہ انکے کمال فطری کا ضروری خراج ہے اور کوئی خاص صلہ نہیں ، لیکن ہم تو انکے صاف و بے آمیز خیالات کو انکی شاعری کی سطح سے بھی درجہا بلند پاکر خود اپنے ایک خاص خصوصیت رکھتے ہیں اور جب کبھی انکی صحبت میسر آگئی ہے تو اسکو بڑا غنیمت سمجھتے رہے ہیں ، اس دور نفاق و فساد میں اتحاد خیال و مشرب اگر ہاتھ آجائے تو نعمت غیر مترقبہ ہے -

(الہلال) کا پہلا نمبر دیکھکر انہوں نے جو عنایت نامہ لکھا تھا ، اسے ہم جواب طلب خطوں میں رکھکر بھول گئے تھے ، مگر محبت کی صداقتیں بھلانے کیلئے نہیں ہوتیں ، اس وقت خود بخود سامنے آگیا - لکھتے ہیں

" مکرمی و محبی ، علیل و ناتواں ہوگیا ہوں ، اب زبردستی کا خط ہے دل کو دیا ہے کہ ابتدا کم بیان رہگیا ہے ، کچھہ تو مزے حالات خاص ، اور کچھہ مزے عام خیالات جہاں فانی کی نسبت - آپکو مبارک ہو کہ آپکا دائمی ارادہ اب قریب تکمیل ہے * * * * * نہ سبب ناتوانی کے ان روزوں مضمون و مضمون کچھہ نہیں ہے ، لیکن آپکے یاد آوری سے طرب بخشی ، دل میں ایک جذبات تازہ پیدا ہوئی اور آپکے پرچے کی نسبت یہ شعر ذہن میں آیا

فروغ حسن کو نہ ہوگا زوال دنیا میں
ہمیشہ چاند رہے گا (ہلال) دنیا میں -"

(الہلال) کی نسبت آغاز اشاعت سے ابتک جو عنایت ہائے اظہار حسن ظن و التفات مخلصانہ کے پہنچے ، ان میں اکثر اپنے مطالب کے لحاظ سے اہمیت رکھتے تھے اور قابل اشاعت بھی تھے ، مگر ہم نے ان کو شائع کرنا ضروری نہ سمجھا ، کچھہ تو اس سبب سے کہ

یہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - ہز ایکسلنسی گورنر اسکی مسلمانوں اور مسلمانوں کے ملکوں سے بہت بڑی دلچسپی ہے اور وہ جب کبھی انکی نسبت کچھہ کہنا چاہتے ہیں تو عموماً گہری دلچسپی کے لب و لہجہ کو اختیار کر لیتے ہیں -

انہوں نے اپنی تقریر کے اکثر حصوں میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کو امید افزا بتلایا ہے - دینی تعلیم و تربیت کی جو حرکت ہر طرف پیدا ہو گئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نظر انداز کرنے کے قابل نہیں - مسلم یونیورسٹی کا خیال انکی رائے میں اسکا ثبوت روشن ہے، اور اب مسلمانوں کو جلدی کی گھبراہٹ کی جگہ صبر کا اختیار کرنا چاہئے - آخر میں انہوں نے نصیحت کی ہے کہ "ہمیشہ گورنمنٹ اور ہمسایہ اقوام کے ساتھہ ملکر کام کیجئے، آپ ہم پر ہر اس کام کے لئے بھروسہ کرسکتے ہیں جو دنیا کی قوموں کے مقابلے کے لحاظ سے ہم انجام دے سکتے ہیں"

اس مشفقانہ نصیحت کیلئے ہم ہز ایکسلنسی کے ممنون ہیں، لیکن افسوس کہ نصیحت گو فی نفسہ مفید ہے، مگر اسکو کیا کیجئے کہ بازار میں اب پیشتر کا سا نرخ باقی نہ رہا -

ہز ایکسلنسی کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس نصیحت پر برابر نصف صدی سے عمل کر رہے ہیں - ہم نے ہمیشہ گورنمنٹ پر اعتماد کیا، اور اس اعتماد کیلئے جس جس قربانی کی ضرورت ہوئی اسمیں دریغ نہیں کیا - اسی اعتماد کی خاطر ہم نہ صرف اپنے دائنس کزور ہمسایوں کے، بلکہ خود اپنے بھی دشمن رہے، اور ایک کی خاطر سارے جہان کی دشمنیاں مول لیں - کونسی قیمتی سے قیمتی شے ہمارے لئے ہو سکتی تھی جو ہم نے اس محبت پر نثار نہ کر ڈالی؟ ہم نے گورنمنٹ کی چوکھٹ پر سجدے کئے ہیں اور اسکے ابروے مہر کو ہمیشہ محراب عبادت یقین کیا ہے - لیکن

کمر در خدمت عمریست در بستم چہ شد قدرم
برہمن می شدم گر این قدر زنار می بستم

ہماری عاشقانہ نیازمندیوں کا ہمیں جو جواب ملا، وہ ابھی ایسا پرانا نہیں ہوا ہے کہ دہرانے کی ضرورت ہو

ہز ایکسلنسی کی نصیحت یقیناً محبت اور ہمدردی سے خالی نہوگی مگر انکو ہم بدنصیبوں کی دل کی تپش کیا معلوم؟ حکومت کے بستر پر لیٹ کر مشکل ہے کہ محکومی کی خاک پر لوٹنے والوں کا درد سمجھا جا سکے - انکی معذوری واضح ہے -

ز دامنے کہ کشادیم ما تہی دستان
تو میوہ سر شاخ بلند را چہ خبر؟

(علاوہ ہذا) کسی زبانی کیسا اچھا جادو قرآن کریم نے سنا دیا ہے

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا، وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ، وکذالک یفعلون - (۲۷ - ۳۴)

ہمارے سامنے تو صرف دو ہی راہیں ہیں، (من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام، شرک و توحید، نور و ظلمت، صداقت و کذب، حق و باطل، ہر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرلے (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) لیکن جدید تہذیب اخلاق کے ماہرین کہتے ہیں کہ گو یہ سچ ہو مگر ان دونوں کے درمیان ایک تیسری اور بیچ کی راہ بھی ہے، اور وہی ہمکو بھی اختیار کرنی چاہئے، اسی میں فلاح اور اسی میں ہردلعزیزی ہے - کفر و اسلام، دونوں کو ساتھہ رکھئے، بت پرستی و توحید، دونوں کو دل میں رکھئے، اہرمن اور یزداں، دونوں کو رام کیجئے، ایک ہی طرف کیوں جھکئے جب دونوں دروازے کشادہ ہوسکیں؟ صرف کعبے ہی کے کیوں ہو رہئے، جب بتکدے سے بھی رسم و راہ قائم رہ سکے؟ نؤمن ببعض ونکفر ببعض، ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا - (۴ - ۱۵)

معشوق ما بشیوۂ ہر کس موافق است
با ما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

ہم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاہر آلود دوستوں کو دیکھہ رہے ہیں کہ دبی زبان سے ہمیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاہتے ہیں، اخلاق کے بعض دلچسپ پیرائے نوک زبان ہیں اور کہتے ہیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں، لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح ادا ہوسکے کہ باطل کا دل بھی ہاتھہ میں رہے تو اسمیں کیا مضائقہ؟ ایک زمانے کو خواہ مخواہ دشمن بنالینا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟

اسمیں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی جذب و کشش ہے - ہردلعزیزی اور ممدوح خلائق ہونا کسے پسند نہیں؟ ہم ضرور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرتے مگر افسوس ہے کہ ہمیں تو کوئی تیسری راہ سامنے نظر نہیں آتی - جس راہ پر چلکر زمانہ سمجھہ رہا ہے کہ دونوں راہوں کا نرخ اسکے قدموں کے نیچے ہے، وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی کرشمہ ہے ورنہ وہ گلیاں بھی بالآخر اسی شاہراہ میں جاکر ملتی ہیں - اسلام اور حق و صدق مترادف الفاظ ہیں، اسکی راہ تو ایک ہی ہے اور ایک ایسا باریک خط، جسکے ادھر ادھر قدم ٹکانے کا کوئی سہارا نہیں، اگر قدم کو ذرا بھی لغزش ہوئی تو پھر یقین کیجئے کہ آپکے لئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاہراہ نہیں ہے، (نفاق) کی مقبول عام گلی بھی اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہے، یا پھر نام بدل گئے ہیں اور راستہ ایک ہی ہے، کفر سے تعبیر کیجئے یا نفاق سے - سچ ہمیشہ سے ایک ہی جگہ اور ایک ہی شکل میں رہا ہے، جب ملے گا تو وہیں ملے گا، اور راہوں اور شکلوں میں ڈھونڈھنا لا حاصل ہے، آجسے تیرہ سو برس ہوئے ایک بڑی جماعت تھی، جس نے اسی گوشے میں پناہ لینی چاہی تھی، مگر خدا نے فرمایا:

ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم * * . مذبذبین بین ذلک، لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء (۴ - ۱۴۲)

(حق) اور (باطل) دونوں آپکے سامنے ہیں، انہی میں سے کسی ایک کو پسند کرلیجئے، اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر

ہوئے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی کو جہاں کہیں دیکھتے ہیں اپنے نفس پاسکا ذمہ دار سمجھکر روکتے ہیں - آخری آیت میں کہا کہ ہم کو ایک وسطی ملت بنایا گیا تا کہ ہم اولین و آخرین کیلئے گواہ بن سکو، اور اس امر کی کہ تم نے اپنا یہ فرض ادا کیا یا نہیں تمہارا رسول امین اللہ کے آگے گواہ ہو- اخلاق کے تمام دفتر کا متن قرآن کا یہی اصول ہے - دنیا میں سوسائٹی کے آداب اور قانون کا احتساب بھی اسی اصل اصول پر قائم ہے -

گو تفصیل کا موقعہ نہیں مگر ان آیات کے متعلق چند تفسیری اشارات کردینا مہم مقصد میں معین ہوگا -

امر بالمعروف حکم عام ہے

دوسری آیت میں اسی لئے (المعروف) اور (المنکر) پر الف لام استغراق کیلئے آیا تا کہ (بقول امام رازی) معروف اور منکر میں کوئی تخصیص و تحدید باقی نہ رہے، اور ظاہر ہوجائے کہ وہ ہر نیکی کیلئے آمر اور ہر بدی کیلئے ناہی ہیں، عام اس سے کہ وہ کہیں ہو اور کسی صورت میں ہو [وھذا یقتضی کونہم آمرین لکل معروف ناہین عن کل منکر - تفسیر کبیر - ج - ۲ - صفحہ ۲۲۵]

مسلمانوں کے ملی شرف و فضیلت کی علت

(خیر امۃ اخرجت للناس) کے بعد امر بالمعروف کا ذکر کیا، اور یہ اسلئے کہ پہلے وصف بیان کر کے پھر اُسکی علت بیان کی جائے، یعنے مسلمانوں کا بہترین امت ہونا صرف انکے اس وصف پر منحصر ہے کہ وہ آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں (کما یقول زید کرم، یطعم الناس و یکسوھم -) اور یہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ وصف امتیازی اُٹھ جاتا رہے، تو پھر وہ بہترین امت ہونے کے شرف سے بھی محروم ہو جائیں، اور انکا اصلی قومی امتیاز اُنمیں باقی نہ رہے -

تیسری آیت کی تفسیر

تیسری آیت میں انکو وسط کی امت قرار دیا اور پھر اسکا سبب یہ بیان کیا گیا کہ " تاکہ تم لوگوں کیلئے گواہ ہو " افسوس ہے کہ ایسی صاف اور سلجھی ہوئی بات میں بھی ہمارے بعض مفسرین نے لا حاصل بحثیں پیدا کردیں اور اس بحث میں پڑگئے کہ یہ شہادت دنیا میں ہوگی یا آخرت میں ؟ اسلام کا اصلی کارنامۂ عمر باقی دنیا ہی کی اصلاح تھا، مگر مفسرین اسکی طرف سے اسدرجہ غافل ہیں کہ ہر شے کو آخرت ہی پر اُٹھا رکھنا چاہتے ہیں - ایک دوسرے موقعہ پر اسی شہادت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا گیا ہے کہ کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم - [میں اپنی امت پر شاہد تھا، جب تک کہ میں اُن میں موجود تھا]

اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت میں دنیا کے اندر ہی موجود تھے نہ کہ آخرت میں - پس یہاں بھی شہادت سے وہی شہادت مراد ہے جو دنیا کی زندگی میں انجام دی جاسکتی ہے -

تاہم (علامۂ رازی) کا ہمیشہ ممنون ہونا پڑتا ہے کہ وہ گو ہر آیت کے متعلق طرح طرح کی توجیہات جمع کردیتے ہیں مگر پھر بھی ایک نہ ایک ایسی توجیہہ ضرور اُن میں موجود ہوتی ہے، جو اصل حقیقت سے پردا اُٹھادیتی ہے اور وہی خود انکی ذاتی رائے ہوتی ہے - اس آیت کے متعلق بھی انہوں نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوئے جو کچھہ لکھدیا ہے وہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ ہے (ج-۱ : ۵۳۴)

امۃً وسطاً

اصل یہ ہے کہ خدا تعالٰی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مسلمانوں کا فرض منصبی قرار دیا اور فی الحقیقت ایسا کرنا دنیا میں عدل حقیقی کو قائم کرنا تھا، برائی اگر روکدی جائے اور نیکی کو رائج کیا جائے تو دنیا کے نظم کے قوام کا اس کے علاوہ اور کیا اعتدال ہو سکتا ہے ؟ عدل کے معنے ہیں عدم افراط و تفریط، یعنی کسی شے کا نہ زیادہ ہونا اور نہ کم ہونا، اور یہ درجہ معلم (وسط) اور درمیانی ہے -

گناہ کی حقیقت اور اصطلاح قرآنی میں " اسراف "

دنیا میں جسقدر برائیاں ہیں، غور کیجئے تو وہ افراط و تفریط کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتیں - انسان کے تحفظ خود اختیاری اور حفظ حقوق کیلئے غضب، عصب، اور ہیجان کا ہونا ضروری تھا، لیکن جب یہ جذبات اپنی حد سے آگے قدم بڑھاتے ہیں تو فطرت کی بخشی ہوئی ایک شے - جو نعمتاً بخشی تھی - یکایک بدی بن جاتی ہے اور اسکا نام جرم اور گناہ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنی اصطلاح میں ہر جگہ معصیت اور گناہ کیلئے (اسراف) کا لفظ اختیار کیا (قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ) " اے وہ میرے بندو، کہ تم نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے رحمت الہی سے مایوس نہو " یہاں مسرفین سے مراد سخت درجے کے گناہگار اور معصیت شعار انسان ہیں کیونکہ آیت کا شان نزول، نیز آگے چلکر (ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا) کہنا اسکی پوری طرح تشریح کردیتا ہے - اسراف کی تعریف (صرف الشئ فیما ینبغی، زائداً علی ما ینبغی) اور (تجاوز الحد فی کل شئ - "راغب") ہے، یعنے " کسی چیز کو اُسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور ہر شے کا اپنے حد سے تجاوز کر جانا " اس سے بڑھکر گناہ کی کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ وہ قوتوں اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ خرچ کا نام ہے - (اسراف) کے علاوہ اصطلاح قرآنی میں ایک لفظ (تبذیر) بھی ہے، جیسا کہ فرمایا - ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین [بے موقع اور بے ضرورت مال و دولت کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں] لیکن تبذیر اور اسراف میں ایک باریک فرق یہ ہے کہ کسی شے کے خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، بعض جگہوں خرچ تو کی جاتی ہیں اُنکے ٹھیک ٹھیک مصرف میں، لیکن تعداد صرف ضرورت اور حد معینہ سے زائد ہوتی ہے اور طریق صرف صحیح نہیں ہوتا مثلاً ایک مجرم پر اُسکے قصور سے زیادہ غضبناک ہونا اور مناسب سزادینے کی جگہ مار پیٹ سے کام لینا - بیشک ایک مجرم کو اُسکے جرم کی پاداش ملنی چاہئے اور اس لحاظ سے آپکے غصے اور غضب کا خرچ اسکے صحیح مصرف میں ہوا لیکن جس مقدار اور جس صورت میں غصے کو آپ خرچ کر رہے ہیں یہ اسکے حدود اور اُسکی ضرورت سے زیادہ ہے، اور اسی کا نام (اسراف) ہے -

اپنی تعریف کو ان کالموں میں شائع کرنا ' جو شاید اپنی مدح کیلئے زیادہ موزوں ہیں ' کوئی اچھا طریقہ نہیں ' دوسرے یہ بھی خوف تھا کہ ان میں بعض خطوط خانگی شکل مگر رد و رواج ہم مشربوں کے لیے ' انکو شائع کرتے ہوے ہم ڈرتے کہ کہیں انکی برادری میں (پرانی سوسائٹی کے حقہ پانی کی جگہ) انکا سگرٹ جائے بند نہ ہوجائے -

مگر جناب (سید اکبر حسین) صاحب کی تحریر کے لوگ مشتاق رہتے ہیں اور خود ہم کو بھی عزیز ہے اسلئے عادت کے خلاف شائع کردی -

---

البتہ ان خطوں میں بعض خط ایسے بھی ہیں جنسے موجودہ دور کے انقلاب خیالات اور ایک روح جدید کی تولید کا پتہ چلتا ہے ' اور شمار و اعداد سے کام لیجئے ' تو ایک امید افزا مستقبل کا نقشہ مرتب کیا جا سکتا ہے - ہم نے ایسے خطوط اپنے پاس رکھ لیے تے کہ فرصت کے وقت دیکھکر کچھ لکھیں گے ' مگر رفتہ رفتہ انکی تعداد بڑھتی گئی اور ایک مربع عمار قلمدان میں اور ہم میں حائل ہوگیا ' مجبوراً آج انکو دفتر میں بھیجدیتے ہیں ' اگر مہلت ملی تو موجودہ تغیرات خیالات کے متعلق ایسے نہایت مفید اور دلچسپ واقعات مندرجہ کرینگے ' اور شاید آجکل کے بڑے بڑے جاری جلدوں کو تعجب کرنا پڑیگا کہ جنکو ہمیشہ اپنے میں سمجھتے رہے ' وہ تو کٹ کر غیروں میں شامل ہوگئے ہیں -

---

خون ناحق

جنگ طرابلس کے متعلق مختلف قسم کے مضامین کا یہ ایک مجموعہ ہے جسے جناب شیخ احسان الحق صاحب رئیس میرٹھ نے مرتب کیا ہے اور ہلالی پریس دہلی سے شائع ہوا ہے قیمت ایک روپیہ ہے اور محمد انوار صاحب سے " لال کورتی ' کیمپ میرٹھ " کے پتے سے ملسکتا ہے -

سب سے پہلی بات جو اسکے متعلق لکھی جائیگی وہ اسکی دلکش چھپائی اور کتابت کا حسن ہے ' ہم حیران ہیں کہ دہلی کا ایک نیا پریس کیونکر لکھنؤ پریس کا ایسا بہترین نمونہ باسانی پیش کرسکا ؟ آجکل کی بہتر سے بہتر مطبوعات بھی اسکی یکساں کتابت اور درخشندہ چھپائی کے مقابلے میں نہیں آسکتی -

رہے مضامین ' تو وہ تمام تر اردو کے مشہور مضمون نگاروں کے قلم سے نکلے ہوے ہیں ' مشہور اخباروں میں جو مضامین نظم و نثر جنگ کے متعلق نکلتے رہے ہیں ' شیخ صاحب نے انہیں ایک اچھی ترتیب کے ساتھ جمع کردیا ہے اور یہ کسی موضوع پر اہل قلم کی محنتوں کے نتائج محفوظ کردینے کا اچھا ذریعہ ہے ' تاہم اسکی ظاہری رعنائی اس سے بھی بڑھکر کسی تصویر معنی کا نقاب بن سکتی تو بہتر تھا -

ناظرین اس مجموعے کو ضرور ملاحظہ فرمائیں

۱۸ : اگست ۱۹۱۲

— * —

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

الحب فی اللہ ' والبغض فی اللہ - الساکت عن الحق شیطان اخرس

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ - (۳ : ۱۰۶)

(۲)

(اسلام) نے اپنی تعلیم و دعوت اور اپنی امت کے قیام و بقا کیلئے اساس اولین اور نظام ہیئتی ایک اصول قرار دیا ہے اور اسکو وہ " امر بالمعروف ونہی عن المنکر " سے تعبیر کرتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ' ویامرون بالمعروف ' وینہون عن المنکر ' اولئک ہم المفلحون (۳ : ۱۰۰)	تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئیے ' جو دنیا کو نیکی کی دعوت دے ' بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے وہی فلاح پانیوالے ہیں -

اس آیت میں خدا تعالی نے دعوت الی الخیر ' امر بالمعروف ' اور نہی عن المنکر کو بطور ایک اصول کے پیش کیا ہے اور بظاہر مسلمانوں میں سے ایک گروہ خاص کا اسکو فرض قرار دیا ہے لیکن اسی رکوع میں آگے چلکر دوسری آیت ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف ' وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ (۳ : ۱۰۶)	تمام امتوں میں تم سب سے بہتر امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو -

ایک تیسری آیت میں مسلمانوں کا یہ ملی امتیاز اور قومی فرض زیادہ نمایاں طور پر بتلایا ہے .

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (۲ : ۱۳۷)	اور اسی طرح ہم نے تمکو درمیانی اور وسط کی امت بنایا تا کہ لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور تمہارے مقابلے میں تمہارا رسول گواہ ہو -

تفسیر آیات

ان تینوں آیتوں میں خدا تعالی نے خاص طور پر مسلمانوں کا اصلی مشن ' مقصد تعلق ' قومی امتیاز ' اور شرف خصوصی اسی خدمت کو قرار دیا ہے کہ گو دنیا میں اعلان حق ہر برگزیدہ ہستی اور جماعت کا فرض رہا ہو مگر مسلمانوں کا تو سرمایۂ زندگی یہی فرض ہے ' وہ دنیا میں اس لئے کھڑے کئے گئے ہیں کہ خیر کی طرف داعی

ہے ایک عدل قائم کرنے والی امت بنایا تاکہ دنیا کیلئے تم ایک گروہ عادل کی حیثیت سے شہادت دیسکو "

خود قرآن مجید بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے - ایک موقعہ پر فرمایا کہ (قال اوسطہم) اور وہاں بلا اختلاف (اوسطہم) سے مراد (اعدلہم) ہی ہے ' امام رازی نے بروایت قفال ایک حدیث بھی درج کی ہے کہ آنحضرت نے خود اس آیت کی یوں تفسیر فرمائی امة وسطا ای عدلا - اسکے علاوہ مشہور حدیث خیر الامور اوسطہا میں بھی وسط بمعنی اعدل استعمال کیا گیا ہے' یعنی بہتر کام وہ ہیں جو ان میں بیچ بیچ عدل ہوں - آنحضرت کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسط قریش تھے - اور یہاں بھی ظاہر ہے کہ اوسط ' اعدل ہی کے معنے میں بولا گیا ہے اور اسی بنا پر اس آیت سے (اجماع) کے حجت ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے کہ جب امت کی عدالت نص سے ثابت ہوگئی ' تو اسکا اجماع یقیناً گمراہی وفساد سے محفوظ ہوگا -

پہلی اور دوسری آیت میں تطبیق

پہلی اور دوسری ' دونوں آیتوں میں خدا تعالی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض کا ذکر کیا ہے' لیکن پہلی آیت میں بظاہرِ الفاظ تمام امت کیلئے نہیں' بلکہ امت میں سے ایک جماعت خاص کیلئے اسکا فرض ہونا معلوم ہوتا ہے ۱

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف (الخ)	تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے -

لیکن دوسری آیت میں کسی ایک جماعت کی تخصیص نہیں ہے' تمام امت کا امتیازِ ملّی اسی فرض کو قرار دیا ہے

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف (الخ) | تم سب میں بہتر امت ہو' اسلئے کہ نیکی کا حکم دیتے ہو (الخ)

دونوں آیتیں ایک ہی سورت اور ایک ہی رکوع میں ہیں' پھر دونوں میں اختلاف کیوں ہے ؟ پہلی میں یہ فرض محدود و مخصوص' اور دوسری میں عام ہے -

عام خیال یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالی نے جن فرائض کا ذکر کیا ہے ' ان میں سے ہر فرض اپنی تکمیل کیلئے علم کا محتاج ہے - دعوت الی الخیر کیلئے ضرور ہے کہ اعمال خیر کا علم ہو' امر بالمعروف کیونکر انجام پاسکیگا جبکہ وہ کام معلوم نہونگے جن پر معروف کا اطلاق ہو سکتا ہے ؟ نہی عن المنکر تو اور زیادہ علم و فضل اور درس و تدریس کا محتاج ہے' کیونکہ منکرات میں تمام محرمات و مکروہات فقہیہ داخل ہیں اور جب تک انکا علم نہو کیونکر انسے روکا جا سکتا ہے ؟

اس تفسیر کی بنا پر فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اس آیت (ولتکن منکم) میں (من) تبعیض کیلئے آیا ہے ' اس سے صرف ایک گروہ مخصوص (علما) مراد ہے ' اور یہ تینوں باتیں صرف انہی کے فرائض میں داخل ہیں -

علما نے اس فرض عام کو اپنے لئے مخصوص کر لیا -

لیکن در حقیقت یہ خیال عملاً اور اعتقاداً ایک ایسی خطرناک غلطی تھی جسکو نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟ اس تیرہ سو برس میں اسلام کو اُن تمام غلط فہمیوں سے سابقہ پڑا جو اُس سے پہلے اُمم سابقہ کو پیش آچکی ہیں ' لیکن کسی سخت سے سخت تحریف نے بھی مسلمانوں کو ایسا لاعلاج نقصان نہیں پہنچایا ' جیسا اس غلطی سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے - اسلام کی وہ دعوتِ الٰہی جو ایک عالمگیر اصلاح اور بین الملی جامعہ کے قیام کیلئے آئی تھی ' اسی غلط فہمی سے زیادہ عرصے تک قائم نہ رہسکی- خلافت و نیابت الٰہی کا وہ شرف ' جو مسلمانوں کو عطا کیا گیا تھا اور جسکی وجہ سے بہ حیثیتِ ملّی وہ تمام عالم میں خدا کا مقدس دست عمل تھے ' بد بختانہ اسی غلط فہمی سے خاک میں ملا - رؤسائے روحانی اور پیشوائانِ مذہب نے جو مشرکانہ اختیارات اپنے لئے مخصوص کرلئے تھے اور جنکی غلامی سے دنیا کو نجات دلانا اس دین الٰہی کا اصلی مشن تھا ' اسکی بیڑیاں پھر اسی غلط فہمی کی بدولت سے مسلمانوں کے پانوں میں پڑیں اور ایسی پڑیں کہ ابتک نہ نکل سکیں - چالیس کروڑ فرزندانِ الٰہی ' جنکو اپنے اعمال حسنہ سے دنیا میں خدا کی تقدیس کا سبب خیال کیا تھا ' آج اپنی بد اعمالیوں سے تمام قومی جرائم اور ملی معاصی میں گرفتار ہیں' اور قہر الٰہی کو مدتوں سے دعوت دے رہے ہیں - یہ وہی معاصی ہیں ' جنکی پاداش میں اقوامِ گذشتہ سے خدا نے اپنا رشتہ توڑا تھا ' جنکی وجہ سے (داؤد) کے بنائے ہوئے ہیکل سے روٹھ کر رحمت الٰہی نے (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں کو اپنا گھر بنایا تھا ' اور پھر جنکی وجہ سے بنی اسرائیل کو اپنی نیابت سے معزول کرکے مسلمانوں کو اسپر سرافراز کیا تھا :

ولقد اہلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتہم رسلہم بالبینات وما کانوا لیؤمنوا ' کذلک نجزی القوم المجرمین - ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون ؟ (۳۵ ۱۵)	اور تم سے پہلے کتنی قومیں گذر چکی ہیں کہ جب انہوں نے ظلم و معاصی پر کمر باندھی تو ہم نے انہیں ہلاک کردیا - انکے رسول کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے تھے مگر انہیں ایمان نصیب نہیں ہوا ' مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں - پھر انکو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے تم کو دنیا کی پادشاہت دیکر انکا جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ کیسے عمل کرتے ہو ؟

مگر یہ بد بختی بھی صرف اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے

لیکن یہ سب کچھہ کیونکر ہوا ؟ اسطرح ' کہ اعتقاد ہی سے عمل وجود پذیر ہوتا ہے' اس غلط فہمی کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ (امر بالمعروف) جو در اصل ہر فرد اسلامی کا فرض تھا ' اور صحابۂ کرام کی زندگی اسکی عملی شہادت ہمارے سامنے ہے : وہ روز بروز ایک محدود دائرے میں سمٹتا گیا ' اور سمٹتے سمٹتے ایک غیر محسوس نقطہ بنکر رہگیا ' اب اسکے وجود میں بھی شک ہے -

دنیا کے تمام مذاہب کے انحطاط و ہلاکت کی ایک بڑی علت رؤساء مذہبی کا محدودانہ اقتدار ہے' اسلام نے اس زہر کا تریاق اسی اصل اصول کو تجویز کیا تھا کہ امر بالمعروف کی خدمت کو اسطرح عام' اور ہر فرد ملت پر پھیلا دیا جائے' کہ پھر کسی مخصوص گروہ کو

برخلاف (تبذیر) کے کہ اسکی تعریف (صرف الشئ فیما لا ینبغی) بیان کی گئی ہے' یعنے "کسی چیز کو اسکے مصرف کے علاوہ دوسری جگہ خرچ کرنا" مثلاً دولت نفس کے ضروری آرام و آسایش' اعزاو اقارب کی اعانت' اور اعمال حسنہ میں خرچ کرنے کیلئے ہے' مگر آپ اُسے محض اپنی جاہ و نمایش' دنیوی عزت' اور حکام کی نظروں میں رسوخ حاصل کرنے کیلئے ناسمائے مخلتفہ لٹانا شروع کردیں' تو قرآن کریم اسکو (تبذیر) سے تعبیر کریگا اور چونکہ اسکا نقصان اسراف سے شدید تر ہے' اسلئے وعید بھی سخت وارد ہوئی کہ مسرف کیلئے تو صرف (ان اللہ لا یحب المسرفین) "خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا" فرمایا اور (تبذیر) کے مرتکبین کو (کانوا اخوان الشیاطین) کہکر "شیطان کے اخوان و اقارب" میں شمار کیا گیا۔

اسراف اور تبذیر کا یہ فرق خود قرآن کریم سے ماخوذ ہے' تفسیر بالرائے نہیں ہے۔ یہ دونوں لفظ جہاں جہاں بولے گئے ہیں اگر انکا استقصا کیا جائے تو خود بخود یہ فرق ظاہر ہو جائے گا مثلاً

کلوا واشربوا ولا تسرفوا' کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو اللہ اسراف
ان اللہ لا یحب المسرفین — کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

بھوک اور پیاس میں غذا اور پانی کا صرف' ایک بالکل صحیح مصرف کا خرچ ہے اور اشیا کا بے موقع خرچ کرنا نہیں ہے' غذا کھانے ہی کیلئے ہے اور پانی پینے ہی کیلئے' لیکن اگر حد خواہش اور ضرورت سے زیادہ کھایا جائے' یا انکی طیاری اور طریق اکل و شرب میں بیجا روپیہ خرچ کیا جائے تو یہ اسراف ہوجائے گا۔ اسی لئے فرمایا کہ اسراف مت کرو۔ لیکن ایک دوسرے موقعہ میں صورت خرچ اشیا اس سے مختلف تھی۔

وآت ذالقربی حقہ — اور اقارب کا حق انکو دو' اور مسکین
والمساکین وابن السبیل' — اور مسافر کے حقوق ادا کرو' اور دولت
ولا تبذر تبذیرا — کو بے جا ضائع مت کرو۔

یہاں چونکہ مقصود یہ تھا کہ دولت کا مصرف صحیح' اعزا و اقارب وغیرہ کے حقوق ادا کرنا ہے' پس دوسرے کاموں میں اسکو بے موقع خرچ نکرو: اسلئے اسراف نہیں کہا بلکہ تبذیر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔

<u>رجوع الی المقصود</u>

حاصل سخن یہ ہے کہ گناہ' معصیت' فسق' جرم' اور ہر وہ شے جسکا شمار برائیوں اور بدیوں میں ہے' فی الحقیقت بے اعتدالی اور افراط و تفریط ہی کا نام ہے۔ اسکے مقابلہ میں نیکی اور خیر کو صرف ایک ہی لفظ (عدل) سے تعبیر کیجئے کہ ہر وہ شے جسمیں عدل پایا جائے' یقیناً نیکی اور عمل خیر ہے۔ قرآن ہر جگہ ہر طرح کے محاسن و فضائل کو اسی جامع و مانع لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ اسکی اصطلاح میں صراط المستقیم' میزان قسط' میزان الموازین' قسطاس المستقیم' اور عدم تطفیف اور اسی طرح کے بیسیوں الفاظ اسی ایک مقام عدل سے عبارت ہیں۔ وہ ہر جگہ اور ہر تعلیم میں لا تعتدوا (زیادتی مت کرو) اور اعدلوا (عدل کرو) کے اصول کی دعوت دیتا ہے' اور اسی راہ عدل کو اقرب الی التقوی بتلاتا ہے۔ اسکی تعلیم کا خلاصہ ہر شے میں۔ خواہ وہ اُسکی عبادت اور بندگی اور خواہ اسکی راہ میں خیرات و بخشش ہی کیوں نہو۔ یہ ہے

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط' فتقعد ملوماً محسورا (١٧ : ٣٢) — اور اپنا ہاتھ نہ تو اس طرح سمیٹو کہ گویا گردن میں بندھگیا ہے اور نہ بالکل کھلا ہی چھوڑدو' ورنہ تم خالی ہاتھ بیٹھے رہجاوگے اور لوگ تم کو ملامت کرینگے۔

ہر کام کیلئے اس آیت میں اعتدال کی ایک جامع مثال بیان کردی گئی ہے۔

<u>امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مقصود قیام عدل ہے</u>

پس جیسا کہ ہم نے ابتدا میں اس طرف اشارہ کیا تھا' جس جماعت کا فرض دعوت الی الخیر' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر ہوگا' وہ دنیا میں ایک ایسی طاقت ہوگی جو صرف نیکی ہی کی خاطر دنیا میں بھیجی گئی ہے' اور چونکہ نیکی عبارت ہے عدل سے' اور بدی اُسکے عدم سے' اسلئے فی الحقیقت وہ عدل کو قائم رکھنے والی اور ہر افراط و تفریط کو۔ کہ بدی اور گناہ ہے۔ روکنے والی جماعت ہوگی

اب عدل کی حقیقت پر غور کیجئے تو وہ فی الحقیقت ہر شے کی وسطی اور درمیانی حالت کا نام ہے۔ کسی ایک طرف جھک پڑے تو یہ افراط و تفریط ہے' لیکن ٹھیک ٹھیک درمیان میں اس طرح کھڑے رہئے کہ بال برابر جگہ بھی کسی طرف زیادہ نہ دیجئے' تو اسکا نام اعتدال اور عدل ہوگا۔ قرآن کریم نے اسکی نہایت عمدہ مثال دی ہے' ایک جگہ فرمایا

وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلک خیر و احسن تاویلا (١٧ : ٣٧) — جب کسی چیز کو تولو' تو ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو (تاکہ وزن میں دھوکا نہ ہو) یہی طریق بہتر' اور نیک انجام ہے۔

دوسری جگہ ایک سورت اس جملے سے شروع کی ہے

ویل للمطففین (٨٣ : ١) — ناپ تول میں کم دینے والوں کیلئے بڑی تباہی ہے۔

عدل کیلئے سب سے زیادہ مشاہدے میں آنے والی اور عام فہم مثال ترازو کی تھی' کہ اسکے تمام اعمال کی صحت کا دار و مدار محض اسکے اوپر کی سوئی پر ہے' جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وسط میں قائم نہو جائے' وزن کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا' جوں ہی دونوں پلّوں کا وزن مساوی ہوگا' معاً سوئی بھی وسط میں آکر ٹھہر جائے گی۔

اسی لئے قرآن نے اکثر مقامات میں ترازو ہی مثال سے کام لیا ہے' اور قیامت کے دن بھی انسانی اعمال کا فیصلہ اسی کے ہاتھ ہوگا

فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ' و اما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ۔ یہی سبب ہے کہ وسط کو عدل کے معنوں میں بولا جاتا ہے اور فی الحقیقت (وکذلک جعلناکم امۃ وسطا) میں بھی وسط سے مراد عدل ہی ہے۔

جس جماعت کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو اُس سے بڑھکر اور کونسی جماعت عند اللہ اور عند الناس عادل ہوسکتی ہے؟ پس خدا تعالی نے فرمایا کہ "ہم نے تم کو تمام دنیا کے

مسلم یونیورسٹی

کے خواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معبّر کی زبانی

(۱)

ماہرین علم النفس نے دماغ کے اعمال و قوی کی تفتیش میں عجیب عجیب تجربے کئے ہیں - جب خواب کی حقیقت کی تحقیق منظور ہوئی تو کہتے ہیں کہ متعدد علما عرصے تک صرف یہ تجربہ کرتے رہے کہ سوتے ہوئے آدمی کے قریب بیٹھکر طرح طرح کی حرکتیں کرتے تھے تاکہ اسکا خفیف سا حس تغیر نیند میں خلل ڈالے بغیر بھی ہوتا رہے - نیند سے ہوشیار ہونے کے بعد جب معمول سے دریافت کیا جاتا تو اُن تمام حرکات کے اثرات کو کسی مرتب خواب کی صورت میں بیان کرتا اور اسطرح یہ تجربہ اس تصدیق تک پہنچاتا کہ خواب میں دماغ کے اندرونی حالتوں کے سوا خارجی اثرات کو بھی دخل ہے - مثلاً جب کبھی معمول کے سرہانے بیٹھکر کوئی ہلکی سی آواز مسلسل پیدا کی جاتی اور ساتھ ہی خفیف سا شور و غل بھی برپا کیا جاتا - تو معمول خواب میں دیکھتا کہ معرکۂ جنگ گرم ہے اور توپ کے گولے بکثرت چھوٹ رہے ہیں - اسکو بالکل اسکا یقین ہوتا ' مگر عامل سمجھتا کہ یہ تو صرف لکڑی کی چوٹ سے کسی شے پر ٹک ٹک کرنے کی آواز تھی

(اسپریچولیزم) کے جو لوگ مدعی ہیں ' وہ خواب مقناطیسی کے تجارب میں بھی ایسے ہی واقعات بتلاتے ہیں -

یہی حال ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی موجودہ استبدادی پالیسی کا ہے ' اور علی الخصوص اپنے اُن اعمال میں جو مسلمانوں کے متعلق ہیں وہ بالکل کسی علم دماغ کے تجربہ کرنے والے ڈاکٹر یا کسی ماہر فن مسمریزم کی طرح چھ کروڑ مسلمانوں کو سلاکر خواب کی قوتوں کا تجربہ کر رہی ہے - پہلے خود ہی آہستہ آہستہ آکے بستر کے پاس آتی ہے اور اپنی طلسمی چھڑی سے فرش کو کھٹکھٹانا شروع کردیتی ہے ' آہستہ آہستہ زبان سے بھی کچھ الفاظ نکالتی ہے جو گو سننے والے کیلئے کوئی معنی نہ رکھتے ہوں مگر اس عمل کیلئے الف ... ب الخواص مقرر ہوئے ہیں '
تھوڑی دیر کے بعد جب معمول اٹھتا ہے تو اسکو یقین ہوتا ہے کہ میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ' معرکۂ کارزار گرم تھا ' توپوں کے دہانے گولہ باری کر رہے تھے ' ہر طرف ہنگامۂ دار و گیر سے میدان رستخیز کا دھوکا ہوتا تھا ' مگر اس خواب کے پیچھے سرگرانی رہتی ہے ' بالآخر پھر گورنمنٹ ہی اپنے (عامل) کے بھیس کو بدلکر ایک مشاق (معبّر) کے لباس میں سامنے آتی ہے اور عرصے تک سر نیوڑھائے بیٹھکر اُسکی تعبیر بیان کرتی ہے -

ازاں بدرد دگر ہر زماں گرفتارم
کہ شیوہ‌ہاے ترا باہم آشنائی نیست

(مسلم یونیورسٹی) بھی اس سلسلہ تجارب کا ایک عمل تھا ' یہ خواب کچھ دنوں بالکل سربستہ رہا ' بہت سے دماغوں کو اسکی تعبیر کے لئے سرگرانی رہی ' لیکن بالآخر جب تجربہ حد تکمیل کو پہنچ گیا تو اب انریبل ممبر تعلیم (سر ہارکورٹ بٹلر) ایک ماہر فن معبّر کی حیثیت سے اسکی تعبیر کو گم گشتگان خواب حیرانی کی ہدایت کے لئے شائع فرماتے ہیں -

ہم صرف خواب ہی دیکھتے رہے ہیں ' تعبیر ہمیشہ گورنمنٹ کے معبّروں ہی کے ہاتھ میں ہے ' اسلئے ہمارے لئے یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ' البتہ اس تجربے میں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نقص رہ گیا کیونکہ خواب دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ خواب پر تعبیر ٹھیک ٹھیک منطبق نہیں ہوتی - یہ کہنا تو بالکل خلاف قیاس ہے کہ معمول کی طرف سے اس تجربے کو نقصان پہنچا ہو' بیہوش پڑا تھا ' عقل بند تھی' اور اعضا بدستور بے حس و حرکت تھے' البتہ شاید عامل ہی کی طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو' یا پھر خواب تو بدستور سابق ' اور تعبیر حسب عادت اسکی تمام جزئیات پر منطبق' لیکن زمانے کی بے اعتمادی اور سوء ظنی ترقی کر گئی ہے کہ ارباب علم و فن کی تحقیقات پر اعتماد نہیں رہا اور نہ آخری توجیہ ہی عقل و درایت کے مطابق معلوم ہوتی ہے -

* * *

۱۲ - اگست کو شملہ سے انریبل مسٹر بٹلر کی مراسلت مسلم اور ہندو یونیورسٹیوں کے نام شائع ہوئی ہیں ' جنمیں متعدد دلائل پیش کرکے ثابت کرنا چاہا ہے کہ عدم الحاق کی نسبت جو کچھ وزیر ہند نے فیصلہ کیا ' وہ گذشتہ وعدوں کے بالکل مطابق ہے ' نیز متعدد مصالح و فوائد کے لحاظ سے مسلمانوں کیلئے بہتری اسی میں ہے کہ اسکو منظور کرلیں -

ہمکو معلوم نہیں کہ ان دلائل کا کمیٹی نے کیا جواب دیا؟ مقامی معاصر (ڈیلی نیوز) لکھتا ہے کہ اس چٹھی کے دلائل اٹل اور نہایت مضبوط ہیں اسلیے کہ ابتک کوئی جواب اسکا شائع نہیں کیا گیا - ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو ' لیکن ہم دیکھتے ہیں تو اس تمام مراسلے میں ایک چیز بھی ایسی نہیں پاتے جسکو مجازاً بھی دلیل کہا جاسکے - اور اگر دلائل ہیں تو سخت تعجب ہے کہ صیغۂ تعلیم کا ایک افسر اعلیٰ کیونکر دلائل و براہین کی منطقی اصطلاحات کا - جو دنیا میں ارسطو کے زمانے سے مسائل و مباحث کے سلجھانے کا قیمتی وسیلہ رہے ہیں - علانیہ اسطرح توہین کرسکا ؟ پورے مراسلے میں کاش ایک سطر بھی ایسی ہوتی جو گورنمنٹ کے اس عجیب الخواص صیغۂ تعلیم کی رسمی اور سرکاری عزت کے درجے کو اپنی جگہ سے گرنے نہ دیتی - اگر اتنا بھی ہوتا تو ہم چپ ہو رہتے ' کیونکہ جو صیغہ آجتک برٹش انڈیا میں ہمیشہ ناکام ترین سرکاری دفتر رہا ہے ' اسکی طرف سے اونچی توقعات رکھنی دانشمندی کے خلاف ہے -

ایک نعمت طلب تمہید کے بعد (جسکو ہم دوسرے ارٹیکل کیلئے اٹھا رکھتے ہیں) انریبل مسٹر بٹلر نے اپنا مراسلہ حسب الزامی کے طریق استدلال سے شروع کرنا چاہا ہے جبکہ وہ لکھتے ہیں کہ

ذریعہ سے اقتدار حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہندؤں کے برہمنوں' اور عیسائیوں کے رومن کیتھولک پادریوں کی طرح ' مذہبی دعوت و اصلاح کو کوئی جماعت اپنی اقلیم حکمرانی نہ بنالے کہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید - لیکن اب صدیوں سے دیکھئے تو مسلمان جن چیزوں کو کاٹنے آئے تھے آج خود انکے پاؤں کی زنجیر ہو رہے ہیں - اس فرض الہی کو (علما) نے اپنا موروثی حق بنا لیا ہے جسمیں اور کسی فرد کو دخل دینے کی اجازت نہیں - شیطان (اپنی قدیمی عادت کی طرح) جب ضرورت دیکھتا ہے انکو اپنے اعمال ابلیسانہ کیلئے آلۂ کار بنا لیتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جگہ (امر بالمنکر و نہی عن المعروف) کے فرائض انکے ہاتھوں انجام پاتے ہیں - باقی تمام قوم اپنے اس فرض کی طرف سے غافل و بے خبر ہے اور جہل مذہبی کے سبب سے (علما) کے اس غصب حقوق عامہ پر قانع ہوگئی ہے - خدا کی حکومت کوئی بھی اپنے اوپر محسوس نہیں کرتا ' یکسوں کی طرف سے سب کی آنکھیں بند ہیں' اور برائیوں پر سے ہر شخص اسطرح گذر جاتا ہے گویا اسکو کان سننے کیلئے اور آنکھیں دیکھنے کیلئے ملی ہی نہیں فانہا لا تعمی الابصار' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۴۶ ۲۲)

دونوں آیتوں کا منشا ایک ہے

حقیقت یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں ' دونوں کا منشا ایک ہے اور دونوں اس فرض کو بغیر کسی تخصیص و تحدید کے ہر قائل کلمۂ توحید کا فرض قرار دیتی ہیں ' البتہ پہلی آیت میں (ولتکن منکم) کا لفظ اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ (منکم) بیان تبعیض کیلئے ہے' یعنے تم میں سے بعض لوگوں کی ایک جماعت اس فرض کو اپنے ذمے لیلے' لیکن چونکہ آگے چلکر دوسری آیت نے اس فرض میں تمام امت کو شامل کر لیا ہے اسلئے یہاں (منکم) کو تبعیض کیلئے قرار دینا ہی غلط ہے' بلکہ وہ یقیناً توضیح و تبئین کیلئے آیا ہے جیسا ہر زبان کے محاورے میں عموماً بولا کرتے ہیں' مثلاً عربی میں کہیں گے للامیر' من غلمانہ عسکر - ولفلان' من اولادہ جند - یعنے امیر کے لڑکوں سے فوج کے سپاہی ہیں اور فلاں شخص کی اولاد سے لشکر مرتب ہو رہا ہے ' تو اس سے امیر کے تمام لڑکے مراد ہونگے نہ کہ بعض - خود قرآن میں ایک موقعہ پر فرمایا ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان (۲۲ : ۳۱) مگر اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بتوں کے علاوہ اور کسی شے کی ناپاکی سے پرہیز نہ کیا جائے - غرضکہ یہاں (من) افادۂ معنی تبیئن کرتا ہے نہ کہ تبعیض - (امام رازی) نے دوسرے قول کو بیان کرتے ہوئے اسپر کافی بحث کی ہے - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ (جلد ۲ : ۲۲۸) -

لیکن اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم قرآن مجید کی ایک اور آیت اس مضمون کے متعلق پیش کرتے ہیں ' اگر (امام رازی) نے اس آیت کو بھی پیش نظر رکھا ہوتا تو انکو متعدد اقوال و توجیہات کے لا حاصل نقل کرنے کی ضرورت نہوتی - سورۂ (حج) کے پانچویں رکوع میں خدا تعالی نے کافروں کے اُن مظالم کی طرف اشارہ کیا ہے ' جنسے آغاز اسلام کے مسلمانوں کو سامنا ہوا تھا - پھر دفاع و حفظ نفس کیلئے قتال کی اجازت دی ہے ' اور اسکے بعد کہا ہے

الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوة و آتوا الزکوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر ' ولله عاقبة الامور - (۲۲ ۴۲)

اگر ہم (ان مظلوم مسلمانوں) کو (حکومت اور خلافت) دیکر زمین میں قائم کردیں تو وہ نہایت اچھے کام انجام دینگے یعنی نماز پڑھینگے' زکواۃ دینگے' لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینگے اور برائی سے روکیں گے اور سب کا انحصار اللہ ہی کے ہاتھ ہے -

یہ آیت اس بارے میں بالکل صاف اور فیصلہ کن ہے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو کامیاب کرنے کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ زمین پر حکمراں ہوے کہ بعد اچھے اور نیک کاموں کو انجام دینگے - پھر اُن کاموں کی بالترتیب تشریح کی ہے اور سب کو مسلسل عطف کے ساتھہ بیان کیا ہے ' جو معطوف و معطوف علیہ میں مساوات ثابت کرتا ہے - پہلے نماز کا ذکر کیا ' پھر زکواۃ کا ' اور یہ دونوں عمل ہر جگہ قرآن میں ایک ساتھہ بیان کئے گئے ہیں - اسکے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام آتا ہے اور اُسی سلسلۂ اعمال میں' جسمیں نماز اور زکواۃ بلحاظ وجوب و فرض بیان کئے جاتے ہیں - اس سے ثابت ہوگیا کہ

(۱) مسلمانوں کو خدا نے جو نصرت و فتح اور دنیا میں کامیابی عطا فرمائی' اسکی علت یہ بھی کہ تاکہ وہ اعمال حسنہ انجام دیں -

(۲) وہ اعمال حسنہ (علی الخصوص) قیام نماز' اداے زکواۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہیں -

(۳) نماز اور زکواۃ ہر مسلمان پر فرض ہے پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان کے فرائض میں داخل ہے

[کئی کالم ہوچکے مگر ابھی ان آیات کے اشارات باقی ہیں مجبوراً اس نمبر کو اس اجمالی تذکرے ہی پر ختم کردیتے ہیں' آئندہ نمبر میں موضوع بحث یہ ہوگا کہ امر بالمعروف کے حدود کیا کیا ہیں ؟ اور نہی عن المنکر کیلئے قرآن و حدیث اور عمل سلف صالح سے ہمارے لئے فیصلہ کن اصول کونسا ہے ؟]

اس نمبر کی تصاویر

آجکے نمبر میں ایک بڑی تصویر عین میدان جنگ کی دیجاتی ہے - ۲۴ فروری کو برقہ میں ایک سخت و شدید معرکہ ہوا تھا ' اُسی معرکے کا یہ ایک منظر ہے -

دوسری تصویر کو غور سے دیکھئے تو نہایت دلچسپ نتائج اپنے اندر رکھتی ہے - اندرون طرابلس میں باربرداری کی جو مشکلات اٹلی کو پیش آئیں اور جنکی وجہ سے وہ اب تک ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی' اسکا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے - خچر کے جب چلنے سے جواب دیدیا تو تمام اٹالین جو گاڑی میں سوار تھے نیچے اتر آئے اور سب ملکر زور لگارہے ہیں کہ کسی طرح ایک قدم آگے بڑھے' مگر گاڑی کے پہیے اور خچر کے پاؤں' دونوں نے چلنے کی قسم کھالی ہے -

مراسلات

گویا ایک طرح کے ہائی اسکول ہیں جو مرکزی کالج کیلئے طلبا طیار کرینگے ' لیکن مسٹر محمود کی اسکیم کے دیکھنے سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ مقصود کالج نہیں بلکہ یونیورسٹی تھا اور گو اسکا نام مدرسہ رکھا گیا ہو [اسلئے کہ عربی میں یونیورسٹی کا کوئی ترجمہ اجکل کے لفظ (جامعہ) کی طرح اس وقت رائج نہ تھا] لیکن اسکے انتظام کی ہر شاخ میں یورپ کی یونیورسٹیوں کی مثالیں ہی پیش نظر تھیں - پس سرسید جو کچھ قائم کرنا چاہتے تھے اسکے یونیورسٹی ہونے سے جب انکار نہیں کیا جاسکتا تو گذشتہ اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکو ریذیڈنشل بنانے کے ساتھہ غیر مقامی بھی رکھنا چاہتے تھے -

[باقی آیندہ]

مسلم یونیورسٹی اور راجہ صاحب محمود آباد

میں نے اسوقت آپکے اخبار مورخہ ۷ - اگست ۱۹۱۲ میں وہ مضمون پڑھا جو جناب نے مسلم یونیورسٹی پر تحریر فرمایا ہے - جسقدر آپ نے اپنے بیش بہا خیالات کا اظہار فرمایا ہے اوسکی نسبت عرض کرنے کی مجھکو ضرورت نہیں - ہر ایک مسلمان کو قومی مسائل پر رائے زنی کا پورا حق حاصل ہے - البتہ آپ نے اپنے مضمون کے آخری حصہ میں جناب راجہ آنریبل راجہ علی محمد خان صاحب بہادر کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی نسبت خاص طور پر جو کچھ لکھا ہے چونکہ اوسکا تعلق واقعات سے ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو صحیح حالات ہیں وہ پبلک کو معلوم ہوں اور ایک ایسا شخص جو ہر طرح پر قوم کے شکریہ کا مستحق ہے اوسکے متعلق قوم کو غلط فہمی نہو -

مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق ابتدا سے اسوقت تک گورنمنٹ کے ساتھہ جو کچھہ کارروائی ہوئی ہے اوسکی نسبت مجھکو ذاتی علم حاصل ہے اور اوسکے لحاظ سے میں دعوے سے اس بات کو کہتا ہوں کہ راجہ صاحب ممدوح نے کبھی کسی معاملہ میں اس خیال سے کہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہدار انسے خوش ہو قومی مقاصد کو کبھی نظر انداز نہیں کیا' بلکہ جس جرأت اور بے باکی سے انہوں نے ہر ایک معاملہ میں قومی مقاصد کی حفاظت کی ہے اوس سے ہم سب کو ایک گونہ حیرت ہے کہ باوجود مسلمان تعلقدار ہونیکے انہوں نے ذاتی نفع و نقصان کا کچھہ خیال نہیں کیا - سب کو معلوم ہے کہ ہمارے صوبہ کے لفٹنٹ گورنر مجوزہ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کو پسند نہیں کرتے ہیں اور ہمارے صوبہ کے انگریز عام طور پر اسکے موافق نہ تھے لیکن راجہ صاحب موصوف نے ان حالات کی کبھی پروا نہیں کی - اور اس صوبہ میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا

میں نہیں سمجھتا کہ آپکا وہ معتبر ذریعہ کونسا ہے جسکی بنا پر آپ نے راجہ صاحب موصوف پر ایسا بے بنیاد الزام لگایا - راجہ صاحب ممدوح نے جو قومی خدمت کی ہے وہ قوم اور پبلک کے سامنے ہے - نہ وہ کسی اعتراف کی محتاج ہے اور نہ بیجا نکتہ چینی سے اوسکو کسی قسم کا اندیشہ ہے - البتہ جو اخبار نویس قومی خدمت کے داعی ہیں ان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ بغیر کافی تحقیق اور علم کے کسی شخص کی نیت پر پبلک میں حملہ کرنا حق العباد کا خون کرنا ہے - نہایت ممنون ہونگا اگر آپ اس عریضہ کو اپنے اخبار میں شائع فرمادینگے فقط * دستخط

(آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب)

سول سروس کمیشن

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب

غالباً جناب کی توجہ اس کمیشن کی طرف جسکو ہوم گورنمنٹ نے ہندوستان کے صیغہ ملازمت سرکاری پر از سر نو غور کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے اور جو عنقریب ہندوستان میں آکر اہل ملک کی منشا کو دریافت کرنے والا ہے - اول سے رجوع ہوئی ہوگی - علاوہ اس کے کہ اس کمیشن کو ملکی خواہشوں پر متوجہ کیا جائے - اس کی بھی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے قومی حقوق متعلق سرکاری نوکری پر بھی معزز اہل کمیشن کی توجہ مائل کرائی جائے - پس جناب کو خود اور اپنے مضمون نگاروں سے اس کا بندوبست کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور وہ اپنے اہل ملک اور ناظرین کو مشورہ دیں کہ ان میں سے جو ایسا بیان بحضور کمیشن لکھانا چاہیں - ان کو ایسا بیان کرنا چاہئے - جس سے مسلمانوں کے قومی حقوق نسبت ملازمت کے محفوظ ہو جائیں - یہ مسئلہ نہایت مناسب - واقفیت اور سنجیدگی سے غور اور بحث کرنے کا ہے اور اخبارات بہترین مشیر ان کے واسطے ہو سکتے ہیں' جو کمیشن موجودہ کے حضور میں شہادت دیں گے -

یہ ضرور ہے کہ مالکان اخبارات ان پرچوں کو جن میں اس کے متعلق اظہار خیال کیا ہو - وقتاً فوقتاً ان صاحبوں کے پاس بھیجدیا کریں جن کو وہ اپنے نزدیک اس لائق جانتے ہوں اور کمترین راقم عریضہ ہذا نہایت شکرگزار ہوگا اگر آپ اس قسم کا ہر ایک پرچہ اس نیازمند کے پاس بھیجدیں گے -

اس بات پر بہت زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کام کیسا اہم ہے - کیونکہ اس کی سنجیدگی پورے طور پر ظاہر ہے - پس امید ہے کہ جناب اور جناب کے اخبار کے معزز ناظرین خاص توجہ اس بارہ میں فرمائے رہیں گے امید ہے کہ جناب اور جناب کے کاروبار عمدہ حالت میں ہونگے

مکرر عرض یہ ہے کہ آپ کے معزز اخبار کے ناظرین میں سے کوئی صاحب ایسے ہوں کہ وہ بذریعہ اخبارات اپنے خیالات کا شائع کرانا پسند نہ فرمائیں اون سے جانا جانا چاہئے کہ وہ پرائیوٹ خطوط سے راقم اثم کو یا اور کسی کو ضرور اپنی صلاح سے مدد دیں - فقط -

(نواب حاجی اسماعیل خاں)

" سرسید کی تمنا تھی کہ علیگڈھ کو ایک قیامی (ریزیڈنشیل) یونیورسٹی بنا ئیں اور اسکا اعادہ اُس وقت سے برابر سر برآوردہ مسلمانوں اور ارکان کالج کی جانب سے ہوتا رہا ہے ' مسودۂ قانون اساسی کی تمہید میں بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے "

اور پھر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ انکے نزدیک ریزیڈنشیل یونیورسٹی کیلئے ضرور ہے کہ مقامی ہو ' اسلیے خود سرسید بھی وہی چاہتے تھے جو آج انکا موکل (دفتر ہند) چاہتا ہے اور جسکی وکالت انجام دینے کیلئے انریبل ممبر تعلیم کو سرسید کے حالات سے استدلال کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑی ہے -

ہم ممنون ہیں کہ ایک ذمہ دار افسر اعلی ہماری امیدوں اور ارادوں کا اتنا اچھا مطالعہ کرتا رہا ہے کہ ٹھیک ٹھیک ہماری طرح اسکو تعبیر کرنے کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے - بیشک سر سید مرحوم کا یہی مقصد تھا کہ اپنی قوم کو گورنمنٹ کی بے معنی اور انسانی تربیت سے معرا تعلیم کی غلامی سے نجات دلائیں اور مختص استعداد لینے والی یونیورسٹیاں قائم کر کے گورنمنٹ جس طرح بیس کروڑ انسانوں کو تربیت و تعلیم کے اصلی مقاصد سے محروم رکھنا چاہتی ہے' اس سے اپنی قوم کو محفوظ کر دیں ' لیکن اگر اس سے مسٹر بٹلر کا یہ ارادہ ہے کہ خود سر سید نے عدم الحاق کی زنجیر' کالج قائم کرتے ہوے انکے لئے رکھہ چھوڑی تھی تا کہ آج (لارڈ کریو) مسلمانوں کی تعلیم کے ہاتھہ پاؤں جکڑ دیں ' تو انہیں چاہئے کہ انکا موسم گرما شملہ پر بعافیت بسر کر کے جب آئیں تو علی گڈہ جاکر لائبریری سے (تہذیب الاخلاق) کی جلدیں اور کمیٹی (خواستگار تعلیم مسلمانان) کی رپورٹیں نکلوا کر سمجھنے کے لئے اپنے دماغ پر ذرا توجہہ ڈالیں اور اسکے بعد کمیٹی کو الزام دینے کا ارادہ کریں -

حقیقت یہ ہے کہ ایک تفصیلی مضمون علی گڈہ کالج کی ابتدائی تاریخ ' کمیٹی خواستگار تعلیم کی رپورٹ ' اور مسٹر محمود کی اسکیم پر لکھنا چاہئے تا کہ یہ روشنی میں آے کہ علی گڈہ کالج کیا کیا جاتا تھا اور کیا سے کیا بنگیا ؟ سنہ ۱۸۷۲ میں انجمن خواستگار تعلیم مسلمانان نے ایک اشتہار دیکر ۳۲ رسالے لکھوائے تو انپر غور و فکر کرنے کے بعد سر سید نے اپنے ارادوں کو ایک مبسوط اسکیم کی صورت میں پیش کیا تھا - انجمن کی رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۲ اس وقت ہمارے سامنے ہے' اسمیں وہ اسکیم صفحہ ۴۲ سے ۵۸ تک موجود ہے ' اور کسی کو رپورٹ نہ ملے تو تہذیب الاخلاق اول کی جلدیں منگواکر اُسے دیکھہ سکتا ہے - اس اسکیم کے پڑھنے سے داول نظریہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سر سید کا ارادہ یقیناً ایک قیامی یونیورسٹی کے بنانے کا تھا ' مگر وہ ہمارے سرکاری مناظر (مسٹر بٹلر) کی عجیب العلقت منطق کی طرح قیامی یونیورسٹی کو وسیع العلاقہ یونیورسٹی کا ضد و مخالف نہیں سمجھتے تھے تعلیم اور مضامین تعلیم کا ذکر کر کے سر سید نے ایک خاص عنوان " مدارس " کا قائم کیا ہے اور اسکے نیچے لکھتے ہیں

" یہ مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں ان کا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہوتے جائینگے - ان میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی' جو اُردو مدرسہ کے لئے ہیں اور اُسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکنڈ لینگوج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کرنی ہوگی -

اِس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اُردو میں صرف اتنا فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد معین تک علوم پڑھائے جاوینگے اور جب اُس حد تک طالب علم پہنچ جاوینگے تو اِس مدرسہ سے خارج ہوجاوینگے اور اُن کو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلی درجے کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں - یہ مدرسے اس مراد سے ہونگے کہ مدرسۃ العلوم کے لئے لڑکے تیار کریں - ان کی مثال بعینہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کی بھرتی کے لئے طالب علم طیار کرتے ہیں "

اسکے بعد انہوں نے مکتبوں اور اسکولوں کے متعلق بحث شروع کی ہے اور لکھتے ہیں

" ہر گاؤں اور قصبہ میں جہاں جہاں ہوسکے مکتب قائم ہونے چاہئیں - ان میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اُردو زبان میں کچھہ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اُردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اِس مکتب میں بھی کسی قدر فارسی اور کسی قدر انگریزی سکنڈ لینگوج ہو "

اسکے بعد انہوں نے بتلایا ہے کہ تعلیم کے مختلف درجوں میں کس کس عمر کے لڑکے لئے جائینگے ' پھر بلحاظ عمر تعلیم کے پانچ درجے قائم کیے ہیں' ان میں ابتدائی دو درجوں کو لکھکر لکھتے ہیں ,

" یہ وہ تعلیم ہے جو مدارس مجوزہ (یعنے ماتحت مدارس) میں تجویز کی گئی ہے "

لیکن تیسرے درجے سے لیکر پانچویں درجے کی تعلیم بیان کرکے جو اعلی کالجی تعلیم ہے لکھتے ہیں

" یہ پچھلی تینوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسۃ العلوم سے علاقہ رکھتی ہیں "

ان اقتباسات سے صاف طور پر تعبیر کسی ناویل کے ثابت ہوتا ہے کہ

(۱) سرسید ایک ریزیڈنشیل تعلیم گاہ قائم کرنا چاہتے تھے -

(۲) مگر مخص مقامی نہیں' بلکہ وسیع حلقہ رکھنے والی - جسکے ماتحت ہر شہر میں مدرسے قائم کیے جائیں اور وہ تمام مدرسۃ العلوم کے ماتحت ہوں -

اسکولوں اور مکتبوں کو بھی اسکے ماتحت جاری کرنا مقصود تھا جو اسکے لئے اور اسکے ماتحت مدرسوں کیلئے لڑکے طیار کرکے بھجیں اور نیز اسکی نگرانی میں ابتدائی تعلیم کا عمدہ انتظام کرسکیں -

افسوس ہے کہ اس وقت ہم کو کتابوں میں تہذیب الاخلاق کی وہ جلد نہیں ملی جسمیں مسٹر محمود کی اسکیم شایع ہوئی تھی لیکن ہمیں ایسا یاد پڑتا ہے کہ خود اسمیں بھی یہی منشا ظاہر کیا گیا ہے کہ علی گڈہ میں مدرسہ نہیں' بلکہ ایک یونیورسٹی قائم ہو اور وہ غیر مقامی اور اپنے ماتحت کالجوں اور اسکولوں کی ایک بڑی تعداد رکھتی ہو - گو یہاں سرسید نے جا بجا مدرسۃ العلوم کا لفظ استعمال کیا ہے اور باہر کے جن مدرسوں کو ماتحت بتلاے ہیں وہ

بازار طرابلس

برقہ کے معرکے کا ایک منظر

حضرت شیخ سنوسی

کا اعلان جہاد

(العلم کا نامہ نگار طرابلس سے لکھتا ہے)

آخر جنگ سے حضرت شیخ سنوسی اپنی تمام طاقت مجاہدین طرابلس کی حمایت کیلئے وقف کرچکے ہیں، انہوں نے جنگ کی خبر سنتے ہی اپنے طریقہ کے تمام خانقاہوں اور زاویوں کے نام احکام جاری کئے، تمام مشائخ کو جمع کیا، اور انکو فوری احکام دئے کہ اپنی جماعتوں کو لیکر میدان جدال میں پہونچ جائیں، الحمد للہ کہ اس اعانت کے نتائج فوراً ظاہر ہوے، آج تک جو فتح و نصرت اسلامی علم کو یہاں نصیب ہوئی ہے وہ عثمانی مجاہدین اور مشائخ سنوسیہ کی مشترک طاقت ہی کا نتیجہ ہے۔

انکی دائمی حرکت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اپنی عادت اور اصول کے خلاف انہوں نے اعلان کردیا کہ بہت جلد وہ نفس نفیس میدان قتال میں تشریف لائیں گے اور اسمیں شک نہیں کہ وہ تاریخ جنگ طرابلس کا ایک زلزلہ انگیز وقت ہوگا۔

جدا بعد وہ اپنی موجودہ قیام گاہ (کفرہ) سے چل چکے ہیں، انکے استقبال کیلئے جنوب اور بادیہ قطمہ یہاں سے ایک وفد بھی روانہ ہوچکا ہے، وہ اب تک پہونچ چکے ہوے، لیکن چونکہ انکو درمیان کے تمام مقامات میں مجاہدین کو جمع کرنے اور اطراف جوانب کے قبائل کو بلانے کیلئے مجبوراً قیام کرنا پڑتا ہے، پھر راہ کی دقتیں، گرمی کی شدت، اور پانی کی قلت بھی عاجلانہ سفر سے مانع ہے

اسلئے ابتک ہم انکی زیارت سے محروم رہے لیکن انشاء اللہ عنقریب میں انکے وصول طرابلس کی خبر آپکو دونگا

انکے گذشتہ اعلانات تو آپ پڑھ چکے ہیں لیکن آج انکا وہ اخری منشور جہاد آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں جسکی نقلیں گذشتہ دو ماہ کے اندر تمام عرب قبائل میں شائع کی گئی ہیں اور جس سے انکے جوش دینی اور غیرت ملی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے [اسکے بعد شیخ موصوف کی مبسوط تحریر ہے جسمیں حمد و نعت کے بعد قرآن کریم کی آیات جہاد اور احادیث سے استدلال کرتے تمام مسلمانوں کو دعوت جہاد دی ہے اور اس موقعہ کو اسلامی شرف و بقا کیلئے نہایت نازک قرار دیکر التجا کی ہے کہ اپنے فرض کو محسوس کریں اور ہر طرف سے مجتمع ہوکر میدان قتال کی طرف روانہ ہوجائیں پھر مجاہدین کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ تم لوگ رحمت الہی کے مستحق اور اسکی محبت کے مورد ہو، خدا نے تمہاری مدح کو اپنے کلام میں جگہ دی اور تمہاری تمام خطاؤں کو معاف کیا، اپنے عزم کو اور محکم کرو، اپنے جوش کو بجھنے نہ دو، دشمنان خدا کو ملائکہ کے قریب مدد سے آؤ اور یاد رکھو کہ خدا نے تمہاری نصرت و کامیابی کا وعدہ کیا ہے اور اسکا وعدہ غلط نہیں

آخر میں اپنے طریقہ کے مشائخ و اصحاب طریقت کو متوجہ کیا ہے اور یہ کہکر ہمت بڑھائی ہے کہ تم اس سرزمین عرب کے فرزند ہو جس سے رسول عربی کا ظہور ہوا، تم دین الہی کے سرچشمہ ہو، تم کو خدا نے اپنی نیابت اور خلافت بخشی اور دنیا کی کنجیاں

ناموران غزوۂ طرابلس

بک باشی (میجر) محمد نوری بک کمانڈر (خمس)

میجر محمد نوری بک

—*—

ناموران غزوۂ طرابلس میں میجر موصوف کا نام بھی ہمیشہ یادگار رہیگا - یہ بھی اُن عثمانی مجاہدین غیور میں سے ہیں جنہوں نے دین و ملت کی کشتی کو جب امواج ہلاکت کے جال میں دیکھا تو بغیر کسی تامل و جھجک کے بے اختیارانہ سمندر میں کود پڑے اور پھر دنیا کی کوئی سخت سے سخت طاقت بھی ایسی نہ تھی' جو ان فدائیان راہ الٰہی کو منزل مقصود تک پہنچنے سے روکتی - آج ترکی کے جیسے افسر میدان جہاد میں چالیس کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کی عزت سنبھالے ہوے ہیں' وہ سب کے سب تقریباً وہی لوگ ہیں جو یا تو پیشتر سے وہاں موجود تھے اور یا بغیر حکومت کے بھیجے یا اشارہ کیے سپاہیانہ اندازے نہیں' بلکہ مجاہدانہ عزم کے ساتھہ جوق جوق روانہ ہوگئے اور جاتے ہی حالات کو یکایک پلٹا دیا - میجر موصوف بھی ایسے ہی جان بازوں میں سے ہیں اور آجکل (خمس) کے عثمانی کیمپ کے افسر اعلی کی خدمات انجام دے رہے ہیں -

میجر موصوف کی خدمات اپنے یوم ورود سے لیکر آجتک نہایت نمایاں رہی ہیں - مگر جس جماعت کے بچے اور عورتیں تک جوش و شجاعت کے عدیم المثال مجسمے ہوں' اُن میں سے کسی ایک فرد واحد کی خصوصیت کے ساتھہ کیا تعریف کی جاے ؟ رحمت الٰہی کا آفتاب جب کسی سرزمین پر چمکتا ہے تو اونچے اونچے مینار ہی نہیں' بلکہ خاک کے ذرے بھی چمک اٹھتے ہیں وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء' واللہ ذوالفضل العظیم (۶۲ : ۴)

جسم انسانی فانی ہے' مگر انسانی فضائل کیلئے فنا نہیں - موت کا خنجر ایسی روحوں تک کارگر ہے جب تک اسکی ضرب انسانی گوشت اور ہڈیوں تک ہے' لیکن اگر خدا کی ڈھال آپکے ہاتھہ میں ہے تو آپکو کون مار سکتا ہے ؟ (ابو جہل) اور (مسیلمہ) اگر ہمیشہ زندہ بھی رہتے جب بھی بے روح لاشیں تھیں - لیکن محمد ابن عبداللہ (صلعم) اپنی عمر کے ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الٰہی میں زندہ رہا اور اب تک زندہ ہے -

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

یہ مقامات بر ارفع و اعلی ہیں' عام جاں بازان ملک و ملت کو دیکھئے - (جوزف میزینی) مرگیا لیکن کیا اٹلی کہہ سکتی ہے کہ وہ زندہ نہیں ؟ (احمد مدحت) کی ہڈیوں کو کہتے ہیں کہ باسفورس میں پھینکدیا تھا' لیکن کیا اسکے کارناموں کو بھی (عبد الحمید) مٹا سکتا تھا ؟ یہی حال آج اُن تمام جانفروشاں ملت کا یقین کیجئے جو خاک طرابلس کو اپنے خون سے رنگین کر رہے ہیں - صدیوں پر صدیاں گذر جائینگی' تاریخ کئی جلدیں آگے بڑھجاے گی' دنیا سینکڑوں انقلابات و تغیرات سے اپنی صورت بدل ڈالے گی' مجاہدین طرابلس کی ہڈیاں زیر خاک سڑ گل کر خاک میں ملجائیں گی' مگر انکے کارنامے ہمیشہ زندہ رہیں گے' کبھی فنا نہونے والی روح انکو زندہ رکھے گی' وہ خدا - جو آج جھروکے میں بیٹھا ہوا انکے خون کے فواروں' انکی لاشوں کی پامالیوں' انکی بیوہ عورتوں کی فریادوں' اور انکے یتیم بچوں کے آہ و فغاں کو دیکھہ رہا ہے - دنیا کی ہر ہستی کو ہلاک کردیگا مگر اپنے ان عاشقان جانباز کو مرنے نہ دیگا - ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات' بل احیاء' ولکن لا تشعرون -

---

(مقدونیہ) اور ولایت (اڈریانوپل) پر بلغاریہ کی حوصلہ مندانہ آرزوؤں کا احترام کیا جائے اور اس قرار داد کے معاوضے میں بلغاریہ بھی (نووی بازار) ولایات (عسکوب) (البانیہ) (مغربی مقدونیہ) (سالونیکا) اور (جلسندس) در آسٹریا کے جائز حقوق کو تسلیم کرے -

دفعۂ ۵ - اگر (آسٹریا) الحاق بوسنیا ہرزی گوینا پر مقصلہ کرلے تو بلغاریہ کو واجب ہوگا کہ ترکی کے خلاف آسٹریا کی تائید کرے اور ضرورت ہو تو مانٹی نگرو اور سرویا کے خلاف بھی کھڑی ہو جائے ' اسکا معاوضہ آسٹریا کیجانب سے بلغاریہ کے اعلان آزادی اور مشرقی رومیلیا کی حرب کی حمایت کی شکل میں ہوگا -

دفعۂ ۶ - بلغاریہ کسی ایسی طاقت کے ساتھہ سیاسی یا فوجی اتحاد کرنے کے معیار نہوسکیگی جو آسٹریا کے اتحادی حلقے میں نہو ' اسکی عوض میں (آسٹریا) بلغاریہ کو زار کا خطاب اختیار کرنے میں مدد دیگی -

دفعۂ ۷ - اگر (آسٹریا) اور (روس) کے مابین لڑائی چھڑ جائے تو اس حالت میں بلغاریہ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ بے طرفی کا اعلان کرکے روس کو اپنی زمین اور بندرگاہوں سے نہ گذرنے دے -

آخری تین دفعات کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ نہایت اہم ہیں ' ایک شرط کا مفہوم تو یہ ہے کہ اگر ترکی بلغاریہ پر حملہ آور ہوئی تو (آسٹریا) قدیم سرویا ' البانیا اور مقدونیہ پر قابض ہوجائیگی اور جب ترکی نے آسٹریا پر حملہ کردیا تو بلغاریہ ولایت اڈریانوپل پر قبضہ کرکے قسطنطنیہ کی طرف دھاوا کریگی -

۹ - اگر سلطنت عثمانیہ کو زوال آگیا تو آسٹریا اپنے حقوق کے اعتبار سے نووی بازار ' قدیم سرویا ' البانیہ ' مشرقی مقدونیہ ' سالونیکا اور تمام جلسندس پر قبضہ کرلیگی -

۱۰ - میں سرویا سے امکان جنگ پر بحث کی گئی ہے اور لکھا ہے اگر (آسٹریا) اور سرویا میں جنگ ہوجائے اسوقت بلغاریا کا فرض ہوگا کہ (پرتمی) اور (نش) پر قبضہ کرلے ' اگر (بلغاریا) کے ساتھہ ہو تو آسٹرین فوج (بلغار) اور (فاروگنور) کیطرف دھاوا کردیگی - بعد جنگ کے (سرویا) کی تقسیم ہو جائیگی اور تمام مغربی حصہ (دیرنا) اور (موررا) سے لیکر (نش) اور (پسرروج) (آسٹریا) کے قبضے میں آئیگا اور مشرقی حصہ بلغاریا کا حصہ ہے -

جنگ اٹلی و ترکی

(طرابلس ۱۵ اگست) — اٹالین جنگی جہازات پائی مرت اور ارنے قوسا ۲۹ جولائی کو تمام دن ترکوں کی فوجی عمارت اور شہر سے باہر کیمپ پر گولے پھینکا کیئے -

میگزین میں آگ لگ کر دھماکا ہوا اور برابر دو دن تک آگ برستی رہی نقصان تخمیناً ایک لاکھہ پونڈ کا ہوا

اموات کی تعداد ۳ اور مجروح کی تعداد ۵ تھی

(بمبئی ۱۷ اگست) — (ٹائمس آف انڈیا) کا نامہ نگار عدن سے لکھتا ہے یہاں اس افواہ پر سب متفق اللسان ہیں کہ اطالوی ملاحوں کی ایک جماعت ایک جنگی جہاز سے قریب ساحل (زوبیک) اتری ہے - یہ مقام (حدیدہ) سے چند ساعت کے فاصلے پر واقع ہے - عربوں نے اطالین پر میر کی جسں سے دو ہلاک ہوگئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اطالی جنگی جہاز نے (رسـل معملع) پر گولا باری کردی لیکن کسی شدید نقصان کی خبر نہیں آئی ایک پرائیوٹ تار سے معلوم ہوا ہے کہ اٹالین ترکی بندرگاہوں اور حدیدہ کی فوجی مقامات پر گولا باری کر رہے ہیں -

(روما - ۱۶ - اگست) — (زوارہ) سے اطالویوں نے پیش قدمی کی جس سے غرض یہ تھی کہ پہاڑی مقامات پر قبضہ کرکے (تیونس) کی سرحد سے رسد وغیرہ کی آمد و رفت بند کردیں سخت لڑائی کے بعد آخر انہوں نے میدان مار لیا جسمیں ۹ اطالوی ہلاک اور ۹۸ مجروح ہوئے علاوہ بریں ۵ افسر بھی مارے گئے - لیکن ترکوں کا نقصان نہایت سنگین تھا -

ترکی اور مانٹی نگرو

(سنیتم ۱۲) سرحد میں ترکی اور (مانٹی نگرو) کے مابین پھر جنگ کا آغاز ہوگیا -

ترکی فوجوں کی مدد کو کمک پہنچ گئی ہے -

صوفیا ۱۳) کل کوچنہ کے قتل عام پر بر افروختگی کی نمایش کی گئی نمائش کنندگان کی جماعت نے سیاہ علم لیکر جلوس شان سے دکھایا - گرجوں کی گھنٹیاں بجتی تھیں اور تمام دکانیں بند کردی گئی تھیں - ساتھہ ہی یہ رزلیوشن بھی پاس کیا گیا کہ ہماری گورنمنٹ مقدونیا کے بلغاریوں کو عثمانی اطاعت و انقیاد سے نجات دلانے کی کوشش کرے -

(لندن ۱۴) سنیتم میں بحر الدین بک ترکی کونسل کی حیثیت سے مامور ہوا ہے -

(لندن ۱۶) تمام بلغاریا میں شاہ فرڈیننڈ کی جوبلی کی جشن منائی جارہی ہیں - فرڈیننڈ نے قدیم دارالسلطنۃ میں فوج کا معائنہ کیا اور اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ صلح کل پالیسی کی سخت ضرورت ہے تمام آبادی میں اس تقریر سے سکون دلجمعی اور پیدا ہوا ہے -

(لندن ۱۶) - رئوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ (آسٹریا ہنگری) نے دول عظام کو مدعو کیا ہے کہ عثمانی صوبہجات بلقان کے کوائف کے متعلق مبادلۂ آرا کریں -

(لندن ۱۷) صوبہجات بلقان کے بارے میں مبادلۂ خیالات کے لئے (کاؤنٹ وان برچٹولڈ) نے دول یورپ کو جو دعوت دی ہے اوسپر بہت نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں - آسٹریا نے نیم اخبارات بڑی احتیاط سے اسکی توضیح کرتے ہیں کہ ترکوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا مقصد نہیں ہے آسٹریا صرف یہ چاہتی ہے کہ اقوام کے راضی رکھنے کے ارادے میں ترکوں کا ہاتھہ بٹائے اور اس غرض کے ادائگی میں آسانی پیدا کرنیکی ضرورت کا ترکوں کو یقین دلائے - یوروپین کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور اسکا مباحثہ سفراء کی ذات سے سرانجام پائے گا -

(یورپی اخبارات کی رائیں) یورپکے اخبارات عموماً اس تجویز سے محتاط پسندیدگی ظاہر کرتے ہیں بعض اس خواہش کو روسی

تمہارے آگے ڈالدیں ' آج بھی اگر اسپر اعتماد کرکے اُٹھہ کھڑے رہو تو اسکا ہاتھہ تمہارے بیٹھہ پر ہے اور اسکی جنود مجندی ہر حال میں آمادۂ اعانت ہے ۔

[اس منشور کے نیچے اُنکا خاص دستخط ہے اور ١٨ جمادی الثانیہ تاریخ تحریر ہے حروف طوالت سے ہم پورا ترجمہ نہ کرسکے]

شؤون عثمانیہ

ولایت کی ڈاک

(از منچسٹر گارڈین)

ترکی کی مشکلات اور موجودہ مسائل

یہ تو مسلمات سے ہے کہ ترکی کو مشکلات میں مبتلا دیکھکر اُسکے دشمنوں کے شرار آرزو چمک اُٹھینگے - (نوووریمیا) میں اُسکے (صوفیا) کے نامہ نگار کا تار شائع ہوا ہے جسکا مضمون حسب ذیل ہے :—

" ترکی ایوان وزارت کے مستعفی ہوجانے کے باعث گورنمنٹ اور ڈپلومیٹک حلقوں میں بحث و مباحثہ کا بازار نہایت گرم

مقدونیہ کے مہاجرین جنہوں نے (بلغاریہ) میں بود و باش اختیار کیا ہے اس تحریک کی تائید کے لئے اخلاقی اور مادی سہارا دینے کو مستعد ہوجائینگے اور پھر صرف اپنے ہی پر قانع نہونگے بلکہ حکام پر اثر ڈالکر ترکونکے خلاف پالیسی پیدا کرنے پر مجبور کردینگے "

(ویکلی مرّر ریڈنگ) کا استمبولی نامہ نگار کوائف مذکورہ پر یہ روشنی ڈالتا ہے —

" ڈپلومیٹک حلقوں میں البانی مسئلے کی نشو و نموی سخت اندیشہ ناک نظروں سے دیکھی جاتی ہے - اندیشہ اسی بات سے پیدا ہوا ہے کہ اگر وزارت کے مشکلات کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو باب عالی کو ایک عجب مصیبت پیش آئیگی جس سے صاف اور جاندار نکلنا اسکے لئے محال ہوجائیگا - ایک البانیا کا مسئلہ ایسا آپڑا ہے جس سے ترکی بد حواس ہو رہی ہے اور ہر روز البانی جدید مطالبات اختراع کر کرکے ترکی کو گھٹنوں پر گھسیٹتے ہیں - یہ اندیشہ تو نہایت اہم صورت اختیار کر رہا ہے کہ اگر (البانیہ) میں ترکی کے بلا رضا یا برضا آزاد حکومت قائم ہوگئی تو ولایات (جیسا)

طرابلس میں اٹلی کی مشکلات

ہورہا ہے اور یہ یقین عالمگیر ہورہا ہے کہ آئندہ وزارت بھی ایک موج رواں کیطرح اُٹھکر ناپید ہوجائیگی اور قتل و خون کو یوں نشو و ترقی ہوگی کہ یوروپین کانفرس منعقد ہونے کی ضرورت ناگزیر ہوجائیگی - عام راے تو یہ ہے کہ اگر ترکی کی پیچیدگیوں کا مسئلہ حل کرنے کی کوئی معقول صورت نظر آتی ہے تو صرف اسی میں کہ یوروپین کانفرس منعقد ہو ورنہ بلقانی ریاستیں مسلح ہوکر بیچ میں کود پڑینگی "

اخبار (ٹیمپس) نے ایک نوٹ میں اوپر کے مضمون کی یوں تشریح کی گئی ہے

" قاتلوں کے سابق سرداروں اور عساکر بلغاریہ کے افسروں نے (جو پہلے مقدونیا کی کمیٹی میں رہ چکے ہیں) باہم جلسے منعقد کرکے (مقدونیہ) میں بغاوت و غداری کا راستہ صاف کردیا ہے اور اس سے مقصد یہ ہے کہ دول یورپ خواہی نخواہی بیچ میں پڑجائینگے - خود (مقدونیہ) کی جمعیۃ انجمن اسی تاک میں بیٹھی رہیگی ہیں کہ ساعت قریب آجائے اور ہم آہنگ انقلاب بلند کردیں -

(اسکوابر) ' (مناستر) اور (کاسوا) بھی ترکوں کے دست اقتدار سے نکلکر آزاد البانیہ سے ضم ہو جائینگے - اُسوقت ریاست ہاے بلقان کے لئے مسئلۂ مقدونیہ کا پیمانۂ عمر لبریز ہو جائیگا اور اسکی جگہ البانی عقدہ لے لے گا - ریاستہاے بلقان ہرگز اس بات کو گوارا نہ کرینگی کہ ہمارے تاریخی حقوق غیر محفوظ چھوڑ دئے جائیں - بلغاریہ ' مانٹی نگرو ' سرویا اور یونان کی فوجی سرگرم تیاریاں نظر غائر کی محتاج ہیں " -

نوجوان ترکوں کا ارگن (رومیلیہ) جو سالونیکا سے شائع ہوتا ہے اسمیں ایک نہایت اہم اور توجہہ طلب مضمون چھپا ہے ' اسکا موضوع آسٹریا و بلغاریہ کا پانزدہ سالہ معاہدہ ہے جو سنہ ١٨٩٨ ع میں قرار پایا تھا - اس معاہدے کے شرائط اولیں حسب ذیل بتائے جاتے ہیں —

دفعہ ٣ - شاہ بلغاریہ (روس) کی غاصبانہ حرکت کی مزاحمت کرے ' اور (پرانے سرویا) کی آزادی و نجات کے حامیوں کی کوششوں کو پامال کردے -

دفعۂ ٤ - (آسٹریا) پر یہ فرض رہیگا کہ مشرقی

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ھیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاھیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری
۲ ابو الحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ ھز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاھد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراھیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس ھلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کي عمر کا ایک عثمانی مجاھد
۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت
۱۳ ایراني مجاھدین کا ماتم سرا
۱۴ ایراني مجاھدین کا حملہ
۱۵ بیک باشی نشات بے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازي

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونیں مناظر
۱۸ اٹالین ھوائي جہاز سے مجاھدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ھیں
۹ طبرق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاھدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ھیں
۲۱ بیروت بینک کي شکستہ دیواریں
۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبرق کے عثماني کیمپ کے افسر
۲۵ مجاھدین کي عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکر کی لعنت
۲۷ اذر بائیجان میں روسي داخلہ
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ ھلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کي ھلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قرطبہ میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ ھجري کي ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں " مومن "
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں " نیر "
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

کرنے پر معمول کرتے ہیں جو نتیجہ ہے سینٹ پیٹرسبرگ کی ملاقاتی تقریر کا -

اخبار " آسٹریا ہنگری " اس پر زور دے رہا ہے کہ ترکی معاملات میں دخل دینیکی کوئی تجویز پیش نہیں ہے صرف منشایہ ہے کہ تاوقتیکہ مختلف قوموںکی ضروریات کو پورا کرنیکا موقعہ نئی ترکی سلطنت کو نہ ملے تب تک بلقان میں امن قائم رکھنیکی صورت کو مضبوط کرنا چاہئے - ساتھہ ہی ریاستہاے بلقان کو دول یورپ کیطرف سے یہ مشورہ دیا جاے گا کہ آشتی بڑھانے والی روش اختیار کرے -

قسطنطنیہ میں زلزلہ

(قسطنطنیہ ۱۲) قسطنطنیہ میں سخت زلزلہ آیا ولایت (اڈریا نوپل) کے جنوبی مغربی حصے میں ۱۵۰۰۰ ہزار آدمی بے خان و مان ہوگئے ہیں ایک ہزار آدمی قسطنطنیہ کے ہسپتال میں پناہ گزیں ہیں - شہر (اڈریا نوپل میں ۲۰ مساجد اور دیگر سرکاری عمارات برباد ہوگئی ہیں - آخری تخمینہ ہلاک شدہ اور مجروحین کا ۱۲۰۰ بتایا جاتا ہے -

(ایضاً) - آج گیلی پولی میں پھر تین بار زلزلہ محسوس ہوا

(قسطنطنیہ ۱۳) - جیسا پہلے تصور کیا گیا اس سے کہیں بڑھکر جان اور مال کا نقصان ہوا - لوگوں کی مصیبت و تباہی ناگفتہ بہ ہے - زلزلے اور آتش زدگی سے تمام خاندان بے نشان ہوگئے -

(قسطنطنیہ ۱۷) امریکی حفاظتی جہاز اسکاربین زلزلے کا منظر دیکھکر واپس آیا ہے اور بیان کرتا ہے کہ زلزلے کے حوادث کے متعلق جتنی خبریں معلوم ہوئی تہیں اصل حالت اسی سے کہیں ابتر ہے امریکی تخمینے کے مطابق تین ہزار سے زیادہ ہلاک اور کم از کم چھہ ہزار زخمی پڑے ہیں - بعض مقامات میں لاشوں کے تعفن سے آدمی ایک لمحے کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا - بعض تو جلکر خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں

خوف و ہراس کا وہی عالم ہے - زلزلہ زدہ مکانات یکے بعد دیگرے گرے جاتے ہیں - ایک گاؤں کا تو یہ حال ہے کہ وہاں کے لوگ ماتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیٹھے اپنی مصائب پر آنسو بہا رہے ہیں -

مصر کے پولیٹکل متہمین کو سزا

(قاہرہ ۱۳) —— خدیو معظم ' لارڈ کچنر اور مصر کے وزیر اعظم کے خلاف سازش کرنیوالوں کا فیصلہ ہوگیا - ایک کو پندرہ برس کی سخت بامشقت اور دو کو ۱۵ برس کی قید کی سزا دی گئی -

مراکش

* * *

(لندن ۱۲ اگست) - مولائی حفیظ نے تاج و تخت اپنے بھائی مولائی یوسف کے حوالہ کردیا ہو ترقی منصب کے لئے (رشی) جاینگے اور ممکن ہے کہ طنجہ میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے مکۂ معظمہ سے حج کر آئیں -

(لندن ۱۳) - مولائی حفیظ فرنچ جہاز پر سوار ہو کر (جبل الطارق) آیا اور اسکے جہاز معذورہ پر سوار ہوکر مارسیلس روانہ ہوا اسنے برطانیہ کے جہاز پر اسلئے تبدیلی کی تاکہ فرانسیسی قیدی کہلائے جانے کی صورت قائم نہ رہے -

اسکی حرم طنجہ میں پہنچ گئی -

مولائی حفیظ کو ۱۵۰۰۰ پونڈ سالانہ وظیفہ ملا کریگا -

(لندن ۱۵) آج مولائی حفیظ (مارسیلس) پہنچے - وہاں بڑی شان سے انکا استقبال کیا گیا -

(پیرس ۱۷) جنوبی مراکو کے موجودہ کوائف پر فرانس میں سخت اندیشہ پیدا ہوگیا ہے - اسکا باعث یہ ہے کہ نمودار سلطان (الہبا) نے ابہی کارروائی شروع کردی ہے - سواے فرانسیسی قونصل اور وائس قونصل کے تمام یورپین مراکش چھوڑ کر چل دئے ہیں - (زبردست جنرل) کو سخت مشکل درپیش ہے - اسی مصیبت کے وقت نئی بغاوت کا کھڑا ہوجانا ' اور (الہبا) کی سرکوبی کے لئے روانگی فوج کا امکان سے باہر ہونا ' یہ ساری باتیں قیام امن میں تاخیر پیدا کردینگی -

الهلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ، متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

احرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور نامورون ، کے حالات درج کئے جائین گے ، جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ۔

[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

[illegible]

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ۔

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

صحامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائیں گے ہمیشہ اڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں ورنیف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائین گے

غازی انور بک کی تصویر کی وجہ سے اس نمبر کی قیمت ۸ آنہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
7-1, Macleod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲

نمبر ۷ | کلکتہ : یکشنبہ ۲۰ اگست ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرست

تصاویر

شذرات

اکثر احباب (الہلال) کی شائع شدہ تصویریں علاحدہ طلب کرتے ہیں - جن کو ضرورت ہو وہ طلب کرکے بقیمت حاصل کرسکتے ہیں' لیکن اگر شوقیہ علاحدہ رکھنا منظور ہو تو کسی قدر انتظار کریں - جنگ طرابلس' ناموران غزوۂ طرابلس' اور مشاہیر ماضی و حال کے رنگین البم ہم طیار کر رہے ہیں - انکا کاغذ نہایت قیمتی اور طرحہ ہاف ٹون مشین میں چھپنے کے مطبوعات کی صناعت کا قابل دید نمونہ ہوگا - امید ہے کہ قیمت بھی ارزاں ہو -

---

پہلے شکایت کی جاتی تھی کہ آپ طرابلس سے نکلکر اپنی سرزمین میں آتے ہی نہیں' اب آگئے ہیں تو شکایت کی جاتی ہے کہ اسطرح دوڑتے ہوے تو نہ آئیے !

غرض دوگونہ عذابست جان مجنوں را

غرض یہ ہے کہ برسوں تک دشتے بدشتے پاؤں شل ہوگئے ہیں' عرصے کے بعد قدم اٹھے ہیں تو ذرا دوڑنے دیجئے کہ جوں میں حرکت تو پیدا ہو - اب آہستہ خرامی کا وقت نہیں ہے - ساتھ کے چلنے والوں کی گرد پا کا بھی سراغ نہیں ملتا' اور آپ کی نصیحت ہے کہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلیے !

یاراں تیزگام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

بعض ناصح ہمدردانہ کہتے ہیں کہ راہ تاریک اور ہر طرف تاریکی ہے' خوف ہے کہ کہیں ٹھوکر نہ لگے' لیکن ہماری تیزی بھی اسی لئے ہے کہ تاریکی نے راہ کو خطروں سے بھر دیا ہے اسلئے دوڑنا چاہتے ہیں کہ بن پڑے تو آگے نکلکر چراغ دکھلائیں - رہا ٹھوکر کھانے کا خوف' تو اسکی پروا نہ کیجئے' اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑکر بیٹھ

اطلاع ضروری

براہ عنایت خط و کتابت میں وہ نمبر اپنے نام کے ساتھ ضرور لکھدیا کیجئے جو ہر پرچے کی چٹ پر آپکے نام اور پتے کے اوپر درج کردیا جاتا ہے' وہ خریداری کا نمبر ہے اور تعداد اسکے رجسٹر میں صرف نام کو تلاش کرنا سخت دقتوں کا موجب ہوتا ہے - (منیجر)

الہلال

— ✻ —

نرخ اجرت اشتہارات

— ✻ —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے ' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی ' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائےگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام مسکر مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی مدیر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

۲۰ : اگست ۱۹۱۲

— * —

رشتۂ شام کی نصف شب
یا
مسلم یونیورسٹی
اور اس ضمن میں چند متفرق خیالات

(۱)

بہت سی تاریخیں یاد رکھنے کے قابل ہوتی ہیں - فرانس ۱۸ - جولائی سنہ ۱۷۸۹ - کو نہیں بھولتا کہ آزادی کی رحمت کا اسی دن نزول ہوا - انگلستان ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے کہ شاہی اقتدار پر آخری ضرب اسی دن لگی - لیکن یہ یادگاریں دنیا کی زندہ قوموں کا حصہ ہے - ہم بدبختوں اور زبوں طالعوں کے پاس بھی بہت سی تاریخیں ایسی تھیں جنکی عظمت کے آگے صرف ہم ہی نہیں' بلکہ تمام عالم سر جھکاتا تھا ' لیکن یہ زندگی کے کاروبار تھے' اب کہ موت کی مردنی سے جسم ملت کا ہر عضو افسردہ ہو رہا ہے' ایسے نصیب کہاں کہ کامرانی و شادمانی کی تاریخیں یاد رکھنے کیلئے میسر آسکیں ؟ قومی اقبال کا آفتاب جب چمکتا ہے تو شاید ایک ہی مرتبہ چمکتا ہے -

---

ھکی .

تو ہمیں باندازۂ ہمت ہے ازل سے

قسام ازل نے ہر شخص کو اسکی ہمت اور صلاحیت کے مطابق اسکا حصہ دیدیا ہے - کوئی سایۂ طوبیٰ میں بیٹھکر خوش ہوتا ہے اور کوئی قامت یار کی جستجو میں '

تو و طوبیٰ' و ما و قامت یار

خوشی کے دن ہمیں نصیب نہیں کہ یاد رکھیں تو اپنے ایام غم کو تو بھول نہیں سکتے ؟ اوروں کو اگر فصل بہار کی یاد ملی ہے تو مبارک ہو' ہم خزاں کی یادگار منایا کرینگے

نوحۂ غم ہی سہی' نغمۂ شادی نہ سہی

اگر دن پھرنے والے ہیں تو عجب نہیں کہ نوحۂ غم سے نغمۂ طرب کی لے پیدا ہو جائے - بہار خزاں کے بعد ہی آتی ہے' اور خشک درختوں کو ہم نے سرسبز ہوتے دیکھا ہے یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی' ویحیی الارض بعد موتہا ' وکذلک تخرجون [خدا زندگی سے موت کو اور موت سے زندگی کو پیدا کرتا ہے' اور زمین پر جب موت چھا جاتی ہے تو اُسکی رحمت پھر اُسے زندہ کردیتی ہے ۳۰ : ۱۹]

۱۲ دسمبر

ہمارے اخوان وطن جب (۱۲ دسمبر) کی یادگار کا جشن منائیں گے کہ اسی دن انکی سی سالہ جد و جہد نے حکومت کو شکست دی اور عزم بنگال کا رشتۂ تقدیر (جسکی تنسیخ کو لارڈ مارلے چاند کیلئے بچوں کا مچلنا کہتے تھے) بالاخر منقطع کرکر چھوڑا' تو ہم بھی بیکار نہیں رہیں گے - وہ اگر اپنی کامرانی کو یاد رکھیں گے ' تو ہم اپنی نامرادی کا مرثیہ پڑھیں گے - وہ اگر اسپر خوش ہونگے کہ بیس برس تک شاہراہ مقصود پر چلتے رہے اور بالاخر منزل کو سامنے دیکھا تو ہم اپنی گمراہی و ضلالت پر سر پیٹیں گے کہ تیس برس تک غلط راہ جاکر ٹھوکریں کھاتے رہے اور بالاخر منہ کے بل گرے - وہ اگر اپنے راہنماؤں کو یاد رکھیں گے جنہوں نے اپنے تئیں کھو کر آج انہیں پیدا کیا ' تو ہم بھی اپنے لیڈروں کو بھول نہ سکیں گے کہ اپنے اغراض و منافع کی تلاش میں پوری ملت کی متاع کو کھودیا - اور سب سے آخر یہ کہ اگر انکو خوشی ہوگی کہ جو کچھ ملا وہ اس سے زیادہ کے اہل تھے' تو ہمکو بھی شکایت نہوگی کہ جس ٹھوکرے ٹھکرائے گئے اس سے بھی زیادہ کے مستحق تھے - اسمیں شک نہیں کہ انکے لئے خوشی کی یاد ہے اور ہمارے لئے غم کی' لیکن اگر چشم بینا اور دل عبرت پذیر ہو تو نتیجہ دونوں کا یکساں ہے - انکو کامیابی ہمت دلاتی ہے تو ہمکو ناکامی غفلت سے بیدار کرتی ہے - انپر حکومت کا یہ احسان ہے کہ مایوس ہونے سے بچالیا تو ہم پر اس سے بڑھکر احسان یہ ہے کہ سوتے میں ہشیار کردیا لعل کل انه فی تقدیر [یہ بیشک خدا کی نشانی ہے دونوں جماعتوں میں ۳ : ۱۱]

۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱

عبرت کے مواقع جلد جلد میسر نہیں آتے اور غفلت کو ہمیشہ بیداری کی کروٹیں نصیب نہیں ہوتیں' اگر ایسا ہو تو دنیا کم سوتی' اور زیادہ جاگتی' حالانکہ وہ ہمیشہ سوتی ہی رہتی ہے - لیکن شاید اب ہمارے دن جلد پھرنے والے ہیں کہ قدرت کا تازیانۂ تنبیہ جلد جلد اٹھنے لگا ہے - (۱۲ - دسمبر) کو ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تاریخ نمودار ہوئی (آنریبل سر - اس - ایچ - بٹلر) اپنے مراسلے کی تمہید میں لکھتے ہیں

" ۳۱ جولائی کو میں نے آپکو اطلاع دی تھی کہ صاحب وزیر ہند یونیورسٹی کا قیام منظور فرمانے کیلئے طیار ہیں بشرطیکہ

(۱) آپکی کمیٹی کافی سرمایہ دکھلاسکے اور

(۲) یونیورسٹی کا نسٹی ٹیوشن جو آپ پیش کریں وہ تمام و کمال گورنمنٹ ہند اور صاحب وزیر ہند کو منظور ہو - نیز میں نے اس مراسلے میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ آپکی جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگی اسکی تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں — "

ہمکو یہ تاریخ بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے - یہی وہ یادگار تاریخ ہے' جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی جد و جہد اور ہمارے وقت اور مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا

رہنے کی جگہ دوڑکر ٹھوکر کھانا بہتر ہے، آپ گریں گے تو کم از کم کچھ شور و غل تو ہو رہے گا، عجب نہیں کہ بعض جنگل عقلب چونک پڑیں - لیکن پڑے رہنے سے تو آپکی بے ہوشی بھی بڑھتی جائے گی اور سونے والوں کو بھی بیداری کی کروٹ نصیب نہو گی -

زندہ دلوں کا وطن

یہ مانا کہ کسی ملک کی آب و ہوا جسم انسانی کیلئے کوئی خاص اثر رکھتی ہو، مگر یہ تو کچھ ضرور نہیں کہ ایک سرزمین کا اخلاق بگڑنے پر آئے تو پورے خطے کی حالت یکساں طور پر بگڑجائے، ہم عرصے سے دیکھ رہے ہیں کہ پنجاب کے اخبارات گو خریداروں کے پیدا کرلینے اور نئے نئے کارخانوں کے چلانے کی ترکیبوں میں ترقی کررہے ہیں مگر انکا اخلاقی تنزل نہایت درد انگیز ہے - کل کی بات ہے کہ (زمیندار) اور (وطن) میں باہم جوتی پیزار ہو رہی تھی، اور جسطرح پنجاب میں پہلوانوں کے دنگل ہوا کرتے ہیں، اسی طرح دونوں پہلوان ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے - (زمیندار) کا صرف یہ قصور تھا کہ تھوڑے دنوں کے اندر ہی اسکی اشاعت پرانے اخباروں سے کیوں بڑھ گئی اور کیوں وہ لاہور کے چند دولت مندوں کی پرستش سے انکار کرتا ہے؟ انسان کے تمام قصور معاف ہوسکتے ہیں مگر ایک دکاندار اُس شخص کو تو کبھی معاف نہیں کرسکتا جس نے اسکے سامنے کی خالی دکان پر قبضہ کرکے راہ کے خریداروں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو -

ہمارے عقیدے میں یہ نتائج صرف اس بات کے ہیں کہ پنجاب میں تجارت کی ترقی نے بالعموم دکاندارانہ اخلاق پیدا کردیا ہے، اور اغراض پرستی کی ہوا میں سب بل رہے ہیں - تجارتی زندگی کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ شب و روز باہم تصادم و تسابق ہو، اور ملکوں میں ایسے موقعہ پر تجارت ہی کے میدان میں پیچ لڑائے جاتے ہیں، مگر یہاں یہ تدبیر اختیار کی گئی ہے کہ تلوار کی جگہ قلم کا وار کرکے پھر باطمینان حریف کی دکان لوٹ لی جائے -

یہ قصہ کئی ماہ تک جاری رہا اور ابتک جاری ہے، کیکر سنگھ نے علم پہلوان سے عاجز آکر اُسکی کنپٹی پر مکہ کی ایک سخت ضرب لگادی تھی، اسی طرح یہ علم و کاغذ کے پہلوان جب عاجز آجاتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کردیتے ہیں، فحش و مغلظات سے بھی انہیں دریغ نہیں - ایک اپنے حریف سے پوچھتا ہے کہ وہ زمانہ بھی یاد ہے جب کالج میں پڑھتے تھے؟ دوسرا کہتا ہے کہ زیادہ باتیں نہ بناؤ ورنہ میں تمہارا فلاں راز فاش کردونگا - اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کو چور اور ڈاکو بتلاتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ تم نے طرابلس کے نام سے روپیہ کھالیا، دوسرا کہتا ہے کہ فرضی کمپنیاں بنا کر قوم کو لوٹ لیا - یہ حالت صرف مسلمانوں ہی کی نہیں ہے بلکہ اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں - ہندو اور آریا اخبارات کو کھولئے تو وہ بھی ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے شریفانہ شغل ہی میں خوش ہیں - بدبختو! صرف تم ہی ذلیل نہیں ہو بلکہ تمہاری تمام قوم اور پورا ملک ذلیل ہے - جس قوم پر خدا کا قہر نازل ہوتا ہے اسکا یہی حال ہوتا ہے، پہلے ---

اس سے حکومت چھین کر غیروں کو اسپر مسلط کردیتا ہے - بنی اسرائیل نے جب خدا سے منہ موڑا تو اسپر ایک باہر کی قوم بھیجدی گئی: بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید [پھر ہم نے تم پر ایک سخت و شدید قوم کو مسلط کردیا ۱۷ ۲]

جب اسپر بھی باز نہیں آئے تو پھر فسق و فجور، حسد و حقد، ہوا پرستی و نفسانیت، نااتفاقی و بیگانگی میں انکو مبتلا کردیتا ہے - خود ہی کٹتے ہیں اور خود ہی مرتے ہیں - وما اہلکنا قریۃ الا واہلہا ظالمون [اور ہم کسی آبادی کو تباہ نہیں کرتے مگر اس وقت جبکہ وہ ظلم و معاصی میں مبتلا ہوجاتی ہے]

ہم اپنے معاصرین سے بہ منت التجا کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اپنی ملت پر نہیں، تو خود اپنے اوپر رحم کریں، اور مسلمانوں کی موجودہ ذلت و رسوائی پر قناعت کرلیں - نفسانیت و خود پرستی کی حد ہوگئی ہے اور خدا کی طرف سے سب نے منہ موڑ لیا ہے - تعجب ہے کہ ساری دنیا آپ پر ہنس رہی ہے اور آنکو ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے اوپر رونا نہیں آتا؟ ملک و ملت کی خدمت بالذات اس طریقے سے الگ ہوکر بھی کی جا سکتی ہے، یہ تو کچھ ضرور نہیں کہ جب تک آپ ایک دوسرے کو خوب تادیب نہ کرلینگے اس وقت تک آپکی زیر اصلاح قوم آنکو اپنا امین نہ سمجھے گی -

تو نکوئیش چہ کردی کہ ہما کنی بنظری
بخدا کہ واجبست آمد ز تو احتراز کردن

اس ہفتہ (مسلم یونیورسٹی) کے متعلق قلم اسقدر بے اختیار رہا کہ بعض معاصرین کی اصطلاح میں پورا نمبر گویا (یونیورسٹی نمبر) ہوگیا - ہم ہرگز اسے پسند نہیں کرتے کہ ایک ہی طرح کے بڑے بڑے آرٹیکلوں سے پورا رسالہ بھردیا جائے مگر ایک طرف وقت کا اقتضا اور ضرورت، دوسری طرف صفحات کی قلت، اور سب پر طرہ یہ کہ دماغ قابو میں نہیں - مجبوراً یہ طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے - (البانیا) کے مسئلے پر دو ہفتہ سے لکھنا چاہتے ہیں، ٹرکی کی موجودہ حالات کے متعلق کئی ہفتے سے بالکل نہیں لکھا، انگلستان کے موجودہ احزابی مناقشات کو تو گویا ہم بالکل بھولے ہوئے ہیں، علمی مسائل اور مذاکرۂ علمیہ و ادبیہ تو ابتک شروع ہی نہیں ہوئے، معلوم ہوتا ہے کہ خواہ کچھ ہو مگر صفحات بڑھانے ہی پڑینگے - والامر بید اللہ سبحانہ *

رفیق دہلی

یہ ایک روزانہ اخبار ہے جو دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے، ڈیمائی سائز کے چار صفحوں پر چھپتا ہے، کاغذ اور چھپائی اچھی ہے، قیمت سالانہ ۱۲ روپیہ اور ششماہی ۶ — ۸ — ۰ -

اس وقت تک ہم نے دو چار نمبر سرسری طور پر دیکھے، روزانہ تار برقیوں اور عام واقعات و اخبار کو اچھی طرح جمع کیا جاتا ہے اور بہ حیثیت مجموعی ارزاں اور دلچسپ ہے - فرصت نصیب ہو تو اخبارات کو پڑھنے کا وقت نکالیں اور پھر رائے دے سکیں -

عقیدت اور مہلک حسن ظن سے کام نہ لیں کہ لیڈر پرستی کی حد ہوگئی - ہم انکو اپنا دل نہیں دکھاسکتے مگر اپنی سچائی کا شاید یقین دلا سکتے ہیں (واللہ یعلم سری وعلانیتی) ہم کو کسی سے بغض نہیں، مگر خدا کی دوستی کو چھوڑ نہیں سکتے - وہ یقین کریں کہ اگر (نواب وقارالملک) نے عین موقع پر بھانڈا نہ پھوڑ دیا ہوتا اور قوم میں تغیرات حالیہ نے حقوق طلبی کی جنبش پیدا نہ کردی ہوتی تو آج ان لیڈروں میں سے ایک بھی اس موقع پر سامنے نہ آتا اور جو کچھ ۱۱ - اگست کو ہوا اسکے ذکر سے ہماری تاریخ ہمیشہ خالی رہتی آج تو (آغا خاں) بھی عدم الحاق کی مخالفت میں تار بھیجتے ہیں اور پھر اسپر اصرار ہے کہ اسکا اعلان کردو، لیکن سوال یہ ہے کہ کل تک حضرت کہاں تھے ؟ اس مسئلہ پر تو انکی راے پہلے ہی ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو کچھ تھی کمیٹی کے صحیفۂ وفاداری کی الماری میں موجود ہے - اب انکے تار کے اعلان کی ضرورت نہ رہی - فضل الہی سے خود انکی خدمات کی تشہیر ہو رہی ہے - کل کی بات ہے کہ ہم نے انکی گاڑی کھینچی تھی، ولکن شتان ما بین الیوم والامس - جن عزتوں پر خدا کا ہاتھ نہیں ہوتا وہ گو کتنی ہی نظر فریب ہوں مگر پائدار اور مستحکم نہیں ہوتیں ولله العزة ولرسوله وللمومنین - [عزت خدا کیلئے ہے اور اسکے رسول کیلئے اور سچے مومنوں کیلئے]

---

۱۱ - اگست کو لکھنو میں جو جلسہ ہوا تھا پہلے دن اسکے دروازے بند نہیں کیے گئے، مگر جو آنکھیں تاریکی میں کام کرنے کی عادی ہوں انکو باہر کی روشنی کب راس آسکتی ہے ؟ بالآخر دوسرے دن گو پٹ بھڑاے نہیں گئے مگر ہلکے پردے چھوڑ دے گئے تا کہ کچھ تو تاریکی پیدا ہوجاے

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی

سب سے پہلے (راجہ صاحب محمود آباد) نے افتتاحی تقریر میں اسپر نے انتہا افسوس ظاہر کیا کہ " ہم نے آجتک اپنی کارروائی کو خفیہ راز رکھا تھا مگر اب گورنمنٹ خود آسے ظاہر کرتی ہے، جب گورنمنٹ چھپانا نہیں چاہتی تو ہمکو بھی چاہئے کہ آئندہ سے اپنے اجلاس پبلک طور پر کریں "

یہ تو (راجہ صاحب) نے مدت سے جزب الانعام لہا (جزاء سیئة، سیئة مثلها - بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہے -)

محتسب خم شکست و من سر او
سن بالسن والجروح قصاص

ہم کو افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کمیٹی کی وفاداری کی قدر نہ کی - وہ گورنمنٹ، جسکی خاطر کمیٹی نے اپنی قوم تک کو چھوڑ دیا، اور اس روپئے کے مصرف سے مفسدہ نے خبر رکھا جسمیں معصوم لڑکوں کے ناؤں کی بالیاں اور بچوں کی مٹھائی کے پیسے تک شامل تھے،

اسکے بعد راجہ صاحب کو بہت سی باتیں ایسی یاد آگئیں جو اگر چند ماہ پہلے یاد آگئی ہوتیں تو قوم کا بیس لاکھ روپیہ اور ایک ہی مرتبہ پیدا ہونے والا جوش اسطرح ضائع نہ جاتا، تاہم اب بھی غنیمت ہی سمجھنا چاہئے - واقعات نے اس ابتدائی منزل تک تو پہنچا دیا - عجب نہیں کہ کہتے کہتے ایسے ہی الفاظ زبان پر چڑھجائیں

جوررحمت جلوہ در زاهد دهد در راه درست
اندک اندک عشق درکار آورد بیگانه را

باوجود این همه جوش و خروش، پھر بھی اس جلسے و دیکھئے تو یہ کچھ ہو چکنے کے بعد بھی ارباب طریقت اسی فکر میں تھے کہ کعبے کی طرف رخ کرنا پڑا ہے تو کم ازکم بتکدے کی طرف پیٹھ تو نہو - پہلے بحث ہوئی کہ اس مجلس کی کارروائی بھی صیغۂ راز رکھی جاے یا نہیں ؟ گو راجہ صاحب گورنمنٹ کی انتقام سنت کے خیال سے پبلک جلسے کا اعلان کر چکے تھے اور اب طبیعتیں بھی ایک حد تک جوش و خروش کی نمایش کرنا چاہتی تھیں، لیکن مدتوں تک جو پاؤں کیچڑ میں پھنسے رہے ہوں، وہ یکایک صاف بالیں پر چلیں گے تو پھسلتے پڑتے ہی ہیں گے - بعض صاحبوں نے کہا کہ گو گورنمنٹ نے سر جمیعت سے پردہ اٹھا دیا ہو مگر ہم سالکین راہ وفاداری کو - کہ پیمان محبت باندھچکے ہیں - اب بھی مرغ سحر کی جگہ پروانے کے مشرب عشق پر کاربند رہنا چاہئے :

کان سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

ہم نے سنا ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی بھی یہی راے تھی -

---

ہم اس موقعہ پر آنریبل مسٹر (مظہر الحق) کی تعریف کرنے کیلئے اپنے اندر بے اختیارانہ جوش پاتے ہیں کہ انہوں نے فی الحقیقت اس جلسے کی شرم رکھ لی، اور پوری آزادی اور دلیری کے ساتھ اصول وفاداری کی مخالفت کی - جزاه اللہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزا -

دوسرے دن کے اجلاس میں بھی انکی تقریر پڑھکر ہم کو نہایت خوشی ہوئی - انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ یہ جو کچھ ہورہا ہے مسلمانوں کی غلامانہ پالیسی کا نتیجہ ہے - لیکن ناظرین اس سے یہ راے قائم نہ کر لیں کہ اب انکی پولیٹکل جماعتوں میں بھی ایسی آزادانہ راے رکھنے والے لوگ پیدا ہونے ہیں - ممکن ہے کہ اب پیدا ہوں، لیکن (مسٹر مظہر الحق) کی آزادی تو صرف اسکا نتیجہ ہے کہ وہ عمر بھر ملک کی اصلی کارکن جماعت یعنی (کانگریس) کے ساتھ رہے، اور کبھی مسلمانوں کے پولیٹکل مذہب کی بلعنات قبول نہیں کیں - اگر علی گڈہ کی دلدل میں وہ بھی پھنس گئے ہوتے تو آج انکی زبان اسطرح نہ چلتی - افسوس :

کامل اس فرقۂ زهاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے

مفصلہ کردیا تھا ' مگر حکمراں کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا ' اور برابر یہی چیختے رہے کہ روپیہ لاؤ روپیہ لاؤ کیونکہ اسکے سوا اور کوئی رکاوٹ درپیش نہیں ۔ واللہ یعلم انہم لکاذبون -

ان میں کا ہر فرد ہر واقفکار شخص کی طرح خوب جانتا تھا کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے آہنی پنجے میں دبی ہوئی نہو نہ ملی ہے اور نہ مل سکے گی ' اور پھر قرائن اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا کہ شرط آخری یہ ہے کہ جو کچھ کل ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہے گا - لیکن باوجود اسکے پریس کمیونک کی اشاعت تک ان میں کا ہر شخص دانستہ دس کروڑ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور صرف اسلئے کہ اشتہار بازی کے بعد چاندی اور سونے کی لگاتار بارش جو ہو رہی ہے بند ہوجائے گی ' کسی کا لب نہیں کھلا کہ (سماۓ شملہ) کا (شدید القوی) جو وحی اسپر نازل کررہا ہے اسکو اپنی مظلوم امت تک بھی پہنچادے - صرف ایک (نواب وقار الملک) کا سچا مومن قلب تھا جو ان فریب کاریوں کا متحمل نہ ہوسکا اور علیگڈہ کے علائق کی ظلمت اسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکی - انہوں نے اصلیت سے جب پردہ اٹھایا تو روپیہ دینے والوں کے ہوش و حواس ذرا ٹھکانے ہوے اور بدبختوں کو دیکھا تو پسینے سے تر تھے - لیکن اب شکوا و شکایت کا موقعہ نہ تھا - وہ اجتماعی جوش اور قومی جذبات جو دوسری قومیں آزادی اور وطن پرستی جیسے مقاصد عالیہ کیلئے صرف کرتی ہیں ' ہم ایک غلط بے معنی اور ایک سفر بے مقصود یعنی مسلم یونیورسٹی کے پیچھے ضائع کرچکے تھے ' اور رہزنوں سے پہلے خود رہبروں نے دل اور جیب ' دونوں کو لوٹ لیا تھا '

ہمچو خرابے کہ بر خراب نوشت

لیکن سخت اضطراب دلی کے ساتھہ لکھنا پڑتا ہے کہ یاران شاطر نے بالآخر نواب صاحب قبلہ کو بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا کہ اس حق گوئی کو اسکی اصلی شان میں رہنے دیتے ۔ نواب صاحب کی چٹھی کے شائع ہوتے ہی (راجہ صاحب محمود آباد) " اس سخت اور تکلیف دہ موسم گرما کی دقتیں برداشت کرکے اور عشق لرزہ سیار کردست وکند " علیگڈہ پہنچے ' اور پھر چند دنوں کے بعد ہی نواب صاحب قبلہ کی دوسری مراسلت اعتراف میں شائع ہوگئی '

تاہم نواب صاحب کی عظمت ہمارے دلوں میں ہے اور رہے گی - ہم انکی معذوریوں سے بے خبر نہیں ہیں - جس سر زمین اور جن لوگوں میں رہکر انکو کام کرنا پڑا ' اسکو دیکھتے ہوے تقسیم بنگال کی تنسیخ ' مسئلۂ طرابلس ' اٹلی کی حدیدہ پر گولا باری ' اور مسلم یونیورسٹی پر انہوں نے جو کچھہ لکھدیا ' ہم سمجھتے ہیں کہ وہ انکی قوت ایمانی کا ایک اعجاز ہے - ورنہ بتکدے سے اذان کی آواز - بعد اسکے تھمتے ہوے - آجتک کس نے سنی ہے ؟

قصر یلدز

گو تمام دنیا اب (سلطان عبد الحمید) کے مظالم کو تسلیم کرتی ہو لیکن ہندوستان کی مثلی عقیدت اور پرستش کے جذبہ سے نئی ہے ' بہت سے لوگ ہیں جنکو (قصر یلدز) کے جور و شقاوت پر اب تک یقین نہیں آتا - ایسے لوگ چاہیں تو ہم انہیں خود ہندوستان ہی میں ایک چھوٹا سا (یلدیز) بتلا سکتے ہیں - خود مختار بادشاہوں نے اپنا لقب " مالک رقاب الامم " رکھا تھا ' یعنے قوموں کی گردنوں کے مالک ' کہ وہ جب چاہیں گردنوں کو جسموں سے الگ کرسکتے ہیں - یہ اختیار تو اب ہم نے برطانیہ کی گورنمنٹ آف انڈیا کو دیدیا ہے ' البتہ ہمارے سروں کی مالک ایک جماعت موجود ہے جو جب چاہے بے تامل انہیں ٹھکرا سکتی ہے - یہ ہمارے خود ساختہ لیڈروں کا گروہ ہے ' جنہوں نے اپنے ایوان مشورہ کو قصر یلدیز کا نمونہ بنا لیا ہے - اسکے دروازے بند ' اور در و دیوار خاموش ہیں - انکی رعایا کا صرف یہ فرض ہے کہ چندوں کی مالگذاری اور خراج بے چوں و چرا پیشکش کرتی رہے اور کبھی دم نہ مارے ' اگر کوئی انقلابی خیالات کا باغی ملک میں سے جدتی پیدا کرے تو فوراً (مابین ہمایونی) سے ایک فرمان شائع کر دیا جائے کہ ابھی وقت نہیں آیا ' یا یہ رموز مملکت اور رازدارانہ اعمال ہیں جو اپنے وقت پر خود منکشف ہو جائیں گے یفعل ما یشاء و یختار [خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ مختار ہے] -

یونیورسٹی کے معاملے میں بھی انکی عادت مستمرہ کے مطابق ان لیڈروں نے یہی سمجھا تھا کہ قوم نے نہ کبھی پوچھا ہے اور نہ پوچھے گی - روپیہ لیتے جائیں اور وقت ٹالتے جائیں ' بند کمروں میں بیٹھکر جو کچھہ کرنا ہے کرلیں گے ' پھر جب وقت آئے گا تو سمجھادیں گے کہ فرض اطاعت اولی الامر و شان وفاداری کا یہی اقتضا ہے کہ جو کچھہ ملے آنکھوں سے لگا کر قبول کرلو - یہی سبب ہے کہ جب کبھی کسی بندہ خدا سے رہا نہ گیا اور اسنے حرف غلط منہ سے نکالے تو فوراً اسکی زبان بند کردی گئی - بارہا پوچھا گیا کہ آخر یونیورسٹی ہے کیا شے ؟ گورنمنٹ کیونکر ایک آزاد یونیورسٹی کو چارٹر دیسکتی ہے ؟ حق ویٹو کے کیا معنے ہیں ؟ مگر یونیورسٹی بھی (استواء علی العرش) کا مسئلہ تھی کہ ہمیشہ یہی جواب ملا کیفیتہ مجہول ' والاعتقاد واجب ' والسوال عنہ بدعۃ [اسکی حقیقت مجہول ہے مگر اسپر اعتقاد واجب ہے اور اسکی نسبت سوال بدعت]

لیکن سب کچھہ کہکر آخر یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب قوم کا قصور ہے ' اور اسکی علت بھی مسلمانوں کی تمام امراض کی طرح مذہب سے روگردانی ہے - اسلام نے اپنے ہر پیرو کو لیڈر بنایا ہے اور کوئی نہیں جسکو خدا و رسول کے سوا مسلمانوں کے کاموں پر خود مختارانہ اقتدار حاصل ہو - احتساب ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے ' جب خود ہم نے اپنے تئیں غافل رکھا تو صیاد کا کیا قصور ؟

نہ لپٹیں نہ ہو قتل ' انصاف یہ ہے
کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوے ہیں

کیا کمیٹی کو آج ہی یہ معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی آزاد اور مسلم یونیورسٹی نہوگی کہ اب آگ لگانے والے آگ بجھانے والوں کے ساتھہ شریک ہوگئے ہیں ؟ تعجب ہے اگر شملہ دوڑ دوڑ کر جانے والوں کو اسکی خبر نہو جب کہ خود ہم کو گھر بیٹھے اسکی خبر تھی - ہم مسلمانوں سے بصد التجا کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اب تو دعا

علیت مذہب ہی نظر آتا ہے - وہ کہتے ہیں کہ " اصلی شے خاص طرح کی تعلیم و تربیت اور نشؤ و نما سے نکلی ہوئی روح ہے جو محدود درسگاہ کی روایات و اثرات کے ساتھہ ملکے کام کرتی ہے اور اگر یونیورسٹی غیر مقامی ہوئی تو علی گڈھہ کی روایات کا اثر مفقود ہو جاے گا "

لیکن اگر یہ دفعہ ہمارے نام کے طولانی خط کی جگہ مہاراجہ دربھنگہ کے مختصر خط کی زینت ہوتی تو آج شاید اسکی اصلی جگہ ملتی - آنریبل سر ہٹلر یہ دفعہ لکھتے ہوے شاید بھول گئے کہ ہم اور کوئی نہیں ' بلکہ مسلمان ہیں - ہمارا کوئی وطن' کوئی مقام' کوئی محدود چار دیواری کی روایات ' اور کوئی مخصوص طامۂ تربیت نہیں ہے - ساری دنیا ہمارا گھر ہے ' اور خدا کے تمام بندے ہمارا کنبہ ہیں - ہم دنیا میں (مسیح) کی طرح صرف " اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑوں کو ڈھونڈھنے " نہیں آئے ' بلکہ تمام عالم کی گم شدہ برادری کا کھوج لگانے آئے ہیں - یہ بالکل سچ ہے کہ کیمبرج اور اکسفورڈ کے باہر اسکی روایات کا اثر نہیں ملسکتا مگر ہماری روایات کا اصلی گھر تو (ابراہیم) کی بنائی ہوئی قربانگاہ کی چار دیواری ہے اور اسکے باہر ہم جہاں کہیں رہیں ہماری روایات ہمارے دل کے اندر موجود ہے - ہم علی گڈہ میں یونیورسٹی اسلئے نہیں بناتے کہ علی گڈہ کی روایات کی روح نسلا بعد نسل ہم میں منتقل ہو - اگر ایسا خیال ہمارے دل میں پیدا ہو تو ہم مومن نہیں بلکہ پکے مشرک ہیں - ہم تو ایک ایسی درسگاہ چاہتے ہیں جسکے اندر (یثرب و بطحا) کی سیزدہ صد سالہ روایات کی روح ہومجسم بن حلول کر جاے ' اور علی گڈہ کی نہیں بلکہ وطن و مقام کی قید سے مبرّا ' عالمگیر اسلام کی نسبت پیدا ہو - اسلام دنیا میں کسی وطن و مقام اور قوم و مرزبوم کی تعریف کو تسلیم نہیں کرتا - اسکے خدا تین نہیں بلکہ ایک ہے ' پس وہ تمام دنیا کو بھی ایک ہی بنانا چاہتا ہے ان ھذہ امتکم امة واحدة ' و انا ربکم فاعبدون -

پس اگر ہم مسلمان ہیں ' تو کسی مقامی اور خاص زمین کے ٹکڑے سے محدود یونیورسٹی کو لغوا مذہبا و دینا ناجائز سمجھتے ہیں اور ایسا کرنا گویا اسلام کی اندرونی وحدت و اخوت کو مٹاکر مسلمانوں میں تعلیم کے ذریعے مختلف اقوام کی جماعتیں پیدا کرنا ہوگا - رہا کالج کی اندرونی روایات کا اثر ' تو اسکے لیے (رزیڈنس) کو مخصوص کرنے کی ضرورت نہیں - اگر غیر مقامی ہونے سے یہ شے ہمیں نہ ملے گی تو ہم بھی کب چاہتے ہیں ؟ ہم تو کالج کی روایات نہیں ' بلکہ اسلام کی روایات کے طالب ہیں - اگر ہمکو آزادی کے ساتھہ چھوڑ دیا جاے کہ اپنا کورس خود بنائیں اور خود ہی اسکو پڑھا ئیں تو ہم یورپ کو تعلیمی درسگاہوں کے سسٹم کا ایک نیا تجربہ کرا دینے کیلئے مستعد ہیں - ہم دکھلا دے سکتے ہیں کہ کیونکر مختلف صوبوں کے کالجوں کو اپنے ساتھہ رکھکر پھر ایک ہی طرح کی روایات اور اخلاقی تربیت کی روح سب میں پیدا ہوجا سکتی ہے ؟ اور اسپر متعجب نہو کہ یہ اسلام کا معجزہ ہے - جسکو تم روایات کہتے ہو ' ہمارے قرآن نے اسکو (صبغة اللہ) سے تعبیر کیا ہے صبغة اللہ ' ومن احسن من اللہ صبغة - ہم انسانی جماعتوں کی روایات اور اخلاقی رنگ کے طلبگار نہیں ہیں ' ہمکو خدا کا رنگ اور اسکے بتاے ہوے (اسوۂ حسنہ) کی روایات ملنی نہیں اور اس کو پھر حاصل کرنا چاہتے ہیں -

انریبل سر ہٹلر تو ہندوستان کے چند بڑے بڑے شہروں تک دائرۂ اثر کی وسعت سے گھبراگئے ' لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ ہندوستان تو دنیا کے جغرافیہ کا ایک گوشہ ہے ' اسکا ذکر ہی کیا ' ہمارا بس چلے تو ہم تو ایک ایسی یونیورسٹی قائم کریں جو نہ صرف کسی خاص ملک ' بلکہ تمام دنیا کیلئے غیر مقامی ہو - تمام عالم کے کالج اسکے ماتحت ہوں اور مغرب و مشرق اسکی تعلیمی حکمرانی کے زیر اثر ہو - گو آج ہم اسدرجہ ذلیل و خوار ہیں کہ گورنمنٹ جب چاہتی ہے ایک ٹھوکر لگا کر ہم گرے ہوؤں کو اور گرادیتی ہے ' مگر ابھی ہم میں اسقدر جان ضرور باقی ہے کہ اپنے ماضی کو بھولے نہیں - دنیا ہم پر تنگ ہوگئی ہے لیکن ابھی ہمارا دل تنگ نہیں ہوا ہے - اب بھی ہم ساری دنیا کو اپنے اندر لے سکتے ہیں - آج بیس لاکھہ روپیہ کی عمدت کی ایک متاع لینے کے بھی قابل نہیں اور ابھی ذری اگر ملجاے تو اسپر دینے والوں کے آگے سجدہ کرنے کیلئے مستعد ہیں - لیکن کل کی بات ہے کہ ساری دنیا ایک گوشۂ نظر کی قیمت دیکر خرید لیتے تھے اور پھر تمام عالم ہمارے آگے سر بسجود تھا

بدادم دام در کنعش و شادم ' یاد آں ہمت

کہ گر سیمرغ می آمد بدام ' آزاد می کردم

لیکن نہ ہم اپنے حاکموں کے شاکی ہیں ' نہ تعب جسوری کے بعد حاکب عدالت در دیکھنے والے زمانے کے - شکوہ اگر کرنا ہے تو اسی سے ہمارے ' جس نے ہم کو تمام عالم کا امین و حاکم بنایا ' اور ذلت و گمنامی سے اٹھا کر عظمت و شہرت پر پہنچایا ' مگر ہم نے اسکی قدر نہ کی ' اور پھر جو کچھہ ہوا ایسا ہونا قدرتی تھا :

و بلونا ہم بالحسنات والسیئات لعلہم یرجعون (۷ ۱۶۸) ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع ' وھو شہید (۵۰ ۳۷) [اور ہم اچھی حالت اور بری حالت ' دونوں میں مبتلا کرکے آزماتے ہیں کہ شاید اپنی بد اعمالیوں سے باز آجائیں - بیشک اسمیں بڑی نصیحت ہے انکے لئے ' جو اپنے پہلوؤں میں نور کرنے والا دل اور سینوں میں سننے والا کان رکھتے ہیں]

مسلمانوں کے دل اگر ٹوٹ نہیں گئے ہیں تو اب تو ہوش میں آجائیں ' لارڈ کریو ' سر ہٹلر ' اور اپنے لیڈروں پر بہت بھروسہ کرچکے ' اب کچھہ دنوں اپنے خدا پر بھی اعتماد کرکے آزمالیں :

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ - [جس نے خدا پر بھروسہ کیا ' تو خدا کا اعتماد بس کرتا ہے] [باقی آئندہ]

مسلم یونیورسٹی

کے خواب کی تعبیر

گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کے معتمد کی زبانی

(۲)

گذشتہ تحریر میں ہم نے سید صاحب کی اسکیم کا جو اقتباس دیا ہے، اس سے مقصد یہ تھا کہ اصولی طور پر سر سید ایک ایسی درسگاہ قائم کرنا چاہتے تھے جسکا تعلیمی اثر اور نگرانی عام ہو، نہ کہ محدود؟ اور یہی مقصد مجوزہ یونیورسٹی کے غیر مقامی ہونے سے ہے -

اپنی پیش کردہ اِس الزامی حجت کو کامیاب فرض کرکے (مسٹر بٹلر) زیادہ قدم کی یہاں ضرورت نہیں دیکھتے اور پھر فوراً غیر مقامی یونیورسٹی کے مضرات بیان کرنے پر جلد جلد پانچ دفعیں پیش کردیتے ہیں -

" (۱) غیر مقامی ہونے کی صورت میں یونیورسٹی کا قدیم سرکاری یونیورسٹیوں سے مقابلہ اور اغلب ہے کہ مناقشہ پیدا ہوجائیگا

(۲) ضرور ہے کہ ایسی یونیورسٹی علی گڈہ کی ڈگریوں کے معیار کو پست کردیگی اور یہ آرزو غارت ہوجائیگی کہ وہ ایک تعلیمی درسگاہ" اور ایک ایسا مرکز علم ہو جہاں امتحانات تعلیم سے موخر ہوں اور اساتذہ صرف طلبا کے محافظ ہی نہیں بلکہ انکے ذہن کو ترقی دینے والے ہوں -

(۳) ریزیڈنشیل طریقہ کی قدر و قیمت اُس روح سے عبارت ہے جو کالج کے اندر جاری و ساری ہو جسکا اثر نسلاً بعد نسلاً طلبا میں منتقل ہو، اور جو تمامتر اسکی روایات پر مبنی ہو، لیکن علی گڈہ کی روایات بالکل مقامی ہیں اور انکا انحصار زیادہ تر ذاتی تعلقات پر ہے -

(۴) اس صورت میں مجوزہ یونیورسٹی مختلف حصص ہند کی نگرانی نہ کرسکے گی -

(۵) علاوہ ان عملی اعتراضات کے مناسب ہے کہ یونیورسٹی زمانۂ حال کی بہترین رائے کے مطابق قائم ہو - "

ان پانچ دفعوں کو آنریبل سر بٹلر نے اسدرجہ کافی سمجھ لیا ہے کہ اسکے بعد وہ بالکل خاموش ہوگئے - ہم ضرور انکے تلاش استدلال اور جدید تعلیمی عہدے کے تعارف کی داد دیتے مگر افسوس ہے کہ اسکے لئے کوئی راہ سامنے نہیں پاتے - بیشک مسٹر بٹلر لکھنؤ میں (امین آباد) کو وسعت دیکر شہر کی خوبصورتی کو بڑھا سکتے ہیں، لیکن شاید ہماری خواہشوں اور ارادوں کی خوبصورتی کو مٹا کر بدہیئت بنانے پر قادر نہیں -

ہم بہت اختصار کے ساتھ بحث کرینگے - پہلی وجہ کی نسبت ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم سر بٹلر کو کسی سرکاری کاغذ کے ذریعہ تو نہیں بتلانی تھی - گورنمنٹ اگر صرف اپنی ڈگریوں کے بنانے والے کارخانوں کی عزت بچانے کیلئے ہمیں آدمی پیدا کرنے سے روکنا چاہتی ہے تو اسکو اپنے (کالونیل آفس) کے تمام فیاضانہ اور سیر چشمانہ دعووں کو واپس لے لینا چاہئے اور کم از کم آیندہ کیلئے تو اسلامی ہمدردی اور رعایا پرستی کے الفاظ اپنی تاریخ تعاقب و فتوحات سے نکال دینے چاہئیں - پھر اگر اصولاً دیکھا جائے تو یہ کہنا بھی محض ایک ادعا ہی ہے - اگر خود گورنمنٹ کی پانچ یونیورسٹیاں ہندوستان میں بغیر باہمی تصادم اور تداخل کے زندہ رہ سکتی ہیں تو مجوزہ یونیورسٹی ہر صوبے میں ایک محدود اثر کے کالج کو شامل رکھکر کیوں گورنمنٹ کے نظام تعلیمی کو درہم برہم کردے گی؟ الہ آباد یونیورسٹی کے حلقۂ اثر کے اندر آج بھی پنجاب یونیورسٹی کی مشرقی علوم کی ڈگریوں کا دخل ہے مگر کبھی کوئی مناقشہ ہمیں نہیں سنایا گیا - بہتر ہوتا کہ اس دفعہ کی کسی قدر تشریح کردی جاتی - مناقشہ کا احتمال اسطرح ظاہر کردیا گیا ہے گویا اصول متعارفہ کی طرح ایک مسلم بات ہے اور اسلئے تفصیل کا محتاج نہیں - ہم کو بتلانا چاہئے کہ مناقشے کی صورتیں کیا کیا ہیں جنسے (لارڈ کریو) گھبرا رہے ہیں؟

دوسری وجہ کو پڑھکر نہیں سمجھ سکے کہ وہ ہم کو سمجھانا چاہتی ہے یا اسکی آرزومند ہے کہ گورنمنٹ کے صیغۂ تعلیم کی علمی بےبسی پر روئیں؟ اگر صیغۂ تعلیم کا اعلی عہدہ دار اپنی کروڑوں رعایا کی متفقہ خواہش کی پامالی کے لئے اپنے توسنِ مثل رکہ ل کی ایسی ہی جولانی کو کافی سمجھتا ہے تو ہم کو رونا چاہئے کہ ہماری تعلیم کا تاج و تخت کیسے لوگوں کے قبضے میں ہے - اس ادعائے محض کو ہم کیا سمجھیں؟ کیوں ضروری قرار دے لیا گیا ہے کہ اس صورت میں یونیورسٹی کی ڈگریوں کا معیار پست ہی ہوجائے گا؟ پچاس برس تک گورنمنٹ کا صیغۂ تعلیم اپنی یونیورسٹیوں کا معیار تعلیم پست رکھکر اب ہر تعلیمی شے کو پستی ہی میں دیکھتا ہے - ہم کہتے ہیں کہ کچھ ضروری نہیں - یہ ہماری کب آرزو ہے کہ غیر مقامی ہونے کی صورت میں ہم اسے محض امتحان لینے والی جماعت بنادیں گے - ہم تو وہ ہیں کہ برسوں سے گورنمنٹ کی امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کی تحقیر و تذلیل کرتے کرتے تھک گئے مگر گورنمنٹ ابتک اسمیں کوئی عملی تبدیلی کرنے کے لئے آمادہ نہیں - ہمارا تو مقصد اصلی یہی ہے کہ جس چیز کے کرنے سے گورنمنٹ آجتک عاجز رہی ہے اب خود اپنی ہمت سے آپ انجام دیں اور تعلیمی کھلونے بنانے کے کارخانے کی جگہ واقعی تعلیم و تربیت دینے والی ایک عمارت طیار کریں - البتہ ساتھ ہی خود گورنمنٹ ہند کی قائم کردہ نظیر کی تقلید کرکے اسکا حلقۂ اثر محدود رکھنا نہیں چاہتے - وہ ایک پورے معنوں میں ریزیڈنشیل یونیورسٹی ہوگی اور مقامی تعلیم کو ہمیشہ مقدم رکھیگی - لیکن اپنا نصاب تعلیم قومی کالجوں میں رائج کریگی اور اسکی تعلیمی کونسل انکی تعلیم و تربیت کو اپنی نگرانی میں رکھیگی

تیسری دفعہ میں جو کچھ کہا گیا ہے البتہ ہم اسکے لئے نہ صرف آنریبل سر بٹلر بلکہ ہر (مسیحی دماغ) کو معذور رکھنے کے لئے بخوشی طیار ہیں - گو وہ بحیثیت ایک تعلیمی افسر ہونے کے ہم سے گفتگو کر رہے ہیں، مگر ہم کو تو اس دورِ مدنیت میں بھی ہر شے کی

واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم (۱۹۸ ۷)

(اے پیغمبر) تیرے دل میں اگر انتقام اور بدلہ لینے کا ولولہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ ' وہ سننے والا اور جاننے والا ہے -

ایک دوسرے موقعہ پر احسان عام اور عاجزی و فروتنی کو اس پیرایہ میں فرمایا

ولا تمش فی الارض مرحا' انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا' کل ذلک کان سیئہ عند ربک مکروھا (۱۷ ۴۰)

زمین پر اکڑ کے نہ چلا کرو ' اسطرح چلکر زمین کو پھاڑ تو سکتے نہیں اور نہ تکبر چلنے سے پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو' یہ تمام باتیں خدا کو ناپسند ہیں -

سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں اور سچے مومنوں کی جہاں خصلتیں گنائی ہیں وہاں پہلا وصف یہ کہا

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (۲۵ ۶۵)

اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طلبت بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل انسے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

سورۂ شوری میں ایک ایسے ہی موقعہ پر مومن کا سب سے بڑا وصف یہ قرار دیا ہے کہ

اذا ما غضبوا ھم یغفرون (۴۱ ۳)

اور جب انکو غصہ آجاتا ہے تو خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں -

اصطلاح قرآن میں (عزم امور) ایک انتہائی وصف ہے جو انبیاء جلیل القدر کی مدح میں آتا ہے لیکن عفو و صبر کرنے والے کیلئے بھی اسی کو استعمال کیا -

ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور (۴۲ ۴۲)

اور جو صبر کرے اور خطاؤں کو بخشدے تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کام ہیں -

احسان عام کی ان تعلیمات کا استقصا کیا جائے تو اسطرح کی بیسیوں آیتیں اور ملیں گی

یہ تعلیم تو عام ' اور گویا اصل اخلاقی کا حکم رکھتی ہے ' لیکن جب عوارض سے حالات متغیر ہو جائیں' اور عفو و درگذر کی جو علت تھی (یعنی نفع خلائق اور عدم مضرت رسانی) عفو و درگذر سے جوں وہ مفقود ہو گئے تو اس حالت میں پھر یہ شرائط عدل و رعایت' انتقام اور بدلے کی سختی کو جائز کردیا -

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا (۴۲ ۳۸)

برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی سے کرو -

آگے چلکر اسکو صاف کردیا

ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیھم من سبیل - انما السبیل علی الذین یظلمون الناس

اور اگر کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اسکے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگ معذور ہیں انپر کوئی الزام نہیں الزام انہیں پر ہے ' جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور

ویبغون فی الارض بغیر الحق (۴۲ ۳۹)

بغیر کسی حق کے زیادتی کے ساتھ پیش آتے ہیں -

دوسری مثال اس سے زیادہ واضح ہے -

عام حکم کفار و مخالفین کے ساتھ نرمی و رافت ' عفو و درگذر' اور بطریق احسن نصیحت و موعظت کا ہے

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ' وجادلھم بالتی ھی احسن (۱۶ ۱۲۷)

خدا کی راہ کی طرف حکمت و وعظ کے ساتھ بلاؤ اور اگر بحث بھی کرو تو اسطرح کہ وہ پسندیدہ طریقہ ہو -

دوسری جگہ مخصوص طور پر یہود و نصاری کی نسبت کہا

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن (۲۹ ۴۵)

اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر بطریق پسندیدہ -

لیکن پھر دوسرے موقعوں پر (جہاد فی سبیل اللہ) کو ایک فرض دینی قرار دیا اور سورتوں کی سورتیں اسکے احکام کی نسبت نازل فرمائیں

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲ ۱۸۷)

جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں انسے قتال کرو -

اسی آیت کے بعد فرمایا

واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم (۲ ۱۰۸)

انکو جہاں پاؤ قتل کرو ' اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے' تم بھی انہیں نکال باہر کرو

پہلے عام طور پر نرمی اور آشتی کا حکم دیا تھا ' لیکن جب عمل پیرا نہیں نہ ہوئے اب بدلہ سے شدید سختی درپیش دیا جہاں تک قتال

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ

اے ایمان والو کافروں سے لڑو جو تمہارے پاس ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں -

دونوں تعلیموں میں کس درجہ تباین و تناقض ہے ؟ مگر در اصل دونوں کا منشا ایک ہی ہے - پہلا حکم احسان عام ' محبت عمومی اور اصل اخلاقی کا مقتضی تھا ' لیکن جب عوارض و لواحق سے حالات بدل گئے تو جسطرح پہلے انسانوں کی راحت اور جلب نفع کیلئے نرمی کا حکم دیا تھا ' اسی طرح اور اسی مقصد سے یہاں سختی و قتل کا حکم دیا اور اس کی علت کو کھول کر بیان کر دیا کہ .

والفتنۃ اشد من القتل (۲ ۱۸۷)

فساد خونریزی سے بڑھکر برائی ہے -

(۲)

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ (۲ ۱۸۹)

انکو قتل کرو یہاں تک کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے -

جسطرح قانون عمل کی برائی کو روکنے کیلئے خود عمل کی برائی کو مجبوراً اختیار کرتا ہے اسی طرح قرآن نے فتنہ و فساد سے ارض الہی کو پاک کرنے کیلئے تلوار سے مدد لینے تک کی اجازت دیدی ہے - بیشک نرمی اور نرم رفتاری کو خدا دوست رکھتا ہے ' لیکن سخت گیروں اور ظالموں کو سختی سے باز رکھنے کیلئے جب تک سختی نہ کی جائے نرمی قائم نہیں ہو سکتی - فتنہ و فساد اسے پسند نہیں' مگر فتنہ و فساد کو روکنے ہی کیلئے اسے فتنہ سے علاج بالمثل کرنا پڑتا ہے -

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ - الساکت عن الحق شیطان اخرس

كنتم خير امة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله - (۳ : ۱۰۶)

(۴)

عمل و اعتقاد

گزشتہ نمبر سے گو یہ متحقق ہوگیا کہ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنے ہر پیرو پر فرض کردیا ہے، لیکن اصل بحث ابھی باقی ہے - اِس تعلیم کو اصولاً و اعتقاداً کون نہیں مانتا ؟ لیکن اخلاق اور مذہب کی ہر تعلیم میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اعتقاد اور عمل دو مختلف چیزیں ہیں، جو اصول قابل عمل نہو، وہ کاغذ کے صفحوں پر کتنا ہی دلفریب ہو مگر انسانی مصائب کیلئے کیا مفید ہوسکتا ہے ؟ دیکھنا یہ ہے کہ دنیا اس اصول پر عمل بھی کرسکتی ہے یا نہیں ؟

" اسلام " یکسر عمل ہے، مذہبی تاریخ میں جو انقلابات دعوی و اصول سے عمل کی جانب ہوے ہیں اور جنکی ابتدائی حالت کا مکمل نمونہ (گوتم بدھ) اور آخری صورت (مسیحی تحریک) تھی، اسلام اسکے انقلاب آخری کا نام ہے، جسکے بعد مذہب ایک خالص عملی قانون کی شکل میں مبدل ہوگیا اور وہ تمام چیزیں نکل گئیں، جو اسکی عملی طاقت کو مضرت پہنچاتی تھیں - پس اگر یہ سچ ہے کہ امر بالمعروف ایک اسلامی اصول ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ وہ محض ایک ذہنی زندگی رکھنے والا اصول ہی نہیں بلکہ انسان کی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے والا قانون ہے -

حب و بغض اور عفو و انتقام

سب سے بڑی مشکل جو اس اصول کی عملی راہ میں پیش آتی ہے وہ اخلاقی تعلیمات کی دورنگی ہے، ایک طرف عفو و درگذر اور محبت و عاجزی کی تعلیم ہے، دوسری طرف نیکی و بدی کے احساسات کی سختی اور انتقام و عقوبت ہے - خود قران کریم کی تعلیمات میں بھی یہی مشکل پیش آتی ہے - ایک طرف عفو و نرمی اور حکمت و موعظہ کا حکم ہے، دوسری طرف سختی و انتقام اور تشدد و جبر کے احکام پر زور دیا گیا ہے - یورپ کے مورخین جب تعصب و جہل کی تاریکی میں اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس اختلاف تعلیم کی تہ میں انہیں کچھہ نظر نہیں آتا، پھر پریشان ہوکر اس اختلاف کو (مکی) اور (مدنی) زندگی کے اختلاف حالت کا نتیجہ بتلاتے ہیں کہ جب تک اسلام نے دینی اور معاشی کی حالت میں تھا، نرمی اور عفو و درگذر کی تعلیم سے زندگی کا سہارا ڈھونڈھتا تھا - لیکن مدینہ میں آکر جب تلوار ہاتھہ آگئی تو پھر حکومت اور طاقت کی حالت میں عاجزی و مسکنت کی ضرورت نہ تھی - لیکن واللہ یعلم انہم لکاذبون -

عفو و انتقام کا اصلی اصول

اس بحث کا یہ موقعہ نہیں، لیکن اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جس اصول پر قائم کیا ہے، وہ حسب ذیل ہے —

فقہاء کا ایک عمدہ اصول ہے کہ " اصل ہر شے کی اباحت ہے تا آنکہ کوئی سبب حرمت پیدا نہو " انگور کا عرق فی نفسہ ایک مفید اور عمدہ شے ہے، لیکن جب اسمیں نشہ پیدا کردیا جاے اور نشہ کی وجہ سے انسان کے دماغ اور اخلاق کو نقصان اور اس نقصان کی وجہ سے امن عامہ میں خلل اور بد امنی کا خوف ہو تو وہ پھر حرام قطعی ہے -

بالکل اسی طرح اخلاق میں بھی اصل عمل (محبت) ہے تا آنکہ کوئی سبب الحق ہوکر (بغض) سے تبدیل نہ کردے، یعنی دنیا میں ہر شے محبت کے زیر قانون ہے اور کوئی نہیں جو محبت و پیار کا مستحق نہو، لیکن اس محبت کے اوپر بھی ایک قانون عام کی حکومت ہے یعنی " نفع رسانی اور حقوق العباد کی نگہداشت " پس اگر کوئی علت ایسی پیدا ہوجاے جسکے سبب سے محبت کی صورت اپنی محبوبیت کو مسخ کردے، تو پھر ہر محبوب شے کو اپنی نظروں میں مبغوض بنالو، اور جس قدر محبت کی راہ میں محبت کا جوش رکھتے تھے، محبت ہی کے خاطر بغض کی راہ میں بغض کا جوش ظاہر کرو -

غور کرو، قانون دنیا میں کیا چاہتا ہے ؟ محبت یعنی امن کو قائم کرنا، لیکن محبت کی خاطر عداوت، اور امن کی خاطر بد امنی اسکو بھی کرنی ہی پڑتی ہے - اسکی انتہائی آرزو یہ ہے کہ انسان کی زندگی کو مہلکات سے نجات دے، لیکن زندگی بخشنے کیلئے اُسے موت ہی کے حربے سے کام لینا پڑتا ہے - انسانوں کو پھانسی پر چڑھاکر مارتا ہے اور کہتا ہے یہ اسلئے ہے تا کہ انسان گلا گھونٹ کر نہ مارے جائیں -

پارلیمنٹ اور جمہوریت، امن اور آزادی مانگتی ہے، مگر امن ہی کی خاطر اُسے شخصی حکومت میں بد امنی پیدا کرنی پڑتی ہے اور آیندہ قتل روکدینے کیلئے بہتوں کو قتل کرنا پڑتا ہے -

قران نے حب و بغض اور نرمی و سختی کے اصول کو اسی بنیاد پر قائم کیا ہے، اسکی عام تعلیم یہ ہے

خذ العفو وامر بالعرف	خطاؤں سے درگذر کر اچھی باتوں کا حکم دے
واعرض عن الجاہلین	اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجا اور اگر

مقام محبت الہی اور " یحبہم ویحبونہ "

یہی راز ہے کہ خدا نے تمام قوموں کو اپنے اپنے دور میں اپنی خلافت بخشی اور ہر صالح جماعت کو اس وراثۂ الہی کا حقدار بنایا (ان الارض یرثہا عبادی الصالحون) مگر کسی کو اپنی محبوبیت اور معشوقیت کا درجہ عطا نہیں فرمایا - حضرت (داؤد) علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ضرور کہا کہ

یا داؤد ! انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (۳ : ۸۷) اے داؤد ! ہم نے تمکو زمین پر اپنی خلافت بخشی -

نبی اسرائیل بھی مدتوں اسپر سرافراز رہے ' لیکن انکی نسبت یہ کبھی نہیں کہا کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب بنائے گئے تھے - یہ اس امت مرحومہ کی مزیت خصوصی تھی کہ .

سوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ (۵ : ۵۹) عنقریب اللہ ایک ایسا گروہ پیدا کریگا جسکو وہ اپنا محبوب بنائے گا اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے -

لیکن اس جماعت کی علامت یہ بتلائی کہ :

اذلۃ علی المومنین ' اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (۵ : ۹) مومنوں کے ساتھہ نرم ' مگر کافروں کے ساتھہ سخت ' اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دینگے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے -

یہ مختصر آیت اس مشکل کا پورا حل ہے - مومن محبوب الہی ہے - کیونکہ ایمان باللہ سے بڑھکر محبت الہی کیلئے اور کونسی شے حائل ہو سکتی ہے ؟ لیکن خدا نے اپنی محبت کے ساتھہ طرف مقابل کی محبت کا بھی ذکر کیا کہ " ہم انہیں چاہتا ہوں اور وہ مجھ چاہتے ہیں " (یحبہم ویحبونہ) اور یہاں ارباب ذوق کیلئے ایک نکتۂ عجیب ہے - حضرت (یوسف) کے حالات میں یکسر عشق و محبت ہی کا افسانہ ہے ' مگر وہ محبت محض یک طرفہ تھی ' " یحبہم و یحبونہم " کی طرح دونوں طرف سے نہ تھی - صرف زلیخا ہی کی نسبت فرمایا کہ .

قد شغفہا حبا (۱۲ : ۱۳) یوسف کا عشق اسکے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے

اسی کا نتیجہ تھا کہ زلیخا جو کچھہ کرتی تھی ' اپنے نفس کی خاطر کرتی تھی ' یوسف کی رضا جوئی مطلوب نہ تھی - جب عزیز مصر پر اصلیت منکشف ہوگئی تو ذلت و رسوائی سے بچنے کیلئے باوجود کمال استیلاے محبت و شغف خود ہی یہ صلاح دی کہ :

ماجزاء من اراد باھلک سوءا الا ان یسجن او عذاب الیم (۱۲ : ۲) جو شخص تیری بیوی کے ساتھہ بدکاری کا ارادہ کرے اسکی یہی سزا ہے کہ قید کیا جائے یا سخت عذاب میں گرفتار ہو -

لیکن عشق و خود پرستی دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے عشق کی تعریف یہ ہے کہ " اولہا قتل و آخرہا حرق " [اسکی ابتدا قتل نفس ہے اور انتہا تمام خواہشوں اور ہوا و ہوس کا فنا] یہاں سب سے بڑی مزاحمت اپنے وجود کا حس اور اثبات ہے :

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

محبت کا اصلی مقام وہ ہے جہاں پہنچکر نفس اپنے کو فنا کردیتا ہے

اور پھر نسبت محبوب میں محض ایک آلہ کے روح بنکر رہجاتا ہے - اسکا دل اسکے پہلو میں نہیں ہوتا ' بلکہ محبوب کی انگلیوں میں " یقلبہا کیف یشاء " (جس طرف چاہتا ہے پھرا دیتا ہے) محبت کا استغراق خود اسکو محبوب کے صفات و خصائل کا ایک دوسرا پیکر بنا دیتا ہے - وہ دیکھتا ہے تو اسی کی نظر سے ' اور سنتا ہے تو اسی کے کانوں سے - خود اسکی کوئی خواہش اور کوئی مرضی باقی نہیں رہتی - محبوب کی خواہش اسکی خواہش ' اور محبوب کی مرضی اسکی مرضی بن جاتی ہے . (زلیخا) کو ابھی یہ درجہ حاصل نہیں ہوا تھا ' وہ اپنی ذلت و رسوائی کے خوف سے (یوسف) کو بارہ برس تک قید خانے میں نہ دیکھتی ' البتہ جب اس راہ میں ترقی کرگئی تو پھر ننگ و ناموس نفس کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں اور پکار پکار کر کہنے لگی

ما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء (۱۲ : ۵۳) اپنے نفس کو الزام سے نہیں بچاتی بیشک میرا نفس برائی پر آمادہ کرنے والا ہے

خدا نے اپنے مومن بندونکو صرف اپنا ہی محبوب نہ کہا کہ یہ تو صرف زلیخائی ہوتی ' بلکہ یحبہم ویحبونہم فرمایا کہ میں اگر انکو دوست رکھتا ہوں تو وہ بھی مجھکو محبوب رکھتے ہیں - اس تعلق محبت کو محب و محبوبی اور عشق و معشوقی دونوں سے مرکب بنایا ' تاکہ مقام ایمان کی اصلی علامت اور خصوصیت ظاہر ہوجائے ' اور ایمان باللہ فی الحقیقت اللہ کی محبت ہی کا نام ہے

والذین آمنوا اشد حبا للہ (۲ : ۸۸) اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انکی خدا سے نہایت درجہ محبت ہے -

محبت کی شرط اولیں فنا فی المحبوب ہے ' اسلئے مومن مخلص بھی وہی ہے جو اپنی تمام خواہشوں اور قوتوں کو چھوڑکر صرف خدا کی مرضی اور ارادے پر اپنے تئیں چھوڑدے - خدا کی مرضی اسکی مرضی ' اور خدا کی خوشی اسکی خوشی ہو - یہی معنی خلافت الہی کے ہیں کہ وہ دنیا میں اللہ کی صفات کاملہ کا مظہر ' اور اسلئے اسکا جانشین ہے -

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

پس جب مقام ایمان محبت الہی اور محبت بعد حصول فنا فی المحبوب متعال ' تو یہیں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض کے نفاذ ہوجاتا ہے - (مومن) کی تعریف یہ ہے کہ خود اسکی نہ کسی کے ساتھہ دوستی ہو اور نہ دشمنی ' نہ کسی کی مدح کرے ' اور نہ مذمت ' بلکہ وہ دست الہٰی میں ایک بیجان آلہ بنکر اپنی محبت اور دشمنی کو راہ محبوب کیلئے وقف کردے - جو خدا کے دوست ہیں ' وہ اسکے دوست ہوں ' اور جو اسکے دشمن ہیں ' وہ اسکے دشمن ہوں ! اسی کی راہ میں دوستی ' اور اسی کی راہ میں دشمنی ' الحب فی اللہ والبغض فی اللہ - خدا نیکی اور اعمال حسنہ سے خوش ہوتا ہے ' پس یہ بھی جہاں کہیں نیکی کو دیکھے ' اپنا سر جھکادے - وہ بدی اور بد اعمالی پر غضبناک ہوتا ہے (لا یرضی لعبادہ الکفر) پس اسکو بھی جہاں کہیں بدی نظر آئے ' عداوت الہی کی جو اگر اسکو ... ... -

ولو لا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا (۲۲ : ۴۲)

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھہ سے نہ ہٹواتا رہتا تو تمام صومعے اور گرجے اور تمام عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے ' کبھی کے منہدم ہوگئی ہوتیں -

یعنی مقصد الہی شفقت و رحمت و احسان عام ہے لیکن جب ایک گروہ اسکی زمین کو فتنہ و فساد سے آلودہ کرتا ہے ' بغیر کسی جرم و قصور کے محض عبادت الہی کی وجہ سے اسکے نیک بندوں پر ظلم و سختی کرتا ہے ' انکو گھروں سے نکالتا ہے ' اللہ کی عبادتگاہ میں جانے سے روکتا ہے ' پھر وہ جب اپنا گھر بار چھوڑ کر ' وہاں سے بے وطن ہوکر ' ایک دوسرے شہر میں پناہ لیتے ہیں تو وہاں بھی انکو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا ' تو ان حالتوں میں مجبور ہوکر پیغمبر کو مقدس زمین ' مظلوموں کو بچانے ' شعائر الہی کی حفاظت اور حرمت کو قائم رکھنے ' اور رافت و رحمت سے دنیا کی محرومی کو مٹانے کیلئے سختی سے کام لینا پڑتا ہے اور تلوار کو کاٹنے کیلئے تلوار بلند کی جاتی ہے -

وکذلک جعلناکم امۃ وسطا

اس موقعہ پر پچھلے نمبر کے اس ٹکڑے پر ایک نظر ڈال لینی چاہئے ' جسمیں " امۃ وسطا " پر بحث کی گئی ہے - خدا تعالی نے مسلمانوں کو اپنی خلافت اور نیابت بخشی تھی پس ضرور تھا کہ وہ بھی صفات الہی سے متصف ' اور متخلق باخلاق الہی ہوں - خدا رحیم اور محبت کرنے والا ہے ' پس حکم دیا گیا کہ " ارحموا علی الارض یرحمکم من فی السماء " - زمین پر رحم کرو تاکہ وہ ' جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے - لیکن رحیم ہونے کے ساتھہ وہ عادل بھی ہے ' پس رحم و محبت میں بھی عدل اور وسط کا ہونا ناگزیر تھا - اس بنا پر تعلیم دی گئی کہ جب افراط و تفریط حد سے بڑھ جائے تو افراط کو روکنے کے لئے تم بھی افراط کرو - سفرا بڑھتا ہے تو تم بھی بہت زیادہ ترشی کھلادو - تم پر تلوار اٹھائی گئی ہے تو اسے تلوار ہی سے کاٹو - تم ذلیل کئے گئے ہو تو تم بھی ذلیل ہی کرو تاکہ توازن و اعتدال پیدا ہو - یہ سب کچھہ عین رحم و محبت ہے - نہ کہ سختی و جبر - ڈاکٹر مریض کے عزیز سے کم مریض پر مہربان نہیں ' اسکے تلوے میں کانٹا چبھکر چبھن پیدا کر رہا ہے ' لیکن اس چبھن کے دور کرنے کیلئے نشتر کے نوک کی چبھن ہی سے کام لینا پڑیگا -

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ' وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس (۲۵ : ۵۷)

ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھہ مبعوث کیا اور انکے ساتھہ کتاب اور ترازو بھیجا تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں اور پھر لوہا پیدا کیا (جو ہتیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی ہے اور ساتھہ ہی بہت سی منفعتیں بھی انسانوں کیلئے اپنے اندر رکھتا ہے -

اس آیت میں قرآن نے پوری تشریح کے ساتھہ نظام عالم کے قوانین اساسی کو بیان کردیا ہے - خدا ہدایت و اصلاح کیلئے انبیا کو بھیجتا ہے اور انکو میزان (قیام عدل کی باضابطہ قوت) دیتا ہے ' تاکہ دنیا میں اللہ کے عدل کو قائم کردیں ' لیکن چونکہ اسکے لئے اکثر اوقات قہر و عقوبت کی ضرورت تھی ' اسلئے انکو عدل قائم کرنے کیلئے جنگ و قتال کی بھی اجازت دی ' اور لوہا پیدا کیا جو طرح طرح ہتیاروں کی اشکال اختیار کرتا ہے پس وہ مضر بھی ہے اور مفید بھی -

تشبہ باللہ و تخلق باخلاق اللہ

پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صفات الہیہ میں سے ایک صفت ہے - اسلام انسان کے آگے ایک ارتقاے روحانی کی راہ کھولتا ہے جو گو عبدیت کے مقام تذلل و تکسر سے شروع ہوتی ہے مگر اسکا انتہائی نقطہ تشبہ باللہ (یعنی خدا کی صفات سے مشابہت پیدا کرنے کا مقام) ہے - اور اسی طرف اس مشہور حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ (خدا کا اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) پس ضرور تھا کہ جس ملت کو خدا نے دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی تھی وہ بھی اس صفت الہی سے متصف ہوتی - خدا طاعت و عبادت سے (یعنی ہر ایسے کام سے جو قواے فطریہ کا صحیح استعمال ہو) خوش ہوتا ہے ' پس ایک انسان مومن کو بھی خوش ہونا چاہئے - خدا کفر و ضلالت اور بد اعمالی سے (یعنی ان تمام کاموں سے جو قواے فطریہ کا اسراف و تبذیر ہوں) ناخوش ہوتا ہے اور اپنی نارضامندی کا اظہار کرتا ہے ' پس مومن و مسلم کو بھی ناخوش ہونا چاہئے اور اپنی ناراضامندی کا اعلان کرنا چاہئے - ہم نے پچھلے نمبر میں (اسراف) اور (تبذیر) کی حقیقت سے بحث کی تھی - خدا عادل ہے ' اور رحم و محبت ' نرمی و آشتی میں بھی اسراف و تبذیر پسند نہیں کرتا - اگر (بالفرض) کا (ابن اللہ) رحم محض کا مجسمہ ہے اور عدل کے ترازو کو ہاتھہ میں لینا نہیں چاہتا تو نہ لے ' مگر چھوٹے بچوں تو اسے بھی چارہ نہیں - اسنے تمام انسانی جرائم و معاصی کو شان محبت کے جوش میں معاف کردینا چاہا لیکن پھر بھی بدی کو قابل عقوبت ثابت کرنے کیلئے تمام ابن آدم کو نہیں ' مگر اپنے عزیز بیٹے کو تو تین دن تک لعنت میں گرفتار رکھکر چوبی مجرم کی طرح سولی پر چڑھانا ہی پڑا -

یہ ناگزیر ہے ' دنیا کیلئے محبت کی صورت موجود ' ہو مگر افسوس کہ سودمند نہیں - عدل کی پیشانی پر اگرچہ خوشنمائی کی بلندی کی جگہ سختی و خشونت کی لکیریں ہیں ' لیکن دنیا کا تمام نظام صرف اسی کے دم سے ہے - پس خدا نے اپنی ملت کو بھی اپنے صفات کی دعوت دی اور اپنی شان عدل کی طرح اسکو بھی (امۃ وسطاً) قرار دیا تاکہ وہ اسکی زمین پر ایک عادلانہ خلافت ہو اور اسکی طرح کسی جذبے میں نہ تو اسراف کرے (یعنی رحم کے موقعہ پر رحم کو ' اور سختی کے موقعہ پر سختی کو اسکی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا) اور نہ تبذیر کا طریقہ اختیار کرے (یعنی رحم کی جگہ قہر - اور قہر کی جگہ رحم) -

ناموران غزوۂ طرابلس

شیخ المجاہدین ، محبوب الاسلام والمسلمین

البطل الاعظم غازی انور بک

متع اللہ الاسلام والمسلمین بحفظ وجودہ و طول حیاتہ

(۵)

طرابلس کی ایک لیلۃ الشہدا

— * —

اس ایک ہی آسمان کے نیچے ایک ہی وقت میں کیسے کیسے مختلف اور متضاد تماشے ہورہے ہیں ! اگر ہماری طرح آسمان بھی دیکھتا ہوگا تو اسکے سامنے کیسے عجیب اور مدہش منظر ہونگے ! ایک گوشے میں نشاط و شادمانی کا ہنگامہ بپا ہے ، دوسری طرف حسرت و نامرادی کے ماتم سے دنیا کو فرصت نہیں - بہت ممکن ہے کہ جس وقت دنیا کے ایک حصے میں پھولوں کی سیج پر خواب نوشین کے لذت یاب کروٹیں بدل رہے ہوں ، ٹھیک اسی وقت کسی دوسرے حصے میں گرم بالو اور تیز کانٹوں پر خون چکاں لاشیں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو رہی ہوں !

لیکن لذت و عیش کے پرستاروں کو فسانۂ حسرت و یاس کا افسانہ سننے کی مہلت کہاں ؟ اگر غم کے ماتم کدوں میں آگ لگ گئی ہے تو عیش کے عشرت کدوں میں گلاب کا چھڑکاو کیوں روکدیا جائے ؟ دنیا کے کارخانے ہمیشہ عقلت کی کل سے چلے ہیں اور چلتے رہیں گے -

بخار خار محبت دل ترا چہ خبر ؟
کہ گل بجیب نہ گنجد قبائے تنگ ترا

* * *

لیکن اگر حفظ وطن ، جہاد فی سبیل اللہ ، جوش ملی ، اور وطن پرستی کا خون کچھ بھی قیمت رکھتا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ (سرزمین طرابلس) کی قیمت کیا ہوگی ؟

۲۶ - اکتوبر کا آفتاب جبکہ مسیحی وحشت و درندگی کی خون ریزیوں کو دن بھر دیکھکر ، ساحل طرابلس پر کانپتا ہوا پہنچا ، تو اسکے سامنے اب ظلم و مظلومی ، قتل و مقتولی ، قہقۂ وحشت اور آہ مایوسی کی جگہہ ، صرف ایک ہی قسم کا منظر باقی رہگیا تھا - موت و حیات کی بقیہ کشمکش ، روح و جسم کی مفارقت کا آخری اضطراب ، انسانی احتضار کی تڑپ اور بیقراری ، گرم گرم خون کے فواروں کا جوش و خروش ، زخموں کی کنکریوں اور کانٹوں پر بلا ضرورت ایڑیوں کی جانکنی کی بے چینی میں پیوستہ رگڑ ، زندگی کی دنیا پر اُچاٹتی نظر ، اور موت کی اس چھائی ہوئی خاموشی میں گاہ گاہ اٹھنے والی درد کی چیخیں ، اور بند آنکھوں سے بہنے والے چند قطرہ ہاے اشک ، بس یہی منظر تھا جو اس سرزمین کے تماشائی کیلئے باقی رہگیا تھا -

* * *

کشتگان ظلم و ستم کی برہنہ لاشوں کی تجہیز و تکفین کیلئے جب کوئی ہاتھ نہ بڑھا تو رات کی تاریکی نے چادر ظلمت ڈالدی - جبکہ دنیا کی کبھی بند نہونے والی حرکت کی نبض ، طرابلس کی لاشوں کی طرح بالکل خاموش تھی ، اور اسکا سرد دل ریت پر پڑے ہوے خون کے لوتھڑوں کی طرح منجمد ہوگیا تھا ! کھجور کے درختوں کے جھنڈ اور منہدم مکانوں کے ٹیلوں سے چاند کی مدھم روشنی نے سر نکالا - آہ ! یہی چاند اس وقت کسی نشاط سراے عیش و عشرت کے صحن میں اپنی دھیمی دھیمی کرنوں کے اندر کیسا شگفتہ اور راحت بخش ہوگا ؟ مگر یہاں ، اس صحراے وحشت ، اس ماتمکدۂ اسلامیت ، اس شہادت زار خون بار ، اور اس خوابگاہ اجساد اموات میں اسکی خاموش روشنی کیسی غمگیں اور الم ناک ہے !

* * *

یکایک اندرون صحرا کی طرف سے چاند کی دھیمی روشنی میں ایک سیاہ قد نمودار ہوا - اس مدینۂ اموات میں یہ ایک تنہا متحرک جسم تھا - وہ ایک اونٹنی پر سوار تھا جو اسکی طرح بالکل چپ تھی - اس نے آگے بڑھنا چاہا مگر لاشوں کے ڈھیر کو روند ڈالنا اونٹنی اپنے گھٹنوں سے ٹھکرا دینے پر راضی نہ ہوئی - وہ نہایت آہستگی سے اترکر خون انسانی کے اس سمندر کے کنارے کھڑا ہوگیا - یہ اسکے لبوں کے ہلنے کی آواز ہے یا دل کے دھڑکنے کی ؟ مگر جس عالم میں وہ کھڑا ہے ، یہاں لبوں کی حرکت اور دل کی دھڑکن ، گویائی میں دونوں برابر ہیں ، بلکہ عجب نہیں کہ لبوں سے نکلی ہوئی آواز کو سننے والا اب یہاں کوئی نہو ، مگر دل کی صدا کو ہر لب و چشم سنگ خون کے آنسوؤں سے جواب دیدے - :

وہ کچھ عرصے تک ایک غیر متحرک سنگین بت کی طرح خاموش کھڑا رہا ، پھر اس نے گردن اٹھائی ، پہلے اپنے سامنے کے منظر خونین پر نظر ڈالی اور چاند کو دیکھکر بولا -

" آہ ! زندگی کے عیش و نشاط پر چمکنے والے چاند ! تجھکو آج بھی اس منظر خونین پر آنکلنے کی مہلت ملگئی - انسانی غفلت کے لعنت کدوں کو روشن کرنے کے بعد تجھکو فرصت ملگئی کہ یہاں کی متحرک وحشت کو بھی جھانک کر دیکھہ لیں ! لیکن تو جو ظالموں کے سروں پر بھی چمکتا ہیں ، اور انسانی سفاکیت و درندگی کے چہروں کو بھی اپنی کرنوں سے نمایاں کردیتا ہیں ، کیا حق رکھتا ہیں کہ ان مقدس لاشوں پر اپنی ملوث روشنی ڈالیں ؟ تیرے لئے انسانی فسق و معصیت کے پوشیدہ دریچے کافی نہیں ہیں کہ انسانی شرف

اذلة علی المومنین ، اعزة علی الکافرین - نیکی کے سامنے جس قدر عاجز ہو' اتنا ہی بدی کے آگے مغرور و سخت ہو -

کیا نہیں دیکھتے کہ خدا تعالی نے جہاں امر بالمعروف کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھہ ہی ایمان باللہ کا بھی نام لیا ہے

کنتم خیر امة اخرجت للناس' تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ | تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو کہ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو -

یہ اسلئے کہا کہ امر بالمعروف کا فرض بغیر کامل ایمان باللہ کے ادا نہیں ہو سکتا - ایک انسان جو ہواے نفس میں گرفتار ہے ' درہم و دنانیر کو پوجتا ہے ' لذت نفس اور عیش دنیوی کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے' اور دنیوی رسوخ و عزت کو اپنا معبود سمجھتا ہے ' ممکن نہیں کہ اپنے اندر نیکی کے حکم ' اور بدی کی روک کی طاقت پاسکے - وہ مشرک ہے - گو زبان سے دعوی ایمان کرتا ہو مگر ایمان کی حلاوت اسکو کبھی چکھنا بھی نصیب نہیں ہوئی

وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون (۱۲ : ۱۰۶) | اور ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ گو ایمان کا دعوا کرتے ہیں مگر فی الحقیقة مبتلاے شرک ہیں -

عبادت اور بندگی کے معنے کسی مجسم بت کو پوجنا ہی نہیں ہے بلکہ ہر وہ شے جسکے لینے کا حق صرف خدا ہی کو تھا' اگر اسکے سوا کسی دوسری ہستی کو دیدی جاے' تو یہ بھی شرک ہے (مگر اسکی تشریح کا یہ موقعہ نہیں -)

خدا نے سب کچھہ انسان کیلئے ' مگر انسان کو اپنے لئے بنایا - پس ایمان باللہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان سب کچھہ اوروں کو دیدے مگر خود اپنے تئیں خدا کے سوا اور کسی کو نہ دے - اگر وہ اپنی خواہش اور مرضی کو اسکی خواہش اور مرضی پر مقدم رکھتا ہے تو وہ دعوی ایمان میں سچا نہیں -

ہجوم خیالات سے سلسلۂ سخن بار بار ٹوٹتا ہے اور پھر چند قدم چلکر واپس ہونا پڑتا ہے - حاصل سخن یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہی کرسکتا ہے ' جو ایمان باللہ میں راسخ و مستحکم ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ محبت الہی کی راہ میں مستغرق ہوکر سب کو خدا کیلئے اختیار کرے اور سب کو خدا کیلئے چھوڑدے - خود اسکی کوئی ذاتی محبت اور ذاتی عداوت نہو - نہ اپنی غرض کیلئے دوست بنے اور نہ اپنی غرض کیلئے دشمن - وہ ہر شے کو خدا کی آنکھہ سے پیار کرے اور اسی کی آنکھہ سے دشمن دیکھے - اسکا کوئی وجود' اسکی کوئی زندگی' اسکی کوئی صدا نہو' جب چلے تو خدا کے پاؤں سے چلے' اور جب سنے تو خدا کے کان سے سنے' اور جب بولے تو خدا کی آواز اسکے گلے سے نکلے - ولنعم ماقیل فی ہذا المقام

من نگویم زانکہ نگذشتم ز خویش
من ز جان بگذشتم و جانان نہ بیش
چشم و گوش و دست و پایم از ویست
من نہ من بلکہ سراپا از ویست

این بصر وین سمع' چون آلات اوست
بلکہ ذات خود سراپا ذات اوست
نعمہ از نائیست ' نے از نے ' بدان
مستی از ساقیست' نے از مے' بدان
چون ترا دیدی' خدا را دیدہٴ
گرد کعبہ صدق در گردیدہٴ
گفتۂ من گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
ما جو مستیم از دمے ساقی شدیم
مست گشتیم' از صدا نائی شدیم

یہ (عارف رومی) کی مستانہ نغمہ پردازیاں ہی نہیں ہیں' بلکہ عین ترجمہ ہے اُس مشہور حدیث قدسی کا ' جسکو (امام بخاری) کتاب التواضع میں لاے ہیں کہ

لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل' حتی احببتہ' فاذا احببتہ ' کنت سمعہ الذی یسمع بہ ' و بصرہ الذی یبصر بہ ' و یدہ التی یبطش بہا ' و رجلہ التی یمشی بہا ' و لسانہ الذی یتکلم بہ ' ولئن سالنی لاعطینہ ' ولئن استعاذنی ' لاعیذنہ	جب میرا کوئی بندہ بذریعہ نوافل کے مجھسے قریب ہوتا ہے تو اسکو اپنا محبوب بنالیتا ہوں' پس جب وہ محبوب بنگیا' تو میں اسکا کان ہوجاتا ہوں ' میرے کان سے سنتا ہے' اور اسکی آنکھہ ہوجاتا ہوں میری آنکھہ سے دیکھتا ہے ' اور اسکا پاوں ہوجاتا ہوں' میرے پاوں سے چلتا ہے' اور اسکی زبان ہوجاتا ہوں' میری زبان سے بولتا ہے - وہ جو مانگتا ہے' عطا کرتا ہوں' اور جب پناہ مانگتا ہے پناہ دیتا ہوں -

" یحبہم ویحبونہ" کا یہی مقام ہے اور یہیں پہنچکر (بدرفرات) اپنی فریاد ضبط نہ کرسکا اور مضطربانہ چیخ اٹھا کہ " خدایا این چہ بوالعجبی ست کہ با دوستان خود میکنی ؟ باوجودیکہ ترا می جوئیم' خود را یافتیم ' اکنون خود را می جوئیم' ترا می یابیم "

صحابہ کی جماعت نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر محمد ابن عبد اللہ کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی مگر ارشاد الہی ہوا کہ وہ ہاتھہ عبد اللہ کا نہ تھا بلکہ خود اللہ کا تھا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ' ید اللہ فوق ایدیہم - (۴۸ : ۱۰) وما رمیت اذ رمیت' ولکن اللہ رمی (۸ : ۱۷)

و وراء ذاک' فلا اقول ' لانہ
سر' لسان النطق عنہ اخرس

ناظرین اگر طول سخن سے گھبرا نہ جائیں تو ابھی ایک نمبر اس موضوع پر اور باقی ہے -

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
چنانکہ حرف عصا گفت موسی اندر طور

و تقدیس کے اس صحرائے مقدس کی پاک تاریکی میں حلول ہونے کیلئے آموجود ہوا ؟ تو سمجھتا ہے کہ تیرا آشیانہ ہم سے بلند ہے اور اسلئے تو خدا کے عرش کبریائی سے زیادہ قریب ہے - شاید تو قریب ہو' مگر اسکے پاس تو نہیں' حالانکہ تجھسے لاکھوں میل نیچے قعر ارضی کی سطح پر' جو خاموش اجسام اس وقت پڑے ہیں' انکا دل خدا سے قریب ہے نہیں' بلکہ اس وقت اسکی گود میں ہے - اس خدائے نیرنگ ساز کی گود میں' جو ظلم و عدوان سے گو خوش نہیں' مگر شاید اپنے دوستوں کیلئے یہی پسند کرتا ہے کہ انکے گلے کٹے ہوے' اور جسم زخموں سے سرخ ہوں " لیکن اسکا ضبط اب قابو سے باہر تھا -

تھوڑی دیر کے بعد وہ کسی قدر آگے بڑھا ' سامنے ایک ٹھنڈی لاش خون کے لوتھڑوں کی تہہ سے منہ ڈھانکے ہوے پڑی تھی - اسکی ایک ٹانگ گولی کے ضرب سے لٹک کر الگ ہوگئی تھی اور ناف سے لیکر چہرے تک سنگینوں اور تلواروں کی نوکوں سے کٹ کٹکر گوشت کا ایک مسطح ٹکڑا ہوگیا تھا - اس نے جھک کر اسکے کٹے ہوے اور جسم سے الگ پاؤں کو بوسہ دیا اور اس آواز سے جو دل اور حلق ' دونوں جگہ اٹکی ہوئی تھی' چلایا ـــ

* * *

" اے گوشت و خون کے مقدس ڈھیر ! اے محبوبیت الہی کی جبروت و عظمت ! اے دائمی شرف و تقدیس کی تمثال ! اے ظلم انسانی اور محبت الہی کے قتیل ! اے حیات ارضی سے روٹھنے والے اور ملائے اعلی کے ساکن ! اے ملائکۂ مقربین کے ہم نشین اور اعلی علیین کے مکین ! اے وہ ' کہ تیرے خدا کی طرح اب تیرے لئے بھی کبھی فنا و زوال نہیں ! اے وہ ' کہ ایک مرتبہ کٹکر ہمیشہ کیلئے وصل' اور ایک مرتبہ مرکے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے ! خدا کے دشمنوں نے تیرے جسم کو بھیانک بنادیا ہے مگر وہ تیری روح کے حسن کو تو بگاڑ نہیں سکتے تھے - جسطرح دشمنوں کی گولی سے تیرا پاؤں تیرے جسم سے الگ ہوچکا ہے مگر چند باریک اور ضعیف رگوں سے اٹک جوڑا ہوا ہے - اسی طرح تیری روح بھی اب اس دنیا کے قفس سے آزاد ہوگئی ہے' جہاں نیکی ہمیشہ سے مظلوم ہے' اور حق کا گذارہ نہیں ! لیکن اس خاکدان ارضی پر تیرے جسم کا آخری ترجھا تیرے پاؤں کی رگوں کی طرح روح کو جوڑے ہوے ہے اور یہ تعلق بھی عنقریب ختم ہونے والا ہے - جبکہ تیرے جسم سے یہ زمین خالی ہوجائیگی اور انقلابات عالم کا طوفان تیرے خون کے دھبوں کو دھودیگا ' اس وقت انسان کی نظریں تیرے نشانوں کو نہیں پاسکیں گی مگر فرشتے ہمیشہ آسمان سے اتریں گے تاکہ اس سرزمین کو بوسہ دیتے رہیں' اور تیرا آسمانی دوست ہمیشہ پیار کی نظروں سے یہاں کی مٹی کو دیکھیگا ' تاکہ ساکنان جنت کی نظروں میں اسکا شرف ہمیشہ قائم رہے ! یہاں تک ' کہ اسکا تخت عدالت آخری فیصلے کیلئے بچھایا جائےگا ' اور پھر تو اپنے قتل کے ساتھ کھڑا ہوکر اسکا دامن پکڑیگا' اور " بای ذنب قتلت ؟ " کے غلغلہ سے محشرستان قیامت کو ماتم کدہ بنادیگا -

چوں بگذرد نظیری خونیں کفن بمحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

لیکن اے روح ! اے قاتلوں اور خون ریزوں سے بھری ہوئی دنیا کی روح ! اس جسم مقدس کے آخری ٹوٹے کی عزت کر' کہ یہ خدا کی امانت پھر تجھے نہیں ملیگی - تجھکو ہزاروں مدافعان ملت اور عشاق وطن اپنی لاشوں کو تڑپائیں گے مگر یہ مشتاقان محبت الہی تجھکو میسر نہ آئیں گے - جسقدر عزت کرسکتی ہے کرلے' کیونکہ یہ خدا کی گود میں کھیلنے کیلئے بہت جلد تجھکو چھوڑنے والے ہیں '

* * *

اب پھر اسکی آواز اسکے قابو میں نہ تھی - کچھ دیر کے بعد اس نے کہا -

" دنیا مرگئی' زندگی کہیں بھی نہیں ' مگر اے شہر خاموشی ! اے صحرائے سکوت ! تیرے ہر خون سے رنگین ذرۂ خاک میں ایک حیات پوشیدہ ہے - اے مرنے والو ! کیا تم ہمکو زندگی نہ دوگے ؟ ہم بدبخت ہیں کہ تم زندہ ہوگئے ' مگر ہم تمہارے پیچھے موت کی ایڑیاں رگڑیں گے - تم نے اپنے مقدس خون کی چھینٹوں کو اپنے قاتلوں سے دریغ نہیں کیا مگر ہمکو محروم رکھتے ہو ؟ کاش تمہارے اس خون کا جو راہ ملت پرستی میں بہا ہے ایک قطرہ بھی میسر آجاتا تاکہ اس سرخ رنگ سے اپنے آستین و دامن پر گل بوٹے بنائے اور قیامت کے دن (مقام محمود) میں جب (رحمۃ للعالمین) لوائے رحمت کے نیچے کھڑا ہوتا تو اس بنائے لالہ گوں کو پھیلاکر اسکے تخت رحمت کو بوسہ دیتے اور کہتے کہ یہ تیری اس امت کے مرد و سینے سے نکلے ہوے خون کا دھبہ ہے' جسکی یاد سے تو اپنے خدا کی بندگی میں بھی غافل نہیں ہوتا تھا - اے وہ ' کہ جب تک تیرا وجود رحمت جمال کے گھرستان میں رہا خدا کا قہر امت پر نازل نہ ہوسکا

واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک ' فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم - وما کان اللہ لیعذبہم ' وانت فیہم - [اور مشرکان مکہ سرکشی کے نشے میں کہتے تھے کہ خدایا اگر محمد (صلعم) واقعی حق پر ہے' اور ہم ناحق پر تو کیوں نہیں ہم پر آسمان سے پتھر برساتا یا کیوں نہیں کسی عذاب دردناک میں گرفتار کرتا ؟ مگر اے محمد ! خدا انپر عذاب نازل کرے' جبکہ تو بھی انکے اندر موجود ہے ۸ ۳۵]

تیرا وجود آب و گل میں تھا تو مصیبت نازل نہ ہوئی' مگر کیا تو تیری محبت روح و دل میں موجود نہیں' کہ دشمنوں کی تلواریں اسپر چل سکیں ؟

لیکن نہیں' وہ عذاب الہی کے پتھروں کی بارش نہیں' بلکہ یہ محبت الہی کے پھولوں کی بارش ہے' اسکو اور زیادہ ہونا چاہیئے تاکہ محبت کی ساری آرایش خون کے چھینٹوں اور گل بوٹوں سے ہے =

حسنش ہمہ قتل ست ' نقابش ہمہ خون ست

* * *

* *
* *

وہ یکایک چونک پڑا ' دیکھا تو چاند اسکی ... کی پہلی

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار هیں)

(ان میں سے بعض کی فهرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری
۲ ابو الحرار منحب پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بهاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد
۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله
۱۵ بیک دانی نشان ے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تهذیب کے چار خونیں مناظر
۱۸ اٹالین هوائی جهاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پهینک رهے هیں
۱۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رهے هیں
۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیواریں
۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ آذر بائیجان میں روسی داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرطبه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بهادر شاه کا بستر مرگ

حادثے کی طرف اشارا کرتے ہوے خبر دیدی ہے کہ مانٹی نگرو کے حملہ کے نتائج کی وہ ذمہ دار نہیں' ایک بہت ہی قوی فوجی جمعیت دربنی میں جمع ہو رہی ہے اور یقیناً جنگی کوائف اتنک پیدا ہوگئے ہونگے -

دربنی ترکی کا ایک مختلف سرحدوں سے متصل مقام ہے' ایک طرف سرویا اور مانٹی نگرو میں سرحدی برج کا کام دیتا ہے - دوسری طرف اسٹریا کی سرحد سے بالکل قریب ہے - آخری خبر یہ ہے کہ مانٹی نگرو کی وزارت مستعفی ہوگئی اور وزیر خارجہ کو امید ہے کہ اس سے حالت پر بہت اچھا اثر پڑیگا -

---

(البانیا) کی شورش کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' البانیوں کی آخری دست برد اسکوب پر قبضہ کرلینا تھا' جو سالونیکا سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے - یہاں سے انکا ارادہ سالونیکا جانے کا تھا اور ۲۷ میل بڑھکر کوپریلی میں مقیم تھے - مگر ترکی تروپزوں نے کوپریلی کے پاس جمع ہوکر آخری پیغام "اطاعت یا جنگ" کا دیدیا - بالآخر ۲۱ - کی تار برقی ہے کہ گورنمنٹ کے وکلا اور البانی سرغنوں کے درمیان سمجھوتا ہوگیا ہے اور تمام البانی اپنے اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں -

در اصل البانیوں کی شورش محض بیان کردہ حقوق کیلئے ہی نہ تھی بلکہ پیچ در پیچ جعلی معاملات اور رشتہ دوانیوں نے اپنے قبضے میں لےلیا تھا - ہم آیندہ اسکو تفصیل سے لکھیں گے

اٹلی اور ترکی کی صلح کی خبریں بار بار مشتہر کی جاتی ہیں' اور پھر خاموشی چھاجاتی ہے - ۲۱ - کو رائٹر لندن سے تار دیتا ہے کہ پیرپس " سوئزا " اور سیدم کے عثمانی سفرا صلح کی ابتدائی بحثوں پر مزید کارروائی کر رہے ہیں - پھر ۲۲ کو قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ عثمانی وزیر خارجی نے بھی اسکی تصدیق ہوگئی ہے کہ اٹلی سے نیم سرکاری طور پر نامہ و پیام جاری ہے -

وزارت کا تغیر بھی الحقیقت مسئلہ صلح کی رشتہ دوانیوں ہی کی ایک کروٹ تھی - لیکن اگر وہ ایسا کرےگی تو صلح کا نفاذ طرابلس میں تو غیر ممکن ہے' البتہ ترکی کیلئے تمام موجودہ مصائب سے بڑھکر ایک آخری بربادی کی مصیبت پیدا ہوجاےگی - خدا نہ کرے کہ اسکے بعد کوئی زیادہ اعتذار پیدا کرانے والی خبر سننے میں آئے -

---

وزارت کے تغیر نے پھر کروٹ لی اور ایسا ہونا ضروری تھا - پہلے خبر آئی کہ فرید پاشا وزیر داخلی اور حلیم پاشا وزیر عدل مقرر ہوئے مگر بعد کی خبر ہے کہ فرید پاشا نے قبول کرنے سے انکار کردیا -

---

مصر میں وطنی ہیجان

انگلستان کا نظارت خارجہ مدت سے اس فکر میں ہے کہ اسکندریہ میں برطانیہ کیلئے ایک نیا بحری اسٹیشن بنایا جاے' ۲۳ جولائی کو پارلیمنٹ میں (مسٹر چرچل) نے اسکی نسبت صاف صاف تصریح بھی کردی تھی لیکن مسٹر چرچل کے بیان نے مصر میں ایک عام بے چینی پیدا کردی ہے ' ہر طرف یہی مسئلہ موضوع سخن ہے اور وطنی جماعتیں کہتی ہیں کہ وادی نیل کی غلامی کیلئے انگلستان کے کارخانہ میں یہ دوسرا طوق طیار کیا جا رہا ہے ' تقریباً مصر کے ہر حصے بلکہ قصبات و اطراف تک میں لوگ اظہار جوش و ناراضگی کے جلسے کر رہے ہیں اور تار پر تار انگلستان بھیجے جارہے ہیں ' چنانچہ اسکندریہ کے عام جلسے نے متفق ہوکر اس مضمون کا تار بھیجا

" بنام وزیر خارجہ انگلستان

مسٹر چرچل نے ۲۳ جولائی کو اسکندریہ میں ایک جدید بحری اسٹیشن کے موضوع پر جو ارادہ ظاہر کیا ہے' اسے ہم نے نہایت رنج اور نفرت کے ساتھ سنا - اسکندریہ مصر کا ایک شہر ہے' اور مصر ایک عثمانی ولایت ہے - انگریزی قبضہ بالکل خلاف قانون اور طاقت و فرصت کا غصب و جبر ہے - پس کسی طرح برطانیہ کو اسکا حق حاصل نہیں کہ اس ارادے کو قانوناً عمل میں لاسکے - ہماری اس فریاد سے کان بند نہ کیجئے کہ حق اور مظلومی گو ظاہر میں ضعیف مگر اپنے اندر ایک مخفی طاقت رکھتی ہے - ہم ابتک آپ سے بالکل نا امید نہیں ہوے - برطانی شرف و عزت ابھی امید دلاتا ہے کہ آپ ظلم سے سچائی کو اسدرجہ مغلوب ہونے نہ دینگے "

سمن بنام انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۰۲۱ سنہ ۱۹۱۲ع

بعدالت منصفی دیوانی ضلع گورکھپور اجلاس جناب محمد شمس الحسن صاحب

مدعی تراتی داس وغیرہ

مدعا علیہ مکھہ رام ولد رام چندر ہندو ساکن حال شہر کلکتہ محلہ کالی گھاٹ ملک بنگال

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۲۰۰ - ۹ روپیہ کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۷ ساتویں ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ع روز دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے - جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھہ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے - حاضر ہو اور جوابدہی دعوی کی کرو - اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو اور تمام دستاویزات جن پر تم اپنی جوابدہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو - تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بہ عدم حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا

بہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۹ ماہ اگست سنہ ۱۹۱۲ع جاری کیا گیا *

دستخط منصرم

Printed & Published by Abul Kalam Azad at The Hilal Electrical Printing Works 7 1 MacLeod Street Calcutta.

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرهٔ علمیه

اس عنوان کے تحت مین ہمیشه علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ، متفرق ابحاث و افکار علمیه اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

احرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ناموورون ، کے حالات درج کیے جائین گے ، جنھون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لیے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہو نیز زمانهٔ حال کے نامور احرار کے حالات بہی مع تصاویر شایع کیے جائینگے ،

[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

[illegible]

مراکش سے یه باب مخصوص رہیگا اسکے علاوه مندرجهٔ ذیل چہوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ۔

مدارس اسلامیه

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بہی بڑھتے جائیں گے ہمیشه ایڈیٹوریل کالم اسکے علاوه رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائیں گے

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابو الکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۸ | کلکتہ : یکشنبہ ۱ ستمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرست

شذرات

اطلاع ضروری

جواب طلب خطوں کی کثرت روز بڑھتی جاتی ہے - احباب شاکی ہیں کہ کئی کئی خط لکھنے کے بعد بھی جواب نہیں ملتا ' مجبوراً چند الفاظ آج اپنی نسبت لکھتا ہوں -

خود بیمار ہوں ' کیونکہ دس سال کا بستر آلام و مصائب کی کشمکش میں مبتلا ہے ' انسانی کمزوری پیمان صبر پر غالب آرہی ہے ' اور دماغ ناتوانیوں سے مگر دل اختیار میں نہیں - یہ حالات پہلے بھی تھے مگر جب سے (الہلال) شائع ہوا ہے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اسے دل کو تڑواتا ہوں تو گو وہ خود معاصی و ذنوب سے بدستور تاریک ہے مگر نیتوں اور ارادوں میں کوئی خلل نہیں پاتا - پھر یہ حالات کیوں ہیں ؟ شاید اسلئے کہ خدائے برتر اور اسکے کلمۂ مقدس کی خدمت اس سے بہت اونچی ہے کہ میرے ناپاک ہاتھ و قلم سے ملوث ہو ' اسی لئے فرصت و مہلت سے محروم کیا جا رہا ہوں

من لم یکن للوصال اهلا
فکل طاعاته ذنوب

احباب سے کسی عذر کا طالب نہیں ' صرف یہ التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھ روسیاہ کو نہ بھولیں - برسوں ہوا پرستی اور خدا فراموشی میں کاٹکر دس سال ہوئے کہ آخری مرتبہ اسکے دروازے پر آکر گرا ' اور سمجھا کہ اب روٹھنے والے کو منا لیا - دیکھتا ہوں تو اب بھی دروازہ بند ہے ' ممکن ہے کہ دوستوں کی دعائیں اچھا اثر دکھلائیں

پچھلے نمبر کے ساتھ الہلال کے جدید سلسلۂ تصاویر کی پہلی تصویر امید ہے کہ ناظرین کے پسند خاطر ہوئی ہو - تاہم ہمارے پیش نظر جو نمونے ہیں اسکے اعتبار سے خود ہم تو اسے شائع کرکے زیادہ خوش نہیں - اگر اخبار کی اشاعت کی طرف سے تھوڑا سا بھی اطمینان میسر آجائے - تو پھر الگ ہر نمبر کے دو صفحے پریس کے صناعی نمونوں کیلئے مخصوص کردیں اور وہ یورپ کے باتصویر رسالوں سے کسی بات میں کم نہوں - لیکن ناظرین کو کیا معلوم کہ اسطرح کی ایک تصویر کے چھاپنے کیلئے کس قدر وقت ' کس قدر دردسری ' اور پھر کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ؟ تاہم ایک مرتبہ اسے پیش نظر رسالے کا کامل نمونہ دکھلادینا چاہتے ہیں اور اسلئے اپنے کام میں مصروف ہیں - رہا پبلک کا فرض ' تو فرض کو خود محسوس ہونا چاہئے ' نہ کہ دوسروں کے شور و واویلا مچانے سے

الہلال

— * —

شــــرح اجـــرت اشتـــہــــارات

— * —

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفــرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تــک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائےگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت علم اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصــویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصــود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شــــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو حرّے کے اقسام میں داخل ہو - تمام منشّی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

انسان کی پرستش کا اقرار نامہ کسی اخبار میں چھپوادیا تو کیا اور (رشدو) کی پوجا کا اعلان کردیا تو کیا ؟ اسلام کیلئے دونوں برابر ہیں -

یہ تعداد کی قلت و کثرت کا وسوسہ بھی ہمارے دلوں میں اندر کے نفس کا نہیں بلکہ باہر کے وسوسہ انداز کا ڈالا ہوا ہے' اور اب تو ہمارے تمام دائرۂ تدبیری کا محور بن گیا ہے - کانگرس میں اسلئے جا نہیں سکتے کہ تعداد کم ہے' ہندو مارڈالیں گے - سلف گورنمنٹ کی خواہش میں اسلئے شریک نہیں ہوسکتے کہ تعداد کم ہے' ہندو گورنمنٹ ہوجائے گی - تعلیم کی خوبی سے انکار نہیں مگر ہمیں معاف رکھئے اسلئے کہ ہندو زیادہ ہیں' وہ لکھہ پڑھکر ہمیں ہندوستان سے نکالدینگے -

اب اس وسوسہ کا اسقدر یہاں تک ہوگیا ہے کہ یونیورسٹی کے عدم الحاق کے مسئلہ میں بھی ہندو مسلمانوں کا متفق ہوکر چلنا جائز نہیں - گو اغراض مشترک اور دائرۂ اتحاد محدود ہو' لیکن پھر بھی ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں کثرت تعداد کا دیو جو پھاڑ نہ ڈالے !

اللہ اللہ ! کیا انقلاب کے تغیرات ہیں' خدا کی فوج کا ایک سپاہی تعداد کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا تھا' آج اسکے کروڑوں آدمی ہر وقت اپنی موت کو سامنے دیکھتے ہیں ! مٹھی بھر مسلمانوں نے کرۂ ارض کو پکڑ کے اوچھالدیا تھا' آج چالیس کروڑ کی برادری رکھنے والے موحّد' بائیس کروڑ ہندوستان کے بت پرستوں سے ڈر رہے ہیں !

(جنگ بدر) کے وقت تو خدا نے ایک مومن کو دس کافروں پر بھاری کہا تھا' یہ کیا ہوگیا ہے کہ آج تم اپنے سے سہ گنی تعداد سے ہراساں ہو؟ اسمیں شک نہیں کہ جو حالت تم نے اپنی بنا رکھی ہے' اسمیں ہندوؤں کی مخالفت کی ضرورت نہیں' خود تم ہی اپنے تئیں برباد کردینے کیلئے کافی ہو -

ہندوؤں سے تو ڈرنے کی ضرورت نہیں' البتہ خدا سے ڈرنا چاہئے - تم خدا کی فوج ہو' لیکن تم نے اسکی بخشی ہوئی وردی اتار کر پھینکدی ہے - اسکو پہن لو' پھر ساری دنیا تم سے ڈرے گی - تم کو ہندوستان میں رہنا ہے تو اپنے ہمسایوں سے معاہدہ کرلو' اور زندہ رہنا ہے تو انسے الگ رہنے کا بد[illegible] جگہ' اب انسے مل جاؤ - اگر انکی طرف سے رکاوٹ ہے تو اسکی پروا مت کرو - تم کو دیکھنا چاہئے کہ دنیا کی قوموں میں تمہارا پوزیشن کیا ہے ؟ تم دنیا میں خدا کے جانشین ہو' پس خدا کی طرح سب سے اوپر رہکر سب کو دیکھو ! قومیں اگر تمہارے ساتھہ اچھا سلوک نہیں کرتیں تو تم انکے ساتھہ اچھا سلوک کرو - بڑے چھوٹوں کی خطاؤں کو معاف کرتے ہیں' انکے جھگڑے پر منہہ بسور کر روتے نہیں -

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

— * —

ایک ضروری تشریح و تصحیح

اس ہفتے کا لیڈر کمپوز ہوچکا تھا' اور جگہ بالکل رک چکی تھی' کہ محب عزیز و جلیل (مسٹر محمد علی) سے ملاقات ہوئی - وہ غالباً کل یا پرسوں ایک تحریر بھیجیں گے جو کسی دوسری جگہ درج کردی جائیگی - لیکن زبانی گفتگو کی بنا پر چند امور کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں

۱۳ - جولائی

ہمارے دل میں جو کچھہ ہوتا ہے' بے تامل حوالۂ قلم کردیتے ہیں آجکل کی مصطلحہ مصلحت بینی اور اعتدال روشی کے عادی نہیں' کیونکہ اپنے عقیدے میں اسے نفاق سمجھتے ہیں جو ایمان کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتا - اسی ایک چیز کو ہم نے الہلال کی مخصوص پالیسی قرار دیا ہے - لیکن اگر ہمسے غلطی ہو تو بالکل اسی شدت کے ساتھہ ہمیں ٹوکئے جس شدت کے ساتھہ ہم اپنے عقیدے کے مطابق اوروں کو ٹوکتے رہتے ہیں' بلکہ ہوسکے تو اس سے بھی زیادہ سختی اختیار کیجئے - دوسروں کو غلطی پر ٹوک کر ہمیں جسقدر خوشی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ خوشی اپنی غلطی محسوس کرکے ہوتی ہے اگر راستبازی اور حق گوئی کے ساتھہ لوگ ہماری غلطیوں پر ہمیں متنبہ کریں - شاید آپ کہیں کہ ایسا کہنا بھی خاکساری کا غرور ہے' آپ ضرور کہہ سکتے ہیں مگر خدا کی نظروں سے دلوں کے چور چھپے ہوئے نہیں ؟ قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوه یعلمہ اللہ - اور ہمارے لئے یہ بس کرتا ہے -

ہم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سر بٹلر کی چٹھی کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھہ لکھا کمیٹی نے اپنے عام اصول راز داری کے مطابق قوم کو اس سے بے خبر رکھا' لیکن ہمارے دوست مسٹر محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں - دو مہینے کے بعد تو سر بٹلر کی چٹھی تمام اخباروں میں چھاپدی گئی تھی - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوا تھا' لیکن ہمارے مقصود بحث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا - بیشک کمیٹی نے اس چٹھی کو دو ماہ کے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اس سے یونیورسٹی کی منظوری کی بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اسمیں ہے کہ قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا فروغ دلاکر روپیہ لیا جارہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی اور نہ ان پہلوؤں کو ظاہر چھیڑا گیا تھا - یہ وہی امور ہیں جنکی نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہی کے کامل اختیارات آخری کے محفوظ ہیں جو بالآخر عدم الحاق اور وایسرائے کے اختیارات چانسلر کی صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھی داستان کے اور ابواب باقی ہیں - پس فی الحقیقت مجوزہ یونیورسٹی کی توقعات کا تو اسی وقت فیصلہ ہوگیا تھا کہ روپیہ کی فراہمی کے بعد انکی نسبت غور کیا جائے گا - لیکن کمیٹی نے پریس کمیونک کی اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ہٹایا اور برابر یقین دلاتی رہی کہ جس طرح کی یونیورسٹی کا تم کو متوقع بنایا

(غازی انور بک) کی شبیہ اسلئے رسالے سے الگ شائع کی گئی کہ لوگ اسے علحدہ طور پر بھی استعمال کرسکیں - بہت سے لوگ اپنے گھروں میں لگانے کیلئے متلاشی تھے - آپکو بھی پسند آئے تو آئینہ لگا کر کسی دیوار پر ٹانگ دیجئے - لیکن ہمارا مشورہ پوچھئے تو اگر رسالے ہی میں رہنے دیں تو بہتر ہے - (انور بک) کی شبیہ کو اینٹ اور چونے کی بنی ہوئی دیواروں پر کیا لگائیے گا ؟ ہوسکے تو اپنے دل کے اندر جگہ دیجئے - رنگ سرخ اسلئے دیا گیا کہ خدا کو اسکی راہ میں نکلے ہوے خون کے رنگ سے بڑھکر اور کوئی رنگ پسند نہیں - اسکی راہ پر محبت کا جو آسمان جھکا ہوا ہے' وہ نیلگوں نہیں' بلکہ ہمیشہ خون کی شفق سے لالہ گوں رہتا ہے -

---

اس تصویر کی وجہ سے پچھلے نمبر کی قیمت ۸ آنہ رکھی تھی اور جن نمبروں میں ایسی تصویریں نکلیں گی انکی قیمت ممکن ہے کہ ایک روپیہ تک رکھی جاے' مگر خریداران الہلال نئی آنے سے بھی کم میں ہمیشہ حاصل کرینگے -

---

آج ہمیں ان اخبارات کے دیکھنے کا موقعہ ملا ' جنہوں نے الہلال کی اشاعت پر اپنی لطف آمیز رایوں کا اظہار فرمایا ہے - اپنے معاصرین کے اس عام اظہار حسن ظن کے نہایت شکرگذار ہیں اور ملتجی ہیں کہ وہ دعا کریں کہ خدا تعالے ہمیں انکے حسن ظن کے مطابق خدمت ملت کی توفیق عطا فرماے - دردمندوں کی دعاؤں سے بڑھکر انسان کیلئے کوئی شے قیمتی نہیں -

---

کونسلوں کے نئے انتخاب کا موسم بہار قریب ہے - امیدواروں کے دلوں میں پھر شورش پیدا ہوگئی ہے' اور خدمتگذاران ملت کے عندلیب پھر مترنم و نغمہ سرا ہیں کہ

دار ہواے خدمتم آرزوست !

امیدواروں کے خوش نویسِ دفاتر مطبوعہ کچھہ تو پریس جاچکے ہیں اور کچھہ ابھی شروع ہوگئے - اسمیں ہر طرح کے وہ تمام فضائل و کمالات دفعہ وار درج کئے جاتے ہیں جنکی آجکل کسی نائب قوم کیلئے ضرورت ہو سکتی ہے - قومی مجالس کی صدارت اور نظامت ' کانفرنسوں کی اسپیچوں کی طیاری' میونسپل کمیٹیوں اور قومی انجمنوں کی ممبری' اور اپنے گذشتہ کونسل کی ممبری کے کارنامے - لیکن کاش ان تمام دفعات کی جگہ صرف ایک دفعہ مسلمان ہونے کی بھی ہوتی جو ہمارے تمام مصائب کا خاتمہ تھا - جن سروں کو خدا کے آگے پانچ مرتبہ جھکنے سے عار ہے وہ کیا چاہتے ہیں کہ اسکے بندوں کے سر انکے آگے جھکیں ؟ " ساء ما یحکمون " -

---

غازی انور پاشا کی رنگین تصویر رسالے سے اگر علحدہ طلب کی جاے تو ساڑھے ۳ آنہ قیمت ہے اور رسالے کے ساتھہ ۸ آنہ

پنجاب کے اسماعیلی ہندو

اور مسلمانوں کی قلت وکثرت

ہزہائینس سر (آغا خاں) کے باطنی طریقے کے ہندو مرید پنجاب میں بہت ہیں' اور یہ سلسلہ مشہور باطنی داعی شمس الدین ملتانی کے زمانے سے برابر چلا آتا ہے - اب کچھہ عرصے سے آریا سماج کے اخبارات اس فکر میں ہیں کہ انہیں پھر ہندو بنالیں اور سر (آغا خاں) نے شاید حکم دیدیا ہے کہ اپنے اسماعیلی ہونے کا اعلان کردیں - مسلمان اخبارات انکے خطوط چھاپتے ہیں کہ اسماعیلی ہیں - آریا اخبارات ظاہر کرتے ہیں کہ ہندو ہوگئے اور پھر اسکے لئے بڑی کوششیں کی جارہی ہیں - حال میں سیکرٹری رام پرسند ذات' آریا سماج سیالکوٹ نے اعلان کیا ہے کہ وہاں ایک ۷۴ ہندو باطنی پھر ہندو مذہب اختیار کرچکے ہیں - امر تسر وغیرہ میں اس تحریک کے کئی مقدمات عدالت میں بھی پہنچائے ہیں -

لیکن ہم اپنے ہندو اور آریا معاصرین کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ اس تحریک کو مفید سمجھتے ہوں تو شوق سے جاری رکھیں - اگر تمام اسماعیلی ہندو ہندو مذہب اختیار کرلیں ' جب بھی ہمارا کوئی نقصان نہیں - ایک وہ ایک انسان کو خدا مانتے تھے ' اب ہندوؤں کے کروڑوں بتوں کو پوجیں گے - اسلام کی جنت میں انکی وجہ سے پہلے ہی کونسا بوجھہ تھا کہ اب خالی ہوجانے کا افسوس ہو -

---

مسلمانوں کی بڑی غلطی یہی ہے کہ وہ تعداد کی قلت و کثرت کے چکر میں پڑگئے ہیں - تعداد کو قوی کرنا چاہتے ہیں' مگر دلوں کو قوی نہیں کرتے - حالانکہ اسلام کی نظر میں تعداد کوئی چیز نہیں - ایک مخلص مومن دنیا کے ہزار انسانوں پر غالب تھا اور کوئی وجہ نہیں کہ مخلص ہوکر اب بھی نہو - اس سے کیا حاصل کہ دنیا بھر کا کوڑا کرکٹ اپنے اندر جمع کرکے آپ کثیر التعداد ہوگئے' جبکہ خود آپکا دل اندر سے خالی ہے ؟ جو جاتے ہیں انکو جانے دو' وہ پہلے ہی کونسے مسلمان تھے کہ اب انکے ہندو ہوجانے کا ماتم ہو ؟ دنیا میں جب تم آئے ہو تو تمہاری تعداد کتنی تھی ؟ لیکن جب خدا سے تم نے صلح کرلی تو ساری دنیا کو تم نے شکست کھانی پڑی - تعداد بڑھانے کے خبط میں کیوں پڑگئے ہو پہلے خدا سے رسم و راہ بڑھا لو

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض ' تخافون ان یتخطفکم الناس فآواکم' وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون [وہ وقت یاد کرو ' جب تم زمین مکہ میں کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے' کہ لوگ زبردستی پکڑ کے تمہیں کہیں کو اڑا نہ لیجائیں' لیکن خدا نے تم کو جگہ دیدی ' اپنی نصرت سے مدد کی ' عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ سب اس لئے تھا کہ تم شکر کرو - ۸ ' ۲۷]

البتہ اگر تم ہندو اسماعیلیوں کو انسانی پرستش سے چھڑاکر خدا کا پرستار بناسکتے ہو تو بیشک اپنا فرض ہدایت ادا کرو - صرف انہیں پر موقوف نہیں' تمام دنیا تثلیث و بت پرستی میں مبتلا ہے اور اعلان حق کیلئے منادیوں کی کمی نہیں - تاہم اگرچند افراد نے کسی موجودہ

اور اندر انشاء اللہ خود کالج کے احاطے کے اندر جو نسل طیار ہو رہی ہے، وہ وقت دور نہیں جب اسمیں کا ہر فرد علی گڈھ کی ڈھالی ہوئی غلامی کی زنجیروں کو علی گڈھ ہی کی بھٹی میں ڈالکر گلائیگا اور اسی سے وہ آلات طیار ہونگے جنکی ضربوں سے استبداد و اغلال کے سب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے -

ہمارے دوست بھی ہم سے الگ نہیں، وہ لکھنو میں قوم سے کہہ آئے ہیں کہ " اپنے لیڈروں سے مستعفی ہو جاؤ " وہ مانتے ہیں کہ ابتک ہماری پولیٹکل زندگی جو کچھہ تھی وہ کوئی زندگی نہ تھی، مسلم لیگ کو بالکل ہماری طرح ایک بیکار شئے تسلیم کرتے ہیں، اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ اگر عدم الحاق کے مسئلے پر قوم میں جنبش پیدا نہ ہوتی تو اونچے درجے کے لیڈر تو قطعاً یونیورسٹی کو منظور کر لیتے - پس سفر کے راستے تو دونوں ایک ہیں، البتہ جس راہ کو ہم نے چھوڑ آئے ہیں اسکی نسبت کسی قدر اختلاف ہے - وہ کہتے ہیں کہ شاہراہ تک پہنچنے کیلئے اس دلدل میں پھنسنا بھی ضروری تھا، مگر ہم دیکھتے ہیں تو بہت سے قافلے پاؤں کو کیچڑ میں ملوث کئے بغیر سامنے سے گذر رہے ہیں - خیر گذشتہ کے ذکر پر رہنے دیجئے - آیندہ ہم سب اگر راہ پر لگ جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے - گو منزل کی دوری اور ساتھیوں کی مصاحبت سے دل ٹوٹ ہے، مگر کبھی نہ کبھی تو منزل کا سراغ لگا ہی لیں گے -

---

مسٹر محمد علی سے ہمارے تعلقات اب صرف دوستانہ ہی نہیں بلکہ اسکے سوا بھی عزیزانہ ہیں کہ انکی نسبت رائے قائم کرنے کا پورا موقع رکھتے ہیں - ہم نے اچھی طرح اندازہ کرلیا ہے کہ انکے دل میں آزادی اور جوش، دونوں چیزیں ہیں - یونیورسٹی کمیٹی کے متعلق عام طور پر موجودہ حالات نے بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے ہیں، کیا اچھا ہو اگر وہ جن کوئی اور نے لاگ سچائی کی قدر و قیمت کو پیش نظر رکھکے مندرجۂ ذیل امور پر اپنی معلومات ظاہر کردیں - وہ ابتدا سے شریک کار رہے ہیں اور ہم کو شکوک اور سوالات سے نجات دلا سکتے ہیں - شخصی بحث ذاتی معاملات میں جس درجہ سنگین جرم ہے، اتنا ہی قومی معاملات میں ضروری بلکہ مذہباً داخل عبادت ہے - ممکن ہے کہ انکا حق گویانہ جواب بعض لوگوں کیلئے دل آزار ہو مگر ہمیں کبھی کبھی تو ایسا کرنا چاہئے کہ خدا کی خاطر اسکے بندوں کو چھوڑ دیں -

(۱) ابتداے کار سے لیکر اس وقت تک جو ممبر یونیورسٹی کے معاملے پر گورنمنٹ سے گفتگو کرتے رہے انمیں کن کن صاحبوں نے قوم کی خواہشوں کے مقابلے میں گورنمنٹ کے ارادوں کی ثبات و عزم کے ساتھہ مخالفت کی ؟ اور کن کن حضرات نے سر تسلیم خم کیا ؟ تاکہ قوم کو آیندہ کیلئے راے قائم کرنے کا موقعہ ملے -

(۲) ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جنکے ذمے یونیورسٹی کا سب سے زیادہ اہم کام تھا، کیا انہوں نے تعمیر سب کمیٹی کی منظوری کے گورنمنٹ میں کوئی چیز پیشکش کی تھی یا نہیں ؟ اس واقعہ کی پوری تفصیل کیا ہے ؟

(۳) پروفیسروں کے تقرر اور یوروپین عنصر کی تعداد کے متعلق بعض ممبروں نے موافقت اور بعض نے مخالفت کی تھی یا نہیں ؟ اور وہ کون کون ہیں ؟

(۴) جب کبھی کوئی ایسا موقعہ آگیا ہے کہ گورنمنٹ کے ارادوں سے مخالفت کرنی پڑی ہے تو کثرت رائے کس طرف رہی ہے ؟ خود انہوں نے بھی متعدد مرتبہ اختلاف کیا ہوگا لیکن ایسے موقعوں پر کتنوں نے انکا ساتھہ دیا ؟ اور پھر ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے ساتھہ نہ دیا ہو ؟

ہم کو امید ہے کہ ہمارے دوست ان سوالوں کا پوری آزادی کے ساتھہ جواب دینگے اور لومۃ لائم کی بالکل پروا نہ کرینگے - ہماری طرف سے مطمئن رہیں کہ ہم تو صرف گمراہی سے بچنا چاہتے ہیں، خواہ وہ ہم میں ہو یا اوروں میں - ونسأل اللہ تعالی ان یہدینا الی سواء السبیل -

---

(کامریڈ) کے گذشتہ صفحات میں بھی کہیں کہیں ان سوالات کے جوابات کے اشارے ملسکتے ہیں مگر اب ضرورت ہے کہ قوم کے آگے اسکا ہر خادم اپنی اصلی صورت میں آجائے، اسلئے پوری تفصیل کے ساتھہ ان سوالوں کے جواب کی ضرورت ہے - انکی بدولت بہت سے حالات روشنی میں آگئے ہیں جو شاید پریس کمیونک کی عدم اشاعت کی صورت میں نہیں معلوم کب تک تاریکی میں رہتے یہ انہیں کی زبانی ہمکو معلوم ہوا کہ جب دربار دہلی کے موقعہ پر سر ہٹلر نے کانفرنس میں کہا تھا کہ روپیہ لاؤ اور یونیورسٹی لو، اس وقت کمیٹی کے جو ممبر اسٹیج پر موجود تھے اس نے خبر نہ تھی کہ روپیہ کے سوا اور بھی کسی شے کے لانے کی ضرورت ہے - نیز بھی کامریڈ ہی نے ہمکو بتلایا ہے کہ سر ہٹلر نے کو کمیٹی کے لیٹر میں یہ کہدیا تھا، مگر جب انکی تحریر پریس میں جانے لگی تو انکو محسوس ہوا کہ میں یونیورسٹی کا چندہ جمع کرنے والا نہیں بلکہ صیغۂ تعلیم کا ذمہ دار سرکاری ممبر ہوں - یہ وہ باتیں ہیں جو اشاے راز کے بعد بھی ہم سے کوئی نہیں کہتا مگر (کامریڈ) کی حق گوئی اظہار واقعات میں بالکل بے پروا ہے اور بعض نہایت قیمتی اسرار کو بے نقاب کر رہی ہے - پس بہتر ہوگا کہ یہ سوالات بھی اس سلسلے میں صاف ہوجائیں یا ایہا الذین آمنوا لا تلبسوا الحق بالباطل ولا تکتموا الحق و انتم تعلمون -

گیا ہے اسکے ملنے میں صرف تمہارے ہی طرف سے روپیہ کی فراہمی کی رکاوٹ ہے ورنہ گورنمنٹ کی طرف سے ہم بالکل مطمئن ہیں - کبھی اگر کسی شخص نے زیادہ معقول چاہی تو کہدیا کہ روپیہ جمع کرلینے کے بعد ان امور پر بحث کی جائے گی -

بیشک ۱۳ - جولائی پر زور دیا ' سلسلۂ سخن میں زور دینے کیلئے ایک سہارا ضرور تھا ' مگر ایسا سہارا نہیں جسکو نکال لیجئے تو ہم بالکل گر جائینگے - یہ اگر صحیح نہیں تو اسے جانے دیجئے - ہمارے مضمون کی جتنی سطروں میں خصوصیت کے ساتھہ اس تاریخ پر زور دیا گیا ہے اسے بخوشی واپس لے لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ غلط تھا' لیکن ہمیں یاد رکھنے کیلئے کوئی جدو تو دینی ہی پڑے گی - اب ۱۳ - جولائی کی جگہ ۲۷ دسمبر کو یاد رکھیں گے کہ اسی دن ناگپور کانفرنس میں از سر نو یہ تحریک شروع کی گئی' ہم کو اگر کوئی صاحب اس سے پیشتر کی بھی وہ تاریخ بتلادیں جس دن اسکا محرک اول کے قلب میں القا ہوا تھا تو ہم اسی کو یاد رکھیں گے - اس سے کیا ہوتا ہے' یہ تو ایک لفظی مناقشہ ہے - اگر ہمارے دوست ہماری تشفی چاہتے ہیں تو مندرجۂ ذیل دفعات کی نسبت ہمیں اطمینان دلائیں —

(۱) جس وقت کمیٹی قوم سے روپیہ لے رہی تھی اُس وقت خود وہ گورنمنٹ کی طرف سے مطمئن تھی یا نہیں ؟ کیا اسکو یقین تھا کہ قوم جن شرائط سے خوش ہوکر روپیہ دے رہی ہے وہ گورنمنٹ کو منظور ہیں ؟ اگر نہ تھا تو اس نے قوم پر ظاہر کیا یا نہیں ؟

(۲) ہم پھر اسے پچھلے لفظوں کو دہراکر کہتے ہیں کہ ابتداے کار سے درس کمیونک کی اشاعت تک' سماے شملہ سے جو وحی نازل ہو رہی تھی وہ کمیٹی کی جانب سے قوم کے استصواب کیلئے شائع کی گئی یا نہیں ؟ قوم سے یہاں مقصود ۱۱ - دسمبر کی وہی قوم ہے جسکی راے نئے معیار کمیٹی ([illegible]) یونیورسٹی لینے سے انکار کرتی ہے -

(۳) کہا جاتا ہے کہ عدم الحاق کا مسئلہ دسمبر تک کمیٹی کے روبرو نہیں آیا' بصورت صحت بیان - کیا شمار کرنے کی زحمت گوارا کی جاسکتی ہے کہ دسمبر سے دوسرے سال کے اگست تک کتنے مہینے گذرے میں آئے ہیں ؟ پھر کیا اسے عرصے تک کمیٹی نے قوم کو بے خبر نہ رکھا ؟

(۴) یہ کیا بات ہے کہ جب تک چندے کی وصولی جاری رہی یونیورسٹی کے نظام اور پیش ہونے والے ایکٹ کو باوجود بار بار وعدوں کے شائع نہیں کیا گیا ؟

(۵) کمیٹی نے پہلے پہل مجوزہ یونیورسٹی کیلئے گورنمنٹ سے جو خط وکتابت کی' اسمیں ایک عدم معاہی یونیورسٹی کی حیثیت سے اسکا ذکر تھا' یا علی گڈہ یونیورسٹی کی حیثیت سے ؟

ہم بار بار کمیٹی کا لفظ لکھتے ہیں' کمیٹی اور ممبروں کی انفرادی حیثیت میں خلط مبحث نہ کیجئے - کمیٹی کے سکریٹری نے کمیٹی کی طرف سے جو کچھہ شائع کیا ہو وہی کمیٹی کی آواز ہے - کمیٹی کا ممبر ایک ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے اخبار میں جو کچھہ لکھیگا اسکا فائدہ کمیٹی کو نہیں ملسکتا - گو نہ موقع اسکے اظہار کیلئے ضرورت نہیں مگر کہنا پڑتا ہے کہ ہم تو کمیٹی کے ممبروں میں مسٹر محمد علی کے رویۂ کو اپنا سے بہت صاف بعض کرتے ہیں - انہوں نے ہمیشہ کمیٹی کے اندر بھی اور (کامریڈ) کے صفحات پر بھی حتی الامکان آزادانہ اور حق گویانہ روش سے کام لیا ہے - البتہ وہ کمیٹی کی علانیہ مخالفت نہیں کرتے تھے اور ایسا کیوں کرتے ؟ تاہم مسٹر محمد علی اور کمیٹی ایک چیز نہیں ہے - وہ جو کچھہ لکھتے رہے اسکو (کامریڈ) کی حیثیت سے ہمنے دیکھا ہے اور یقیناً تمام دنیا دیکھیگی - اگر انکا خیال ہو کہ جب ہم کمیٹی کا لفظ لکھتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ بھی ہوتے ہیں' تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ ہماری نیت کے خلاف ہے' اور تعجب ہے کہ انہیں ایسا خیال کیوں ہوا ؟ ہم تو انکو آجکل کے حکمراں طبقہ میں رکھتے ہی نہیں' بلکہ ان لوگوں میں سمجھتے ہیں جو کام کرنے والوں کے اندر رہکر انکی اصلاح کی کوشش کرنا چاہتے ہیں' اور انکی مضرت رساں غلطیوں سے قوم کو بچانے کے آرزومند ہیں - ہم نے ۴ - اگست کے پرچے صفحہ ۶ میں مسلم یونیورسٹی پر بحث کرتے ہوے صاف لکھدیا تھا کہ

" لکھنو میں اب جلسہ کرنا ہے - ہمیں صنف کوئی ایسے معاف رہا جائے - قوم کو محض یہ دکھانا ہے کہ ہماری طرف سے سعی و کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی - ورنہ سواے (نواب وقارالملک) اور ایک دو نوجوان لیڈروں کے در اصل اس بارے میں سب کے سب " یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم " میں داخل ہیں - اور اس سے بھی زیادہ بدتر کی شرائط پر منظور کرلینے کے لئے طیار ہیں"

"جہانتک ہم نے حالات سنے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ (نواب وقارالملک) اور ایک دو اور ممبروں کے سوا تقریباً تمام ممبروں نے ہمیشہ گورنمنٹ کی ہر آواز پر سمعنا و اطعنا کہکر سر جھکایا ہے"

ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس سے مقصود ہمارے دوست ہی تھے اور گو ہمارے موجودہ لیڈروں میں نوجوان اور جوان اور بھی ہیں مگر بجز علی گڈہ پارٹی کے تو انکے سوا اور کوئی مقصود نہیں ہوسکتا ہم کو معلوم ہے کہ ہمارے دوست وہی (محمد علی) ہیں جنہوں نے نواب محسن الملک مرحوم کے زمانے میں اسے کالج سے نئے نئے خطابات حاصل کئے تھے' اور پھر نہ وہی محمد علی ہیں جنہوں نے ہمیشہ کالج کی زر پرستی کی مخالفت کی' اور ٹرسٹیوں کی دائمی حکمرانی کے مسئلے کو بار بار چھیڑا - وہ گو ہمیشہ علی گڈہ میں رہے مگر ہم نے تو ہمیشہ انکو اس سے باہر ہی دیکھا ہے' اور انکو میلوں دور دیکھتے ہیں - خدا تعالی نے جب چاہا تھا کہ آذر کے بتکدے کو توڑے' تو خود اسی کے گھر میں خلیل بت شکن کو پیدا کر دیا تھا؟ ہم کو یقین ہے کہ مسٹر محمد علی بھی علی گڈہ سے اسلئے اٹھائے گئے ہیں تاکہ اپنے گھر کی دیواروں سے بت پرستی کے نقوش مٹادیں

آنکھہ ھمکو دھوکا دیتی ھے اور یا پھر صاحبان بصیرت دنیا میں ناپید ھوگئے -

---

بنیادی گمراھی

لیکن مسجد کی محراب کا منار اگر سیدھا نہیں تو پہلے اسکی بنیاد کو دیکھنا چاھئے - افسوس کہ ھمیں یونیورسٹی کا معاملہ پیش آجانے کی وجہ سے مہلت نہ ملی اور مسلمانوں کی پولٹکل پالسی پر ابتدا سے سلسلہ وار بحث کرنے کی جگہ ایک درمیانی باب شروع کردینا پڑا - یہاں مختصر اشاروں سے کام لیں گے -

درحقیقت مسلمانوں کی موجودہ گمراھیوں کی ابتدا اسی وقت سے ھے جب انہوں نے چلنے کیلئے پہلا قدم اٹھایا تھا - بنیادی غلطی یہ تھی کہ اسے تمام کاموں کیلئے گورنمنٹ پر اعتماد رکھنے کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس تکیے کے بدلنے کی عادت ھی نہیں ڈالی - جب عروج دام میں آنے کیلئے مضطرب ھو تو صیاد کیوں تعلیف دے ؟ اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ابتدا سے لیکر آخر تک محض ایک کٹھہ پتلی بنکر رھگئے ' جسکی ڈوریں پردے کے اندر نہیں اور نچانے والا اپنی داری گری کے مصالح کے مطابق جسطرح چاھتا تھا نچوا دیتا تھا -

ھندوستان میں برٹش گورنمنٹ بالکل ایک نئے قسم کی دونوں خواہشیں سامنے پاتی تھی - ایک طرف وہ (لارڈ مکالے) کی تعلیم دینے سے انکار نہیں کرسکتی تھی ' دوسری طرف تعلیم کے قدرتی نتائج اسکے سامنے تھے - ملک ابھی حکومت کے خواب کو بھولا نہ تھا ' اور آگ بجھہ چکی تھی ' مگر چنگاریوں کے بھڑکنے کا ھر وقت خوف تھا - ایسی حالت میں وہ یہاں کے باشندوں میں سے کسی ایک عنصر کی اعانت کی ضرور محتاج تھی جو اپنے ملکی فوائد کو اسکی حکومت کے فوائد پر قربان کردے - مسلمانوں نے اس منصب کیلئے اپنے تئیں پیش کیا اور نہایت اصرار کے ساتھہ اڑ گئے کہ ھم کو اس قربانی سے محروم نہ رکھا جائے - یہ مسلمانوں کے (رحمہم اللہ) کی قربانی تو تھی نہیں کہ

آمد بزیر تیغ و شہیدش نمی کنند

نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ھندوستان میں تمام جدوجہد و ترقیات کیلئے ایک سنگ راہ ' اور درمیانی راہ کا پتھر بنکر رھگئے ' اور ان سر تا پا انکا وجود ملک کیلئے ایک بد نصیبی ھوگیا - گورنمنٹ کو اپنے ملکی مصالح کیلئے جب کسی آلۂ عمل کی ضرورت ھوتی وہ انکے وجود کو ایک پتھر کی چٹان کی طرح ھاتھوں میں اٹھا لیتی اور ملکی خواھشوں کے شیشے پر پٹک مارتی -

سب سے پہلے یہ ھوا کہ ملک میں کام کرنے والی اصلی جماعت یعنی ھندوؤں سے مسلمان الگ ھوگئے اور اسطرح عرصے تک کیلئے ملکی مطالبات کی منتج یابی سے گورنمنٹ مطمئن ھوگئی - ساتھہ ھی اسکی بھی ضرورت تھی کہ انکو بیکار نہیں رھنا چاھئے ' ورنہ بیکاری سے اکتا کر راستے کی تلاش میں ضرور نکلیں گے - کوئی مشغلہ ایسا ھونا چاھئے جو عرصے تک انکو اپنے میں الجھائے رکھے ' اور اصلی کاموں کی طرف متوجہ ھونے کی فرصت نہ دے - تعلیم کو مسلمان پہلے سے لئے بیٹھے تھے (اور یہ خیال فی نفسہ غلط نہ تھا) اسلئے اسی اعلی تعلیم کے بال و پر کو پھیلا کر ایک ایسا الف لیلہ کا عجیب الخلقت پرند بنادیا جو اپنے پروں کو کھولدے ' تو سورج کو زمین کی طرف جھانکنے کیلئے کوئی سوراخ نہ ملے - مسلمانوں نے اس عجیب و غریب مرکب کو براق سمجھا ' اور یقین کر لیا کہ ھمارے سفر معراج کیلئے آسمانی سواری اتری ھے - چالیس برس گذر گئے مگر ابتک اس مرکب کی لگام ویسی ھی ڈھیلی ھے ' جیسی پہلے دن تھی - اور منزل لا مکانی کا پتہ نہیں - قوم کی وہ قوتیں جو یقیناً زمانے کے قدرتی اثرات سے متاثر ھوکر ملکی تحریکوں میں صرف ھوتیں ' تمام تر صرف ایک اعلی تعلیم کے شور و واویلا کے بیچ میں مقابلے گئیں اور جبکہ ھم سے ایک دیوار کے فاصلے پر ملک کی جائز آزادی ' ملکی حقوق کے مطالبات ' اعلی قوانین کی ترمیم و ترمیم ' ملکی نظم و نسق کے مباحث و افکار کی سرگرمیوں میں ھمسایوں کے جوش و اعمال صرف ھو رھے تھے ' ھم اپنی کانفرنسوں ' اپنی بڑے بڑے مجمعوں ' اپنی شاندار تحریروں ' اپنے قومی اخباروں کے صفحوں کے اندر صرف ایک افسانۂ تعلیم کی سرد لاش اٹھائے ھوئے پھر رھے تھے -

---

ھمارے جذبات کے اشتغال کیلئے اگر کوئی تحریک تھی ' تو یہی تھی - ایثار و ملت پرستی کی دعوت کا نام تھا ' تو اسی دسترخوان پر - جوش و ھنگامے کا ظہور تھا ' تو صرف اسی کیلئے - جوش تحریر کی نمود و نمو تھی ' تو اسی افسانے کے دھرانے کیلئے - قومیں اگر وطن پرستی کے نشے میں چور تھیں ' تو ھم تعلیم کے خمار میں انگڑائیاں لیتے تھے - ھمسائے اگر ملکی آزادی کے آفتاب کے نیچے کھڑے تھے ' تو ھمارے سر اور چہرے تعلیم کی شبنم سے ڈھنگ رھے تھے - انکے ھاتھوں میں اگر جوش فروشی و قربانی کے انگارے تھے ' تو ھم تعلیم کی سرخ گولیوں سے کھیل رھے تھے - ساری دنیا اسی تعلیم کے اندر تھی ' یہی اعلی پالٹکس تھا ' اسی سے قومیں بنتی اور بگڑتی ھیں ' انگلستان نے اسی کے زور پر پارلیمنٹ لی ' فرانس میں جو لوگ راستوں میں آزادی کا گیت گاتے ھوئے پھرتے تھے ' وہ اعلی تعلیم کی سندیں اپنے سینوں پر لگائے ھوئے تھے ' ایران میں بھی تعلیم ھی نے انقلاب کرایا ' ترکی تو جب یورپ کے تمام مدارج تعلیم طے کرچکی ' اس وقت عبد الحمید نے یلدیز میں بلاکر خود پیار و محبت سے کہدیا کہ اب پارلیمنٹ لے لو ' پس ھندوستان میں بھی ھم کو یہی کرنا چاھئے !

گمراھی کا دوسرا مشغلہ

اعلی تعلیم کی گرہ سلجھانے میں ھم نے چالیس برس سے زیادہ صرف کردئے ' اور یہ ایک ایسا مشغلہ ھمارے لئے رھا جس نے کسی دوسری طرف نظر اٹھانے کی مہلت نہ دی - لیکن انسان جو سونے اور جاگنے ' دونوں کے لئے بنایا گیا ھے ' ممکن نہیں کہ صرف سوتا ھی رھے - چالیس برس کے مرض النوم کے بعد اب خود بخود

۱ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

نشۂ شام کی نصف شب

یا

مسلم یونیورسٹی

(۲)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (۳۱ : ۵)

— * —

جلسہ پر ایک اجمالی نظر

لیکن بہرحال ۱۱ - اگست کا جلسہ بہ حیثیت مجموعی ہماری انقلاب حالت کیلئے ضرور ایک پیغام امید تھا - یہ پہلا موقعہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک پبلک مجلس میں آزادی کے ساتھ اپنی خواہشوں پر استقامت ظاہر کی ' اور جوش فردلی پر غالب رہا - (راجہ صاحب محمود آباد) کی تقریر اس امر کا ثبوت بس تھی کہ اگر قوم کے عوام اپنے اندر حرکت پیدا کرلیں تو بڑے آدمیوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلنا ہی پڑے گا - انہوں نے جس صفائی اور غیر مشتبہ لہجے میں موجودہ حالت کی تصویر کھینچی اور ان حالات کو ظاہر کرتے ہوئے گورنمنٹ کے تعلقات کو جس بے پرواہی کی نظر سے دیکھا' اسکی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اور وہ آئندہ کیلئے ایک فال نیک ہے - ہم کو معلوم ہے کہ علاوہ اور باتوں کے ذاتی طور پر بھی خود انکے تعلقات (سر ایس - ایچ بٹلر) سے بہت گہرے ہیں اور اسطرح کے ہیں کہ انسے کسی حالت میں اغماض نہیں کیا جا سکتا - ایسی حالت میں گورنمنٹ ' اور قوم کی صدائیں ' یہ دو حریف مقابل انکے سامنے تھے - انہوں نے قوم کا ساتھ دیا اور ایسی معذورشن مغلّب احکل کے نمایاں کار فرماؤں کی سطح ہمت سے بہت بلند ہے -

آنریبل مسٹر مظہر الحق اور مسٹر محمد علی کی تقریروں کو جلسہ کی اصل کار روائی یقین کرتے ہیں - میاں محمد شفیع خان بہادر نے جو کچھہ کہا توقع کے خلاف' مگر جونپور کے نواب عبد المجید نے توقع سے کم کہا - صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کی رائے تھی کہ جلسہ کی تمام تقریریں اب بھی راز داری میں رکھی جائیں بدر وہ کچھہ اور بھی کہنا چاہتے تھے - کاش وہ بتلائیں کہ اسمیں کیا مصلحت تھی ؟

اصل مبحث

اب ہم چاہتے ہیں کہ اصل مبحث یعنے مجوزہ یونیورسٹی کی نسبت بھی کچھہ اپنے دیرینہ خیالات ظاہر کردیں - لیکن اس سے پہلے مجبوراً ایک مرتبہ گذشتہ حالات پر نظر ڈالنی پڑے گی - ناظرین طول بیان سے نہ گھبرائیں کہ ایک مرتبہ تفصیل کے ساتھہ اسے حالات کو انکے سامنے کردینا چاہتے ہیں -

---

قوم میں حرکت ہمیشہ پیدا نہیں ہوتی ' اور دریا میں ہر روز طوفان نہیں آتے - یونیورسٹی کیلئے تمام ہندوستان میں جو عام مجنونانہ جوش پیدا ہوگیا تھا وہ ایک غیر معمولی ' اور ہماری روزمرہ کی افسردہ زندگی کا ایک مستثنی واقعہ تھا - وہ کس کو امید تھی کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں کسی دن ایسی جنبش بھی پیدا ہوگی ؟ لیکن یہ خیال اس درجہ درد انگیز ہے کہ اتنا قیمتی جوش محض ایک وجود بے روح اور لفظ بے معنی کے پیچھے غارت کردیا گیا اور قومی حرکت کی بہترین فرصت — جو نہیں معلوم پھر کتنے دنوں کے بعد ہاتھہ آئے بھی یا نہیں — بیکار ضائع گئی -

اور قومیں جس جوش سے ملکی آزادی و حریت جیسے عظیم الشان مقاصد کا کام لیتی ہیں ' آپ اس سے اور زیادہ اسیر و غلامی کی زنجیریں بھاری کردینے کا کام لینا چاہا - اور قوموں کے رہنما جماعتوں کو بیدار کرتے ہیں تاکہ اٹھکر چلیں ' آپنے ہمیں نیند سے اٹھایا تاکہ اور سلادیں -

آجتک مسلمانوں میں کوئی بھی تحریک ایسی پیدا ہوئی ہے جو شہروں سے لیکر قصبوں اور دیہاتوں تک پھیل جائے ؟ جسکا ولولہ ان پڑھہ دہقانیوں اور جاہل دیہاتیوں تک کے دلوں میں پیدا ہوجائے ' ہر گھر میں اسکا چرچا ہو اور ہر جگہ اسکا جوش و خروش ' کوئی طبقہ اور کوئی فرقہ اس سے خالی نہو ' منبروں پر اسکے لئے وعظ کہا جائے اور خانقاہوں میں اسکے ذکر پر حال و قال ہو - برائے خدا کے بندو ! یہ جو جلسے جو یونیورسٹی کے لفظ کا صحیح تلفظ تک نہیں کر سکتے دیہاتوں اور قصبوں میں مولود اور وعظ کیلئے چندا کرکے روپیہ جمع کریں اور پھر اسی روپیہ کو مولود کی جگہ یونیورسٹی فنڈ میں بھیجدیں - یونیورسٹی کا قافلہ جہاں جہاں سے گذرے لوگ جوش و نشاط سے بیخود ہوکر اسطرح قدم لینے کو دوڑیں ' گویا ملائے اعلی اور قدوسیان عالم بالا عرش الہی کو چھوڑ کر دنیا میں اتر آئے ہیں تاکہ اپنے پروں کے سایۂ نورانی میں لیکر مسلمانوں کو پھر دونوں جہاں کی پادشاہت بخشدیں - ابھی یہ ملنے والی یونیورسٹی ملی بھی نہ تھی ' لیکن کروروں انسان اسطرح جوش ہو ہو کر لوٹتے تھے گویا ہندوستان کی سلطنت گورنمنٹ کے (میگنا کارٹا) پر سہنشاہ انگلستان کے دستخط ہوگئے ہیں ' یا ترکی میں پارلیمنٹ کے قائم ہونے کا پہلا روز مسرت طلوع ہوا ہے !

ہم رو سکتے ہیں ' مگر اسے افسوس ہر شخص او دکھا نہیں سکتے - جب سوچتے ہیں کہ بدبخت ملت کا اسدرجہ قیمتی جوش کس بے دردی سے ضائع کر دیا گیا ' اور " والذی نفسی بیدہ " (واذ لتسئلن یومئذ عن النعیم) کہ ہمارے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور حیران رہجاتے ہیں کہ رہنمایان ملت کی اس غلط روی کی نسبت کیا کہیں ؟ ہمارے ہمدرد نصیحت کرتے ہیں کہ نرمی اختیار کرو لیکن آہ ! انہیں ہمارے دل کی سوزش کیا معلوم ؟ یا تو ہماری

خاموشی ما گشت بد آموز بتاں را

انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اسمیں گورنمنٹ کا قصور نہ تھا ' بلکہ خود ہمارا تھا - گورنمنٹ نے کبھی حقوق طلبی سے باز نہیں رکھا ' کبھی فریاد کرنے والوں پر اپنا دروازہ بند نہیں کیا ' کبھی تعزیرات ہند میں یہ دفعہ نہیں بڑھائی کہ پوچھنا اور مانگنا جرم ہے - اسنے معقولیت سے مانگنے والوں کی بسا اوقات عزت افزائی کی ' اور اکثر انکی جرأتوں کو آزر نہ کیا - البتہ یہ ضرور تھا کہ اسکی پہلی نظر اپنے مصالح پر تھی ' اور اگر ایک قوم خود ہی اپنے تئیں اسکے فوائد شخصی پر قربان کر دینے کیلئے طیار کردے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ قبولیت سے انکار کرتی ' علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اسکی ضروریات کسی نہ کسی ایک جماعت کو اپنے فوائد کیلئے قدرتی طور پر ڈھونڈھ رہی تھی - مسلمان راہ میں آڑکر کھڑے ہوگئے کہ اس خدمت کیلئے ہمیں کو منتخب کیا جائے - وہ کیوں اس سے روکتی اور کیوں فائدہ نہ اٹھاتی ؟

عود الی المقصود

گذشتہ تمہید سے یہ دکھلانا مقصود تھا کہ ہمارا قدم جب کبھی اٹھا ' غلط راہ پر اٹھا - جس زمانے نے ہندؤں کا ہاتھ پکڑا تھا ' اسکو ہماری رہنمائی سے انکار نہ تھا - کسی نہ کسی طرح ضرور ہم صحیح راستے پر چل نکلتے - مگر ہمارے لیڈروں نے ہمیشہ ہمارے سامنے کوئی نہ کوئی کھلونا ایسا ڈالدیا جسکے مشغلے میں الجھکر ہمکو اصلی کاموں کے اختیار کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی - پہلے اعلیٰ تعلیم میں چالیس سال بسر کرادئے ' پھر جب اس سے اکتا گئے اور دیکھا کہ قابو سے نکل رہے ہیں تو (مسلم لیگ) کا طلسم کھڑا کردیا

مسلم یونیورسٹی

اسی زنجیر کی آخری کڑی (مسلم یونیورسٹی) کی تحریک تھی جو عین ایسے موقعہ پر شروع کی گئی جبکہ ملک کے در و دیوار سے تغیر و تبدل کی صدائیں اٹھنے والی تھیں اور ہندوستان خود گورنمنٹ ہی کی جانب افزائی سے ایک نئے دور میں اپنے تئیں دیکھنے والا تھا - ایسے طویل عرصے کی غلط روی کے بعد اب شاید صحیح راستے کی تلاش شروع ہوجاتی ' لیکن (مسلم یونیورسٹی) کی ایک ایسی طول طویل داستان شروع ہوگئی جسکے پیچ در پیچ مضمون کو سنا کر آور ہر طرف سے کان بند کردئے گئے -

---

الہلال کی پولیٹکل تعلیم

ایک بزرگ قوم لکھتے ہیں کہ " مجھکو اپنا مخالف نہیں بلکہ اصولاً بالکل متفق تصور فرمائیے ' لیکن ضرورت اسکی ہے کہ آپ بتلادیں کہ قوم کو کس قسم کی پولیٹکل تعلیم دینا چاہتے ہیں کیا آپ کا یہ مقصد تو نہیں کہ ہندو اکسٹریمسٹوں کے ساتھ ملجائیں ؟ "

افسوس ہے کہ ہم کو ابتک اپنے مقاصد پر لکھنے کا وقت نہیں ملا - گذارش ہے کہ ہم اسلام کو اس سے بہت بلند سمجھتے ہیں کہ اسکے پیرو اپنی زندگی کے کسی شعبے میں بھی کسی دوسری قوم کی تقلید پر مجبور ہوں - وہ دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والے ہیں ' نہ کہ خود دوسروں کے مقتدی بننے والے - پس ہماری تعلیم وہی ہے جو اسلام کی ہے - اسلام سے بڑھکر دنیا میں کوئی تعلیم بغاوت و فساد کی دشمن نہیں ' ایک شخص اگر مسلمان ہے تو وہ کبھی فتنۂ و فساد اور بغاوت کا مجرم نہیں ہوسکتا - اگر ہندو اکسٹریمسٹ ایسا کرتے ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ کیلئے نہیں بلکہ خدا کی زمین پر امن قائم کرنے کیلئے اسکو دور کرنے کی سعی کریں البتہ اسلام خدا کی بخشی ہوئی اسلامی آزادی کو قائم کرنے والا ' اور ہر شخصی استبداد و جبر کا مخالف ہے - وہ اپنے پیرؤں کو جائز آزادی حاصل کرنے کیلئے ہروقت حرکت میں دیکھنا چاہتا ہے - وہ ایک جمہوریت اور مساوات کی روح ہے ' اور اس حکومت کو خدا کی مرضی کے مطابق نہیں سمجھتا ' جو پارلیمنٹری اور دستوری نہو - یہ مقصد مسلمانان ہند کو ہندؤں سے نہیں بلکہ قرآن سے سیکھکر اپنا نصب العین بنانا چاہئے ' اور جمود کی جگہ حرکت ' افسردگی کی جگہ تیزی ' بزدلی کی جگہ ہمت ' اور گورنمنٹ پر اعتماد کی جگہ خدا اور اسکے بخشے ہوئے دل پر بھروسہ رکھنا چاہئے -

ہم آئندہ نمبر میں اسکو بہ تفصیل لکھیں گے

جدید دعویدار سلطنت (الہبا) کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے - فرنچ قونصل اور اسکے ساتھی (جسکے مکان پر الہبا نے حملہ کردیا تھا) بھاگنے کے قصد سے نکل گئے تھے ' مگر شہر سے چند میلوں کے فاصلے پر روک لیے گئے - خاندان (العلوی) جسکی درستی پر فرانسیسیوں کو ناز تھا ایک الہبا کی فوج سے محصور ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ - اگست کو کرنل منگن نے بڑھکر الہبا کی فوجی چوکیوں پر حملہ کردیا ' لیکن حملہ کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ سامان اور جھنڈاں کثرت کے ساتھہ ہاتھہ آئیں - سب سے اہم خبر یہ ہے کہ (العلوی) نے ۹ فرانسیسیوں کو (الہبا) کے حوالے کردیا - الہبا نے وعدہ کیا ہے کہ ہم انکی حفاظت کرینگے - اس خبر نے پیرس کے تمام سرکاری حلقوں میں سخت تشویش پھیلا دی ہے - اخبارات زور دے رہے کہ ان قیدیوں کی رہائی کیلئے سخت تدابیر عمل میں لانی چاہئیں -

(الہبا) اپنی جنگی کارروائیوں سے بھی غافل نہیں ہے ۲۸ کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام (سوق العربہ) کی فرانسیسی چھاؤنی پر پے درپے حملے کیے گئے اور چند فرانسیسیوں کے ہلاک ہونے کا اقرار بھی کیا جاتا ہے -

فرانس کیلئے سب سے بڑی مشکل ہے کہ مزید کمک نہیں بھیج سکتا - پیرس میں تو اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ فوج کی کمی ہی نہیں بلکہ موسم کی حرارت پیش قدمی سے مانع ہے ' مگر در اصل (الہبا) کی عام مراکشی تحریک کی اہمیت سے فرانس اچھی طرح واقف ہے - اور جانتا ہے کہ اس وقت کی معمولی فوجی نقل و حرکت کچھہ مفید نہوگی -

طبیعتیں کروٹیں لینے لگیں ' سامنے کے رات دن کے منظر سے کہاں تک آنکھیں بند رہتیں - بالآخر تعلیم کے اسباب کی حرارت اور قوت کھانے لگی ' اور مسلمان بھی اب اس مشغلے سے اکتاگئے - یہ وہ وقت تھا کہ گورنمنٹ ہندوستان کے آنسو پونچھنے کیلئے ریفارم اسکیم کا رومال جیب سے نکال رہی تھی اور ملک میں ایک نیا انقلاب ہونے والا تھا - اس وقت ممکن تھا کہ مسلمان چالیس برس سونے کے بعد ہشیاری کی آنکھیں کھولدیتے اور ہندوستان کی متصل جاگنے والی قوم' ہندوؤں کے ساتھ شامل ہوجاتے ' کیونکہ پرانے مشغلۂ تعلیم میں اب زیادہ دلچسپی باقی نہیں رہی تھی' اور پولیٹکل کاموں کا اسٹیج ملک بھر میں صرف ایک کانگرس ہی تھا - پس ضرور ہوا کہ اب تبدیل ذائقہ کیلئے کوئی نیا کھلونا ہماری گود میں ڈالدیا جائے اور کچھ دنوں اسکے ساتھ بہلنے میں کاٹ دیں - یہ کھلونا ہماری نئی ضلالت یا غفلت بیداری نما (مسلـــم لیگ) تھا ' جو زمانے کے نئے تغیرات کا لحاظ کرکے پالیٹکس کے نام سے شکل پذیر ہوا اور اسکی ابتدا یوں کرائی گئی کہ ہم ایک نئے لیڈر کی راہنمائی میں ڈیپوٹیشن لیکر شملہ کی طرف روانہ ہوے

مومن چلا ہے کعبے کو ایک پارسا کے ساتھ !

مســلـــم لیــگ

اگر اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے اور تم پالیٹکس میں آنا ہی چاہتے ہو تو یہ کیا ضرور ہے کہ تم کو سونے کی اشرفی ہی دی جائے ؟ تمہارے بہلانے کیلئے پیتل کا ایک ٹکڑا بھی بہت ہے - تم ہر چمکیلی چیز کو سونا سمجھ لینے کیلئے طیار ہو' تو تم کو سونا کیوں دیا جائے ؟ اب مسلمــــانوں کو کھیلنے کیلئے ایک دوسرا کھلونا ملگیا اور زمانے کے تغیرات' قدیمی اسباب کی لے مرگئی ' اور تعلیم کے نتائج نے طبیعتوں میں جو حرکت پیدا کی تھی اسکو گردش کیلئے باہر جانا نہ پڑا' خود اپنے گھر کے اندر اسی نام کا ایک دائرہ ملگیا -

افسوس کہ ہم مدتوں کی غفلت کے بعد پالیٹکس میں آئے بھی تو اپنی قوت اور دل کی امنگ سے نہیں ' بلکہ

آں ہم بسعی عمرا مردم شکار دوست

نئے پالیٹکس کی تعلیم

گو (مسلم لیگ) کا قیام کسی پولیٹکل بیداری و تلاش کا نتیجہ نہیں تھا ' اور کوئی ملکی یا ملّی قوت اسکے اندر نہ تھی' لیکن تاہم پالیٹکس کی حرمت کا فتوا منسوخ ہوچکا تھا ' اور کم ازکم جمود میں ایک حرکت ضرور پیدا ہوگئی تھی - آپ کو اگر کوئی ہاتھ پکڑکر باغ میں پہنچادے تب بھی آپ اسی طرح پھولوں کی بوباس لے سکتے' اور پھولوں کو توڑسکتے ہیں ' جیسے وہ شخص' جو خود اپنی خواہش سے چلکر پھولوں کے عشق میں آیا ہو - اصل شے باغ میں پہنچنا ہے - اگر مسلمان لیڈر قوم کو چھوڑ دیتے' تو عجب نہیں کہ یہی کھیلنے کا پتلہ زندوں کی طرح حرکت کرنے لگتا - مگر جس حرکت کی لگام خود اپنے ہاتھــوں میں نہ ہو اسکی نسبت نہ سوچنا لا حاصل ہے کہ کس طرف لیگیا ؟ یہ کیسی بدبختی کی بات ہے کہ پولیٹکس میں آنے کے بعد بھی ہم کو پالیٹکس کی لذت چکھنی ایک دن کیلئے نصیب نہ ہوئی - پالیٹکس میں آنے کے بعد اولین شے ملکی حقوق کا مطالبہ اور حکومت میں اپنا حصہ لینے کا سوال تھا - ہم اس راہ کے کنارے ضرور آگئے تھے' لیکن کارفرماؤں کی نہ عیّاری عملوں کو حیرت میں ڈالنے والی ہے کہ معاً اس خوبی کے ساتھ وہاں سے ہٹادئے گئے کہ خود ہمکو تو ہٹنے کا حس تک نہوا' مگر شاہراہ مقصود اور ہم میں ایک نا پیدا کنار اقیانوس حائل ہوگیا - ہمکو سمجھایا گیا کہ آجسے تیس برس پہلے جو اسباب پالیٹکس سے الگ رہنے کے تھے' آج پالیٹکس میں در آنے کے بعد بھی بدستور قائم ہیں - اس بات کو کبھہ نہ بھولو! تعلیم کی کمی' تعداد کی قلت' معاشرتی کا انتشار' عناصر کی مخالفت - ان تمام دائمی اور ابدی موانع میں سے کونسی چیز دور ہوگئی ہے ؟ اسلئے اگر ملکی حقوق کے میدان میں آؤ گے تو ہمسایہ قومیں تم سے بازی لے جائینگی' پس تمہارا پالیٹکس یہی ہے کہ پہلے اپنے حقوق ہندوؤں کے مقابلے میں تو حاصل کرلو - انہوں نے اپنے عادۂ تعداد و تعلیم سے تمہاری ترقی کی راہیں تم پر بند کردی ہیں - اور تمہارے قومی حقوق چھین کر غصب کرلئے ہیں - اصلی پالیٹکس یہی ہے کہ ان راہوں کو ہمسایوں کے حملوں سے محفوظ کرلو' جو حقوق حکومت سے مل چکے ہیں ابھی وہی تمکو نصیب نہیں ہوے ' نئے حقوق کے مطالبات کا کیا موقعہ ہے ؟ یہ بازی گری کا ایک نیا جمچہ تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ جو قوی طلبی کی جس طاقت کا نشانہ گورنمنٹ ہوتی' نہایت آسانی کے ساتھ اسکا رخ ہمسایوں کی طرف پھیردیا گیا ' اور اسطرح ایک بڑی قوم کے پالیٹکس میں آجانے کے بعد بھی اسکی پولیٹکل بیداری سے گورنمنٹ کیلئے کوئی خدشہ باقی نہ رہا -

ہمارا تخاطب صرف ان علم تعلیم یافتہ مسلمانوں سے ہے جو الحمد للہ اب اپنی حالت محسوس کرنے لگے ہیں' وہ خدا کے کیلئے انصــاف کریں کہ یہ کیسی شدید غلطی' اور کیسی درد انگیز حالت تھی ؟ جبکہ ہمارے ہمسائے ملکی فلاح و بہبود کی تدبیروں میں مصروف تھے' ہماری آنکھیں تمام ملک کی طرف سے بند تھیں - ہمارے ایک کروڑ بھائیوں کو اگر صرف ایک ہی وقت کا کھانا میسر آتا تھا ' اگر تمام ملک افلاس کے روز بروز مرض سے زار و نزار ہورہا تھا' اگر ٹیکس کا بوجھ اسکی قوت برداشت سے بڑھا ہوا ' اور اور زیادہ بڑھرہا تھا ' اگر زمینداروں کے مصــائب سے مالک کا قلب ضعیف ہوگیا تھا ' اگر مظلوم کاشتکار موت و ہلاکت کا شکار ہورہے تھے' اگر فوجی مصارف کے بوجھ سے ملکی خزانے کی کمر ٹوٹ گئی تھی' اگر ہمارے سالانہ بجٹ میں ہماری تعلیم کیلئے کوئی قابل ادا جواب نہ تھا' اگر ملکی انتظام کے تمام بڑے دروازے ہمارے لئے بند تھے' اگر ریلوے توسیع کے ٹھیکے انگلستان کو مل رہے تھے' اور ملک آبپاشی کے بغیر جاں بلب تھا ' اور اگر قانون ناقص اور انتظام راحت بخش نہ تھا' تو ان تمام چیزوں کیلئے ہمیں باوجود ہندوستان میں رہنے کے درد سر اٹھانے کی ضرورت نہ تھی - یہ جھگڑے صرف ہندوؤں کیلئے تھے' اور ان میں پڑنا خدا کا جرم و عصیان اور حکومت سے بغاوت تھا' صرف تعلیم اور اعلی تعلیم کی تلاش کی مصروفیت ہماری زندگی کا اصلی کام تھی !

حب غوى لطرا . لاصبح الصحر مقالا مدبار . ولم يالوا شيأ من اماليهم الكبار .

دعت « ندوة العلماء » حضرت السيد الكريم والامام العليم، المصلح العظيم ، والمجدد الحكيم ، طراز العصابة العثمانية ، و فخرالامة العربية ، و قرة اعين الشعوب الاسلامية ، العلامة الأكبر . الاستاذ السيد (محمد رشيد رضا) منشئ المنار الاغر ، وناظر مدرسة (الدعوة والارشاد) بمصر ، الى تشريف مؤتمرها السنوى بالتصدر فى جلساته و تحقيقاً لرغبة اخوانه العلماء و اداء لحقوق مسلمى الهند واهتماما بشئونهم ، ورغبة فى الوقوف على احوالهم اجاب الدعوة وحضر مؤتمرالندوة . وزار قبل انعقاد المؤتمر و بعده بعض البلاد الشهيرة، والمعاهد العلمية الجليلة ، وقد احتفل به المسلمون فى كل ديارها ، و محفل حل فيه احتفالا فرق العادة ، وكان الفرح بحضرته اينما سار عاما شاملا سائر الطبقات الاسلامية . ولا ابعد عن الصواب اذا قلت ان شعائر الحب والاخلاص ، و ضروب التبجيل والاحترام ، التى تظاهرها مسلموا الهند لهذا الزائر العظيم ، لم ينلها كثير من حكام البلاد وامرائها ، واولى الامر فيها ، وقد خطب فضيلته فى الندوة وفى غيرها خطباً اهتزت القلوب والارواح ، واطربت المسامع والعقول وارضت الله ورسوله والملائكة وجميع المؤمنين وجميع عباده الصالحين، وتسابقت الصحف الهندية بنشرها ، وألقى عليه الكتاب فى سائر بلاد الهند . ثم غادر البلاد الهندية شاكراً مثنيا ، راضياً مرضيا ، وقد فصلنا ذلك فى رسالتنا « الكهف والرقيم . فى ملخص رحلة المصلح العظيم والمجدد الحكيم » التى نشرناها تذكارا لقدوم حضرته الى هذه الديار . فكبر ذلك على دعاة الضلالة وعصبة الفساد ، عبيد الشهوات المذنبين ، وعباد الاهوا الخائنين ، وكأن تلك الاحتفالات الحسنة التى ابديت للمصلح العظيم فى اطراف الهند و اكنافها ، وتلك المظاهرات العظيمة التى تظاهرها لذلك المجدد الحكيم اعيان البلاد و امراؤها ، ووجوهها وعلماؤها ، والعقلاء المفكرون فيها صارت سهماً فى بطون افراد تلك الفئة المفسدة ، تقطع امعاءها ، وخرازة فى صدورهم ، تضيقها وتحرجها ، و شجى فى حلوقهم لينغص عيشتهم ، وقذى فى عيونهم يعميها ، و صاعقة انقضت على مسامعهم فصكتها ، وقادحة نزلت بساحتهم ، وكارثة الملت بهم و مصيبة آلمتهم فتأججت نيران غيظهم ، وجاشت مراجل حسدهم وحقدهم تغلى فى بطونهم على الجحيم وتذيقهم الوان العذاب الاليم اختلت حواسهم ، واصيبوا بعقولهم ، وتصاعدت زفراتهم ، وتقطعت انفاسهم ، وطاشت احلامهم و آلامهم ، وشدت مداركهم و افهامهم ، وباتوا على اوجع حال واقلق بال ، يريدون ليطفئوا نورالله بافواههم والله متم نوره . بتأييد انصاره ولوكره الضالون ، و غضب المجرمون ، وندم المبطلون .

ولما نشر المؤيدالاغر خطبة المصلح العظيم التى افتتح بها مؤتمرالندوة ، عكفت عليها تلك الفئة الضالة . فتلوها حرفاً حرفا وتعيد تلاوتها مرارا وتحلل جملها تحليلا . وتنخل الفاظها نخلا و تقلب مبانيها ، وتتباحث فى معانيها ، وتتناقش فى مراميها . أكثر فى ذلك وتمعن وتصعد انظارها فيها وتحدر . تتلمس منها مطعناً تطعن به على حضرة المصلح العظيم . ومغمزا تغمز به حضرة المجدد الحكيم وزلة تزلزل بها عقيدة الناس فى سيادة الامام العليم . و كلمة تأخذها وسيلة للتشهير به . والحط من قدره فلما خاب الساعون . وخسرهنالك المبطلون . وقعد على الاعجاز المفسدون وعجزالضالون المضلون ركنوا الى التزوير والاختلاق وتحالوا على الكذب والبهتان وتواصوا بالاثم والعدوان . واطاعة الهوى والشيطان ومحادة الحق والرحمن ، وصمموا على اجتراح السيآت وارتكاب المنكرات قلب الحقائق وتشويهها . وتحريف الكلم عن مواضعها و مراميها و تسيرالجمل بتعبيرها تؤديه ، وبيان معانى الالفاظ بما يرمون عليه فتحركت السنتهم الاثيمة . تلوك الالفاظ الوقاحة والسماجة التى تعودوا عليها . وخطت ايديهم الاثيمة . مقالات كتبوها بماء عدم الحياء الذى يقطر من جباههم ، وعرق عدم الغيرة الذى يترآى فى نواصيهم . واودعوها من ضروب الافك والمين . والتزوير والبهتان . على حضرة المصلح العظيم . والمجدد الحكيم . حاشا و كلا ما اوحاه لهم سوء النية . وخبث الطوية . و دلتهم عليه الاهواء الشيطانية . والطباع الردية . واملته عليهم ضمائرهم التى ران عليها المرض . ومداركهم المصابة بضروب المرض . ثم استنبطوا من هذه الاكاذيب التى اخترعوها و الاباطيل التى رووها ان مسلمى الهند (حاشاهم) « امطروا عليه حجارا من سجيل التحقير والازدراء وبدو نبذ النواة » (كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا)

فلما وصلت مقالاتهم الحمقى الى الهند . و اطلع على اباطيلهم و اساليبهم ارباب الافكار و الاقلام . و العارفون بمرامى الكلام و المطلعون على ما وقع و صار من العلماء الاعلام والادباء الكرام . و اصحاب الراى و اهل الشان . اخذهم العجب من كل مكان . و احاطت بهم الدهشة من سائر الجهات . من هذه الوقاحة المتناهية و السماجة التى ما بعدها سماجة . و انكشف لهم ما كان مستورا تحت عمائم و طرابيش تلك الفئة الضالة المتمتعة بهذا الكذب الصراح . و الاختلاق البين . و البهتان الواضح . و التزوير الفاضح . فسخطوا من اتيهم . و اردوهم و جرائمهم . و امطروا عليهم حجارا من سجيل التحقير و الازدراء (فى الواقع و نفس الامر) و نبذوهم نبذ النواة (فى الحقيقة التى لاتنكر)

و قد ترجمنا الى العربية جل ما كتبته الجرائد الهندية فى رد اقوال تلك الفئة الفاسدة . و تزييف مقالاتهم المختلقة . و دعاويهم الباطلة . و النعى على اخلاقهم السافلة . و افكارهم الساقطة . و ارسلناه الى مصر ليشر بينهم . فيعرفهم بحقيقتهم .

مراسلات

المصلح العظيم و المجدد الحكيم

﴿ السيد محمد رشيد رضا صاحب المنار ﴾

وطعن الاوغاد فيه ، و تطاول السفهاء عليه بالسب والشتم في مصر و الاستانة العلية

﴿ لحضرة العالم الفاضل صاحب الامضاء ﴾

ننشر مع تمام الانشراح مقالة صديقنا الفاضل المحترم (صاحب الامضا) - ولكنا نقول قبل ذلك - انا لما قرأنا مقالة الشيخ (عبد العزيز جاويش) في الهلال العثماني ورسالة ذلك الكاتب الذي يترقع بعصابات صحافي مصري قديم في الاستانة [وانا نعرف من هـذا ذلك المتبرقع] تعجبنا اشد التعجب من المجاهرة بهذ الكذب الصريح ، ليكن اخواننا في مصر و الاستانة على يقين من ان مسلمي الهنـد — وان كانوا بعيدين عنهم بالاشباح والديار — لكنهم لا يجهلون المنازعات والمنافسات التي بين احزابهـم -

لما شرف حضرة المصلح الحكيم مولانا (السيد رشيد رضا) رأينا فيه اكبر مصلح اسلامي في العصر الحاضر كما كنا نعلم عنه ذلك من قبل ، نحن لا نجهل ما اجراه حضرته وحضرة شيخه الاستاذ الامام رضي الله عنـه من العلم الجليلة والاصلاحات العظيمة التي ظهرت في احياء العلم واستئصال البدع والخرافات وتجديد روح الحياة في الامة ، وبناء على ذلك وعلى عقيدتنا الصحيحة الثابتة نقول ان اكثر الاصلاحات وارشادات الى المقصود التي نشاهد في الهند ومصر والاستانة بل في جميع العالم الاسلامي ، تلك الاصلاحات المطابقة لمقتضى الحال والزمان ، انما هي دعوة (المنار) فقط -

الا انا لا نوافق صديقنا الفاضل المحترم على تلك اللهجة الشديدة في هاتيك الالفاظ التي عمم بها الاشارة الى (الحزب الوطني) المصري ، ونحن نرى ايضاً ضرورة وجود هذه الجماعة في مصر ونعتزم ان منهـا بعض المخلصين العاملين للوطن ، ونحن في غاية التعجب من زميلنا المحترم (الشيخ جاويش) على اسناد جده مثـل هذه الاقوال الكاذبة ، واختيـاره هذه الطريقة المفعمة بالحسد ، لان المنازعة بين الاحزاب لا تحتـاج الى مثل هذا الكذب والخداع ، نحن ايضا من مدة نخالف بآرائنا اراء حزب حضـرة (صاحب المنار) في المسائل السياسية المتعلقة بمصر ، وقد جربنا نحن مسلموا الهند خطتهم في الهنـد اكثر منهم ، ومع ذلك [illegible] العلمي والديني عن طريق السياسة وكل حزب بما لديهم فرحون — [الهـلال]

حضرة الفاضل المحترم محرر جريدة (الهلال) الغراء في كلكتة

ارجوكم نشر ما يأتي احقاقاً للحق ، و ازهاقاً للباطل ، و بياناً للواقع ، ولكم جزيل الشكر

لقد استنسر البغاث ، و استفحل امره و عاث ، و تجاوز الرعاع حدود الوقاحة ، و تعدى السفهاء مناطق اللؤم ، و تناجى الاوغاد بالاثم و العدوان و معصية الله و رسوله ، و محاربة اوليائه و الصالحين من عباده . فتطاولوا على اشراف البلاد ، و مصلحي العباد ، و سلقوهم بالسنة حداد ، ظلمـا و عدوانا ، و كذبا و بهتانا ، بعد ان اتخذوا من قلة الحياء ثيابا ، و من صلابة الوجه نقابا ، و من بذاءة اللسان رائدا ، و من خبث الجنان مرشدا ، و من خسة النفوس حاديا و سائقا ، و من شراب المين و البهتان شراباً رائقا ، و من الدناءة اعلاما ، و من الاختلاف معالما ، و من الشياطين اماما يعدهم و يمنيهم ، وما يعدهم الشيطان الا غرورا ،

غرهؤلاء الاراذل الاشرار ، حلم اولئك الاخيار ، و سكوتهم عن مقالاتهم الحمق ، و اعراضهم عن كتاباتهم الشاذة ، واطمع هؤلاء الاوغاد السفلة ، في اولئك الاسياد الكملة ، لين جانبهم و مكارم اخلاقهم ، و شرف نفوسهم ، و ترفعهم عن الدنايا ، و اشتغالهم بالخدمة العامة عن الشخصيات ، و عملهم للمصلحة الملية الا التفات الى الذاتيات .

ان كبار النفوس اصحاب الهمم العالية و العقول السامية و المقاصد الشريفة و الاغراض الصحيحة الذين لا هم لهم في حياتهم الا اصلاح الامة والاخذ بيدها الى طرق السعادة و مناهج الحياة الطيبة . لو التفتوا الى سباب السابين و شتم الشاتمين و حماقة الجاهلين . و اشتغلوا برد اباطيل المفسدين و مفتريات المزورين و بهتان الكاذبين . لضاعت اعمارهم سدى . ولما وجدوا وقتا يخدمون به امتهم و دينهم ابدا . و الامة و الدين في اشد الحاجة اليهم اليوم لو تصدى اولئك المصلحون الكبار لرجم شياطين الانس الفجار بشهب الاقلام . و احراقهم و مفترياتهم بصواعق الكلام ولو توجهوا لاهانة الاشرار و عصب سلطتهم ، و وضع القطار لترشيف كلمتهم [illegible] العالم الاسلامي من ثمرات علومهم و معارفهم . و خيرات عقولهم و مداركهم ولو ارادوا ان يلقموا كل كلب عوى حجرا . او يصوبوا نحو كل

ناموران غزوۂ طرابلس

حلبک نک کمانڈر دمس کے خیمے کا پاسبان

ایک مسکین کتا ' جسکے پاؤں اسکی گود میں ہیں

تیرے پاؤں ' اے مسکین کتے ! اے انسان کے پیچھے دوڑنے والے ! تیرے پاؤں ' اے انسانی عظمت کے آگے مرعوب ! اے انسانی شور و ہنگامے کے آگے خاموش ! اے انسانی فخر و غرور کے آگے حقیر ! مگر اے وہ ' کہ مصائب طرابلس میں پلا ' اور سرزمین رطب برسدی میں جاتا ہے ! تیرے مقدس پاؤں کہاں ہیں کہ مجھ بدبخت کی مہجور آنکھوں کو اس سے ایک کرکری ہوئی حاجت نہیں ملتی ! آہ ! اے دشت زار طرابلس کے پھرنے والے ! اے ایلاف شہادت کے دیکھنے والے ! تو کہاں ہے کہ میرا سر تیرے بار عظمت کیلئے بیقرار ' اور آنکھیں تیرے گرد پا کیلئے خواستگار ہیں ! کہیں میں تجھکو پاتا ! تجھکو ' اے انسانی ظلم و غداری کے مقابلے میں تنکر رہا ! تجھکو اپنی گود میں اٹھاتا ! تیرے پاؤں کو - جسکے ناخن تجھکو حقیر و ذلیل سمجھنے والے اشرف المخلوقات کی تلوار سے زیادہ خونخوار نہیں - اپنے سروں پر جگہ دیتا ! تیرے پاؤں کی گرد جھاڑ کر - جو حملہ آور انسانوں کی اڑائی ہوئی گرد ظلم و لعنت سے ہزار درجہ زیادہ اشرف و اقدس ہے - اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتا ! اور پھر بھی بیقرار رہتا کہ تیرا حق عظمت ادا نہو سکا !

تیرا حق عظمت ' اے خدا کے دوستوں کے پاسباں ! اے شہداے راہ الٰہی کے رفیق ! اے جان فروشان ملت کی گود میں بیٹھنے والے ! تیرے وجود وفا سرشت کا حق عظمت ' کون انسان ہے جو ادا کرسکتا ہے ؟

تجھکو ' اے شرمندہ کن انسانیت ! تجھکو - کہ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی گود میں تیرے پاؤں ہیں - اگر میں اپنی گود میں بٹھاؤں تو یہ تیرے لئے کونسی عزت ہے ؟ کیا ظالم انسان بھی خود غرضی کے پیار میں آکر تجھکو اوٹھا نہیں لیتا ؟ - لیکن اگر گود میں نہ بٹھاؤں تو اے خاموش جانور ' مگر انسانی زندگی کیلئے صداے طعن ! تو ہی بتلا کہ پھر کیا کروں ؟ کیا تو میرے دل میں بیٹھنا پسند کریگا ؟ آہ ! میرا دل تیری تصویر عظمت سے کب خالی ہے - لیکن سچ یہ ہے کہ تیرے شرف و تقدیس کے لئے تو اُس انسان کا ناپاک دل بھی اب لائق نہیں رہا ' جو ظلم و سفاکی اور قتل و خونریزی سے خدا کی پاک زمین کو نجس کر رہا ہے -

اے شرف مجسم اور یکسر امن و وفا ! تو اس خاموش ملت کی گود میں پاؤں رکھے اسکے منہ کو کیوں تک رہا ہے ؟ کیا حیران ہوکر اُس سے پوچھتا ہے کہ ایک جانور تیری زندگی کی حفاظت کیلئے رات بھر جاگتا ہے مگر اے انسان ! تیرے بھائی کیوں دن بھر تجھپر گولیاں چلاتے ہیں ؟ تو حیران ہے کہ جبکہ میں اپنا پیمان وفا انسان سے کبھی نہیں توڑتا ' تو یہ کیا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے عہد امن باندھتا ہے اور پھر توڑتا ہے ؟

تو کتا تھا ' مگر اب اُس گود میں پہنچ گیا ' جو خدا کی گود میں بیٹھنے والا وجود ہے - آہ ' کہ تیری عظمت و تقدیس سے کبھی غافل نہیں ' کاش میں اُس ارض مقدس میں پہنچ سکتا ' جہاں راتوں کی تاریکی ' اور دن کے شور قتال میں تو مظلوموں کا نگہبان اور ظالموں کیلئے خونخوار ہے - اگر ایسا ہوتا ' تو اور تو کچھ میرے بس میں نہ تھا - البتہ اپنی لاش کو تیرے آگے ڈالتا کہ تو اسپر ایک دارگذر حائل - اپنے جسم کی ہڈیوں کو تیرے لیے چھوڑ جاتا تاکہ تیری غذا بنے کا شرف حاصل کریں - اگر ایسا ہونے کا یقین ہوتا ' تو اے میری سرزمین معصوم کے معصوم جانور ! میں عذاب اخروی کے خوف سے آزاد ہو جاتا

و مبلغ اعتبار الناس لهم . و عسى ان يتوب الى هؤلاء الاشرار شيئ من الرشاد . فيرجعوا عن ايذاء العباد . والافساد في البلاد . والله لايضيع اجر المحسنين . و لايصلح عمل المفسدين . و ان امهلهم الى حين .

عبد الحق حقي الاعظمي البغدادي
(نائب استاد العربيه في كلية علي گڑھ)

الہلال کی توسیع اشاعت کی نسبت ایک لطف فرما کی مراسلت

میرے پاس جو نمبر اسوقت تک پہنچے ہیں انکو پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ رسالہ کے نکالنے میں آپ کو بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں - کیوں نہ آئیں جب کہ چھوٹے چھوٹے کام شروع کئے جاتے ہیں تو ان کے ترتیب و انتظام میں بہت ٹہل محنت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے اور بڑی بڑی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے چہ جائیکہ آپ نے ایک پریس جاری کرنے کا انتظام کیا اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ ماڈرن سٹائل کا اسپر تصویروں کا الحاق ہو اور بڑی عجب ہوگیا - یہ آپ ہی کا دل گردہ تھا جو آپ نے اس کام کو کھڑا کردیا اور یہ بھی اپنے ہی طاقت پر آپ نے جن لوگوں کی امداد اور اعانت کو شکریہ کے ساتھ واپس کردیا ہے اس سے آپ کی آزادی کا پتہ لگتا ہے - اور غالباً آپ کا یہ خیال ہے کہ اس طریقے سے سلف علم کی ایک زندہ مثال قائم کردیجائے مجھے آپکے خیال کے ساتھ اتفاق ہے اور یہی اصول مذہب اسلام نے ہمکو سکھایا ہے اور اسکا نتیجہ تھا کہ قرون اولی کے مسلمانوں نے تمام دنیا میں اپنے نام کا سکہ بٹھا دیا - آج بہت کم مسلمان ہیں جو اپنے طاقت اور مدد پر کام کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوئے ہیں -

آپ کے کارخانہ کو مدد دینے کی نسبت مختلف خیالات ظاہر کئے گئے ہیں - کسی نے اعانتی رقم بھیجی جو واپس ہوئی - کسی نے یہ کہا کہ قیمت ۱۲ - روپیہ زیادہ بڑھانے سے کارخانہ نقصان سے بچیگا - یہ سب صحیح ہے مگر میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ جو لوگ الہلال کو مخلصانہ مدد دینا چاہتے ہیں وہ اس بات کو اپنا فرض سمجھیں کہ اخبار کی اشاعت بڑھائی جائے - اسکی کامیاب شکل یہی ہے کہ ہر بہی خواہ الہلال اپنی کوشش سے کم از کم پانچ یا دس خریدار پیدا کردے - اور ہر اپنے دوست کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ بھی اپنے دوستوں کو ابھار کر خریدار بنائیں - جب خریداروں کی کثرت ہوجائیگی تو خود بخود الہلال اپنے آسمانی منازل ارتقاء طے کرلیگا

مجھے امید ہے کہ میرے اور بھائی اس ناقص رائے کے ساتھ اتفاق کریں گے -

میرے اکثر دوست اضلاع میں بھی ہیں اور مدراس میں بھی - میں مدراس کے دوستوں کو میرے پاس جو الہلال آرہا ہے اوسکا نمونہ دکھلاکر خریدار بناسکتا ہوں - مگر بیرونجات کے کیلئے ایک ایک نمونہ کا رسالہ بھیجنا چاہئے - اسلئے مہربانی فرماکر آپکا نیا نمبر جو نمبر ۶ ہوگا اوسکی دس کاپیاں بہ سبیل ویلو اس فدوی کے نام روانہ فرمائیے ' انشاء اللہ اس بات کی ضرور کوشش کرونگا کہ خریداروںکی تعداد بڑھے - آپکے کل مضامین میں مسلم یونیورسٹی کا مضمون ایسا برجستہ اور آزادانہ ہے کہ جسکو پڑھکر دل سے احسنت کی صدا نکلتی ہے اسیکا نام آزادی ہے اور جب تک اس قسم کی آزادی نہ ہوگی قومی ترقی نہیں ہوسکتی -

(مولانا) عبد السبحان تاجر مدراس

ایک خط

(از جناب مولوی نواب علی - ایم - اے - پروفیسر بڑودہ کالج)

۱۸ - ماہ حال کے الہلال میں " الامر بالمعروف و النہی عن المنکر " پر جو بالاقساط مضمون آپ نے لکھا ہے آسے پڑھکر مجھے نہایت مسرت ہوئی - جزاک اللہ - سچ یہ ہے کہ اسکا اثر ہے کہ اس پرچہ کے صفحہ ۱۲ - میں مسٹر محمد بری تک کے جواب میں جو جملہ آپ نے حضرت خاتم الانبیا کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے اسکے متعلق مجھے کچھ کہنے کی جرات ہوئی -

" محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپنے عمر کے ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الہی میں زندہ رہا اور اب تک زندہ ہے "

بیشک یہ ایک جوشیلا طرز بیان ہے اور اس موقع پر جائز بھی ہے لیکن زبان اردو کے نادر الکلام کے قلم سے ہم " جام و سندان باختن " کا کرشمہ دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ سرور انبیا کا نام بھی تعظیم کے ساتھ آئے اور جوشیلا طرز بیان بھی قائم رہے - بریکٹ میں صرف " صلعم " لکھدینا کافی نہیں ہے -

آپ کہیں گے کہ یہ شخص بھی عجب کٹھ ملا ہے جو طرز ادا کو سمجھتا ہی نہیں خیر آپ جو کچھ سمجھیں لیکن

من کہ گفت بندہ گفت گو بشنو
کہ گفت سرور ما " انظروا الی ما قال "

اس جملہ کو اگر آپ اسطور سے ادا کریں کہ

" ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی " حی لایموت " کے آغوش میں زندہ رہے اور رہینگے "

تو شاید ناموزوں نہو - بہرحال آپ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں

فقط و السلام

[الہلال] آپکی رائے بالکل درست ہے ' اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں - کم از کم اگر صیغہ جمع ہی لکھدیا جاتا تو اعتذار تعظیم کی شان پیدا ہوجاتی ' انشا اللہ آئندہ اس سے اجتناب کرونگا - آجکل ان باتوں کی زیادہ پروا نہیں کی جاتی مگر میں تو اس جناب میں زبان و قلم کے ایک شمہ گستاخی کو بھی کفر سمجھتا ہوں گو کہ ارادہ ہو النبی اولی بالمومنین انفسہم و ازواجہ امہاتہم - اگر آپ آئندہ بھی مجھکو علمی لغزشوں سے مطلع فرماتے رہیں گے تو یہ سب سے بڑا احسان ہوگا ' جو الہلال پر آپ کرسکتے ہیں -

پر پڑتی ہے ' اور سامنے سے بھاگتے ہوئے آنے والوں کو ایک جنگی گروہ جسقدر ہلاک کر سکتا ہے ' ہلاک کئے جاتے ہیں -

ہم اٹلی کے ہوائی جہازوں میں بیٹھکر اڑنے والے افسروں کی بھی اس رحیمانہ شجاعت ور دلیری کی داد نہیں دیسکتے جو اسلئے بلند ہوئے ہیں تاکہ ہم پر بم کے گولے پھینکیں' لیکن انسانی ہمدردی کا ہاتھ عین وقت پر انکے ہاتھوں کو لرزادیتا ہے اور ایک نشانہ بھی ٹھیک نہیں لگتا ' اتنی مدت گذر گئی مگر آپ جانتے ہیں کہ کسی ہوائی جہاز نے اجتک ایک جان بھی نہیں لیا ' اٹلی کو اس دور اس وحشت میں فخر کرنا چاہئے کہ اسکا دامن تہذیب میدان جنگ میں بھی اب انسانی خون کے دھبوں سے پاک وصاف ہے

کل آپ خود سن رہے تھے کہ ہمارے کیمپ کے عرب ہوائی جہازوں پر کیا ریمارک کررہے تھے ؟ وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے دشمنوں کے کمالات سے انکار نہیں کرتے' مگر اٹالین فوج کے کمالات کو کسی جنگی مرد کے ذہن میں ڈھونڈھنا لا حاصل ہے ' وہ یورپ کی ملعون اور بعلم ناقصہ عورتیں ہیں ' جنہوں نے دین حنیفہ کی تحصیل میں جدید انگریز کمالات ظاہر کئے ہیں ' علم کی طاقت سے وہ آسمان پر اڑنے لگے ہیں اور عالم بالا کو مسخر کرلیا ہے - البتہ یہ ضرور ہے کہ سخت و پر الم زمین پر انہیں چلنا نہ آیا ' اور ایک حسین و نازک عورت کیلئے یہ کوئی عیب بھی نہیں -

آپکو یاد تو ہوگا کہ یہ کہکر تمام عرب کس زور سے قہقہے لگاتے تھے ؟

دوسرے دنوں کی بات ہے کہ اٹالین کیمپ سے (موسیو ریلور دی کاسیدل) اپنے ہوائی جہاز میں نکلا اور ہمارے سامنے آکر چند ورقنگ کارڈ پھینکے' جنمیں لکھا تھا کہ " توپخانے کے کمانڈر کو مبارکباد دیتا ہوں جو نشانہ نہ لگا سکا اور مجھکو نقصان نہ پہنچا سکا " لیکن یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ کارڈ پھینک رہا تھا عین اسی وقت عثمانی توپچی نے توپ کا منہہ اسکی طرف کر دیا تھا اور ابھی کارڈ راہ ہی میں تھے کہ ہوائی جہاز زخمی ہوکر اٹالین مورچوں کے قریب عین العین کے باغ میں گرچکا تھا' اور ابتک سلامتی سر بازاں (کاسیدل) کے علاوہ ایک اور اٹالین افسر بھی زخمی پڑا تھا !

آپکے آنے کی خبر جب یہاں مشہور ہوئی تو قبیلہ (مدرسہ) کے مشائخ میرے پاس آئے ' اور انکے آگے انکا رئیس (عمر ابو ربعہ) تھا ' جسکا ایک ہی فرزند تھوڑا عرصہ ہوا واقعۂ (توبہات) میں شہید ہوچکا ہے - اس نے سب کی طرف سے یہ کہا کہ ہم نے ایک نئے نامہ نگار کے آنے کی خبر سنی ہے ' وہ یوروپین ہے اور اسکی دیانت قابل ہے کہ دنیا کے آگے سچائی کی گواہی دے ' ہم جنرل (دینگولا) سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ ہم سے لڑنے آتا ہے تو کیوں باہر نہیں نکلتا ؟ اور کیوں اپنی فوج سے ہمیں پامال نہیں کر دیتا ؟ نامہ نگار کو چاہئے کہ اطالیوں کے جبن و نامردی کا دنیا میں اعلان کر کے کہدے کہ وہ انسانی شرف و شجاعت کو بٹہ لگانے والے ہیں اور اب انکا کوئی فرد عزت و اکرام کا مستحق نہیں — "

یہ عثمانی کمانڈر کا یورپ کے نام پیغام ہے ' جسکے ہر لفظ کی میں تصدیق کرتا ہوں -

عثمانی چھاؤنی کی تھی میں نے اچھی طرح سیر کی ' وہ بلا مبالغہ جنیوں کا ایک وسیع شہر ہے جو بنغازی سے ۱۲ - کیلو میٹر کے فاصلے پر بسا ہوا ہے - اس آبادی میں سبھی طرح کی مخلوق ہے' انسانوں میں سے مرد ' عورت ' بچے ' جوان اور بوڑھے ' کوئی قسم نہیں ' جو یہاں نہ ہو - عورتوں کے فرائض اس آبادی میں جسقدر مقدس اور اہم ہیں اس سے ہمارا تمدن سبق لے سکتا ہے - وہ مردوں کو لڑائی پر ابھارتی ہیں ' لاشوں کے اٹھانے میں مدد دیتی ہیں ' زخمیوں کو پانی پلاتی ہیں ' شفا خانے میں انکی مرہم پٹی کرتی ہیں اور رات بھر نگرانی میں جاگتی ہیں - عرب قبائل پر عورت کا اثر میں نے عجیب و غریب دیکھا - اگر ایک لڑکی چاہے تو اپنی ایک آواز سے قبیلوں کو لڑا سکتی ہے اور لڑتے ہوئے قبائل میں صلح کرا دیسکتی ہے -

سب سے بڑا معمولی قبیلہ یہاں (عواجیر) نامی ہے ' جس نے سب سے زیادہ اطالیوں کو دلدل زدہ زار کیا - اسکی شجاعت و بےجگری کے آگے انکا تمام ساز و سامان بیکار ثابت ہوا اور ہو رہا ہے - جنگ (زوارہ) میں بھی قبیلہ اطالیوں پر قیامت بنکر نمودار ہوا تھا -

اٹالین افسر اور روما بنک نے بڑی بڑی رقمیں دیکر عربوں کو ملانا چاہا ' لیکن وہ ہمیشہ انکے ساتھہ دغا کرتے رہے - جسقدر روپیہ ادھر دھر یہاں سے جاتا ہے وہ مال غنیمت میں شمار کیا جاتا ہے اور پھر انکی تلواریں پہلے سے زیادہ سخت لڑتی ہیں -

روما بنک نے عرصہ ہوا عربوں کو روپیہ دیا تھا کہ اس سے بکریوں کو خرید کر پرورش کریں' پھر جب بنک نے اپنا روپیہ میعاد کے بعد واپس مانگا تو انہوں نے چند بکریوں کے کٹے ہوئے کان بھیجدئے کہ بکریاں تو طاعون سے ہلاک ہوگئیں ' روپیہ بھی انہیں کی شکل میں آگیا تھا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوگیا - ان بکریوں کے گلوں کو میں نے خود دیکھا ہے !!

عالم اسلامی

شؤون عثمانیہ

(بلقان) کی پیچیدگیاں بدستور بڑھتی گئیں ' یورپ نے جہاں جنگ کی جگہ اشاعت مذہب ' ہمدردی انسانی ' اور تجارتی آزادی سے حرب و بندوق کا کام لینا شروع کیا ہے ' وہاں امن و صلح کی کانفرنسیں بھی مشرق کے تعصب و تعلیم کا ایک لا علاج وسیلہ ہیں - مانتی نگرو اور ترکی کے قضیے کے پیدا ہوتے ہی (کونٹ برچٹولڈ) نے ایک کانفرنس کی تجویز پیش کر دی - یورپین ترکی میں اب ایک البانیا اور مقدونیا ہی باقی رہگیا تھا - دستوری حکومت نے عین موقعہ پر قائم ہو کے انکو بچا لیا - مگر موجودہ شورش سے ایک طرف اٹلی کو صلح کا فائدہ اور دوسری طرف مقدونیا کو آزاد کرانے کا کام لیا جا رہا ہے - مگر ۲۹ - اگست کی تار برقی ہے کہ ترکی نے تمام دول یورپ کو اطلاع دیدی کہ ہماری اندرونی پالیسی ار

کارزار طرابلس

طرابلس کے اٹالین کیمپ کی فوجی عدالت ' اور ایک طرابلسی مجرم کا محاکمہ

سرزمین طرابلس کے معجزات

— * —

ایک یورپین شاہد کی زبانی

فرانسیسی رسالہ (الستراسیون) کا نامہ نگار میدان قتال سے لکھتا ہے :

" بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ میرا یہاں تک پہنچنا محال ہے ' اور کہتے تھے کہ افریقی عربوں میں سے گزرنا خطروں سے خالی نہیں مگر اب - جبکہ (بنغازی) میں بیٹھا ہوا یہ چھٹی لکھ رہا ہوں — کہتا ہوں کہ شاید جنگ طرابلس سے پہلے یہ خیال صحیح ہو مگر اب یہاں کے عرب قبائل انسانی الفت اور ہمدردی سے لبریز ہیں -

پہنچنے کے چند دنوں کے بعد میں عثمانی کیمپ کے کمانڈر سے ملا ' اس نے جو کچھ مجھسے بیان کیا وہ ایک نہایت دلچسپ تقریر تھی - اس نے ایسے کہا کہ

" یورپ میں اور خود ترکی میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو تسلیم نہیں کرتے کہ اٹالین فوج کا ایک مکمل موجودہ صدی کے بہترین سامان جنگ کے ساتھہ یہاں موجود ہو ' اور ہمارے سامنے سے شکست کھاکر بھاگ جائے ' بارہ دیکھہ بحری طاقت بھی اسکے ساتھہ ہو اور ہمارے پاس چند قبائل کی ایک بھیڑ کے سوا اور کچھہ نہ ہو - لیکن اب تو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ یہاں کی اصلی حالت کیا ہے ؟ کس طرح ہر روز اطالی اپنی یورپی قوت کے ساتھہ ہمارے ہاتھوں شکست کھاتے ہیں اور کس طرح ہمارے نام سے انکی فوجی صف کے بعض حصوں میں زلزلہ پڑجاتا ہے ؟ بس حق اور صداقت کا تم سے مطالبہ ہے کہ اپنی آواز بلند کرو اور یورپ کو بتلادو کہ انکی اٹلی ہم پر ظلم کرکے اب خود کس درجہ مظلوم بنے بس ہورہی ہے ؟

تم اپنی آنکھوں سے دیکھہ چکے ہو کہ ہر روز عرب بے تحاشہ انکے مورچوں میں گھس کر نامرد دشمنوں کو ذبح کرتے ہیں ' انکے تار کے سلسلوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں ' تمام رسد اور ذخائر کو لوٹ لیتے ہیں ' یہاں تک کہ انہوں نے حال میں ایک مالٹی شخص کو گرفتار کرلیا جو اٹالین مورچوں کے پاس انکے لئے کھانا دے رہا تھا - وہ سامنے کھڑے دیکھہ رہے تھے ' انکے پاس توپیں تھیں اور ہاتھوں میں بندوقیں ' مگر کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ بڑھکر مٹھی بھر عربوں کو روک سکتا -

اور ہم ان اٹالین افسروں کی شجاعت کی کیونکر داد دیں ' جنکے ہاتھہ میں فوج کی کمان ہے ' اور جو خود تو پیچھے رہتے ہیں مگر عرب سپاہیوں کو آگے بڑھاتے ہیں ' پھر بندوقوں اور توپوں کا منہہ کھولدیتے ہیں تاکہ سپاہیوں کے اندر اسکی آواز سے شجاعت پیدا ہو ' لیکن جونہی ہمارے وحشی اور صحرائی عرب نمودار ہوے ہیں ' معاً سپاہیوں کا رخ خود بخود پھر جاتا ہے اور منہہ موڑکر اپنے طرف بھاگنا شروع کردیتے ہیں - نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پیچھے رہنے والے افسروں کے تمام آلات جنگ کی بارش ہماری جگہہ انہیں کے سپاہیوں

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ هر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد
۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله
۱۵ بیک ناشی نشانت سے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر
۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر قاعدات پهینک رہے هیں
۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں
۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیواریں
۲۳ روڈس میں اٹلی کا داخله
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ آذر بائیجان میں روسی داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرنده میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

کونٹ برچپولڈ کی تجویز کسی حالت میں موثر نہیں ہو سکتی اور باب عالی اسے تسلیم کرنے کیلئے طیار نہیں - کونٹ مذکور آجکل (بخارسٹ) میں مقیم ہے -

---

خبروں اور روایتوں کو بشرطیکہ واقعات کی ہوں - واقعات کے ظہور کے بعد ہونا چاہئے لیکن یورپ کی مشرقی سیاست کا یہ بھی ایک اپیل ہے کہ بہت سی خبریں واقعات سے پہلے شائع کردی جاتی ہیں اور واقعات سے خبریں نہیں ' بلکہ خبروں سے پھر واقعات بھی پیدا ہو جاتے ہیں - اسطرح کے خوارق موجودہ زمانے کا سب سے بڑا کام (ریوٹر) ہمکو روز دکھلاتا ہے - ۲۵ کی خبر ہے کہ ترکوں نے (سجنیدر) واقع ولایت کاسوا میں (سرویا) کے حدود پر حملہ کردیا اور بہت سے آدمی اس قتل عام میں مارے گئے - سرویا کی وزارت اس نئی حالت پر غور کرنے کیلئے جمع ہوئی ہے - جو بنا حال ترکی کیلئے بچھایا گیا ہے ' یہ خبر اسکا ایک دوسرا گوشہ ہے - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ سازش پوری چالاکی کے ساتھ کام کر رہی ہے - بعد کی خبریں ہیں کہ پانچ ہزار آدمی جنگ کیلئے سڑکوں پر گشت لگا رہے ہیں - ۲۴ کو تمام بلغاریا سے لوگ آ آ کر صوفیا میں جمع ہوئے اور یہ رزولیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ کو جنگ کا تہیہ کر لینا چاہئے اول تو دول سے مقدونیا کی خود مختاری کا مطالبہ کیا جائے لیکن اگر سودمند نہو تو بلا توقف اعلان جنگ کردے -

---

اسکے مقابلے میں قسطنطنیہ کے اندر عزم اور اطمینان کے استقامت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا - عثمانی افسروں نے قطعی ارادہ کرلیا ہے کہ اگر کونٹ برچپولڈ کی تجویز کے مطابق کسی قسم کے تقسیم و تجزیے کا ارادہ کیا گیا تو پوری طاقت مدافعت میں خرچ کردینگے -

(کوچنہ) کے حادثے کی تحقیق کیلئے جو ترکی کمیشن گیا تھا اسکی فوری رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکی اور فوجی افسروں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں ضرور کوتاہی کی تھی اور خود فوج بھی قتل میں شریک تھی - باب عالی نے اسپر یہ حکم صادر کیا ہے کہ مجرموں سے فوجی عدالت میں مواخذہ کیا جائے اور جن لوگوں کو نقصانات پہنچے ہیں انکی اعانت کیلئے ایک ہزار پاونڈ تقسیم کیا جائے - اس فوری تحقیق و تلافی سے ترکی نے ثابت کردیا ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی قوی حکومت بھی ایسے موقعہ پر جو کرسکتی تھی' وہ اُس نے کردیا - ابتک اسکی نسبت کوئی خبر نہیں آئی ہے کہ دول یورپ نے کمیشن کے اس نتیجے کو کس نظر سے دیکھا ؟

(نکولس) شاہ مانٹی نگرو نے دول عظام کو یقین دلایا ہے کہ آیندہ ہمارے آدمی سرحد سے باہر قدم نہ رکھیں گے - دول کے شکایت ناموں کے جواب میں مانٹی نگرو نے جواب دیا ہے کہ کوئی کارروائی انکی خواہش کے خلاف نہ کی جائے گی - وہ شاکی ہے کہ پیش قدمی کا ہم ارادہ نہیں رکھتے لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ ترکوں کے سرحدی گڑھوں کو اپنے حدود کے اندر دیکھیں - آخر میں ملتجی ہے کہ دول یورپ اس جھگڑے کو مٹادیں -

مگر معلوم نہیں یہ آخری التجا اُن دول یورپ سے کی جاتی ہے جو ریوٹر کی تار برقیوں میں صلح و امن کیلئے خط و کتابت کر رہی ہیں یا کونٹ برچپولڈ کی امن پرست دول یورپ سے ؟

ترکی کے سرکاری حلقوں میں (بقول ریوٹر کے) یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یورپین ترکی میں اس وقت ۳۰۰٬۰۰۰ فوج موجود ہے - اور تین مہینے کے اندر دو چند ہو جاسکتی ہے ایسی حالت میں اس کو کوئی اندیشہ نہیں - بلغاری ابھی تشش کی اہمیت بھی بہاں معدود ہے - یقین کیا جاتا ہے کہ (کوچنہ) کا معاملہ جب ختم ہوجائے گا تو خود بخود یہ آگ خاموش ہو جائے گی -

---

۳۰ اگست کو ریوٹر نے قسطنطنیہ سے ایک سخت فوجی ناراضگی کی نمایش کی اپنے معمولی انداز و لہجے میں خبر دی تھی ' اور اسکا یہ لہجہ مشرق کے ہر ادنے سے ادنے معاملے میں بھی برابر قائم رہتا ہے - خبر کا خلاصہ یہ تھا کہ قسطنطنیہ کے محلہ (غلطہ) میں دو افسر اور ۶۰ پولیس کے سپاہی ناراضگی کی ایک نمایش کرنے کیلئے ' نکلے مگر فوج نے انہیں گھیر کر گرفتار کر لیا - لیکن پھر خود ہی دوسرے دن اسکی تغلیط بھی کردی - اب معلوم ہوا کہ اسمیں مبالغہ سے کام لیا گیا تھا - دراصل چند سپاہی اپنے اپنے مقاموں کی طرف آہستہ آہستہ جا رہے تھے ان پر فوجی پولیس کو کچھ شبہ ہوا اور پہرے والوں کو پکارا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ شبہ کی کوئی بات نہیں ہے -

---

کارزار طرابلس کے متعلق تاربرقیوں میں صرف یہی ایک خبر ہے کہ بابا (بندر ودس) میں چھ اٹالین جنگی جہاز نمودار ہوئے ' جنمیں سے تین تو مشرق کی جانب چلے گئے اور تین لنگر انداز ہیں - ایک مال کی کشتی کی تلاشی بھی لی گئی -

صلح کی خبروں کی کوئی مزید تصدیق نہیں ہوئی اور انشاء اللہ نہوگی -

---

اعلان

سکریٹری کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ علاوہ طلبائے اسکول کے جنکو وہ سال گذشتہ سے وظایف دے رہی ہے اس سال ہندوستان کے کالج کلاسوں کے غریب شیعہ طلبا کے لئے بھی وظایف جاری کرے لہذا جسکا کہ قبل اسکے اعلان کیا گیا ہے دوبارہ اطلاع دیجاتی ہے کہ جو غریب شیعہ طلبا وظیفہ لینا چاہتے ہوں وہ آخر ستمبر سنہ حال تک پرنسپل کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں دفتر شیعہ کانفرنس واقع لکھنو میں بھیجدیں بعد تحقیقات بشرط استحقاق اور شرایط کے ساتھ جنکی اطلاع طالب العلم کو دیدی جائیگی وظیفہ دیا جاسکتا ہے -

آنریری سکریٹری
شیعہ کانفرنس

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ، متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

احرار اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں کے حالات درج کئے جائینگے ، جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بھی مع تصاویر شائع کئے جائینگے

اخبار عجمیہ

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

اخبار افریقہ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہیں ،

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ ایڈیٹوریل کالم اسکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
7-1 MacLeod Street
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ — کلکتہ : یکشنبہ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

فہرست

تصاویر

شذرات

معزز معاصر (بقیہ اخبار) شاکی ہے کہ مسودہ یونیورسٹی کے ایکٹ کا مسودہ (کامریڈ) کے ساتھہ کیوں شائع ہوا ' اور اگر بعجلت ایک اخبار کے اسکو بھیجا گیا تھا ' تو کیوں نہیں اور اخباروں کو بھی بھیجا گیا ؟

ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ اگر کامریڈ اسے شائع نہ کرتا تو نہیں معلوم اب بھی کب تک ملک کو اسکی زیارت نصیب نہ ہوتی - یونیورسٹی کی تحریک پر دو عیدیں گذر گئیں تاہم تیسری عید الفطر کے چاند سے پہلے اس عید کا چاند نظر آگیا

ہم تو اسے کامریڈ کا احسان سمجھتے ہیں کہ نہیں معلوم کتنے اصرار و مواعید کے بعد اس نے جرأت کر کے اور تمام زحمت اٹھا کر اسے شائع کردیا ہے ' بقیہ اخبار کو شکایت کیوں ہے ؟

اوائی شکایتیں ہوئیں ' احساں ہوگیا

رہی اردو ترجمہ کے ساتھہ نہ ہونے کی شکایت ' تو کامریڈ کے فرائض میں تو یہ داخل نہ تھا ' علی گڈہ گزٹ میں اسکا اردو ترجمہ مسلسل چھپ رہا ہے - بہتر ہوگا کہ بقیہ اخبار ' زمیندار اور وکیل وغیرہ بقدر الاستطاعت معاصرین بھی اسکو مسلسل اپنے اپنے اخباروں میں چھاپدیں ' تاکہ تمام قوم کو اسپر غور کرنے اور اپنی رائے دینے کا موقعہ ملے -

علی گڈہ گزٹ اسے ترجمے کو مستقل رسالہ چھاپکر مشتہر کردے تو یہ بھی مفید ہوگا -

---

دہلی سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں

" آپ جو کچھہ لکھہ رہے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں مگر یہ تو ٹھیک نہیں کہ اب آپ نے سید امیر علی صاحب پر بھی اعتراضات شروع کردیے - "

لیکن ہم کو یاد نہیں کہ ازراہ آنریبل سید امیر علی صاحب کی نسبت ہم نے کوئی اعتراض کیا ہے ' البتہ کسی دہلی اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ لکھا تھا ' لیکن اسکا مطلب شاید ہمارے احباب سمجھے نہیں - مقصود یہ تھا کہ لیگ نے دہلی کے اجلاس کیلئے انکو بلانا چاہا اور بجائے اسکے کہ پرائیوٹ طور پر خرچ سفر کا انتظام کردیتی ' انکے مصارف سفر کیلئے ایک ملکی چندے کی فہرست کھولدی - یہ کیسی معیوب اور پست آدمیوں کے درجے سے گری ہوئی بات تھی ! کانگرس بھی اپنے ممبروں کو زر نقد دیکر انگلستان بھیجتی

الہلال

شرح اجرت اشتہارات

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ ۲۶ روپیہ	فی کالم ۱۴ روپیہ	نصف کالم ۸ روپیہ
ایک ماہ " "	۲۲ "	۱۲ "	۷ "
تین ماہ	۱۸ "	۱۰ "	۶ "
چھہ ماہ " "	۱۵ "	۸ "	۵ "
ایک سال " "	۱۲ "	۶ "	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے بیچ سمیت بر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے بمقابلہ مقصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی یا مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

کامیاب حاصل کرکے (شیخ عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا - تعجب ہے کہ عثمانی گورنمنٹ نے کیونکر اسکو جائز رکھا کہ اسکے سامنے میں ایک بدبخت وطن فروش بلا روک کے قید کر لیا جائے - حالانکہ جو فرنگیوں نے وطن فروشوں کا ماویٰ وملجا ہے - ہر ملک کے اردنی جواہ جمع ہوئے رہے لیکن کبھی اس نے گوارا نہیں کیا کہ انکی حکومتوں کو انکو قید حاصل کرنے کا موقع دیا جاسکے -

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز خبر کا یہ حصہ ہے کہ (طینن) نے اس مسائل کی مخالفت کی تھی ' اس جرم میں اسکی اشاعت روکدی گئی -

قاہرہ میں بھی دار وگیر کا سلسلہ قایم ہے - پچھلے واقعہ میں (علی مہدی کامل) بچکر نکل گئے ہیں - لیکن اب (اللوا) کی اشاعت بند کردی گئی - چار نئے شخصوں کو بجرم سازش گرفتار بھی کیا گیا ہے -

لارڈ کچنر کے تقرر پر جن لوگوں نے ہاوس اف کامنس میں اعتراض کیا تھا - غالباً اب انکی تسلی ہوگئی ہوگی کہ ایک فوجی افسر کو ملکی عہدے پر بھیجنے کی کس درجہ ضرورت تھی ؟

مسٹر چرچل نے (نیول ووٹ) کی بحث میں بیان کیا تھا کہ اسکندریہ میں بار پیڈو کشتیوں کی ایک نئی اسٹیشن بنائی جائیگی ' اسپر مصر کی وطنی جماعتوں میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہم نے الہلال کی پچھلی اشاعت کے آخری کالموں میں لکھا تھا کہ جلسے منعقد کرکے اعتراضی رزولیوشن پاس کیے جا رہے ہیں (اللوا) نے ایک سلسلہ آرٹیکلوں کا شروع کردیا تھا جسمیں اس تجویز پر ناراضگی ظاہر کی جاتی تھی - اب بیان کیا گیا ہے کہ (اللوا) کے بند کردینے کیلئے ایک بڑا الزام اسپر یہ لگایا گیا ہے کہ وہ محض (انڈینیشن) اور (محمدن) کے فرضی نام سے شائع کیے گئے اور بالکل اختراعی ہیں ' ورنہ ملک میں کسی اصلی ناراضگی اور جوش کا وجود نہیں - اگر ایسا ہوتا تو " دی ایجپشن گزٹ " بھی مخالفت کرتا

" دی ایجپشن گزٹ " سے غالباً (المقطم) مراد ہے جو قاہرہ سے شائع ہوتا ہے - ہم اس شہادت کو ضرور اسکا درجہ دیدیتے ' لیکن جب دیکھتے ہیں کہ (المقطم) شام کے عیسائی احباب فرنگیوں کا ارگن ' اور انگریزی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے تو اس شہادت کی قیمت ظاہر ہوجاتی ہے -

بہرحال ان حالات کے متعلق مصری ڈاک کا انتظار کرنا چاہئے -

غازی (انور) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبروں کا مجموعہ مع تصویر (انور) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جاسکتا ہے -

منیجر

مغرب اقصی

تکم ستمبر کو طنجہ کی ایک خبر سے ظاہر ہوا تھا کہ (الہبا) نے فرانسیسی قیدیوں کو رہا کردیا اور وہ پھر (العلسوی) کے پاس آگئے ہیں لیکن اسکے بعد اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی اسی تاریخ کی تار برقی ہے کہ کرنیل منگن نے جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے (الہبا) کی فوج سے مقابلہ کیا اور انہیں سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا -

مراکو میں اس وقت کو ۵۸ ہزار فرانسیسی فوج موجود ہے جسمیں ۴۲ ہزار نصف مغربی حصے میں ہے ' لیکن یہ پوری فوجی قوت نئی دعاۓ تحریک کے آگے بالکل بے دست و پا ثابت ہورہی ہے -

فرانس کے موجودہ اضطراب میں اسکے توقعات کی ناگہانی ناکامی بھی پوشیدہ ہے ' پچھلے فوجی غلبے کے بعد پورے وثوق کے ساتھہ یقین کرلیا گیا تھا کہ اب مراکو کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے صاف ہوگیا ہے - گو جنوب کی طرف قبائل کا اجتماع اور نئے مدعی تخت کے نقل و حرکت کی خبریں برابر آرہی تھیں ' اور گو لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے انکو اہمیت دی ہو ' لیکن فرانس کے اندر تو کبھی بھی اہمیت نہیں دی گئی

۵ اگست کو طنجہ سے جو خبریں آئی ہیں ' انمیں فرانسیسی قیدیوں کی طرف سے ایک گروہ نے درخواست ظاہر کی گئی ہے کہ جواہ انکے ساتھہ کیسا ہی سلوک کیا جائے ' مگر اب مراکو پر حملہ نہ کردیا جائے - جگر آج ۶ - کی تار برقیوں میں پھر قیدیوں کیلئے ہر فرانسیسی قلب میں عجیب جوش رن نظر آتی ہے - رائٹر کہتا ہے کہ قیدیوں کی فکر نے نہایت عام اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور سخت قلق و اندوہ میں گرفتار ہیں کہ قیدیوں کی طرف سے کوئی خبر نہیں ملتی - صرف ایک قیدی کی چٹھی ملی ہے کہ جلد ہماری مدد کیلئے فوج بھیجو -

---

اشاعت اسلام کے ہنگاموں میں جو عرصے سے قومی تحریکوں کا ایک رسمی جزو بن گئے ہیں ' اگر اسطرف کوئی واقعی مفید اور نتیجہ خیز واقعہ ہوا ہے تو وہ جناب (خواجہ کمال الدین صاحب) بی اے وکیل لاہور کا سفر انگلستان ہے جسکی خبر الہلال کی اشاعت سے پہلے ناظرین تک پہنچ چکی ہوگی - خواجہ صاحب نے اس بارے میں ہمیں بڑے بڑے توقعات ہیں ' خدا تعالیٰ انکی اس سعی عظیم کو مشکور فرمائے - اس راہ میں علم وفضل سے بھی بڑھکر جس شے کی ضرورت ہے - وہ سچی دینی روح ' اور مذہبی استغراق ہے - اور یہ ایسی جنس کمیاب ہے جو صرف نئے طبقے ہی میں نہیں ' بلکہ ان علما میں بھی - جو آج مذہب کے نام سے اپنی گئی گذری عزت سنبھالے ہوئے ہیں - کالمعدوم ہے - خواجہ صاحب کی نسبت جو توقعات ہمارے دل میں ہیں ' وہ صرف اسلئے ہیں کہ ہمارے عقیدے میں انکا وجود مذہبی زندگی اور دینی استغراق کا ایک سچا نمونہ ہے

ہے - کسی کو بلاتی ہے' تو اسکے مصارف سفر کا بھی انتظام کرتی ہے' لیکن اسطرح تو دو پاؤنڈ کے چندے تو اخباروں میں نہیں چھپتے - پھر لطف کی بات یہ ہے کہ عام چندے کی کارروائی کرنے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہوا اور جو کچھہ ہوا وہ واقف کاروں کو معلوم ہے -

ہم کو خوف ہوا کہ خدا نخواستہ امسال بھی ایسا نہو - باقی رہی سید صاحب ممدوح کی اسلامی خدمات ' تو تمام مسلمانوں کی طرح ہمکو بھی معلوم ہیں' اور انکے دہرانے کی ضرورت نہیں - آپ لوگ تو اسقدر خوش ہونگے کہ وہ لارڈ مارلے کے سامنے ایک ڈیپوٹیشن لیکر گئے' اور مسلم لیگ کے قیام میں شریک غالب رہے - لیکن ہماری نظر میں تو انکی وقعت کی تصویر اس سے بلند تر جگہ پر آویزاں ہے - ہم تو انکی بڑی تعریف اسمیں سمجھتے ہیں کہ مدۃ العمر علی گڈھ کی تحریک سے الگ رہکر اپنے علمی اشغال میں مصروف رہے' اور (سید صاحب) کا عہد اول بھی انکو مرعوب نہ کرسکا - اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ برخلاف مسلمان لیڈروں کی " مسلمہ پالیسی " کے جنگ طرابلس کے موقعہ پر چپ نہ رہسکے' اور اعلانیہ ترکوں کے ساتھہ اپنی صدا بلند کی -

شـــئون عثمـــانيـــه

— * —

بلغـــاریا

بلغاریا بدستور لڑائی کیلئے مضطرب ہے - ۴ ستمبر کو رپوٹر خبر دیتا ہے کہ رعایا نے جنگ کیلئے شورش برپا کر رکھی ہے اور عجب نہیں کہ وزارت کو مجبوراً انکی خواہشوں کے مطابق کام کرنا پڑے - اگر بلغاریا جنگ کیلئے بے چین ہے تو آل عثمان کی تلوار بھی نیام میں پڑی رہنے کی زیادہ خواہشمند نہیں - مگر مشکل یہ ہے کہ یورپ اسکو نہ باہر نکلنے اور نہ اندر رہنے دیتا ہے -

موجودہ پیچیدگیاں فی الحقیقت تمام بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ سازش ہیں - ۷ ستمبر کو سینٹ پیٹرزبرگ سے جو خبریں آئی ہیں اسسے معلوم ہوتا ہے کہ سرویا اور یونان بھی بلغاریا کا ساتھہ دینے کیلئے طیار ہیں -

لیکن اسی تاریخ کو صوفیا سے جو تار آیا ہے اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ شاہ بلغاریا صلح و آشتی کی پالیسی کا اعلان کرتا ہے - جس نے جنگ کے حامیوں کو سمجھایا ہے کہ گورنمنٹ کی مالی حالت اچھی ہو مگر اسکا ارادہ جنگ میں پڑنے کا نہیں -

یـــمـــن

پچھلے ہفتے یمن کی جس تازہ بغاوت کی خبریں آئی تھیں انکی اب مزید تفصیل یہ آئی ہے کہ ۲۲ - اگست کی لڑائی میں مہدی ادریسی کی طرف سے ۸۰۰۰ باغی جنگ میں شریک تھے' لیکن شکست کھا کر بھاگے - ۱۰۰ سے زیادہ باغی ہلاک اور زخمی ہوئے اور ترکوں کے ۴۷ - اور ۸۹ -

باغیوں کے طرز جنگ سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ سب (اٹلی) کی تعلیم کا نتیجہ تھا -

بـلـغـاریـا اور تـرکی

ترکی بلغاریہ جو نازک حال پیدا ہو گیا ہے اسکے نئے نئے گوشے اب نمایاں ہو رہے ہیں - ۷ ستمبر کو رپوٹر خبر دیتا ہے کہ ترکی اور بلغاریہ کی سرحدی جنگ کا بھی آغاز ہوگیا' جسمیں ترکوں کے سات آدمی شہید اور ۱۳ - زخمی ہوئے -

تـــار عـنـکـبـوت

حکیم (سولن) نے حکومتوں اور قوموں کے باہم قول و قرار اور معاہدوں کی کیسی اچھی مثال دی ہے - جبکہ وہ کہتا ہے کہ یہ مکڑی کا جالا ہیں ' جو اپنے سے قوی کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن ضعیف ملے تو اولجھا بھی لیتا ہے -

یورپ کے معاہدوں کا یہی حال ہے - حال میں جس وقت فرانس اور روس میں بحری معاہدہ ہو رہا تھا تو (انکورٹی پیرس) کے نائب نے (مسٹر لائیڈ جارج) روسی عملۂ بحری کے افسر سے ملکر پوچھا

" کیا روسی حکومت عملی اس میں کامیاب ہو سکے گی کہ (دردانیال) سے بلا تعرض اپنے جنگی بیڑے کی آمد و رفت جاری رکھے ؟ "

(مسٹر) نے جواب میں یوں کہا

" تم بھی عجب آدمی ہو' اس کاغذی عہد و پیمان سے ہوتا کیا ہے ؟ جسکا ایسا قبضہ ہوگا وہ ضرور اپنے اغراض کے مطابق کاربند ہوگا - قوت ہی سب سے بڑا حاکم ہے - وہی وقت پر بتلادے گا کہ یوں کرو' اور یوں نکرو - "

مصر کی حزب الوطنی کے مصائب

(لارڈ کچنر) کے تقرر نے مصر کے باہر طرابلس میں بھی اپنی ضرورت ثابت کردی' اور مصر کے اندر بھی -

خدیو مصر اور لارڈ کچنر کے قتل کی بیان کردہ سازش میں ۱۸ برس کے لڑکوں کو پندرہ پندرہ برس کی با مشقت قید کی سزائیں مل چکیں - لیکن اسکے بعد پھر گمنام اشتہارات مصر کی سڑکوں پر چسپاں پائے گئے اور انکی جستجو میں پولیس مصروف ہوگئی - معلوم ہوا کہ حزب الوطنی کے نئے مرکز (قسطنطنیہ) سے چھاپکر بھیجے گئے ہیں -

پچھلے دنوں جب (فرید بک) پریسیڈنٹ حزب الوطنی اور (شیخ عبد العزیز جاویش) ایڈیٹر (العلم) پر گورنمنٹ مصر نے مقدمات قائم کئے' تو دونوں پوشیدہ نکلنے بعد دیگرے ترکی چلے گئے اور وہاں سے (الہلال العثمانی) روزانہ اخبار ترکی اور عربی میں جاری کیا - فرید بک تو یورپ چلے گئے مگر انہوں نے بھی ایک مستقل و وقیع اخبار (سائکل) کی حمایت حاصل کرکے انگلستان کی مصری پالیسی پر نہایت ہنگامہ خیز مضامین لکھنا شروع کردئے -

اس ہفتے کی نہایت تعجب انگیز خبر ہے کہ مصری گورنمنٹ نے قسطنطنیہ میں دفتر الہلال کی تلاشی لی اور متعدد مطلب

(۱)

امر اول کی نسبت گذارش ہے کہ یہ تو جناب نے اس بنیادی اصول کو چھوڑ دیا، جس پر ہم (الہلال) کی پوری عمارت کھڑی کرنی چاہتے ہیں - آپ کہیں کہ محراب خوشنما نہیں تو ممکن ہے کہ ہم بدلدیں، لیکن اگر آپکی خواہش ہو کہ بنیاد کا پتھر بدل دیا جائے تو معاف فرمائیے، اسکی تعمیل سے معذور ہیں - انسانی اعمال کی خواہ کوئی شاخ ہو، ہم تو اسے مذہب ہی کی نظر سے دیکھتے ہیں - ہمارے پاس اگر کچھ ہے تو صرف قرآن ہی ہے - اسکے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے - ساری دنیا کی طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں، اور تمام آوازوں سے کان بہرے ہیں - اگر دیکھنے کیلئے روشنی کی ضرورت ہے، تو یقین کیجئے کہ ہمارے پاس تو (سراج منیر) کی بخشی ہوئی ایک ہی (روشنی) ہے، اس سے ہٹا دیجئےگا تو بالکل اندھے ہوجائیں گے

كتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمات الى النور (۱۴ ۱)

قرآن ایک کتاب ہے جو تم پر نازل کی گئی، اسلئے کہ انسان کو تاریکی سے نکالے اور روشنی میں لائے -

آپ فرماتے ہیں کہ پولیٹکل مباحث کو مذہبی رنگ سے الگ کردیجئے، لیکن اگر الگ کردیں تو ہمارے پاس باقی کیا رہجاتا ہے؟ ہم نے تو اپنے پولیٹکل خیالات بھی مذہب ہی سے سیکھے ہیں - وہ مذہبی رنگ ہی میں نہیں، بلکہ مذہب کے پیدا کیے ہوے ہیں، ہم انہیں مذہب سے کیونکر الگ کردیں؟ ہمارے عقیدے میں تو ہر وہ خیال، جو (قرآن) کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو، ایک کفر صریح ہے اور پالیٹکس بھی اسی میں داخل ہے - افسوس ہے کہ آپ حضرات نے (اسلام) کو کبھی بھی اسکی اصلی عظمت میں نہیں دیکھا ما قدروا الله حق قدره - ورنہ اپنی پولیٹکل پالیسی کیلئے نہ تو گورنمنٹ کے دروازے پر جھکنا پڑتا، اور نہ ہندؤں کے اقتدا کرنے کی ضرورت پیش آتی - اسی سے سب کچھ سیکھتے، جسکی بدولت تمام دنیا کو آپ نے سب کچھ سکھلایا تھا - (اسلام) انسان کیلئے ایک جامع اور اکمل قانون لیکر آیا، اور انسانی اعمال کا کوئی منازعہ ایسا نہیں جسکے لئے وہ حکم نہو - وہ اپنی توحید تعلیم میں نہایت غیور ہے، اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اسکی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں - مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی، سیاسی ہو یا معاشرتی، دینی ہو یا دنیاوی، حاکمانہ ہو یا محکومانہ، وہ ہر زندگی کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ دنیا کا آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہوسکتا - وہ خدا کی آواز اور اسکی تعلیم گاہ خدا کا حلقۂ درس ہے - جس نے خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا وہ پھر کسی انسانی دستگیری کا محتاج نہیں - یہی وجہ ہے کہ (قرآن) نے ہر جگہ اپنے تئیں امام مبین، حق الیقین، نور، کتاب مبین، تبیاناً لکل شی، بصائر للناس، ھادی الی السبیل، جامع اصراف و امثال، بلاغ للناس، حاوی

تعبیر و نور، اور اسی طرح کے ناموں سے بیان کیا ہے - اکثر موقعوں پر کہا کہ وہ ایک روشنی ہے، اور روشنی جب نکلتی ہے تو ہر طرح کی تاریکی دور ہوجاتی ہے، خواہ مذہبی گمراہیوں کی ہو خواہ سیاسی

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ويخرجهم من الظلمات الى النور ويهديهم الى صراط المستقيم (۵ ۱۸)

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور ہر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - اللہ اسکے ذریعے سلامتی کے راستوں پر ہدایت کرتا ہے اسکی، جو اسکی رضا چاہتا ہے اور اسکو ہر طرح کی گمراہی کی تاریکی سے نکالکر ہدایت کی روشنی میں لاتا اور صراط المستقیم پر چلاتا ہے -

دنیا میں کونسی کتاب ہے جس نے خود اپنی زبان سے اپنی نسبت ایسے عظیم الشان دعوے کیے ہوں؟ اس آیت میں صاف صاف بتلادیا ہے کہ قرآن مجید روشنی ہے، اور روشنی ہے تو تمام انسانی اعمال کی تاریکیاں صرف اسی سے دور ہوسکتی ہیں - پھر کہا کہ وہ ہر بات کو کھلے کھلے طور پر بیان کردینے والی ہے، اور انسانی اعمال کی کوئی شاخ ایسی نہیں، جسکے لئے اسکے اندر کوئی فیصلہ نہو - اس ٹکڑے کی مانند دوسری جگہ کہدیا کہ

ولقد جئناهم بكتاب فصلناه على علم هدى ورحمة لقوم يؤمنون (۷ ۵)

بیشک ہم نے انکو کتاب دی، جسکو ہم نے علم کے ساتھ مفصل کردیا ہے وہ ہدایت بخش اور رحمت ہے ارباب ایمان کیلئے -

اسکے بعد پہلی آیت میں قرآن کو "سبل السلام" بتلانے والی بتلایا کہ وہ تمام سلامتی کی راہوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اور اگر آپکے سامنے پولیٹکل اعمال کی بھی کوئی راہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکی سلامتی آپکو قرآن سے نہ ملے - پھر کہا کہ وہ انسان کو تمام گمراہیوں کی تاریکی سے نکالکر ہدایت کی روشنی میں لاتی ہے، اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پولیٹکل گمراہیاں صرف اسلئے ہیں کہ ہم نے قرآن کے دست رہنما کو ایک اپنا ہاتھ سپرد نہیں کیا، ورنہ تاریکی کی جگہ آج ہمارے چاروں طرف روشنی ہوتی - آخر میں کہدیا کہ وہ "صراط المستقیم" پر لیجانے والی ہے اور "صراط المستقیم" کی اصطلاح قرآن کی زبان میں ایسی جامع و مانع ہے، کہ ساری دنیا اسی کے اندر سمجھئے -

افسوس ہے کہ یہ طول بیانی کا موقعہ نہیں ورنہ اس بحث نے سینکڑوں آیتیں دماغ کے سامنے کردی ہیں، ایک جگہ فرمایا

انزلنا عليك الكتاب تبياناً لكل شي وهدى ورحمة لقوم يؤمنون (۱۶ ۱۹)

(اے پیغمبر) ہم نے تجھپر کتاب اتاری جو ہر چیز کو کھول کھولکر بیان کردینے والی ہے اور سر ہدایت بخش اور رحمت ہے صاحبان ایمان کیلئے

(سورۂ یوسف) کے آخری رکوع میں فرمایا

وما كان حديثاً يفترى — قرآن کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے

۸ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

الہلال کے مقاصد اور

پولیٹکل تعلیم

کی نسبت ایک خط ' اور اسکا جواب

— * —

اس ہفتے ہمارا ارادہ تھا کہ اس موضوع پر کچھ لکھیں گے ' لیکن ایک بزرگ دوست کی تحریر نے اور زیادہ ضرورت پیدا کردی - وہ لکھتے ہیں .

" ... . ان سات نمبروں کو بغیر ایک حرف چھوڑے ہوے پڑھ لینے کے بعد بھی صاف صاف معلوم نہیں ہوتا کہ آپ قوم کو کس قسم کی پولیٹکل تعلیم دینا چاہتے ہیں ؟ ایک بہت بڑا بنیادی اصول جو آپکا معلوم ہوتا ہے - اور اسی نے آپکی بے انتہا عزت میرے دل میں پیدا کردی ہے - وہ یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے تمام امراض کا علاج مذہب اور قرآن کو سمجھتے ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ ان میں اسلام کی اصلی نہ کہ رسمی روح پیدا کی جاے - اس اصول کو اور بھی بہت سے لوگ جانتے اور کہتے ہیں مگر سچ یہ ہے کہ آپسے بڑھکر اسکو کوئی عمل میں نہیں لا سکتا - ابھی صرف چند تحریریں ہی آپکی نکلی ہیں لیکن انہی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی نظر قرآن مجید اور اسکے حقائق و معارف پر کیسی وسیع اور گہری ہے ؟ لیکن معاف کیجیے گا ' آپ اپنے مذہبی رنگ میں پالیٹکس کو بھی خلط ملط کر دیتے ہیں اور اسطرح ملادیتے ہیں کہ پہچان مشکل ہو جاتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ میری طرح الہلال کے بہت سے ناظرین کو بھی یہ الجھن پریشان کرتا ہوگا - بس آپکو چاہئے کہ سب سے پہلے آپ اپنی پالسی کی تشریح کردیں اور کم از کم پولیٹکل تعلیم کو مذہبی تعلیم سے الگ کرکے صاف صاف بتلادیں کہ آپ قوم کو کس راہ لیجانا چاہتے ہیں ؟ ایک راستہ تو وہ ہے جسپر آجتک چلتے رہے - دوسرا راستہ اعتدال پسند ہندؤں کا ہے جو برٹش شہنشاہی کو قائم رکھکے اپنے حقوق طلب کرتے ہیں - تیسری جماعت ان ہندی انارکسٹوں کی ہے جو بم کے گولے اور ریوالور چلاکر ہندوستان کو انگریزوں سے خالی کرنا چاہتے ہیں - براہ کرم آپ بتلادیں کہ آپ کس جماعت میں ہیں اور کس کے ساتھ ہمکو کھڑا کرنا چاہتے ہیں ؟ ... . اس وقت ہم تو آپ کا ساتھ دینگے اور یا مذہبی تعلیم میں تو شریک رہیں گے اور پولیٹکس میں الگ ہو جائیں گے . ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کسقدر دنوں آپنے جو ایک اتنا بڑا کام شروع کیا ہے آپکی صداقت اور خلوص نیت میں بھی شک نہیں اور علم و فضل ' علی الخصوص مذہبی معلومات کا درجہ تو ہر ایک کی تعریف سے بھی بلند ہے - یہ چیزیں ہمیشہ ہماری بد قسمت قوم کو میسر نہیں آتیں ' ایسا نہو کہ خدا نخواستہ یہ تمام چیزیں ضائع جائیں اور قوم آپکی فائدوں سے محروم ہو جاے ——— "

ہمارا ارادہ تھا کہ سب سے پہلے الہلال کے مقاصد پر ایک جامع سلسلہ مضمون شروع کرینگے ' اور ایک عجیب صورت میں بتلائیں گے کہ ہمارے سفر کے حدود و مقاصد کیا کیا ہیں ؟ انکی بعض منزلیں درمیان میں ایسی آگئیں جنکے لیے اخبار کو جلد تر حرکت ہوی اور مقصد سے پہلے اصل کتاب شروع کردینی پڑی - لیکن ہم اپنے مکرم دوست کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس ضروری سوال کو چھیڑدیا -

* * *

انہوں نے جن الفاظ میں میری مذہبی افکار و تحریرات کی تعریف کی ہے ' یہ انکا بزرگانہ حسن ظن ہے ' لیکن بلا مبالغۂ انکسار عرض کرتا ہوں کہ اسکی اہلیت کسی طرح اپنے اندر نہیں پاتا - ممکن ہے کہ مذہبی باتیں تھوڑی بہت مجھے معلوم ہوں ' لیکن قرآن کریم کے معارف تو اتنے ارزاں نہیں ' جسکو میں اپنی حرف شناسی دیکر خرید سکوں - میں تو انکے خط میں اپنی نسبت ایسے الفاظ دیکھکر بے اختیار کانپ اٹھا - اگر اسکے حقائق و اسرار کے فہم کیلئے عربی دانی کی ضرورت ہوتی ' تو میں عربی کچھ نہ کچھ سمجھ لیتا ہوں اگر مذہبی معلومات کی ضرورت ہوتی ' تو انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرتا - اگر کتب تفاسیر کے مطالعے کی ضرورت ہوتی تو کتابوں کی میرے پاس کمی نہ تھی - لیکن اسکے لئے یہ تمام باتیں بیکار ہیں یہاں پہلی شرط (اتقا) اور (تزکیۂ قلب) ہے ' اور ساری محرومی اسمیں ہے کہ اسی سے محروم ہوں - جو دل زاد تقوی سے محروم ' اور ہواے نفسانی و آلایش دنیا پرستی میں گرفتار ہے ' وہ ایک لمحہ کیلئے بھی قرآن کے حقائق و معارف کا تجلی گاہ نہیں بن سکتا - علم و فضل اسکے لئے بالکل بیکار ہے ' اور ذہن و دماغ کو یہاں کوئی نہیں پوچھتا : ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

از منطق و حکمت نگشاید در مقصود
اینہا ہمہ آرایش افسانہ عشق است

یقین فرمائیے کہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں بالکل سچ ہے - قرآن کے اسرار و معارف میں ' ایک غیر متقی انسان کیلئے کوئی حصہ نہیں ' گو وہ علم و فضل کے تمام مدارج طے کرلے - انصاف فرمائیے کہ جب حالت یہ ہو تو پھر میری اس مقام میں کیا ہستی ہے ؟

* * *

انکے خط میں تین باتیں قابل غور ہیں ——

(۱) پولیٹکل معاملات مذہبی تعلیم سے الگ ہونے چاہئیں

(۲) ہندوستان میں اس وقت جو پولیٹکل گروہ موجود ہیں انمیں سے الہلال کس کا ساتھ دیتا ہے ؟

اور (نوح) نے تدبیروں کی بارش میں اسکا وعظ کہا - ابراہیم نے اسی کی بنانی کیلئے قربانگاہ بنائی ' اور (اسماعیل) نے اسکے لئے اپنی جان دی - (یوسف) نے مصر کے قید خانے میں جب ایک ساتھی نے پوچھا تو اسی راہ کی اُس نے رہنمائی کی ' اور (موسیٰ) جب وادی ایمن میں روشنی کیلئے بیقرار ہوا تو اسی راہ کی تجلی ایک شجر درخت کے اندر نظر آئی - (انجیل) کا اسرائیلی وعظ جب یروشلم کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھا تو اسکی نظر اُسی راہ پر تھی - اور پھر جب فاران (سعیر) سے چمکا اور (فاران) کی چوٹیوں پر نمودار ہوا تو یہی راہ تھی جسکی طرف اُس نے دنیا کو دعوت دی

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً و الذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه (۴۲ : ۱۱)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ٹھہرایا ہے جسپر چلنے کا اُس نے نوح کو حکم دیا اور اے پیغمبر وہی تمہاری طرف اتارا گیا اور اُسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ اس دین کے راستے کو قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا -

یہی وہ راہ ہے ' جسکی نسبت (یوسف صدیق) نے قید خانۂ مصر میں یہ کہکر اپنا وعظ ختم کیا تھا کہ

ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۱) -

یہی سیدھا راستہ ہے ' مگر بہت ہیں جو نہیں جانتے -

اور جسکی نسبت (داعی اسلام) کو حکم ہوا تھا کہ کہدے

هذه سبیلی ' ادعوا الی الله ' علی بصیرة انا ومن اتبعنی (۱۲ : ۱۰۸)

میرا راستہ یہ ہے - میں سب کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں - میں ' اور جو لوگ میرے پیرو ہیں سب عقل و بصیرت کے ساتھ اسی دین کے راستے پر ہیں -

الحمدللہ کہ ہم " ومن اتبعنی " کے زمرے میں داخل ہیں اور اسی لئے خدا کی قرار دی ہوئی ان بندوں انسانی راہوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے ' بلکہ اسی خدائی راہ الٰہی کی طرف دعوت دیتے ہیں - یہ (قرآن) کی بتلائی ہوئی راہ صراط المستقیم ہے ' اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی عمل و اعتقاد کیلئے بھی اس کتاب کے سوا کسی دوسری جماعت یا تعلیم کو اپنا رہنما بنائے ' وہ مسلم نہیں بلکہ (شرک فی صفات اللہ) کی طرح (شرک فی صفات القرآن) کا مجرم ' اور اسلئے (مشرک) ہے والحمد للہ الذی هدانا لهذا ' وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله (۷ : ۴۲)

مسلمانوں کے سامنے خود انکی پولٹیکل راہ موجود ہے

آپ پوچھتے ہیں کہ " آجکل ہندؤں کے دو پولٹیکل گروہ موجود ہیں ' ان میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں ؟ " گذارش ہے کہ ہم کسی کے ساتھ نہیں بلکہ صرف خدا کے ساتھ ہیں - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اسکے پیروؤں کو اپنی پولٹیکل پالیسی قائم کرنے کیلئے ہندؤں کی پیروی کرنی پڑے - مسلمانوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی شرم انگیز سوال نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسروں کی پولٹیکل تعلیموں کے آگے جھک کر نیا راستہ پیدا کریں - انکو کسی جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں ' وہ خود دنیا کو اپنی جماعت میں شامل کرنے والے اور اپنی راہ پر چلانے والے ہیں ' اور صدیوں تک چلا چکے ہیں - وہ خدا کے سامنے کھڑے ہوجائیں تو ساری دنیا انکے آگے کھڑی ہوجائیگی - انکا خود اپنا راستہ موجود ہے - راہ کی تلاش میں کیوں اوروں کے دروازوں پر دھکّے کھاتے پھریں ؟ خدا انکو سر بلند کرتا ہے تو وہ کیوں اپنے سروں کو جھکاتے ہیں ؟ وہ خدا کی جماعت ہیں اور خدا کی عزت (والعزة لله) کبھی بھی گوارا نہیں کرسکتی کہ اسکی جماعت کے جھکنے والے سر غیروں کے آگے بھی جھکیں ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء (۴ : ۲۱۷)

مگر یہ راہ کس طرف لیجانا چاہتی ہے ؟

پس (الہلال) کی اور تمام خدا پرستوں کی طرح پالیٹکس میں بھی یہی دعوت ہے کہ نہ تو گورنمنٹ پر بیجا اعتماد کیجئے اور نہ ہندؤں کے حلقۂ درس میں شریک ہوجئے ' صرف اس راہ پر چلئے جو اسلام کی بتلائی ہوئی صراط المستقیم ہے -

(۱) اسلام کا اساس اولین اصولِ توحید ہے - وہ سکھلاتا ہے کہ صرف خدا کو مانو ' اور صرف خدا کے آگے جھکو ' اُسی سے مدد مانگنی چاہئے اور اُسی کی اعانت پر اعتماد کرنا چاہئے (ایاک نعبد و ایاک نستعین) جس طرح خدا کی ذات کو ایک ماننا توحید میں داخل ہے ' اسی طرح اسکی صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا جزو توحید ہے - پس خدا کے سوا کوئی نہیں جسکا حکم انتہائی حکم ہو ' کوئی نہیں جو عاجزی و تذلل کا مستحق ہو ' کوئی نہیں جسکی جبروت و عظمت کے آگے خوف و ڈرا کی گنجائش ہو ' اور کوئی نہیں جو ڈرنے اور خوف کرنے کے لائق ہستی ہو -

(۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا اور دنیا میں انکی نیابت اور خلافت بخشی ' پس اپنے درجے کو ہر مسلمان محسوس کرے اور افسردگی ' بے ہمتی ' خوف و مرعوبیت کی جگہ اپنے اندر بلندی ' خود داری ' طاقت و استحکام پیدا کرے -

(۳) خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عادلانہ قوت قرار دیا اور فرمایا کہ (جعلناکم امة وسطا) کہ انکا ہر کام عدل و اعتدال پر مبنی ہوگا ' پس مسلمانوں کو ہر موقعہ پر میانہ روی اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہئے -

(۴) مسلمان دنیا میں صلح و امن کا پیغام ہیں ' انکی تلوار بھی اٹھائی ہے تو صلح کی حمایت میں - پس فتنۂ و فساد اگر اوروں کیلئے مرغوب و محبوب ہے ' تو انکے لئے تو مغضوب اور فسق ہے - دنیا میں جن قوموں نے فتنۂ و فساد کو اختیار کیا وہ قہر الٰہی سے مغضوب و مردود ہوگئے -

ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیء وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون (۱۲ : ۱۱۱)

بلکہ جو کتابیں اس سے پہلے کی موجود ہیں انکی تصدیق کرتا ہے اور اسمیں ارباب ایمان کیلئے ہر چیز کا تفصیلی بیان اور ہدایت اور رحمت ہے

ایک اور جگہ ارشاد ہوا

ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون (۳۹ : ۲۹)

ہم نے انسان کے سمجھانے کیلئے اس قرآن میں سب طرح کی مثالیں بیان کردیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں -

ان آیات میں قرآن کا دعوی بالکل صاف ہے - وہ ہر طرح کی تعلیمات کیلئے اپنے تئیں ایک کامل معلم ظاہر کرتا ہے - پھر اسکی تعلیم صاف اور غیر پیچیدہ ہے، بشرطیکہ اسپر تدبر اور تفکر کیا جائے

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا (۱۸ : ۱)

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جسنے اپنے بندے پر قرآن اتارا اور اسمیں کسی طرح کی پیچیدگی نہ رکھی -

پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ اسنے ہماری زندگی کے ایک ضروری حصے یعنی سیاسی اعمال کیلئے دوسروں کے دروازوں کے سائل بنیں، حالانکہ خود قرآن اپنے تئیں ایک حکم اور ایک امام مبین ہے -

وکل شیء احصیناہ فی امام مبین (۳۶ : ۱۱)

اور ہر چیز کو ہم نے اس کتاب واضح (قرآن) میں جمع کردیا ہے

دوسری جگہ اسکو تمام امور کیلئے قول فیصل بیان کیا

انہ لقول فصل وما ھو بالھزل (۸۶ : ۱۳)

بیشک یہ قرآن ایک قول فیصل ہے تمام اختلافات و اعمال کے لئے - وہ کوئی بے معنی اور فضول بات نہیں -

مسلمانوں کی ساری مصیبتیں صرف اس غفلت کا نتیجہ ہیں کہ انہوں نے اس الہی تعلیم گاہ کو چھوڑدیا، اور سمجھنے لگے کہ صرف روزہ و نماز کے مسائل کیلئے اسکی طرف نظر اٹھانے کی ضرورت ہے رہا اپنے تعلیمی، تمدنی، اور سیاسی اعمال سے اسے کیا سروکار؟ لیکن وہ جسقدر قرآن سے دور ہوتے گئے اتنا ہی تمام دنیا ان سے دور ہوتی گئی اور جس راہ میں قدم اٹھایا گمراہی کی ظلمت سے دو چار ہوئے - اس وقت کی نسبت گویا پہلے ہی قرآن نے کہدی تھی

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (۲۵ : ۴۳)

قیامت کے دن رسول اللہ عرض کرینگے کہ خدایا میری امت نے اس قرآن کو بیکار سمجھا (اور اسپر عمل نہیں کیا)

ہم نہیں سمجھتے کہ اگر نزول قرآن کے وقت مشرکین مکہ اس سے اعراض و اغماض کرتے تھے تو اسمیں اس سے زیادہ کیا تمرّد اور سرکشی تھی، جتنی آج صدیوں سے تمام مسلمانان عالم، اور انکا ہر طبقہ، خواہ وہ مدعیان ریاست دینی کا ہو، یا مسند نشینان بیعت و مریدی کا، بلا استثنا کررہا ہے؟ وہ اگر قرآن کی تلاوت کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے تاکہ سننے کے اندر شور مچاتے اور تالیاں پیٹتے تھے کہ اسکی آواز انکے سننے میں نہ آئے، تو آج خود مسلمان کانوں کی جگہ دلوں کو بند کئے ہوئے ہیں، اور شور مچانے کی جگہ گو خاموش ہیں مگر اپنے نفس کے انسانی ہنگاموں کا ایسا غل مچا دیا ہے، کہ خدا کی آواز کسی کے کان میں نہیں پڑتی

واذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالآخرۃ حجابا مستورا وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی آذانھم وقرا واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوا علی ادبارھم نفورا (۱۷ : ۸۴)

اے پیغمبر! جس وقت تم قرآن پڑھتے ہو، ہم تم میں اور ان لوگوں میں جنہیں آخرت کا یقین نہیں ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں - نیز انکے دلوں پر غلاف ڈالدیتے ہیں تاکہ قرآن سمجھ نہ سکیں، اور انکے کانوں میں گرانی پیدا کردیتے ہیں تاکہ سن نہ سکیں -

پس اگر آپکو یہ خلجان پریشان کئے ہوئے ہے تو افسوس ہے کہ ہم اسے دور نہیں کرسکتے - اگر ہم کو اپنے مقاصد کے بالتفصیل بیان کرنے کی مہلت نہیں ملی تو مضائقہ نہیں، وہ بہت مختصر لفظوں میں بھی آج سنائے جاسکتے ہیں - ہم بالاختصار عرض کردیتے ہیں کہ الہلال کا مقصد اصلی اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو انکے تمام اعمال و معتقدات میں صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور خواہ تعلیمی مسائل ہوں، خواہ تمدنی - سیاسی ہوں، خواہ اور کچھ - وہ ہرجگہ مسلمانوں کو صرف مسلمان دیکھنا چاہتا ہے - اسکی صدا صرف یہی ہے کہ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم (۳ : ۵۷) اس بات اللہ کی طرف آؤ جو ہم اور تم، دونوں میں مشترک ہے، اور جس سے اسی کو اعتقاداً انکار نہیں، مگر عملاً یہ حال ہے کہ

الذین قالوا آمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم (۵ : ۴۵)

انہوں نے زبانسے تو کہدیا کہ ہم ایمان لائے ہیں، لیکن انکے دلوں میں ایمان نہیں -

خدا تم کو اپنے کلام کے آگے سربلند کرتا ہے - تم کیوں اس سے گردن موڑ کر انسانوں کے آگے ذلت کا سر جھکاتے ہو؟ اسکے سوا (الہلال) کی کوئی تعلیم اور کوئی مقصد نہیں ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین (۴۱ : ۳۴) [اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف دعوت دے اور عمل اچھے کرے اور کہے کہ میں مسلمین ہوں]

(۲)

آپکا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں پولیٹکل خیالات کے تین راستے موجود ہیں، (الہلال) کس راہ پر قوم کو چلانا چاہتا ہے؟ پھر آپنے انکو گنوا بھی دیا ہے - لیکن افسوس ہے کہ آپ ایک چوتھی راہ کو بالکل بھول گئے - یہ تین راستے تو آج آپکے سامنے نمودار ہوئے ہیں، مگر وہ چوتھی راہ تو وہ قدیمی راہ ہے، جسپر چلکر ہزاروں ہستیاں منزل مقصود تک پہنچ چکی ہیں - آسمان و زمین کے فاطر نے جس وقت انسانوں کو آنکھیں دیکھنے کیلئے عطا فرمائیں اسی وقت اسکے سامنے یہ راہ بھی کھولدی تھی - (آدم) نے اسپر قدم رکھا

اور نہ کسی انسانی گروہ کا اتباع و تقلید ہے ' بلکہ اس رب العالمین ' نے - جس نے کتاب و حکمت اور عدل و میزان کے ساتھہ اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجا - یہ راہ ہمارے سامنے کھولدی ہے - وہ اگر توفیق بخشے تو اسکی دی ہوئی زندگی کو اسی دعوت حق میں ختم کردینا چاہیے ہیں - نہ کسی سے جنگ ہے ' نہ کسی سے مناقشہ - نہ صلہ کی توقع ' اور نہ داد کی امید - اس راہ کے (داعی کریم) کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ہمارے سامنے موجود ہے ۔

فادع ' واستقم کما امرت	(اے پیغمبر) تو انکو دعوت دے ' اور
ولا تتبع اھواءھم '	جو حکم دیا گیا ہے اسپر قائم ہو جا '
وقل آمنت بما انزل اللہ	انکی خواہشوں پر نہ چل ' اور انکو کہدے
من کتاب ' وامرت	کہ تمام اتری ہوئی کتابوں پر میرا ایمان
لاعدل بینکم ' اللہ ربنا	ہے اور مجکو حکم ملا ہے کہ عدل کروں '
وربکم ' لنا اعمالنا ولکم	وہی اللہ ہمارا اور تمہارا ' دونوں کا پروردگار
اعمالکم ' لا حجۃ بیننا	ہے ہمارا عمل ہمارے لئے اور تمہارا عمل
وبینکم ' اللہ یجمع	تمہارے لئے جھگڑے کی کوئی بات
بیننا والیہ المصیر	نہیں ' اللہ ہم سب کو ایک جا جمع کرے گا
(۴۲ : ۱۴)	اور سب کو اسی کے طرف جانا ہے -

اگر (مسلم لیگ) مسلمانونکی مولیٹکل راہنمائی کرنا چاہتی ہے تو اسکو بھی راہ اختیار کرنی چاہیے ' واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم -

---

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

--- * ---

ایڈیٹر کامریڈ کی چٹھی

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الہلال -

جناب من --- جناب والا متعدد مسلم یونیورسٹی کے متعلق بتشریح ہی بہت کچھہ لکھہ چکے ہیں اور گذشتہ نمبر یعنی ۲۵ - اگست کے پرچے میں بھی اس اہم مضمون پر آنجناب نے خامہ فرسائی فرمائی ہے - نہ صرف بہ حیثیت ایک ایڈیٹر کے بلکہ بہ حیثیت ایک فرد قوم ہونے کے بھی جناب والا کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار فرماتے رہیں اور نہ صرف آپ جیسے اہل الرائے کیلئے فرض کے درجے تک پہنچ جاتا ہے - اس کے تسلیم کرنے کے بعد اتنا عرض کردینے کی جرات کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق مجھے آنجناب کی بعض رایوں سے اختلاف ہے اور گو اس موقعہ پر اس اختلاف کی تشریح کو میں چنداں ضروری نہیں سمجھتا البتہ آنجناب کے ایک خاص اظہار رائے کے متعلق جسکا اثر متعلقہ جملہ دیگر افراد قوم کے مجھپر بھی پڑتا ہے مجھے یہ چند سطور لکھنا ہیں - امید ہے کہ الہلال کے ایک گوشے میں ان کو بھی جگہ عنایت ہوگا -

۲۵ - اگست کے پرچے میں " نشۂ شام کی تصنیف سب " کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جسمیں جناب نے ۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو مسلمانان ہند کے لئے ایسی ہی قابل یادگار تاریخ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جیسی فرانس کے لئے ۱۸ جولائی سنہ ۱۷۸۹ اور انگلستان کے لئے ۲ جون سنہ ۱۶۴۹ قابل یادگار تاریخیں ہیں - افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۱۳ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو کیا اہم واقعہ مسلمانان ہند کو پیش آیا کہ اس تاریخ کو " نعمۂ شادی " نہیں تو " نوحۂ غم " ہی سے تعبیر دیکر ہمیں یاد رکھنا چاہئے - پھر آنجناب فرماتے ہیں کہ " ۱۲ دسمبر کو ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی نمودار ہوئی " چونکہ ۱۲ - دسمبر کی خصوصیت اوپر کے فقرے میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تقسیم بنگال کی تنسیخ کا اسی دن حکم سنایا گیا اسلئے ضرور ہے کہ مراد ۱۲ - دسمبر سنہ ۱۹۱۱ سے ہو - اگر ۱۳ - جولائی اس فقرے کے عنوان میں سہو کاتب یا اس ' دور آخری ' میں سہو کمپوزیٹری سے ۳۱ جولائی کی جگہ چھپ گیا ہے ' تب بھی سمجھہ میں نہیں آتا کہ سنہ ۱۹۱۱ میں ۳۱ جولائی کی تاریخ ۱۲ دسمبر کے کچھہ دن بعد کیونکر نمودار ہوئی واللہ اعلم بالصواب -

بہرحال تاریخ ۱۳ ہو یا ۳۱ - جولائی کسی سال میں دسمبر کے بعد آئے یا پہلے ' جس تاریخ کو آنجناب انقلاب فرانس و انگلستان کی تاریخوں کیطرح قابل یادگار تصور فرماتے ہیں اسکے متعلق آنجناب نے جو کچھہ تشریح کی ہے وہ اسقدر ہے کہ آنریبل مسٹر (اب سر ہارکورٹ) بٹلر نے ایک تحریر مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے صدر کے نام ارسال فرمائی تھی - جونکہ اس تحریر کے متعلق آنجناب کو بعض غلط فہمیاں واقع ہوئی ہیں اور انہیں پر جناب کی رائے عبارت کا دار و مدار ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس تحریر کے ذریعے میں آنجناب نے جو کچھہ ارقام فرمایا ہے وہ ناظرین کے پیش نظر رہے - آں جناب تحریر فرماتے ہیں کہ

" یہی وہ یادگار تاریخ ہے جس نے گویا ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی جد وجہد اور ہمارے وقت اور مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا فیصلہ کردیا تھا - مگر حکمراں کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا اور برابر یہی جتاتی رہی کہ روپیہ لاؤ اور روپیہ لاؤ ' کیونکہ اسکے سوا اور کوئی رکاوٹ درپیش نہیں واللہ یعلم انہم لکاذبون - انمیں کا ہر فرد ہر واقف کار شخص کی طرح خوب جانتا تھا کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے آہنی پنجے میں دبی ہوئی نہ ہو ' نہ ملی ہے نہ مل سکیگی - اور پھر قرائن اور حالات سے بڑھکر خود صاف صاف لفظوں میں مسٹر بٹلر نے کہدیا تھا کہ شرط آخری یہ ہے کہ " ویٹو کل ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہیگا ' لیکن باوجود اس کے پرنس (کمیونیکیشن) کی اشاعت تک انمیں کا ہر شخص دانستہ دس ماہ مسلمانوں کو دھوکا دیتا رہا اور صرف اسلئے کہ ابتدائے تحریک کی جاندی سونے کی لگاتار بارش جو ہو رہی ہے بند ہو جائیگی - اسی کا لب نہ تھا کہ سمائے شملہ کا شدید الفوز جو وحی نازل کر رہا ہے اسکو ابھی مطلع تامت تک بھی پہنچنے دے - صرف ایک نواب وقار الملک کا سچا اور مومن قلب تھا جو اس فریب کاریوں کا متحمل نہ ہوسکا اور علی گڈہ کے علاق کی ظلمت اسکے نور ایمان پر غالب نہ آسکی " -

(۵) قرآن انکو سکھلاتا ہے کہ

تعاونوا علی البر — ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی
والتقوی ولا تعاونوا — اور پرہیزگاری کے کاموں کیلئے، گناہ
علی الاثم والعدوان — و فساد کیلئے نہیں -

وہ دنیا میں خدا کے پاس اس امر کے ذمہ دار ہیں کہ نیکی کی حفاظت کریں اور فساد کو روکیں، پس ہر اچھی بات کرنے والے کے وہ مددگار ہوں خواہ وہ گورنمنٹ ہو یا کوئی اور قوم -

(۶) قرآن انتظام عالم کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ شخصی استبداد و اقتدار کی مخالفت کرے، اسکی تعلیم یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جو انسانوں کو محض اپنی رائے اور خواہش کے بنائے ہوے احکام کی تعمیل پر مجبور کرنے کا حق رکھتا ہو

ما کان لبشر ان یؤتیہ — یہ حق کسی بشر کو نہیں پہنچتا
اللہ الکتاب والحکم — کہ اللہ تعالی اسے کتاب اور عقل
والنبوۃ ثم یقول — اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ
للناس کونوا عباداً لی — لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر
من دون اللہ (۳ ۷۳) — میری بندگی کرو

جس چیز کا اختیار انبیاء کرام کو نہیں، اسکا حق کسی دنیوی طاقت و حکومت کو بھی نہیں ملسکتا - البتہ وہ ملت اور جماعت کے اندر اپنی عقل کو مخفی بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ (ید اللہ علی الجماعۃ) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، پس اسکے نزدیک وہی حکومت جائز ہوسکتی ہے جو شخصی نہو بلکہ کسی ملت اور قوم کے ہاتھ میں ہو - اسی بنا پر اسنے مشورے کا حکم دیا

وامرہم شوری بینہم — اور انکو حکم دیا کہ آپس میں
(۴۲ . ۳۶) — مشورہ کرکے تمام کام انجام دیں
و شاورہم فی الامر — اے پیغمبر تمام امور و معاملات کو
(۳ ۲۹) — مشورے کے ساتھہ انجام دیا کرو -

پس مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ جائز آزادی کے حصول کیلئے کوشش کریں اور پارلیمنٹری حکومت اسوقت تک نہ مانگنے لگے اصول مذہبی کی خاطر چین نہ لیں -

یہ اصول ہیں جنسے ہم اپنی پولٹکل پالیسی طیار کرسکتے ہیں اور جسکے لئے ہمیں نہ تو ماڈریٹ ہندؤں کی کاسہ لیسی کی ضرورت ہے نہ ایکسٹریمسٹ کی - اگر ہم ایسا کریں تو ایک اعتدال پسند مگر بے خوف جماعت ہونگے، ہمیں کسی چیز کو ضرر اور نقصان کا خوف نہوگا - ہم بالکل اپنے مذہبی اصول کے مطابق ملک کی ملکی ترقی اور آزادی کے لئے سعی کرینگے لیکن ہماری سعی فتنہ و فساد اور شورش و بغاوت سے بالکل پاک ہوگی - قرآن نے ہمکو سکھلایا ہے کہ " لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا [امن کے بعد زمین پر فساد نہ پھیلاؤ] برٹش گورنمنٹ نے بعدأ امن دیا ہے اور اس امن میں ہم آزادی کے ساتھہ اپنے مذہبی فرائض انجام دیتے ہیں، پس اب باغیانہ شر و فساد اور مجرمانہ قانون شکنی اصلاح کے بعد زمین کو آلودۂ فساد کرنا ہوگا، اور یہ یقیناً خدا کا جرم اور عصیان ہے - قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پس جو لوگ ملک میں فساد پھیلاتے ہوں، خواہ وہ ہندو انارکسٹ ہوں یا جرائم پیشہ جماعتیں، ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ انہیں ڈھونڈھیں اور اگر ضرورت ہو تو انکے دفعیے کیلئے کوشش کریں -

گورنمنٹ کو ہم سے مطمئن رہنا چاہئے

گورنمنٹ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہم مسلمان سچے مسلمان ہوجائیں تو جسقدر اپنے نفس کیلئے مفید ہوں، اتنا ہی گورنمنٹ کیلئے بلکہ اسی قدر اپنے ہمسایوں کیلئے - اسکو بھولنا نہیں چاہئے کہ اگر ہم سچے مسلمان ہوں تو ہمارے ہاتھہ میں قرآن ہوگا، اور جو ہاتھہ قرآن سے رکا ہوا ہو وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا - البتہ یہ بھی سمجھہ لینا چاہئے کہ اسلام نے ہم کو آزادی بخشنے اور آزادی کے حاصل کرنے دونوں کی تعلیم دی ہے - ہم جب حاکم تھے تو ہم نے آزادی دی تھی، اور اب ہم محکوم ہیں تو وہی چیز طلب کرتے ہیں - ہم خدا کی مرضی اسی میں یقین کرتے ہیں کہ قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیا جائے، اور یورپ خود اسی اصول پر کار بند ہوکر آزاد ہوچکا ہے - ہم انگلستان سے آج اسی شے کے طالب ہیں، جس شے کیلئے وہ خود کل تک بیقرار تھا -

بیشک اگر اسلام کی بتلائی ہوئی پالٹکس کی راہ ہمارے سامنے ہوگی تو ہم ایک طاقتور گروہ ہونگے، بیخوف ہونگے، اظہار حق میں بے باک ہونگے، کیونکہ ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، لیکن اسلام ہی کے بتلائے ہوے اصولوں کی وجہ سے قانون اور حکومت بھی ہماری طرف سے بے خطر ہوگی - چونکہ ہماری راہ صاف اور غیر مشتبہ ہوگی اسلئے ہماری بات اور ہماری زبان بھی ایک ہوگی - ہم جوش میں بھی آئینگے، لیکن ہمارا جوش اور اسکی تپش قانون اور اس کے حدود کے اندر ہوگا، کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ فساد مت کرو - ایک مسلمانوں کے جو پیشوا قوم کو جب اور غافل رکھنے کی سعی کرتے رہے، وہ اندر ہی اندر پھوڑے کو پکا اور راکھہ کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاہتے تھے، لیکن اگر ہم اس راہ پر آئے تو ہمارے زخم دل پر نہیں، بلکہ کھلے ہوے چہرے پر ہونگے ہماری خواہشیں اور شکایتوں کے پھوڑے اندر پک کر اس کے جسم کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، بلکہ قوت تو بہہ جائیں گے - ہم شور ضرور مچائیں گے، اور ہمارے دل میں دھیمہ باقی نہ رہے گا - فریاد ضرور کرینگے مگر اندر سلگاؤں کی آگ کو بجھنے نہ دیں گے - پس گورنمنٹ کی بھی مصلحت یہی ہے کہ ہم کو مسلمان بننے کیلئے چھوڑ دے، کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد ہم اپنے نفس کیلئے اور نیز تمام عالم کیلئے یکساں طور پر مفید ہستی ہوسکتے ہیں -

* * *

یہ الہلال کی پالیسی ہے، اور یہی دعوت ہے جسکی طرف ہم مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں - ہم کسی انسانی جماعت کی اتباع کی احتیاج نہیں

سنہ ۱۹۱۲ کو سرا دلوانا چاہیے ہیں کہ ہم سال بھر تک دھوکا دیتے رہے اور لطف یہ ہے کہ چونکہ آپ نا خدا ہیں اسلئے خدا سے بھی گواہی دلواتے ہیں کہ ہم لوگ دروغ گو ہیں -

اور آخر کے متعلق عرض ہے کہ جو کچھ آنجناب نے نواب وقار الملک بہادر کی سفارش فرمائی ہے نواب موصوف اس سے اور اس سے زائد کے مستحق ہیں لیکن علی گڈہ کے " علایق" انکا دامن اسطرح پکڑے ہوے ہیں کہ ان جیسے " سچے اور مومن قلب والے " کا " نور ایمان " بھی " علی گڈہ کے علائق کی ظلمت " پر غالب نہ آسکا " اور کمیٹی کے ہر کارے اور دھوکے باز ممبر کی طرح نواب صاحب قبلہ بھی ان فریب کاریوں کے نہ صرف متحمل ہی ہوسکے بلکہ بقول آپ کے سب سے زیادہ وہی " سمجھتے رہے کہ روپیہ لاو روپیہ لاو کیونکہ اس کے سوا اور کوئی رکاوٹ در پیش نہیں " -

جب مسٹر بٹلر کی یہ تحریر انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں شایع ہوئی تو اسی کی پیشانی پر نواب صاحب قبلہ کی بھی ایک تحریر شایع ہوئی جسمیں درج تھا کہ - " نہایت خوشی اور شکرے اور مبارک بادی کے ساتھہ ذیل میں آنریبل مسٹر بٹلر بالقابہ کا مکتوب نامہ (جو جناب ممدوح نے آنریبل سر راجہ محمد علی محمد خاں صاحب بہادر کے - سی - آئی - اے - اور محمود آباد پریسیڈنٹ مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے نام ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ ع کو شملے سے تحریر فرمایا ہے) درج کیا جاتا ہے اس کو پڑھکر یقین ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرد قوم گورنمنٹ کا بدل شکر گذار ہوگا اور جن صاحبوں کو اس بات کا انتظار تھا کہ گورنمنٹ اوپن اتنی ایک جداگانہ قومی یونیورسٹی کے قایم کرنے پر رضامند ہوگی یا نہیں ' وہ اب پورے اطمینان کے ساتھہ ہمہ تن اس بات کے لئے کوشاں ہونگے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کے لئے روپیہ فراہم کریں باقی تفصیلات ہیں جو بعد کو طے ہوتی رہینگی معاملے کا تمامتر تصفیہ اور دار و مدار (جیسا کہ آنریبل مسٹر بٹلر کے مراسلے میں صاف طور پر تحریر ہے اور جیسا کہ اس سے پیشتر بار بار ظاہر کیا جا چکا ہے) محض کافی روپیے کے وصول ہونے پر ہے "

آنجناب نے صرف سر ہارکورٹ بٹلر کی ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ کی تحریر کا ترجمہ علی گڈہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں پڑھا اور اسمیں جو فقرہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کے مراسلے سے ماخوذ تھا اسکی غلط تاویل فرما کر بلا غور و فکر اور بے تامل پچاس ساٹھہ مسلمانوں کو کاذب اور فریبی ٹھہرا دیا اور (آگے آیت) کلام الہی سے اپنے فتوی کی تصدیق بھی حسب معمول فرمادی شاید طبع مومن کی یہی تعریف ہو ! مگر یہ مسایل فقہی ہیں اور میں محض سگ دنیا - البتہ اتنا ضرور عرض کرونگا کہ یہ طریقہ اخبار نویسی خواہ لکھنے والے کے لئے کتنا ہی دل خوش کن اور عوام کے لئے کیسا ہی دلچسپ کیوں نہ ہو جنپر سب و شتم کی بوچھار پڑتی ہے ان کے لئے ضرور بہت کچھہ دل شکن ہے - چونکہ اس بار کی بوچھار میں میں بھی خشک دامن نہ رہ سکا اسلئے محض اپنی ذاتی بچاؤ کی غرض سے نہ کہ قومی مفاد کے خیال سے ان سطور کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی -

یہاں تک تو صرف ان واقعات سے استدلال کیا گیا ہے جنکا علم ہر پڑھے لکھے مسلمان کے لئے ممکن الحصول تھا اور جسمیں بہت سے پڑھے لکھے مسلمان واقف تھے اب البتہ اور عرض کرنا ہے کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے صدر کے پاس انہیں مسٹر بٹلر کی ایک اور تحریر بھی اسی ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی لکھی ہوئی بصیغۂ راز آئی تھی اور اسی وجہ سے وہ آجتک عام طور پر شایع نہیں ہوئی اور اسکا علم عام طور پر مسلمانوں کو نہیں - کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے ممبر ہونیکی حیثیت سے اس تحریر اور مطبوعہ نوٹ کی نقل میرے پاس بھی آئی تھی اور وہ دونوں اسوقت میرے پیش نظر ہیں - نوٹ میں اس کانفرنس کی مختصر روئداد درج تھی جو مئی سنہ ۱۹۱۱ میں گورنمنٹ ہند کے ممبروں اور کمیٹی کے ایک ڈپوٹیشن کے درمیان ہوئی تھی ' - اور اصل مراسلے میں ان دو امور کا ذکر تھا جنمیں گورنمنٹ ہند نے کانفرنس کے بعد تغیر و تبدل کرنا چاہا تھا - الحاق کا مسئلہ ان دو امور میں شامل نہ تھا اور کانفرنس کی روئداد کے نوٹ میں اسکے متعلق صاف درج تھا کہ بیرونی درسگاہوں کا الحاق ہوگا مگر الحاق کے وقت چانسلر کی منظوری لینی لازمی ہوگی -

اب اس کے بعد بھی آنجناب نے جبتک ہم ہی گالیوں کے مستحق ہیں تو شوق سے گالیاں دیجئے

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی

جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

لیجئے میں تو " سماے سملہ " کے " شدید القوی " کی " وحی " کو ابدی " مظلوم امت " تک پہونچا چکا - اب آپکی باری ہے نہ ابدی مخذول امت کے لئے اسکی تفسیر فرمائیں تاکہ اسکے پردوں میں یقین ہوجائے کہ اگر گورنمنٹ نے ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کو یونیورسٹی کے قایم ہونے کو اصولاً علانیہ منظور فرمایا اور بصیغۂ راز الحاق کو قایم رکھنے کی بھی اطلاع دے دی تو در اصل یہی مطلب تھا کہ اس نے " ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی جد و جہد اور ہمارے وقت و مال کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کا مضحکہ کردیا " - اور ہمارے لئے ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تاریخ کو (یا ۱۳ جولائی کو) جو ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ کے کچھہ ہی دنوں بعد نمودار ہوئی تھی ایسا ہی قابل یادگار بنادیا جیسا کہ فرانس کے انقلاب یا انگلستان کی بغاوت عظمی کی تاریخیں ہیں -

کچھہ ہی سہی مگر آنجناب نے مضمون کا عنوان اچھا سوچا تھا " بشۂ شام کی صبح شب " کی سرخی شان نزول نے اگے بہت موزوں ہوتی مگر ذرا قبل از وقت ثابت ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ رمضانی نے اصل وقت سے کچھہ پہلے قبل ہی یہ کہکر چونکا دیا کہ

رلعش نہ کمر بستہ باشد

نیاز مند محمد علی

(ایڈیٹر کامریڈ)

آنجناب کی تحریر میں مفصلہ ذیل امور قابل طلب ہیں —

(۱) کیا مسٹر بٹلر کی تحریر مورخہ ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ نے کسی طور پر مسلم یونیورسٹی کا فیصلہ کردیا تھا ؟

(۲) کیا مسٹر بٹلر نے " صاف صاف لفظوں میں " کہدیا تھا کہ " شرط آخری یہ ہے کہ جو کل ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہیگا " ؟

(۳) کیا " حکومتی کمیٹی نے " (جس سے مراد غالباً کانسٹی ٹیوشن کمیٹی ہے) " تمام قوم کو اس سے بے خبر رکھا " ؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ اس کمیٹی کا " ہر شخص دانستہ دس کروڑ مسلمانوں کو دھوکا دیتارہا اسلئے کہ افشائے راز کے بعد چاندی سونے کی لگاتار بارش جو ہو رہی ہے بند ہوجائیگی " ؟

(۵) کیا یہ سچ ہے کہ اس تحریر کے متعلق نواب وقار الملک نے کمیٹی کے اور ممبروں سے مخالف کوئی راستہ اختیار کیا اور ان کا " سچا اور قومی قلب ان فریب کاریوں کا متحمل نہ ہو سکا " ؟

بیشتر اس کے کہ ان امور سے بحث کیجائے اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ مجھے آنجناب کی تحریر کے کسی دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں' جو کچھہ جناب والا نے ۳۱ جولائی کی تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور جو کچھہ نتائج اخذ کئے ہیں اسوقت وہی معرض بحث میں ہیں اور اگر آنجناب میری ناچیز تحریر کے متعلق کچھہ ارقام فرمائیں تو امید ہے کہ اپنے آرٹیکل کے اسی حصے اور مذکورۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائینگے -

امر اول کی نسبت گذارش ہے کہ مسٹر بٹلر کی ۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی چٹھی میں صرف اسی امر کے فیصلے کا اعلان تھا کہ " گورنمنٹ ہند اور حضور ملک معظم کے وزیر ہند یونیورسٹی کا قائم ہونا منظور فرمائینگے " یونیورسٹی کے دستور العمل کی تفصیلات (جیسا کہ سر ہارکورٹ بٹلر اپنی تحریر مورخہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - میں خود فرماتے ہیں) وزیر ہند کی خدمت میں اسوقت پیش بھی نہیں ہوئی تھیں - نہ معلوم آنجناب نے اس فیصلے سے کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ اسکے اعلان کی تاریخ نے " ہمارے موجودہ دور زندگی کی سب سے بڑی جد و جہد اور ہمارے وقت و مال کی سب سے زیادہ قیمتی نذر کا فیصلہ کردیا تھا - " ظاہر ہے کہ یہ تحریر یا تو آنجناب کی نظر سے نہیں گذری یا سہو ہوگئی - اسلئے یہ امر بدیہی ہے کہ آنجناب نے جو نتایج آج اس سے اخذ کئے ہیں وہ محض اس ایک فقرے کی غلط فہمی پر مبنی ہیں جو سر ہارکورٹ بٹلر کی حال کی تحریر میں دہرایا گیا - اور جسے آنجناب نے اپنے آرٹیکل میں درج فرماکر ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی چٹھی کے متعلق یہ کچھہ لکھا ہے -

امر دوم کے متعلق عرض ہے کہ مسٹر بٹلر کی ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ کی تمام تحریر میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس سے اشارۃً بھی پایا جاتا ہو کہ " جو کل ہمارے ہاتھہ میں محفوظ رہیگا " - سوائے خدا کے علم غیب کسی کو نہیں اور ممبران کمیٹی کے پاس سوائے مسٹر بٹلر کی تحریر کے " صاف صاف لفظوں کے " دوسرا ذریعہ اسرار نہانی کے دریافت کرنیکا نہ تھا - جیسا امر اول کے متعلق عرض کیا جاچکا ہے آنجناب کو اس فقرے کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی جسمیں وزیر ہند کے " اختیارات کامل کو محفوظ رکھنے " کی نسبت تحریر ہے - اسکو آنجناب غالباً مسلم یونیورسٹی میں گورنمنٹ کے " اختیارات کامل کی حفاظت " سمجھے - در اصل مسٹر بٹلر نے اسوقت صرف اتنا ہی لکھا تھا کہ یونیورسٹی کے دستور العمل کی تفصیلات کے متعلق وزیر ہند نے ابھی کوئی راے نہیں دی ہے کیونکہ فی الحقیقت اسوقت تک مسودہ دستور العمل انکی خدمت میں ارسال بھی نہیں ہوا تھا - اور اسی لئے وزیر ہند اسکیم کے ہر ایک جزو کے متعلق راے دینے کے کامل حق کو محفوظ رکھتے ہیں -

امر سوم کے متعلق گذارش ہے کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے اس تحریر کے مقابلے میں اپنی نقل سے ہرگز کام نہیں لیا جسکا تذکرہ آنجناب نے نہایت شد و مد سے اپنے خاص اور اچھوتے پیرائے میں فرمایا ہے بلکہ اس " وحی " کو جو نعوذ باللہ من ذالک (سماے شملہ) کے (شدید القوی) نے اپنے نازل کی تھی ہر فرد قوم تک اسی وقت پہنچادیا - ظاہر ہے کہ جو تحریر نہ صرف کامریڈ اور تمام دیگر انگریزی اخبارات میں شائع ہوچکی ہے بلکہ جسکا ترجمہ متعدد اردو اخبارات میں چھپ چکا ہے ' اگر الہلال کی نظر دور اس کے دایرے میں تا ہنوز اب تک داخل نہیں ہوئی یا وہاں سے جلد نکلکر وقف طاق نسیان ہوگئی - مگر واقعہ یہ ہے کہ منجملہ دیگر اخبارات کے ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۱ کے علی گڈہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں یہ تحریر معہ ترجمے کے چھپ چکی ہے اور " امت مظلوم " اور اسکے علماے صغار و کبار (کالخدام بنی اسرائیل) کو شملہ کی " وحی " کے متعلق شکایت کی مطلق گنجائش نہیں -

در رسولاں بلاغ باشد و بس

امر چہارم کی نسبت عرض ہے کہ اگر ہم سب لوگ جو کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے ممبر ہیں بقول آپ کے کاذب ہیں اور سات کروڑ (آپکی مردم شماری میں دس کروڑ) مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں تو تعجب ہے کہ آنجناب جیسے ناقد اور واقف کار مسلمان نے کس طرح انہیں دھوکا کھانے دیا - گو مسلمان مئے عرفاں سے تائب ہوچکے ہوں مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ساقی کی ترغیب کا اثر کچھہ نہ ہو -

میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

مانا کہ الہلال ابھی عالم پر اسوقت تک نمودار نہ ہوا تھا مگر آزادی کے بدر کامل کو تو دیکھہ کیسا گہن لگا تھا کہ آج کامل ایک سال بعد طلعت علی گڈہ پر نور ایمان غالب آتا ہے - ۳۱ جولائی کی تحریر ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۱ تک شایع ہوچکی تھی مگر آنجناب اسپر بھی قوم کی پنچایت میں ہم بیچاروں کو ۲۵ - اگست

ہمارے دوست کی نظر کیوں ہے ؟ کیوں اسکی تخصیص و تحدید کا اس درجہ شدید اہتمام ہے کہ تمہید کی تصریح پر بھی قناعت نہ کرکے پھر اصل مضمون میں درباره پیمایش کا فیتہ آپکے ہاتھہ میں نظر آتا ہے اور اپنے دائرۂ بحث کیلئے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ناپ کر بتلا دیتے ہیں کہ :

" پیشتر اس کے کہ ان امور سے بحث کیجاے اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ میرے آنجناب کی تحریر کے کسی دوسرے حصے سے اسوقت بحث نہیں - جو کچھہ جناب والا نے ۳۱ جولائی کی تحریر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور جو کچھہ نتائج اخذ کئے ہیں اسوقت وہی معرض بحث میں ہیں اور اگر آنجناب میری ناچیز تحریر کے متعلق کچھہ ارقام فرمائیں تو امید ہے کہ اپنے آرٹیکل کے اسی حصے اور متذکرۂ بالا پانچوں امور کے متعلق بحث فرمائینگے"

تمام بحث کمیٹی کے اس طرز عمل پر ہے جس نے (یونیورسٹی) کے مسئلے کو خود مختارانہ طریقے سے انجام دینا چاہا ' وہ ایک سلسلۂ مضمون ہے ' جسکے پیشتر بھی "بہت کچھہ" لکھا جا چکا ہے ' اور اس سے ہمارے دوست کو " اختلاف " بھی ہے ' لیکن باوجود اسکے وہ اپنا پورا زور قلم و دماغ صرف اسی پر صرف کرتے ہیں کہ ۳۱ جولائی کو کمیٹی نے جو چٹھی شائع کردی تھی - کیا اسکا یہ مطلب تو نہیں ' کہ یونیورسٹی کی تمام بحث میں چونکہ صرف یہی چہار خامہ فرسائی کیلئے ایک سہارا رکھتا تھا اسلئے اور پوری بحث کو تو غلط انداز نظر بھی نصیب نہ ہوئی مگر تمام عضب نگاہوں کیلئے اسی کو چن لیا گیا ؟

اگر قوی اعتراضوں میں سے صرف ایک ضعیف اعتراض ہی کو لیکر جواب دیجئے گا ' تو ضرور ہے کہ جواب کی تقویت کیلئے اعتراض کو بھی قوی دکھلانے کی کوشش کی جاے - ہمارے دوست نے بھی اپنے تئیں ایسی حالت میں چھوڑ دیا ہے کہ انکی نسبت اس کوشش کا گمان کیا جاسکتا ہے - وہ تمام بحث میں سے صرف ۳۱ جولائی کے الزام ہی پر خامہ فرسائی کی گنجایش دیکھتے تھے ' اس لئے پوری بحث کی قوت کو اسی نقطے میں سمیٹنے کی کوشش فرمانے لگے ' مگر ہم تو اس کوشش کو زیادہ سودمند نہیں پاتے - اصل بحث صرف روپیہ کی طلب ' اور قوم کے سامنے رازداری کا حجاب مستور ڈالنا ہے - یہ کیسی مفید بات ہوتی اگر ہمارے دوست چند سطروں میں ہمیں اس غلطی پر متنبہ کردیتے اور علی گڈہ گزٹ کا حوالہ دیکر باقی تمام وقت اصل مبحث پر صرف کرتے - اگر ایسا ہوتا تو شاید ہماری اصلی غلطی بھی ہم پر منکشف ہوجاتی اور بحث کا خاتمہ بھی ہوجاتا - جنگ و مناقشہ اور محض الزام و ادعا نہیں ' بلکہ پچھلے سفر کا ماتم اور آیندہ راہ کا تعین در پیش ہے - ہم بالکل سچ سچ عرض کرتے ہیں کہ ابھی اس غلطی کے علم کیلئے بھی آپکے شکر گذار ہیں ' مگر ساتھہ ہی متاسف ہیں کہ یہ تنبیہ اصل بحث کیلئے بے اثر ہے ' اور جو گرہ پڑی تھی وہ ابتک نہیں کھلی

آپ کہتے ہیں کہ آنریبل سر بٹلر کی چٹھی کوئی فیصلہ کن تحریر نہ تھی - اسکی نسبت گذشتہ اشاعت میں ہم عرض کرچکے ہیں ' مکرر ملتمس ہیں کہ ہمارے مقصد سے اتنا تغافل تو نہ کیجئے - جن تفصیلات کی نسبت حق راے دہی کے اختیارات گورنر ہند سے محفوظ رکھا تھا یہ وہی تو ہیں جنکا استعمال آج آپکو ایسی جنس مرغوب و مطلوب کی خریداری سے باز رکھتا ہے اور اس " کالاے بد " کو لوٹا دینے ہی کا فیصلہ کرلیا گیا ہے - ایسی حالت میں آپکا نہیں بلکہ آپکی اس قائدانہ وکالت کے موکلوں کا تو یہ فرض ضرور تھا کہ قوم کو صرف روپیہ دینے ہی کی دعوت نہ دیتے -

رہا (نواب وقارالملک) کا بھی روپیہ کے جمع کرنے پر زور دینا - تو انصاف کیجئے کہ زیر بحث مضمون میں انکو کس لحاظ سے مستثنی کیا گیا ہے اور جناب اس موقعہ پر کمیٹی کی عام صف میں انہیں ڈھونڈتے ہیں ؟ نواب صاحب قبلہ کی نسبت ہم نے جو کچھہ لکھا تھا اسمیں انکی اس تحریر کی صداقت کا اعتراف کیا تھا جو کمیٹی کے انعقاد سے پہلے انہوں نے شائع کی تھی اور جسکی اشاعت کے ساتھہ ہی عل مچ گیا تھا کہ اب لوگ اپنی تھیلیوں کی بندش سخت کردینگے - ہمارا مقصود یہ تھا کہ وہ بالآخر متحمل ہوسکے ' اور اصل حقیقت سے پردہ اٹھادیا - افسوس ہے کہ جناب نے اسکی نسبت ایک حرف بھی نہیں کہا -

* * *

یہاں تک تو ہمارے دوست کی سنجیدہ بحث تھی ' لیکن اسکے علاوہ انکی دلچسپ تحریر میں بہت سے لطائف و ظرائف بھی ہیں اور اب سنجیدہ بحث سے اکتاکر ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ کچھہ دیر کیلئے مزاح و ظرافت سے دلکش سخن کا مزہ بدلدیں -

۳۱ جولائی کی چٹھی شائع کرنے کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ - " امت مظلوم اور اسکے علماے صغار و کبار (کانبیاے بنی اسرائیل) کو وحی شملہ کے متعلق شکایت کی مطلق گنجایش نہیں " ہمارے دوست نے " کانبیاے بنی اسرائیل " کی تشبیہ خوب دی بیشک یہ وحی تو پیغام بران شملہ نے ضرور اپنی زبان امت تک پہنچادی تھی ' مگر فرض ابلاغ سے سبکدوش ہوے ہیں اتنی جلدی نہ کیجئے کہ اصلی مطالبہ تو شملہ کے (کوہ طور) کے اس راز و نیاز کا ہے جو بالآخر " لن ترانی " کی صداے ہوش ربا پر ختم ہوئی - امت کی ساری حیرانی اسمیں ہے کہ (کوہ سینا) کی چالیس راتوں کی جگہہ (کوہ شملہ) کی عبادت گذاری اور اطاعت شعاری میں اپنے چالیس سال بسر کردیے - پھر بھی " رب ارنی انظر الیک " کے جواب میں " ولکن انظر الی الجبل " ہی کا جواب ملا ! اور یہ حیرانی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ خود آپکی شریعت نے " علماے صغار و کبار " بھی اس ترانے پر وجد کر رہے ہیں -

عشق اگر مرد است مردے تاب دیدار آورد

ورنہ چوں موسی بسے آورد و بسیار آورد

" بس کرور " کی مردم شماری بھی آپ ہی لوگوں کے معرکۂ رقابت و مسابقت کی بتلائی ہوئی ہے - مگر جانے تو اسے مشرف نہ کیجئے - آپ لوگ جب ہندوؤں کے مقابلے میں اپنی تعداد کو بڑھاکر زیادہ ملازمتیں یا کونسل میں نشستیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو

عرض حال

— * —

مقصود اس دور میں ہیں سب جام
ادنوں کیسا شراب مستی ہے

افسوس ہے کہ پچھلے نمبر میں ہم اپنے محب عزیز و خلیل مسٹر محمد علی کی دلچسپ مراسلت درج نہ کرسکے - بدہ کے دن انہوں نے مراسلت لکھی تھی لیکن علالت کی وجہ سے صاف نہو سکی اور جمعہ کی رات کو ملی' اس وقت تک تمام اخبار کمپوز ہو چکا تھا اور صرف آخر کے دو تین صفحے باقی رہگئے تھے - مجبوراً اشاعت ملتوی کر دینی پڑی - اس تحریر کے اصل موضوع کی نسبت جو کچھ عرض کرنا تھا ہم پچھلی اشاعت میں عرض کرچکے ہیں لیکن ضمناً بہت سی باتیں ایسی آگئی ہیں جنکی نسبت مکرر کچھہ نہ کچھہ عرض کرنا ضروری ہے - انکی تحریر کا خلاصہ غالباً یہی امور ہیں

(۱) تمہید میں بعض حقائق و معارف (علم الاعداد) اور (علم نجوم) کا انکشاف' کہ (۳۱) اور (۱۳) باوجود اسے اجزاے ترکیبی کے اتحاد کے مختلف عدد ہیں اور حب سن شمسی کے مہینے جنوری سے گنتا شروع کیے جائیں تو جولائی ساتویں انگلی پر' مگر ڈسمبر ضرور ہے کہ تعداد میں بارہویں پر آے' پس جولائی مقدم ہے نہ کہ ڈسمبر -

(۲) انریبل سر نثلر کی ۱۳ جولائی والی چٹھی میں صرف یونیورسٹی کی منظوری کی اطلاع تھی' یونیورسٹی کی تفصیلات سے اُسے کوئی تعلق نہ تھا پس وہ کوئی فیصلہ کن تحریر نہ تھی -

(۳) یہ تحریر پوشیدہ نہیں رکھی گئی بلکہ فوراً شائع ہوگئی -

(۴) جن لوگوں کو الزام دیا جاتا ہے کہ انہوں نے اصلیت سے قوم کو بے خبر رکھکر صرف روپیہ کے جمع کرنے پر زور دیا (نواب وقار الملک) بھی انمیں شامل ہیں -

امر اول کی نسبت تو کچھہ عرض کرنے کی گنجائش ہی نہیں' سوا اسکے کہ ان حقائق کے انکشاف کیلئے اپنے دوست کے شکر گذار ہوں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرکے آئندہ ایسے فائدہ اٹھانے کی سعی کریں -

البتہ امر دوم و سوم اصل موضوع بحث ہیں - ہمارے دوست کہتے ہیں کہ " افسوس ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ ۳۱ جولائی کو کونسا اہم واقعہ پیش آیا کہ اُس تاریخ کو نغمۂ شادی نہیں تو مرثیۂ غم ہی سے تعبیر کرکے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے ؟ "

ہمارے دوست کی سی حافظہ تو نہیں' مگر تھوڑی سے حیرانی ہمیں بھی ہے کہ جس لیڈنگ ارٹیکل کا حوالہ دیکر وہ ۳۱ جولائی کی اس خصوصیت کو بیان کر رہے ہیں وہ الہلال کی کس اشاعت میں شائع ہوا ہے ؟ ۲۵ - اگست کے لیڈنگ ارٹیکل میں ہم نے یقیناً ۱۳ - تا ۳۱ - جولائی کا تذکرہ کیا ہے لیکن نہ تو اسے اتفاق مراسلہ کی طرح یادگار' اور نہ نغمۂ شادی کی جگہ نوحۂ غم کا دن قرار دیا ہے - اس مضمون کا عنوان یہ تھا " مسلم یونیورسٹی اور اس ضمن میں چند متفرق حالات " یہی وجہ ہے کہ درمیان میں رول نمبر چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے گئے تھے اور انہی کے مجموعے کو لیڈر کے صفحے میں درج کردیا تھا - ابتدا کے دو نوٹ جنکے اقتباسات ہمارے دوست نے دیے ہیں اگر متعلق ہوسکتے ہیں تو صرف تیسرے نوٹ کے' جسمیں تقسیم بنگال کا تذکرہ ہے - یقیناً ہم ۱۲ - ڈسمبر کی تاریخ کو مسلمانان ہند کیلئے آزمودوں کی یادگاری تاریخوں سے کم اہم نہیں سمجھتے جو مسلمانوں کی پولیٹکل جدوجہد کسی کو ہمیشہ یاد دلاتی رہے گی -

اسکے بعد ہم نے ۳۱ - جولائی کا ضرور ذکر کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں سلسلۂ سخن کو قائم رکھنے کیلئے یہ ایک سہارا ضرور تھا' لیکن کوئی اسے سہارا نہیں جسکو نکال لیجئیے کا تو ہم اپنی جگہ پر قائم نہ رہسکیں گے - آپ صرف اس تاریخ کے پیچھے کیوں پڑگئے ہیں' یہ تو ایک جزئی بحث ہے - اصل بحث تو وہ طرز عمل ہے جو کمیٹی نے ابتداسے اخیر تک اختیار کیا اور جسکے دیدہ و دانستہ قوم کو راز داری کی ظلمت میں رکھکر صرف گورنمنٹ سے اپنی نو اسرار مخفیوں میں مصروف رہی - آپ فرماتے ہیں کہ یہ چٹھی فوراً شائع کردی گئی تھی - ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ خاص اس چٹھی کے اخفا کی نسبت ہم نے جو جملے لکھے تھے وہ صحیح نہ تھے' لیکن اس سے کیا ہوتا ہے' اصل بحث تو یہ ہے کہ کمیٹی نے ہمیشہ صرف روپیہ مانگا' حالانکہ وہ جانتی تھی کہ جس یونیورسٹی کا قوم کو موقع دلا رہی ہے اسکے لئے صرف روپیہ کا جمع کرلینا ہی کافی نہیں ہے - کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ڈپیوٹیشنوں کی تربیت میں برابر گورنمنٹ سے مشورہ لیا جاتا رہا' مسودات اسکے پاس بھیجے جاتے رہے' ایک ایک دفعہ کی نسبت گفت و شنید کے موقعے ملتے رہے' لیکن قوم سے صرف روپیہ ہی کا تعلق رکھا ؟ پھر کیا اسکا سبب یہی نہیں تھا کہ اسباب حال کے بعد چاندی سونے کی بارش رک جاتی ہے ؟ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ستمبر میں عدم الحاق کا سوال اٹھایا گیا تھا' لیکن جس وقت دہلی کانفرنس میں انریبل سر نثلر کہہ رہے تھے کہ " روپیہ جاکر ہمارے پاس جمع کرو اور یونیورسٹی لو " اس وقت تو کمیٹی کو معلوم ہوچکا تھا کہ صرف روپیہ ہی کافی نہیں ہے' پھر کیا وہ بات ظاہر کیا گیا ؟ حالانکہ کئی مہینوں ؟ ستمبر کے بعد بھی دارالخلافہ کے کانوں میں عدم الحاق کے مسئلہ کی بھنک پڑی' اور بعض اخبارات نے اس تذکرے کو چھیڑا بھی' لیکن صداے رز طلبی کے ہنگامے نے کبھی اسکو آگے بڑھنے نہیں دیا اور ہمیشہ کوشش کی گئی کہ اسکے متعلق کوئی صاف بات قوم کے سامنے نہ آجائے - تمام مسلمانوں کو گورنمنٹ کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اسنے فیصلہ سنا کر انکو ہوشیار کردیا اور کمیٹی کو آزادانہ تعلل کا موقعہ نہیں دیا' ورنہ (بقول آپ کے) یونیورسٹی تو موجودہ صورت سے بھی بدتر حالت میں دب کی لی جا چکی ہوتی -

لیکن یونیورسٹی کی تمام بحث میں صرف ۳۱ جولائی ہی پر

ناموران غزوۂ طرابلس

نامور مجاہدانِ مدافعۂ ملی

ادہم پاشا کمانڈر طبروق

— * —

" اٹلی نے اسلام کا ایک چھوٹا سا افریقی علاقہ لینا چاہا تھا، مگر وہ الحقیقت اس نے اسلام کو سب کچھ دیدیا " یہ پُر از معارف جملہ تھا، جو (ادہم پاشا) نے (اہرام) اخبار کے نامہ نگار سے کہا -

انہوں نے کہا کہ " آپ غور کیجئے کہ پچھلی صدی ہم پر کیسی افسردہ گذری ؟ ہم جو دنیا کے امیر بھی رہ چکے ہیں، اس تمام مدت میں صرف دبے ہی رہے - جن سرزمینوں کو جانبازانِ اسلام نے اپنی خون کی قیمت دیکر خریدا تھا، وہ ہم سے غیروں کو ایک نگاہ پھر پھر دیکھتی - ہمارے سب آباؤ اجداد افسردہ ہوگئے تھے - ہمارا عالمگیر رشتۂ اتحاد ٹوٹ گیا تھا - وطنی جانفروشی اور ملی شرف و وقار کے تحفظ کا جوش جسکو ہم ایک ہزار برس تک پاتے تھے، اب رفتہ رفتہ ہم میں مفقود ہو رہا تھا، طبیعتیں بجھ گئی تھیں، اور ہمتیں پست ہوگئی تھیں - کریمیا، بوسنیا، اور بلقان کے میدانوں میں ضرور ہمکو جانا پڑا، لیکن وہ محض حکومت کے تحفظ کا سوال، اور سپاہیوں کا افسروں کے حکم کی تعمیل کرنا تھا، کوئی ملی جذبہ اور وطنی جوش نہ تھا، لیکن (جنگ طرابلس) نے ظاہر ہوکر دفعتاً ہمکو بیدار کردیا، یہ ایک خدا کا پیام تھا جسکی آواز سے کوئی کان غافل نہیں رہا - یہ ملی زندگی کی ایک آگ تھی، جس نے بھڑک کر ہمارے ہر سرد جذبے میں حرارت پیدا کردی - اگر غافل قوموں کو ہوشیار کرنے کیلئے جنگ و جدل ایسی ہی مفید شے ہے، جیسی یہ جنگ طرابلس، تو یقین کیجئے کہ میں اس جنگ کو ترجیح دینے سے نہیں شرماتا - دور نزولی سے نکلکر دنیا میں کوئی زندگی نقش نئے نہیں - (اٹلی) کا حملہ ہمارے لئے ایک پیغام زندگی تھا، اور اب - جبکہ دنیا میں زندہ رہنے کی امید ہم کھوکر دور پاچکے ہیں - آرزو کرتے ہیں کہ یہ جنگ کبھی بھی ختم نہو — "

پھر انہوں نے اپنی حالت کی طرف توجہ دلائی، اور کہا :

" آپ دیکھتے ہیں کہ میری عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہے، میرا وطن اصلی (حلب) ہے، اور خالص عربی النسل ہوں، ابتدا سے فوجی زندگی اختیار کی اور ساری جوانی اسمیں بسر کرکے اب پنشن لی تھی اور آخری ایام حیات وطن میں بسر کر رہا تھا، لیکن جونہی اٹلی کے حملے کی خبر سنی، بیقرار و مضطر ہوگیا - حکومت کو خبر بھی نہ دی - ایک عالم والتقدیر کی حفاظت سے چل نکلا - الحمد للہ کہ خدا نے میری سعی مشکور فرمائی، اور سات ماہ تک خدمت وطن و ملت میں مصروف رہا - اب بھی اس سرزمین مقدس کو نہ چھوڑتا، لیکن افسوس ہے کہ میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہوگیا، میں نے دیکھا کہ اب میرا قیام وہاں پوری طرح مفید نہ ہوگا، علاج کیلئے مصر آیا تھا، اور اب (حلب) جا رہا ہوں - لیکن جب ضرورت ہوگی انشاء اللہ پھر میدان جہاد میں اپنے تئیں حاضر کر دونگا -
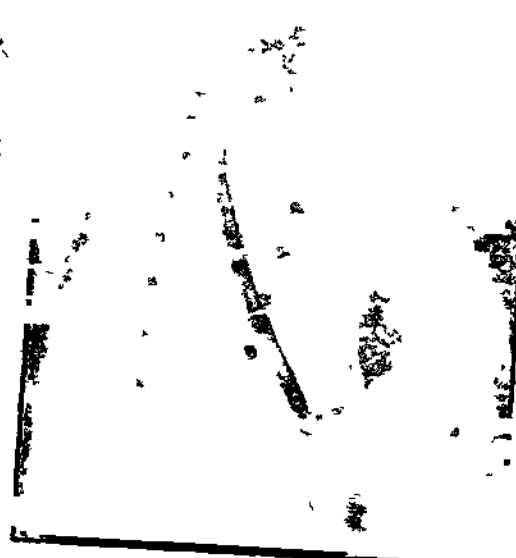
انصاف کیجئے کہ ایک نیشنر اور ساٹھ سال کے بوڑھے سپاہی کیلئے، جو اب اپنے اہل و عیال میں رہکر آخری ایام حیات بسر کرنا چاہتا ہو، کونسی چیز تھی، جس نے سب کچھ چھڑاکر اسکو میدان جہاد میں پہنچا دیا ؟ کیا ایسے جذبات اشرف و اقدس ہمکو پہلے بھی نصیب ہوئے تھے ؟ مگر دیکھا موجود ہے ؟ اس وقت طرابلس میں جسقدر عثمانی مجاہد موجود ہیں، ان میں ایک بھی ایسا نہیں جسکو حکومت نے بھیجا ہو یا محض ملازمت اور فوجی فرض کے خیال نے پہنچایا ہو - سب کے سب والنٹیر ہیں جنہوں نے خود ہی اپنے تئیں اس خدمت کیلئے منتخب کیا، اور خود ہی تمام مصائب راہ گوارا کرکے وہاں تک پہنچ گئے - صرف فوجی زندگی کے عادی اشخاص ہی نہیں ہیں، بلکہ تحقیق کیجئے تو انمیں بہت سے ارباب قلم نکلیں گے، بہت سے مدرسوں کے حجروں میں بیٹھنے والے طالب علم ملینگے - پچاسوں ملکی عہدیدار ہونگے جو جنگ کی خبر سنتے ہی اپنی اپنی جگہ سے چل کھڑے ہوئے اور آج ایک معجزہ نما فوجی گروہ کی صورت میں دنیا کو اپنے محیر العقول کارناموں سے مبہوت کر رہے ہیں -

ایسے موقعے قدرت ہمیشہ نہیں دیتی - یاد رکھئے کہ اگر اسلام کو ابھی دنیا میں زندہ رہنا ہے تو جنگ طرابلس اسکے لئے دورِ حیات کا دورِ پیدائش ہے "

تیغ قوموں کی تعداد کا بھی ایک اوسط لگا کر بے دریغ دس کروڑ تک اپنا زور بڑھا لیتے ہیں -

اسکے بعد آپ پوچھتے ہیں کہ اگر یورپ پرستی قوم کو دھوکا دے رہی تھی تو اس وقت تم کہاں تھے؟ بھائی! کسی اعتراض کے جواب کیلئے یہ کوئی دلیل تو نہیں ہو سکتی، تعجب ہے کہ آپکے قلم سے یہ سطور نکلے - آپنے اس موقعہ پر (ہلال) کے طلوع کو بھی خوب دکھایا، لیکن چند چیزیں شاید میرے لئے چھوڑ دیں - اصل بات یہ ہے کہ یورپ پرستی کے ہنگامے کا اثر غلط ایسا چھا گیا تھا کہ اگر آفتاب بھی نکلتا، جب بھی تاریکی سے شکست ہی کھانی پڑتی - آپکو خود معلوم ہے کہ میں اس وقت جبکہ یورپ پرستی کے نقارے ہر جگہ خوب بج رہے تھے، آپ میں اور مجھ میں بارہا اسکا تذکرہ آتا اور کبھی میں نے اسے کوئی وقعت نہیں دی - رہا ملک میں آواز بلند کرنا، تو یہ اس وقت بالکل لا حاصل تھا - لوگوں کو اس درجہ متوالا اور مست کر دیا گیا تھا کہ اس طرح کی صداؤں سے کوئی ہشیاری پیدا نہیں ہو سکتی تھی، بیچارے (شیخ غلام محمد) مرحوم نے چند اعتراضات کئے تھے تو علی گڈھ گزٹ نے گالیاں دیں اور اپنے چہل سالہ رو طفلانہ لہجے میں کہا کہ پہلے چندہ لاؤ، پھر اعتراض کرنا - (میر ممتاز علی) بار بار پوچھتے رہے کہ یورپ پرستی ہے کیا شے؟ مگر کسی نے جواب نہیں دیا، اور جواب دیتے کیونکر، جبکہ اصل مقصد کو ان صداؤں سے کوئی خلل نہیں پہنچتا تھا - (شیخ غلام محمد) مرحوم نے اسی زمانے میں مجھے لکھا تھا کہ یورپ پرستی کی نسبت کچھ لکھو، مگر ہم نے لکھدیا کہ اس وقت لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں، عجب نہیں کہ بہت جلد حالات خود متغیر ہو جائیں - ہمارا یہ خط [illegible] میں اگر ڈھونڈھا جائے تو شاید اب بھی موجود ہو -

آپنے "آزادی کا تنزل" اگر محض (ہلال) کا طلوع دکھانے کیلئے لکھا ہے تو اس زور عبارت سے خود بھی مزہ لیتا ہوں، لیکن اگر فطرتاً ہے تو مزاح سے الگ ہوکر مجھے کہنے دیجئے کہ آزادی اور آزاد منشی کے درجے کو تو اپنی بساط سے بہت بلند سمجھتا ہوں - اس منزل تک پہنچنے کیلئے جن قربانیوں اور خود فروشیوں کی ضرورت ہے وہ ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوسکتیں - میرے دل میں تو ایک لمحہ کیلئے بھی اس دعوے کا خطرہ نہیں گذرا، لیکن میری محرومی سے آزادی کی آواز دنیا سے معدوم نہیں ہوسکتی - اسکو مجھ میں نہ ڈھونڈھئے، البتہ اسکی آواز آئے تو کانوں کو بند بھی نہ کیجئے !

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
این نشہ بمن گر نبود با دگرے ہست

آپ متعجب ہیں کہ "ظن المومنین خیرا" کی کیا یہی تعریف ہے کہ کمیٹی کو ایسے سخت الزام دئے جائیں؟ لیکن آپنے اسپر غور نہیں کیا کہ آخر حسن ظن کی کوئی حد بھی تو ہونی چاہئے - برسوں مسلمانوں نے اپنے لیڈروں کے ساتھ حسن ظن سے کام لیا لیکن اس حسن ظن کا جو نتیجہ نکلا، وہ آپکے دل میں اور میری زبان پر ہے - اب کچھ دنوں سوء ظن ہی سے کام لینے دیجئے - آپنے "جنگ دنیا" کے ادب کی تلوار خود ہی اپنے سر اوڑھلی، حالانکہ جن سروں کیلئے قطع کی گئی تھی انکو

آپ مجھسے پھر چاہتے ہیں کہ اب اس طرف اشارہ نہ کروں - حیراں ہوں کہ آپکو کسی خیال میں ایسے سے مخاطب نہیں دیکھا، لیکن پھر دیکھتا ہوں تو بہت دور ہوں - اصل بات یہ ہے کہ جام تو آپکے ہاتھ میں بھی ہے مگر "مستی" کے اظہار کیلئے جرأت بھی وجود ضرور ہے

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !

آپ لوگ عقلمند ہیں - سب اچھے سیانے ہیں، مگر بولتے ہیں تو مصلحت روی، اقتضائے زمانہ، مصالح قومی، اور معانی زہر آلود مگر الفاظ شہد نما کے ساتھ - لیکن ہم تو دیوانے ہیں - بات کرنے کا سلیقہ نہیں - بد زبان اور بے لگام - جو دل میں آتا ہے بے سوچے سمجھے منہ سے نکال بیٹھتے ہیں - مدبر ہوں تو زہر پلا کر شہد کی داد لے لیں، سب کچھ کہہ جائیں، مگر ہر دلعزیزی کو ٹھیس نہ لگے -

آگے چلکر ارشاد ہوا ہے کہ "سب رسم کا طریقۂ اظہار بے بسی گو دل خوش کن ہو مگر جذبہ بوچھار ہوتی ہے ایکے لئے دلکش ہے" لیکن یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ طریقہ اسکے لئے دلخوش کن نہیں بلکہ دلکش ہے، مگر تمام قوم کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں، اب ذرا چھوڑ دیجئے کہ چند انسانوں کے دلوں کو بھی چوٹ لگے - اسکی زیادہ فکر نہ کیجئے - رہی آپکی شمولیت، تو آپکو اس گروہ میں ہم شامل ہی کب کرتے ہیں -

آپنے "امت مظلوم" کے مقابلہ میں "امت مجہول" کا مرادف توصیفی حرف ڈھونڈ نکالا، لیکن میں تو جس امت میں ہوں، الحمد للہ وہ مجہول نہیں بلکہ تیرہ سو برس سے مشہور و معروف ہے -

آخر میں جناب نے عنوان مضمون "نسۃ شام کی نصف شب" کی داد دی ہے، لیکن اب میں خود تو اس عنوان کو قابل داد نہیں سمجھتا، کیونکہ "نصف شب" کی جگہ "صبح جمال" نظروں کے سامنے دیکھ رہا ہوں - البتہ "زلفش نہ کمر رسیدہ" کا مصرعہ جناب نے اچھا یاد دلا دیا، اگرچہ یورپ پرستی کی درازی کی زلف ابھی کمر تک نہیں، بلکہ ابھی صبح تک کی جمع شدہ شبنم میں لٹک رہی ہے -

---

جناب ممدوح نے الہلال کی پچھلی اشاعت کے مضمون کا جواب بھی بھیجدیا تھا، مگر افسوس ہے کہ اس نمبر کے تمام صفحے اسی بحث میں صرف ہوچکے ہیں - اب اور گنجائش نہیں، انشاء اللہ آئندہ نمبر میں درج کردی جائیگی -

---

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری
۲ ابوالحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبدالقادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد
۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله
۱۵ بیک ناشی نشانت بے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اٹالین هوائی جہاز مجاهدین کے کیمپ پر کاعدات پھینک رہے هیں
۱۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں
۲۱ بیروت بینک کی شکسته دیوارین
۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله
۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ اذربائجان میں روسی داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

اسرار طرابلس

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک کا خلاصہ

— * —

حالات جنگ بدستور ہیں، مگر خاموشی بڑھتی جاتی ہے - چھوٹے چھوٹے اثر واقعات کے سوا کوئی اہم واقعہ سننے میں نہیں آتا - بنغازی میں اٹالین کیمپ کا بڑا حصہ متعدی امراض کی شدت سے ہلاک ہوچکا ہے - فوجی تمرد اور سرکشی کے واقعات سے کوئی دن خالی نہیں جاتا - (مصراطہ) کے قبضے کی خبر جو پچھلے دنوں روما سے شائع کی گئی تھی، ویسی ہی غلط تھی، جیسی روما کی خبروں کو ہونا چاہئے - اس ہفتے کی عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ (مصراطہ) کے متصل مجاہدین کی ایک طاقتور جماعت مقیم ہوگئی ہے -

باقاعدہ طور پر تمام معاملات پر غور و بحث کرتی ہیں - اور پھر پوری جمعیت خاطر کے ساتھ انکو انجام دیتی ہیں -

صلح کی افواہیں گذشتہ ہفتوں میں اڑتی رہی ہیں - اب رائٹر کی تار برقی ہے کہ عارضی طور پر یہ تحریک ملتوی ہوگئی، اسلئے کہ اٹلی سے بعض ایسی تجاویز پیش ہوئی ہیں جن پر باب عالی کو غور کرنا پڑیگا، تاہم سرکاری حلقوں میں وثوق کے ساتھ یہی کہا جاتا ہے کہ قرار داد امید افزا ہے -

لیکن ترکی کا سرکاری حلقہ تو اس سے بالکل منکر ہے -

روما کی خبریں ابتک بدستور ظاہر کر رہی ہیں کہ دنیا کے تمسخر کی ہمیں خبر نہیں !

اٹالین ٹورپیڈو کا عمل، جو شہر کے عربوں کو اپنے اندر لیے ہوے جا رہا ہے، تاکہ ساحلی میدانوں میں جمع کرکے گولیوں سے ہلاک کردے

۵ - کی تار برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے طرابلس، پر طبروق کے ساحلی خط تک قبضہ کر کے لڑائی کا پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے - اب حکومت کا ارادہ ہے کہ اندرون ملک کی جانب بڑھے، اسلئے فوج کا ایک حصہ خاص طرابلس، اور ایک حصہ سارا اندکا میں خود مختارانہ طور پر متعین کیا جائیگا -

اندرون ملک میں بڑھنے کا ارادہ آج ہی نہیں بلکہ روز اول سے ہے، لیکن جو نتائج اس ارادے کو ابتک نصیب ہوے ہیں، وہی آیندہ بھی نصیب ہونگے -

جنرل (کنیوا) کو اب بلا لیا جائیگا اور اسکی جگہ لفٹنٹ جنرل (ریگنی) متعین کئے جائینگے - اندرون ملک میں بڑھنے کی مہم شاید اب انکے ہاتھوں انجام کو پہنچے، مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جو جنگی جہاز ساحل طرابلس پر کھڑے ہیں، انکو کسی طرح ریگستان میں بیڑا کر لیجانے کی ترکیب پیدا کی جائے-

اٹالین کیمپ سے کبھی کبھی ہوائی جہاز اڑ کر تھوڑی دیر کیلئے فضا میں نمودار ہوجاتے ہیں، مگر عثمانی کیمپ میں جونہی انگلیاں اٹھتی ہیں، معاً پرواز کا رخ عقب کی طرف ہو جاتا ہے - ۱۹ - اگست کو ایک ہوائی جہاز نے چند گولوں کے پھینکنے کی کوشش کی مگر عثمانی کیمپ کی توپوں نے مہلت نہ دی -

(الحق) کا نامہ نگار درنہ سے لکھتا ہے . "عثمانی کیمپ بدستور نہایت امن و سکون کی حالت میں ہے، دشمنوں کی بزدلی اور نامردی کا افسانہ کہتے کہتے ہم تھک گئے، اور اب اور کہاں تک بیان کریں، حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک قوم کیوں اپنے تئیں بیکار ہلاک کرانے کیلئے اڑ گئی ہے ؟

غازی (انور پاشا) آجکل کی فرصت کو بالکل تعلیمی اور انتظامی تدبیرات میں صرف کر رہے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ صحراے افریقہ میں بیسویں صدی کی ایک باقاعدہ جمہوری حکومت قائم ہوگئی ہے، جسکا کوئی صیغہ بھی معطل نہیں، اور (انور پاشا) اس جمہوریت کا پریسیڈنٹ ہے - انتظامی امور کی ہر شاخ کیلئے عرب قبایل اور افسران عثمانی کی مشترک مجلسیں قائم ہیں جو بالکل

براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف صاف لکھا کیجئے بہت سے خطوط بغیر تعمیل کے پڑے ہیں کیونکہ انکا پتہ ٹھیک پڑھا نہیں جاتا!
منیجر

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مجر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ سپٹمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

الہلال کے مضامین و ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات ، متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

احرار اسلام

جسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموروں کے حالات درج کئے جائینگے . جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوشش جانفروشی اور قربانیاں کی ہیں نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بھی مع تصاویر شایع کئے جاینگے .

[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

فرنگ سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجہ ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں .

مدارس اسلامیہ

عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ اڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں ریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ سپٹمبر ۱۹۱۲ع | جلد ۱

فہرس

تصاویر

اعتذار
اور
اطلاع

— * —

(۱) الہلال کی بہ لحاظ مضامین اس وقت تک جو کچھ حالت رہی، اسے گو آپنے نظر لطف و کرم سے دیکھا ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ خود اس عاجز نے تو ابتک ایک نمبر کو بھی لائق اطمینان حالت میں نہ پایا۔ لیکن عرض نہیں کرسکتا کہ آجتک جتنے پرچے نکلے، وہ کس عالم میں نکلے، اور کیسی حالت میں لکھے گئے؟

(۲) گو حالت بدستور ہے، مگر اب زیادہ عرصے تک اس کوفت کو برداشت نہیں کرسکتا کہ پرچے نکالوں اور اپنے پیش نظر نمونے سے اسے ناقص پاؤں۔

(۳) پس میرے بس کی جو باتیں ہیں، انکے لئے اب مستعد ہوگیا ہوں۔ ایک بڑا نقص رسالے کے مضامین کی بے ترتیبی اور بے قاعدگی تھی۔ ضخامت کی قلت کی وجہ سے ضروری تھا کہ مضامین پورے اختصار اور انتخاب کے ساتھہ لکھے جاتے، ضروری اور مقدم باتوں کو چن لیا جاتا، اور اتنی ہی ضخامت کے اندر تمام ابواب و عنوان اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھے جاتے۔ لیکن ابتک ایسا نہوسکا۔ پہلی بات جو انشاء اللہ ۳۰ ستمبر کی اشاعت سے آپ دیکھیں گے، وہ اس نقص کا انسداد ہوگا۔

(۴) ابتک جسقدر تصویریں نکلیں، ایک ہی موضوع یعنے طرابلس کے متعلق تھیں، ابتدہ اس دائرے کو وسعت دی جائے گی۔

(۵) پریس کی دقتوں کی وجہ سے پرچے کی اشاعت میں بھی دیر ہو جاتی ہے۔ اب انشاء اللہ یہ شکایت بھی دور ہوجائے گی۔

(۶) ان نقایص کا علاج میں کرسکتا ہوں، اور کرونگا، لیکن افسوس کہ نقص اصلی یعنے قلت ضخامت و تصاویر کا علاج میرے بس کا نہیں ہے۔ اگر ناظرین چاہیں تو ایک ماہ کے اندر بہتر اور طیار کردیسکتے ہیں کہ کم از کم ڈیوڑھی ضخامت کے ساتھہ الہلال شائع ہوا کرے۔ والامر بیدہ سبحانہ وتعالی۔ [ایڈیٹر]

الہلال

— * —

شرح اجرت اشتہارات

— * —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ۔
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندرونی جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ ٹھیک فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) منیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دل میں پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

(۶) ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے تک مسلمانوں نے اپنے رہنماؤں پر تمام کام چھوڑ دیے ' اپنا فرض صرف یہ سمجھا کہ چندے روپیہ کی ضرورت ہو مہیا کردیں ' قوی سے قوی اعتقاد اور محکم سے محکم اعتماد جو کوئی جماعت اپنے پیشواؤں پر کرسکتی ہے ' اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا - کہ مسلمانوں نے اپنے پیشواؤں پر کیا - مسلمانوں کو صدیوں کی تقلید اور استبداد نے پیشتر ہی سے اسکا عادی بنا دیا تھا ' فرق صرف اتنا ہوا کہ پہلے ہر ترکی ٹوپی اور ہر طویل الذیل جبّے کی پرستش کرتے تھے ' اب فراک کوٹ اور ترکش کیپ کی بھی پوجا شروع کردی - لیکن الحمد لله کہ اب لوگوں کی آنکھیں کھلی ہیں ' اور سمجھنے لگے ہیں کہ قوم کو لیڈروں ہی پر سب کچھ چھوڑ دینا نہیں چاہیے - جو لوگ ایک قوم کے تمام کاروبار کو اپنی آبائی وراثت سمجھتے تھے اور اسلیئے چند شریک جائداد وارثوں کے سوا اور کسی شخص کیلیے حق مداخلت تسلیم نہیں کرتے تھے ' اب وہ دیکھتے ہیں ' تو مطالبات کا ہجوم ہر طرف سے بڑھتا ہے ' اور پہلی مرتبہ مسلمانوں میں طبقۂ خواص کے مقابلہ میں عام پبلک نے اپنے تئیں نمایاں کیا ہے جس بہتر ہے کہ یہ وقت فیصلہ کن ہو ' اور اگر فیصلہ کن نہیں ہے ' تو فیصلہ کن بنایا جائے - اب اپنے تئیں زمانے کی مرضی پر نہیں چھوڑ دینا چاہئے - تغیرات کی حرکت کسی منزل قوم کو ہمیشہ نصیب نہیں ہوتی - جو حرکت اس وقت پیدا ہوگئی ہے ' اگر وہ ضائع کردی گئی ' تو پھر ایک بہترین فرصت کے کھودینے کا ہمارے لئے ماتم ہوگا - مقدم امر یہ ہے کہ پچھلے حساب کی غلطیاں صاف کردی جائیں - جب تک یہ نہوگا ' آئندہ کیلئے اب کوئی صحیح میزان نہیں لگا سکیے - آج جسقدر صاحبان امر و اقتدار قوم میں موجود ہیں ' ان میں سے ہر شخص کی اصلی صورت قوم کے سامنے آجانی چاہئے - تاکہ ماضی کے تجارب سے مستقبل کی درستگی میں مدد لی جاسکے اور قوم فیصلہ کرسکے کہ آئندہ کسی پر اعتماد کرنا چاہئے ' اور کون واقعی اصلی عزت کا مستحق ہے ؟

اسی بنا پر میں نے ۲۵ اگست کی اشاعت میں اپنے دوست سے چند سوالات کیے تھے - ناظرین براہ عنایت ان سوالات کو اِس موقعہ پر پیش نظر رکھہ لیں -

ان سوالوں سے مقصود یہ تھا کہ یونیورسٹی کا مسئلہ قومی خدمات کیلیے ایک اچھی آزمائش تھی ' قوم کو اب معلوم ہوجانا چاہئے کہ کون کون لوگ اس آزمائش میں ٹھیک اترے ؟ اور کن کن لوگوں نے گورنمنٹ کے مطالبات کو قوم کی مطالبات پر ترجیح دی ؟ اور یہ جبھی ممکن ہے کہ ایک واقف حال مگر بے لاگ قلم گزروں بغیر بیش ملت کی خاطر چند مخصوص افراد خواص کی پروانہ کرے اور اصلیت سے پردا اٹھادے

نہ کھینچے رخنے ڈالدے انکی نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

میں جانتا تھا کہ عجائب کاروبار انسانی میں ایک مقام وہ بھی ہے جہاں مدح پسند انسان اپنی برائی سن لیتا تو گوارا کرلے سکتا ہے ' مگر دوسرے لوگوںکی نسبت اُسکی زبان نہیں کھل سکتی - اور پھر یہ بھی ضرور نہیں کہ اگر ایک شخص عقل و ہوش کھو کر مفت میں سارے جہاں کو اپنا دشمن بنالے ' تو اور صاحبان دانش و ہوشمندی بھی اپنی ہر دلعزیزی کو تاراج نادانی کریں - تاہم جی میں آیا کہ :

غلط سہی اثر داد و نالہ ' پر ناظم
رہے نہ دل میں ہوس ' آؤ یہ بھی کر دیکھیں

میرے دوست نے جن لفظوں میں میرے سوالوں کا جواب دیا ہے ' اسے معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں ان سوال کیلئے شاید ضرورت نہ ہوتی ' مگر کیا کیجیے کہ " طعن اقربا " اور " شکوۂ رقیب " کا خیال اجازت نہیں دیتا - جو اب میرے چپ کرانے کیلئے تو شاید یہ جواب سربست کام دیجاے ' مگر حکیم (مومن خاں) تو تسلیم نہیں کرتے -

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

آپ میرے سوالات کو " اہالیان کمیٹی کی ذاتیات کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسی " سے تعبیر کرتے ہیں اور پھر اسکو سب سے زیادہ " بے ہودہ مشغلہ " قرار دیتے ہیں ' مگر یقین کیجیے کہ یہ ایک نہایت خطرناک اخلاقی غلطی ہے ' جس نے اسلام کے احتساب عمومی کی روح اور اعلان حق و صداقت کی قوت کو غارت کردیا ہے - نہیں معلوم کیسا منحوس وقت تھا جب (بنی اُمیّہ) نے (خدا انسے انصاف کرے) اسلام میں اس غلطی کی بنیاد ڈالی اور پھر یہ اسطرح جسم امت میں سرایت کرگئی کہ آج تک ہمارے جسم میں " میراثی دم " کے ساتھہ موجود ہے - یہ کس اخلاق کا مبدا ہے کہ تعیّن و تشخّص یا آجکل کی اصطلاح میں " ذاتی بحث " ہر حال میں جائز نہیں ؟ بیشک ذاتی اغراض کیلئے ایک دوسرے کی برائی کرنا ممنوع ہے ' اور عام برائیوں کے انسداد کی اولین تدبیر یہ ہے کہ بغیر تعین علم طور پر برائیوں کو برا کہا جائے - لیکن جب کسی معاملے میں جماعت اور افراد کا مقابلہ ہوجائے ' تو اس وقت جماعت کے فوائد کیلئے چند افراد کے اعمال پر بحث کرنا ذاتی بحث نہیں ' بلکہ صحیح طور پر جماعتی فوائد کی بحث ہے ' اور بعض حالتوں میں اخلاقاً و دیناً فرائض انسانی میں داخل - پھر اسپر بھی غور کیجیے کہ آپ پبلک زندگی کی نکتہ چینی کو " ذاتیات کی بحث " سے تعبیر کرنے میں کیسی عجیب انگیز غلطی کر رہے ہیں - جو لوگ اپنی پرائیویٹ زندگی سے نکلکر خود ہی پبلک زندگی میں آگئے ہیں ' انہوں نے ایسا کرکے خود ہمیں دعوت دی ہے کہ انکے ہر عمل اور ہر فعل کا تجسس کریں ' انکی زندگی اب " ذاتی " کب رہی ' وہ تو اب قوم کیلئے ' اور اسلیے قوم کی ہوگئی - آپ جب تک اپنے گھر میں ہیں ' کسی کو آپسے بحث نہیں ' لیکن جب آپ بازار میں آکر کھڑے ہوگئے تو ہر شخص آپکو گھورے گا - آپنے خود اپنے تئیں نمایش گاہ میں رکھدیا ہے ' اور ہم آپکو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے ' اپکی ایک ایک حرکت کی نگرانی کریں گے ' آپکے ہر جنبش و قدم پر

مسلم یونیورسٹی کمیٹی

—*—

مجھی رہا کی داد ' نہ جرم عدو سے بحث '
کیا جوبتاں ہیں میرے تغافل شعار میں !

جناب مسٹر محمد علی نے پہلی ستمبر کا الہلال دیکھنے کے بعد جو دوسری مراسلہ بھیجی تھی ' وہ آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے -

(۱) میں نے پہلی ستمبر کی اشاعت میں آپکی نسبت جو الفاظ لکھے تھے ' تعجب ہے کہ آپ انکو " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ہیں ' اور پھر لطف یہ ہے کہ اسکو سنجیدہ لہجے میں فرماتے ہیں اور ایک ایسے سم آلود قلم کی طرف " شاعرانہ مداحی " منسوب کرتے ہوئے آپکو ہنسی نہیں آتی ' جسکے " سب و شتم " سے ایک زمانہ نالاں ہے !

لیکن معاف کیجئے گا - جن اوصاف سے یہاں آپکو بطور " امر واقعہ " کے انکار ہے ' یہ تو وہی اوصاف ہیں ' جنکا چند سطر کے بعد خود آپکو بھی صاف طور پر ادعا ہے - میں نے آپکی نسبت لکھا تھا کہ " ان میں جوش اور بیباکی ' دونوں ہیں " تا کمیٹیوں کے سر بر آوردہ ممبروں کی نسبت " کا مزید اظہار حق میں بے پروا ہے " - آپ اپنی تحریر کی تمہید میں تو اسے " شاعرانہ مدح و ستا " سے تعبیر کرتے ہیں ' لیکن دوسرے پیرے میں خود ہی لکھتے ہیں کہ " الحمد للہ ' اس وقت تک میں اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا " ذرا مجھے سمجھا دیجئے کہ دونوں بیانوں میں کیا فرق ہے ؟ آپ خود اپنی نسبت جو کچھ فرمائیں ' وہ تو صرف اظہار واقعہ ہو ' اور میں وہی وصف آپکی طرف منسوب کروں تو شاعرانہ مداحی ہو جائے ؟ ان ھذا لشئ عجاب !

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے " شاعرانہ مداحی " کو میری طرف منسوب کیا ' جسکو اپنے عقیدے میں ایک مسلمان کیلیے سب سے بڑی معصیت سمجھتا ہوں ' بلاشبہ آپکے پاس الفاظ کی کمی نہ تھی -

(۲) ۳۱ - اور ۱۳ - جولائی کی بحث بھی عجیب ہے - مجھکو تو اسکا خیال بھی نہیں ہوا ' اور آپ اسے کہاں لیجاکر دیکھتے ہیں ؟ آپکی پچھلی مراسلت میں اسکا ذکر تھا ' لیکن یہ سمجھکر نہ اصل بحث پر کوئی اثر نہیں پڑتا ' میں نے اس سے بالکل تعرض نہیں کیا - اب ۲۵ - اگست کے الہلال کو اٹھاکر دیکھتا ہوں تو اصل نوٹ میں تو ۳۱ - جولائی کی تاریخ درج ہے [نمبر ۷ صفحہ ۳ - کالم ۲ -) لیکن اس کی سرخی میں ۳۱ - کی جگہ ۱۳ - ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کمپوزیٹر نے ۳۱ - کی جگہ سرخی میں ۱۳ - کمپوز کردینے کی غلطی کی ' جو انکی عادت مستمرہ بلکہ طبیعت ثانیہ ہے - عبارت کی غلطی فوراً محسوس ہو جاتی ہے ' مگر اسطرح کی غلطیوں کا بغیر مقابلۂ اصل و تحقیق پتہ لگ نہیں سکتا ' مصحح صاحب کی نظر بھی نہیں پڑی ' اور جب چھپ گئی ' تو خود میں بھی اسی کو صحیح سمجھتا رہا - تاہم اب

اس بارے میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ' آپ دہلی جا رہے ہیں ' اور پریس کی مشکلات سے سابقہ پڑنے والا ہے ' خوش ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ۳۱ - اور ۱۳ - کے اختلاف کی علت آپ پر منکشف ہو جائے گی -

(۳) آپنے میری طرف " غلط بیانی " کو بھی منسوب کیا ہے - اگر غلط بیانی کے مفہوم میں عمد اور نیت بھی داخل ہے تو اپنی نسبت ایسا کہہ سکتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا - شاید اس لفظ کے لکھنے میں بھی آپنے جلدی کی - واللہ یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور ' واللہ علی ما اقول شہید - جو شخص اپنے خدا سے اسدرجہ بے پروا ہو ' کہ مصالح ملی اور خدمت قومی کے مصلحت میں " غلط بیانی " کرنے سے نہ شرمائے ' میں اسکی شقاوت کو (ابو جہل) اور (مسیلمہ) کی شقاوت سے کم نہیں سمجھتا - جس دن میرے دل میں اسکا خطرہ بھی گذرنے والا ہو (تمام انسانوں سے خواستگار ہوں) کہ اس دن سے پہلے خدائے منتقم و قہار مجھکو دنیا سے اٹھالے

و یرحم اللہ عبداً ' قال امینا

(۴) " آپنے بغیر میری تحریر چھاپے اسپر جرح و تعدیل کیوں شروع کردی ؟ "

یہ بھی صحیح نہیں - آپسے غالباً بدھ کی شام کو گفتگو ہوی تھی ' اس وقت تک اخبار کا پہلا جز صفحہ مکمل ہوچکا تھا اور صرف (شذرات) کے صفحے اور آخر کے چار صفحے باقی تھے - آپنے مراسلت کا مسودہ دکھلا کر کہا تھا کہ کل تک بھیجدونگا میں نے خیال کیا کہ اسکے لیے آخری صفحات میں دو کالم نکل آئینگے ' ابتدائی صفحات میں جواب درج کردیا جائے - مراسلت کا مقصود معلوم تھا ' یہ فرض کرکے نہ آپکی مراسلت کل آئے گی اور درج ہو جائے گی ' اخبار کے کام کو جاری رکھنے کیلیے اسی دن شام کو مضمون لکھکر پریس میں دیدیا ' لیکن آپکی مراسلت جمعہ کی رات کو ملی اور پھر اسقدر مبسوط ' کہ اسکے لئے کئی صفحے مطلوب تھے - مجبوراً درج ہونے سے رہگئی -

(۵) پھر میں نے جو کچھہ لکھا ' صرف اسی امر کی نسبت لکھا ' جسکو آپ مراسلت میں لکھنے والے تھے ' اور نہ کوئی پرائیوٹ گفتگو نہ تھی اور نہ اسکا حوالہ دینا فرض اخبار نویسی کے خلاف ہو سکتا ہے اگر میں نے کسی ایسی بات کا تذکرہ کیا ہوتا جسکو آپ مراسلت میں درج نہ کرنے والے ہوتے تو آپکی شکایت درست ہو سکتی - ۳۱ جولائی کی چٹھی کی اشاعت و عدم اشاعت کی نسبت اپنے جو کچھہ کہا ' یہ وہی تھا جو مراسلت میں علانیہ آپ لکھہ چکے ہیں - اگر مجھکو پرائیویٹ صحبتوں کی باتوں کو لکھنا ہوتا ' تو آپکی اور میری اس دو سال کی ہر دوسرے اور تیسرے دنکی صحبتوں میں سینکڑوں باتیں ہر طرح کے معاملات پر ہو چکی ہیں اور ہر شخص سے ہوتی ہیں - لیکن پبلک میں لکھنے اور بولنے کیلئے تو صرف پبلک معاملات ہی کارآمد ہیں اور مطمئن رہیں کہ اس اصول سے بے خبر نہیں -

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

عیــد الفطــر

— * —

عیـد آمـد و افـزود غمـم را غم دیگر
ماتـم زده را عیـد بود ماتـم دیـگر

دنیا کی ہر قوم کیلئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں' جنکو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھکر عزیز رکھتی ہے' اور قوم کے ہر فرد کیلئے انکا ورود عیش و نشاط کا دروازہ کھولدیتا ہے۔

مسلمانوں کا جشن اور ماتم' خوشی اور غم' مرنا اور جینا' جو کچھ تھا خـدا کیلئے تھا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین' لا شریک لہ' وبذالک امرت وانا اول المسلمین (۶ : ۱۶۲)

کہدے کہ میری نماز' میری تمام عبادت' میرا مرنا' میرا جینا' جو کچھ ہے اللہ کیلئے ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور جسکا کوئی شریک نہیں۔ مجکو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے' اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔

انکا جشن و نشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامجوئیوں میں تھا' مگر انکے ارادے مشیت الہی کے ماتحت' اور خواہشیں رضائے الہی کی محکوم تھیں۔ انکے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اُسکی یاد سے غافل' اور زبان اسکے ذکر سے محروم ہوجائے' اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اسکی طاعت میں جھکے ہوے اور زبان اسکی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو

انما یومن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بہا' خروا سجداً وسبحوا بحمد ربہم وہم لا یستکبرون' تتجافی جنوبہم عن المضاجع' یدعون ربہم خوفاً وطمعا (۳۲ : ۱۶)

ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں' کہ جب انکو وہ یاد دلائی جاتی ہیں' تو سجدے میں گر پڑتے ہیں' اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھہ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں' اور وہ کسی طرح کا تکبر اور بڑائی نہیں کرتے۔ رات کو جب سوتے ہیں تو انکے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور امید و بیم کے عالم میں کروٹیں لیکر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

انکو بخشگاہ الہی سے طاعت و شکرگذاری کے جشن کیلئے دو دن ملے تھے۔ پہلا دن (عیـد الفطـر) کا تھا۔ یہ اُس ماہ مقدس کے اختتام اور افضال الہی کے دور جدید کے آغاز یوم کا جشن تھا'

جسمیں سب سے پہلے خدا تعالی نے اپنے کلام سے آکو مخاطب فرمایا:

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (۲ : ۸۱)

رمضان کا مہینہ' جسمیں قرآن اول اول نازل کیا گیا۔

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نور ہدایت اور کتاب مبین دی گئی' جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھولدی

لقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (۵ : ۸۱)

بیشک خدا کے طرف سے تمہارے پاس (قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی۔ اللہ اسکے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہوںپر ہدایت کرتا ہے۔

انسانی ضمیر کی روشنی' جبکہ ظلمت ضلالت سے چھپ گئی تھی' فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بد اعمالیوں کے پردے ڈالدیے تھے' قوانین الہی کا احترام دنیا سے اٹھہ گیا تھا' اور طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (۳۰ : ۴۰)

خشکی اور تری' دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے فساد پہیل گیا۔

اُس وقت یہ پیغام ہدایت دنیا کیلئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بنکر آیا' اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی' افضال و نعائم الہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا' نئی عمارت گو خود نہیں بنائی' مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کیلئے مضبوط کردیا۔ نئی تعلیم گو نہیں لایا' لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونکدی۔ مختصر یہ ہے کہ فطرۃ اور ناموس فطرۃ کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہوگئی

فطرۃ اللہ' التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۳۰ : ۲۹)

یہ خدا کی بنائی ہوی سرشت ہے جسپر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں ردّ و بدل نہیں ہوسکتا' یہی (راہ فطرت) دین کا سیدھا راستہ ہے' مگر اکثر آدمی ایسے ہیں جو نہیں سمجھتے۔

یہی مہینہ تھا' جسمیں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا' اسی مہینے میں وہ عظمت و برکت کی رات آئی تھی' جس نے اِس انقلاب عظیم کا ہمیشہ کیلئے ایک اندازہ مقدر کرکے فیصلہ کردیا تھا' اور اسی لئے وہ (لیلۃ القدر) کہی گئی۔ اسکی نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولوںکی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے' کیونکہ اُن مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھہ دیا گیا تھا' وہ سب کچھہ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخشدیا گیا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں

بے تامل رائے دیں گے، آپکی خوبیوں اور برائیوں کو دکھلائیں گے - اور آپکا قلم والے رائے دہی کرنے کیلیے ہماری زبانوں پر چڑھ جائے گا - یہ عجب بات ہے کہ کچھہ لوگ گھروں کے دروازے بند کرکے بازار کے امن دین کا فیصلہ کریں ' اور اگر باہر والے تجسس کریں تو کہا جائے کہ یہ گھر کے اندر کے معاملات یعنی " ذاتیات " ہیں - آپسے کوئی نہیں پوچھتا کہ آپنے اپنے نوکرکو کیوں جھڑکی دی' اور فلاں قصور پر اپنے کسی عزیز کے کیوں طمانچہ مارا ؟ لیکن ہماری قسمتوں کا فیصلہ کرنے بیٹھے گا تو ہم ضرور تجسس کرینگے کہ اندر بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہیں -

> جو شخص پیشوائی اور رہنمائی کی زندگی اختیار کرتا ہے اسکی زندگی کا کوئی حصہ پرائیوٹ نہیں ہوسکتا ' اور اگر اسکی زندگی میں کوئی راز ہو تو وہ پیشوائی کا اہل نہیں - وہ جو کچھہ گھر کے اندر کرتا ہے اس سے بھی بحث کرنے کا پبلک کو حق حاصل ہے -

خیر یہ تو پھر اصولی بحث چھڑ گئی - موجودہ حالت میں تو میں نے اپنے دوست سے جو سوالات کیے تھے' وہ اتنے دور کے نہ تھے - ان میں کسی شخص کے ذاتی کیرکٹر کی نسبت سوال نہ تھا' بلکہ اس نے جو کچھہ قوم کیلئے کیا ہے' اسکی نسبت پوچھا گیا تھا - یہ نہیں پوچھا تھا کہ ممبران کمیٹی اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں ؟ بلکہ پوچھا تھا کہ شملہ میں بیٹھکر کیا کیا کرتے تھے ؟ لیکن میرے دوست کی رائے میں یہ بھی ذاتیات کی بحث ہے' نیز سب سے زیادہ بے ہودہ مشغلہ ! خیر ! یہاں تک مضائقہ نہیں' مگر آگے چلکر فرماتے ہیں کہ اس سے " نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئی مفاد " آپنے دو فریق کا تو ذکر کیا' مگر ایک تیسرے فریق یعنے لیڈروں کو چھوڑ دیا' حالانکہ :

همیں ورق که سیه گشته ' مدعا اینجاست

خدا کی خوشنودی و عدم خوشنودی کا ذکر تو جانے ہی دیجئے ' ہماری روزمرہ کی بول چال میں یہ ایک ایسا عام جملہ ہوگیا ہے جو زبان و قلم سے نکل جاتا ہے' مگر دل کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیسی عظیم الشان بات منہ سے نکل رہی ہے ؟ اسکی رضا کی تو ہمیں اتنی فکر بھی نہیں' جتنی اپنے کسی خوش پوشاک دوست کے چہرہ کی ہوتی ہے - اگر کہوں کہ اسکی رضا جوئی کی تو پہلی شرط الحب فی اللہ والبغض فی اللہ [خدا کی راہ میں دوستی اور خدا کی راہ میں دشمنی] کی قربانی ہے ' تو مجھے یقین کرنا چاہئے کہ میں اس دور عقل و دانش میں پاگل ہوگیا ہوں' یا کم از کم مملغ اتنا تو ضرور بیمار ہے کہ " اس سے کسی بحث کا صاف ہونا محال ہے "

بہر حال خدا کی رضامندی کی زیادہ فکر نہ کیجئے ' رہا قوم کا مفاد ' تو آپ اور ہم' دونوں الگ ہوئے جاتے ہیں ' قوم ہی کو فیصلہ کرنے دیجئے کہ ان سوالوں کے صاف ہو جانے میں اسکا مفاد تھا ' یا انکے دبے رہنے میں ؟ اسکا تاریکی میں رہنا اسکے لیے بہتر ہے ' یا روشنی میں آجانا ؟ و هل یستوی الظلمات و النور ؟ و هل یستوی الاعمی و البصیر ؟

ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو گو آپنے بظاہر جواب دینے سے اعراض کیا ہے ' مگر اچھی طرح کان لگا کر سنیے ہیں تو اس اعراض کی زبان پنہاں نہی کچھہ کہنا چاہتی ہے - آپ لکھتے ہیں کہ " جو صداقت بے محل اور دل شکن ہو ' راستی مثل انگور کے دل میں سمار کی جاتی ہے " در اصل آپکے یہ جملہ بہتر ہیں - سبھی اچھہ بتلا دیا - اس سے معلوم ہوگیا کہ

(الف) " راستی مثل انگور " کے ماننے کے واضع کا بتلایا ہوا ایک اور اصول بھی ہے کہ " ایرا کہ حساب پاکست از محاسبہ چہ باک" اس اصول کی بنا پر معلوم ہوگیا کہ یہ سوالات جن حضرات کے حساب و کتاب کو جانچنا چاہتے ہیں ' انکو اپنا حساب دکھلانے میں ضرور " باک " ہے اور اسی لئے میرے دوست نہیں چاہتے کہ ان حضرات کا بہی کھاتا دکان کے مقفل صندوں سے باہر نکالا جائے -

(ب) ان سوالات کے جواب میں ہمارے دوست کو بعض ایسی باتیں کہنی پڑینگی' جو ہیں تو " صداقت " میں داخل ' لیکن ساتھہ ہی جن حضرات کی نسبت کہی جائینگی ' انکے لئے دلشکن بھی ہونگی - اور یہ بالکل بدیہی ہے - ایک شخص کے محاسن بیان کیے جائیں تو خوش ہوگا اور عیوب کھولنے کا تو جی نحس ہوگا -

(ج) جو کچھہ جواب دیا جائیگا ' اسمیں ایسی " راستی " ہوگی جس سے ہمارے دوست کو کسی فتنہ کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے ' اور فی الحقیقت ایک ترسونکی قابض اور خود مختار جماعت کے طرف سے قوم کا بدظن اور مایوس ہو جانا ایک بڑا فتنہ ہے -

(د) اور سب سے آخر یہ کہ ممبران کمیٹی میں کچھہ لوگ ایسے ہیں' جنکے کام علانیہ پبلک میں لانے کے قابل نہیں ' اور ان میں فتنہ انگیزی اور ناراضگی کے پیدا ہو جانے کی گنجایش ہے ' مگر میرا تو ایسا خیال ہے کہ سچے کام کرنے والونکی زندگی میں کوئی راز نہیں ہونا چاہئے -

میرے تمام مضمون کا ماحصل یہ سوالات ہی تھے ' مگر میرے دوست " بے ہودہ مشغلہ " کہکر اس بدی سے آگے نکل گئے ہیں ' گویا یہ بھی " حوالی کے تسمہ پے ان کا " مسئلہ ہے ' جسکے لئے کسی بحث و نظر کی ضرورت ہی نہیں - اگر وہ بدی سے راہ کترا سکتے ہیں ' تو میرا ہاتھہ بھی کوتاہ نہیں

گر تو دامن نکشی دست کسے کوتہ نیست

جانوں تو دامن کو چھو سکتا ہوں ' انکی معیت سے بچکر جہاں جانا چاہتے ہیں ' وہ راہ بھی شاید پیچ و خم تھاکر مجھی تک ملجانے والی ہے ' اسلئے اسکے سفر میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا - اور خوش ہوں کہ ایک " غلط بیان " اور " نا قابل بحث دماغ " سے الگ رہکر بھی - الحمد للہ کہ وہ اسکے ساتھہ ہی ہیں - یہ اپنی اپنی بصیرت اور سمجھہ ہے ' عجب نہیں کہ انہوں نے مقصود تک پہنچنے کیلئے جو راہ اختیار کی ہے ' وہی زیادہ پر امن اور کامیاب ہو - باہر بیٹھکر نکتہ چینی کردینا آسان ہے ' مگر کام میں شریک ہوکر درستگی کی سعی کرنا مشکل ہے -

اور جسم خلعت نیابت سے معمور ہوئے تھے - عزت و عظمت جب ہمارے ساتھ تھی ' اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی - خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا ' اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر متمکن تھے - لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہگیا ہے -

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عبرت تھیں ' لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے - ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہواے نفس کی بتلائی ہوئی راہ مذلت سے بدل لیا ' اسکے عطا کیے ہوئے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی ' اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہمکو راس نہ آیا - اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے ' عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا ہم نے بہت سی عیدیں تخت حکومت و سلطنت پر دیکھیں ' اور ہزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجوائے - ہم پر صدہا عیدیں ایسی گذریں ' جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں ' اور عظمت و شوکت کے تخت الٹے ہوئے ہمارے سامنے تھے - اب عید کے عیش و طرب کی صحبتیں ان قوموں کو مبارک ہوں ' جنکی عزت و نیستی کیلئے ایک ہمارا وجود تازیانہ ہے - ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھ خود بھی مٹ گئے - ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم خود ابتک دنیا میں باقی ہیں - شاید اسلئے کہ غیروں کے طعنے سنیں ' اور اپنی ذلت و خواری پر آنسو بہا کر دوسروں کیلئے وجود عبرت ہوں -

در کار مصیبت نالۂ و من درخواست او
ترانۂ چراغ مزار خودیم ما

* * *

اس دن کی یادگار ہمارے لیے جشن و طرب کا پیام نہیں ' کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولیں تھا ' اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا - اس دن کا طلوع ہمکو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا ' اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں کتاب الہی کا مہبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا ' تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی ' اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی اوج عالم پر بدر درخشاں بنکر نمودار ہوئی تھی ؟ لیکن

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا (۱۹ - ۶۰)

پھر انکے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوے جنھوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کردیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑگئے پس بہت جلد انکی گمراہی انکے آگے آے گی

اب یہ روز یادگار اگر یادگار ہے ' تو عیش و شادمانی کیلیے نہیں ' بلکہ حسرت و نامرادی کیلیے - اگر یاد آور واقعات ہے ' تو عطاء عیش کی مسرور مندی کیلئے نہیں ' بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کیلیے - پہلے اس کامرانی کی یاد تھا ' کہ ہم دولت قبولیت سے سرفراز ہوئے ' مگر اب اس نا مرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اسکی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دو چار ہیں - پہلے اس رقیب سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا ' جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا ' اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے ' جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے - پہلے یکسر جشن و نشاط تھا ' مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے - جشن تھا ' تو (قرآن کریم) کے نزول کی یادگار کا ' جس نے پہلے ہی دن اعلان کردیا تھا کہ

يا ايها الذين امنوا ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا (۸ - ۳۰)

مسلمانو ! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے (اور اسکے احکام سے سرتابی نہ کی) تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کردیگا -

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ :

ومن اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكا (۲۰ - ۱۲۳)

اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی ' اس کی زندگی دنیا میں تنگ ہوجاے گی -

پہلے اسکی (بشارت) کو یاد کرکے جشن مناتے تھے ' اور اب وہ وقت ہے کہ اسکی (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکھکر عبرت پکڑیں - اب عید کا دن ہمارے لیے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا ' البتہ عبرت اور موعظہ کی ایک یادگار ضرور ہے

وكذالك انزلناه قرانا عربيا وصرفنا فيه من الوعيد لعلهم يتقون او يحدث لهم ذكرا (۲۰ - ۱۱۳)

ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اور اسمیں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں ' تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا اسکے ذریعے سے انکے دلوں میں عبرت اور فکر پیدا ہو -

* * *

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں ' پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جاے ؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آج عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں ' اور میں افسانۂ غم چھیڑ کر آپکے لذت عیش کو منغص کردوں - مگر یقین کیجیے کہ اپنے دل اندوہ پرست کی بیقراریوں سے مجبور ہوں - قاعدہ ہے کہ ایک غمگین دل کیلئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھکر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا - ایک غمزدہ ماں ' جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو ' اگر عید کے دن اسکو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھکر خوشی ہوگی تو ایک ایک کرکے اسکے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آجائیں گے - ایک بد بخت جو اپنا تمام مال و متاع غفلت کے ہوش میں ضائع کر چکا ہو ' عید کے دن جب لوگوں کی زرق برق قبائیں ' اور پر جواہر کلاہوں کو دیکھے گا ' تو ممکن نہیں کہ اسکو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آجائیں - دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و مسرت کا پیام نہیں ' بلکہ یاد آور درد و حسرت ہیں - آہ ! کیا دنیا میں عیش و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے ؟ کیا دنیا میں ہمیشہ

وما ادراک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیر من الف شہر (۹۷ : ۱)

اور تم جانتے ہو کہ لیلة القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی ہے -

یہی رات تھی جسمیں ارض الہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا ' اور یہ اس وعدہ الہی کے مطابق ہوا ' جسکی خبر (داؤد) علیہ السلام کو دی گئی تھی

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ' ان الارض یرثہا عبادی الصالحون (۲۱ : ۱۰۶)

اور ہم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہونگے -

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بنی اسرائیل) زمین کی وراثت پر قابض رہے ' اور خدا نے انکی حکومتوں ' انکے ملکوں اور انکے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی

یا بنی اسرائیل ! اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین (۲ : ۴۴)

اے بنی اسرائیل ! اُن نعمتوں کو یاد کرو ' جو ہم نے تم پر انعام کیں ' اور (یہ کہ) ہم نے تمکو (اپنی خلافت دیکر) تمام عالم پر فضیلت بخشی -

یہی مہینہ ' اور یہی لیلة القدر تھی ' جسمیں اسی الہی قانون کے مطابق نیابت الہی کا ورثہ (بنی اسرائیل) سے لیکر (بنی اسمٰعیل) کو سپرد کیا گیا - وہ بنیان ہدایت جو خدا کے بیابان میں (اسحاق) سے باندھا تھا ' وہ تعمیر بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوے سنائی گیا تھا ' وہ الہی رشتہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحاق نے (بزرگ موسی) کی امت سے جوڑا تھا ' اور جس نے زمین والوں کی غلامی سے انکو نجات دلائی تھی - خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود انکی طرف سے توڑ دیا گیا تھا - (داؤد) کے بنائے ہوے (ہیکل) کا دور عظمت ختم ہوچکا تھا ' اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب (اسماعیل) کی خیمہ ہوئی دیواروں پر خدا کا نعمت جلال و کبریائی بچھایا جائے - یہ نصب و عزل ' عروج و زوال ' قرب و بعد اور ہجر و وصال کی رات تھی ' جسمیں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ' ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی ' اور دوسرے کو ہمیشہ کیلئے وصل کی کامرانی عطا کی گئی ' ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہوگیا ' مگر دوسرے کی آستین اقبال بھر دی گئی ' ایک پر قہر و غضب کا عذاب نازل ہوا

ضربت علیہم الذلة والمسکنة ' وباؤا بغضب من اللہ (۲ : ۵۹)

بنی اسرائیل پر (انکی نافرمانیوں کی سزا میں) ذلت اور محتاجی مسلط کردیا گیا اور اللہ کے بھیجے ہوے غضب میں آگئے -

لیکن دوسرے کو اس بشارت کے خطاب سے سرفراز کیا

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم (۲۴ : ۵۴)

تم میں سے جو لوگ ایمان لاے اور عمل بھی اچھے کیے ' خدا کا اُنسے وعدہ ہے کہ انکو زمین کی خلافت بخشے گا جسطرح ان سے پیشتر کی قوموں کو اسنے بخشی تھی -

یہ اسلئے ہوا کہ زمین کی وراثت کیلئے " عبادی الصالحون " کی شرط لگادی تھی - بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی ' اسکی نشانیوں کو جھٹلایا ' اسکے احکام سے سرتابی کی ' اسکی بخشی ہوئی اعلے نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بدلائی ہوئی ادنا چیزوں سے بدلنا چاہا

اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر ؟ (۲ : ۵۸)

خداکی دی ہوئی اعلے نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو انکے مقابلے میں نہایت ادنا ہیں ؟

خدائے قدوس کی زمین نجاست اور گندگی کیلئے نہیں ہے - وہ اسے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے ' تاکہ اسکی طہارت کیلئے ذمہ دار ہوں - لیکن جب خود انکا وجود زمین کی طہارت و نظافت کیلئے گندگی ہوجاتا ہے ' تو غیرت الہی اس ناپاکی سے اپنی زمین کو ہلکا کردیتی ہے - بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرّد سے ارض الہی کی طہارت کو جب داغ لگادیا ' تو اُسکی رحمت غیور نے (کوہ سینا) کے دامن کی جگہ (بوقبیس) کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور (شام) کے مرغزاروں سے روٹھکر (حجاز) کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہانتک اس موہبت کی اہلیت ثابت کرتی ہے ؟

ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون ؟ (۱۰ : ۱۵)

اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں ؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام ' اور مسلمانوںکے اقبال کا آغاز تھا ' اور جس نئے دور امتحان کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا ' اسلئے اسکے پہلے روز کو (عید الفطر) کا جشن ملّی قرار دیا تاکہ افضال الہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رہے جائے ' اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مجموعہ اسکے سامنے سر بسجود ہو

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فآواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون (۸ : ۲۶)

اور اس وقت کو یاد کرو ' جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کے اڑا نہ لیجائیں لیکن خدا نے تمکو جگہ دی ' اپنی نصرت سے مدد کی ' عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ اسلئے تھا تاکہ تم شکر ادا کرو -

* * *

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملّی ! یہ ورود ذکر و رحمت الہی کی یادگار ! یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یاد آور ! یہ یوم کامرانی و فیروزی و شادمانی ! ! اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا ' جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سربلند ہونے کیلئے

مقالا

بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی انتہا ہی سمجھ پائے ہیں - شاید اسکے بعد اب منزل فنا درپیش ہے - چراغ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے ' اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے - گذشتہ باتوں کی صرف ایک یاد رہگئی ہے اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں - لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے ؟ صبح فنا آگئی ہے تو شمع سحر کو بجھہ ہی جانا چاہئے - جس بزم اقبال و عظمت میں اب ہمارے لیے جگہ نہیں رہی ' بہتر ہے کہ آرزو کیلئے آسے خالی کردیں - ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے ' اور ہر طرح کی لذتیں چکھہ لیں - حکمرانی کے تخت پر بھی رہے ' اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے - علم کی سرپرستی بھی کی ' اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے - جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ' اور جب مصیبت و ادبار کے عملدے میں ہیں ' تو اسمیں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں - زمانہ نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کرلیا ہے تو اب دیر نہ کرے - لیکن گو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے چھوڑے ہوئے نقشوں کا مٹانا آسان نہو گا - تاریخ ہمکو کبھی نہ بھلا سکے گی ' اور ہمارا افسانۂ عبرت ہمیشہ عبرت‌گیران عالم کو یاد آ آ کر خون کے آنسو رلاے گا

گوکہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے ایک حرف غلط
لیک اٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اٹھے

* * *

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں - میرا قلب مضطر ' اور آنکھیں اشکبار ہیں - آمد بہ عدد کے انتظار میں جھوٹی انتظار کروٹیں بدل رہے ہیں ' مگر میری نظر ایک جھلملاتے ہوئے تارے پر ہے - دیکھتا ہوں تو یاس و نا امیدی کی رات گو تاریک ہے ' مگر پھر بھی ہماری امید کے افق پر ایک آخری ستارہ جھلملا رہا ہے - جن آنکھوں سے ہم نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ہے ' انہیں آنکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب بھی ہوتے دیکھا ہے -

ومن آیاته یریکم البرق خوفاً وطمعاً ' وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها ' ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون (۳۰ ۱۵)

اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ وہ تمکو ڈرنے اور امید کرنے کیلئے بجلی دکھلاتا ہے ' پھر آسمان سے پانی برساتا ہے اور اسکے ذریعے سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کردیتا ہے - بیشک عقلمندوں کیلئے ان باتوں میں قدرت الہی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں

تمدن خطرہ میں

— * —

[از جامعہ مسٹر عبد الماجد (لکھنؤ)]

— . —

ذیل کا مضمون ایک فرنچ عالم مسیو گیرڈ (M. Rem - L Gerard) کے اس مضمون کا ترجمہ ہے ' جو اس نے عنوان بالا سے انگلستان کے مشہور علمی سہ ماہی رسالہ (ہبرٹ جرنل) بابت جنوری سنہ ۱۹۱۲ ع میں شائع کیا تھا - گذشتہ جون اور جولائی کے الندوہ میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا ' اسکے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مل نے سنہ ۱۸۳۶ ع میں جو خواب دیکھا تھا اسکی تعبیر کن کن حیثیات سے آج پوری ہو رہی ہے - فاضل مضمون نگار کی دقت نظر کے اعتراف کے ساتھہ ہمکو مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے ' کہ وہ قدامت پرستی کی جوش میں کہیں کہیں واقعات سے بہت دور جا پڑا ہے - امید نہیں کہ دلدادگان تہذیب جدید اس مضمون کو پڑھکر خاموش رہیں - اگر ناظرین کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہوی تو ممکن ہے کہ بحث کا دوسرا رخ بھی اردو میں منتقل کردیا جائے -

(۱)

آج کل فرانس اور اسکے ساتھہ کل لاطینی نسل (۱) کے زوال پر رائے زنی کرنا کچھہ فیشن سا ہوگیا ہے ' لیکن زیادہ غور کے بعد یہ معلوم ہوگا ' کہ وہی علامات زوال جو فرانس میں اسقدر واضح طور پر نمایاں ہیں ' انکا وجود بہ اختلاف مدارج یورپ کے دیگر متمدن ممالک میں بھی ہے ' اور ان سے غیر لاطینی قومیں یعنی انگریز اور جرمن بھی مستثنی نہیں - بہ خلاف اسکے ان ممالک میں ' جنہوں نے دو چار صدیوں سے سطح تمدن کے بلند کرنے میں ترقی خاص حصہ نہیں لیا تھا ' اب پھر کچھہ بیداری کے آثار پیدا ہو چلے ہیں - اس بنا پر انحطاط‌ملی پر بحث کرتے ہوے بجائے فرانسیسی تمدن کو مختص کرلینے کے علم مغربی تمدن کے اسباب زوال کو پیش نظر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا - ان اسباب کا وجود تقریباً ہر متمدن ملک میں ہے ' لیکن فرانس میں انکے زیادہ نمایاں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرانس اپنے رفتار ارتقاء میں دیگر ممالک سے کئی منزل آگے ہے ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے ' کہ زوال بھی

---

(۱) لاطینی نسل سے مراد ان ممالک کے باشندوں سے ہے جو مغربی یورپ میں واقع ہیں اور جنکی زبانوں کا اصل ماخذ لاطینی زبان ہے - مثلاً اٹلی ' فرانس ' اسپین ' وغیرہ - اسکے مقابلہ میں جرمن نسل ہے ' جس سے مراد انگریز و جرمن قوم سے ہے - مترجم

بیشک زیادہ اور بیداری کم رہتی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک دن کی خوشیوں میں بے خود ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں؟ بزم جشن کی طیاریاں کیجیے لیکن یہ بتلائیے کہ کیا اب ہمارے لیے ایک دائمی ماتمکدہ زندگی ہے؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائیے، عید کے زرنگاری کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالیے، عطر کی شیشیوں کو اپنے دشمنوں کی طرح الٹ دیجیے، اور اسکی جگہ مٹھیوں میں خاک و گرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر اڑائیے - زریں کلاہوں اور ریشمیں ردائوں کے پہننے کے دن اب گئے

ما جامہ زندگاں طلبیدیم
تسلیم خوش از دیار ما نیست

* * *

لیکن اس طلسم سرائے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے - ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپکے کانوں تک نہ پہنچیں - تاہم اسکو نہ بھولیے کہ پیروان اسلام کا حلقہ صرف آپ ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں، وہ ایک عالمگیر برادری ہے، جسمیں چین کی دیوار سے لیکر افریقہ کے صحرا تک چالیس کروڑ انسان ایک ہی رشتے کی زنجیر میں منسلک ہیں - اگر (طرابلس) میں دنبالِ ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے، جو آپکو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے - اگر (ایران) میں آپکے اخوان ملت کو جرم وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی ہیں، تو وہ آنکھیں بہت خالی جو ہندوستان میں اشکبار نہیں - اگر (مراکو) میں (اسلام) کا آخری نقش حکومت مٹ رہا ہے، تو کیوں نہیں ہندوستان کے عشرتکدوں میں آگ لگ جاتی؟ اسلام کی اخوتِ عمومی تفرقۂ قوم و امتیاز سے پاک ہے، اور اسکا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے " ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاعبدون " - پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہے، تو تمام جسم کو اسکی تکلیف محسوس ہونی چاہیے - اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو لعنت ہے، اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ بہیں - اگر غفلت کی سرمستیوں نے پچھلے حوادث بھلا دیے ہیں، تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپکے رقصِ ماتم ہو جانے کے لیے کافی ہے -

* * *

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے - بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی، نشو و نما، و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے - ہر چیز بڑھتی ہے، اور ہر نوبت میں افزایش ہوتی ہے - جو دن آتا ہے، طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے - طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے، اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے، فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے - اس طلسم زار ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں، تو کائنات کا ہر ذرہ غم آلود ہے، اور اگر مسرور ہوں، تو ہر منظر مرقع انبساط ہے - عہد شباب و جوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں، اور دل جوش و امنگ سے متوالا - غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں - خزاں کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے، تو نظر آتا ہے کہ عروسِ بہار سامنے آ کر کھڑی ہو گئی ہے - دل جب خوش ہو، تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آئے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے - پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں، اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں - جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی، اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے - طاقت جواب دے دیتی ہے، اور عیش و مسرت کنارہ کش ہو جاتے ہیں - جو دن آتا ہے، موت و زیست کا ایک نیا پیغام لاتا ہے - اور جو دن گذرتا ہے، حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے - دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت گاہوں سے ہیں، لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں - پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی، اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں، تو انمیں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں -

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے - ایک قوم پیدا ہوتی ہے، بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے - یہ وقت کاروبار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے - جہاں جاتی ہے اوج و اقبال اسکے ساتھ ہوتا ہے - اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے، دنیا اسکے استقبال کے لیے بڑھتی ہے - لیکن اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے، اسکو " پیری و ضعف عمر " کا زمانہ سمجھیے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں، اور مزاج میں تبدل ہونا شروع ہو جاتا ہے - طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں، جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے - وہی زمانہ جو کل تک اسکی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا، آج اسکے بستر پیری کے ضعف و ناطاقتی کو دیکھتا ہے، تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے - (قرآن کریم) نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے

اللہ الذی خلقکم من	اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور
ضعف، ثم جعل من	حالت میں پیدا کیا، پھر بچپنے کی
بعد ضعف قوۃ،	کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی،
ثم جعل من بعد قوۃ	پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے
ضعفا و شیبۃ - یخلق	میں ڈالدیا - وہ جس حالت کو چاہتا ہے
ما یشاء وھو العلیم	پیدا کر دیتا ہے، اور وہی تمہاری تمام حالتوں
القدیر (۳۰ ۴۳)	کا عالم اور ہر حال کا ایک اندازہ کر دینے والا ہے

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا، اب " ضعف عمر " پیری کی منزل سے گذر رہے ہیں - ہمارا بچپن جسقدر جدت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زور آزما تھیں، دیکھتے ہیں تو

اسکا حقیقی اور اصلی سبب نفس درستی ہے ' جس کا روکنا کسی قانون کے بس میں نہیں - جب مرد کی عقل درستی اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اہل و عیال کی پرداخت درد سر معلوم ہونے لگے ' اور عورت پر فرائض امومۃ بار ہونے لگیں ' تو تدبیرات سیاسی کیا کرسکتے ہیں ؟

اسی ضمن میں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے ' کہ (جیسا کہ مسٹر بال فگیت نے لکھا ہے) اب مصنفہ عورتوں کے خیالات میں انقلاب عظیم ہوگیا ہے - پہلے انکا مطمح نظر بلند و شریفانہ تھا ' مگر اب محض دلچسپی و حظ نفس رہ گیا ہے - اب عورت کسی موقع پر بھی مرد کے مقابلہ میں ضبط نفس گوارا نہیں کرسکتی ' وہ مرد سے اپنے حقوق کا شدید مطالبہ کرتی ہے ' لیکن اسکے معاوضہ میں اپنی جانب سے ایک ذرہ ایثار کرنے کے لئے تیار نہیں - بے شبہ نسوانی انفرادیت کا یہ زور' انتہائے تمدن کی علامت ہے (اسلئے کہ غیر متمدن ممالک میں ایک ضعیف طبقہ کے لئے ایسی آزادی ممکن نہیں) لیکن اسی کے ساتھہ' یہی چیز اسکے زوال کا بھی پیش خیمہ ہے -

یہ غیر معتدل حریت ' یہ مطلق العنانی' ایک طرف تو تمدن کے معراج کمال کی دلیل ہے ' دوسری طرف صدائے جرس ہے ' کہ قافلۂ قوم اب منزل تمدن سے کوچ کرے - یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جس قوم کی طبقۂ اناث کو فرائض امومۃ سے عار آتا ہے ' وہ قوم اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود رہی ہے -

انفرادی اور معاشرتی بد نظمیوں کے ساتھہ ایک تیسری بد نظمی سیاست کے متعلق بھی ہے - آزادی کی اس تحریک نے ' جس نے مذہب اور معاشرت کی بنیادیں متزلزل کردی ہیں' یہ کیونکر ممکن تھا ' کہ نظام سیاسی تک صدمہ نہ پہنچتا ؟ اس سیاسی بد نظمی کا نام (انارکزم) ہے - اس سے سلطنت کے رعب و اقتدار میں بہت کچھہ فرق آگیا ہے - پارلیمنٹری گورنمنٹ' جو غیر معتدل مرعوبیت اور ضعف شدید کی جامع ہے' اسکا کل سہارا پارلیمنٹ ہے' حالانکہ اسکے ارکان میں نہ قابلیت ہے اور نہ قوم کا اعتماد عام انہیں حاصل ہے -

مسٹر ایمل فگیت کا یہ محض دعوی نہیں' بلکہ بد قسمتی سے ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ جمہوری حکومت کا لازمی نتیجہ افراد میں بے ثباتی ' اور ذمہ داری کا خوف بھلانا ہے - چنانچہ آج قوم کے مقاصد عالیہ نہ صرف نظر انداز کئے جاتے ہیں' بلکہ گورنمنٹ اور اہل حرفہ و تجارت پیشہ گروہوں کے درمیان' جنکے اوپر حقیقۃ فلاح ملک کا انحصار ہے' ایک ہنگامۂ مخالفت برپا ہے - اس اسٹرائکس کا نتیجہ ہے کہ ہڑتالیں' فسادات' بلوے روز مرہ کے معمولی واقعات بن گئے ہیں' جنکے سامنے گورنمنٹ بے دست و پا ہے - ریلوے ملازمین کی ہڑتالوں سے سارے ملک کے کاروبار رک جاتے ہیں' اور گورنمنٹ انکے انسداد سے عاجز ہے - حال میں جو سنڈیکلسٹ تحریک پیدا ہوئی ہے' اسکا مقصد بلا شبہ انارکزم (مرضیت) پھیلانا (1) ہے - سوشلسٹ پھر بھی غنیمت ہے کہ وہ سوسائٹی کے موجودہ نظام کو بدلکر ایک نیا نظام بنانا چاہتے ہیں' تاہم اس مقصد کے حصول کے لئے وہ افراد پر سخت سے سخت پابندیاں عائد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں - بخلاف اسکے سنڈیکلزم کی صدائے بے ہنگم کا ماحصل محض یہ ہے کہ " اوقات محنت گھٹاؤ' اور کام کی اجرت بڑھاؤ " یہ لوگ اس غل شور میں اسکا بھی خیال نہیں کرتے' کہ علم الاقتصاد کے اصول سے انکا مطالبہ کس حد تک حق بجانب ہے ؟

گورنمنٹ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر لوگ روز بروز اپنے مطالبات میں اضافہ کرتے جاتے ہیں' اور مزدوری پیشہ گروہ کی کامیابی دیکھکر دیگر باشندگان ملک بھی اٹھ اٹھ کھڑے ہوے تا گورنمنٹ سے اپنے لئے خاص مراعات چاہتے ہیں - اسی حالت میں گورنمنٹ سخت مصیبت میں ہوتی ہے' اگر ان درخواستوں کو نا منظور کرتی ہے' تو درخواست دہندگان کی طرف سے شورش کی دھمکی ہے' اور اگر منظور کرتی ہے' تو دوسرے گروہ جنکے علی الرغم یہ مراعات دئے گئے ہیں' آمادہ سرکشی ہوجاتے ہیں - درحقیقت اب وہ زمانہ قریب آرہا ہے جبکہ ہمارے ارباب وطن بالکل مذہب و اخلاق معاوضہ کے مطالبات پر قانع نہ ہوکر گورنمنٹ سے یہ بھی درخواست کرنے لگیں گے - کہ وہ بلا معاوضہ ضروریات مستقل تعلیم کا بھی سامان کردے' اسوقت قدیم روم کی زندگی کا نمونہ دنیا ایک بار پھر دیکھنے لگیگی ' اور اسوقت لوگوں کو یہ نظر آجائیگا کہ قوموں کے عروج و زوال کا قصہ پیش نظر ہوتے تاریخ کیونکر اپنا اعادہ کرتی ہے - لیکن یقین رکھنا چاہئے کہ جس دن اس قسم کی کوئی صدا پارلیمنٹ سے بلند ہوئی وہ ساعت اسکے حیات اجتماعی کی آخری سانس دیکھیگی -

مذکورہ بالا علامات زوال ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں ' فرانس کے علاوہ مغربی یورپ کے اور ممالک میں بھی موجود ہیں ' جن میں سے ہم انگلستان کا انتخاب کرتے ہیں جو اپنے سلف پر چلنے اور قدیم مذہبی روایات کی پاسداری میں خاص طور پر مشہور ہے -

مذہب کا جوا سر سے اتارنے سے انکار غالبا ' چونکہ انگریزی نسل کے خصائص قومی کے منافی ہے ' اسلئے الحاد و دہریت کو انگلستان میں پوری کامیابی نہیں ہوئی ' تاہم اتنا ضرور ہوا کہ جذبات مذہبی پر مذہب کا اثر جو کچھہ عرصہ پیشتر تھا ' اب باقی نہیں رہا - پروٹسٹنٹ مذہب میں (جو انگریزوں کا ملکی مذہب ہے) جوں جوں نابالغت آتی جاتی ہے ' اسی قدر جذبات مذہبی پر اسکا اثر ہلکا ہوتا جاتا ہے - پھر دولت کی افزائش ' ممالک غیر کا سفر (جو کہ حدیث القوم انگریزوں کی طبیعت ثانیہ ہے

[دفعہ موت پہلے قالم کا]

(1) - سنڈیکلزم کی جدید تحریک کا خاص منشا یہ ہے' کہ ہر پیشہ کے لوگ اپنی اپنی مجلس قائم کرکے ' باہمی رضامندی سے ایسے قوانین بنائیں جن سے انکا کوئی فرد انحراف نہ کرسکے - مثلاً تجارت پیشہ گروہ کی جو مجلس ہوگی وہ اسباب تجارت کا ایک خاص نرخ مقرر کردیگی ' جس میں کوئی تاجر کمی و بیشی نہ کرسکیگا - اور ایک شے تمام شہر بلکہ تمام ملک میں ایک ہی نوعیت اور ایک ہی قیمت کی مل سکیگی - مترجم

سب سے پہلے اسی کا ہوا - اگلے صفحات میں ہم پہلے علامات زوال کا استقصاء کرینگے ' پھر انکے اسباب پر غور کرینگے ' اور اسکے بعد یہ بتائینگے کہ آیا ان خرابیوں کی اصلاح ممکن ہے -

علامات

اجتماعیت ' اور خصوصاً انگلستان و فرانس جیسی عظیم الشان جماعتوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ افراد کی ہستی اور شخصیت سے قطع نظر کرکے خود اس جماعت کی بھی ایک مستقل زندگی ' ایک مستقل ہستی ہوتی ہے ' اور کسی قوم کی عظمت و پستی کا صحیح معیار یہی حیات اجتماعی ہے ' لیکن اجتماعی زندگی اسوقت تک ممکن نہیں جبتک کہ افراد میں اشتراک عمل نہ ہو ' اور یہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے ' کہ افراد کے اغراض ' افراد کی خواہشیں ' عام و مشترک ہوں ' اور وہ اپنی متفرق قوتوں کو متضاد سمتوں میں منتشر کرنے کے بجائے اپنے مقاصد عامہ کے حصول میں صرف کریں - گویا ہیئت اجتماعی کی روح یا مادۂ خمیر جو کچھ ہے ' مشارکت و اتحاد عمل ہے - اور اسی کے برعکس بد نظمی ' نفاق ' تفرقہ تشتت ' یہ سب زوال تمدن کے مقدمات ہیں -

فرانس کی موجودہ حالت کو ہم جب اس معیار پر جانچتے ہیں ' تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بد نظمی کے شواہد نہایت واضح صورت میں موجود ہیں - اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں مذہبی بدنظمی کا ذکر کرونگا -

فرانس میں مذہب کا ذہنی اثر تو خیر ایک بڑی حد تک ابھی باقی ہے ' لیکن معاشرتی اثر یعنی وہ اثر جو نظام اخلاق کی محافظت و نگرانی کرتا ہے ' بالکل کچھہ نہ ہوگیا ہے - اگلے زمانے میں مذہب اور سلطنت گویا توام تھے ' ایک کو دوسرے کی مدد سے تقویت تھی ' لیکن اب جبکہ ان میں افتراق ہوگیا ہے ' دونوں کی قوت کمزور ہوگئی ہے ' گو زیادہ تر نقصان مذہب ہی کو پہنچا ہے - چنانچہ آج حیات اجتماعی میں تو مذہب کا پتہ تک نہیں چلتا ' ہاں افراد کی ذاتی زندگی میں بعض مخصوص مواقع پر (شادی و غم کے مراسم کے ساتھہ) کہیں مذہب کی جھلک نظر آجاتی ہے - اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آدمی بہ مراتب تمام ساری عمر مذہب سے بیگانہ ہوکر رہے - لیکن ملکی و سیاسی قوت بھی اس افتراق سے بجائے بڑھنے کے گھٹ ہی میں رہی - اسلئے کہ اختلال عقاید اختلال معاشرت کا لازمی نتیجہ ہے ' اور نظام معاشرت میں اختلال ' ملکی قوت کے حق میں سخت خطرناک ہے -

فرانس میں دین تو مذہب کا معاشرتی اثر بہت زیادہ نہیں بھی نہیں رہا ہے ... پہلے ایسا ہوتا تھا ' کہ مذہب اکثر لوگوں پر ایک ضابطۂ اخلاق کی پابندی لازم کرتا تھا ' لیکن اب جو نہ مذہب رخصت ہوگیا ہے ' تمام ... ہوگئے ہیں ' ... حقوق ... حقوق زن ' غرض کسی شے کو واجب نہیں سمجھتے - وہ ہر قسم کی پابندی ' ہر قسم کی قید ' ہر قسم کی بندش سے آزاد ہو جانا چاہتے ہیں ' اور جاہ طلبی کے ہنگامۂ بدبد میں فرض شناسی تو بالکل فراموش کرگئے ہیں - انہی وجوہ سے آج فرانس کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے - میں اسکا اس موقع پر کچھہ ذکر کرنا نہیں چاہتا کہ واقعات اس قدر سے معرض تحریر میں آچکے ہیں ' کہ اب کچھہ لکھنا تحصیل حاصل ہے -

ایک اور اہم علامت زوال ' شرح پیدائش کا روز افزوں تنزل ہے - اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ فرانس کی آبادی بجائے بڑھنے کے اب ایک حالت پر منجمد ہوکر رہ گئی ہے ' بلکہ اکثر مقامات میں تو شرح اموات شرح پیدائش سے بہت زیادہ ہے ' اور یہ ہیں دلیل انحطاط ہے - جس قوم کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوتا ' اسکی مثال اس درخت سے دی جاسکتی ہے ' جو میدان کارزار میں غیر مسلح کھڑا ہے - ایسی قوم خطرات میں گھری ہوئی ہے ' گو یہ خطرات بیرونی ہجوم کے مقابلہ میں نہیں ' بلکہ اجانب کے اندرونی حملوں کے پیدا کردہ ہیں - (مسیولی بان) اپنی تصنیف "سایکالوجی آف دی پیپلس" میں یہ دلائل ثابت کرچکے ہیں کہ قومیت و تمدن کے فنا کرنے میں بیرونی دشمنوں کی کوششیں اتنی کارگر نہیں ہوتیں جتنی اندرونی ہجوم کی - ایک زمانہ میں روما القدیم میں بھی شرح پیدائش ایسی ہی گھٹ گئی تھی ' اور نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کے عرصہ میں تمدن رخصت تھا - (لی بان) کہتے ہیں

" اگر باربیرینس (فاتحین روم) بجائے حملۂ جنگ کے صرف اتنا ہی کرتے ' کہ روم کی گھٹتی ہوئی آبادی میں رفتہ رفتہ اپنے افراد کو زیادہ تعداد میں شامل کرتے جاتے ' تو بھی تاریخ پر کچھہ اثر نہ پڑتا - فرق صرف اسقدر ہوتا ' کہ جن تو معرکہ آرائی میں انہوں نے سلطنت روم کو شکست دی ' اور اس صورت یعنی تدریجی اختلاط ' میں وہ رومی قومیت کی عمارت کو بنیاد سے ہلادیتے "

یہی مصنف پھر ایک جگہ لکھتا ہے

" آج یورپ میں ایک سلطنت فرانس ایسی ہے ' جسکو پھر اسی خطرہ کا سامنا ہے - یہ ملک گو متمول ہے ' مگر اسکی آبادی میں انجماد پیدا ہوگیا ہے - اور اسکے حوالی میں ایسے ممالک ہیں - جنکی آبادی بڑھتی جاتی ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس حوالی کی رفتار تمام نہ ہوئی ' تو کوئی دن جاتا ہے کہ فرانسیسی آبادی کا ایک بلند حصہ جرمن قومیت میں مختلط ہو جائیگا ' اور ایک ملت اتالین میں - ان خطرات کے سامنے کسی قوم کے توپخانے بلکہ اسکی ہستی کا خدا ہی حافظ ہے - اصل یہ ہے کہ مہلک سے مہلک معرکہ جنگ کے نقصانات بھی اس تدریجی اور اندرونی حملے کے خطرات کے مقابلہ میں ہیچ ہیں "

شرح پیدائش میں اضافہ کیلئے ہمارے ہمعصر طرح طرح کے منصوبے باندھرہے ہیں ' لیکن یہ بیماری فرانس میں رستی ہی ... رہیگی ' جس طرح روما کے قدیم میں رہی تھی - اس میں شبہ نہیں ' کہ شرح پیدائش میں تنزل کے بعض اسباب اقتصادی ہیں ' جنکا علاج ہمارے ... میں ... ہیں ' لیکن

مراسلات

مسلم یونیورسٹی

— * —

اسٹینڈرڈ کامریڈ کی دوسری چٹھی

بخدمت اڈیٹر صاحب الہلال

جناب من — پہلی ستمبر کا الہلال نظر سے گزرا - میری نسبت جو کچھہ آپ نے تحریر فرمایا ہے میں اسکا شکریہ بھی اُسی جوش و شوق سے ادا کرتا مگر اپنے پرچہ پر نظر ڈالی تو وہ شاعرانہ مدح و ستایش اور ہی کی معلوم ہوئی - کاش میں اسکا اہل ہوتا اور آپکی تعریف کا تھوڑا بہت حق بھی ادا کردیتا ! اور اسمیں کچھہ کسر نفسی یا خواہ مخواہ کا تصنع نہیں ایک امر واقع ہے جو عرض کیا -

مگر میری سمجھہ میں یہ نہیں آتا کہ آپنے بغیر میری تحریر چھاپے اسپر جرح و تعدیل کیونکر شروع کردی - یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ پرائیوٹ گفتگو کا حوالہ اخبار میں دیکر اسپر تنقید کرتے ہیں جو کہ اصول جرائد نویسی کے سر تا سر خلاف ہے - اور پھر اسپر مصر ہیں کہ میں اہالیان کمیٹی کی " داغداب " کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسیاں کروں - جس سے زیادہ بیہودہ مشغلہ کوئی ہو نہیں سکتا - کہ نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئی مفاد - راست گفتاری کا بیشک میں قایل ہوں اور الحمد للہ کہ اسوقت تک اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا لیکن وہ صداقت جو بے محل ہو اور دل شکن ہو راستئی مفسدہ انگیز کی ذیل میں شمار کی جاتی ہے اور اسے میری بے اصولی سمجھئے یا کمزوری* میں اس قسم کی راستی کو پسند نہیں کرتا -

میں اس بات پر متعجب ہوں کہ آپنے اس پچھلے پرچے میں بھی اس قسم کی غلط بیانیاں (گو صورت بدلکر) قائم رکھیں جو پہلی مرتبہ کی تھیں - ۱۳ جولائی جسکا آپنے پھر اعادہ کیا ہے اصل میں ۳۱ جولائی ہے اور اسدن سر ہارکورٹ نے خط تحریر کیا ہے جو راجہ محمود آباد کے پاس سے ہوتا ہوا تین چار روز کے بعد علی گڑھ پہنچا ہوگا - اسکی اشاعت اسی ہفتے کے انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے ذریعے کردی گئی یعنے ۹ - اگست کے اخبار میں جگہ دی اور بغیر تاخیر جواب دیا گیا پھر بھی آپ یکم ستمبر کو یہی لکھتے ہیں کہ .

" ہم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سر بٹلر کی چٹھی کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھہ لکھا کمیٹی نے اپنے عام اصول رواداری کے مطابق قوم کو اس سے بے خبر رکھا ' لیکن ہمارے دوست مسٹر محمد علی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں دو مہینے بعد تو سر بٹلر کی چٹھی تمام اخباروں میں چھاپدی گئی تھی ' ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوا تھا لیکن ہمارے مقصود بحث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا بیشک کمیٹی نے اس چٹھی کو دو مہینے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اُس سے یونیورسٹی کی منظوری کی بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اسمیں ہے کہ قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا موعود بنا کر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی اور نہ ان پہلوؤں کو بظاہر چھیڑا گیا تھا - یہ وہی امور ہیں جنکی نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہی کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے جو بالآخر عدم اتفاق اور وائسرائے کے اختیارات چانسلر کی صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھی داستان کے اور ابواب باقی ہیں پس فی الحقیقت مجوزہ یونیورسٹی کی توقعات کا تو اُسی وقت فیصلہ ہوگیا تھا کہ روپیہ کی فراہمی کے بعد اُن کی نسبت غور کیا جائے گا لیکن کمیٹی نے ٹرسٹی کمیٹی کی اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ہٹایا الخ "

اب پچھلی مرتبہ ۲۵ - اگست کے الہلال سے مقابلہ کیجئے جسمیں آپ نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ " کمیٹی نے تمام قوم کو اس سے (سر بٹلر کے خط سے) بے خبر رکھا " - اب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ دو ماہ بعد چھاپا گیا تھا - مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ پہلی دفعہ جو ہم نے چھاپا وہ بالکل بے بنیاد ہے - دوسرے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا دو ماہ بعد چھاپنا بھی جناب کی اختراعی سہو ہے کیونکہ خط مذکور کی اشاعت میں ایک ہفتے سے بھی کم لگا اور جلدی سے جلدی اسکو طبع کردیا گیا - [اسکا تو دو مرتبہ اعتراف کرچکا ہوں الہلال]

دوسری بات کہ " قوم کو جس قسم کی یونیورسٹی کا موعود بنا کر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھی اسکی کوئی منظوری نہیں ملی تھی " تو اسکا یونیورسٹی کمیٹی نے کبھی دعوی نہیں کیا اور نہ اس قسم کا دعوی ممکن تھا - بے شک منظوری نہیں ملی تھی اور شاید جناب ہی کمیٹی کی کوئی تحریری یا تقریری سند اس قسم کی پیدا کریں جسمیں اُس نے یہ کہا ہو کہ منظوری ملگئی ہے -

آپ کہتے ہیں کہ " ان پہلوؤں کو نہیں چھیڑا گیا تھا " اسکا جواب وہ طومار ہے جو اخباروں میں برابر چھپتا رہا ہے - پبلک پلیٹ فارموں پر بارہا جس کے متعلق تقریریں ہوئیں اور جس سے ہر خواندہ مسلمان واقف ہے - [لیکن خود کمیٹی نے کیا کیا ؟ الہلال]

آپ لکھتے ہیں " یہ وہی امور ہیں جنکی نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہی کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے " اس کو پچھلے پرچے سے ملائیے جسمیں سر بٹلر کی چٹھی کے اقتباس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ " جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگی اسکی تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں " [یہ تو خود مسٹر بٹلر کے الفاظ ہیں -]

کیا حق رائے دہی کا محفوظ رکھنا اور تمام تفصیلات کے متعلق

بڑھتا جاتا ہے) شہرواتوں اور خصوصاً جرمنی و امریکہ کے باشندوں کی انگلستان میں کثرت ' یہ سب چیزیں اور اس امر کو زائل کرنے میں معین ہو رہی ہیں - چنانچہ کچھہ روز پیشتر یہاں کے طبقۂ اعلی کی زندگی میں جو پاکیزگی تھی اب بجاے اسکے اخلاقی حیثیت سے تنزل و انحطاط نمایاں ہیں - روز مرہ کے جزئی واقعات علحدہ علحدہ تو بہت معمولی معلوم ہوتے ہیں ' لیکن انکا مجموعہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے ' اور اس سے صاف پتہ چلتا ہے ' کہ ایک ربع صدی میں ملک نے کتنا تنزل کیا - غور کرو کہ اس ملک میں طلاق کے مقدمات اس کثرت سے دایر ہوتے ہیں ' انکی اشاعت کا پبلک کس بیتابی سے انتظار کرتی ہے' اور پھر پبلک کے اس مذاق کو دیکھکر اسی قسم کے واقعات کا پلاٹ لیکر کیسے ناول تیار کئے جارہے ہیں ' جو اب سے چند سال پیشتر مخرب اخلاق تصور کئے جاتے ' مگر آج شایقین کی قدردانی انکو ملک کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچادیتی ہے ' یا مثلاً یکشنبہ کا روز پہلے عبادت اور مذہبی مشاغل کے لئے مخصوص تھا ' مگر اب انگریزوں کے دل میں اسکا تقدس و احترام بالکل باقی نہیں رہا ' اب وہ اتوار کو بھی مثل ہفتہ کے دیگر ایام کے معمولی لہو و لعب میں صرف کردیتے ہیں -

عوائد رسمی و عقاید مذہبی کی بندشوں میں یہ رخاوت پیدا ہوجانا اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت اہم ہے ' اسلئے کہ بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ اب بہت سی بیڑیاں پیر سے کٹ گئیں ' اور قدامت پرستی کے بجاے روشن خیالی کے آثار زیادہ شایع ہوگئے ہیں ' لیکن درحقیقت یہی چیزیں جو بادی النظر میں اسقدر خفیف معلوم ہوتی ہیں ' اس عظیم و بربادی کا پیش خیمہ ہیں جسکی روک تھام کسی کے بس میں نہیں - اس بنا پر امر بحث طلب یہ ہے کہ ان تغیرات اور ان آزاد خیالیوں کا اثر باشندگان انگلستان کی زندگی پر کیا پڑا ہے ؟ یہ سوال گو اہم ہے ' مگر بحث طلب نہیں ' اسلئے کہ یہ ایک ناقابل انکار واقعہ ہے کہ انگریزی نسل نے حیثیت اجتماعی کو قیمت میں دیکر اپنے افراد کے لئے لطف و مسرت حاصل کی ہے - ایک بڑی بات یہ ہے کہ انگریزوں کو اب اعتماد نفس نہیں رہا ' انحطاط قومیت کا خوف انکی رگ رگ میں سرایت کرگیا ہے اور یہ خاص علامت زوال ہے - لیکن اس سے بھی زیادہ خطرناک علامت یہ ہے کہ شرح پیدایش میں بھی تنزل شروع ہوگیا ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۷۸ میں فی ہزار - ۳۶۰۳ کی شرح تھی جو سنہ ۱۹۱۰ میں گھٹ کر ۲۴۰۸ رہ گئی - اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے ' کہ انگریزی نسل جو صدہا سال کی ارتقاء ترقی کی پیداوار ہے' چند روز ہی میں مختلط النسب ہوجاے گی ' اور یہ خلط نسل ' اسکی اخلاقی و تمدنی زندگی کے زوال کی بین دلیل ہے -

اسی طرح علامت زوال' یورپ کے تمام ملکوں میں موجود ہیں - چنانچہ بلجیم کے اکثر حصوں میں اوسط شرح پیدایش فرانس کے مقابلہ میں بھی کم ہے' اور یہی کیفیت جرمنی میں بھی شیرازۂ اخلاقی کے انتشار کے ساتھہ پیدا ہو چلی ہے - بے شبہ جرمنی کا آفتاب عروج اسوقت نصف النہار پر ہے' لیکن موجودہ رفتار بے دینی کو دیکھکر کون انکار کرسکتا ہے کہ جو حالت آج فرانس کی ہے' وہی ایک نصف صدی کے بعد جرمنی کی نہیں ہو جائیگی ؟

ایک اور علامت زوال ' جمہوری حکومت کا دور دورہ ہے - جمہوری اور دستوری سلطنت آج اکثر ممالک یورپ میں قائم ہے ' لیکن اسطرح کے طرز حکمرانی میں جہاں تقریباً ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے پارلیمنٹ میں عموماً ناقابل ممبر منتخب ہوکے آگئے ہیں' بلکہ حقیقت سے اسکی وقعت باقی نہیں رہتی اور آخر کار یہی ملک کی تباہی کا باعث ہوتا ہے - چنانچہ آسٹریا و بلجیم کی دستوری حکومتوں کے واقعات ہمارے دعوی کے شواہد قوی ہیں - ہاں انگلستان کے متعلق البتہ استثنا ممکن ہے' جسکی وجہ یہ ہے' کہ انگلستان کی پارلیمنٹ ارکان کی قابلیت اور انکے مفید عملی کارناموں کے لحاظ سے دنیا کی بہترین پارلیمنٹ ہے' تاہم انگریز بھی انکی جونیں کو اس تجویز سے خائف ہو رہے ہیں کہ آیندہ سے ہاوس آف کامنز کے ارکان تنخواہ دار ہونگے - اس تجویز پر عملدر آمد کے یہ معنے ہونگے کہ جن لوگوں نے پالیٹکس کو بہبود ملک کے لئے نہیں' بلکہ محض روپیہ کمانے کی غرض سے اختیار کیا ہے' وہ بھی پارلیمنٹ میں درآئینگے -

انحطاط کی آخری علامت غیر معتدل مساوات پسندی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ سوسائٹی کے موجودہ طبقات کا فرق مراتب مٹادیا جاے اور تمام افراد کے حقوق ہر حیثیت سے مساوی ہوجائیں ' حالانکہ تاریخ علانیہ شہادت دے رہی ہے کہ دنیا میں ایک جتنے عظیم الشان کام ظہور میں آئے ہیں' انکے انجام دینے والے عام افراد نہ تھے ' بلکہ خاص خاص افراد کے ہاتھہ تھے - ہم اس موضوع پر اپنے ایک اور مضمون میں مفصل بحث کرچکے ہیں اسلئے یہاں اسکی تفصیل غیر ضروری ہے -

یہانتک علامات کا ذکر تھا ' اب ہم دوسرے نمبر میں انکے اسباب پر غور کرینگے -

---

ضروری اطلاع

(۱) الہلال ہر اتوار کو شائع ہوتا ہے' اور اتوار ہی کے دن' ورنہ پیر کے دن تو ضرور ڈاک میں پڑجاتا ہے - ڈاک کی روانگی میں بھی ہر ممکن احتیاط سے کام لیا جاتا ہے - پس اگر ٹھیک وقت پر رسالہ نہ پہنچے تو آسی وقت دفتر کو اطلاع دیں جاے ' ایک ہفتہ کے اندر جانے کے بعد مکرر طلب کیا جاے گا تو بلا قیمت روانہ ہوگا

(۲) یہ اتفاقی صورتیں ہیں' لیکن اگر ہر ہفتہ اس طرح کی صورتیں آپکو پیش آتی ہیں ' تو دفتر کو اطلاع دینے کے ساتھہ اپنی ڈاک کے انتظام اور مقامی پوسٹ آفس پر توجہ فرمائیے - ممکن ہے کہ کسی طرح کی بد نظمی باعث ہو - اکثر حضرات جو مسلسل رسالے کے نہ ملنے کی شکایت کرتے ہیں ' آپ خود لکھتے ہیں کہ دفتر سے رسالہ ضرور جاتا ہے لیکن ڈاک کی بدنظمی ' خفیہ رسالوں کی تعلقات یا دانستہ بے عنوانی ' بعض ہمسایوں اور ہم محلہ اشخاص کی دست برد اور اسی طرح کے اسباب مقامی سے ضائع ہوجاتا ہے - یہاں تک کہ بعض خریداروں نے تو لکھدیا ہے کہ بہتر ہوگا رجسٹری بھیجا جاے ۔

[منیجر]

اس وقت زمین یکسر مرقع موت و ہلاکت ہوجاتی ہے - لیکن پھر جب "حیات بعد الممات" کا قانون رونما ہوتا ہے، تو موسم بہار رحمت الٰہی کا پیغام لیکر آتا ہے - خزاں کی تمام علامتیں ایک ایک کرکے رخصت ہونے لگتی ہیں، خشکی کی جگہ تر و تازگی، افسردگی کی جگہ شگفتگی، اور موت کی جگہ زندگی کے آثار ہر طرف نظر آنے لگتے ہیں - پھر کیا یہ اموات کی حیات، اور احیاء کا حشر نہیں ہے؟

اس سے بھی بڑھکر اس قانون الٰہی کے وہ مظاہر ہیں جنمیں زندگی موت کے بعد نہیں، بلکہ موت سے زندگی، اور زندگی سے موت پیدا ہوتی ہے یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی - غور کرکے دیکھا جائے تو دنیا میں اسکی ہزاروں مثالیں ملینگی - کبھی گمراہیاں ہیں، جنسے رہنمائی کی حرکت پیدا ہوتی ہے؟ کبھی تاریکیاں ہیں، جنکی شدت روشنی کو دعوت دیتی ہے؟ اور پھر کبھی خونریزیاں ہیں، جنمیں گو قتل کی بنیادیں ہیں، لیکن انہیں سے حیات و زندگی کی روح پیدا ہوکر دنیا میں پھیل جاتی ہے - بنی اسرائیل کی سختی و شدت ضلالت ہی نے ظہور (مسیح) کا سامان کیا - کعبے کی دیواروں پر سیکڑوں بتوں کی تصویریں کیسی سخت تاریکی تھی؟ لیکن یہی تاریکی جب حد درجہ تک پہنچ گئی، تو آفتاب توحید کعبے کی چھت پر طلوع ہوا - صلیبی لڑائیوں نے صدیوں تک یورپ اور ایشیا کے امن کو تاراج کیا، لیکن یہی لڑائیاں تھیں، جنہوں نے یورپ کے دور جدید کی بنیاد رکھی، اور سیکڑوں تمدنی اور اخلاقی فوائد تمام اقوام مغرب نے حاصل کیے

* * *

پچھلے نمبر میں (انجمن دنیا) کی ایک تقریر ہم نے انہیں کالموں میں درج کی تھی - انہوں نے (الحق) کے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اٹلی نے ہم سے ایک جزیرہ لینا چاہا تھا، مگر اس نے سب کچھ ہمیں دیدیا - درحقیقت جنگ طرابلس بھی اسی قدرت الٰہی کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ

یخرج الحی من المیت، وہ موت سے زندگی، اور زندگی سے
ویخرج المیت من الحی موت پیدا کرتا ہے -

جنگ طرابلس ایک خونریزی تھی، لیکن غور کیجیے تو اسی خونریزی نے اسلام کے نئے دور حیات کی بنیاد رکھدی ہے - دنیا میں اصلی طاقت اخلاقی طاقت ہے، اور اصلی فتح اخلاقی فتح ہے - اس جنگ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مردہ جسدوں میں روح پھونکدی، اور ایک اصلی اور حقیقی اخلاقی حرکت تمامی عالم اسلامی میں پیدا کردی -

اس اثر کی سب سے بڑی مثال اسلام پرستی کا وہ غیرت افزا جوش ہے، جو اعلان جنگ کے ساتھ ہی تمام عالم اسلامی اور علی الخصوص تمام عثمانی ممالک میں پیدا ہوگیا - ترکوں کا کوئی طبقہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو آج طرابلس کے مختلف میدانوں میں سرگرم جدال و دفاع نہو - سب سے زیادہ گروہ علما اور اہل قلم کا ہے، جنہوں نے تلوار کو بلند ہوتے دیکھا، تو خود بھی اپنے قلم کو تلوار سے بدل لیا - اس سے پیشتر ہم متعدد اشخاص کا ذکر کرچکے ہیں، لیکن آج جو تصویر آپکے سامنے ہے، اسکی عزت و احترام میں کمی نہ کیجیے کہ یہ اسلام پرستی اور ملّی فداکاری کے شرف و تقدیس کی ایک مقدس تمثال ہے -

* * *

سب سے پہلے (ابراہیم ثریا بک) کے چہرے پر ایک نظر ڈالیے، اینکے لیے یہ کوئی نئی وضع اور قطع نہیں ہے - ہندوستان میں نئی صحبت کے سیکڑوں نوجوان اس قطع کے آپنے دیکھے ہونگے - اگر آپکو معلوم نہ ہوتا کہ ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصویر ہے، تو عجب نہیں کہ آپ اسے (علی گڈہ کالج) کا ایک نقش اول کر تصویر قرار دیتے - لیکن

لشتان ما بین الیزیدین فی الندی
یزید سلیم و الاغر ابن حاتم

یہی چہرہ جو زینت و آرائش اور وضع و قطع کی تزئین کا نمونہ نظر آتا ہے، یہی گردن جسمیں تا وضع کالر کے حلقے اور نکٹائی کی چست اور صحیح بندش سے خوشنمائی اور زیبائی پیدا کی گئی ہے، یہی جسم جو قیمتی اور خوش قطع کپڑوں کے اندر راحت خوابوں اور آرام بستروں کا ایک مرقع معلوم ہوتا ہے، آج مہینوں سے ریگستان افریقہ میں تپتی ہوئی زمین، پر غبار آسمان، موسم زدہ فضا، اور بسا اوقات کسی پرانے کمبل کے بنائے ہوئے خیمے، یا نخلستان سے گھرے ہوئے جھنڈ، اور گولیوں کی بارش، اور توپوں کی آتشباری کے اندر ایک سخت جان اور عادی سپاہی کی طرح مصروف قتال و دفاع ہے، جو سر کل تک خوبصورت فریم سے محفوظ تھا، آج میدان قتال کی گرد و غبار کیلیے پوشیدہ کردیا گیا ہے - جن آنکھوں پر کل تک باریک کمانیوں کی عینک چڑھی ہوئی تھی - آج مجاہدین کے گھوڑوں کی اڑائی ہوئی خاک کے سرمے کے انتظار میں کھلی ہوئی ہیں - جو گردن کل تک رنگین نکٹائی کے حلقے سے خوبصورت بنائی گئی تھی، آج راہ اسلام پرستی میں نکلے ہوئے خون کی چھینٹوں سے رنگین ہو رہی ہے - اور جو سینہ کل تک خوش قطع ویسٹ کوٹ سے ملبوس تھا، آج دشمنان ملت کی گولیوں کے زخم لینے کیلیے کھولدیا گیا ہے!!

* * *

اسلامی خصائص کی یہ اصلی تصویر ہے، جو آج صدیوں کے بعد نظر آرہی ہے - اسلام دین و دنیا دونوں کو ایک ہی زندگی کے اندر جمع کرنا چاہتا ہے - وہ پہلے دل سے اجازت دیتا ہے کہ فطرت و اعتدال کے ساتھ جس قدر جائز عیش اور آرام و راحت تم دنیا میں حاصل کرسکتے ہو، کرو - قیمتی کپڑے پہنکر جسم کی زینت کا شوق ہے تو یہ کوئی جرم نہیں - زینت و آرائش سے اپنے گھروں کو خوبصورت بنانا چاہتے ہو تو اسمیں کوئی قباحت نہیں - دنیا کی نعمتیں اسی لیے بنائی گئیں، اور آرام و راحت حاصل کرنے کیلیے ہی پیدا کی گئی ہیں - لیکن ساتھ ہی [illegible] "نکل جاؤ"، کہ یہ پھر شرک اور ماسوا پرستی میں داخل ہوجاتا ہے (انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم) - تمہارے جسم

احتساب کا محفوظ رکھنا ایک ہی معنی رکھتا ہے؟ اگر آپ کی حس انصاف شناسی اس عظیم الشان فرق کے امتیاز سے قاصر ہے تو یقیناً کسی بحث کا آپ سے صاف ہونا محال ہے گستاخی معاف ہو تو ایک اخبار نویس بھائی کی حیثیت سے عرض کروں کہ آپ کا پہلا فرض اس اصولی غلطی کا اعتراف ہونا چاہئے تھا جس نے مطلب کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا - [مجھے غلطی کے اعتراف سے کبھی گریز نہیں - و انی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ] آپ کا یہ فرمانا "دس فی الصدی مجوزہ یونیورسٹی کی توقعات کا تو اسی وقت فیصلہ ہوگیا تھا" ایک ایسا الہامی نکتہ ہے جو جناب کے سوا کسی پر منکشف نہیں ہوا - ۳۱ جولائی کو بھی مسلم یونیورسٹی زندہ تھی اور بقول آپ کے "دس کروڑ" مسلمان بھی موجود تھے - [لیکن کیمبرج یونیورسٹی کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے تو خود آنریبل سید امیر علی "دس کروڑ" کی آبادی بتلاتے ہیں - ۱۲ اگست والی تقریر کا حوالہ دیکر اسے بند نہ کیجئے - الہلال] اسمیں سے کسی خدا کے بندے نے سرھرکورٹ کے مذکورہ خط سے اس قسم کا مطلب نہیں نکالا جو اسوقت جناب کو سوجھا ہے - پس درحقیقت اس اعتراض کا یہ وقت ہی نہیں - اگر کسی صاحب کو اس خط سے مایوسی ہوئی تھی تو انکو اسی وقت اپنا خیال ظاہر کرنا تھا - [اسکا جواب دے چکا ہوں - الہلال]

افسوس ہے کہ مجھے دوبارہ سمع خراشی کرنے کی ضرورت پیش آئی اسکی معافی مانگتا ہوں اور دو جملے عرض کرکے اپنی مراسلت ختم کرتا ہوں - کامریڈ کے متعلق جو آپ نے لکھا کہ اسکی تحریریں کمیٹی کی روئدادیں نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ ایک فرد کی راے سمجھی جائیگی' درست ہے - لیکن اسے تکلیف دہ الزام تو قرار نہیں دیا جا سکتا جسمیں جناب نے کمیٹی کے ہر فرد پر فریب دہی اور اخفا کا جرم عاید کیا تھا اور واللہ اعلم باہم اکابروں کی مہر بھی لگا دی تھی - [میرا مقصود کمیٹی کے مخصوص حکمراں طبقے سے تھا - اس ارتکاب میں جابجا حکمراں طبقے پر زور دیا گیا ہے اور اس سے پہلے بھی تصریح کرچکا ہوں - یونیورسٹی کی کارروائیوں کا اصلی حلقہ ہمیشہ محدود رہا ہے - یعنی صرف - جنکی پچاس ساٹھ کی تعداد پر آپ بار بار زور دیتے ہیں - انصاف فرمائیے کہ ان میں کتنے ہیں جنکو ابتدا سے تمام معاملات کی خبر رہی ہے؟ الہلال]

ناموران

نامور ملت پرست عثمانی:

ابراہیم ثریا بک

حیات بعد الممات

قدرت الہی کے مظاہر و آیات میں سب سے بڑی نشانی احیاے اموات ہے' اور اسکے لیے کسی مافوق الفطرۃ معجزے کی ضرورت نہیں' کارزار فطرت میں روزمرہ قدرت الہی اسکا اعادہ دکھلاتی ہے' اور کائنات عالم کی کوئی ہستی نہیں جسکے اندر ہر وقت اور ہر لمحے حیات بعد الممات کا قانون جاری و ساری نہو - ہزاروں ہستیاں ہیں جو اس بساط سراے عالم میں روز مرتی ہیں اور پھر زندہ ہوتی ہیں ولکن اکثرہم لا یعلمون -

قرآن کریم ہر جگہ آثار قدرت اور آیات فطرۃ کے بیان سے وجود الہی پر استدلال کرتا ہے مگر شاید سب سے زیادہ اس نے زور اسی نشانی پر دیا ہے

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون (۳۰ : ۱۸)

خدا تعالی زندگی سے موت' اور موت سے زندگی کو پیدا کرتا ہے اور جب زمین پر موت چھا جاتی ہے' تو اسے پھر زندہ کردیتا ہے - اور (سوچو تو) اسی طرح تمکو بھی موت کے بعد زندہ کھڑا کردیگا -

لیکن انسان کی ایک قدیمی نادانی یہ ہے کہ گوشت اور خون سے بنے ہوئے جسم کی حرکت ہی کو زندگی' اور اسکے جمود ہی کو موت سمجھتا ہے - حالانکہ اس جسم کی موت و حیات بھی ایک بڑے قانون حیات و ممات کے ماتحت ہے - آسمان اس سے دور ہے' مگر زمین تو قدموں کے نیچے ہے' اگر نظروں کو اوپر نہیں اٹھا سکتے تو کیا نیچے بھی نہیں دیکھا؟ زمین جب اپنی زندگی کی تمام علامتوں سے محروم ہوجاتی ہے - اسکی سطح پر کھلنے والی وہ دلفریب روشیں' جنکے انقلاب حیات سے اسکی ساری رونق اور دلکشی ہے' ایک ایک کرکے اس سے رخصت ہوجاتی ہیں - عالم نباتات کی وہ ارواح طیبہ' جسکے مظاہر جمال کے الوان مختلفہ سے اسکا چہرہ اجرام سماوی کے حسن کو بھی شرمندہ کردیتا ہے' خزاں کے لطمات ہلاکت کی تاب نہ لاکر اسکی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دیدیتی ہیں - روح نباتی کا کوئی اثر اسمیں باقی نہیں رہتا - کھیت خشک ہوجاتے ہیں' باغ جنگل نظر آتے ہیں - اور سرچشمۂ حیات یعنے پانی بھی ابدی بخششوں کو روک دیتا ہے -

(آیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(ان میں سے بعض کي فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائري
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازي بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر لہجہ سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثماني مجاهد۔
۱۲ قسطنطنیہ کي موجودہ وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایراني مجاهدین کا حملہ
۱۵ نیک بلتی نشانت ہے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازي

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اٹالین هوائي جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں
۹۱ طبرق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں
۲۱ بیروت بینک کي شکستہ دیواریں
۲۲ رودس میں اٹلي کا داخلہ
۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکرکي لعنت
۲۷ انزر بائیجان میں روسي داخلہ
۲۸ ایران کے سوداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(علم مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عہد دستور
۳۵ رودس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قونیہ میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ۔
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

اخبار طرابلس

قیمتی ملبوسات میں رہیں تو مضائقہ نہیں' لیکن پھٹے ہوے کمل کے اوڑھنے سے بھی اجتناب نہو - تمہارے پاؤں قیمتی قالینوں پر چلنے کو کیا حرج ہے - لیکن کبھی کانٹوں اور تپتی ہوی ریگ پر بھی چہل قدمی کرلیں - ان چیزوں میں سے کوئی شے تمہیں جانبازی اور جاں سپاری سے مانع نہ آئے' اور کوئی لذت صرف اپنا ہی پرستار نہ بنالے -

یہی تاریخ جنگ میں ایسا نہیں ہوا' جسمیں اٹالین ہوائی جہازوں نے ہمارے کیمپ کے ایک کیے کو بھی زخمی کیا ہو - ابتدا میں تو سادہ لوح عرب دیکھکر کسی قدر حیران ہوگئے تھے لیکن جب غازی (انور پاشا) نے انکو ہوائی جہاز دکھلا کر سمجھا دیا کہ یہ ایک معمولی شے ہے جس سے ہم بھی کام لے سکتے ہیں' تو پھر انکے لیے ایک معمولی تماشا ہوگیا' اور اب انکی بندوقیں ہر وقت فضا میں اسکا دلائی شکار ڈھونڈ ھتی رہتی ہیں -

اجتک کئی ہی مرتبہ ہوائی جہازوں کو مصروف ہونا پڑا ہے اور کئی جہاز راں زخمی ہوکر صحرا میں یا اطراف و جوانب کے کھیتوں اور باغوں میں گرے ہیں - "

اٹالین ہوائی جہاز اپنی چھاونی کی طرف بھاگا جا رہا ہے' اور مسلہ (تراغصہ) کا شیخ بندوق سے فیر کر رہا ہے -

(سفاری)

مصر اور قسطنطنیہ کی ڈاک

کا خلاصہ

— —

اس ہفتے بھی کوی اہم خبر نہیں' حالات بدستور اور خاموشی چھائی ہوی ہے - اٹالین ابھی قلعہ بند جہازوں اور مورچوں کے اندر بند رہکر زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتے ہیں' کہ ہوائی جہازوں پر چند بم کے گولے لیکر نکلیں چاہیں لیکن عثمانی نشانہ اندازوں کے خوف سے نہ صرف زمین' بلکہ اب آسمان کی محفوظ فضا بھی ان پر تنگ ہوگئی ہے - ابتداے جنگ سے لیکر اس وقت تک سیکڑوں مرتبہ ہوائی جہاز کی آزمائش کی گئی' لیکن ہر مرتبہ ناکامی ہوی - جس وقت ہوائی جہازوں کا اٹلی نے بندوبست کیا ہے' تو اٹالین اخبارات نے اپنے معمولی فخر و غرور کے لہجے میں کہا تھا کہ اس عجیب و غریب ایجاد سے جنگ میں عملی کام لینے کا اولین شرف اٹلی کو حاصل ہوگا - لیکن اجتک اس تمام شرف و افتخار کے کارنامے کا خلاصہ یہ ہے کہ چند جہاز فضا میں اڑے اور پھر لوٹ کر چلے آئے' بعض نے چھپے ہوئے پمفلٹ اور کاغذ عربی چھاؤنیوں کے آگے پھینکدیے' اور اس کو انتہائی بہادری سے تعبیر کیا - شجاعت و کاردانی کا بہت ہیجان ہوا تو چند بم کے گولے بھی اوپر سے پھینکدئیے' لیکن قبل اسکے کہ انکا نتیجہ دیکھنے کی خوشی حاصل کریں کسی عربی سوار کی بندوق' یا کسی عثمانی توپچی کے نشانے سے خود ہی شکار ہوگئے ۔۔

اخبار (الاہرام) تیونس کا نامہ نگار لکھتا ہے " غالباً سب سے پہلا ہوائی جہاز آغاز جنگ سے تین ہفتے کے بعد طرابلس بھیجا تھا اور اسکے بعد متعدد جہاز چند مہینوں کے اندر بھیج گئے' لیکن اگر اس حرب انگیز ایجاد کے موجدوں کو معلوم ہوتا کہ یورپ کی ایک انتہائی ایجاد کو اس طرح افریقہ میں جاکر ذلیل ہونا پڑے گا' تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قدیم زمانے کے ہندوں کی طرح اپنے عملداروں کی تعلیم کیلیے یہ شرط لگا دیتے کہ " نااہلوں کو نہ سکھلایا جائے " - آجتک ایک واقعہ

ایک اٹالین ہوای جہاز کی گرفتاری

خود (رائٹر) نے بھی اس ہفتے اٹالین ہوای جہازوں کے ایک ایسے ہی کارنامے کی خبر دی ہے " اٹالین کپتان (موئزو) جسوقت اپنا ہوائی جہاز (زوارہ) سے آڑاتا ہوا طرابلس کی راہ جا رہا تھا بدقسمتی سے عربوں میں گر پڑا - لیکن خوش قسمتی یہ تھی کہ نہ جہاز کے چوٹ آئی' نہ جہاز راں زخمی ہوا' دونوں صحیح سلامت ترکی ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیے گئے - "

تعجب ہے کہ (رائٹر) کو یہ خبر شائع کرنے کیلیے کیونکر معلوم ہوی ؟

(سفاری) میں شہر کے ارد گرد عارضی قلعے بنالیے ہیں' اور (بقول نامہ نگار المؤید) ان میں سب زور جھنڈے رہتے ہیں - عرب اور ترک لاکھ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح باہر نکل کے مقابلہ کریں مگر کبھی مورچوں کے اندر سے گولوں کو ضائع کردینے کے سوا انہوں نے ہر طرح کے جنگی کاموں کی قسم کھالی ہے -

مجاہدین ترک و عرب سے تو مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوتی مگر بے قصور شہر کے باشندوں پر اپنے بزدلانہ مظالم شروع کردیے ہیں کوی ہفتہ ایسا نہیں جاتا جسمیں ایک گروہ باشندگان شہر کا بغیر قصور کے گرفتار نہ کرلیا جاتا ہو' اور آئے پھر جلاوطنی کی سزا دیکر اٹلی نہ بھیجدیا جاتا ہو - اٹلی بھیجنے سے شاید یہ مقصود ہوگا کہ جس طرح ابتداے جنگ میں سفاکانہ بیمار بوڑھوں کو اسیران جنگ کے نام سے اٹلی بھیجدیا تھا اور انکو روما کے گلی کوچوں میں پھرا کر فتح و نصرت کے شادیانے بجائے گئے تھے' اسی طرح اب بھی کے کاروباری عربوں کو گرفتار کرکے روما میں یہ دکھلایا جائے کہ ہم آجکل بھی اپنی عدیم النظیر فتوحات میں سرگرم ہیں اور جماعتوں کی جماعتیں دشمن کی قید ہو رہی ہیں ۔۔

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1 McLeod Street, Calcutta

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

قیمت

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے

احرار اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور نامورون کے حالات درج کئے جائینگے ،
جنہون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
اور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ ... ل کے نامور احرار کے
حالات بھی مع تصاویر شائع کئے جائینگے ۔

[illegible]

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

[illegible]

مراکش بھی ... باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہین ۔

مدارس اسلامیہ عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا مین بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

آئندہ نمبر میں غازی انور پاشا کی دوسری رنگین تصویر مع مناظر جنگ کے شائع ہوگی

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

فہرست

لوحۂ امید

— * —

اس ہفتے جب ہم نے "صدمہ امید" کے عنوان سے لیڈر لکھا، تو خیال ہوا کہ مستقل تصاویر کے سلسلے میں کوئی ایسی تصویر شائع کریں جسکا نظارہ اس صدمہ امید کیلیے تبسم بشارت کا کام دے، اور یہ اشاعت ہر حیثیت سے (صحیفۂ امید) کی مصداق ثابت ہو -

(الہلال) جب ہم نے شائع کیا، تو ابتدا ہی میں خیال ہوا تھا کہ اعلی حضرت (ملک معظم) کی تصویر کسی نہ کسی اشاعت میں شائع کریں؛ لیکن عمدہ بلاک بغیر عمدہ عکسی تصویر کے بن نہیں سکتا تھا - یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی ہفتے بلاک طیار ہوگیا، اور یہ لوحۂ امید ناظرین کے سرور و انبساط کیلیے انکے سامنے ہے -

ہم نے ملک معظم کی تصویر کو (لوحۂ امید) کہا، اسلیے کہ وہ گذشتہ سیاحت ہند میں جو (پیغام امید) ہندوستان کو دے گئے ہیں، اس نے ہمیشہ کیلیے انکی یاد کو ایک لوحۂ امید کی صورت میں پائدار کردیا ہے - ہندوستان کو یقین ہے کہ جلد یا بدیر، مگر اس پیغام امید کے بعد وہ شاہد مقصود کو ضرور اپنے سامنے دیکھے گا - ہم کو ہندوستان کی گورنمنٹ اور اسکے ماتحت حکام سے خواہ کتنی ہی شکایتیں ہوں، مگر دنیا کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیغام بر امید کی محبت اور وفاداری سے کوئی دل خالی نہیں -

اس ہفتے کی اشاعت کو ایک خاص مناسبت اس تصویر کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ہم نے لندن کے ارتکل میں مسلمانان ہند کی ایک جدید اور حرکت کا ذکر کیا ہے، ہم کو امید ہے کہ (ملک معظم) کا عہد جدید جہاں ہندوستان کے گذشتہ سیاسی انقلابات کے لحاظ سے یادگار رہے گا، وہاں یہ بھی ہم کبھی نہ بھولیں گے کہ انہیں کے سایۂ عاطفت میں ہم نے برسوں کی غفلت کے بعد ہشیاری کی کروٹ لی - اور ایک سچی مگر وفادارانہ سیاسی تحریک کا ہم میں آغاز ہوا -

ہم مسلمان ہیں، ہمارے سر صرف خداے واحد و ذوالجلال کے آگے جھکتے ہیں، مگر ہمارے دل کے دروازے محبت اور وفاداری کیلیے کھلے ہوے ہیں -

---

گذشتہ اشاعت میں " تمدن خطرے میں " کے عنوان سے جو تحریر درج کی گئی تھی، اسکا دوسرا ٹکڑا بھی آجکی اشاعت میں شائع کیا جاتا ہے - امید ہے کہ ناظرین نے اسے سرسری نظر کے حوالے نہ کیا ہوگا - اس مضمون میں یورپ کے ایک مستند اہل قلم نے موجودہ تمدن کے جو عوارض و مہالک بیان کیے ہیں، وہ موجودہ دور کا فی الحقیقت ایک فتنۂ عظیم ہے -

اسکا ترجمہ ہمارے لائق دوست مسٹر عبد الماجد صاحب بی - اے - نے رسالہ (الندوہ) لکھنؤ کیلیے کیا تھا، چونکہ الندوہ بند ہوگیا ہے (اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے) اسلیے اسکے دفتر سے یہ ترجمہ ہمارے پاس بھیجدیا گیا تھا، جسے نہایت خوشی کے ساتھ ہم نے شائع کردیا -

---

—•—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ ۲۶ روپیہ	فی کالم ۱۴ روپیہ	نصف کالم ۸ روپیہ
ایک ماہ " "	" ۲۲ "	" ۱۲ "	" ۷ "
تین ماہ " "	" ۱۸ "	" ۱۰ "	" ۶ "
چھہ ماہ " "	" ۱۵ "	" ۸ "	" ۵ "
ایک سال " "	" ۱۲ "	" ۶ "	" ۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی" یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جرم کے اقسام میں داخل ہو" تمام منشّی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی بعتر کر پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا

نے چهیڑی هوئی تهی - وہ اس شور و غوغا میں بالکل دب کر رهگئے -

پس یه آپنے کس کمدعت سے کہا ہے کہ میں " یونیورسٹی اله اباد یونیورسٹی کے نمونے پر بنانا چاهتا هوں " میں تو بنانا هی نہیں چاهتا ' خواہ کسی نمونے پر هو - سر نظر کی چٹهی میں جتنی باتیں ظاهر کی گئیں تهیں ' مجهے مهمل اور بے معنی نظر آئیں تو میں نے انکے رد میں چند سطریں لکهدیں - البته لوگوں کی عام خواهش یهی ہے ' اور میں بهی مسلمانوں کی ضروریات کے لحاظ سے ایک معمولی یونیورسٹی کو - جو زیادہ سے زیادہ دو تین هزار طلبا هی کو تعلیم دیسکے - کافی نہیں سمجهتا -

(۳) یه سوال آپ لوگوں کے مذهب میں " دانتنت " کی بحث ہے اور جائز نہیں ' مگر میرا یه مذهب نہیں ' اسلیے جواب دیتا هوں - آپ پوچهتے هیں که مغرب و مشرق کے کس دارالعلوموں میں میں نے اپنا اعلی تعلیم حاصل کی ہے ؟ گذارش ہے که الحمد لله کسی میں نہیں ' الله (رب المغربین و رب المشرقین) کی اس درس گاہ سے فیضیاب هوں ' جس نے اپنی نسبت کہا ہے که

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین ' یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ویخرجهم من الظلمات الی النور باذنه ویهدیهم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

بیشک الله کی طرف سے تمهارے پاس ایک نور علم و هدایت اور هر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - الله آسے سلامتی کے رستوں کی اس شخص کو هدایت کرتا ہے ' جو اُسکی رضامندی پر چلتا ہے ' اور ان کو اپنے حکم کے ذریعه جہل و ضلالت کی تاریکی سے نکالکر علم کی روشنی بخشتا ہے اور (مختصر یه ہے که) صراط مستقیم پر چلاتا ہے

اور جسکا معلم الہی وہ ہے که

لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة ' وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۳ : ۱۵۸)

بیشک الله تعالی نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا که انهیں میں سے انکی طرف اپنا معلم (رسول) بهیجا ' جو انکو احکام الہی پڑهکر سناتا ہے اور انکے نفوس کا تزکیه کرتا ہے ' اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ' حالانکه اس سے پہلے وہ سب جہل و گمراهی میں گرفتار تهے -

جب سے اس درگاہ الہی کا دروازہ مجهپر کهل گیا ہے ' تمام کاغذ کی سندیں دینے والے انسانی دار العلوموں سے بے نیاز هوگیا هوں .

واعظ که خضر داشت ' زسر چشمه دور بود
لب تشنگی ز راہ دگر برده ایم ما

والحمد لله الذی هدانا لهذا ' وما کنا لنهتدی ' لولا ان هدانا الله (۷ : ۴۲)

رها یونیورسٹی کے کلنڈروں کا مطالعه ' تو مجهے تو قرآن هی پڑهنے کیلیے چهوڑ دیجیے ' میں نے یونیورسٹی کا کانسٹیٹیوشن بنانے کا کام اپنے ذمے نہیں لیا ہے ' اور نه مجهکو ویسرائے کی کونسل میں اسکا ایکٹ پیش کرنا ہے ' کمیٹی کے ممبروں نیز عهده داروں سے پوچهیے که انهوں نے اس وقت تک کتنے کلینڈر ملاحظه فرمائے هیں -

جی چاهے ' تو مسٹر محمد علی سے بهی پوچهه سکتے هیں ' جو کم سے کم العسوۃ یونیورسٹی کے کلنڈر سے تو بے خبر نه هونگے - فن تعلیم و تربیت کے مطالعے کی بهی مجهے کوئی ضرورت نہیں ' آپ حضرات نے اس فن کے علم و عمل کے جو نمونے پیش کردیے هیں ' وہ مطالعے کیلیے کافی هیں - میرے پاس تو اسلامی تربیت کی ایک کتاب موجود ہے ' اور اسکے سوا اور کچهه نہیں جانتا -

(٤) بیشک میرا تو یهی اعتقاد ہے ' مگر میں جانتا هوں که آجکل جو لوگ تعلیم یافته ' اور جدید فنون تربیت و تعلیم کے امثال نمایاں هیں ' انکے لیے قرآن اور اسلام کے دائرے میں کوئی گنجائش نہیں ' جبکو سنتے هیں ' تو اکراہ و نفرت کے هیجان سے مضطرب هوجاتے هیں :

و اذا ذکر الله وحده اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالآخرة ' و اذا ذکر الذین من دونه اذا هم یستبشرون (۳۹ : ۴۶)

اور جب خداے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو جن لوگوں کو حیات اخروی پر ایمان کامل نہیں ' انکے دل نفرت کرنے لگتے هیں - اور جب خدا کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو یکایک ان میں خوشی پیدا هوجاتی ہے -

رهی آپکی یه فرمایش که یونیورسٹی کے الحاقی اور عدم الحاقی هونے کی نسبت کوئی نص پیش کروں ' تو اسپر مجهے هندوستانی ضرب المثل کی ایک مشهور عقلمند قوم یاد آگئی ' جسکے ایک دانشمند ترین فرد نے قرآن سنانے والے واعظ سے فرمایش کی تهی که " میرے تانے بانے کا ذکر بهی قرآن میں دکهلا دیجیے " میرا نہیں ' بلکه خود قرآن کریم کا یه دعوا ہے که لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - لیکن اگر آپ اسکا یهی مطلب سمجهتا ہے ' تو معاف کیجیے ' میں نے قرآن مجید کے انسانی اعمال و اعتقادات کیلیے ایک کامل تعلیم هونے کا ضرور دعوا کیا ہے ' مگر آپکے تانے بانے کی نسبت دعوا نہیں ہے - ممکن ہے که میں کوئی نه کوئی استدلال اسکے لیے بهی پیش کردیتا ' مگر ڈرتا هوں که آپکی فرمایشوں کا دوسرا قدم اٹهے گا تو کیا کرونگا ' کل کو آپ کہیں گے که یونیورسٹی کمیٹی کے تمام ممبروں اور عهده دارونکا نام قرآن سے نکالدیجیے ' پرسوں فرمایش هوگی که یونیورسٹی ایکٹ کی ایک ایک دفعه کو نصوص قرآنی سے منطبق کیجیے ' اور پهر اگر کہیں آپنے یه فرمایش کردی که " میں بهی یونیورسٹی کے معاملات سے گہرا تعلق رکهنے والا هوں ' میرا اور میرے خاندان کے تمام ممبروں کا نام بهی قرآن سے ثابت کردیجیے " تو پهر تو مجهے واقعی تعلیم قرآنی کی خدمت سے مستعفی هی هوجانا پڑے گا -

(۵) نہیں سمجهه سکتا که اس سے آپکا مطلب کیا ہے ؟ بیشک مولانا شبلی نعمانی کی خدمت میں مجهے برسوں سے نیاز حاصل ہے ' اور ارباب فضل و کمال کی صحبت هر حالت میں موالد بخش ہے ' مگر الحمد لله که میں اپنی آرا و معتقدات میں کسی انسانی صحبت سے مستفید نہیں ' بلکه صرف اس هادی حقیقی کی هدایت بخشیوں سے کامیاب فیضان هوں ' جسکی

لکھنؤ سے ایک گمنام مراسلت

— * —

لکھنؤ سے ایک صاحب نے مراسلت بھیجی ہے ' جو کسی دوسری جگہ درج کردی گئی ہے - اس مراسلت کے نیچے نام نہیں دیا گیا ہے اسکے ساتھہ جو خط تھا ' اسمیں ایک شخص کا نام مع ایک بیرسٹر صاحب کی کوٹھی کے پتے کے درج ہے ' مگر خیال کرتا ہوں کہ مراسلت کی گمنامی اور خط کی صراحت ' دونوں یکساں ہیں - پہلے تو خیال ہوا کہ جو شخص اپنے اندر اتنی جرأت بھی نہیں پاتا ' کہ علانیہ آکر مجھسے سوال کرے ' وہ کسی طرح تخاطب کا اہل نہیں ' لیکن پھر خیال ہوا کہ اس تحریر میں ایک سوال میرے ذاتی علم و جہل کی نسبت بھی ہے ' اور شاید میرا نفس اس پردے میں اپنی تنقیص و مذمت کے سوال کو ٹالنا چاہتا ہو ' اسلیے باوجود اس افسوس کے کہ اسکی اشاعت اور جواب میں جسقدر صفحے صرف ہونگے ' وہ کار آمد مضامین کیلیے ظلم ہوگا ' اس تحریر کو شائع کرکے مجبوراً چند سطریں یہاں لکھدیتا ہوں - لیکن انسانی اخلاق کی بوالعجبی کی یہ کیسی عمدہ مثال ہے ! ایک شخص باوجود فقیر بے نوا ہونے کے ملک کے سب سے بڑے متمول ' باوجاہت صاحب نفوذ و اقتدار ' اور حکام رس گروہ کو علانیہ انکی غلطیوں پر ٹوک رہا ہے ' اپنے عقیدے اور بصیرت کے مطابق انکے جس خیال و عمل کو خلاف صواب سمجھتا ہے ' سخت سے سخت الفاظ اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں صاف صاف ظاہر کر دیتا ہے ' اور اعلان حق کی راہ میں کسی دنیوی اثر اور انسانی طاقت کا اپنے اندر خوف نہیں پاتا - مگر اسکے مقابلے میں زمانے کا یہ حال ہے کہ اول تو سرگوشیوں اور گھر کی صحبتوں میں برا بھلا کہہ لینے کے سوا کوئی باہر نکلکر مشورہ و معاندانہ خیالات سے غلطیوں کو سلجھانے کی سعی نہیں کرتا ' اور اگر (مغازی) کے اقالیں کیمپ سے کہ کہ آجانے والی صدائے توپ کی طرح ' کبھی کوئی صدا اٹھتی بھی ہے تو اسکا یہ حال ہوتا ہے کہ ایک شخص مسودہ لکھتا ہے ' دوسرے سے صاف کرایا جاتا ہے ' تیسرا خط لکھتا ہے ' اور پھر اتنی جرأت بھی نہیں ہوتی کہ علانیہ اپنا نام ظاہر کریں !

خیال کن تو کجائی و ما کجا وغلط !

اس سے بھی مصیبت تو یہ ہے کہ میں جو کچھہ لکھتا ہوں ' قوم کے سب سے بڑے طبقے کے خلاف لکھتا ہوں - اسلیے انسانی کمزوری سے اپنے تئیں چھپا سکتا تھا ' لیکن جو حضرات میری مخالفت میں قلم اٹھاتے ہیں ' وہ تو گویا عام شاہراہ پر قدم اٹھاتے ' اور ہر دل عزیزی کا ایک نیا استحقاق پیدا کرتے ہیں - انکے لیے چھپنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے ؟ کیا حق و صداقت کی طاقت بخشی اور گمراہی کے قدرتی تذلل و بے ہمتی کی یہ ایک کھلی نشانی نہیں ہے ؟ پھر کوئی آنکھہ ہے جو دیکھے ' اور دل ہے جو سوچے ! ان فی

ذالک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع و ھو شہید (۵۰ : ۳۷)

تاہم اپنے نقاب پوش دوست کا ان سوالات کیلیے بھی ممنون ہوں - ممکن ہے کہ ان سوالات سے کوئی مفید نتیجہ انکے پیش نظر ہو ' اور جیسا کہ وہ کہتے ہیں - اسکا انکشاف قوم کو فائدہ پہنچا۔ انکو اور الہلال کے تمام ناظرین کو بھولنا نہیں چاہیے کہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھہ عرض حال کرنے کی سعی کرتا ہوں ' عصمت اور غلطیوں سے پاک ہونے کا تو میں نے کبھی بھی دعوا نہیں کیا - وہ یقین فرمائیں کہ میں اپنی غلطیوں کو دکھلانے والے علم کا نہایت بے چینی کے ساتھہ منتظر رہتا ہوں کما یتمنی الظامئ الماء صائم

اب میں چند سطریں ہر سوال کے جواب میں دفعہ وار عرض کرکے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں -

(۱) یونیورسٹی کے مسئلے کو میں تو تعلیمی ہی سمجھتا ہوں لیکن آپکی لنک اس سے متفق نہیں ' امرتسر میں جو رپورٹ سکریٹری صاحب نے پیش کی تھی ' اسکی تمہید میں لکھا تھا کہ " تعلیم سے بڑھکر اور کوئی پالٹکس نہیں ہے - مسلمان گو ایک پالٹکس سے الگ رہے مگر وہ تعلیم کے مسئلہ میں مصروف تھے ' اور یہ ایک نہایت دقیق اور غامض پولٹکل مسئلہ ہے " اب آپ حسب راے کو معتد مطلب دیکھیں ' اختیار فرمائیں -

(۲) مجھے معلوم نہیں کہ ہماری قوم کے " رہے سہے ماہرین فن " کی الحاق و عدم الحاق کی نسبت کیا راے ہے ' اور نہ معلوم کرنے کی ضرورت ' آپ یونیورسٹی کے ان جھگڑوں کو مجھسے اسطرح پوچھہ رہے ہیں ' گویا میں یونیورسٹی کے معاملات کا ذمہ دار ہوں ! میں نے ہی لوگوں کو یونیورسٹی کی طرف دعوت دی ہے ' لاکھوں روپیہ اسنے وصول کیا ہے ' اور پھر میں نے ہی ۱۱ - اگست کو لکھنؤ میں مجلس منعقد کی ہے ' اور عدم الحاق کی صورت میں یونیورسٹی کے لینے سے انکار کردیا ہے !!

اگر آپکے اندر ان دقائق و رموز تعلیم کیلیے کوئی بے چینی ہے تو براہ کرم میرے وقت کو تو ضائع نہ کیجیے ' سب سے پہلے اپنے مرشد کل اور ہادی سبل سے پوچھیے ' جو علانیہ الحاق کی تائید میں تار دیتے ہیں ' پھر نواب وقار الملک ' راجہ صاحب محمودآباد ' میاں محمد شفیع اور سب سے بڑھکر " ہمدرد قوم " مسٹر محمد علی سے پوچھیے ' جو الحاق کی تائید میں " مدلل اور معقول " تحریروں کا ایک سلسلہ قائم کیے ہوے ہیں ' اور رونگ پیپر چھاپ چھاپ کر اس مسئلے کی نسبت قوم میں ایک عالمگیر تشویش پھیلا رہے ہیں -

مجھے ان معاملات سے کیا تعلق ؟ میں تو ۱ - ستمبر کی اشاعت میں اپنی اصلی راے ظاہر کرچکا ہوں کہ الحاق اور عدم الحاق کیا معنی ' سرے سے یونیورسٹی کے وجود ہی کو قابل بحث سمجھتا ہوں !

دعوی کا دکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ یونیورسٹی خواہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی مسلم کے نام سے ہو ' خواہ علی گڈہ کے ' جتنی قیمت میں لی جاتی ہے ' اتنی قیمت کی متاع کسی صورت میں نہیں

ما شی می گریم و ار گفتۂ خود دلشادم

مجکو تو بعض اوقات یونیورسٹی بندی کی اس خوش قسمتی پر ہنسی آجاتی ہے کہ پریس کمیونک کی بے وقت اشاعت نے لوگوں کو الحاق و عدم الحاق کی بحث میں الجھادیا ' اور اصلی " ... ت جو بمنزلۂ بنیاد کار ہیں ' اور جن پر اصلی شورش اور

۲۲ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته وهو الولی الحمید (۴۲ ۲۷) - (۱)

— —

نہ بہ تنہا منم بہ گوشۂ ہجر و چو خمیازہ سر برآرد ساقی
نوبہار از نادۂ پارینہ ام نمانہ بو دارد

(۱)

نزول رحمت الٰہی و حیات بعد الممات

قدرت الٰہی کی بخششوں کو کون شمار کرسکتا ہے ؟

و ان تعدوا نعمة الله لاتحصوها (۱۴ ۳۴)	اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کبھی نہ کرسکوگے -

عالم کائنات کی کونسی شے ہے جو اپنے اندر قدرت الٰہی کی کوئی نشانی نہ رکھتی ہو ؟

وکاین من آیة فی السماوات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون (۱۲ ۱۰۵)	اور آسمان و زمین میں اللہ کی قدرت و عظمت کی کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے غافل انسان گذر جاتا ہے اور غور نہیں کرتا -

(۱) اور وہی خدا تو ہے کہ جب خشک موسم میں لوگ بارش کی طرف سے بالکل نا امید اور مایوس ہو جاتے ہیں ' تو وہ اپنی رحمت کے بادلوں کو پھیلا دیتا ہے اور مینہ برسنا شروع ہو جاتا ہے - وہی کارساز حقیقی اور سزاوار حمد و تقدیس ہے - [قرآن مجید میں آثار قدرت الٰہی کو بیان کرتے ہوئے بارش کے نزول اور زمین کے حیات نباتی پر جا بجا زور دیا گیا ہے ' مگر فی الحقیقت یہ ایک تمثیل ہے ' جسکے ذریعے ہر طرح کی اخلاقی اور روحانی ہلاکت اور حیات بخشی کا سمجھانا مقصود ہے - تمام آیتوں اور انکے سیاق و سباق پر غور کیا جائے ' تو یہ مطلب واضح ہو جاتا ہے - عربی میں " یاس " اور " قنوط " نا امیدی کے معنوں میں مرادف الفاظ ہیں - مگر " قنوط " کا اطلاق اس نا امیدی پر ہوتا ہے جو یاس سے بھی زیادہ سخت و شدید ہو ' اور جسمیں نیک توقعات سے مایوسی ہو (القنوط اعظم الیاس ' والیاس من الخیر - مفردات امام راغب) اس آیت میں " یاس " کی جگہ " قنوط " کا لفظ اسی لیے فرمایا ہے کہ رحمت الٰہی کا نزول انتہا درجہ کی نا امیدی اور قطعی یاس کے بعد ہوتا ہے -]

لیکن عالم ارضی کے آثار و آیات میں ایک بہت بڑی نشانی بارش کا نزول ' اور زمین کی نباتاتی حیات و ممات ہے

الله الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا ' فیبسطه فی السماء کیف یشاء ' ویجعله کسفا ' فتری الودق یخرج من خلاله ' فاذا اصاب به من یشاء من عباده ' اذا هم یستبشرون (۳۰ ۴۷)	اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے ' اور وہ بادلوں کو انکی جگہ سے ابھارتی ہیں ' پھر خدا جس طرح چاہتا ہے انسے کام لیتا ہے ' کبھی تو بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے ' کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے اور تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ گویا انکے بیچ سے مینہ نکلا چلا آتا ہے - پھر جب خدا اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے ' تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں -

اس خاکدان حیات کی ساری زندگی پانی کے وجود سے ہے

وجعلنا من الماء کل شی حی (۸ ۴۴)	اور ہم نے دنیا کی ہر چیز میں پانی سے زندگی اور زندگی کی شادابی رکھی -

جب زمین آفتاب کے آتشکدۂ حرارت سے قریب ہوجاتی ہے ' اسکی شعلہ باریوں سے سطح زمین کا ذرہ ذرہ تپنے لگتا ہے ' زندگی کی تمام علامتیں مفقود ہو جاتی ہیں ' ہر شے پر مردنی ' اور ہر چہرے پر افسردگی چھا جاتی ہے ' دریا اتر جاتے ہیں ' ندیاں خشک ہو جاتی ہیں ' زمین کے اندر کا خزانۂ رطوبت بھی خالی ہوجاتا ہے اور سبزۂ جنگل کی تر و تازگی اور کھیتوں کی شادابی ' دونوں خشک سالی کی تیغ سے ہلاک ہوجاتی ہیں ' تو اس وقت زمین اور زمین پر بسنے والی ہر نباتی اور حیوانی روح پانی کیلیے بیقرار ہوتی ہے اور کوئی آنکھ نہیں ہوتی ' جو آسمان کی طرف امید سے نہ اٹھتی ہو اور پھر مایوس ہوکر " العطش ' العطش " نہ پکارتی ہو - لیکن جب مایوسی انتہا درجے تک پہنچ جاتی ہے ' اور امید کا کوئی سہارا باقی نہیں رہتا ' تو پھر دفعتا ایک عالم سماوی میں ایک انقلاب عظیم نمودار ہوتا ہے اور بجلی کی چمک ' اور بادل کی گرج ' صدائے امید بنکر دنیا میں پھیل جاتی ہے

فانظر الی آثار رحمت الله کیف یحیی الارض بعد موتها ' ان ذلک لمحیی الموتی ' وهو علی کل شی قدیر (۳۰ ۴۹)	پس رحمت الٰہی کی ان نشانیوں کو دیکھو ' کہ کیونکر وہ زمین کو موت کے بعد دوبارہ حیات بخشتا ہے ؟ بیشک وہ مردوں کو جلانے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے -

اخلاقی و ملی حیات و ممات

انسانی قلوب کی " حیات و ممات " اور قوموں کی اخلاقی زندگی اور موت کا بھی یہی حال ہے - مایوسیاں جب حد درجے تک پہنچ جاتی ہیں ' اور انسانی سعی امید کی کوئی راہ اپنے سامنے نہیں دیکھتی ' تو وہ خدا ' جو انسانکی جسمانی زندگی کیلیے ابر آسمان کو حکم دیتا ہے کہ باران رحمت کا دروازہ کھولدے - ضرور ہے کہ انسان کی ملی زندگی کیلیے بھی اپنی ملائکۂ رحمت کو بھیجدے ' تاکہ پیغام امید سے مردہ دلوں میں زندگی کی حرکت پیدا کردیں -

توفیق کا نور مبین تاریکیوں میں مشعل راہ نما ' اور گمراہیوں میں دست ہدایت ہے '

الذي خلقني فهو يهدين ' و الذي هو يطعمني و يسقين ' و اذا مرضت فهو يشفين ' و الذي يميتني ثم يحيين ' و الذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين (۲۲ ۸۳)

وہ ' جس نے مجھکو پیدا کیا ' اور پھر ہدایت کی راہیں میرے آگے کھول دیں - وہ ' کہ میں بھوکا ہوتا ہوں تو مجھے کھلاتا ' اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے - اور وہ ' کہ جب اپنی بد اعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں ' تو اپنی رحمت سے شفا دیدیتا ہے - جو مجھکو موت کے بعد حیات بخشیگا ' اور جسکی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگذر کریگا -

مسلمانوں کی گذشتہ یونیورسٹی کی وجہ تسمیہ کی نسبت بھی آپکا سوال نا قابل فہم ہے ' اور نہیں معلوم اس سوال سے کیا مقصد ہے ؟ اول تو یہ بھی صحیح نہیں کہ تمام یونیورسٹیاں شہر اور بانی کے نام سے مشہور ہوئیں ' اور بالفرض ہوئی بھی ہوں تو مشہور ہوجانا دوسری چیز ہے اور نام رکھنا دوسری بات - پھر کیا آپکا یہ ارادہ ہے کہ موعودہ یونیورسٹی کو بھی " سر آغا خاں یونیورسٹی " کے لقب سے سرمایہ ادوار معرکوین بنایا جاے ؟ اگر یہی مقصد ہے تو اسکے لیے اس تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں ' یہاں پہلے ہی سے سمجھ لیا گیا ہے کہ اسکا نام مسلم یونیورسٹی ہو خواہ اور کچھہ ' وہ بہر حال ویسی ہی مسلم یونیورسٹی ہوگی ' جیسا اس وقت علی گڈہ کا محمڈن کالج ہے - پس تفاق کی جگہ یقیناً اس راے میں زیادہ خوبی ہے کہ " مسلم " کی جگہ " آغا خاں یونیورسٹی " ہی اسکا اسم مبارک تجویز کیا جاے -

(٦) آپکو کیا معلوم ' یونیورسٹی کا ابھی غلغلہ بلند بھی نہیں ہوا تھا کہ میں انہی اغراض و مقاصد سے ایک اخبار نکالنے کی فکر میں تھا ' کیونکہ جب تک ذاتی اخبار نہوتا ' ان خیالات کی اشاعت مشکل تھی - کوئی اخبار بھی اسے گوارا نہ کرتا کہ میرے مضامین شائع کرکے اپنے تئیں ارباب حل و عقد کی نظروں میں معترض بناے - لیکن اللہ کی مشیت نے مجھے مہلت نہ دی اور کئی سال اسمیں نکل گئے - میرے محب و محبوب دوست مسٹر محمد علی اور بیسیوں احباب کو اسکی خبر ہے - پس یونیورسٹی کے ہنگامے پر میں کوئی تحریر شائع نہ کرسکا ' اور اب الہلال نکلا تو اپنے خیالات ظاہر کرنے لگا -

یہ اصلی واقعہ ہے - رہا اس تحریر کا وہ جملہ ' جسے آپنے نقل کیا ہے ' تو افسوس ہے کہ آپ عبارت کا محمل اور موقعہ سمجھنے سے بے پروائی کرتے ہیں ' وہاں تو بطور الزامی جواب کے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آواز بلند بھی کی جاتی تو " لوگوں کو اس درجہ متوالا کردیا گیا تھا کہ اس طرح کی صداؤں سے کوئی ہشیاری پیدا نہیں ہوتی "

اور بالفرض اسے تسلیم بھی کرلیا جاے ' تو بھی نہیں معلوم کہ آپ کے استدلال کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟ کیا اصلاح و ہدایت کو طبائع کی صلاحیت اور مستعدی کے وقت شروع کرنا ' اور اپنے قرار دادہ مصالح کی وجہ سے حق گوئی کی جگہ باطل پرستی کو اختیار کرنا ' دونوں ایک ہیں ؟ :

افمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهواءهم ؟ (۴۷ ۱۴)

کیا وہ لوگ ' جو اپنے پروردگار کے بتلاے ہوے کھلے رستے پر ہیں ' ان لوگوں کی طرح ہوسکتے ہیں ' جنکو اپنے اعمال بد میں خوبی نظر آتی ہے اور اپنے ہواے نفس پر چلتے ہیں ؟

یقین کیجیے کہ میں اظہار خیال میں کسی سہارے کا محتاج نہیں ' اگر تمام ملک و قوم میرے راے کا مخالف ہو اور ایک انسان بھی ساتھ نہ دے ' جب بھی تو فیق الہی کی نصرت بخشیوں سے میں اپنے تئیں ایک مسلح فوج اور ایک پوری قوم سمجھتا ہوں -

آپ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کو - کہ ایک اسلامی فرض ' اور قرآن کریم کے قائم کیے ہوے الفاظ ہیں - بغیر کسی تامل کے " مشغلہ العدمہ " اور " مرعوب کن دعاوی " لکھتے ہیں ' اور اسطرح اصطلاحات قرآنیہ کا علانیہ استہزا کرتے ہیں - آپ میری نسبت جو جی چاہے لکھیں ' میں بخوشی سن لونگا ' لیکن شعائر الہیہ کے استہزا اور استخفاف کا کسی طرح متحمل نہیں ہو سکتا : و من يعظم شعائر الله ' فانها من تقوى القلوب (۸ ۳۳)

بھائی ! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کیا موقوف ہے - یہ تو بہت اونچے درجے کی باتیں ہیں ' اسلام کی جو علم اور روزانہ اعمال کی تعلیمات ہیں ' وہ بھی تم لوگوں کیلیے بے معنی اور " مشغلہ العدمہ " ہیں ' اعتقاداً بھی اور عملاً بھی - كبرت كلمة تخرج من افواههم ' ان يقولون الا كذبا (۱۹ ۷۴)

غالباً آپ میری تحریرات میں جس " افراط صلح کوئی و استعارات " کے شاکی ہیں ' اس سے بھی جابجا قرآن مجید کی آیات سے استشہاد ' اور اسکی بلاغت مراد ہوگی ' ورنہ میرے مذاق تحریر کا تو حال ہے کہ اگر چاہوں بھی ' تو صلح گوئی پر قادر نہیں ہو سکتا -

آخر میں آپ سے بصد التماس ہے کہ اگر خامہ فرسائی کا ارادہ ہے تو اسطرح کی لا حاصل بحثوں میں اوقات خراب نہ کیجیے ' نہ کونسا مفید طریق بحث ہے کہ جن چیزوں سے مجھے کوئی تعلق نہیں ' اور کبھی انکی نسبت کوئی دعوا نہیں کیا ' انکا سوال بیکار آپ مجھسے کرتے ہیں - کیا یہ بہتر ہوگا کہ آپ الہلال کے اصلی مباحث مذہبی و سیاسی پر نظر ڈالیں ' اور انکی غلطیوں پر مجھکو متنبہ کرکے ایک صحیح خدمت ملی کی راہ قائم کرنے میں ساعی ہوں ؟

اور ہاں اگر آئندہ بھی آپکو اسی طرح شان تورع و تقشف آرائی میں آنا ہو تو اسکا خیال رہے ' کہ یہ خالی دلق تقشف تو میری نظروں کو دھوکا دینے کیلیے کافی نہیں - اتقوا من فراسة المومن ' فانه ينظر بنور الله - یہ بھی کوئی نقاب میں نقاب ہے کہ کہیے ' تو پیشانی کی چڑھی ہوئی شکنیں تک ایک ایک گن دوں ! پھر کبھی آئیے تو حریر و کمخواب کا کوئی نقاب ڈالکر آئیے ' زیب و زینت میں بھی آرایش ہو جاے گی ' اور پردا بھی ڈھنکا رہجاے گا -

[ناظرین سے معافی خواہ ہوں کہ کئی صفحے اس سوال و جواب میں صرف گئے ' لیکن اسمیں بھی چند مصلحتیں تھیں - اب آئندہ اشاعت سے تو قطعی ارادہ کرلیا ہے کہ سوا مفید ' منتخب ' ضروری اور مختصر مضامین کے اور تمام بحثوں سے بالکل غض بصر کرلونگا]

ولولوں کو دبا دیا جاتا ہے ، اور یا پھر ایک غلط راہ پر لگا کر راہ مقصود سے غافل کر دیا جاتا ہے -

قدرتی ولولوں کو روکنا ممکن نہیں

لیکن تاہم دل کے جوش اور ولولے کو باہر کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی ، قدرتی نشوونما کو خواہ کتنا ہی روکیے ، وہ ابھر ہی کر رہے گا - آپ نے بارہا اپنے دروازے کے آگے کسی نے موقعہ درخت کے پودے کو بڑھتے دیکھکر کچل دیا ہوگا ، مگر چند دنوں کے بعد پھر دیکھا ہوگا ، تو اسکی جگہ خالی نہوگی - یہ قدرت کے کاروبار ہیں اور انمیں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا - مسلمانوں کے دلوں کو برسوں تک زمانے کی آوازوں سے غافل رکھا گیا ، لیکن یہ ایک زبردستی کی پٹی تھی جو انکی آنکھوں پر باندھدی گئی تھی - ممکن تھا کہ ابھی کچھ اور زمانہ غفلتوں اور گمراہیوں کو فرصت کا ملجاء ، لیکن ہم نے جاگنے میں دیر کی تھی ، تو قدرت نے جگانے میں اور زیادہ دیر نہ کی - یکے بعد دیگرے چند واقعات و تغیرات نے بھی ظہور کر کے تنبیہ اور غفلت شکنی میں مدد دی ، اور الحمد للہ کہ اب موجودہ حالات کو دیکھتے ہیں ، تو مایوسی کی جگہ امید کے آثار کو غالب پاتے ہیں - گو ابتک کوئی اصلی حرکت پیدا نہیں ہوئی ہے ، نہ تو پچھلی راہ سے پیچھے قدم ہٹتے ہیں ، اور نہ آئندہ کیلیے کوئی نئی راہ متعین ہوئی ہے - ابتک جو کچھ تغیرات ہوے ہیں ، صرف ذہن و دماغ تک محدود ہیں ، اور وہ بھی کوئی کامل تغیر نہیں ، بلکہ صرف ایک جنبش ہے جو دماغوں کے جمود نے محسوس کی ہے پھر جو کچھ بھی ہے ، کسی متحد رشتے میں منسلک نہیں ، اور ابتک اتحاد و مبادلۂ آراء کی قوت سے محروم ہے - تاہم ہر حرکت کی ابتدا جنبش سے ، اور ہر عمل کا آغاز ذہن و خیال سے ہوتا ہے - تربیت کی امید کے عنوانے اگر ابھی کروٹ ہی لے رہے ہیں ، تو اٹھکر بیٹھ جانے کیلیے جلدی نہ کرنی چاہیے - سب کی سرمستیوں کا ابھی کچھ عرصے تک تو خمار رہے ہی گا ، عجب نہیں کہ نئے موسم کے آنے تک کچھ زمانہ تداخل کی بے عنوانیوں کا بھی گذرے ، لیکن ہر حال میں عقل و ہوشمندی ، حزم و احتیاط ، اور اعتدال و توسط کے ساتھ نظر عواقب امور پر رکھنی چاہیے - وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و ينشر رحمته وهو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷)

انسانی ضلالت کا اصلی مبدء

ہر اصلاحی تحریک و دعوت کیلیے پہلی منزل " تقلید " کی بندشوں کو توڑنا ہے ، کیونکہ تقلید کے اثروں سے بڑھکر انسان کی تمام برائیوں خصائل کا اور کوئی دشمن نہیں - انسانی اعمال کی جسقدر گمراہیاں ہیں ، ان سب کی تخم ریزی صرف تقلید ہی کی زمین میں ہوتی ہے - اسلیے راہ اصلاح کا اولین منظر یہ ہے کہ تقلید پرستی کے سلاسل و اغلال سے انسان کو نجات حاصل ہو - خدا تعالے نے ہر انسانی دماغ کو سوچنے والا ، اور ہر آنکھ کو دیکھنے والا بنایا ہے

الم نجعل له عينين ؟ و لسانا و شفتين وهديناه النجدين ؟ (۹۰ : ۸)

کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے دو آنکھیں نہیں دیں ؟ اور بولنے کیلیے زبان اور لبیں نہیں عطا کیں ؟ اور پھر ہدایت و ضلالت کی دونوں راہیں اسکے سامنے نہیں کھول دیں ؟

اسلیے ہر انسان اپنی ہدایت و گمراہی کا ذمہ دار ، اور اپنے فکر و دماغ سے کام لینے کیلیے خود مختار ہے - لیکن انسان کی تمام قوتیں نشو و نما کی محتاج ہیں ، اور نشو و نما ہو نہیں سکتی ، جب تک قوتوں کو بغیر کسی سہارے کے خود ورزش کرنے کیلیے چھوڑ نہ دیا جائے - انسان چلنے کی قوت اپنے ساتھ لیکر آتا ہے ، مگر بچے کو جب تک خود کھڑا ہونے اور پاؤں پر زور دینے کیلیے چھوڑ نہ دیجیے گا ، کبھی اسکے پاؤں نہیں کھلیں گے - تقلید سے پہلی ہلاکت جو انسانی دماغ پر چھا جاتی ہے - وہ یہی ہے کہ انسان اپنے چند پیشواؤں اور مقتداؤں کی تعلیم یا آبا و اجداد کے طریق و رسوم پر اپنے تئیں چھوڑ دیتا ہے ، اور صرف انہیں کا تتبع کرکے خود اپنی قوتوں سے کام لینے کی عادت بھول جاتا ہے - اس عالم میں پہنچکر اسکی حالت بالکل ایک جاندار بے جان سی ہو جاتی ہے ، اور انسانی ادراک و تعقل کی تمام علامتیں مفقود ہو جاتی ہیں - انسان کا اصلی شرف قوت اور مابہ الامتیاز ، اسکے دماغ کا تدبر و تفکر اور اجتہاد و تجسس ہے - دنیا میں جسقدر علوم و فنون کا انکشاف ہوا ، قوانین الہیہ اور نوامیس فطریہ کے چہرے سے جسقدر پردے اٹھے ، اشیاے کائنات کے خواص کا جو کچھ سراغ لگا ، تمدن و مصنوعات میں جس درجہ ترقیاں ہوئیں ، نئے نئے آلے اور نئے نئے وسائل راحت جسقدر ایجاد ہوے ، غرضکہ انسان کے ارتقاے ذہنی و فکری کے جسقدر کرشمے دنیا میں نظر آرہے ہیں ، یہ تمام تر اسی انسانی تفکر و تدبر کے نتائج ہیں - لیکن تقلید پرستی کی عادت ہلاکت و بربادی کی ایک جنان ہے ، جو انسانی تفکر و تدبر اور ادراک و تعقل کی تمام قوتوں کو کچل ڈالتی ہے ، اور اسکی قوت نشو و نما کا دائمی سد باب کردیتی ہے - (قرآن کریم) جس دعوت کو لیکر آیا ، فی الحقیقت اسکا اصلی مقصد یہی تھا کہ تقلید اور استبداد فکری کی زنجیروں سے انسان کو نجات دلاے - بت پرستی اور انسان پرستی کی تمام شاخیں بھی اسی تقلید آبا و رسوم سے پیدا ہوتی ہیں ، اسلیے قرآن نے اپنی تعلیم توحید کا اساس بھی انسان کی اجتہاد فکری پر رکھا اور تفکر پر زور دیا

افلا يتدبرون القرآن ، ام على قلوب اقفالها ؟ (۴۷ : ۲۶)

کیا لوگ اپنے دماغ سے قرآن پر غور نہیں کرتے ، یا انکے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں ؟

مقلدین محض کو چار پایوں اور حیوانوں سے تشبیہ دی ، اور پھر اسکو بھی اظہار ضلالت کیلیے نا کافی قرار دیکر انسے بھی بدتر فرمایا

لهم قلوب لا يفقهون بها ، ولهم اعين لا يبصرون بها ، ولهم آذان لا يسمعون بها ، اولئك كالانعام بل هم اضل (۷ : ۱۷۸)

انکے پاس دل و دماغ ہیں ، مگر نہیں دیکھتے - کان ہیں ، مگر نہیں سنتے - خود اپنے ذہن سے کام نہ لینے اور مقلد محض ہونے میں وہ مثل چار پایوں کے ہیں ، بلکہ ان سے بھی گمراہ تر -

عدم امید

گذشتہ چند سالوں سے تمام عالم اسلامی میں ایک اخلاقی بیداری کے جو آثار نمایاں ہو رہے ہیں، وہ امید دلاتے ہیں کہ شاید ہماری مایوسیوں کی انتہا سے امید کا آغاز شروع ہو، لیکن آج ہم صرف مسلمانان ہند کے موجودہ حالات پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں -

ہم نے ابتداے اشاعت سے (الہلال) میں مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت پر مرثیہ خوانی کی ہے، اور انکے اعمال زندگی کی ہر شاخ کو مایوسی کی نظر سے دیکھا ہے، لیکن حضرت (یعقوب) نے اپنے عزیزوں کو نصیحت کی تھی کہ لا تایئسوا من روح اللہ - اللہ کی روح رحمت سے مایوس نہو - اور (اسلام) پہلی چیز جو اپنے پیرو کو بخشتا ہے، وہ (امید) ہی ہے -

ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون (۱۵ : ۵۶) — اور اللہ کی رحمت فرمائی سے کافروں کے سوا اور کون نا امید ہو سکتا ہے؟

تو مبین مشو، کہ نا امیدی کفرست

دیکھتے ہیں، تو باوجود ان ہمہ اسباب مایوسی، پھر بھی امید نے ہمیں بالکل چھوڑ نہیں دیا ہے، اور ہندوستان میں جو تغیرات و انقلاب پچھلے دنوں کے اندر ظاہر ہوئے ہیں، انہوں نے مسلمانوں کے موجودہ حالات میں امید کی ایک جھلک نمایاں کر دی ہے - گو بارش کے برسنے میں دیر ہو، مگر موسم آثار و علائم سے خالی نہیں -

بیداری کی ایک کروٹ

انسان کی تمام اندرونی قوتیں اور جذبات خارجی محرکات کی محتاج ہوتی ہیں، اور انکی مثال سوئے ہوئے انسان کی سی ہوتی ہے، جو گو زندہ ہے، مگر حرکت کرنے کیلیے کسی بیدار کن صدا کا محتاج ہے - ہندوستان میں مسلمانوں کی تمام نشو و ارتقا کی قوتیں ابتدا سے وقف غفلت رہیں، اندر کوئی جگانے والا نہ تھا، اور کوئی ہشیار کرنے والی صدا نصیب نہیں ہوئی - قوموں کی زندگی کی اصلی قوت عوام کا طبقہ ہے، مگر اس طبقہ کی قوت چند نفوس خواص کے ہاتھ میں ہوتی ہے - انکی بیداری سے تمام ملت بیدار رہتی ہے، اور انکی غفلت سے تمام ملت پر غفلت چھا جاتی ہے - لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں کے رہنماؤں کا یہ حال رہا کہ

خود خفتہ است، کیا رہبری کند

خدا کی بخشش ہیں عام ہے، وقت کی مقاصدوں میں نسل و قوم کی تمیز نہیں، اور آرزو نے جسم کے اندر جو خون ہے، وہی ہماری رگوں کے اندر بھی دوڑ رہا ہے - ہندوستان میں گذشتہ نصف صدی کے اندر بمشکل [illegible] خراب ہوئے، تعلیمی رفتار کو خواہ کتنا ہی سست [illegible] اسکی رفتار سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا، سست سے سست چلنے والے [illegible] ساتھیوں کی جماعت بھی اور کوئی نظر ایسی نہ تھی جسکے سامنے سے قافلے نہ گذر رہے ہوں اور شہسواروں کی اڑائی ہوئی گرد سے غبار آلود نہوئی ہو - ضرور تھا کہ غافل دلوں میں امنگ اور حرکت کی گدگدی پیدا ہوتی، اور ساتھیوں کو دوڑتے دیکھکر بلا قصد بھی پاؤں حرکت کرنے لگتے - مگر بد بختی یہ تھی کہ لگام ان ہاتھوں میں تھی، جو لگام سے لگام کا نہیں، بلکہ زنجیر کا کام لیتے تھے، اور بیداری کے قدرتی ولولوں اور امنگوں کو ہمیشہ اپنی مصنوعی خواب مقناطیسی کے عمل سے دبا دینا چاہتے تھے - دلوں میں جوش اٹھتا تھا، اور آنکھیں راہ مقصود کو ڈھونڈھتی بھی تھیں، لیکن جوش یا تو دبا دیا جاتا تھا، یا اسکے لیے ایک غلط مصرف پیدا کر دیا جاتا تھا، جس میں خرچ ہوکر ضائع ہوجاتا تھا - اور تلاش راہ کی خواہش کو یا تو دھمکی سے روکدیا جاتا تھا، یا پھر ایک پر پیچ و خم راہ ضلالت سامنے کردی جاتی تھی، تاکہ جستجوے منزل کا قدم اسی میں بھٹک کر رہجاے

مسلم یونیورسٹی کا ہنگامہ

اسکی کیسی صاف اور بین مثال ہمارے سامنے ہے! مسلمانوں کی افسردگی اور بے ہمتی کے افسانے نصف صدی سے ہماری انجمنوں کا دائمی مرثیہ ہیں، لیکن مسلم یونیورسٹی کی صداے تحریک کے بلند ہوتے ہی تمام ملک میں ایک عام جوش و خروش پیدا ہوگیا - ملک کا کوئی حصہ اور قوم کا کوئی طبقہ نہیں، جسکے اندر اس صدا نے حرکت پیدا نہ کردی ہو، علی الخصوص صوبجات متحدہ اور پنجاب میں تو جان نثارانہ فدا کاری کے ولولے نظر آتے تھے، اور بازار کے دکاندار اور دیہاتوں کے کاشتکار تک پوری دلبستگی اور شغف کے ساتھ اسکے چندے میں شریک ہوے - غور کیجیے یہ کیا بات تھی؟ بار بار کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی عام تعلیمی خواہش اور جستجو کا یہ نتیجہ تھا، لیکن اس سے بڑھکر اور کوئی غلط بیان نہیں ہوسکتا - جن لوگوں نے لاہور میں یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کی گاڑیاں کھینچی تھیں، راہ میں جلوس کو روک کر شربت کے گلاس تقسیم کیے تھے، اور کوٹھوں اور برامدوں پر سے پھولوں کے گلدستے پھینکے تھے، اور بہت سے زیادہ یہ کہ قصبوں اور دیہاتوں میں جن لوگوں نے سینکڑوں روپیوں کی رقمیں چندے میں شامل کی تھیں - ہمکو بتلایا جاے کہ ان میں کتنے آدمی تھے جو یونیورسٹی کی ضرورت کو محسوس کرنا ایک طرف، اسکی حقیقت سے بھی واقفیت رکھتے تھے؟

اصل یہ ہے کہ یہ تمام جوش و ہنگامہ اس امر کا ایک ثبوت تھا کہ لوگ سوتے سوتے اب تھک گئے ہیں، اور قلوب جذبات اور جد و جہد کے قدرتی ولولوں کو اور زیادہ نہیں روک سکتے - طبیعتوں میں جوش بیداری پیدا ہو رہا ہے، قوتیں ابھرنے کیلیے بے چین ہیں اور جذبات بے چین ہیں، یہ ابھرنے کی صدا سنتے ہیں، تو لبیک کہکر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں - یونیورسٹی کی صدا دو معمولی بلند آہنگی سے بلند ہوئی، تو جوش و قوت کا سیلاب اسی رخ بہنے لگا - دلوں میں جلد جلد بیداری تھی، جو راہ سامنے نظر آگئی، اسی پر دوڑنے لگے - یہ کہ کرنے والوں کا کام تھا کہ طاقتوں اور امنگوں کیلیے ایک صحیح مصرف تجویز کرتے، اور انکو قوتوں کی کوشش پر چلاتے، اسطرح انکو جنگل میں دوڑا کر ضائع نہ کردیتے - لیکن وہ روز اول سے اس کوشش میں مصروف ہونے کی غلطی کر رہے ہیں، کہ یا تو قدرتی

مقالات

تمدن خطرہ میں

— * —

(۲)

اسباب

مذکورہ بالا علامات کو ایک سرسری نظر سے دیکھنے کے بعد جو عاجلانہ خیال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے ' کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ دینی مذہبی احکام سے عدول اور الحاد کی ترقی ہے ' اور اس راے کی تائید کی بظاہر اس مشاہدہ سے بھی ہوتی ہے ' کہ آج جو قومیں معرض زوال کے دہانے تک پہنچ چکی ہیں ' وہ وہی ہیں ' جو قید مذہب سے آزاد ہونے میں سب سے پیش پیش ہیں -

لیکن ایک غائر نظر بتاتی ہے کہ یہ نتیجہ نکالنا ' واقعات کی صحیح ترتیب الٹ دینا ہے - بے شبہ یہ خیال عام طور سے شائع ہے کہ تمدن و اخلاق کو معرض وجود میں لانے کے اصل اسباب مذہب و الہیات ہوے ہیں ' مگر یہ خیال جسقدر عام ہے ' اسی قدر غلط و گمراہ کن بھی ہے - ہمارے نزدیک کسی وحشی قوم کے متعلق یہ توقع رکھنا ' کہ اگر ایک متمدن قوم کے معتقدات و آداب اسکے درمیان لاکر پھیلادیے جائیں ' تو وہ بھی ویسی ہی متمدن و شائستہ ہوجائیگی ' صرف غلطی ہی نہیں بلکہ جہالت ہے - اسلئے کہ عقائد ' تمدن کے اجزا ہوے ہیں نہ کہ اسکی علت - ان دونوں کے درمیان رشتۂ معاصرت و اتحاد زمانی ہے نہ کہ نسبت تعلیل -

اصل یہ ہے کہ کسی قوم کے عروج کا انحصار محض اسکے دماغ و جذبات کے ایک احساس طبعی پر ہے ' یعنی صرف اس امر پر کہ اس قوم میں تطابق ماحول کی فطری صلاحیت کس حد تک موجود ہے - زندہ قومیں وہ ہیں ' جن میں گرد و پیش کے موثرات کے تغیر کے ساتھہ خود بھی متغیر ہو جانے کی اضطراری تحریک پیدا ہوتی ہو ' اور جس قوم میں یہ استعداد باقی نہیں ' اسکی نعش شماری کرنا چاہیے - اس لحاظ سے یہ کہنا درست نہیں کہ کوئی قوم اسلئے زندہ ہے کہ وہ فلاں فلاں مناسب وقت عقائد کی دیندار ہے ' بلکہ یہ کہنا زیادہ قرین صحت ہے ' کہ " کوئی قوم فلاں فلاں مبنی علے المصالح عقائد کی اسلئے پابند ہے کہ زندہ ہے " علی ہذا کوئی قوم اسلیے مردہ نہیں ہو جاتی کہ وہ چند معین عقاید سے منحرف ہوگئی ہے ' بلکہ چونکہ وہ مردہ ہوگئی ہے ' اسلئے ان معین عقائد سے منحرف ہو جاتی ہے - اس کلیہ کی عملی تشریح سب سے زیادہ جرمن نسل (یعنی باشندگان انگلستان و جرمن) نے کی ہے - اصلاح کلیسا کی تحریک کے ساتھہ ہی یہ نسل تاڑ گئی ' کہ یہ تحریک مصالح وقتی کے لحاظ سے کیسی ضروری ہے ' اور فوراً اسنے -

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

پر عمل کرکے اپنے تئیں اقتضایات زمانہ کے مطابق ڈھالنا ' یعنے رومن کیتھولک کے بجاے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیا - اسی طرح آج بھی جو قومیں تنزل کی راہ میں قدم زن ہیں ' انکے انحطاط کا اصلی راز یہ ہے ' کہ ایک صدی کے عرصہ میں زمانے نے جو ترقی کی ہے ' اور اب جو مقتضیات زمانہ ہیں ' انکے مطابق یہ قومیں ابھی اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکی ہیں ' بلکہ ابتک اپنی پرانی روش پر قائم ہیں - اس عدم تطابق کا پہلا نتیجہ عقاید و اخلاق میں اختلال ' اور آخری نتیجہ ' جذبات سیاسی و جذبات ملی کا اختلال ہے ' یہانتک کہ اس قوم کے قدم نقطۂ زوال تک پہنچ جائیں - [مگر یہ خیال صحیح نہیں اور ہم ائندہ اسپر بالتفصیل بحث کرینگے - الہلال]

میں جس شے پر خصوصیت کے ساتھہ زور دینا چاہتا ہوں ' وہ اس تطابق ماحول کی وجدانیت ہے - یعنی ہم اس نتیجہ تک کسی برہان و استقراء کی مدد سے نہیں پہنچے ' بلکہ خود ہمارا ذوق و وجدان اسکی جانب ہمیں لے جاتا ہے - روم الکبری کی عظیم الشان سلطنت کو ختم کرکے جب وحشیوں نے مذہب عیسوی اختیار کیا ' تو ظاہر ہے ' کہ اس مذہب کی تعلیمات انکی سفاکی و خوں ریزی کے بالکل منافی تھیں ' مگر انہوں نے اپنے ان سفاکانہ جذبات کو دفعۃً ترک کر دیا اور دفعۃً تمدن کے مدارج عالیہ طے کرنا شروع کردیے ' لیکن کیا انہوں نے اس نتیجہ کے لیے کچھہ مقدمات ترتیب دیے تھے ؟ کیا قوانین استقراء سے مدد لی تھی ؟ نہیں ' وہ کچھہ نہ تھا ' بلکہ انکا رہبر محض ذوق سلیم اور صحیح احساس طبعی تھا - وجدان کی اس اہمیت پر لوگوں کو تعجب ہوگا ' لیکن میں انکی حیرت رفع کرنے کی غرض سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ وجدان کوئی حقیر شے نہیں ' بلکہ وہ نہ صرف ہمارے انفرادی ' بلکہ ہمارے تمام اسلاف کے متعدد تجارب کا لب لباب ہے - قوانین ارتقاء کی رو سے ہم اپنے اسلاف کی عقل و ادراک خصوصیات ہی کے وارث نہیں ہوے ' بلکہ انکے تمام مدرکات ' محسوسات ' جذبات ' وغیرہ بھی توارث کے ذریعہ سے ہم تک منتقل ہوے ہیں ' اور اس لحاظ سے ہمارا وجدان گویا ایک رجسٹر ہے ' جس میں نہایت اختصار کے ساتھہ گذشتہ نسلوں کے کل تجارب محفوظ ہیں - (۱)

تاہم ہم کو استدلال کی اہمیت سے انکار نہیں - ہم جو کچھہ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے ' کہ استدلال اور وجدان کے حدود عمل جداگانہ ہیں - اصناف حکمت (مثلاً ریاضی ' طبعیات ' وغیرہ) میں ہو سے شدہ ہمیں ضرور استدلال کا سہارا ڈھونڈھنا چاہیے ' اسلیے کہ ان چیزوں میں مقدمات بالکل معروف ' متعین ' و قطعی ہوتے ہیں ' اور ان میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی ' لیکن ان

(۱) - ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے ' کہ یہ کوئی سائنس کا مسلمہ مسئلہ نہیں ' بلکہ ہربرٹ اسپنسر اور اسکے اتباع کا ' جس میں ہمارے مضمون نگار کا بھی شمار ہونا چاہئے ' ایک نظریہ ہے ' اور اسکے مخالف سائنس دانوں کی ایک جماعت کثیر موجود ہے - مترجم

[یہ مضمون نہایت وسیع ہے - انشاء اللہ تعالے (الحریت والاسلام) کے سلسلے میں ہم عنقریب (تقلید) پر ایک مستقل مضمون لکھیں گے اور اسمیں پورے بسط کے ساتھہ دکھلائیں گے کہ اصطلاح قرانی میں درحقیقت (اغلال و سلاسل) سے بھی مقصود یہی تقلید و استعداد فکر ہے اور غالباً وہ اس موضوع پر ایک نئی نظر ہوگی]

تقلید کے سلاسل و اغلال سے رہائی

پس خواہ مذہبی اصلاح ہو' یا اخلاقی - تمدنی ہو یا سیاسی - ہر راہ میں پہلا پتھر تقلید کا حائل ہوتا ہے' اور یہ اگر ہٹ جائے تو پھر آگے کیلیے راہ صاف ہے - ہم کو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تغیرات میں سب سے پہلی علامت امید جو نظر آتی ہے' وہ یہ ہے کہ اس راہ میں لیڈروں کی تقلید و اتباع کی جو بیڑیاں برسوں سے قوم کے پانوں میں پڑی تھیں - الحمد للہ - کہ اسکو توڑ کر پھینک دینے کیلیے ہر پانوں بیقرار ہے - اور اب آور زیادہ اس بوجھہ کو برداشت کرنا نہیں چاہتا - ایک عجیب الخلقت پالٹکس میں نہ تو قوم کی کوئی پالیسی تھی اور نہ کوئی رائے' صرف چند ارباب رسوخ و اقتدار تھے' جو اپنے محلوں میں بیٹھکر بغیر رائے لیے جو چاہا کرتے تھے اور پھر تمام قوم کی آنکھوں پر پٹی باندھکر انکے ہاتھوں میں انکی چھڑی پکڑا دیتے تھے' اور وہ کولھو کے بیل کی طرح انکے اشارات پر مراکز ضلالت کا طواف کرتی رہتی تھی - اصلی قوت عام قوم کی ہے' اور سچی پالیسی وہی ہے جو خود قوم کے دماغوں میں پیدا ہوئی ہو' لیڈروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ اسکی نگہداشت کریں' اور اسکو ایک صحیح اور با قاعدہ تنظیم کے ساتھہ ہمیشہ قائم رکھیں - مسلمان لیڈروں نے نہ تو کبھی خود قوم کو سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ دیا اور نہ خود قوم نے اپنے ذاتی اجتہاد فکری اور قوت تفکر و تدبر سے کام لینے کی مہلت ملی - ابتدا سے لیڈروں کی یہی تعلیم رہی کہ تقلید و اتباع پر قناعت کرو' اور جو کچھہ کہا جائے اسپر چپ چاپ عمل کرو کیونکہ ابھی تم میں تعلیم نہیں' اور کئی صدیوں تک جاہلوں کی زندگی بسر کرنے کیلیے مجبور ہو - گویا (نعوذ باللہ) پیشوایان قوم کا متفقہ تعلیم بھی کلام الہی تھا کہ

و اذا قری القرآن ...... جب قرآن کریم پڑھا جائے' تو پوری توجہ فاستمعوا لہ و انصتوا ...... اور انقطاع کے ساتھہ سنو اور چپ رہو تاکہ لعلکم ترحمون (۷ : ۲۰۳) ...... تم پر اللہ کی نظر ترحم مبذول ہو - (۱)

(۱) احناف اس آیت سے (قراۃ فاتحہ خلف الامام) کے خلاف استدلال کرتے ہیں - ہمارے لیڈروں کا بھی یہی حکم ہے کہ جب ہم اپنے معبود کے آگے سر بسجود ہونے کیلیے محراب عبادت میں کھڑے ہوں' تو تم ہماری اقتداء کے پیچھے مقتدی بنکر کھڑے ہو جاؤ - لیکن شرط یہ ہے کہ جو کچھہ ہماری قرات ہو' خاموشی کے ساتھہ سنتے رہو' خود تمہاری زبان تک نہ ہلیں - اور پھر اسمیں بھی تک شدت ہے کہ صرف نماز کی قرات جہری ہی کیلیے یہ حکم نہیں ہے' جو اسٹیج کی عبادت گاہوں میں پڑھی جاتی ہے' بلکہ راز دارانہ مشورت گاہوں کی ان نمازوں میں بھی' جنمیں امام آھستہ قرات پڑھتا ہے'

ہمارے سلف صالحین کی تو تعلیم تھی کہ اللہ پر توکل کرو اور مقام تفویض حاصل کرو' لیکن لیڈروں کی تعلیم یہ تھی کہ گورنمنٹ پر توکل و تفویض کی عادت ڈالو کہ وہی کار ساز حقیقی اور مجیب الدعوات و قاضی الحاجات ہے !

واتخذوا من دون اللہ آلهة ليكونوا لهم عزا' كلا' سيكفرون بعبادتهم ويكونون عليهم ضدا (۱۹ : ۸۴)

اور انہوں نے خدا کو چھوڑکر اوروں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے تاکہ انکے لیے عزت ہو لیکن یہ تو کبھی ہونے کا نہیں' عزت کی جگہ یہ معبود انکی بندگی سے انکار کرینگے اور الٹے انکے دشمن ہوجائینگے

لیکن اب حالات بدل گئے ہیں' اور قوم ان احکام کی تعمیل کرتے کرتے اکتا گئی ہے - یہ پہلا موقعہ ہے کہ عوام نے اپنی قوت کو محسوس کیا ہے' اور لیڈروں کی تقلید محض کی جگہہ خود اپنے دماغ اور فکر سے اپنے مصالح پر غور کرنا چاہا ہے' پس فی الحقیقت یہ قومی زندگی کیلیے سب سے بڑی بشارت' اور روح ملی کا پیغام حیات ہے' اور ہم اسکو کوئی معمولی حرکت نہیں سمجھتے -

ڈھاکا یونیورسٹی اور مسئلۂ الحاق علی گڑھ

بلکہ اگر موجودہ عہد کی تعلیمات کو زیادہ کشادہ دلی کے ساتھہ قبول کیا جائے' تو کہا جاسکتا ہے کہ جتنے قلیل عرصے کے اندر خیالات میں تغیرات کی روشنی پیدا ہوئی ہے' وہ گذشتہ تاریکی کو دیکھتے ہوئے تعجب انگیز ہے - یا تو لوگوں کا یہ حال تھا کہ لیڈروں کے ہر حکم کے آگے " سمعنا و اطعنا " کہتے ہوئے سربسجود ہوجاتے تھے' یا یکایک دلوں کی کل اسطرح بگڑ گئی کہ ہر ھائنس سر (آغا خاں) ڈھاکا یونیورسٹی کو تقسیم بنگال کا نعم البدل قرار دیکر حکم دیتے ہیں کہ " تقسیم تنسیخ پر اظہار ناراضی کی جگہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرو " اور لیگ کے دفتر میں جلسہ منعقد کیا جاتا ہے' لیکن نہ تو کوئی نتیجہ جدا (مولوی عزیز مرزا مرحوم) کی سنتا ہے اور نہ اس فرمان عالی کی تعمیل کیلیے آمادہ ہوتا ہے !

ہیں آج کیوں ذلیل' کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

اس سے بھی بڑھکر یونیورسٹی کے الحاق کا مسئلہ ہے - یہ مسئلہ فی نفسہ خواہ اہم ہو یا نہو' لیکن قوم کی خواہشوں کے ضرور خلاف تھا' اگر پچھلے زمانوں کی صحبتیں ہوتیں' تو لوگ سنکر غور کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرتے' لیکن پریس کمیونک کی اشاعت کے ساتھہ ہی تمام ملک میں ایک عام جوش پیدا ہوگیا' اور لیڈروں نے قوم کی قوت کو اسقدر مستحکم دیکھا کہ قوم کو اپنے آگے جھکانے کی جگہ' پہلی مرتبہ خود اسکے آگے جھک گئے !

یہ حالات یقیناً مایوسیوں کی سب تاریک میں ایک " صبح امید " کی آمد کے آثار ہیں - پہلی شے یہی تھی کہ تقلید کی بندشیں ڈھیلی ہوں اور پاؤں خود چلنے کیلیے حرکت کریں - الحمد للہ کہ اس اولین منزل کو اپنے سامنے پاتے ہیں -

مراسلات

تشخیص اور اسکا علاج - میں دوبارہ کہتا ہوں ' کہ قوم کی زندگی صرف ہمارے اطبا کے ہاتھہ میں ہے' اگر وہ ہماری اولاد کے حفظان صحت کی خبرگیری رکھیں ' تو مستقبل قریب میں کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں - یہ امر باعث مسرت ہے کہ بعض بعض جگہہ اس اصول پر عمل شروع ہوگیا ہے ' اور وہاں ایک محدود پیمانہ پر اسکے حوصلہ افزا اثرات بھی ظاہر ہو رہے ہیں ' لیکن ضرورت ہے ' کہ اس اصول کو کافی وسعت دیجاے ' تاکہ اسکا فائدہ ہر جماعت اور ہر گوشۂ ملک کے افراد تک پہنچ سکے -

مسلم یونیورسٹی

— * —

گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

* * *

الحاق کی جو شرط نہ مانی جناب نے — کیا جانے کیا حضور کے دل میں خیال ہے
" مسلم " کے لفظ میں تو کوئی بات ہی نہ تھی — کیا اس میں بھی حضور کو کچھہ احتمال ہے ؟
اسباب سوء ظن کے لئے کچھہ عیاں ہوے — یا پہلے ہی سے شیشۂ خاطر میں بال ہے ؟
ہم تو ازل سے حلقہ بگوش نثار ہیں — یہ سر ہمیشہ زیر قدم پائمال ہے
ہم نے تو وہ ثنا و صفت کی حضور کی — جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال ہے
آیا کبھی نہ حرف تمنا زبان پر — یاں تک تو ہم کو پاس ادب کا خیال ہے
کمبخت غیر کو ہے خوشامد کا سوء ظن — آئین بندگی میں جو مجھکو کمال ہے
اُردو کے باب میں جو ذرا کھلگئی زبان — اب تک جبین پر عرق انفعال ہے
دامن غبار حق طلبی سے رہا ہے پاک — یہ بھی خیال رہے دیرینہ سال ہے
آیا جو حرب کا کبھی دل میں وہم بھی — سمجھایا کہ جوش جنون کا ابال ہے
اب تک اسی طریق پہ ہیں بندگان خاص — گو بعض عوام میں کچھہ قیل و قال ہے
گردن جھکی ہوی ہے ' زباں گو ہے شکوہ سنج — باطن ہے انقیاد ' جو ظاہر ملال ہے

* * *

الحاق سے کچھہ اور نہ تھا مدعاے خاص — بس اک عموم درس وفا کا خیال ہے
یعنی نہ پھیل جاے زمانے کو گھیر لے — اب تک جو منحصر بہ علیگڈہ کا خیال ہے
یہ پالیسی ہے ظاہرہ عام ' قوم کی — اس سے کوئی الگ ہے تو وہ حسب حال ہے
پر بھی حضور کی نہ گئیں بدگمانیاں — پھر بھی گناہگار مرا بال بال ہے
ادنی سی آرزو بھی پذیرا نہ ہو سکی — اب کیا کہیں کہ اور بھی کچھہ عرض حال ہے

* * *

سنتے رہے وہ صورت نہ داستان غم — سب ختم ہو گئی تو نہ اب یہ مقال ہے
" حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جاے گا سفید — وہ درسگاہ ' روے وفا کا جو خال ہے "

(کشاف)

خاتمہ پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے ' کہ کیا اس تدبیر پر عمل پیرا ہونے سے قوم کو حیات ابدی حاصل ہو جائیگی ؟ کیا وہ خطرۂ زوال سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائیگی ؟ اس سوال کا اثبات میں جواب دینا ' موجودات عالم کے حدود سے باہر نکل جانا ہے ' تاہم یہ ضرور ہے ' کہ اس طرح وہ ابدی ہستی ایک عرصۂ دراز تک قائم رکھہ سکتی ہے ' اگر اس کوشش میں کامیابی ہوگئی ' اور ہم نے اپنے زمانۂ تمدن کو زیادہ وسیع کرکے کچھہ اور کارہاے نمایاں کرلیے ' تو یقین رکھنا چاہیے ' کہ ہمارے اخلاف ' جو ہم سے دانشمند تر ہونگے ' ہمارے کارناموں کو ہرگز نظر انداز نہ کرینگے ' اور جس طرح آج ہم میں سے کوئی تعلیم یافتہ فرد یونان و روم کی تمدن داریوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتا ' اسی طرح وہ لوگ بھی ہمارے احسانات کے اعتراف سے دریغ نہ کرینگے -

علوم میں جنکی بنیاد قیاسات و ظنون پر ہو ' اور جنکے مسائل اسقدر پیچیدہ و غامض ہوں کہ تحقیقات کنندہ کے لیے قدم قدم پر لغزش پا کا اندیشہ ہو ' یا بہ الفاظ دیگر اُن علوم میں جنکا موضوع بحث ما وراء مادیات ہوتا ہے ' ہمکو اپنے نفس بجائے دلایل و براہین کے احســـاسات طبعی کے ہاتھہ میں دیدینا ' بدرجہا بہتر ہے - ایسی حالتوں میں ہمیں وجدان کے آگے گردن ڈال دینا چاہیے ' اور اسکے احکام پر بے چوں و چرا کاربند ہونا چاہیے - اسی کے ساتھہ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک زندہ قوم کے احســاسات طبعی کبھی گمراہ کن نہیں ہوسکتے ' اور جو قوم مریض نہیں ' اسکا وجدان ترقی و عروج کے راستے کی جانب از خود رہنمائی کریگا - ہاں جب ہمکو وجدان کے توسط سے اعتقاد و عمل کے اصولی مسایل مل جائیں ' تب البتہ عقل و منطق کو ہاتھہ لگانا چاہیے ' اور اسوقت انکا کام یہ ہوگا کہ انہیں اصولی مسایل کی داغ بیل پر قوانین ' نظامات ' وغیرہ تمدن کی پوری عمارت قایم کریں - لیکن اس عمارت کا استحکام اسی وقت تک ہے ' جبتک کہ اسکی بنیاد چشم تنقید سے پوشیدہ ہے - ادھر اس پر منطقی نکتہ چینی ' اور علمی رد و قدح شروع ہوئی ' اور اُدھر ساری عمارت منہدم ہوگئی -

خلاصہ یہ ہے ' کہ انحطاط اقوام کی حقیقی علت ' فساد وجدان تھا نہ کہ ضعف عقل - بلکہ دور زوال میں تو قوت استدلال اور منطقی موشگافیوں کا عین شباب ہوتا ہے - زوال پذیر قوم کے افراد یہ تو دلایل کی مدد سے بتادیتے ہیں ' کہ قدیم عقاید میں یہ نقایص تھے ' یہ توہم پرستی تھی ' یہ تناقضات تھے ' لیکن چونکہ ذوق فاسد ہوتا ہے ' اسلئے یہ نہیں بتاسکتے کہ قدیم عقاید کا نعم البدل کیا ہونا چاہیے ؟

قوموں کا انتہائے عروج اور انکے فســاد ذوق کا تلازم ' ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ کہیں یہ تمدن کا لازمی نتیجہ تو نہیں ؟ اس سوال کا عام طور سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ تمدن ضد فطرت ہے ' یعنی ہم تمدن میں جتنی زیادہ ترقی کرتے جاتے ہیں ' اتنا ہی فطری حالت سے دور پڑتے جاتے ہیں ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فطرت کی متواتر خلاف ورزیاں آخر ایک روز رنگ لاتی ہے ' اور آخر کار ہمیں زوال کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے - لیکن یہ جواب میرے نزدیک صحیح نہیں ' کیونکہ اولاً تو تمدن و فطرت میں کوئی تناقض نہیں ' ایک متمدن فرد کی ضروریات زندگی بھی ویسی ہی فطری ہوتی ہیں ' جیسی کہ ایک وحشی انسان کی ' ثانیاً یہ کہ تمدن کی رفتار برابر ترقی کی جانب ہے - خاص خاص تمدن مٹ گئے ' لیکن نفس تمدن میں برابر نشو و نما ہو رہا ہے - اس درخت کے برگ و بار ہزارہا مرتبہ کاٹ ڈالے گئے ' لیکن اسکی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جاتی ہے - اگر فطرت رفتار تمدن کی مزاحمت کرتی رہتی ' تو یہ کیونکر ممکن تھا ؟

اصل یہ ہے ' کہ جس طرح افراد کی زندگی ہوتی ہے ' ویسی ہی جماعات کی بھی ہوتی ہے ' اور جس طرح افراد کے لیے موت لازمی ہے ' ویسے ہی جماعت کے لیے بھی ایک میعاد مقرر ہے - جب کوئی تمدن اپنی عمر طبعی کو پہنچ چکتا ہے ' تو افراد کی طرح اسکے اعضا و جوارح کی قوت میں بھی خود بخود انحطاط و اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے - ہاں یوں البتہ ہے ' کہ کوئی تمدن سرے سے فنا نہیں ہوجاتا ' بلکہ اپنے آثار چھوڑ جاتا ہے - آیندہ تمدن اسی کے آثار قدم پر چلتے ہیں ' اور اخلاف اپنے اسلاف کے روشن کردہ چراغ کی رہبری میں منازل ترقی طے کرتے ہیں - ان حالات کے ساتھہ یہ توقع رکھنا کہ ہمارا موجودہ تمدن فنا و زوال کے عوارض سے مستثنی ہے ' خود ہماری خود سری ہے ' تاہم ہمیں مایوس ہوکر جد و جہد سے غافل نہ ہو جانا چاہیے ' بلکہ حتی الامکان تدابیر بچـــاؤ پر غور کرنا چاہیے -

تدابیــر اصــلاح

موجودہ متمدن اقوام ایک ایسے تجربے سے مسلح ہیں ' جس سے متقدمین کے اسلحہ خانے خالی تھے ' اور یہ قانون ارتقـاء اور مسایل علم النفس کا علم ہے - ان چیزوں کی اعانت سے ہم ایسے ایسے علاج سوچ سکتے ہیں ' جن تک قدما کے ذہن کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی تھی -

یہ مان لینے کے بعد کہ اصل مرض عقل میں نہیں بلکہ وجدان میں ہے ' یہ تسلیم کرنا بداہتہً لازم آتا ہے کہ جو جو طرز علاج ' نقایص عقل کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ' وہ یہاں سرے ہی سے مہمل ہیں ' اصل میں اصلاح ذوق کی کوشش ہونا چاہیے - احساس طبعی کے اجزاء ترکیبی حسب ذیل ہیں :-

قوت ارادی ' عزم ' شوق بقا ' جذبات - اور ہمیں انہی چیزوں کو قوی کرنے کی حاجت ہے ' اسکے بعد ضروریات زمانہ کے مطابق معتقدات خود ہی پیدا ہوجاینگے - یہ ظاہر ہے کہ اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوسکتی ' تاوقتیکہ ہمـــارے بچے ابتدا ہی سے اسکے خوگر نہ بنے جائیں ' یا دوسرے الفاظ میں ' جبتک ہماری ابتدائی تعلیم انہیں اصول پر مبنی نہ ہو - یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ انگریزی تعلیم میں یہ نکتہ ایک بڑی حد تک ملحوظ رکھا جاتا ہے ' مگر افسوس ہے کہ مروج تعلیم میں نہیں -

نصاب و طرز تعلیم میں اصلاح کے پہلو بہ پہلو ایک دوسری اہم اصلاح ہماری جسمانی تربیت کے بارے میں ہونا چاہئے ' اور جسمانی ضعف کو ' جو ہم میں روز افزوں ترقی کرتا جاتا ہے ' روکنا چاہیے ' اخلاقی زندگی اور مادی زندگی ' دماغی صحت ' اور جسمانی صحت ' سب کی قدیم تعریفات آج مٹ گئی ہیں ' اور اب یہ نظریہ مسلم ہوگیا ہے ' کہ کوئی اخلاقی مرض ' کوئی دماغی فتور ' کوئی ذہنی نقص ' ایسا نہیں ' جسکی علت کوئی جسمانی کمزوری اور بیماری نہ ہو - اس بنا پر ہمارے احساسات کے مریض ہونے کے یہ معنی ہیں ' کہ ہمارے اجسام مریض ہیں ' اور اسلیے اصلاح وجدان کا بہترین ذریعہ جسم اور جسمانی صحت کی فکر و پرداخت ہے - ایک صحیح الجسم شخص میں شوق حیات ہوتا ہے ' اعتماد نفس ہوتا ہے ' اور سب سے بڑھکر یہ ' کہ اسکے مزاج میں اعتدال ہوتا ہے ' اور یہی چیزیں اخلاقی و دماغی زندگی کی روح ہیں -

الغرض یہ ہے مختصر الفاظ میں ہمارے موجودہ مرض کی

نہ ایران کے روسی پنجے میں پھنس جانے اور طرابلس پر اٹلی کے قبضہ ہو جانے اور مسلم یونیورسٹی کا چارٹر نہ ملنے اور تقسیم بنگالہ کے منسوخ ہوجانے سے اب مسلمانوں کو ہندوں کی رفاقت یاد آئی ہے - گویا ان سب باتوں کی تلافی ہندوؤں کی حلقہ بگوشی سے ممکن ہے -

اسکے ساتھ میں بار بار یہی کہونگا کہ آہ ! یہ صریحاً اسلام کی توہین و تضحیک اور آبروریزی ہے - مسلمانوں اسوقت جو کچھ ذلیل ہو رہے ہیں وہ محض اسوجہ سے کہ انہوں نے اسلامی اوصاف چھوڑ دیے ہیں ورنہ آج بھی خدا کا پاک مذہب اور خدا کے پاک مذہب کے پیرو پھر قرون اولی کی طرح دنیا میں سرفراز، سربلند، اور مظفر و منصور ہوجائیں اخیر میں اسقدر میں مکرر عرض کرونگا کہ مسلمانوں کو کافروں کی دوستی سے کوئی فائدہ ہرگز نہوگا بلکہ وہ رہی سہی عزت بھی کھو بیٹھیں گے - کفر و اسلام کا اجتماع اجتماع ضدین ہے - اور یہ ناممکن ہے -

نہ نکلیں دامن الماس گرداب بلا میں ہم
کہ دندر قریب مرنے سے ہے خدا اس سہارے کا

راقم محمد حسین - آزاد - از اٹاوہ

لکھنؤ سے ایک گمنام چٹھی

— * —

جناب اڈیٹر صاحب الہلال

چونکہ جناب کو مسلم یونیورسٹی کے مسئلہ سے نہایت گہری دلچسپی معلوم ہوتی ہے، یہاں تک کہ بعض مرتبہ الہلال کا پورا نمبر اسی بحث کی نذر ہو جاتا ہے اسلئے اس مسئلہ سے متعلق سوالات ذیل با ادب تمام خدمت عالی میں عرض کیے جاتے ہیں امید ہے کہ الہلال کے ذریعہ سے اسکے جوابات جلد مرحمت ہونگے -

(۱) یونیورسٹی کا مسئلہ ایک تعلیمی مسئلہ ہے یا پولیٹکل ؟ اگر سیاسی ہے - تو تکلیف فرما کر اوسکے وجوہ عنایت ہوں اور اگر تعلیمی ہے تو یہ فرمایئے کہ فن تعلیم کے موجودہ یوروپین علماء خصوصی، اصولی حیثیت سے اقامتی یونیورسٹیوں کو کیمبرج - اکسفورڈ - کولمبیا - پرنسٹن وغیرہ کے نمونہ پر زیادہ پسند کرتے ہیں یا الحاقی یونیورسٹیوں کو، جیسی کہ الہ اباد یونیورسٹی ہے اور جسکے نمونہ پر آپ مجوزہ مسلم یونیورسٹی کو بنانا چاہتے ہیں ؟

(۲) نیز یہ فرمائیے - کہ اسوقت ہندوستان میں رہے سہے جو کچھ ماہرین فن تعلیم ہیں - مثلاً مسلمانوں میں سید حسین بلگرامی - سید علی بلگرامی مرحوم - ڈاکٹر ضیاء الدین - اور انگریزوں میں مسٹر ڈی - لاٹوس - ڈاکٹر ویدس - مسٹر کیمرن - مسٹر میکڈری - کیا یہ لوگ تعلیمی نقطۂ خیال سے الحاقی یونیورسٹی کے قیام کی تائید کرتے ہیں ؟

(۳) اسی سلسلہ میں اگر جناب اسکی بھی تصریح فرمادیں تو عین عنایت ہوگی کہ خود جناب والا کو مغرب یا مشرق کی کن کن یونیورسٹیوں میں اعلی یا ادنی تعلیم حاصل فرمانے کا اتفاق ہوا ہے ؟ یا کن کن یونیورسٹیوں کے کیلنڈر ملاحظہ سے گذر چکے ہیں ؟ یا فن تعلیم و اصول تربیت کیے عرصہ تک زیر مطالعہ رہے ہیں ؟ تاکہ پبلک کو یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ جناب کی رائیں اس مسئلہ میں کہاں تک قابل وقعت ہیں ؟

(۴) چونکہ جناب والا ہر شے کو مذہبی نقطۂ خیال سے دیکھتے اور دوسروں کو دکھاتے ہیں اور اس امر کے مدعی ہیں کہ " مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی - سیاسی ہو یا معاشرتی - دینی ہو یا دنیوی - حاکمانہ ہو یا محکومانہ - قرآن ہر زندگی کیلئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے " نیز یہ کہ آپکے عقیدہ میں " ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو وہ ایک کفر صریح ہے " اس بنا پر یہ التماس ہے کہ یونیورسٹی کے الحاقی ہونیکی تائید میں جناب کوئی نص صریح پیش فرماکر قوم کو ممنون احسان بنائیں

(۵) جناب والا کو بوجہ خود تو مشاغل کی وجہ سے شاید مطالعہ کی فرصت کم ملتی ہو لیکن علامہ شبلی کے فیض صحبت سے غالباً تاریخ اسلام کے متعلق آپکو کافی معلومات حاصل ہوگئے ہوں - پس مہربانی کرکے فرمائیے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد عروج میں جو یونیورسٹیاں قائم کی تھیں کیا ان میں سے کسی ایک کا بھی نام جامعۂ اسلامیہ یا اوسکے مثل تھا ؟ یا وہ یونیورسٹیاں ہمیشہ اِسماً اپنے بانی یا مقام کی جانب منسوب ہوتی تھیں - مثلاً نظامیہ بغداد - حلبیہ - مرادیہ - عزیزیہ - وغیرہ ؟

---

(۶) ۸ ستمبر کے الہلال میں آپنے ہمدرد قوم مسٹر محمد علی کی معقول و مدلل تحریر کے جواب میں ایک جگہہ یہ فرمایا ہے - کہ سالگذشتہ میں جب مسلم یونیورسٹی کا غلغلہ نہایت بلند آہنگی سے برپا تھا اوسوقت آپنے پبلک کو اس مہلک غلط فہمی پر متنبہ کرنا صرف اسلئے مناسب نہیں خیال کیا کہ آپکی آواز بے اثر رہتی لیکن کیا اس عبارت سے یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ جناب والا صرف ہوا کے رخ پر چلتے ہیں ؟ جبتک دیکھا کہ کوئی اپنا ہم آواز نہیں ملتا ہے اسوقت تک احقاق حق - امر بالمعروف - نہی عن المنکر - اور اسی قسم کے تمام مشتقہ الصدقت لیکن مرعوب کن دعاوی پردۂ خفا میں مستور رہے - لیکن جب یہ نظر آیا کہ پبلک کی تائید کا کچھہ سہارا ملجائیگا - اسوقت نہ دریا بے اختیار ابل پڑا -

اس ضمن میں اس امر کا بھی بہ ادب مستفسر ہوں کہ اگر دوسرے لوگ بھی آپ ہی کے مثل مصلحت اندیشی و زمانہ شناسی کے ساتھہ الفاظ زبان سے نکالتے ہیں تو کونسا اخلاقی جرم کرتے ہیں ؟ امید ہے کہ جناب والا ان سوالات کے جواب کی زحمت جلد گوارا فرمائینگے - لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی التجا ہے کہ کرم فرماکر بجائے استعارات اور ضلع گوئی کی افراط کے واقعات و دلایل پر زیادہ توجہ مبذول رہے -

راقم

تیری رسوائی کے خون شہدا درپے ہے
دامن یار خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

ہماری قومی صلاح کار

— * —

بس تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

استادنا ابو الکلام آزاد [براہ کرم آیندہ اس طریق تخاطب سے معاف فرمائیں کہ اسکا اہل نہیں - الہلال] میں بیان نہیں کرسکتا کہ آپکے پیش بہا خیالات کو کس وقعت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور میں زبان قلم سے یہ ادا کرنے میں قاصر ہوں کہ آپ کی ہر صائب رائے کی میں کسقدر عزت و احترام کرتا ہوں مگر میں اپنے تحیر و استعجاب کی بھی کوئی حد نہیں بتلاسکتا جسوقت میں نے بالکل دو متضاد باتوں کو ہم آغوش پایا ' یعنی ایک جانب تو یہ ارشاد' کہ مسلمانوں کو قلیس کے باعث ہندؤں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' مثلاً آپ نے واقعہ جنگ بدر کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور پھر دوسری طرف اسکے برعکس مسلمانوں کو یہ تلقین کی ہے کہ :

" تمکو ہندوستان میں رہنا ہے تو اپنے ہمسایوں سے معانقہ کرلو اور زندہ رہنا ہے تو انسے الگ رہنے کا نتیجہ دیکھ چکے' اب انسے مل جاؤ ' اگر انکی طرف سے رکاوٹ ہے تو اسکی پروا مت کرو "

الله الله کہاں تو یہ عالی ہمتی کی باتیں " کہ تم خدا کی فوج کے سپاہی ہو' تمہارے ہی تو سلف صالحین نے جنہوں نے بحر و بر میں اپنے سکے بٹھادے' ایک عالم کو مسخر کرلیا' ساری دنیا کے روبرو دعوت اسلام کا دسترخوان بچھادیا ' فتح و نصرت کے علم کو یہاں تک بلند کیا کہ اپنے حوصلوں سے بھی زیادہ اونچا کردیا - یا یہ پست ہمتی کی تعلیم کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو حلقہ بگوش کفر ہوجاؤ ' وہ بعافل شعاری سے کام لیں' اغماض بھی کریں' ہماری جنس بیار کو ٹھکرائیں بھی' مگر ہم اسپر بھی کلمۂ حق کہ ایک مسلمان دل کو بت نا آشنا کی مٹھی میں دیدیں - افسوس جب حضر ہی کعبۂ مقصود کا راستہ بتانیکے بجائے صنم خانہ کی گلیوں میں لیجاکر کھڑا کردیں بلکہ آستانہ بوسی کا فتوی دیدیں ' تو پھر کہئیے کہ اب راہ راست کا پتہ کون دے -

یہ میں نے مانا کہ ' مسلمان دنیا میں خدا کے خلیفہ ہیں اور انکو اسی حیثیت سے ہر کہ و مہ پر نظر کرنی چاہئیے اور اسکا بہتر استنباط اس آیت سے ہو سکتا ہے لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم - اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام اقوام غیر اسلام سے نیکی کرنا اور منصفانہ برتاؤ کرنا جائز ہے ' مگر اسوقت جب کہ وہ بر سر صلح ہوں اور اس بات کو آپ نے بھی قبول فرما لیا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے بیگانہ وار ہیں اور پھر بیگانہ واری بھی کیسی ' العظمۃ للہ' جسکا کچھ ٹھکانا ہی نہیں' کلام مجید میں اگر دینی جنگ کی شرط ہے تو اب ہندو مسلمانوں کے درمیان پولیٹکل جنگ جاری ہے جو اس دینی جنگ سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے' سنان و خنجر کے بجائے اب زبان کی تلوار سے دلوں کو دو نیم کیا جا رہا ہے جسکی نسبت جناب علی مرتضی نے فرمایا ہے

جراحات السنان لها التئام ولا یلتام ما جرح اللسان

تیر کے زخم بھر آئے ہیں مگر زبان کے لگائے ہوئے زخم کبھی نہیں بھرے - الغرض اسوقت اگر صریحاً نہیں ' تو معناً ایک خطرناک تصادم خیالات ہو رہا ہے جو فی الواقع ایک قسم کی جنگ ہے اور جب یہ کیفیت ہے تو پھر اس آیت کریمہ کے عمل کا بھی وقت نہیں ہے -

ہندؤں سے دوستی کرنا اور وہ بھی دینداری عزت کے لیے جیسے استادنا آپ معتقد ہیں ' میرے نزدیک تو منشائے الہی کے بالکل خلاف ہے - کیونکہ صاف الفاظ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی وقت کیلئے یہ آیت پاک نازل ہوئی - الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین - ا یبتغون عندهم العزۃ' فان العزۃ لله جمیعا (۴ ۱۳۹) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا انکے پاس وہ عزت چاہتے ہیں (پس یاد رکھو) کہ تمام عزت اللہ کے واسطے ہے - کلام مجید میں اسی قسم کی اکثر آیات ہیں ' مگر استادنا ! تعجب ہے کہ آپ سا قرآن مجید کا ماہر جو ہر طرح کے مضمون کو زندہ کلام سے زندہ دینے والا ہو' جو مسلمانوں میں اسلامی روح کے پھونکنے کا عزم بالجزم رکھتا ہو' جو مسلمانوں کو قرون اولی کے عادات و اطوار کا وعظ کرتا ہو اور وہ کفر کی تاریکی میں ایسا صراط مستقیم سے بھٹک جائے' کہ دوسروں کو بھی اوسی کی جانب لیجانے کی کوشش کرے -

استادنا ! مسلمانوں کا ابھی کچھ بھی نہیں بگڑا' وہ جیسے شیر ببر تھے ویسے ہی اب بھی ہیں' ہاں غفلت و جہالت کا خمار ہے اور تیرہ شام کی گو اب صبح ہوئی ہے مگر در اصل صبح تو ہوئے' مدت ہوئی' نور کا آفتاب نصف النہار پر آپہنچا - لیکن اس آفتاب کو تقسیم بنگالہ اور مسلم یونیورسٹی کے دو زبردست تاریک بادل چھپائے ہوئے تھے جنہوں نے روز روشن کو شب دیجور بنا رکھا تھا ' للہ الحمد کہ وہ نہ برسنے والے بادل جنکو مسلمان ابر مطیر سمجھے ہوئے تھے ہٹ گئے' اور مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ واقعی وہ بڑی غفلت میں تھے ' اب قوم میں ایک تازہ جوش ہے' قوم اپنی قوت بازو پر بھروسا کرے اپنی خودبینی حالت کو خیرباد کہے اور ہاتھ پاؤں ہلائے تو سب کچھ ہوسکتی ہے - مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ دوسروں پر سوائے ذات باری تعالی کے بھروسہ کریں وہیں توکل علی اللہ پھر جسقدر - مسلمان اگر اپنی پوری قوت سے کام لیں تو وہ کانگرس سے زیادہ زبردست ایک پولیٹکل انجمن قائم کرسکتے ہیں وہ اپنی آواز کو کانگرسیوں سے زیادہ بلند کر سکتے ہیں مگر یہ سب کیوں نہیں ہوتا ؟ محض اسی وجہ سے کہ مسلمانوں میں متحد الخیالی نہیں' ہم آوازی نہیں' یگانگت و یکجہتی سے واقف نہیں ' اور یہ سب سے بڑا مرض اُن مسلمانوں میں ہے جو زیور علم و فضل سے آراستہ ہیں - جاہل مسلمانوں میں اسوقت بھی ایسے مضبوط موجود ہیں کہ انکو اگر رسی کا سانپ بتلادیا جائے تو مشکل سے اسکو پھر کوئی دوسری چیز کہینگے -

استادنا ! آپ ہی کے اس فرمانے سے اور نیز مسلم لیگ کی صدائے ابتدا سے نا مسلمانوں کو یہ جرات ہوئی ہے کہ وہ کہنے لگے ہیں

ناموران غزوۂ طرابلس

میدان جہاد سے

جنگ کے تازہ ترین کوائف کے متعلق ایک چٹھی

(از معسکر عزیزیہ - ۱۶ - اگست)

ماہ رواں میں ادھر کوئی غیر معمولی جنگی حرکت وقوع میں نہیں آئی' میں نے خیال کیا کہ اسلامی کیمپوں کا ایک دورہ کرکے تازہ حالات کا مشاہدہ کروں - چنانچہ ۴ - اگست کو (عریان) سے روانہ ہوا ' اور آج یہاں سے آپکو خط لکھ رہا ہوں - میں نے ضرور دیکھی ان عساکر اور عزیزیہ کی اسلامی چھاؤنیوں کو دیکھا ' اور الحمد للہ بالعموم ہر جگہ امن و اطمینان اور کامل درجہ کا انتظام و اہتمام نظر آیا - ادھر جو کچھ عرصے سے کسی عظیم الشان معرکے کی خبر نہیں آئی تو اسکا سبب اسلامی لشکر کا فرض جہاد سے غافل نہیں ہے' بلکہ تمام اٹالین چھاؤنیوں نے جو ایک جدید طریقہ جنگ پر عمل درآمد شروع کردیا ہے - یعنی اپنی گڑھیوں اور استحکامات پوشیدہ میں موت کی خاموشی کے ساتھ چھپے رہنا ' اور مجاہدین کے سخت سے سخت غیرت دلانے اور شرمانے پر بھی نہ نکلنا - اسکی وجہ سے ہمارے مجاہدین کی سخت خون آشام جہاد کو اپنے جوہر دکھلانے کا موقع ھی نہیں ملتا -

تاہم مجاہدین اگر اس حال میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے' اٹالین معلوم کرلیں کہ اب سرزمین طرابلس میں کسی طرح راحت اور چین نہیں - ہمیشہ مجاہدین کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں معمولی بندوقیں کاندھوں پر رکھکر نکل جاتی ہیں' اور بڑے خطر انکی گڑھیوں اور مورچوں کے سامنے جاکر ان پر حملہ کرتی ہیں' اور غیرت دلاتی ہیں کہ کسی طرح باہر نکلیں - آپ شدت تعجب سے شاید باور نہ کریں کہ شجاعت و عزیمت کے نہ الہی پیکر ایسے بے خوف و جانفروش ہیں کہ اکثر مرتبہ انکے مورچوں کے اندر گھس گئے ہیں اور انکے سامان و ذخیرے کو غارت کردیا ہے - کئی بار ایسا ہوا ہے کہ انکے دیکھتے سامنے بندوقیں لاشیں تڑپاکر اور انکے مفید و قیمتی حیوانات لیکر صاف نکل آئے ہیں ! دنیا مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے مشاہدات کو کیا کروں ؟

کل کا تازہ ترین واقعہ ہے کہ میں نے بیس مجاہدوں کی ایک جماعت دیکھی جو اٹالین مورچے سے غنیمت آ رہی تھی انکے ہاتھوں میں وہ قیمتی گنیں کی مسلسل بتیں جو اٹالین اپنے یہاں استعمال کرتے ہیں اور کاندھوں پر انکی طرح طرح کی وردیاں اور کپڑے پڑے تھے اور چار نوجوان گایوں اور ۹ - بکریوں کو اپنے آگے ہنکاتے ہوئے لا رہے تھے - یہ تمام چیزیں ابھی ابھی اٹالین چھاؤنی میں لوٹی تھیں !

ناصیۂ عزت و حمیت

اٹھارہ برس کا ایک عثمانی مجاہد

احمد حلمی بیگ

قسطنطنیہ کے مدرسۂ حربیہ کا ایک سند یافتہ نوجوان ہے جو طرابلس میں متعین تھا' اٹلی کے اعلان حرب کے ساتھ ھی غیرت و حمیت ملی سے سرشار ہوگیا ' اور اپنی خدمات راہ جہاد کیلیے وقف کردیں - جرنیہ (؟) کے مدافعہ میں اسکے کارہاے نمایاں تاریخ عثمانی میں یادگار رہینگے - اللہم انصر من نصر دین محمد و جعلنا منہم' و اخذل من خذل دین محمد ولا تجعلنا منہم !!

ایک عظیم الشان امدادی قافلے کی روانگی

عالم اسلامی کیلیے ایک بہت بڑی خوش خبری یہ ہے کہ ایک عظیم الشان امدادی قافلہ (فزان) سے روانہ ہوا ہے' جسمیں چار ہزار اونٹھ لشکر مجاہدین کے لیے ذخیرۂ رسد اور آلات جنگ سے لدے ہوے ہیں' اور اسکا ایک ابتدائی حصہ ۲۶ - اونٹوں کا ۴ - اگست کو (عریان) پہنچ گیا - یہ وہ الہی انتظامات ہیں جن سے خدا اپنے مجاہدین کی مدد فرمایا کرتا ہے -

اٹالین جنگ مکر و خداع

قیمتی توپوں اور انکے بیشمار دہانوں سے تو ایسے عیوب انکی

علامہ رشید رضا اور مدرسۂ عالیہ دیوبند

— * —

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب " الہلال " - السلام علیکم - تازہ مصر کے ڈاک سے جو رسالہ المنار مورخہ ۳۰ شعبان ۱۳۳۰ ھ (۱۳ اگست سنہ ۱۹۱۲) وصول ہوا ہے اسکے صفحہ ۶۲۱ پر علامہ رشید رضا صاحب نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے متعلق حسب ذیل خیالات ظاہر کیے ہیں - امید ہے کہ آپ اخبار میں ان چند سطور کو جگہ دیکر ممنون فرمائینگے -

ترجمہ مضمون

...... میں نے مدرسہ دیوبند میں جو - ہندوستان کے لقب سے مشہور ہے - ایک جدید علمی و دینی ترقی دیکھی ' اور مجھے امید ہے کہ اس سے عظیم الشان نفع ہے . میں نے اسکے متعلق چند مشورے دیے اور میں نے مشورے ایسے پائے گئے جو پہلے ہی سے اون کے خیال میں آچکے تھے اور اون پر عمل شروع ہوگیا تھا - . ہندوستان کی کسی چیز کو دیکھ کر میری آنکھ ایسی ٹھنڈی نہیں ہوئی ' جیسی مدرسہ دیوبند کو دیکھکر ٹھنڈی ہوئی ' اور وہاں مجھکو کسی چیز سے اسقدر خوشی نہیں ہوئی ' جسقدر کہ اس مدرسہ کے علماء کی غیرت اور اخلاص کو دیکھ کر خوشی ہوئی [ماقرت عینی بشئ فی الهند ' کما قرت برؤیة مدرسة دیوبند ' ولا سررت بشئ هناک ' کسروری بما لاح لی من الغیرة والاخلاص فی علماء هذه المدرسة] ہندوستان کے مختلف شہروں میں میرے مسلمان بھائیوں نے اس مدرسہ کا مجھ سے تذکرہ کیا تھا اور اکثر دنیا دار لوگ اس مدرسہ کے علماء کو جمود اور تعصب کے ساتھ متہم کرتے تھے اور رغبت ظاہر کرتے تھے کہ اس مدرسہ کا نفع زیادہ عام ہو جائے - الحمد للہ کہ میں نے اونکو اون تمام چیزوں سے بالا تر پایا جو بطور اُن کی تعریف یا تنقید کے میں نے سنی تھیں ' اور مجھے امید ہے کہ میرا جو گمان اُن کی نسبت ہے ' وہ صحیح ثابت ہو ' کیونکہ منجملہ اُن مسلمان علماء دین کے جنسے کہ میں واقف ہوا ہوں ' وہ ایسے ہیں جو "جمود" اور "غرور" سے سب سے زیادہ دور ہیں [وقد رأیتهم والله الحمد فوق جمیع ما سمعت عنهم من ثناء و انتقاد ' وارجو ان یصدق ظنی فیهم فانهم من ابعد جمیع من عرفت من علماء الاسلام الدینیین عن الجمود والغرور]

... ... میں اپنے سفرنامہ میں تفصیل کے ساتھ اس کے معائنہ کا حال لکھونگا اور جو تعریف وہاں کی گئیں اُن کو درج کرونگا اور خاصکر وہ تقریر جو مدرسہ کے ایک عالم نے مدرسہ کی تاریخ اور علم کے رفتار کے متعلق کی تھی . -

نوٹ — علامہ رشید رضا نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے مشہور جمود اور تعصب کے متعلق جو کچھ سنا تھا ' وہ کوئی نئی بات نہ تھی ' اس قسم کی رائے ہمیشہ سنی جاتی ہے - ان اہل الرائے حضرات کی خدمت میں یہ ادب التماس ہے کہ وہ بھی اگر اس قسم کی رائے قائم کرنے سے پہلے براہ راست مدرسہ سے واقفیت حاصل فرما لیا کریں ' تو عجب نہیں آن کے قلب کو بھی وہی ٹھنڈک پہونچ سکے ' جو علامہ جمال الدین افغانی اور علامہ شیخ عبدہ مصری کے جانشین رشید کی آنکھوں کو پہنچی - والسلام

خاکسار انیس احمد بی - اے - (علیگ)
طالب علم مدرسہ عالیہ دیوبند

اردو کانفرنس علی گڈھ

— * —

جناب من تسلیم - رسالہ اتالیق جو بطور رسالہ کانفرنس طبع ہوا ہے - آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں - اسکے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ خاص طور پر بچوں کے لیے تیار کیا گیا ہے - اصلی غرض یہ ہے کہ ایک سلسلہ اس قسم کے رسالوں کا ہو' جس میں اسلام ' اسلام کے بانی ' اور اسلام کے قابل یادگار خادموں کے حالات اور اخلاق کے متعلق مضامین مختصر اور سہل طور پر لکھے جاویں - اور نیز اسمیں اسلامی تاریخ کے خاص خاص حالات بطور قصوں کے لکھے جاویں - تاکہ اسلامی گھروں میں ابتدا سے وہ پڑھائے جائیں - اور بجائے اسکے کہ ہماری مائیں اور بہنیں اپنے بچوں اور چھوٹے بھائیوں سے جھوٹے اور جھوٹا ہی کہانی کہیں ' وہ بانیٔ اسلام اور قرون اول [اولیٰ] کے مسلمانوں کے حالات اونکے کانوں میں ڈالیں - اور بجائے اسکے کہ ہماری مائیں بچوں کے لیے سونے کے سہرے کی دعائیں مانگیں - وہ ابتدا سے انکے متعلق اولوا لعزمانہ منصوبے قرار دیں اور بزرگان سلف کے نمونے اونسے پیدا کرنیکی خواہش کریں - جو سلسلہ کانفرنس کی طرف سے رسالوں کا طبع کرنا مقصود ہے ' اوسکا یہ پہلا رسالہ ہے -

مجھکو امید ہے کہ یہ مفید ثابت ہوگا - اب قوم کے اُن بزرگوں سے جو نہ صرف اہل علم ہیں ' بلکہ اسلامی اور اخلاقی مضامین پر بھی جنکو عبور ہے استدعا ہے کہ وہ ادہر توجہ کریں اور ان رسالوںکی تکمیل میں مدد فرمائیں -

مولوی مخدوم عالم صاحب نے اس رسالہ کو نہایت توجہ اور قابلیت سے لکھا ہے اور اس رسالہ کے لیے جو انعام قرار پایا تھا ' کمیٹی نے وہ انعام اونکو دیا ہے - آیندہ جو رسالے لکھے جاویں اور پسند ہوں اونکے لیے ہر ایک رسالے کی مطابق انعامات دیے جائینگے -

رسالوں میں یہہ لحاظ رکھا جاے کہ اوسکے مضامین اور طرز عبارت میں تدریجی ترقی ہو - میں امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر بہت جلد ہماری قوم کے اہل قلم توجہ فرمائینگے - خاکسار - آفتاب احمد

[الہلال] رسالے کے دیکھنے کی مہلت نہیں ملی ' مگر آپکے اس ارادے کا خیر مقدم کرتا ہوں - جزاکم اللہ - میرا ایک عرصے سے یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ مذہبی تعلیم کبھی درست نہیں ہوسکتی جب تک ابتدا سے لیکر آخر تک انکے نصاب تعلیم کا مرکز قرآن نہو اور جب تک تمام علوم اسی مرکز کے گرد جمع نہ کیے جائیں - ضرورت ہے کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم کیلیے ایسے رسالے لکھے جائیں جنمیں ہر مضمون قرآن سے ماخوذ ہو مگر اسطرح اخذ کیا جاے ' کہ محسوس نہو ' اور پڑھنے والے کے دل پر اندر ہی اندر کام کرجاے - اگر کانفرنس چاہے تو میں بغیر کسی معاوضے کے ایک دو رسالے مرتب کردیسکتا ہوں ' مدت سے اسکا نقشہ ذہن میں محفوظ ہے -

ضمیمۂ الہلال

۲۲ ستمبر ۱۹۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت معاونین و خریداران الہلال

زادنا اللہ سبحانہ و ایاکم حمیۃ الاسلام و وفقنا اللہ و ایاکم لما یحبہ و یرضاہ فی القول و العمل و الاعتقاد

(۱) الہلال کے اس وقت تک ۱۱ نمبر نکل چکے ہیں، اگرچہ اس تمام عرصے میں مجھکو اطمینان و دل جمعی کے ساتھہ ایک سطر لکھنے کی بھی مہلت نصیب نہیں ہوئی، لیکن تاہم جو کچھہ لکھا گیا، اور جس راہ کی طرف دعوت دی گئی، اسکا اندازہ کرنے کیلیے یہ تمام پرچے کافی ہیں -

(۲) ہر تحریک اور دعوت میں ایک حصہ بمنزلۂ بنیاد کار ہوتا ہے، اور اسی کو اصول سمجھنا چاہیے، باقی اسکے عمل و نفاذ کا طریقہ اور ضمنی افکار و مباحث ہوتے ہیں، اور وہ سب فروعات میں داخل ہیں -

(۳) الہلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلانا ہے، اور انکی پولیٹکل پالیسی کیلیے بھی وہ اسی اصول کو پیش کرتا ہے - آخر الذکر امر کی نسبت گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ایک لیڈنگ ارٹیکل جناب کی نظر مبارک سے ضرور گذرا ہوگا -

(۴) گو اس ارٹیکل میں تفصیل کے ساتھہ موضوع بحث پر نظر نہیں ڈالی جاسکی اور انشاءاللہ آئندہ حسب موقعہ بحث ہوتی رہے گی، لیکن اس سے آپ اندازہ ضرور فرمالے سکتے ہیں کہ الہلال کی پولیٹکل تعلیم کیا ہے؟

(۵) لیکن پالیٹکس اس کا اصلی موضوع نہیں، اسکا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں جس دن انکی گم شدہ قرآنی روح پھر پیدا ہو جائے گی، اس دن وہ اپنے اندر ہر چیز کو کامل و اکمل پائیں گے - پس اصل کار اسلامی تعلیم کا احیاء، اور ایک صحیح دعوت کی تحریک ہے - بدبختی سے مسلمانوں کے پاس آج قرآن کریم کی اصلی تعلیم کے حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں، صدیوں کی تقلید اور استبداد فکری نے سیکڑوں پردے اصل حقیقت پر ڈالدیے ہیں - اور قرآن و سنت کی تعلیم کی کوئی شاخ اس فتنۂ تقلید کے مہلک اثر سے محفوظ نہیں - اعتقاد اور عمل، دونوں مبتلاے مصائب ہو رہے ہیں - تقلید نے صرف مذہب ہی کو نہیں، بلکہ علم و عمل کی روح کو بھی غارت کردیا ہے - ارتقاے ذہنی اور اجتہاد فکری کا گویا ہمیشہ کیلیے سد باب ہو گیا ہے - جس چیز پر آج اسلام کا اطلاق کیا جاتا ہے، وہ صرف رسوم و بدعات اور چند اسماء و اصطلاحات مخصوص کا مجموعہ ہے، جو شاید دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے ملتا جلتا ہو، مگر اسلام سے تو اسے کوئی نسبت نہیں -

پس اگر توفیق الہی ساتھہ دے، تو الہلال مسلمانوں کو ایک ایسی دعوت کی طرف بلانا چاہتا ہے، جو تعلیم قرآنی کی ایک خالص دعوت ہو - اور جو قوم کے آگے اسلام کی حقیقی تعلیم کی راہ کھولدے - اس بارے میں وہ ہر طرح کی انسانی تعلیموں سے بکلی بے پروا ہوگا، البتہ سلف صالح اور قرون [illegible] دعوت کا عملی نمونہ ہمیشہ اسکے سامنے رہے گا -

(۶) یہ الہلال کی دعوت کا اصل اصول ہے - اب رہا طریق دعوت اور پیرایۂ بیان وغیرہما، تو انکو فروعات و جزئیات سمجھیے - گو اسمیں شک نہیں کہ اصول کی کامیابی و ناکامی میں فروعات عمل کو بڑا دخل ہے، تاہم سب سے پہلے اصول کو طے کرلینا چاہیے -

(۷) پس جناب سے - کہ ابتداے اشاعت سے الہلال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں - یہ التماس ہے، کہ اب وقت خاموشی اور سکوت کا نہیں ہے، ہر زبان کو بولنا چاہیے، اور ہر دل کو سوچنا چاہیے - جناب کی نظر میں اگر یہ اصول قابل التفات و اتفاق ہیں، تو براہ کرم اپنی پہلی فرصت میں مجھکو اطلاع دیجیے کہ جناب کو اصول الہلال کی دعوت سے اتفاق ہے - اور بصورت اختلاف، اختلاف مطلع کیجیے، ہوسکے تو اسکے اسباب و وجوہ بھی ارقام فرمائیے، کیونکہ اصل مقصود مشورہ و مبادلۂ خیالات ہے - عجب نہیں کہ اس مشورے سے خدا تعالی غلطیوں کو منکشف کردے، اور ایک محفوظ و مصئون راہ ہمارے لیے نکل آئے -

(۸) یہ آپکا اتفاق اور اختلاف صرف اصول میں ہوگا جسکی تشریح کردی گئی ہے، اور جسکی ایک شاخ، یعنی پالیٹکس کی نسبت ۸ - ستمبر کی اشاعت میں عرض حال کرچکا ہوں - باقی رہا الہلال کا طریق عمل، پیرایۂ دعوت، اور طرز بیان میں سب و لہجہ - تو اگر آپ اس سے اختلاف رکھتے ہوں، تو بلا تامل (اصولاً اتفاق ظاہر کرنے کے ساتھہ) لکھہ سکتے ہیں کہ فلاں فلاں امر سے ہم متفق نہیں، مثلاً آپکو اصولاً تو الہلال کی پالیسی سے اتفاق ہے، مگر آپکے خیال میں الہلال کا لب و لہجہ ضرورت سے زیادہ سخت ہے، تو کچھہ مضائقہ نہیں، یہ ایک فروعی امر ہے، آپ لکھہ دیجیے کہ اس امر سے ہم متفق نہیں ہیں -

(۹) وہ دانندۂ خفایاے قلوب و سرائر خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض ایک اخباری مشغلہ کے پیدا کرنے یا کسی تجارتی کارخانے کے قائم کرنے کیلیے نہیں کیا ہے، اگر ایسا مقصود ہوتا، تو باوجود ایک محدود وجہ معاش رکھنے کے ہزاروں روپیہ اسطرح تمام نہ کردیتا - پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ دنیا میں ہر طرح کی کامیابیاں اور ترقیاں ہر دلعزیزی پر موقوف ہیں، اور نفس انسانی کیلیے [illegible]

اسرار طرابلس

مایوس ہوگئی ہے ' اسلیے جتنی قوت ہے - صرف اندر ہی اندر دسائس مکر و فریب کی تدبیر بازیوں پر خرچ کی جاتی ہے - ابتداے جنگ سے طرح طرح کے پر فریب و کذب رسالے چھاپکر عربوں میں تقسیم کراتے ہیں' اور طرح طرح کی روشوتوں کی طمع دلا کر رام کرنا چاہتے ہیں ' مگر اسکی تلوار روز بروز اور زیادہ مہلک ہورہی ہے - حال میں جو نئے خطوط چھاپکر اطالیوں نے تقسیم کیے ہیں انکی چند کاپیاں اس خط کے ساتھہ بھیجتا ہوں - اس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اب انکی جس و نا مردی کہاں تک پہنچ گئی ہے ' اور عربوں کے استقامت و شجاعت سے مجبور و تنگ حال ہوکر کسی طرح ذلت و عاجزی کے ساتھہ انکے آگے گڑگڑا رہے ہیں ؟

ان خطوں سے اسکا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ علاوہ اور تمام وسائل انسانی کے جھوٹ بولنے میں بھی کیسے بے باک ہیں ' جبکہ تمام عالم اور دوست و دشمن اطالیوں کی ناکامی پر ہنس رہا ہے - یہ جفا فروش عربوں کو لکھتے ہیں کہ " ابتک ہم نے ہمیشہ فتح و نصرت پائی اور آئندہ بھی امید ہے کہ تمہارے دشمن ترکوں سے تمہارا ملک خالی کردینگے "

ان احمقوں نے سمجھہ لیا ہے کہ عرب بالکل وحشی ہیں اور انہیں دنیا کی کچھہ خبر نہیں ' چنانچہ ان چٹھیوں میں لکھا ہے کہ ہم نے طرابلس سے باہر بھی ترکوں کو ہر جگہہ شکست دی ' انکے ملک چھین لیے ' عنقریب ترکی حکومت کا خاتمہ ہو جاے گا ! ! [کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا - الہلال] - (نامہ نگار خصوصی العلم)

ساحل برقہ اور سیدی عبد الجلیل

میں بھی پچھلے دنوں دو سخت معرکے ہوے ' جسکی خبر اٹلی نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق پوشیدہ رکھی - اخبار (الزہرہ) کا نامہ نگار تار دیتا کہ " ساحل برقہ میں مجاہدین عرب نے حملہ کرکے دشمنوں کو پھر جنگی جہازوں میں محصور کردیا ' ۲۵۰ لاشیں انہوں نے میدان میں چھوڑیں اور ہمارے صرف ۱۵ - شہید اور ۹ مجروح ہوے - مال غنیمت میں ۳۰۰ - بندوق ۹۰۰۰ گولیاں' اور دو لونتھہ کپڑوں سے لدے ہوے ہاتھہ آے - اسکے بعد (سیدی عبد

الجلیل) میں مقابلہ ہوا ' الحمد للہ اب فتح و نصرت کے ساتھہ اس پر عثمانی جھنڈا لہرا رہا ہے - اس مقابلے میں بھی ۱۵۰ - بندوقیں اور نصف ملین کے قریب گولیاں ہاتھہ آئیں -

زوارہ ' ابو کماش ' اور سیدی سعید میں انشاء اللہ ۱۰ - یا ۱۵ رمضان کو ایک فیصلہ کن متفقہ حملہ تمام اسلامی چھاؤنیوں سے کیا جاے گا ' جسکے انتظامات ہورہے ہیں -

رویٹر کی روایات

میں اس ہفتے (علاوہ روما کی مکذوبات و مفتریات کے) مسئلۂ صلح کی مضطرب خبریں تھیں - جنکی یکے بعد دیگرے تصدیق و تغلیط ہوتی رہی اور سلسلہ جاری ہے - جب کبھی صلح کے خلاف کوئی خبر شائع ہوتی ہے' تو روما سے فوراً اسکی تغلیط کی جاتی ہے' اور قرار صلح پر زور دیا جاتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشاعت اخبار صلح بھی ایک سیاسی پر فریب مصالحت پر مبنی ہے' تاہم اسقدر ضرور صحیح ہے کہ موجودہ وزارت عثمانی صلح کی قرار داد میں غیر سرکاری طور پر کچھہ شرکت ضرور رکھتی ہے - اور اگر خدا نخواستہ اس نے حفظ طرابلس کے خلاف کسی قرار داد کو منظور کرلیا ' تو یہ سب سے بڑی اسلامی مصیبت ہوگی' جو دولت عثمانیہ خود اپنے ہاتھوں فتح و کامیابی کے بعد مول لے گی - اللہ تعالے دولت و وزارت کے والی امور کو نیک توفیق عطا فرماے -

حضرة شیخ سنوسی کا ورود

۷ - ستمبر کو (سلوم) سے شیخ (علی بک فہمی کامل) مالک اللوا کے نام انکے نامہ نگار خصوصی کا تار پہنچا ہے کہ

" شیخ سنوسی الکبیر اپنی فوج جرار کے ساتھہ جغبوب پہنچ گئے - اور میدان جہاد کی طرف متوجہ ہوے - استقبال کا منظر نہایت عظیم الشان تھا - تفصیلی حالات خط میں جاتے ہیں "

مصراطہ

کی نسبت اواخر جولائی میں روما سے خبر دی گئی تھی کہ ایک سخت جنگ کے بعد ہم نے اسپر قبضہ کرلیا - لیکن اب بارہ عربی ڈاک سے اچھی طرح اسکی تکذیب ہوگئی ہے اور حالت بالکل برعکس ہے - اخبار (الزہرہ) کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ " مصراطہ میں ایک سخت و شدید جنگ کے بعد مجاہدین نے دشمنوں کو فرار پر مجبور کردیا ' ۵ - ہزار کے قریب انکے آدمی مقتول' اور ۳ سو مجروح ہوے - ہمارے صرف ساڑھے تین سو شہید ' اور ۵۰ - مجروح - مال غنیمت بکثرت ہاتھہ آیا - اب دشمن سے مصراطہ بالکل خالی ہوگیا ہے' اور عثمانی حکومت قائم ہے "

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ سید احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ جنرالسیمو محمود شوکت پاشا

۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراہیم سرا بک کمانڈر سرفی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہاء سرای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا عالم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بنک ناسی بسنات سے

٦ منصور پاشا معروف بنغازی

(مناظر جنگ)

٧١ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

۱۸ اٹلی ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر گولے پھینک رہے ہیں

٩ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ طبروق بنک کی شکستہ دیواریں

۲۲ رودس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین ٹروپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے اسیر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ آذر بائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سوداں قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ رودس کے بعض مناظر

۳۶ دارڈنلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ مدینہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ میرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ میرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

عرب ایک ایسی شے ہے، جس سے بڑھکر اسے کوئی شے مطلوب نہیں۔
پھر یہ کیا بات ہے کہ علانیہ ایک جہاں سے دشمنی وعداوت مول لے رہا ہوں، اور عبدالعزیز کی جگہہ اپنی تمام گذشتہ دوستیوں اور تعلقات سے بھی دست بردار ہو رہا ہوں؟ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ آج قوم میں جو علدہ سب سے زیادہ صاحب اقتدار ونفوذ ہے، اور جو یقیناً اپنے مخالفوں کو ہر طرح کا نقصان پہنچا سکتا ہے، بغیر کسی اقتدار وجاہ کے اسی کو اپنا مخالف بنا رہا ہوں؟ اگر کوئی دل سوچنے والا، اور آنکھ دیکھنے والی ہو، تو اسی ایک بات میں اسکے لیے بہت سے نشانات ہیں۔

(۱۰) پہلے ارادہ کیا تھا کہ اس عریضے کے ساتھ چھپے ہوئے پوسٹ کارڈ یا فارم شائع کیے جائیں۔ جسمیں "اتفاق" اور "اختلاف" کے خانے ہوں، اور انہیں کو پر کر کے آپ واپس کردیں۔ لیکن پھر خیال ہوا کہ شاید اکثر حضرات تفصیل کے ساتھ اپنے اتفاق واختلاف کو ظاہر کرنا چاہیں، اور فی التفصیل وہی زیادہ مفید بھی ہوگا۔ اسلیے صرف یہ عریضہ حاضر خدمت ہے، اور جواب کے عنوان کو آپکی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۱۱) جواب میں اسکی تصریح ضرور ہو کہ آپکی رائے قطعی راز (کا تعلق نسل) ہے یا اگر کبھی ضرورت ہو تو شائع بھی کی جاسکتی ہے؟ اگر جناب نے اپنے اتفاق واختلاف کو پوشیدہ رکھنا چاہا تو مطمئن رہیں کہ وہ کسی حالت میں شائع نہ ہوگا۔ ونسئل اللہ تعالیٰ ان یکفینا شر الغرور، ویکشف لنا مواضع الخطا، فنسعی فی اصلاحہا، وہو حسبنا ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۲۱ ستمبر ۱۹۱۲ع

وانا العبد المکدی ابو الکلام الدہلوی
کان اللہ لہ

اس نمبر کی قیمت [illegible] ۸ آنہ

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۲ء — جلد ۱

آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

شیخ المجاہدین، آیۃ اللہ فی الارضین، قہرمان مدافعۂ ملی، علمدار لوائے اسلامی، البطل العظیم:
غازی انور بک
« اللہم انصرہ و انصر عساکرہ !

الہلال کے مضامین کے ابواب

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت میں ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبریں ، جدید اکتشافات ، متفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے ۔

اسرار اسلام

اسمیں بالالتزام تاریخ اسلام کے ان مشہور ناموروں کے حالات درج کیے جائینگے ، جنہوں نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لیے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہو نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بھی مع تصاویر شایع کیے جائینگے ۔

انبیٔ عجم

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبریں

مراکش کیلیے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجہ ذیل چھوٹے کالموں کے عنوانات ہیں ۔

مدارس اسلامیہ　　عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھہ اور نئے ابواب بھی بڑھتے جائینگے ہمیشہ ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کیے جائینگے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly " " 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکلّف ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ — کلکتہ : یکشنبہ ۲۹ سپتمبر ۱۹۱۲ع — نمبر ۱۲

فہرس

اطلاع ضروری

— * —

(۱) جن صاحبوں کو نمبر الہلال کی بعض نہ ملنے کی شکایت تھی ' یا خطوط کے جواب کے نہ ملنے کی شکایت کرتے تھے ' وہ اب مطمئن رہیں کہ نئے ماہ سے تمام انتظامات سابقہ بدلدئے گئے ہیں ' اور آیندہ کیلیے وسیع پیمانے پر انتظام ہورہا ہے ' انشاء اللہ آیندہ انہیں کسی قسم کی شکایت پیش نہیں آے گی -

(۲) جو خطوط خاص اڈیٹر صاحب کے جواب لکھنے کیلیے الگ رکھ لیے جاتے تھے ' اب انشاء اللہ عنقریب انکے جوابات دفتر سے روانہ ہونا شروع ہو جائیں گے - (منیجر)

— —

گذشتہ نمبر کے ساتھ جو مطبوعہ چٹھی شائع ہوئی تھی ' اسکے جوابات آنا شروع ہوگئے ہیں ' لیکن جن حضرات نے ابتک توجہ نہیں فرمائی ہے ' امید ہے کہ جلد متوجہ ہونگے - (اڈیٹر)

اعلان

— * —

(۱) نمبر الہلال کے موجودہ انتظامات کیلیے گو اس ماہ سے

جدید نئے اشخاص کا تقرر ہوگیا ہے - مگر اور جو نئے کام عنقریب پیش آنے والے ہیں - انکے لیے انتظامی ' اور انڈیٹوریل ' دونوں صیغوں کیلیے کثیر التعداد معاونین کی ضرورت ہے -

(۲) انڈیٹوریل اسٹاف ' اور صیغۂ تصنیف و تالیف کیلیے علوم عربیہ کے فارغ التحصیل ' یا مستعد عربی تکمیل طلبا ' نیز لائق انگریزی داں اصحاب کی اعانت مطلوب ہے ' تنخواہ ٥۰ سے ۱٥۰ تک باختلاف حالت دی جاے گی ' اور اسکے لیے سند اور ڈگریوں ہی کی نہیں ' بلکہ لیاقت ' صلاحیت ' اور خدمت ملی کے بہترین ولولے اور جوش کی بھی ضرورت ہے ' البتہ فارغ التحصیل عربی داں اور گریجویٹ ضرور ترجیح کا حق رکھتے ہیں -

(درخواستیں ۱٥ اکتوبر سے پہلے آنی چاہئیں)

الہلال کا یوم اشاعت

— * —

الہلال کی اشاعت کا دن بعض سہولتوں کے خیال سے اتوار رکھا گیا تھا ' لیکن اسمیں ایک سخت غلطی یہ ہوئی تھی کہ اتوار کے دن کلکتہ میں ولایت کی ڈاک پہنچتی ہے اور اسی میں مصر اور ترکی وغیرہ کے اخبارات ہوتے ہیں - اتوار کے دن شائع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ سنیچر کی شام تک اخبار مکمل ہوجاے ' پس یہ ناممکن ہے کہ نئی ڈاک کے مضامین کے تراجم و اقتباسات اسمیں درج ہوسکیں ' پچھلی ڈاک کے ترجمے دے جائیں تو وہ ایک ہفتے کی پرانی خبریں ہوجاتی ہیں - اس بنا پر فیصلہ کرلیاگیا ہے کہ آئندہ سے رسالہ اتوار کی جگہ بدھ کے دن شائع ہواکرے تاکہ تازہ ترین ولایت کی ڈاک کے مضامین درج کیے جاسکیں آئندہ پرچہ بدھ کے دن نکلیگا ' اور انشاء اللہ کبھی اسکی اشاعت میں تاخیر نہوگی -

(۱) دیوان سوم حضرت (اکبر) الہابادی چھپکر شائع ہوگیا ہے حضرت مصنف سے طلب کیجیے -

الہلال

—*—

شرح اجرت اشتہارات

—*—

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ ۲۶ روپیہ	فی کالم ۱۴ روپیہ	نصف کالم ۸ روپیہ
ایک ماہ " "	" ۲۲ "	" ۱۲ "	" ۷ "
تین ماہ " "	" ۱۸ "	" ۰ "	" ۶ "
چھہ ماہ "	" ۱۵ "	" ۸ "	" ۵ "
ایک سال " "	" ۱۲ "	" ۶ "	" ۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم متعہد نہیں ہیں کہ اپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

شذرات

گذشتہ نمبر میں (ملک معظم) کی جو تصویر شائع ہوئی ہے ' اسکے دیکھنے کے بعد ہم ناظرین کو الہلال پریس کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں -

ابتدائے اشاعت سے بعض احباب نے اسکی شکایت کی ہے کہ الہلال میں تمام تصویریں یکساں نہیں چھپتیں - ادھر عرصے سے جسقدر تصویریں چھپ رہی ہیں ' ان میں یہ نقص نہیں پایا جاتا ' تاہم اس تصویر کے شائع ہوجانے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ ان حضرات نے الہلال کو باعتبار تصاویر عام انگریزی رسائل سے کم نہ پایا ہوگا -

اصل بات یہ ہے کہ ان حضرات کا آپ حضرات کو تجربہ نہیں ' الہلال پریس میں تصاویر اور چھپائی کا جو انتظام کیا گیا ہے ' وہ انگریزی رسائل کے پریسوں سے کسی بات میں کم نہیں ہے ' لیکن اگر سرے سے تصویر کی اصلی کاپی ہی خراب ہو ' تو پریس اسکے لیے کیا کرسکتا ہے ؟ احباب زیادہ تر طرابلس کے مناظر کے شائق ہیں ' ہم نہایت کوششوں سے مہیا کرتے ہیں ' لیکن ان میں عمدہ عکسی تصاویر جنکا عمدہ بلاک طیار ہوسکتا ہے ' بہت کم ہوتی ہیں - اٹالین ذرائع کی تصاویر تو ہزاروں لندن نیوز ' اسکیچ ' اسفیر ' گرافک وغیرہ میں چھپ چکی ہیں - لیکن جو صحیح تصویریں عثمانی ذرائع سے ملتی ہیں ' وہ عموماً نہایت بے سروسامانی کی حالت میں کھینچی ہوئی ہوتی ہیں ' پھر بھی ہم ایک ایک تصویر کو صرف قابل نقل بنانے کیلیے ایک پورے بلاک کی بنوائی خرچ کردیتے ہیں -

چونکہ (ملک معظم) کی تصویر عمدہ عکسی تصویر سے لی گئی ' اسلیے کس قدر روشن اور نمایاں ہے ؟

اب عنقریب جب علمی و تاریخی مضامین با تصویر شروع ہونگے اور دیگر ابواب کے متعلق تصویریں شائع کی جائینگی ' اس وقت ناظرین کو پریس کے انتظامات کا اندازہ ہوگا -

---

غازی انور بے کی دوسری رنگین تصویر اس اشاعت میں شائع کی جاتی ہے - یہ تصویر انسے آٹھ برس پیشتر کی ہے اور جو تصویر اس سے پہلے شائع کی گئی تھی ' وہ حال کی تھی - عمر کا فرق دونوں تصویروں سے صاف نمایاں ہے - انشاء اللہ عنقریب غازی موصوف کی تیسری تصویر بھی شائع کی جائیگی ' جو بالکل عربی لباس میں ہے اور اس وقت کی ہے ' جب کہ آغاز جنگ طرابلس کے زمانے میں وہ تمام صحراے لیبیا کے قبائل میں دورہ کر رہے تھے -

الہلال روز بروز قدم آگے بڑھا رہا ہے ' اور دوم اشاعت کے دن جہاں تھا ' اس سے ایک منزل آگے ہی ہے (والحمد للہ علی احسانہ) لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ناظرین بھی اپنے فرض کو محسوس فرماتے ہیں یا نہیں ؟ ہم نے تو سرتاسر خموشی ہی کی ٹھان لی ہے اور ہمارے جمع و خرچ کا جو حال ہے ' وہ دفتر میں آکر کوئی صاحب دیکھیں تو معلوم ہو -

---

اصبروا و رابطوا ! یہ بحث عام طور پر کی جارہی ہے کہ جب وزیر ہند کا فیصلہ مسلم یونیورسٹی کی امیدوں کے خلاف صادر ہوچکا ہے ' تو اب یونیورسٹی لی جائے یا نہیں ؟ باستثناے بعض اشخاص عام پبلک کی راے یہی معلوم ہوتی ہے کہ نہ لی جائے - اسکے بعد اب اسپر بحث شروع ہوئی ہے کہ نہ لی جائے تو روپیے کو کیا کیا جائے ؟ اسکے جواب میں بھی مختلف رائیں ظاہر کی جارہی ہیں ' اور بظاہر قوم کا رجحان اسطرف بڑھتا ہے کہ اس روپیے کو کسی زیادہ وسیع المنفعت کام میں لگادیا جائے -

ہم ایک لمحہ کیلیے پسند نہیں کرینگے کہ عام پبلک کو اپنے خیالات کے اظہار سے کسی عنوان بھی روکا جائے ' اس قسم کے کاموں کیلیے فی الحقیقت اصلی حق راے دہی عام پبلک ہی کو ہے اور اگر اسکو نہیں ہے تو پھر کسی کو نہیں - لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ کاموں میں اگر تقدیم و تاخیر کی قدرتی ترتیب قائم رکھی جائے تو بہتر ہے - سب سے پہلے مسلمانوں کو ایک مرتبہ اسکا فیصلہ کرلینا چاہیئے کہ آیا انہوں نے اپنے اندر عام قومی راے کی قوت پیدا کرلی ہے ' اور وہ اسکے لیے پورے طور پر مستعد ہوگئے ہیں کہ ایک متفق اور متحد عام آواز قائم کرکے کاروبار قومی کو تعمیل پر مجبور کردیں ؟ اگر اسکا جواب اخباروں کے صفحوں پر نہیں ' بلکہ دل کے صفحوں پر اثبات میں ملے ' تو پھر یہ روح ملی کے عود کرنے کی پہلی تاریخ ہوگی - اس وقت قوم کو چاہیے کہ جو اسکی راے میں آے اور جس خیال پر سب متفق ہوجائیں اس پر جم کر کھڑی ہوجاے ' اور وہی کرگذرے جو اسکی راے میں بہتر ہو - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو صرف چند دنوں کیلیے اخبارات میں گرمی طبع کی نمایش کرنا لاحاصل ہے اور نیا موسم سرما عنقریب آنے والا ہے ' بہتر ہے کہ کل جو نتیجہ نکلتا ہے وہ آج ہی نکل آے ' جہاں تم صرف اپنے جوش اور روپیے کی قسمت لیڈروں کے ہاتھ میں دیکھتے ہو ' وہاں ایک یونیورسٹی کا مسئلہ اور سہی - جسطرح ' اور جن شرطوں پر انکا جی چاہے لیلے - در-البتہ آئندہ کیلیے کوشش کرو کہ تمہارے اندر اسلام کے معتقدات اور اعمال کی اصلی روح پیدا ہوجائے - اگر تم نے ایسا کرلیا ' تو تم میں سے ہر فرد ایک زندہ مسلم یونیورسٹی ہوگا ' جسکو علیگڈہ کی جونے اور اینٹ کی بنی ہوئی یونیورسٹی کی کوئی پروا نہوگی - اصلی یونیورسٹی ایک مسلمان کا مومن قلب ہے ' جو چاہے تو سارے عالم کو اپنے مرکز سے ملحق کرلے -

---

حب الدنیا رأس كل خطیئة بعض اشخاص کی راے ہے کہ " جو لوگ یونیورسٹی کے روپیے کے بارے میں راے دے رہے ہیں ' پہلے بتلائیں کہ انہوں نے خود کتنا چندہ دیا ہے ؟ ورنہ انہیں راے دینے کا کوئی حق نہیں "

ہم دیکھتے ہیں کہ ملک کی بعض جماعتیں ثواب کو بڑھتے بڑھتے اب اسدرجہ فنا فی المعبود ہوگئی ہیں ' کہ انہیں روپیہ کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا

آخر این صحرا بہ سودا می کشد

یہ سب نتائج اس جماعت کے عملی الحاد اور اسلام سے بیگانگی کے ہیں - یا للعجب ! آج ایک مسلمان کو با وجود ادعاے اسلام و توحید یہ کہتے ہوے کوئی ندامت نہیں رہی کہ پیروان اسلام کے مفاد پر بحث کرنے کا صرف ایک مخصوص گروہ کو حق حاصل ہے اور جس نے ہماری جیبوں کی منہی نہیں گرمائی ' اسے زبان ہلانے کا کوئی حق نہیں ؟ ساء مایحکمون

ہم نے ادھر ارادہ کرلیا تھا کہ ہر طرف سے کان بند کرکے صرف اپنے خیالات و مقاصد کی اشاعت میں مصروف ہوجائیں ' مگر کیا کریں ' اس قسم کے ھفوات وترہات کو سنکر اپنے اندر اضطبط کی طاقت نہیں پاتے اور مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مذہب سے تو قومی خدمت کا

قرار دیا ہے ' اسی کی طرف آپ اپنے دعوت دیتے ہیں " الہلال کی پولٹیکل تعلیم " کے عنوان سے جو لیڈر نکل چکا ہے شاید آپکی نظر سے نہیں گذرا ' ہم تو خود اپنے مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ انھوں نے اپنے سامنے دو راستے ہی دیکھے - یا گورنمنٹ پر اعتماد ' اور یا ہندوں اور کانگریس کی شرکت - یعنی ہمیشہ آزادی سیاسی کو ہندوں کا مرادف سمجھا ' مگر خود اپنے تئیں بھولے رہے ' اور اسلیے بھولے رہے کہ خدا کو بھلا دیا ولا تکونوا کالذین نسوالله فانساهم انفسهم [ان لوگوں کی طرح گمراہ نہو جاو ' جنھوں نے خدا کو بھلا دیا تھا ' نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے ہی کو بھول گئے - ۵۹ - ۲۰] اسی لیے ہماری تمام سعی و جہد کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو یاد دلادیں کہ دنیا میں رہنے کیلیے جتنی چیزیں مطلوب ہیں ' وہ خود انکے پاس موجود ہیں ' اوروں کے دروازوں کو دریوزہ گری کیلیے کیوں تک رہے ہیں ؟

شاید آپکی راے یہ ہے کہ ہندوؤں کے ساتھہ اتحاد بھی مسلمانوں کیلیے ضرور ہے ' مگر افسوس کہ ہم اس سے متفق نہیں ہو سکتے اور یہ ایک قصۂ طویل ہے جسکے لیے یہ موقعہ موزوں نہیں -

---

مسلم گزٹ کی گذشتہ اشاعت میں ہمارے لائق اور پر جوش دوست [illegible] ابو الکمال عبد الودود صاحب بریلوی کی ایک [illegible] ہے ' جس میں انھوں نے نہایت سنجیدگی اور انصاف [illegible] سے مسلم یونیورسٹی کے گذشتہ واقعات پر نظر ڈالی ہے ' اور [illegible] سے نہایت صاف و قابل غور نتائج اخذ کیے ہیں ' گویا آپ اوسی امر کے قائل ہو گئے ہیں جو ہم عرصے سے لکھہ رہے ہیں -

ہمکو خاص طور پر اس تحریر کے ذکر کی ضرورت یہ پیش آئی کہ ہم مولوی ابو الکمال صاحب کو برسوں سے ہر طرح کے قومی خدمات کا کامل درجہ شائق ' اور ان میں اپنے وقت و مال کو خرچ کرنے کا سچا اور مخلصانہ جوش پاتے ہیں - وہ علی گڈھ پارٹی سے ہمیشہ حسن ظن رکھتے تھے ' اور کوئی صحبت ایسی نہیں ہوتی تھی جسمیں شریک نہوے ہوں - غالباً بریلی کی مسلم لیگ کے وہ سکریٹری بھی ہیں - لیکن چونکہ وہ جو کچھہ کرتے تھے ' بالکل مخلصانہ ' اسلیے جب انھوں نے یونیورسٹی کے معاملے میں اعلی طبقہ کے مہروں کو قابل اعتراض پایا ' تو صاف صاف مخالف ہوگئے

آج جو لوگ محض ہٹ اور ضد کی بنا پر اپنے تئیں تغیرات سے غیر متاثر ظاہر کرتے ہیں ' کیا اچھا ہو کہ مولوی صاحب کی مثال سے فائدہ اٹھائیں -

---

مسئلۂ مصر لارڈ کچنر اپنے مقصد تعمیر مصر کو جلد سے جلد حاصل کرنے کیلیے تیزی سے چلتے ہی نہیں بلکہ بے تحاشا دوڑ رہے ہیں ' لیکن دریاے نیل کی ساحلی سرزمین میں ریت بھی ہے اور ترائی بھی ' پانوں دھنس بھی جاسکتا ہے اور پھسل بھی سکتا ہے ' تاہم انکے ہاتھہ میں آہنی عصا بھی موجود ہے -

شمالی افریقہ میں جس ٹراجیڈی کا تماشا ابھی ختم نہیں ہوا ہے ' قسطنطنیہ میں نئے اخوانی انقلاب کا جو پراسرار کھیل کھیلا جارہا ہے ' سوئٹزرلینڈ میں صلح کا جو نامہ و پیام جاری کیا جا رہا تھا ' یہ سب دور دراز کے گوشے ایک ہی سیاسی حکمت عملی کے جال کے ہیں ' اور انھیں تین گوشوں کا جوتھا ' لارڈ کچنر کا مصر میں تقرر تھا - آج جو واقعات مصر میں ہو رہے ہیں ' انکو بھی انھیں کے ساتھہ ملاکر دیکھنا چاہیئے

برخود جداست مفصل بعنوان ازیں مجمل

نئی وزارت نے زمام حکومت ہاتھہ میں لیتے ہی سب سے پہلا کارنامۂ شرف جو انجام دیا ' وہ مسئلۂ صلح کی سلسلہ جنبانی میں شرکت تھی اور اسکے بعد دوسرا کارنامہ یہ تھا کہ شیخ عبد العزیز جاویش کو بغیر کسی انکار کے گورنمنٹ مصر کی انگریزی سیاست کے حوالے کردیا

تو دانی حساب کم و بیش را

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مختار پاشا کی وزارت اور انگلستان کے اندرونی تعلقات کیسے ہیں ؟

مصر کا انگریزی آرگن (اجپشین گزٹ) اس واقعہ پر طنطنۂ مسرت ادا کرتے ہوے لکھتا ہے کہ مصر اور ترکی کے باہمی تعلقات میں اس نئے واقعہ نے مستقبل کیلیے ایک ایسی نظیر قائم کردی ہے جس سے ہماری سیکڑوں گتھیاں سلجھہ جائیں گی - قسطنطنیہ جو اتنے دنوں سے مصری سازشوں کا ہیڈ کوارٹر بن رہا تھا ' بلاشبہ نئی وزارت نے اپنے منصفانہ اور دانشمندانہ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ بہت جلد مصر کیلیے صاف کردیا جائیگا ' لیکن ہمکو موجودہ فرصت سے بہت جلد فائدہ اٹھانا چاہیے ' کیونکہ ترکی کی وزارت گردی کے مستقبل کی کس کو خبر ہے ' اگر آیندہ انتخاب میں انقلاب ہوگیا ' تو شاید ہم کو اس آسانی کا موقعہ نہ ملے

دہلی ڈاک میں الہلال العثمانی کے جو نمبر آئے ہیں ' اسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ جاویش آنے والی مصیبت سے باخبر ہوچکا تھا اور انقلاب وزارت سے گو حالات بدل گئے تھے ' مگر تاہم اسکو محال سمجھتا تھا کہ گورنمنٹ عثمانی اسکے حوالہ دینے کو میں اسقدر جلدی کرے گی - کہا جاتا ہے کہ سعید پاشا نے کئی ہزار روپیہ اسکو ڈاک اور پریس کیلیے دیا تھا اور دو سو پاؤنڈ ماہوار دیتی تھی مگر مختار پاشا نے اس اعانت سے انکار کردیا ' المقطم اور لسان الحال اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں گویا انھوں نے سعید پاشا کا کوئی بہت بڑا پوشیدہ جرم فاش کردیا ' حالانکہ اگر یہ واقعہ سچ بھی ہو ' تو دار الخلافہ عثمانی میں ایک عمدہ عربی اخبار کے اجرا کیلیے مدد دینی قابل صد تعریف جرم ہے - (طنین) جسکو بند کردیا گیا تھا ' (جنین) کے نام سے نکلا ' اور آج جو پرچے آئے ہیں اُن پر (سنین) کا نام ہے - جاوید بک بدستور ایڈیٹر اور بابان حقی ڈپٹی ایڈیٹر ہیں - الہلال عثمانی میں اب ترکی حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور (جلال نوری بک) سابق ایڈیٹر (جون ترک) اسکا ایڈیٹر مقرر ہوا ہے -

سعیدیہ جہاز جس پر شیخ جاویش مصر کو روانہ کیا گیا تھا ۹ - ستمبر کو اسکندریہ پہنچ گیا ' ابتک اسکا فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ کس قسم کی عدالتی کارروائی کی جائیگی -

---

بلقان کی مشکلات میں ابتک کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ حالات مخدوش تر ہوتے جاتے ہیں ' بظاہر بقیہ یورپین ترکی کے فیصلے کیلیے اس وقت سے فائدہ اٹھانے کا بلقان سے باہر بھی ارادہ پیدا ہو رہا ہے - ادہر سازانوف روسی وزیر خارجہ اور سر ایڈورڈ گرے کی ملاقات ' کونٹ برختولڈ کی تجویز کی ازسرنو تازگی ' اسٹریا کی باب عالی کو اجراے اصلاحات کیلیے دھمکی ' صوفیہ کے پے در پے جلسے ' یہ واقعات ایک بدستور پیچیدگی اور اضطراب ظاہر کر رہے ہیں

مگر باب عالی نے ایک بڑی فوجی نمائش ایڈریانوپل میں شروع کردی ہے اور گو طرابلس کے اندر کچھہ ہی ہو رہا ہو ' اور اندرونی نزاعات کتنے ہی شدید ہوں ' مگر الحمد اللہ کہ ترک مسلمان اور سپاہی ہیں ' اور بلغاریہ کے ساتھہ جو کچھہ ہوگا ' وہ دریا میں نہیں ' بلکہ خشکی پر ہوگا جس کیلیے دنیا بھر میں انکو کسی فوج سے خوف نہیں

نام لیتے ہیں مگر عملاً اسلام کی اصلی روح وقوت کو مٹانا چاہتے ہیں - قرون اولی میں جب ایک راہ چلتی بڑھیا خلیفۂ اعظم کو سر راہ ٹوکتی تھی ' تو کیا اس سے یہ پوچھا جاتا تھا کہ خود تو نے بیت المال میں کتنا روپیہ داخل کیا ہے ؟ جب مسجد نبوی میں ایک شخص فاروق اعظم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوے روکدیتا تھا ' تو کیا بتلایا جا سکتا ہے کہ اس نے اسلامی معاملات پر حق راے دہی کا ٹیکٹ مانگا جاتا تھا ؟ علی گڈہ کالج کی تاریخ کو رٹ لینا ' اور اسکے ٹرسٹیوں اور وائسرائے اور گورنروں کے حوادث کو حفظ کرلینا دوسری شے ہے ' اور اسلام کو جاننا دوسری شے ہے - یہ کیا کفر آمیز استبداد و تحکم ہے ' جسکی زنجیریں ٹرسٹیوں نے قوم کے پاؤں میں ڈالی جارہی ہیں ؟ غریب مسلمان ایک کھلونے کا گنبد بنگئے ہیں ' جس نے چاہا لیڈری کی ایک ٹھوکر لگائی ' اور اپنی طاقت کی نمائش کردی - آخر ان بر خود غلط نادانوں نے اسلام ' اور اسلام کے پیروؤں کو کیا سمجھ لیا ہے ؟ هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن ' و ان انتم الا تخرصون (۶ ۸۲) (۱)

کاش یہ معاصرین جس عقیدت و نیازمندی سے علی گڈہ کالج کے ٹرسٹیوں کے مقبرے کی تلاوت کرتے ہیں ' اسکے عشر عشیر توجہ سے کبھی قرآن اور تاریخ پیروان قرآن کو بھی پڑھ لیتے -

تو ہندوستان اگر مسلمانوں کی ہے ' اگر انکے روپیہ سے بنائی جارہی ہے ' اور اگر مسلمانوں میں اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی باقی ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک نو مسلم چمار - جس نے ایک پھوٹی کوڑی بھی کبھی لیڈروں کے سپرد نہیں کی ہے - یہ حق رکھتا ہے کہ بلا استثنا ہر اسلامی اور قومی معاملے کی نسبت راے دے ' اور اگر لیڈر مسلمانوں کے لیڈر ہیں تو مجبور ہیں کہ اسکی آواز پر کان دھریں - یہ حق ہر قائل کلمۂ لا الہ الا اللہ کو حاصل ہے - اسمیں تمہاری بنائی ہوئی شرطوں کو کوئی دخل نہیں - چندہ دینے یا نہ دینے کا کوئی سوال نہیں - یہ حق خدا کا ' اسکے قرآن کا ' اور اسکے رسول کریم کا دیا ہوا ہے ' پھر کیا تم میں کسی کو طاقت ہے جو اسے چھین لے ؟ -

---

اسلام کی روح حریت اس بارے میں اسلام کی تعلیم اور اسکے نظائر بالکل صاف اور غیر مشتبہ ہیں - اسلام نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے ' اور اس اصول کو اعمدۂ دین متین و اکبر اساطین قوام ملة سے قرار دیا ہے ' بلکہ فضل شرف و امتیاز ملت مرحومہ " کنتم خیر امة اخرجت للناس ' تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر - احادیث کو دیکھا جاے تو منجملہ بیشمار احادیث کے ایک مشہور حدیث (صحیح مسلم) میں ملتی ہے ' جسکو حضرت (ابو سعید) خدری نے روایت کیا ہے : من رای منکم (تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات دیکھے) منکرا فلیغیرہ (تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اسکا انسداد) بیدہ فان لم (کرے ' اگر اسکی طاقت نہ پاے تو زبان سے اسکی) یستطع فبلسانه ' (برائی ظاہر کردے ' اور اگر اسکی بھی قدرت نہ) فان لم یستطع (دیکھے تو پھر ' دل ہی دل میں اسکو برا سمجھے ') فبقلبه ' و ذلک (مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف) اضعف الایمان (درجہ ہے -)

نسائی ' ترمذی ' اور ابن ماجہ نے بھی اس روایت کو لیا ہے ' اور نسائی کی روایت میں ہر صورت کے بعد " فقد بری " کا لفظ بھی موجود ہے ' کہ اگر اتنا بھی اس نے کردیا تو اپنے فرض سے بری ہوگیا -

اسکے بعد خود آنحضرت اور صحابۂ کرام کا طرز عمل ہے ' اسکا یہ حال ہے کہ نہ صرف خلفاے اربعہ ' بلکہ خود مہبط وحی ' اور مورد " ماینطق عن الہوی " کے سامنے صحابہ نے بےدھڑک اپنے اعتراضات و شبہات پیش کرتے تھے ' اور اسکی جواب طلبی کی جاتی تھی - حضرت عمر نے (صلح حدیبیہ) کے موقعہ پر جس سختی سے اپنا اعتراض پیش کیا تھا ' وہ ہر تاریخ میں ملسکتا ہے -

خلفاے اسلام کا اس بارے میں جو طرز عمل تھا ' وہ آجکل بار بار دھرایا جا چکا ہے - حضرت (عمر) کے زمانے میں جس شخص کا جی چاہتا تھا " واللہ ما عدلت یا عمر " کہکر سر راہ ٹوکدیتا تھا ' اور وہ اس سے خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور عربی خون کی آزادی کا اصلی جوہر ہے - البتہ (بنی امیہ) نے اس روح حریت کو غارت کیا اور لوگوں کی زبانوں پر تلوار کی ضرب سے مہر لگا دی -

یا سبحان اللہ ! ! جس قوم کے ہر فرد کو سید المرسلین کے جانشینوں سے بیت المال کے حساب لینے کا حق تھا ' اور وہ جب چاہتے تھے ' خلیفۂ اسلام کی دیانت داری کو جانچ سکتے تھے ' آج اسکو کہا جاتا ہے کہ ان لیڈروں کے آگے قوم کے روپیے کی نسبت کوئی راے نہ دو ' چپکے آؤ اور دو آؤ ' آجتک اسلام کے عام احکام صوم و صلوۃ پر بھی عمل کرنے کی توفیق کبھی نہیں ملی ! ! فما لهؤلاء القوم ' لا یکادون یفقهون حدیثا -

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی خاموشی اور غلط اصول اعتماد سے کام کرنے والوں کو جس مطلق العنانی کا عادی بنا دیا تھا ' اسکا یہ لازمی نتیجہ ہے - تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ خود کام کرنے والے تو اب اسطرح کی کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے ' ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں ' جو قوم کی مداخلت کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں ' لیکن یہ انکے خواہ مخواہ کے دوست اسطرح کے خیالات ظاہر کرکے تعلیک میں لیڈروں کو اور زیادہ بدنام کررہے ہیں -

---

قومی صلاح کار کے عنوان سے گذشتہ نمبر میں ایک مراسلہ شائع ہوئی تھی ' اسکی نسبت چند الفاظ عرض کرنا ضروری تھے مگر ہم کو خیال نہیں رہا -

ہمارے لائق دوست کے تمام مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف خدا پر اعتماد ' اور اسی کا سہارا ڈھونڈھنا چاہیے ' اور کسی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں ' اور اسی کی وہ ہمیں دعوت دیتے ہیں ' لیکن تعجب ہے کہ اگر خود ہمیں اس دعوت کے دینے کی ضرورت ہے ' تو پھر الہلال نوم اشاعت سے لیکر آجتک کیا لکھتا رہا ؟ برادر من ! آپنے یہ تو کمال ہی کیا کہ الہلال کی آواز کی بازگشت خود اسکے ہی آگے دہرا دی ' ہمارا تو اصلی رونا ہی یہی ہے کہ مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و عاجز ہورہے ہیں مگر خدا کے دروازے پر نہیں جھکتے - باقی رہا الہلال کا وہ نوٹ ' جسپر آپ بہت برہم ہیں ' تو براہ عنایت اسپر ایک نظر اور ڈال لیجیے ' ہم کو تو اس نوٹ کے اندر کوئی متضاد خیال نظر نہیں آتا - بیشک مسلمانوں کو نہ تو محض گورنمنٹ پر اعتماد کرنا چاہیے اور نہ ہندوں کا اتباع کرنا چاہیے مگر بلا سبب سے خائف بھی - آپنے " اتباع و اعتماد " اور " اتحاد " میں فرق نہیں کیا -

حیرت ہے کہ الہلال نے جس چیز کو اپنی دعوت کا اصل اصول

(۱) آیا تمہارے پاس کوئی اور علم شریعت ہے جو تم دکھا سکتے ہو ؟ حقیقت یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں ' صرف اپنے نفس کے واہموں پر چلتے ہو اور خالی انکلیں دوڑاتے ہو -

اور حواس گو قائم و صحیح ہیں ' مگر اس رعب و سطوت کے وجہ سے اسطرح دب گئی ہیں ' کہ انکو اپنے اعمال کا موقعہ ہی نہیں ملتا - قوت فکری ضرور اسکے دل میں شک اور تزلزل پیدا کرے کہ ان باتوں میں دھرا ہی کیا ہے ؟ مگر مرعوبیت اسکی مہلت ہی نہیں دیتی - آنکھیں ضرور اسکو دکھلائیں کہ یہ ایک حقیر و ذلیل پتھر ہے ' مگر مرعوبیت کی بندھی ہوئی پٹی دیکھنے ہی نہیں دیتی - اسکے پاس غور اور فکر کی وہ تمام قوتیں موجود ہیں ' جو ایک موحد اور " ملکوت السماوات والارض " پر غور کرنے والے حکیم کے پاس ہیں ' مگر اعتقاد و عظمت کا دیوانہ پن اسے پنجے کی گرفت سے نکلنے نہیں دیتا - قرآن کریم نے اسی حالت کی نسبت فرمایا ہے کہ

فانها لا تعمی الابصار ' ولاکن تعمی القلوب التی فی الصدور - (۲۲ : ۴۵)
گمراہ ہونیکی آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں میں ہیں -

یہ حالت عام ہے اور اسکی نظیریں انسانی اعمال کی ہر شاخ میں ملسکتی ہیں - مذہب کی طرح پالٹکس میں بھی مسلمانوں پر اپنے پیشواؤں کی عظمت و جبروت کا رعب اسطرح چھایا ہوا تھا کہ انکو کبھی خود غور کرنے اور اپنی حالت کو سمجھنے کی جرات ہی نہیں ہوتی تھی - اگر کبھی کسی شخص کے دل میں شک و شبہ پیدا بھی ہوتا تھا ' تو اس مرعوبیت کے استیلا سے شکست کھا جاتا تھا - مگر الحمد للہ کہ اب تقلید کی بندشوں کی شکست نے اس الہی رعب و سطوت کی زنجیروں سے بھی مسلمانوں کے دماغوں کو نجات دلادی ہے ' اور ہماری نظر میں یہ اصلاح و تغیر کی دوسری بنیاد ہے ' جسکو ہر طرح کے اصلاحی تغیرات کا دیباچہ سمجھنا چاہیے - یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں ہے کہ کل تک جن لیڈروں کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالنا ' سب سے بڑا انسانی جرم سمجھا جاتا تھا ' آج تمام قوم علانیہ اخبارات میں انپر سخت سے سخت نکتہ چینیاں کر رہی ہے اور شدائد سے شدید الزام دینے میں بھی کوئی گناہ نہیں سمجھتی - اب لیڈروں کی بنائی ہوئی سیاسی شریعت کے احکام میں عقل کو دخل دینا کفر نہیں رہا ' بلکہ صرف بدعت ہے ' اور بہتوں کے عقیدے میں تو بدعت حسنہ - اب آزادانہ حقوق طلبی اور پولٹیکل جد و جہد کی دعوت دینے والے کو گندہ سیاسی اصطلاح کی سب سے بڑی گالی دینے ' یعنی " کانگرسی " کہنے میں جلدی نہیں کی جاتی ' حالانکہ یہ وہ گالی تھی ' جسمیں گویا اخلاقی ' تمدنی ' اور مذہبی رذائل و عیوب کی ایک دنیا پوشیدہ تھی ' غرضکہ اب مسلمان لیڈروں اور انکی " مسلمہ پالیسی " کی عظمت و رعب کا بیت عنکبوت تھا ' مسمار ہو گیا ہے وان اوہن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۱) نعرۂ انا الحق کہنے پر منصور کو سولی پر چڑھایا جاتا تھا ' اب بہت سے منصور پیدا ہو گئے ہیں جو دار و رسن کی سطوت سے بے خوف و نڈر ہیں ' اور خود لیڈروں نے بھی اس تغیر کی قوت کو محسوس کرکے اپنے اندر " ما انزل اللہ بہا من سلطان " کی گرفت ڈھیلی کردی ہے ' بلکہ زیادہ غور کے ساتھ دیکھا جائے تو لیڈروں کے رعب و سطوت کی جگہ اب خود لیڈر قوم کے رعب سے مرعوب ہو رہے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس تغیر کی فرصت کو ضائع نہ کردیا گیا تو انشاء اللہ بہت جلد قوم میں زندگی کی حرکت پیدا ہونے والی ہے :

ویحق اللہ الحق بکلماته ' ولو کرہ المجرمون (اور خدا اپنے کلام سے حق بات کو حق کر دکھائے گا ' اگرچہ منکروں کو برا لگے - (۱۰ : ۸۲)

اسلامی پریس کا تغیر

اگرچہ اس تغیر حالت کا اصلی سبب ' فطری ولولوں کا اضطراب ' اور پھر اسکا جلد ظہور ' بسبب تقسیم بنگال کو سمجھنا چاہیے - لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ اسلامی پریس کے ایک دانشمند اور اثر انگیز حصے نے بھی اس تغیر کی تکمیل میں بہت مدد دی ' اور یہ سخت نا انصافی ہوگی اگر اب ' اور آئندہ بھی اس تغیر کے تذکرے میں انکے ذکر کو نظر انداز کردیا جائے -

اس سلسلے میں بلحاظ تقدم اشاعت سب سے پہلے کامریڈ کا ذکر کرنا چاہیے ' جس نے گو قدیمی اصطلاحات و اسما کو ہمیشہ قائم رکھنے کی سعی لاحاصل کی (لاحاصل اسلیے کہ اب ان میں حرارت غریزی باقی نہیں رہی) لیکن تاہم معانی بہت کچھ بدل دیے ' اور گو تغیر کی رفتار مصلحةً سست رکھی ' مگر پچھلی منزل سے آگے بڑھتا رہا ' اور مسلمانوں میں بتدریج ملکی معاملات سے دلچسپی لینے کے مذاق اور ہر پولٹیکل مسئلے میں لیڈروں کے متوازی ایک جدید قومی آرا کے ظہور و نشو و نما کا ایک موثر محرک ہوا - اصلاح و تغیر کے مختلف طرق میں سے یہ بھی ایک بے خطر اور آسان تر طریقہ ہے - کامریڈ کے ساتھ ہی مسلم گزٹ لکھنؤ اور زمیندار لاہور کے نام نظر آتے ہیں ' جنکی آزادانہ پالیسی کو فی الحقیقت اس نئی بیداری کے ظہور میں نمایاں دخل ہے - پرانے اخباروں میں وکیل امرتسر بھی قابل تذکرہ ہے ' جس نے یونیورسٹی کے متعلق ابتدا سے آزادانہ رائیں ظاہر کیں - اسی سلسلے میں خاص طور پر البشیر کا بھی ذکر کرنا چاہیے ' جس نے سچائی اور قابل تعریف دلیری سے نئے تغیرات کا ساتھ دیا ہے اور پچھلی پالیسی سے دست بردار ہو جانے کا اعلان کردیا ہے - یونیورسٹی کمیٹی کی نسبت بھی جو مضامین آجکل وہ لکھ رہا ہے ' وہ آزادی اور راست بیانی سے خالی نہیں - اور گو وہ ہم " قدیمی دشمنان کالج " اور " اعداے قوم " سے کتنا ہی ناراض ہو ' مگر جب وہ اپنی جگہ چھوڑ کر حرکت کرچکا ہے - تو اب ہم کو اس سے کوئی ناراضگی نہیں ' بلکہ خوش ہیں کہ

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

اسکے علاوہ ہم عام طور پر اکثر معاصرین کو اس تغیر سے متاثر ' اور راہ حق گوئی و آزادی کے قریب قریب پاتے ہیں ' نئے نئے پرچے بھی جو نکل رہے ہیں ' وہ بھی الحمد للہ نئے خیالات لیکر نکلے ہیں اور پرانے طریق کو چھوڑ رہے ہیں - اکثر صاحبوں نے تو علانیہ نئے خیالات کا اظہار شروع کردیا ہے اور بعض مصلحةً صرف تغیر لب و لہجہ سے نئی پالیسی کی ابتدا کرنی چاہتے ہیں اور بتدریج دونوں کا ایک

۲۹ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته وهو الولی الحمید (۴۲ ۲۷) -

(۲)

کسیکه محرم راز صبا ست ' می داند
که با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست

دوسری علامت رهبانی اقتدار کا خاتمه

ایک بہت بڑی امید افزا علامت یہ بھی ہے کہ ہمارے لیڈروں کی اُس احباری اور رُہبانی سطوت و تسلط (۱) کا خاتمہ ہوگیا ' جس نے قوم کے قلوب و اذہان کی دا نی قوت سلب کردی تھی ' اور کسی متنفس کو اسکے آگے چوں و چرا کرنے کی جراَت نہیں ہوتی تھی - اسطرح کے دہشت و رعب کا کسی ایک گروہ کے قبضے میں رہنا ' ہمیشہ سے مومنوں کے دماغی تنزل کی ایک حقیقی علت رہا ہے ' اور تقلید کی جسقدر گمراہیاں ہیں ' وہ اسی رعب و جبروت کی ہوا میں نشو و نما پاتی ہیں - ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ ہر اصلاح کی اولین منزل تقلیدی بندشوں سے رہائی ہے ' لیکن تقلید کے قید خانے سے آدمی نکل نہیں سکتا ' جب تک پیشواؤں کے رعب و جبروت کی زنجیروں سے رہائی نہ پائے - انسان کے نظام دماغی پر صرف اعتقادات کی حکومت ہے ' اسکے تمام جذبے اسی شے کے ماتحت ' اور تمام اعمال و افعال اسی سے وابستہ ہیں ' پس جب اسکا دماغ کسی خارجی عظمت و جبروت کے اثر سے مرعوب ہو جاتا ہے ' تو اسکے تمام اعمال و معتقدات میں اس مرعوبیت کا اثر سرایت کر جاتا ہے ' بلکہ وہ جو کچھ دیکھتا اور سنتا ہے ' وہ بھی اس مرعوبیت کے اثر سے خالی نہیں ہوتا - چونکہ اسکی قوت فکری بیکار ہو جاتی ہے ' اسلیے یہ مرعوبیت جو کچھ دکھاتی ہے ' دیکھتا ہے ' اور جو یقین دلاتی ہے ' یقین کرتا ہے -

ایک بت پرست جب انتہا درجے کی عاجزی کے ساتھ ایک پتھر کی مورت کے آگے سر جھکاتا ہے ' تو کیسا اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ؟ کیا اسکی قوت بصارت جواب دیدیتی ہے ؟ کیا سوچنے اور سمجھنے والی قوت اسکے دماغ سے آس وقت چھین لی جاتی ہے ؟ اور کیا کوئی خاص قوت تفکر موحد و اله پرست انسان کو نصیب ہے ' جو بت پرستوں کو نصیب نہیں ؟ پھر کیا بات ہے کہ ہم کو جو شے محض پتھر کا ایک ٹکڑا نظر آتی ہے ' ما لا ینفعهم و یضرهم ' اُسی شے میں بت پرست الہی طاقتوں اور عظمتوں کا کرشمہ دیکھتا ہے ' اور جو قوت فکری ہمیں اسپر ہنساتی ہے ' وہی اُسکی طاقتوں کا اُسے یقین دلاتی ہے ؟

اسکا اصلی سبب یہی ہے کہ تقلید آبائ و رسوم نے ان بتوں کی عظمت و جبروت سے اسکے دماغ کو مرعوب کردیا ہے ' اور تمام قوتیں

---

(۱) عربی میں عیسائیوں اور یہودیوں کے روحانی مقتداؤں اور علما کو احبار و رهبان کہتے ہیں - احباری و رُہبانی تسلط سے انکا وہ مشرکانہ اقتدار مقصود ہے ' جو چھٹی صدی عیسوی میں تمام اقوام بنی اسرائیل پر چھایا ہوا تھا ' اور جسکی وجہ سے انکے ہاتھ میں تمام الہی احکام و قوانین چلے گئے تھے - جس چیز کو چاہتے تھے قوم پر حرام کردیتے تھے ' اور جسکو چاہتے تھے حلال کردیتے تھے - کسی عام مرد قوم کو حق حاصل نہ تھا کہ اپنے ذاتی تفکر اور اجتہاد سے کسی مسئلے پر غور کرے ' اور اپنی زندگی کے اعمال و معتقدات کا خود فیصلہ کرے - قرآن کریم نے تقلید کی پرستش کا استیصال کرتے ہوئے سب سے بڑی ترجیحی ضرب اس اقتدار پر لگائی ' اور فرمایا کہ اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله [یہود و نصارا نے اپنے پیشواؤں کو خدا کا شریک بنا لیا ہے - ۹ ۳۱] عدی بن حاتم نے جب اس آیت کے نزول پر اعتراض کیا کہ "یہود و نصاریٰ اپنے مذہبی پیشواؤں کو خدا کب سمجھتے ہیں ؟ " تو آنحضرت (صلعم) نے فرمایا کہ " کیا وہ جس چیز کو حلال کردیں ' تم انکو حلال ' اور جسکو تم پر حرام کردیں ' اسکو حرام نہیں یقین کرلیتے ؟ حالانکہ اسکا اختیار صرف خدا تعالی کو حاصل ہے "

لوتھر کے زمانے تک تمام مسیحی دنیا پر یہ رہبانی تسلط قائم تھا ' رومن کیتھولک عیسائیوں میں ابتک قائم ہے ' اور مسلمانوں میں بھی صدیوں سے ہمارے فقہاے متاخرین اور علماے حال ایک شدید الاستبداد ربی کا حکم رکھتے ہیں ' اور قرآن کریم جن بتوں کو کاٹنے آیا تھا ' وہی آج اسکے ابروؤں کے بالوں کا زیور ہیں - وہ جس شے کو چاہیں ' حلال کردیں ' اور جس کو چاہیں حرام - گویا قرآن اور حدیث ہندؤں کی مقدس کتابوں کی طرح صرف پنڈتوں کے دماغ و فہم کیلیے نازل ہوا ہے ' کسی عام مرد قوم کو اسمیں تدبر و تفکر و فہم و ادراک کا حق حاصل نہیں - یہی تقلید اور سد باب اجتہاد کا مرض ہے ' جس نے صدیوں سے مسلمانوں میں ہر طرح کے ارتقاے ذہنی اور اجتہاد فکری کا دروازہ بند کردیا ہے - ابتک یہ تسلط مسلمانوں میں صرف ہمارے علما ہی کو حاصل تھا ' لیکن اب انکو ہٹا کر انکی مسند پر قبضہ کرنے والے بعض فرنگی مآب لیڈروں کو بھی حاصل ہوگیا ہے - جبہ و دستار کا اقتدار صرف مذہبی معاملات میں محدود تھا ' لیکن فراک کوٹ اور ترکش کیپ کی طاقت غیر محدود و لا انتہا ہے - نہ صرف پولٹکل معاملات میں ' بلکہ مذہب کی قطع و برید کی بھی جب کبھی (حسب مصالح جدیدہ و مقتضیات حالیہ) ضرورت پیش آجاے - وہ ہرطرح کے احکام الہیہ جاری کرنے کیلیے انتہائی قوت ہیں ! !

پولٹکل معاملات میں تو انکے احکام سے سر مو تجاوز کرنا بھی بالکل فسق و کفر ہے یا ایها الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار و الرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله (۹ ۳۴) -

کھولدیا ہے - جب حرکت پیدا ہوگی اور نفس کی قید سے باہر نکلیں گے ' تو پھر خود ہی اپنے لیے کوئی نہ کوئی آشیانہ ڈھونڈھ لیں گے - یہ بالکل سچ ہے ' اور جو لوگ آج قوم میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں ' انکو ہرگز اسکا ذمہ دار نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ قوم کو گڑھے سے نکالکر اسکے لیے کوئی نیا محل بھی طیار کردیں - یہ کام انکا نہیں ہے ' انکا اصلی فرض یہاں تک پہنچکر ختم ہوجاتا ہے کہ پانی بند ہے ' اسکا بند توڑ دیں ' جب وہ چلے گا تو خود اپنا راستہ نکال لے گا ' اور اگر خود نہ نکال سکے گا تو پھر انجینیر آئیں گے اور اسکے لیے ایک مستقیم نہر کا خط کھینچیں گے -

یہ اصلاح کے تقسیم عمل کا ایک سچا اصول ہے' مگر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسکے لیے وہ قومیں موزوں ہیں' جنکے یہاں تقسیم عمل کیلیے دماغوں اور ہاتھوں کی کمی نہیں' انکے یہاں ایک دماغ صرف نقاد ہوتا ہے جو صرف نکتہ چینی کرتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ عمارت کی دیوار میں اس جگہہ کجی ہے - پھر دوسری جماعت معماروں کی ہوتی ہے ' وہ دیوار کو ڈھاکر از سرنو اٹھاتی ہے - مگر مسلمانوں میں اصلی سوال دماغ اور راے ہی کا نہیں ' بلکہ آدمیوں کا ہے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم میں آدمی نہیں' اور آدمی مشینوں میں ڈھل نہیں سکتے - پس ہمکو ہمیشہ اپنی بے بضاعتی پر نظر رکھنی چاہیے' اور اسلئے ہر شخص کو صرف اپنا فرض ہی نہیں دیکھنا چاہیے' بلکہ اپنے امکان اور مقدور پر نظر رکھنی چاہیے - امن کے زمانے میں جب فوج اپنی اپنی بارکوں میں رہتی ہے ' تو توپ چلانا سیکھتی ہے' انکو اٹھا کر اپنے کندھے پر لیے ہوے نہیں پھرتی ' لیکن جب جنگ کی نازک گھڑیاں آجاتی ہیں تو پھر اس وقت صرف فرض اور ذمہ داری ہی ہر شخص کی نہیں دیکھی جاتی' بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اپنے اپنے مقدور اور اپنی اپنی طاقت بھر جو سپاہی جسقدر کام کر سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے - اگر توپ سامنے آکر حائل ہوجاتے ہیں تو سپاہی حکموں اور مزدوروں کا انتظار نہیں کرتے - خود ہی توپوں کو کھولتے ہیں' خود ہی اپنی پیٹھوں پر لاد بھی لیتے ہیں ' اور پھر خود ہی وقت پر اسے کام بھی لیتے ہیں - اسلام کیلیے درحقیقت یہ ایک جنگ کی نازک گھڑی ہے' جسمیں وہ اپنے سپاہی سے صرف اسکی ڈیوٹی ہی کا نہیں' بلکہ وہ جو کچھہ کرسکتا ہے' اسکا طالب ہے - اس وقت کام کرنے والوں کو خود ہی تجویز پیش کرنی چاہیے' خود ہی قوم میں اسکی دعوت پھیلانی چاہیے ' اور پھر کوشش کرنی چاہیے کہ ہوسکے تو خود ہی اس تجویز کو عمل تک پہنچائیں اور اگر نئی تلاش کی دعوت دی ہے ' تو خود ہی اسکو ڈھونڈھکر سامنے بھی کردیں -

اسی بنا پر اب ہم گذشتہ کے ذکر و افسوس کو نا مکمل بیکار سمجھتے ہیں - اصلی کام یہ ہے کہ پچھلی راہ سے ہٹانے کے بعد اب قوم کے آگے ایک نئی راہ کھولدی جاے اور انشاء اللہ تعالی اس بارے میں رب کریم و عزیز و حکیم نے جو خیالات ہمارے دل میں ڈالے ہیں' انکو آئندہ نمبر میں پیش کرینگے - اور تمام باتیں اسی کے فضل و توفیق پر موقوف ہیں - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

شئون عثمانیہ

— * —

تزاحم اغراض ' تنافس اقلام ' و تصادم احزاب

الحاقہ ما الحاقہ ' و ما ادراک ما الحاقہ ؟ (۱) وہ تزاحم اغراض ' تصادم احزاب ' تضارب اقدام ' اور تنافس افکار و اقلام کی ایک سخت و شدید ابتلا تھی ' جو حفظ خلافت اسلامی ' اور لواے توحید کلمۂ اسلام کے اس نازک فیصلہ کی ساعت میں بالآخر دولت عثمانیہ پر نازل ہوگئی — ھنالک ابتلی المسلمون ' و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

اتحاد و ترقی کا عارضی عزل

دو سال سے حزب الحریۃ و الائتلاف کی سازش کا جو جال قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں بنا جارہا تھا' جسکے بننے کیلیے (کامل پاشا) کے دستر پیری کی چادرسے تار نکالے گئے تھے ' جسمیں استعمال کرنے کیلیے (اسماعیل کمال نے) انگلستان جاکر وہاں کی مضبوط آہنی سلائیاں لایا تھا ' جسکی جال کے خانوں میں البانی زنبوروں کی ڈنک کا زہر (۲) تقسیم کیا گیا تھا' جسکی طیاری میں عہد استبداد کے پرورش یافتہ مصطفی صبری ' لطفی فکری ' اور عجیب تر نواب کی انگلیاں بھی شریک کی گئی تھیں' اور جسکی تکمیل کیلیے مصری کپاس کی گٹھریاں کھولی گئی تھیں' بالآخر پورا کے انگلو ٹرکش کارخانے میں بنکر طیار ہوگئی اور اسکے اندر اتحاد و ترقی کے پانوں الجھکر رہگئے - یہ گو اتحادی پارٹی پر ایک عارضی فتح یابی ہے' مگر چونکہ عارضی ہے ' اسلیے زیادہ مخدوش اور خطرناک ہے - کچھہ بعید نہیں کہ اس تصادم و تضارب میں تسلسل و امتداد پیدا ہوجاے ' اور اتحاد و ترقی پھر دوبارہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے تازہ کردے -

اس وقت ترکی میں صرف پارٹیوں کی سازشوں اور جتھہ بندیوں ہی کا نہیں ' بلکہ افکار و اقلام کا بھی ایک سخت تزاحم برپا ہے - اتحاد و ترقی گو شکست کھا چکی ہے' مگر اسکی آواز ہر گوشے سے بلند ہے - حزب الائتلاف کے اخبارات خوشیاں منا رہے ہیں ' اور اتحادی اخبارات نئی وزارت کی قلعی کھول رہے ہیں - معتدل اخبارات بھی ابتداے انقلاب سے دونوں جماعتوں میں منقسم ہوگئے ہیں' اور اپنی اپنی جماعتوں کی حمایت اسطرح کرتے ہیں ' گویا خود انکی وزارت کو شکست و ظفر سے سامنا ہے - ان میں مشہور (المؤید) جسکو عہد گذشتہ کے نعموں اور انعامات کی حسرت و ماتم سے آجتک مہلت نہیں ملی ' ابتداے انقلاب دستوری سے اتحاد و ترقی کا مخالف ہے ' (کیونکہ دستوری حکومت

---

(۱) وہ ایک شدنی اور ہونے والی بات تھی اور تم جانتے ہو کہ وہ کونسی شدنی بات تھی ؟ (سورہ الحاقہ)

(۲) البانیا میں ایک خاص طرح کا بھڑ زہریلا زنبور ہوتا ہے جسکے ڈنک کی ہلاکت مشہور ہے - البانیا کو اس سازشی کارروائی میں شریک کرنے کی طرف اس سے اشارہ مقصود ہے -

جذبات دیئے ہیں' اور ایثار و قربانی کی جو سچی اور عدیم‌المثال مثالیں اپنے اندر رکھتا ہے - اسکی نظیر دنیا میں ہمیشہ نہیں ملسکتی - البتہ اسمیں ہر طرح کے لوگ ہیں' بعض خود غرض اور نفع پرست اشخاص بھی شامل ہیں اور ملاحدہ و مبتدعین دورت بھی فمنہم ظالم لنفسه و منہم مقتصد' و منہم سابق بالخيرات - انکے گذشتہ پنج سالہ عہد حکومت کے اکثر اعمال قابل تحسین ہیں' اور بہت سے اعمال قابل اصلاح' اور بعض قابل تعزیر خلطوا عملاً صالحاً و اخر سيئاً [انہوں نے ملے جلے عمل کیے' اچھے بھی اور برے بھی - ۹ ۱۰۳] لیکن ساتھہ ھي انکے پاس اسقدر ذخیرہ حسنات کا موجود ہے کہ وہ ان سیئات سے درگذر کرنے کیلیے کافي ہے و انما الحسنات یذھبن السیئات (۱) -

پس ہمارے خیال میں جو لوگ آج نئی وزارت کے قیام اور پارلیمنٹ کی برخاستگی پر شادمانی و نشاط ظاہر کر رہے ہیں' وہ یا تو حالات سے بے خبر ہیں' یا سرے سے انہیں عثمانی دستور ھی سے کوئي ہمدردی نہیں - اگر یہ محض ایک اندرونی نزاع ہوتا' یا اندروني جماعت گردی کی وجہ سے اتحاد و ترقی کی جگہہ اسکی ایک مخالف جماعت کامیاب ہو جاتی' تو ہمیں کچھہ بھی افسوس اور رنج نہ ہوتا - مقصود فقط خلافت سے ہے' اور دستوری حکومت میں اجزائی فتح و شکست ناگزیر ہے - لیکن افسوس یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی نو ملک کی کسی اصلی جماعت نے شکست نہیں دي ہے' بلکہ اجانب کی سازشوں نے اپنے ابلیسانہ اغراض کیلیے انجمن کو راہ سے ہٹانا ضروری سمجھکر حزب الائتلاف کا بھیس بدلا ہے' اور ارتجاعی گروہ کو ساتھہ لیکر ایک خطرناک چال چلي ہے - اس وقت اتحاد و ترقی کی شکست کا افسوس نہیں ہے' بلکہ غیروں کی فتح یابی کا

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجکو ہلاک
رنج یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ یاراں ہوگا

ہمارے بعض معاصرین کی سخت غلطي

ہندوستان کے بعض اردو اخبار جو حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے انجمن اتحاد و ترقی کی شکست پر اظہار شادمانی کر رہے ہیں' اور انجمن کے مخالفین کی تحریرات کے اقتباسات و تراجم کی اشاعت میں غور و فکر سے کام نہیں لیتے' وہ درحقیقت اسطرح علاوہ مکذوبات و اتہامات کی اشاعت میں معین و مددگار ہونے کے ہندوستان کے مسلمانوں کو موجودہ عثمانی خلافت سے مایوس و بدظن کردینے کی بھی سخت غلطی کر رہے ہیں - ان لوگوں کے ذرائع معلومات زیادہ تر مصر کے عربی اخبارات ہیں' یا پھر انگریزي اخبارات کے نامہ نگاروں کی چٹھیاں' اول الذکر اخبارات کا یہ حال ہے کہ المؤید' الجریدہ' العدل' الاھرام' الرای العام' المحروسہ' اور اسی طرح کے اکثر اخبارات اپنے خاص اغراض ذاتی کی وجہ سے انجمن کے اسقدر شدید مخالف ہیں' ارر اگر اسکے وجوہ ہم بیان کریں تو کئي صفحے مطلوب ہیں' جو لوگ آغاز دستور کے زمانے میں مصری پریس کے باہمی مناقشات و مزاحمات سے واقف ہیں' وہ اچھی طرح اس سے باخبر ہونگے - البتہ اللواء' (اب بند ہوگیا ہے) اور العلم' یہ دو اخبار اتحاد و ترقی کے موافق ہیں' اور الحقیقت بیروت کا' الزھرہ تونس کا' اور ادعاد و الترقی طرابلس الشام کا بھی انکے ساتھہ ہے' مگر یہ آخری اخبارات ہمارے معاصرین کے ہاں کم آتے ہیں اور زیادہ تر انکا المؤید اور العدل وغیرہ پر دار و مدار ہے' اسلیے وہ بے خبری میں انکے بیان کردہ حالات پر وثوق کر لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ اخبارات خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں - یہاں تک کہ اس ہفتے ہم نے ایک اخبار میں (المقطم) کے نامہ نگار کے طومار مکذوبات تحریر کا ترجمہ دیکھا' جسکو مترجم نے نہایت بےتوجہی اور توصیفی الفاظ کے ساتھہ شائع کیا ہے' لیکن ہمارے معاصر کو معلوم نہیں کہ (المقطم) قاہرہ میں (حزب الاحتلال) کا مسلم ارگن ہے' اور ڈاکٹر یعقوب اور ڈاکٹر صروف نمر دو شامی عیسائی (جو تمام مصر میں شیخ الاحتلال کے لقب سے پکارے جاتے ہیں) اسے شائع کرتے ہیں - اسکو انگریزی حکومت نے اپنی سرپرستی اور نگرانی میں صرف اسلیے جاری کرایا ہے کہ ملک میں انگریزی اثر کی توسیع و استحکام کا ذریعہ ہو' اور وہ ۲۵ برس سے اسلامی ترقیات اور عثمانی مقاصد کا اعدی عدو دشمن ہے - پس اسکی مخالفانہ تحریریں تو اس سے زیادہ معتبر نہیں ہوسکتیں' جتنی تائمز کے نامہ نگار کی چٹھیاں - باقی رہیں انگریزی اخبارات کی اشاعات' تو یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ اس نزاع میں خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں وہ اسکے لیے کیونکر جج ہو سکتے ہیں؟ درحقیقت انجمن اتحاد و ترقی کی مذمت اور حزب الائتلاف کی مدحت سرائي میں سب سے زیادہ انگلستان کا حصہ لینا ھی اس امر کا ثبوت بین ہے کہ اتحاد و ترقی انگریزی سازش کا شکار ہوئی ہے' نہ کہ کسی ملکی فتح یابی کا -

جو لوگ نے قابل اتحاد و ترقی کے متعلق طرح طرح کے مخالفانہ قصص مشہور کر رہے ہیں' انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ اتحاد و ترقی ھی نے موجودہ عثمانی حکومت قائم کی ہے' ابتک وہی قابض رہی تھی' اور پھر عنقریب چھہ ماہ کے بعد آنے والی ہے - اسکی طرف سے ناواقف ہندوستانی مسلمانوں کو بدظن کرنے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ جو محبت و عظمت انکے دلوں میں دولت عثمانی کی موجود ہے' اور جو فی الحقیقت اتحاد اسلام' اور استحکام کلمۂ خلافت کا ذریعہ ہے' وہ مایوسی سے بدل جائے گی - کیونکہ اتحاد و ترقی اور موجودہ دستوری حکومت مرادف الفاظ ہیں' اور ہمیشہ مرادف رہیں گے - ہم نے اس وقت تک نئے انقلاب پر کچھہ لکھنے سے اسی لیے پرہیز کیا تھا کہ لازمی طور پر نئی حکومت کے بعض سرائر فاش کرنے پڑیں گے اور اسکا اثر عام مسلمانوں پر اچھا نہیں پڑے گا' کیونکہ اجزائی انقلابات سے اصل دولت عثمانی کو الگ کرکے دیکھنے کی وہ سمجھہ نہیں رکھتے - لیکن چونکہ عام طور پر تمام معاصرین ایک غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں اسلیے اسکے ازالے کیلیے مجبوراً ہمکو بھی غلطی میں پڑکر احدی الحسنیین کو اختیار کرنا پڑیگا -

ہم آئندہ نمبر میں اس اجمال کی تفصیل دینگے

---

(۱) نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتی ہیں

نے اسکے لیے کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا) ہندوستان کے بعض اخبارات اسکے مضامین کے اردو ترجمے شائع کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اسطرح وہ اجانب و اغیار کی اُس سازش کا شکار ہو رہے ہیں، جس نے خود اتحاد و ترقی کے ایک حصے کو توڑ کر حزب الائتلاف کے نام سے شکار کر لیا ہے -

انجمن اتحاد و ترقی

لیکن خواہ کچھ ہو، انجمن اتحاد و ترقی مر نہیں سکتی، جس جماعت کے ہاتھوں سے تاریخ عالم کا ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر واقعہ انجام پایا ہو، اسکو انگلستان کی سیاسی مکدربات سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا - انجمن کیلیے یہ شرف کم نہیں ہے کہ اُس نے صدیوں کی شخصی اور استبدادی حکومت کا بغیر کسی کشت و خون کے خاتمہ کر دیا، اُس نے خلافت عثمانی کو، جو باوجود شخصی حکومت ہونے کے خلافت اسلامی ہونے کی مدعی تھی، (حالانکہ شخصی استبداد اور توحید اسلامی بہ حقیقت میں جمع نہیں ہو سکتے) دستوری حکومت میں تبدیل کر کے صحیح معنوں میں خلافت کے بلند پایے کا مستحق کر دیا، اُس نے پانچ سال تک انقلاب کے بعد کے پر اختلال و اغتشاش دور میں عثمانی شرف کی حفاظت کی، کریٹ کے مسئلے میں اس دلیری اور جرات کے ساتھ دول کو جواب دیا کہ نصف صدی کے بعد یورپ نے عثمانی خون کی گرمی محسوس کی، روسی مداخلت کے وقت جب کہ خود انجمن اندرونی دشمنوں سے گھری ہوئی تھی، اس سختی کے ساتھ روسی قنصل کو باب عالی سے واپس کر دیا کہ پھر اسکو دوبارہ لب ہلانے کی جرات نہ ہوئی، اور سب سے زیادہ یہ، کہ جنگ طرابلس کے موقعہ پر جبکہ اسلامی شرف و عظمت کا گویا یوم الفصل سر پر آ گیا تھا یہی اتحاد و ترقی کی پارٹی تھی، جس نے ایک طرف خود باب عالی کے اندر عزم اور استقلال قائم رکھا، اور دوسری طرف اپنے جانفروشوں کے اسلام پرستانہ اقدامات و مجاہدات سے تمام مغرب و مشرق کو حیران و ششدر کر دیا !

لہ حسنات و سیئات

اسمیں شک نہیں کہ اتحاد و ترقی کے مخالفوں کے اعتراضات و الزامات کو اگر انصافاً چھانٹا جائے، تو انکا جھوٹ سچ کی آمیزش سے خالی نہ نکلیگا - انجمن نے زمام حکومت ہاتھوں میں لیتے ہی حکومت کی تمام شاخوں کو اپنے ممبروں سے بھر دیا، فوج کو ہمیشہ اپنے ہاتھوں میں رکھا، اور فوجی حکومت کے نتائج وخیمہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے، اسکے اثر و اقتدار میں شدت گرفت سے استبداد اور تحکم پیدا ہو گیا تھا، اور اسکے دعاوی اور اقدامات غرور و تکبر اور خود مختاری و خود رائی سے آلودہ ہو گئے تھے - فوج کا سیاسی اشتغال، دفعہ (۳۹) کی عدم ترمیم، عربی عنصر کی خواہشوں کی تحقیر، عموماً نوجوان اور یورپین تہذیب سے مرعوب ممبروں کی بے اعتدالیاں، بعض ملکی اور تمدنی اغراض کیلیے خلاف مصلحت جلد بازی، اور سب سے زیادہ قابل تسلیم الزام یہ کہ چند متفرنج اور فرنگی مآب شرکا کا الحاد اور یورپ کی تقلید و اتباع کی ہوس،

یہ تمام الزامات ہیں، جنکو بہ نسبت خود مخالفین انجمن کے اُنکے دانشمند ہوا خواہ زیادہ بہتر طریقہ سے جانتے ہیں - لیکن جن لوگوں نے اسطرح کے انقلابات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر بھی ڈال لی ہے، وہ ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں - کہ یہ جو کچھ ہوا، اس سے بہت کم تھا، جسقدر دو موسموں کے درمیانی تداخل میں ہونا چاہیے - ملکوں میں جب کبھی سیاسی انقلابات ہوے ہیں، تو برسوں تک اسطرح کی بد نظمیاں بلکہ قتل و غارت کا بازار گرم رہا ہے - فرانس میں شخصی حکومت کا اُسی دن خاتمہ ہو گیا تھا جس دن باستیل کے قید خانے کے دروازے توڑے گئے، لیکن باوجود اسکے نصف صدی تک فرانس کو امن و نظم کی جمہوری حکومت نصیب نہیں ہوئی، اور بقول وکٹر ہیوگو (Victor Hugo) "برسوں تک خون کو بوتے رہے، تاکہ اس سے زندگی کا پھل پیدا ہو"

انگلستان میں پارلمنٹری حکومت کی بنیاد فی الحقیقت سنہ ۱۲۱۵ میں پڑ گئی تھی، جب (رچرڈ) شیر دل کے جانشین نے (نورمنڈی) کو ہاتھ سے کھو دیا تھا اور رعایا شورش و اضطراب پیدا کر کے آزادانہ حکومت کے حصول میں کامیاب ہو گئی تھی - لیکن اسکے بعد پھر تین صدیوں تک کیا ہوتا رہا ؟ (چارلس) اول کی قربانی بھی ملک کو امن نہ دلا سکی، شورش و اضطراب، قتل و غارت، اختلال و اغتشاش، انگلستان میں (ولیم) ثالث کے آغاز عہد تک قائم رہا -

یہ نتائج قدرتی ہیں - صدیوں کی بنی ہوئی عمارت جب گرے گی، تو نئی عمارت کے بنتے تک درمیانی زمانہ آسمان کے نیچے ہی بسر کرنا پڑیگا - اتحاد و ترقی نے اگر حکومت پر صرف اپنا ہی اقتدار قائم رکھا، تو ایک منتخب جماعت سے ایسی خود غرضی کی غلطی کا ہونا کوئی سنگین جرم نہیں، فوج ہی نے حکومت کو ابتدا سے نجات دلائی تھی، اسلیے فوجی اقتدار کا جاری ہو جانا بھی لازمی تھا - اتحاد و ترقی اگر فوج کو اپنے ہاتھ میں نہ رکھتی تو کیا کرتی، جبکہ اسکا ہر ممبر انقلاب کے بعد بھی ارتجاعی تلوار کو اپنے سر پر چمکتا دیکھ رہا تھا - قدیمی عہدہ داروں سے انکا بدظن رہنا بھی بیجا نہ تھا، اسلیے کہ عہد حمیدی کے واقعات کو ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی - یہ بالکل سچ ہے کہ اسمیں ملحدین و مرتدین اور الحاد پسند نوجوانوں کی بھی ایک جماعت ہے، لیکن اسکے ساتھ ہی نیازی بے، شریف بے، یوسف بکری بے، نوری بے، اور خود صادق بے جیسے اسلام پرست اور غیور جذبات دینی نوجوان بھی شامل ہیں، اور پھر دنیا یہ بھی کبھی نہیں بھول سکتی کہ موجودہ اسلامی نسل کا سب سے زیادہ محترم اور محبوب وجود، غازی انور بے بھی اسی اتحاد و ترقی کا ایک فرزند ہے -

ہم نے آغاز انقلاب دستور سے لیکر اس وقت تک اتحاد و ترقی اور اسکے مخالفین کی تحریرات و حالات - جسقدر یہاں بیٹھکر حاصل کی جا سکتی ہیں - حاصل کیں اور ہمیشہ غور و فکر کے ساتھ پڑھتے رہے - ہمارا یہ عقیدہ ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) کہ ترکی میں آج اصلی کارکن گروہ اتحاد و ترقی کے سوا کوئی نہیں، وہ ملک کا

اور سب سے پہلے انکو خالص اور بے میل اسلامی تربیت دلانا ' تاکہ وہ سمجھہ جائیں کہ دین کیا ہے ؟ اور ملت و وطن کیا شے ہے ؟ اور پھر اپنی زندگیوں اور اپنی جانوں کو اسی راہ میں قربان کردیں -

جب ان میں تعلیم اسلامی کی روح راسخ ہو جاے ' تو پھر تمہیں اختیار ہے کہ جس زبان کو چاہو' انہیں سکھلاؤ' اور جس علم کی چاہو انہیں تعلیم دو -

اسکے سوا دنیا کیلیے میرا کوئی پیغام نہیں' اور دنیا سے کوئی آرزو نہیں ------- '

میں نے اس وصیت کے ترجمے کو دو بار لکھا' مگر دونوں مرتبہ آنسوؤں کے سیلاب میں حرفوں کی سیاہی بہہ گئی - اب تیسری مرتبہ لکھکر چھپنے کیلیے بھیج رہا ہوں -

لیکن آہ ! اے سواد تک ! اے اسلامی شرف و عظمت کے شہید ! اے محبوبیت الہی کے تاجدار ! ! تو نے کیا کہدیا کہ " میں مررہا ہوں " ؟ اگر موت تیرے لیے ہے' تو پھر بتلا کہ دنیا میں زندگی کو کہاں ڈھونڈیں ؟ اگر یہ موت ہے' تو چالیس کروڑ مسلمانوں کی زندگیاں اس موت پر قربان - اگر تیرے مقدس وجود پر ظلم و عصیان سے بھری ہوئی زمین تنگ ہوگئی' تو دلگیر مت ہو کہ ہم تیرے مقبرے کو اپنے دلوں میں بنائیں گے - اگر تیرے جنازے کو پھولوں کی چادر نصیب نہیں ہوئی تو کیا مضائقہ' ہم اپنی آنکھوں کو پھوڑ ڈالیں گے' اگر انھوں نے ہمیشہ اپنے آنسوؤں کی چادریں تیری یاد میں نہ بچھائیں - تو اپنی موت کو کیوں گمنامی کی موت کہتا ہے ؟ عالیشان گنبدوں اور مقبروں میں سونے والوں کی نشانیاں مٹ جائیں گی' مگر تیری سمندر پر بہنے والی لاش کو دنیا کبھی نہ بھول سکے گی - جا ! اے پیکر قدس و عظمت جا ! دنیا تیرے رہنے کی جگہہ نہ تھی' خدا کا آغوش محبت ہمیشہ کیلیے تجھے مبارک ہو ! ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ' بل احیاء عند ربہم یرزقون

بیروت پر اٹلی کی گولہ باری اور بیروت بنک کی شکستہ دیواریں

مجوزہ مسلم یونیورسٹی

— * —

کامریڈ جلد ۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۷ ستمبر میں کسی بندۂ خدا کا ایک مراسلہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے متعلق چھپا ہے - میرا خیال ہے کہ کوئی کانفرنس' کوئی کمیٹی' کوئی لیڈر' کوئی اخبار نویس' غرض کوئی مدعی خدمت قوم مسلمانوں کو موجودہ حالت میں اس سے بڑھکر مفید اور مخلصانہ صلاح دے نہیں سکتا جو اس بندۂ خدا نے دی ہے - ہر اخبار نویس کا فرض ہے کہ اس خاموش مگر سچے مسلمان کی صلاح کو قوم کے ہر فرد کے کانوں تک پہنچانیکی کوشش کرے - خاصکر ان کانوں تک' جو زبان انگریزی سے نابلد ہیں - مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے ممبروں کو قبل اسکے کہ وہ مجوزہ یونیورسٹی کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر اپنی آخری راے دیں' یہ سوچ لینا چاہئے کہ آیا ہمارے خاموش مسلمان کی اس راے کے معلوم کرلینے کے بعد اب انہیں بحث مباحثہ کرنے اور غریب مسلمانوں کے روپیوں کو بے جا صرف کرنیکی کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہے یا نہیں - میرا تو خیال ہے کہ کوئی بھی ضرورت باقی نہیں رہی - کیا اچھا ہوتا کہ مسلمانوں کے لیڈر اور اسلامی اخبارات اپنے گراں بہا وقت کو موہومہ مسلم یونیورسٹی کے تذکرے اور بحث میں ضائع نہ کرکے ان ذرائع پر غور کرتے جنسے اس پاک باطن اور خاموش مسلمان کے خیالات کی تکمیل کی صورت پیدا ہوتی -

[illegible]

(یوم البطشۃ الکبریٰ)(۱) کے دن اپنی جنود نصرت بھیجکر مغلوبوں کو غالب اور غالبوں کو خاسر کردیا تھا - ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ (۲) اگر وہ منتقم و قہار اب بھی موجود ہے' جسنے (اُحد) کے دامن اور (حنین) کے اطراف میں ایک مشتِ فقرا و صعالیک کو دنیوی شوکت و عظمت کے ساز و سامان رکھنے والوں پر مدد و نصرت دی تھی : لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین (۳) اور اگر اسلام کا خداے "حیّ لا یموت" مسیحی خدا نہیں ہے' جسکو دو ہزار برس ہوے یہودیوں نے نہایت بے دردی سے ہتھیلیوں میں میخیں ٹھونک کر مصلوب کردیا تھا' تو کیا آج وہ طرابلس کے میدان میں اپنی ملائکۂ نصرت کے بھیجنے سے عاجز ہوگیا ہے ؟

بلیٰ ! ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین

کبھی نہیں' بشرطیکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور پرہیزگار بن جاؤ' پھر اگر دشمن اسی دم تم پر چڑھ آئیں' تو بیشک تمہارا پروردگار اپنے پانچ ہزار ملائکہ سے تمہاری مدد کریگا (۳ : ۱۲۲)

خداتعالیٰ نے اس آیت میں ارسال جنودِ نصرت کے لیے صبر و اتقا کی دو شرطیں لگائی ہیں' یہ سچ ہے تو مجاہدین طرابلس سے بڑھکر کس کی نصرت فرمائی کا کون مستحق ہوسکتا ہے؟ انکا ثبات تو دوست اور دشمن' سب کو معلوم ہوچکا ہے - رہا اتقا' تو اول تو جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھکر اتقا کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے' اور پھر یہ حملہ رمضان المبارک کو ہوا تھا' جبکہ تمام مجاہدین "لقاے وجہ رب" کے شوق و ذوق میں روزہ سے تھے' اور روزہ فی الحقیقت مقام اتقا کی اصلی منزل ہے -

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام' کما کتب علی الذین من قبلکم' لعلکم تتقون (۲ : ۱۷۹)

مسلمانو ! تم پر روزہ قرآن کریم میں فرض لکھدیا گیا ہے جیسا کہ پچھلی قوموں پر لکھا گیا تھا' اور اس سے مقصود یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ -

ذرا چشم تصور سے کام لیجیے' اور دیکھیے کہ یہ جانفروشان راہ الٰہی کس عالم میں تھے ؟ رمضان المبارک کا مہینہ ہے' رات شب بیداری اور سماعتِ قرآن میں گزری (۴) صبح سویرے اٹھتے ہی دشمنوں کی تلاش میں نکل گئے - آفتاب نے ابھی کھجوروں کے درختوں اور جبل مغربی کے سلسلے سے سر نکالا ہی تھا' کہ میدان کارزار گرم ہوگیا - دشمن ایک وسیع تعداد اپنے ساتھ رکھتا ہے' عقب سے برابر کمک آرہی ہے' بالکل تازہ دم ہے' قیمتی کھانوں سے شکم سیر' اور مقوی شرابوں کے نشے میں چور ہے - انکے ساتھ آتشیں اسلحوں کی بھی کمی نہیں' میدانی اور پہاڑی' ہر قسم کی توپیں بارش کی طرح گولے برسا رہے ہیں' پھر یہ معرکہ دن بھر جاری رہتا ہے' عین دوپہر کی ریگستانی دھوپ تمام میدان

اللہ اکبر ! سوچتا ہوں' تو اپنے سامنے خدا پرستی و خدا پرستانہ زندگی کا ایک عجیب منظر پاتا ہوں - ریت کے ٹیلوں اور نخلستان کے جھنڈ سے گھرے ہوے میدان میں دور تک انسانوں کی ایک آبادی چلی گئی ہے' دنیوی عیش و آرام اور شان و شوکت کی علامتوں سے یہ پوری آبادی اسطرح خالی ہے گویا اس عالم سے اسے کوئی تعلق ہی نہیں - پھٹے ہوے کملوں کو کہیں کسی ٹوٹے ہوے نیزے کے سہارے تان لیا ہے' اور کہیں یہ بھی میسر نہیں - دس دس اور بیس بیس آدمیوں کی جماعتیں ہر طرف بیٹھی ہوئی ہیں' وسط میں ایک قاری ہے' جو اپنی دلدوز اور خالص عربی قرات میں سورہ (آل عمران) پڑھ رہا ہے لوگ اسکے اس رکوع کو اسطرح محویت کے ساتھہ سن رہے ہیں گویا آج ہی نازل ہوا ہے' اور یہی دوستان الٰہی خدا کی اس صداے محبت کے مخاطب ہیں کہ —

والذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنات تجری من تحتھا الانھار' ثواباً من عند اللہ' واللہ عندہ حسن الثواب (۳ : ۱۹۴)

اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں اپنے وطن چھوڑے اور ہمارے ہی لیے اپنے گھروں سے نکالے اور ستاے گئے' پھر انہوں نے میدان جہاد میں قدم رکھا' اور ظالموں کو قتل کیا اور خود شہید ہوے' تو ہم انکی زندگی کی تمام خطاؤں کو محو کردینگے' اور انکو جنت میں داخل کرینگے - یہ انکا اللہ کے یہاں سے بدلہ ہے' اور اچھا بدلہ اسی کے یہاں ہے -

اگر خدا تعالیٰ نے اپنے سوا کسی دوسری ہستی کے آگے سجدہ کرنا جائز رکھا ہوتا' تو سچ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے ہر فرد اسکا مستحق تھا کہ انکے آگے ہم سجدہ کرتے' اور انکے برہنہ پاؤں کی گرد کو آنکھوں کا سرمہ بناتے' اور پھر بھی افسوس کرتے کہ حق احترام ادا نہ ہوسکا - اس صحبتی ذکر نے میرے قلب و دماغ کے ساکن خیالات میں ایک عجیب تلاطم پیدا کردیا ہے' اور زیادہ لکھہ نہیں سکتا کہ الّا یضیق صدری' ولا ینطلق لسانی (۲۶ : ۱۲) جس قرآن کی آواز طرابلس میں قتل و شہادت کے ساتھہ دلوں کو مطمئن کر رہی ہے' (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) حیف ہے اگر ہمارے دلوں کی سختی کو نرم نہ کرسکے ؟ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون (۵۹ : ۲۲)

(۱) قیام مکہ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کی تہدید کی تھی کہ : یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ' انا منتقمون (۴۴ : ۱۵) یعنی ہم کفار کے تمرد و عصیان کا بدلہ اس دن لینگے جس دن انکو ایک سخت پکڑ پکڑینگے' کیونکہ ہم رحیم ہونے کے ساتھہ منتقم بھی ہیں - یہ پیشین گوئی بدر کے دن پوری ہوگئی' جس نے ہمیشہ کیلیے کفار مکہ کی طاقت کا استیصال کردیا - اسی لیے جنگ بدر کو ہم نے یوم البطشۃ الکبریٰ لکھا ہے -

(۲) اور بیشک خداتعالیٰ نے تمہیں بدر کے دن نصرت بخشی حالانکہ تم گرے ہوے تھے -

(۳) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمکو کتنے ہی معرکوں میں فتح یابی بخشی اور علی الخصوص جنگ حنین کے دن -

(۴) یہ محض قیاس نہیں بلکہ واقعہ ہے - انہیں سلیمان باروني کی ایک چٹھی کا ترجمہ اخبار (روم ایلی) میں چھپا تھا' جسمیں انہوں نے لکھا تھا کہ "ہم مجاہدین عرب جہاد کے میدانوں میں سونا نہیں جانتے' عربی پڑاؤ میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے اپنے اونٹوں کے قریب بیٹھہ جاتی ہیں' اور یا تو غزوات عہد نبوی کے واقعات اور اشعار تحمید و تسبیح کے سننے میں رات بسر کردی جاتی ہے' یا کوئی خوش قرات قاری سورہ عمران اور برات یا انفال کی تلاوت شروع کر دیتا ہے اور تمام لوگ اسکی سماعت میں محو ہوکر صبح کردیتے ہیں" مسٹر سٹ نے بھی اپنے سفر نامے میں ایسا ہی لکھا ہے

ارض طرابلس

نصر من اللہ

— * —

۲ - اکسپ کا معرکہ " زوارہ "

— * —

مقتبس از مراسلۂ شیخ باروني

— —

شیخ سلیمان الباروني جو جبل مغربی (طرابلس) کی طرف سے عثمانی پارلیمنٹ میں ممبر ہیں ' اور جنکی تصویر اور بعض مراسلات الہلال میں شائع ہوچکے ہیں ' اماہ رمضان المبارک کے ایک تازہ معرکے کی نسبت میدان جہاد سے لکھتے ہیں

" گذشتہ چٹھی میں نے اٹکو (طویلہ عزالہ) سے لکھی تھی - اسکے لکھنے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میری طلبی میں زوارہ سے دو سوار پہنچے اور میں روانہ ہوگیا - وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ مدتوں کے بعد دشمنوں نے اپنے آشیانوں سے سر نکالا ہے ! "

" (زوارہ) کے سامنے ہی (سیدی عبد الصمد) واقع ہے - ۲ رمضان کی صبح کو دشمن کا ایک گروہ کامل سوار و پیادہ پلٹنوں اور سامان حرب کے ساتھہ اسکی طرف روانہ ہوا ' ہمارے سامنے کی چوکیوں نے ہمیں اطلاع دی کہ دشمن کا قصد اس طرف جانے کا ہے ' یہ خبر سنتے ہی میں نے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا کہ اس موقعہ پر کیا کام کرنا چاہیے - بلا ایک لمحہ بھی ضائع کیے ہوے مجاہدین کی ایک جماعت ساتھہ لی اور (مقبرۂ سیدی عبد الصمد) کی سیدھی جانب کی طرف روانہ ہوگیا - جو عین دشمن کی رہ گذر پر واقع تھا - وہاں پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر تک اور قائم مقام سلطان تک بھی آکر ہمسے ملگئے جس سے ہمکو پورے طور پر یقین ہوگیا کہ دشمن مقبرۂ عبد الصمد کی جانب جارہا ہے ' پر مجاہدین کو کمال سرعت کے ساتھہ بڑھنے کا حکم دیا ' جونکہ عرصے کے بعد دشمن کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تھی اور مدت سے تمام مجاہدین کسی ایسے موقعہ کے منتظر بیٹھے تھے ' اسلیے ہر شخص جوش و خروش سے بیخود ہو رہا تھا - بے اختیار نعرۂ اللہ اکبر کی صدائیں ہر شخص کی زبان پر جاری ہوگئیں ' نتیجہ یہ نکلا کہ وقت سے پہلے دشمن خبردار ہوگیا ' اور تمام اٹالین فوج بد حواس ہوکر (حملہ ! حملہ !) پکارنے لگی - ہم نے دیکھا کہ چند گولیاں ہماری جانب چلائی گئی ہیں مگر ہم بے خطر بڑھتے رہے ' نزدیک جاکر معلوم ہوا کہ دشمن نے معبدے پر قبضہ کرلیا ہے ' اور معبدے کے گنبد پر اٹالین جھنڈا کھڑا کرکے محصور ہوگئے ہیں "

مجاہدین کا حملہ

" مجاہدین کے نمودار ہوتے ہی دشمن نے مدافعت شروع کردی اور توپوں کے دہانے ایک ساتھہ آتش باری کرنے لگے ' مگر یہ آگ اور دھوئیں کا کھیل اب ہمارے لیے کچھہ زیادہ خوف انگیز نہیں رہا ہے - بغیر کسی تامل اور جھجک کے ہم نے بھی آگے بڑھکر جواب دینا شروع کردیا اور معرکۂ کارزار گرم ہوگیا - اس لڑائی میں ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہوا کہ اطالی اپنی ایک سالہ عادت قدیمی کے خلاف کئی گھنٹے تک جمے ہوے قائم رہے ' اور صبح سے لیکر شام تک برابر جنگ جاری رہی ' تاریخ جنگ طرابلس میں یہ واقعہ ایک مستقل عنوان باب کا مستحق ہے "

" دوپہر تک یہ لڑائی یمین و یسار اور قلب میں محدود رہی ' لیکن جب ہم نے دیکھا کہ کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلتا تو اپنی جماعت کے چند نظامی سپاہیوں اور مجاہدین عرب کو اپنے اقتدت کرنل کے ماتحت پیچھکر سیدھی جانب کو موڑ دی ' اور عثمانی توپ کو عربی جانب سے آتشباری کا حکم دیدیا ' اس تدبیر سے یکایک حالات جنگ بدل گئے ' مجاہدین نے ایک نئی قوت اپنے اندر محسوس کی اور نے ناگاہ صدائے رعد آسا سے تکبیر بلند کرکے بیدرمی سے بڑھنا شروع کردیا - "

نزول ملائکۂ نصرت و ہزیمت کفار

" میدان قتال میں ہر وقت جنگ و جدال ہی سے سابقہ رہتا ہے ' مگر میرا تجربہ ہے کہ ہر جنگ میں خدا تعالی کے ملائکۂ نصرت کے نزول کا ایک خاص وقت ہوتا ہے ' اور وہی وقت جنگ کا فیصلہ کردیتا ہے - غروب آفتاب کے بعد مجاہدین کے جوش و ذوق اقدام کی کوئی انتہا نہ تھی ' ہر مجاہد اس طرح بے تحاشا دشمنوں کی صفوں کے قلب میں گھس جاتا تھا ' گویا ملائکۂ الہی کی صفیں آسمان سے اترکر اسکو اپنے حلقے میں لی ہوئی ہیں ' اور وہ انکی حفاظت میں آگ اور لوہے کے حربوں سے بے خطر ہوگیا ہے ' ابتدا میں دو چند لمحوں تک دشمن کے قدم جمے رہے ' اور مجاہدین نے بھی اپنے اندر ضعف محسوس کیا مگر اسکے بعد پھر مجاہدین کی بندوقوں سے مقابلہ نہ رہا تھا ' بلکہ ویسا ہی کا ہاتھہ کام کر رہا تھا ' یکایک ہزیمت کے آثار نمایاں ہوگئے ' اور اطالیوں کو گویا اپنی بھولی ہوئی عادت یاد آگئی - پھر کیا تھا ' ہر طرف سے لوگ بد حواس ہو ہو کر بھاگنے لگے ' افسر اور سپاہی دونوں شدت اضطراب سے پاگل ہوگئے ' اپنے ہاتھہ کے اسلحہ و آلات تک کا کسی کو ہوش نہ رہا ' ایک دوسرے پر گرتا تھا ' اور اپنے گھوڑوں سے اپنے ہی بھائیوں کو پامال کرتا تھا - تھوڑی دیر کے اندر انھوں نے اپنی جگہ خالی کردی ' اور مجاہدین نعرہاے تکبیر و تہلیل کی گونج میں اسپر قابض ہوگئے "

فانزل جنوداً لم تروہا و عذب الذین کفروا

اگر وہ خدائے حی و قیوم زندہ ہے جس نے (بدر) کے

حضرت شیخ سنوسی کے ورود جغبوب کی نسبت پچھلے نمبر میں ہمنے تار برقی درج کردی تھی ' لیکن اس ہفتے کی ڈاک میں اسقدر کثرت سے تفصیلی حالات اگئے ہیں کہ ایک نمبر میں ان سب کا اقتباس دینا مشکل ہے - اس موقعہ پر صرف اس تفصیلی تار کا اقتباس درج کردیتے ہیں ' جو نامہ نگار (العلم) نے (سلوم) سے ۱۳ ستمبر کو روانہ کیا ہے [سلوم اور دیہمات در صدر تار آفس ہیں جہاں آکر نامہ نگاروں کو تار بھیجنے پڑتے ہیں ' ورنہ نامہ نگار العلم وغیرہ خود جغبوب میں موجود ہیں] —

" میں آپکو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ حضرۃ الاستاد الاکبر سیدی احمد الشریف ۲۶ - رمضان کو جغبوب پہنچ گئے - اس سفر میں انہوں نے جو مشقتیں اٹھائی ہیں ' انکا اندازہ اس سے کیجیے کہ ۲۸ - جمادی الثانیہ کو (کفرہ) سے چلے ' ۱۵ - شعبان کو (جالو) پہنچے ' یہانسے اوجلہ ' قطمدر ' اور شعرہ وغیرہ مقامات کی طرف حرکت کی ' پھر وہاں سے اوائل رمضان میں جغبوب کی طرف روانہ ہوے ' اسطرح گویا تین مہینے کی مسافت اسکو طے کرنی پڑی - پھر جن مقامات سے گذر ہوا انکا یہ حال ہے ' کہ کفرہ سے جالو تک پورے سترہ دن کی مسافت میں پانی صرف ایک ہی جگہ میسر آ سکتا ہے ' جہاں (الزلعین) نامی کنواں واقع ہے ' اور تمام صحرا محض ریگستانی دنیا ہے ' جہاں پانی کا ایک قطرہ نظر نہیں آسکتا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انہوں نے یہ پورا سفر ایسے سخت و شدید گرم موسم میں کیا ' جب صحرا کا ریگستان نمونۂ دوزخ ہو جاتا ہے ' اور ریگ کے گرم طوفانوں اور بگولوں کے مہلک حملوں سے زندگی خطرے میں پڑجاتی ہے - - الغرض حضرۃ شیخ کا یہ سفر دنیا کا ایک یادگار تاریخی واقعہ ہے ' جسکی نظیر آجکل کے بڑے بڑے سیاحان یورپ بھی پیش نہیں کر سکتے - اور پھر اسکی عظمت اس وقت ظاہر ہوتی ہے ' جب خیال کیا جاے ' کہ یہ محض خدمت اسلام و ملت و حفظ کلمۂ توحید کیلیے کیا گیا -

جشن استقبال

میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے عظیم الشان ھجوم استقبال اور اکرام و احترام کے جلسے دیکھے ہیں ' جو بڑے بڑے بادشاہوں کی آمد پر منعقد ہوے ' لیکن میں نے کوئی مجمع اور مظاہرہ ایسا نہیں دیکھا ' جسمیں زبان اور قلب ' دونوں نے حصہ لیا ہو ' اور روح اور جسم دونوں متفق ہوگئے ہوں ' اِلّا انسانی عظمت و جلال کا وہ ایک الہی منظر ' اور ہیبت و جبروت کا وہ مجمع استقبال ' جو جغبوب میں حضرۃ الشیخ کی آمد پر منعقد ہوا تھا - تمام صحرا اور اسکے اطراف میں کوئی انسانی طبقہ ایسا نہیں تھا جو اسمیں شریک نہ ہوا ہو ' کئی کئی دنوں کی راہ سے لوگ متصل دن اور رات سفر کی صعوبتوں میں بسر کرکے اس شیخ عظیم کی زیارت کیلیے آئے تھے ' جو افریقہ کی ریاست روحانی اور ملکی ' دونوں پر یکساں اقتدار رکھتا ہے - وہ انسانوں کا ایک ناپیدا کنار صحرا تھا ' جسمیں انسانی عمر اور درجے کے تمام مناظر ' رنگ برنگ کی جھنڈیوں اور مقدس کلمات سے منقش علموں کے نیچے ' مختلف الصوت طبول بجاتے ہوے ' بندوقیں چھوڑتے ہوے ' برہنہ تلواریں چمکاتے ہوے ' " نحن اولاد السید " (ہم سید سنوسی کی اولاد ہیں) کے پیہم نعرے لگاتے ہوے ' ایک سمندر کی طرح گذر رہے تھے ' اور خاموش صحراے لیبیا کے اندر ایک دوسرا ہی روح اور متحرک صحرا پیدا ہوگیا تھا !

یہ استقبالی مجمع جغبوب سے باہر مقام (سید علی) تک (جو جغبوب سے چھہ گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے) پہنچا ہی تھا کہ صحرا کے مختلف قبائل کی وہ مرکب موج جرارا نمودار ہوئی جو شیخ کا گویا مخصوص باڈی گارڈ ہے ' اسکے پیچھے غلاموں کی فوج کی قطار تھی ' جنکے سیاہ چہروں پر وحشت و خونخواری کی جگہ عظمت و وقار کے آثار نمایاں تھے - انکے بعد خود حضرۃ الشیخ کی سواری گرد کے اندر سے متجلی و طلوع ہوئی اور معاً ہزاروں بندوقوں نے ایک ساتھہ متصل و غیر منقطع فائر شروع کردیا - تمام دشت و جبل اس آواز سے گونج رہا تھا ' اور گویا اس مصیبت کے خیال سے کانپ رہا تھا ' جو عنقریب اطالیین پر نازل ہونے والی تھی - اس گونج اور ہنگامے کا اس سے اندازہ کیجیے کہ کامل چار گھنٹے تک بندوقیں برابر چھوٹتی رہیں اور کم از کم ایک لاکھہ گولیاں صرف کی گئیں - کانوں کے پردے پھٹ رہے تھے اور تمام دنیا ایک عوعاے رستخیز معلوم ہوتی تھی ' مگر لوگ جوش و خروش میں ایسے بیخود تھے ' کہ کسی طرح بندوق کے گھوڑوں کو انگلیاں نہیں چھوڑتی تھیں - بالاخر خود حضرۃ الشیخ نے لوگوں کو باصرار اس سے روکا اور فرمایا کہ " کیا کر رہے ہو ' حالانکہ ان قیمتی گولیوں کے زیادہ مستحق دشمنان دین و ملت کے سینے ہیں " -

(باقی آیندہ)

---

(۱) وہ خدا ہی تو تھا جس نے مسلمان مجاہدوں کے دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان پیدا کر دیا ' تا کہ ان میں پہلے ایمان کے ساتھہ اور تازہ قوت ایمانی پیدا ہو جاے ' اور زمین و آسمان کی فوجیں اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہیں ' بیشک وہ عالم و حکیم ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.

کو اپنے اندر لے لیتی ہے ' دشمنوں کے پاس ایک وسیع مقبرے کی عمارت عمدہ محافظت گاہ ہے اسلیے وہ تری حد تک تپش سے محفوظ ہیں ' مگر جاں نثاران جہاد کے سروں پر آفتاب بھی آگ برسا رہا ہے - یہاں تک کہ پورا دن نعیر رقعے کے اسی حالت میں بسر ہوجاتا ہے ' اور شام قریب آجاتی ہے - یہ وہ وقت ہوتا ہے ' جب تمام عالم اسلامی میں روزہ رکھنے والے افطار کے خوانہاے پر تکلف کے سامنے بیٹھے ہوے ہیں ' لیکن ان مجاہدوں کو اب بھی اتنی مہلت نہیں ملتی کہ ایک قطرۂ آب سے اپنے صائم حلق کو تر کرلیں - چہروں پر گرد جہاد کی تہیں پڑی ہوئیں ' جسم خون کی چھینٹوں سے لالہ گوں ' اعضا زخموں کی کثرت سے چور ' ہونٹ خشک ' اور حلقوں میں کانٹے پڑے ہوے - پورے اٹھارہ گھنٹے کا فاقہ اور شب بیداری - یہ صورت اور یہ حالت اس مجاہد فی سبیل اللہ جماعت میں سے ہر مرد کی تھی ' حتکہ عین افطار کے وقت وہ مصروف دماغ و پیکار تھے - پس ظاہر ہے کہ اگر اس وقت رحمت الہی کی حدود معجزی کا ظہور نہ ہوتا ' تو اور کونسا وقت موزوں ہوسکتا ہے ؟

نعرہ عشق نوام می کشند و غوغائیست

تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

شیخ سلیمان بارونی اسکے بعد لکھتے ہیں ---

" یہ فتح و نصرت جو اس یادگار موقعہ پر حاصل ہوئی ' اسکے لیے اگرچہ عین موقعہ پر دوج نظام اور مجاہدین کی ایک جماعت کو الگ کرکے بھیجدینا ' ایک بہت بڑا سبب ہوا ' مگر فی الحقیقت یہ واقعہ اسکی اصلی علت نہیں ہوسکتا ' کیونکہ جنگ کا اصلی فیصلہ کن موقعہ جناح مشرقی تھا ' جہاں دشمنوں کی سب سے بڑی قوت اور انتشار توپخانہ موجود تھا - دوپہر کے وقت میں نے نظامی سپاہیوں کو ایک افسر کے ماتحت بھیجدیا ' بیشک اس سے وہاں کے مجاہدین کو بڑی تقویت ملی ' مگر مشکل یہ تھی کہ نئی کمک بھی کوئی تازہ دم جماعت نہ تھی ' بلکہ انہیں کی طرح بھوکی پیاسی اور مسلسل اٹھارہ گھنٹے سے مبتلاے مشقت تھی - دو گھنٹے تک تو پوری جمعیت کے ساتھہ آگے بڑھتی رہی ' لیکن جب آفتاب غروب ہوگیا اور افطار اور نماز کا وقت آگیا ' تو یہ کہنا ضرور نہیں کہ ان روزہ داروں کا کیا حال ہوگا ؟ دشمنوں نے بھی اچھی طرح سمجھہ لیا تھا کہ تمام مجاہدین ماہ صیام کی وجہ سے بھوکے پیاسے ہیں ' اور اسی لیے انہوں نے شام کے وقت اپنی آخری قوت کو خرچ کردینا چاہا - درحقیقت یہ وقت ہمارے لیے نہایت نازک ہوگیا تھا ' اور شدت ضعف و نقاہت اور جوع و عطش کی وجہ سے قریب تھا کہ مجاہدین کے ہاتھہ سست پڑجائے - لیکن یکایک اس وقت ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا ' چونکہ نماز مغرب کا وقت آگیا تھا ' ہمارے ساتھہ کی شریک جنگ عورتوں نے ہلال احمر کے آدمیوں سے کہا کہ " وقت گذرا جارہا ہے ' مغرب کی اذان دو " چنانچہ ایک بلند آواز عرب اونٹ پر کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! ! کی صدا ہنگامۂ کارزار میں ملکر بلند ہوگئی - با وجودیکہ جنگ میں یہ کلمہ برابر ہمارا ورد رہتا ہے ' لیکن نہیں معلوم اس وقت کونسی معجزانہ قوت اس مختصر کلمے میں آگئی تھی '

کہ جونہی مجاہدین کے کانوں میں پڑا ' معاً جس طرح مردہ نعشیں زمین سے زندہ ہوکر اٹھہ کھڑی ہوں ' ہر متنفس کے اندر طاقت و شجاعت کی ایک نئی روح حلول کرگئی - بے اختیار ہر شخص اس کلمے کو دہرانے لگا اور پھر اس معجزانہ طاقت ' اور بے جگری کی شجاعت کے ساتھہ آخری حملہ کردیا ' کہ چند لمحوں کے اندر میدان دشمنوں سے صاف تھا !

جنگ کے بعد جب ہم اس وقت پر غور کرتے ہیں تو ہر شخص حیران رہجاتا ہے کہ " اللہ اکبر کے لفظ میں اس وقت کیا سحر پیدا ہوگیا تھا ؟ "

یہی طاقت بخشی وہ حدود معجزی ہے ' کہ خدا جب چاہتا ہے ' اسکے ذریعے اپنی راہ میں لڑنے والوں کو فتح یاب کر دیتا ہے - بیشک اسکے بندے بھوک اور پیاس سے بے دم ہوگئے تھے ' مگر وہ قادر و توانا جو بھوک اور پیاس سے پاک و منزہ ہے اور ہر وقت نصرت بخشی کی قدرت رکھتا ہے - اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانے کیلیے صداے تکبیر کو وسیلہ بنا دیا فقطع دابر القوم الذین ظلموا ' والحمد للہ رب العالمین - (۶ : ۸۳)

للہ نساء زوارہ ! ! !

شیخ موصوف آگے چلکر لکھتے ہیں --- " یہ حالت دیکھکر ہم نے آیندہ کیلیے حالت جنگ میں روزہ نہ رکھنے کا اعلان کردیا جسکے بعد میں شیخ الاسلام نے بھی جائز قرار دیا - اعلان کے بعد میں جناح شرقی سے مغربی حصے کی طرف آرہا تھا ' اور میرے ساتھہ (ڈاکٹر عبد السلام طرابلسی) بھی تھے کہ راہ میں ہم کو مجاہد عورتوں کی ایک جماعت ملی - ان میں کسی رئیس کی ایک نوجوان اور حسین لڑکی بھی تھی - جسنے بچپن سے لیکر اس وقت تک ناز و نعمت کی گودوں میں پرورش پائی تھی ' اور شاید جب سے پیدا ہوئی ہے آجتک سواے حریر کے کپڑے کے اور کوئی شے اسکے کاندھوں پر نہیں پڑی ہوگی - لیکن ہمنے دیکھا کہ کاندھے پر مشک اٹھائے ہوے پھر رہی ہے ' تاکہ زخمیوں کی خدمت انجام دے - ہم کو دیکھتے ہی بولی کہ " جسطرح تم نے مردوں کو افطار کا حکم دیدیا ہے ' اسی طرح ہم عورتوں کو بھی دیا ہے یا نہیں ؟ " میں نے کہا کہ " کیوں نہیں ' تم بھی تو مجاہدہ ہو " بولی " ہاں لیکن ہمارا دل اسے نہیں قبول کرتا ' کیونکہ مرد تو تلواروں اور گولیوں کے نیچے لڑیں گے ' وہ افطار کردیں تو انہیں حق ہے ' ہم تو صرف انکی خدمت کیلیے ہیں ' ہمارے لئے جائز نہیں " ! !

فی الحقیقت اس جنگ میں مجاہدین کے ساتھہ مجاہدات عرب کے کارنامے بھی یاد رہیں گے - جنگ کے شدید موقعوں میں جب مجاہدین دشمنوں کے مورچوں میں گھس جاتے ہیں ' تو اکثر ایسا ہوا ہے کہ عورتیں بھی اپنی مشکیں لیکر بے باکانہ دشمنوں کی صفوں میں پہنچ گئیں ' اسلیے کہ شاید کوئی مجاہد وہاں زخمی ہوکر گرپڑے اور اسے پانی کی ضرورت ہو ' پھر اسپر کمال یہ ہے کہ وہاں سے زخمیوں کو پانی پلاکر اور ہوسکا تو ساتھہ اٹھا کر صحیح و سالم نکل بھی آتی ہیں ! فللہ نساء زوارہ ! ! (الزہرہ)

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری

۲ انور الجرار مدعب پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاہد دستور و حرب بتاری بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہاد سرامی بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بک باشی نشاٹ بے

۱۶ منصور پاشا معروف بتاری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۱۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ آذربائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ ضجعہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرطبہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ھجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

﴾ الہلال کے مضامین کے ابواب ﴿

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات
متفرق ابحاث و افکار علمیہ آور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے

اکابر اسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور ناموورون ، کے حالات درج کئے جائین گے
جنہون نے مذہبی ، علمی آور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی
آور قربانی کی ہو ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے
حالات بہی مع تصاویر شایع کئے جائینگے ،

اف… ع…

ایران کے متعلق تمام مضامین آور خبرین

ڈاک سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ
ذیل چہوٹے کالمون کے عنوانات ہین ،

مدارس اسلامیہ — عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتہ آور نئے ابواب بہی بڑہتے جائین گے ہمیشہ
ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا آور ابتدا مین ورق نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائین گے

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, Macleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرس

تصاویر

ٹائیٹل پیج کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمالیجیے

الہلال کی قیمت میں آیندہ سے کوئی رعایت نہیں ، صفحہ (۲) میں اسکے وجوہ درج ہیں -

الہلال کی توسیع اشاعت

— * —

الہلال کی توسیع اشاعت کے لیے ابتدا سے بغیر کسی تحریک اور طلب کے جو احباب سعی فرما رہے ہیں، دفتر انکا شکرگذار ہے - ایسے حضرات بکثرت ہیں، جنھوں نے ایک ایک دو دو خریدار بہم پہنچائے ، مگر جن احباب نے خاص طور پر اس بارے میں سعی کی ہے، انکے اسماے گرامی شکریے کے ساتھ درج ذیل ہیں - اللہ تعالی کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو مخلص اور بغیر مدح و طلب احسان کرنے والے احباب عطا فرمائے -

دہلی سے ایک بزرگ جنھوں نے اپنا نام ہم پر بھی ظاہر نہیں کیا ہے - ۱۲

جناب شیخ محمد اقبال صاحب - اقبال بیرسٹرایٹ لا (لاہور) ۱۰

جناب مولانا سید عبدالحق صاحب بغدادی نائب پروفیسر عربی محمڈن کالج علی گڈھ ۱۰

جناب مولوی شاہ وکیل احمد صاحب -

جناب مولوی اشفاق الہی صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہ آباد (رامپور) ۶

جناب مولوی علی اکبر خان صاحب ملیح آباد (لکھنو) ۵

جناب منشی محمد امین صاحب (بھوپال) ۵

جناب سیٹھ سلطان محمد صاحب رئیس (ہوشیارپور) ۵

جناب مولوی محمد یاور حسین صاحب اعزازی (ناظر سرکار نظام) ۷

جناب سید ریاض احمد صاحب ریاض خیرآبادی ۵

جناب مولانا عبدالسمعیل صاحب تاجر و رئیس مدراس ۴

جناب مولوی محمد اسحاق صاحب سوداگر (مرزاپور) ۴

جناب صاحبزادہ مصطفی خان صاحب ہوم سکریٹری ریاست رامپور ۴

جناب صاحبزادہ عبدالصمد خان صاحب - چیف سکریٹری ریاست رامپور ۳

(باقی آئندہ)

الهــــــلال

— ❀ —

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

— * —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے ' بحساب فی مربع انچ دس آنہ

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر دو انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی ' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگھہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شــــرائــــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگھہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نقد مکرر

لکھنؤ سے دوسرا گمنام مراسلہ

— * —

یا قوم ! ان کان کبر علیکم مقامی وتذکیری بآیات اللہ ، فعلی اللہ توکلت ، فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ، ثم لا یکن امرکم علیکم غمة ، ثم اقضوا الی ولا تنظرون - فان تولیتم فما سألتکم من اجر ، ان اجری الا علی اللہ ، وامرت ان اکون من المسلمین - (۱۰ : ۷۲)

اے لوگو !! اگر میرا رہنا اور اللہ کے کلام کا ذکر کرنا تم پر گراں گذرتا ہے ، تو گذرے ، میرا بھروسہ تو صرف اللہ ھی پر ہے - اگر ایسا ھی ہے تو تم اور تمہارے تمام شریک سازش کرکے میری مخالفت پر جمع ہوجاؤ ، اور اپنےمیں اسکا اعلان بھی کردو ، پھر جو کچھ تم کرسکتے ہو میرے ساتھ کرچکو ، اور اپنا سارا زور لگادو کہ مجھے مہلت نہ ملے ، اور دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہے ؟ اگر میرے ذکر سے تم اپنی راہ نہ چھوڑ دوگے ، تو میں نے کچھ تم سے اپنی خدمت کی مزدوری تو مانگی نہ تھی ، میرا اجر صرف اللہ ھی پر ہے ، اور اسی کی طرف سے مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ اسکے فرماں برداروں میں شامل رہوں -

---

کوئی ہفتہ گمنام چٹھیوں سے خالی نہیں جاتا ، اور الہلال کی اشاعت کے بعد سے ھی نہیں ، بلکہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے خطوط میری ڈاک کا ایک ضروری جزو رہے ہیں - لیکن ساتھ ھی ردی کا ٹوکرا بھی ہمیشہ میرے قریب رہا کرتا ہے -

مگر اس ہفتے ایک رجسٹرڈ گمنام چٹھی لکھنؤ سے پہنچی ہے ، جسکو بوجوہ شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں ، کیونکہ اسمیں چند باتیں ایسی بھی ہیں ، جنکا مطالعہ شاید قوم کیلیے بہت سی عبرتوں اور بصیرتوں کا ذریعہ ثابت ہو ، اور وہ چونکہ موجودہ تعلیم و تربیت اور جدید تہذیب و شائستگی کا ایک کامل ترین نمونہ ہے ، اسلیے اسکی چاروں طرف جدول دیکر نمایاں صورت میں شائع کیا جاتا ہے ، تاکہ عام مضامین میں ممتاز اور مخصوص جگہ پائے -

اللہ تعالی کے نعائم مخصوصہ میں سے ایک بہت بڑا فضل اس عاجز پر یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ میرے نفس خبیث کی تنبیہ و تادیب کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ پیدا کردیتا ہے - اس قسم کے خطوط کا نہایت شکرگذار ہوں کہ یہ مجھکو کبر و غرور کے استیلا سے محفوظ رکھتے ہیں ، اور میری اصلیت و حقیقت مجھکو یاد دلا کر غفلت و سرکشی سے ہشیار کردیتے ہیں - فجزاهم اللہ عنی خیر الجزا و نحمد اللہ سبحانہ علی احسانہ و لطفہ و کرمہ -

صاحب مراسلۃ سے صرف چند امور عرض کرتے ہیں :

(۱) آپنے مراسلۃ " او فرعون زماں " کے خطاب سے شروع کی ہے اور پھر اسکے بعد " تم سمجھتے ہو " ارقام فرمایا - لیکن " او " کے ساتھ تو " تم " کی جگہ " تو " زیادہ موزوں تھا - اس شترگربہ سے آیندہ احتراز فرمایئے -

(۲) آپ نے اپنے خط میں جابجا مختلف القاب و خطابات سے مجھے یاد کیا ہے - شاید آپ خوش ہونگے کہ اسطرح میری اور میرے اعمال کی سخت سے سخت سرزنش کردی - لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی آپکو میرے نفس خبیث کی اصلی حالت ، اور میری پر فسق و معصیت زندگی کے اعمال سیاہ معلوم نہیں ، اگر معلوم ہوتے تو شیطان اور بدکار کا لفظ بھی اسکے لیے کافی نہوتا - وواللہ لو ان ذنوبی قسمت علی اہل الارض لوسعتهم ، واستحقوا بها العسف والهلاک ، فسبحان من علمت رحمتہ غضبہ (۱) - تاہم سچے دل سے علانیہ اعتراف کرتا ہوں کہ میری ذات کی نسبت آپنے جو کچھ لکھا ہے ، بالکل سچ اور صحیح ہے - اور یہ اعتراف انکساراً نہیں بلکہ ایک گنہگار کا حقیقی اقرار ہے -

(۳) آپنے " اولاد ابلیس " بھی ایک جگہ لکھا ہے - البتہ یہ سچ نہیں ہے ، کیونکہ میرا مرحوم باپ تو ایک متقی اور نیک اعمال انسان تھا - خدا تعالے نے دنیا اور دنیا والوں کی عظمت و جبروت کو اسکے قدموں پر گرایا ، مگر اس نے کبھی اُن پر غلط انداز نظر بھی نہ ڈالی ، اور ہمیشہ " ان عبادی لیس لک علیهم سلطان " کے بہاں خانۂ محفوظ میں زندگی بسر کی - پھر میرے موجودہ جرائم میں اسکی کوئی شرکت بھی نہیں ولا تزر وازرة وزر اخری - (۳۵ : ۱۸)

(۴) ایسا ھی اختلاف مجھکو جناب کی ایک اور لقب بخشی سے بھی ہے - سلسلۂ سخن میں کئی بار ارشاد ہوا ہے کہ " تم کتے ہو " ، لیکن معاف فرمایئے گا ، یہ تو میرے لیے کوئی سرزنش نہ ہوئی - کیونکہ سوچتا ہوں " تو کتے " کو اپنے نفس کی سطح سے بدرجہا ارفع و اعلی پاتا ہوں - آہ ! آپکو کیا معلوم ! آج تڑپ سے تڑپ اور بے چینی جو میرے اندر ہے ، وہ یہی ہے کہ کاش اس وفا سرشت جانور کے اوصاف و خصائل کا ایک ادنا حصہ بھی میرے نفس کو ملجاتا ! کتا سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا کھاکر اپنے ظالم آقا کے ہاتھ ہمیشہ کیلیے بک جاتا ہے ، مگر ایک رحیم و کریم ولی نعمت ہے ، جسکی بخشی ہوئی نعمت و رزق میرے جسم کے ایک ایک ریشے میں موجود ہے ، مگر میں ہمیشہ اسکے دروازے سے بھاگتا رہا ، اور کبھی اسکے آگے وفاداری کا سر نہ جھکایا - کاش آپکا فرمان میرے حق میں فال نیک ثابت ہو -

(۵) جناب نے مصلح یا باصطلاح حال " لیڈر " بننے کی سعی کو بھی میری طرف منسوب کیا ہے ، مگر شاید آپکو میرے حالات کا علم نہیں - الحمد اللہ کہ میرے لیے آجکل کی لیڈری کوئی قابل آرزو شے نہیں ہوسکتی ، خدا تعالے نے اپنے لطف بے پروا سے مجھکو ہزاروں انسانوں کی جو پیشوائی پہلے سے دے رکھی ہے ، دنیا جانتی ہے کہ اسکے اقتدار اور نفوذ کے آگے اسٹیجوں اور کانفرنسوں کی زریں پتلیاں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں - ممکن ہے کہ آجکل کے لیڈروں کے ساتھ کچھ لوگ اپنی نوکریوں کی سفارشوں یا بعض اور اغراض ذاتی کی وجہ سے جمع ہوجاتے ہیں ، مگر یہ وہ ریاست روحانی ہے ، جو بغیر کسی غرض دنیاوی کے ہزاروں نفوس انسانی کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے ، اور انکے جان و مال تک کا فیصلہ کرسکتی ہے - پھر اُس لیڈری کیلیے ابتدا میں کسی بڑے کالج کو تیس چالیس لاکھ روپیہ چندہ دینا ، قیمتی لباس و مکان مہیا کرنا ، فسٹ کلاس میں سفر کرنا ، اور کسی ہوٹل کی قیمتی منزل میں مقیم ہونا ضروری ہے - مگر اس لیڈری کیلیے تو ایک پھٹی ہوئی چٹائی اور پرانا کمل بھی بہت ہے - لیکن جب میرے واقف حال جانتے ہیں کہ ایسی بے نیازی اور صاحب نفوذ حقیقی

---

(۱) میرے گناہوں کا تو یہ حال ہے کہ قسم خدا کی ، اگر میرا گناہ تمام زمین والوں کو بانٹ دیا جائے ، تو وہ اتنا ہے کہ ہر شخص کے حصے میں کچھ نہ کچھ آجائےگا - لیکن سبحان اللہ اس رحیم و ستار کی ذات ، جسکا غضب اسکی رحمت سے مغلوب ہے -

شذرات

الہلال کی قیمت میں مجبوراً آخری رعایت بھی موقوف کی جاتی ہے -

الہلال کی اشاعت سے اصل مقصود قوم میں ایک عام تحریک کی دعوت تھی اور یہ بغیر عموم اشاعت ممکن نہیں - اسلیے ابتدا سے ہماری کوشش رہی کہ جو قیمت رکھی گئی ہے غیر مستطیع طلبا کیلیے اس سے بھی کم قیمت رکھی جاے' کیونکہ اصلی مخاطب ان امور کے طلبا ہی ہیں - چنانچہ اسوقت تقریباً ۵ سو خریداروں کو باسم طلبا رعایتی قیمت پر اخبار بھیجا جاچکا ہے - اسمیں دفتر کا جسقدر اشد شدید مالی نقصان ہے' شاید ہم ابھی کچھہ عرصے تک اور کسی نہ کسی طرح جھیل لیتے' مگر نہایت درد اور شرمندگی کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ دفتر کی اس مال و وقت کی قربانی سے بیجا فائدہ اُٹھانے میں تامل نہیں کرتے' اور اس رعایت کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ ہر شخص اپنے لڑکے یا چھوٹے بھائی یا بھتیجے کے نام اخبار جاری کرالے' کیونکہ وہ طالب علم ہے' اور اسکے نام منگوانے سے الہلال کے مطالعہ میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا !

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ بڑی تعداد رعایت کی غیر مستحق اصحاب کی نذر ہوگئی' اور غیر مستطیع طلبا کا کوئی امتیاز نہیں رہا - اکثر احباب اب یہی راے دیتے ہیں کہ آئندہ کیلیے اس طریقے کو بالکل بند کردیا جاے - پس آیندہ سے عام قیمت کے سوا کوئی رعایت نہیں ہے - کوئی صاحب درخواست بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کریں -

---

جنرل بوتهہ کا انتقال گذشتہ ماہ کا ایک غیر معمولی واقعہ تھا - پچھلی ولایت کی ڈاکوں میں جو رسائل آئے ہیں - وہ اس واقعہ کے تذکرے سے لبریز ہیں - اکثر مصور رسالوں نے خاص خاص نمبر نکالے ہیں' جنمیں جنرل بوتهہ کی متعدد شاندار تصویریں دی ہیں' اور انتقال کے بعد جس عظیم الشان احتفال کے ساتھہ تجہیز و تکفین کی رسمیں ادا ہوئیں' انکے مختلف مواقع و مناظر کے گروپ شائع کیے ہیں - طوبیٰ لرجل' یعیش و یموت فی قوم' یعرف اقدار الرجال -

۲۳ اگست کے (گریفک) میں مسٹر فلپ گبس کا جنرل بوتهہ پر ایک دلچسپ مضمون نکلا ہے ؛ جسکے ساتھہ اس کی آخری ساعت نزع کی تصویر بھی دی ہے' اور مضمون کو اس موثر سرخی سے شروع کیا ہے کہ SOLDIER, REST; THE WARFARE O, ER (سپاہی! آرام کر! کیونکہ تیری جنگ اب ختم ہوگئی) ہمارے دل پر اس عنوان سے ایک عجیب اثر پڑا' اور مشہور ترک شاعر (نامق کمال بے) یاد آگیا' جو کہتا ہے کہ " زندگی ایک جنگ ہے' اور اسکی صلح موت کے سوا اور کبھی نہیں "

در حقیقت غور کیجیے تو زندگی ہر ذی روح کے لیے ایک میدان کارزار ہے - عالم وجود میں قدم رکھتے ہی یہ لڑائی شروع ہوجاتی ہے' اور انسان کے اندر' اور باہر' (باصطلاح شیخ اکبر) عالم صغیر اور عالم کبیر' دونوں میں معرکۂ جدال گرم ہوجاتا ہے - باہر جسمانی موانع حیات' اور مادی جد و جہد کی جنگ ہوتی ہے' لیکن اندر اس سے بھی شدید تر پیکار' جذبات و امیال کے متضاد عناصر میں شروع ہوجاتا ہے' جسکو حضرات صوفیاے کرام اپنی اصطلاح میں قلب و نفس کے باہمی قتال سے تعبیر کرتے ہیں - پھر یا تو انسانی زندگی سرتا سر شکست و ہزیمت بنکر رہجاتی ہے' یا دونوں اقلیموں میں اسکی فتح و نصرت کا پرچم اقبال لہرانے لگتا ہے' یہی معرکہ ہاے حیات ہیں' جو انسانی زندگی کیلیے دنیا میں اصلی آزمایش اور ابتلا ہیں' اور یہی وہ آزمایش ہے' جسکی وجہہ سے انسان نے اُس امانت الہی کو' جسکے اٹھانے کی آسمانوں اور زمینوں کو بھی ہمت نہیں ہوئی تھی' اپنے دوش محبت پر اُٹھالیا تھا : انہ کان ظلوماً جہولا -

لیکن فی الحقیقت اصلی کارزار حیات انسان کے باہر نہیں' بلکہ اُسکے اندر ہی ہے - جنھوں نے اپنے اندر کے میدان میں فتح پالی ہے' انکو باہر کے معرکے میں کوئی خطرہ نہیں -

---

ایک اور خیال جو جنرل بوتهہ کے حالات پڑھکر پیدا ہوا' وہ یہ تھا' کہ یہی چیزیں کسی زمانے میں ہماری زندگی کی خصوصیات تھیں - ایک بوڑھے باغبان کو (ابو نواس) نے بصرے میں دیکھا تھا' جو جب کبھی کسی سبز پتے یا شگفتہ ورق گل کو دیکھتا' تو چیخ اُٹھتا کہ " آہ میرا اجڑا ہوا باغ " یہی حال ہمارا ہے - جب کبھی کسی قوم میں قومی زندگی کی شگفتگی دیکھتے ہیں' تو اپنا خزاں رسیدہ داغ ملت یاد آجاتا ہے -

جنرل بوتهہ کی زندگی کا اصلی کار نامہ یہ ہے کہ اپنے مذہب اور ملت کی زندگی کے پیچھے اس نے اپنی تمام زندگی صرف کردی' اور آج یورپ کے ہر طبقے میں ایسے ہزارہا نفوس ملیں گے - ہزاروں ہیں جو طرح طرح کے علمی اکتشافات و ایجادات کے پیچھے اپنی جانیں ضائع کر رہے ہیں - ایک ہوائی جہاز ہی کو لیجیے' سینکڑوں انسان اسکے لیے اپنی قربانیاں کرچکے ہیں' اور اب تک کوئی مہینہ بلکہ ہفتہ حوادث سے خالی نہیں جاتا - قطب جنوبی و شمالی کی دریافت میں کتنے قافلے ایک گئے' اور کتنے ہی واپس نہ آئے - اشاعت مذہب کی خاطر بڑھنے تو اندرون عرب اور افریقہ اور شمالی سائبیریا میں جن پادریوں نے اپنی جانیں یکے بعد دیگرے کھوئی ہیں' ان میں سے ہر شخص ایثار و فدویت کی ایک مثال ہے - (جسویٹ) فرقے کے راہبوں کو آج ہندوستان کے ہر شہر میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھہ رہے ہیں - یہی فدائی و قربانی کا جذبہ ہے' جس نے آج یورپ کی قوموں کو تمام عالم میں سربلند کردیا ہے - لیکن یاد کیجیے تو کسی وقت یہ متاع صرف ہمارے ہی بازار میں بکنے آتی تھی' اور اسکا خریدار بھی ہمارے سوا دنیا میں کوئی اور نہ تھا -

---

" ابتغاء مرضات اللہ " مذہب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے لیے ایک الہی رشتہ قائم کردیتا ہے - آج اس جذبے کو یورپ علمی اور قومی و وطنی قربانی کہتا ہے' مگر قرآن کریم نے اسطرح کی تمام جذبوں کیلیے ایک جامع اصطلاح " لقاء وجہ رب " اور " ابتغاء مرضات اللہ " کی رکھدی ہے' یعنی انسانی اور مادی اغراض سے بکلی قطع نظر کرکے' صرف ایک بالا تر اور وراء الورا ہستی کیلیے اپنی قوتوں اور جذبات کو صرف کردینا :

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (۲ - ۲۰۷)	اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں' جو اسکی رضا جوئی کی راہ میں اپنی جان تک دیدیتے ہیں' اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے -

خدا کا جمال تمام مادی اغراض سے بالا تر ہے' اسلیے اسکی رضا جوئی کے تصور سے بڑھکر کوئی خیال جذبات انسانی کو عرفانہ خدمت حقائق و عالم پر آمادہ کر نہیں سکتا - سلف صالحین میں جو لوگ ایک ٹوٹی ہوئی تلوار لیکر جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوتے تھے' ایک ایک حدیث کے جمع کرنے کیلیے مشرق سے مغرب تک کا پیدل سفر کرتے تھے - بغیر کسی مزد و معاوضہ کے اپنی بڑی بڑی عمریں کسی صحن مسجد کے کھمبے کے نیچے' یا کسی تنگ حجرے کی گرد آلود چٹائی پر بسر کردیتے تھے' وہ فی الحقیقت یہی " ابتغاء مرضات اللہ " کا پیدا کیا ہوا جوش تھانی وجود فروشی تھا - فاعتبروا یا اولی الابصار ! !

۹ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

— * —

هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ؟ ؟ (۱)

الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا ، و هم یحسبون انهم یحسنون صنعا -

(۱)

مسلمانوں کی آیندہ شاہراہ مقصود کیا ہونی چاہیے ؟

— * —

مرا دو خضر عناں گیر باید از چپ و راست
کہ کج روی نہ کنم ورنہ عزم راہ خطاست

اللهم ارنا الحق حقا - و ارزقنا اتباعه - و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه -

ہم نے گذشتہ دو نمبروں میں مسلمانوں کے موجودہ تغیر حالات کو " صبح امید " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور چونکہ ہر اصلاح کی بنیاد اولین تغیر حالات و جنبش افکار ہے ، اسلیے اس تعبیر میں کوئی مبالغہ و اغراق نہ تھا ، لیکن آج جن امور پر ہم توجہ دلانا چاہتے ہیں ، یہ وہ امور ہیں ، جن سے اگر بے پروائی کی گئی ، تو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہی تعبیر صبح امید نہیں ، بلکہ گمراہیوں اور باطل پرستیوں کی ایک سخت خطرناک شب یلدا ہوجائے گا -

<u>جمود اور حرکت</u>

حقیقت یہ ہے کہ خیالات کی جنبش اور حرکت فی نفسہ کوئی مفید شے نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی آیندہ صحیح انجمان افکار سے متصل نہو جائے - اگر ایسا نہوا ، تو حرکت محض بعض حالتوں میں بیکار و لاحاصل ، اور اکثر حالتوں میں جمود سے زیادہ مہلک اور خطرناک ثابت ہوتی ہے -

بالفاظ سادہ تر - اسکو یوں سمجھیئے کہ ایک شخص مدتوں سے ایک جگہ بیٹھا ہے - بالکل بیٹھا رہنا زندگی کیلیے نہایت مضر اور اعضا و جوارح کو معطل کردینے والا ہے ، اسلیے آپ چاہتے ہیں کہ وہ حرکت کرے ، یہ نہایت عمدہ خیال ہے ، لیکن یہ حرکت اسی وقت مفید ہوگی جب آپ اسے چلاکر کسی عمدہ باغ کی روش پر لاکھڑا کردیں گے - لیکن اگر آپنے اسمیں حرکت پیدا کرکے سامنے کے گڑھوں سے آپ نہ بچایا ، اور وہ غریب اسمیں گر گیا ، تو اس حرکت سے تو اسکا بیٹھا رہنا ہی بہتر تھا -

<u>مسلمانوں کیلیے خطرات جدید اب شروع ہونگے</u>

لیڈروں کا طبقہ اپنے گذشتہ عہد کو خواہ جد و جہد کی ایک شاندار تاریخ سمجھے ، مگر ہمارے نزدیک مسلمانوں کی حرکت کی تاریخ اگر شروع ہوگی تو اب سے شروع ہوگی - وہ فی الحقیقت اب تک سو رہے تھے ، زندگی کی ان میں کوئی حرکت نہ تھی ، اور نیند نے ان پر موت کا جمود طاری کردیا تھا (و هو الذی یتوفا کم بالیل) - ایک سوے ہوے انسان کیلیے اسکی کوئی بحث نہیں ہوتی کہ دوڑنا بہتر ہے یا آہستہ چلنا ؟ تکیہ لگا کر بیٹھنا بہتر ہے یا دو زانو ہوکر بیٹھنا ؟ کیونکہ یہ حالتیں آگے پیش ہی نہیں آتیں - لیکن اب وہ جاگے ہیں ، انکو بیٹھنا بھی پڑے گا ، اٹھنا بھی پڑے گا ، اور کبھی آہستہ خرامی اور کبھی تیز قدمی سے چلنا بھی پڑے گا - پس اب انکی حالت پیشتر کی سی بے خطر نہوگی ، کیونکہ اس صورت میں ، مگر خطرہ صرف زندگی ہی میں ہوتا ہے - جب تک غافل پڑے ہوے اینٹھہ رہے تھے تو نہ اسکو فرش گل پر چلنا تھا ، اور نہ جنگل کے خارزار پر ، لیکن اب دونوں طرح کی زمینوں پر انکے قدم پڑسکتے ہیں - اسلیے فی الحقیقت سوچنے ، غور کرنے اور حزم و احتیاط کا وقت اب آیا ہے - بہت ممکن ہے کہ بیٹھنے کی جگہ اٹھہ کھڑے ہوں ، کچھہ بعید نہیں کہ آہستہ چلنے کی جگہہ بے اختیار دوڑنے لگیں - ٹھوکریں بھی کھا سکتے ہیں ، اور در و دیوار سے ٹکرا بھی سکتے ہیں ، کیونکہ اب وہ سوے ہوے نہیں ہیں بلکہ زندہ اور متحرک ہیں - خطرات سے معاملہ زندگی اور حرکت میں ہوتا ہے - جمود اور سکون میں نہیں ہوتا -

پس پچھے نہیں ، تو اب ضرورت ہے کہ ایک ایسی حقیقی رہنمائی کے ہاتھہ میں انکا ہاتھہ ہو ، جو انہیں معطل بیٹھے نہ دے - چلاتا رہے ، لیکن ساتھہ ہی نگراں بھی رہے کہ کہیں راہ کے ادھر ادھر گڑھوں اور غاروں میں پھسل نہ پڑیں -

مرا دو خضر عناں گیر باید از چپ و راست
کہ کج روی نکنم ، ورنہ عزم راہ خطاست

<u>بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم</u>

چونکہ مسلمانوں کیلیے تمام عالم میں صرف ایک ہی ہاتھہ ہے جو رہنما ہوسکتا ہے ، اور ایک ہی چشم نگراں ہے ، جو لغزشوں سے بچاسکتی ہے - یہ وہی ہے جو کبھی (کوہ سینا) پر تجلی حق بنکر چمکی ، کبھی (فاران) پر ابر رحمت بنکر نمودار ہوی - کبھی (غار ثور) میں لا تحزن ان اللہ معنا (۱) کی صدا میں تھی ، کبھی (بدر) کے کنارے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم (۲) کے پیغام میں تھی ، کبھی

---

(۱) غار ثور میں جب کفار کی جستجو سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پریشان خاطر ہوے - تو آنحضرت نے وحی ربانی سے فرمایا کہ خوف مت کرو - اللہ ہمارے ساتھہ ہے - (۲) اگر خدا تم کو نصرت دے تو کوئی تم کو مغلوب نہیں کرسکتا -

(۱) یہ ایک ٹکڑا ہے سورۂ کہف کے آخری رکوع کی ایک آیت کا جسکا ترجمہ یہ ہے - تم کو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ گھاٹے ٹوٹے میں رہنے والے اعمال کی رو سے کون لوگ ہیں - اسکے - جنکی تمام کوششیں صرف دنیوی زندگی کے پیچھے بھٹک گئیں - اور اسپر طرہ یہ کہ وہ سمجھے کہ ہم کوئی عمدہ کام کر رہے ہیں - (فی الحقیقت مسلمانوں کے موجودہ لیڈروں کی رہنمائی کی پوری تاریخ اس آیت میں مضمر ہے -)

لیڈری سے بھی دست بردار ہوگیا ہوں' اور اگر اسکو باقی رکھا بھی ہے تو صرف اسی حد تک ' کہ ایک جماعت کثیرہ کے بعض امکان اصلاح و ہدایت کا ذریعہ ہو' تو ظاہر ہے کہ اجکل کی نمایشی اور تار عنکبوت کی طرح ہوا کے ایک طمانچے سے فنا ہو جانے والی لیڈری کا کیا خواہشمند ہو سکتا ہوں ؟ الحمد للہ کہ اب لوگ جس چیز کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں ' مدت ہوئی اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں - البتہ اجکل کے زمانے میں جبکہ قومی خدمت کا ہر قدم ہزاروں خود غرضیوں اور نفع جوئیوں کی غلاظت سے آلودہ ہو رہا ہے ' یہ سمجھہ میں آنا بہت مشکل ہے کہ بغیر کسی غرض ذاتی کے بھی کوئی آواز بلند کی جاسکتی -

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص ملک میں اصلاح اور ارشاد کی کوئی آواز بلند کرے ' اسکا اولین فرض نہ ہے کہ پیشوائی و رہنمائی سے تکلیف دست برداری کا اعلان کردے ' اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سب سے پہلے وہ خود اس سنگ جدی کا مستحق ہے ' جو وہ اوروں پر کرتا ہے -

(۶) جناب نے میرے غرور وتکبر کے اسباب کی نسبت بھی بحث کی ہے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ میں نے ان گودوں میں پرورش پائی ہے ' جنکا فخر زخرف حیات دنیوی پر نہیں ' بلکہ فقر و مسکنتی پر رہا ہے - پس اول تو دولت حاصل ہی نہیں جس کا نشہ ہو ' اور پھر الحمد للہ کہ اگر ملے بھی تو اس سے استغنا تو اپنا خاندانی ورثہ ہے - " لیڈروں کے جانشینوں " کو اگر مجھسے زیادہ مال و جاہ حاصل ہے ' تو مجھے کیوں ستایا جاتا ہے ؟ میں انھی گودوں میں پرورش پا رہا تھا ' جب اس دعا کی آواز پانچ وقت میرے کانوں میں آتی تھی

اللهم احيني مسكيناً ' و امتني مسكيناً ' و احشرني في زمرة المساكين (۱) - فنسأل الله سبحانه ان يجعلني من الذين لا تطلب السلطان منهم في الدنيا الخراج ' و لا الجبار في الاخرة الحساب ' ولنعم ما قيل في هذا الباب

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها * و للعاشق المسكين ما يتجرع

(۷) تعجب ہے کہ آپ باتوں میں بیڑیاں ڈلوادینے کی مجھے دھمکی دیتے ہیں ؟ جس دن دنیوی نام و ناموس کی بیڑی پاؤں سے اتری ہے ' اسی دن سے دوسری بیڑی کی جگہہ خالی ہوگئی ہے اور پاؤں اسکے لیئے منتظرانہ منتظر ہے - جس شخص نے الہلال کو جاری کیا ہے ' شاید وہ زنجیر و سلاسل کی نسبت پہلے ہی دن کوئی فیصلہ ضرور اپنے دل میں کرچکا ہوگا - و لمثل هذا ' فليعمل العاملون - (۲)

(۷) آپنے " مذہبی پیشوائی " کی مجھے دعوت دی ہے کہ ملکر کام کروں تو آپ میری پیشوائی کا اعلان فرمادینگے (ذرا لوتدھن فیدھنون(۳)) اس دعوت کیلئے ممنون ہوں ' مگر براہ کرم تھوڑا سا توقف کیجئے - خدا کے ساتھہ ملکر کام کرلینے کا ارادہ کرلیا ہے ' اسکو چند دنوں آزمالوں - اگر یہاں ناکامی ہوئی تو پھر آپ کے ساتھہ شامل ہو جاؤنگا - میرے کانوں میں تو ابھی نہ آواز آرہی ہے - ولا يحزنك قولهم ' ان العزة لله جميعا و هو السميع العليم

(۱) خدایا مجھے فقیر و مسکین کی حالت میں زندہ رکھہ اور مسکینی ہی کی حالت میں دنیا سے اٹھا ' اور قیامت کے دن مسکینوں ہی کے زمرے میں مجھے اٹھائیو [یہ دعا ادعیۂ نبوت میں سے ہے - اور اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے]

(۲) اسی جیسی چیزوں اور حالتوں کیلیے چاہیے کہ کام کرنے والے کام کریں

(۳) اے پیغمبر ! منکرین چاہتے ہیں کہ تو انکے ساتھہ حالت جوں نرمی برتے تو وہ بھی تیرے ساتھہ نرمی برتیں

(۸) آخر میں آپنے لکھنو آنے کی دعوت دی ہے - میں تو خود عنقریب لکھنو جانے کا ارادہ کررہا تھا - انشاء اللہ اسٹیشن پر آپ سے ہی آپکو تلاش کرونگا - برسوں سے خود کلکتہ میں بھی بارہا بعض مقامی احباب نے اسطرح کے ارادوں کی اطلاع دی ' مگر مجھے افسوس ہے کہ اپنے قول و عمل کو نقصان نہ کرسکے - اللہ تعالی آپکو توفیق دے کہ علم و شرافت کے اس ارادے کی بروقت تعمیل کرسکیں

(۹) آپنے اور جو خیالات مذہب و قرآن ' علمائے اسلام ' نیز بعض اور صاحبوں کی نسبت ظاہر کیے ہیں ' انکے جواب کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتا - مسلمانوں من هو شر مكانا واضعف جندا (۱) و تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الارض ولا فساداً ' والعاقبة للمتقين - (۲)

الہلال کے اصلی مخاطب

علی گڈہ سے ہمارے ایک عزیز دوست کو جو طالب العلم ہیں' اور اسی کی شرح پر الہلال کی قیمت ادا کی ہے - کسی ہفتے کا پرچہ نہیں پہنچا - اسپر وہ لکھتے ہیں " زمانے' قیمت پر الہلال میں نے لیا ہے ' یہی سبب ہے کہ میری فریادوں پر توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ آپکو کیا معلوم کہ الہلال کا انتظار میرے لیے کیسا کچھہ تکلیف دہ ہے ؟ سچ ہے ' ہم نادار طالب علموں کو کون پوچھتا ہے ؟ - "

میرے عزیز اور قابل صد احترام بھائی ! تم نے دفتر کی بد نظمی یا ڈاک کی بد انتظامی کو بھولکر اسقدر دور کا نتیجا سوء ظن کیوں قائم کرلیا ؟ تم تو الہلال کے اصلی مالک اور اس خادم کے اصلی مخدوم ہو - یقین کرو کہ میرے دل میں جسقدر تمھاری عزت اور احترام ہے ' ملک کے کسی طبقے کا نہیں ' کیونکہ زمانے نے تمھیں کو قوم کی قسمت کا مالک بنادیا ہے ' اور اب جو کچھہ کروگے تمھیں کروگے - تم ہی الہلال کے مخاطب اور تم ہی اسکی امیدوں کے مرکز ہو - علی الخصوص تم ' جو موجودہ زمانے کے سب سے بڑے مسلمانوں کے قائم کیے ہوئے کالج میں تعلیم پا رہے ہو ' سب سے زیادہ حق رکھتے ہو کہ نوجوانوں اور امیدوں کا تمھارے گرد ہجوم ہو - علی گڈہ کالج گو آجتک مسلمانوں کے اولو العزمانہ اقدامات کے سدے پر ایک طلائی جنال رہا ہے ' مگر میرا دل یقین ہے کہ ایک دن وہیں سے ان نوجوانوں کی موجیں طیار ہو کر نکلیں گی ' جو اسر و استعداد کی ڈھالی ہوئی زنجیروں اور طوقوں کو اسی کی بھٹی میں گلا کر ' اپنے استعداد شکن آلات طیار کرینگی - اور یہ ابتک کب کا ظہور ہو چکا ہوتا ' مگر افسوس کہ جن لوگوں کے ہاتھہ میں تمھاری تعلیم و تربیت کی باگ تھی ' انھوں نے تمھاری قوتوں کو ہمیشہ ابھرنے سے روکا - البتہ مستقدم امر یہ ہے کہ تمھارے چاروں طرف جو انقلاب کی ہوا پھیلی ہوئی ہے ' اس سے تم کو بھی نجات ملے ' اور تمھارے اندر مذہب کی ایک حقیقی تبدیلی پیدا ہو جائے و ما ذلك على الله بعزيز -

بعض کسی شخص نے مالی مدد دیتے ہوئے ایک سینکڑوں طلبا نے نصف قیمت پر الہلال جاری ہو چکا ہے ' اور نہ وہ قیمت ہے جو میں سال بھر کی صرف تصویروں کی بھی اجرت نہیں نکل سکتی - اس سے جو مقصود ہے ' وہ ظاہر ہے اور محتاج بیان نہیں -

---

(۱) عنقریب انکو معلوم ہو جائیگا کہ کس کا درجہ اچھی جگہ پر ہے اور کس کی فوج کمزور ہے ؟

(۲) اور یہ دار آخرت ان لوگوں کیلیے ہے جو دنیا میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد پھیلاتے ہیں ' اور انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں ہی کیلیے ہے -

منزه عن شريک في محاسنه
فجوهر الحسن فيه غير منقسم (۱)

ہمارے نزدیک اسلام کے دامن تقدیس پر اس سے بڑھکر اور کوئی بدنما دھبہ نہیں ہوسکتا کہ انسانی عزت اور ملکی فلاح کا سبق مسلمان دوسری قوموں سے لیں - اس بارے میں ہمارے خیالات - الحمد للہ - عام خیالات کی سطح سے بہت بلند ہیں - اور گو موقعہ نہیں ' مگر ضمناً اسکی طرف اشارہ کردینا ضروری ہے - ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات و صفات میں " وحدہ لاشریک " ہے ' کوئی ہستی اور وجود اسمیں شریک نہیں ' اُسی طرح اسکا " قران کریم " اپنی جامعیت اور کمال تعلیم میں " وحدہ لاشریک " ہے ' اور بالکل اسی طرح اسکا لانے والا رسول کمال انسانیت و تمدن ' اور قوانین دعوت و اصلاح میں بھی " وحدہ لاشریک " ہے ' اسکی صفات و خصائص میں کوئی اسکا شریک نہیں :—

راہ نسبت طلبی نیست کہ چہ شایان ویم

پس ضرور ہے کہ جو امت اس خداے واحد ' اس قران واحد ' اور اُس رسول واحد کے دامن تعلیم سے وابستہ ہو ' وہ بھی اپنے اندر اس شان وحدت و یکتائی کا جلوہ رکھے ' وہ بھی اپنے اعمال زندگی کی ہر شاخ میں " وحدہ لاشریک " ہو - اسکے اعمال و خصائص بھی " من رآنی فقد راٰی الحق " کی صداے اتحاد سے غلغلہ انداز عالم ہوں (۲) تمام دنیا کی قومیں اسکے اعمال کا اتباع کریں ' زندگی کے ہر حسن و جمال میں اسکے خال و خط مرقع عالم کیلیے نمونہ بنیں - وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً کے یہی معنے ہیں ' اور اسی لیے مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ

یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (۸ - ۲۹)	مسلمانو - اگر تم اللہ کا خوف اپنے اندر پیدا کرکے متقی بن جاوگے تو وہ تمہارے لیے تمام دنیا میں ایک خاص امتیاز اور خصوصیت پیدا کردے گا -

جس قوم کو اس صداے الہی سے مخاطب بنایا ہو ' اسکے لیے اس سے بڑھکر کیا بدبختی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ہر شاخ میں غیروں کے لیے نمونہ بننے کی جگہہ ' خود دوسروں کو اپنا کعبۂ مقصود اور قبلۂ آمال بنا رہی ہے ؟ سیاسی بحث تو ضمنی ہے ' ہمارا اصلی ماتم صرف اسی ہی پر موقوف نہیں ' ہم کو تو یہ نظر آرہا ہے کہ آج مسلمانوں کیلیے تعلیم ' اخلاق ' معاشرت ' سیاست ' بلکہ مدنی زندگی کی ہر شاخ میں انکے لیڈر صرف اسی کو فرض رہنمائی سمجھتے ہیں کہ انکے آگے دوسری قوموں کے اعمال پیش کردیں - تہذیب و انسانیت کی ضرورت ہے تو مسلمان یورپ کی شاگردی کریں ' پولیٹکل آزادی کی ضرورت ہے تو اپنی ہمسایہ قوموں سے بھیک مانگیں ' پھر ہمیں بتلایا جاے کہ خود بدبخت مسلمانوں کے پاس بھی کچھہ ہے یا نہیں ؟

جو مسلمانوں کے رہنما قوم کے جذب قلوب کیلیے مذہب کے ذکر کو ناگزیر دیکھکر ' اپنے شاندار اسٹیجوں پر مذہب ! مذہب ! اور اسلام ! اسلام ! پکارتے ہیں ' قطع نظر اسکے کہ خود انکی زندگی میں اس اسلام کا اثر کہاں تک موجود ہے - ہم پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کبھی قوم کو یہ بھی بتلایا ہے کہ زندگی کی ہر شاخ میں خود اسلام کا نمونہ کیا کیا ہے ؟ اور اگر نہیں بتلایا ہے تو قوم کیلیے ایک مسیحی رہنما اور ایک مسلمان لیڈر میں کیا فرق ہے ؟ سچ یہ ہے کہ وہ غریب خود جس متاع سے تہی دست ہیں - دوسروں کے آگے کیا پیش کرینگے ؟

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار ؟

یہی بنیادی گمراہی ہے ' جس نے جسم ملت کی ریڑھہ کی ہڈی تک کو گھلادیا ہے - مسلمان اگر مسلمان ہوتے ' تو سمجھتے ' کہ انکے لیے خود انکے سوا دنیا میں اور کوئی نمونہ نہیں ہوسکتا - اگر فی الحقیقت دنیا کی کسی قوم کے پاس کوئی عمدہ خیال ' کوئی واقعی سچائی ' اور کوئی اچھا عمل پایا جاتا ہے ' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ بدرجۂ اولی اسلام میں موجود ہے ' اور اگر نہیں ہے ' تو اسکی اچھائی بھی قابل تسلیم نہیں - اسلام کے معنی کی اصلی وسعت سے دنیا بے خبر ہے - اسلام تو اعتقاد و عمل کی ہر صداقت اور کائنات کے ہر حسن و جمال کا نام ہے - جہاں کہیں صداقت اور جمال موجود ہے ' یقین کرنا چاہئیے کہ وہ اسلام ہے ' گو دنیا کو اسکی خبر نہو - وللہ در ما قال

ففي كل شيء له آية
تدل على انه واحد

عبارا تنا شتى ' وحسنك واحد
وكل الى ذاك الجمال يشير

اللہ اللہ ! خدا تو مسلمانوں سے چاہتا ہے کہ مجھکو نمونہ بناؤ ' اور میری صفات کاملہ سے مشابہت پیدا کرو (تخلقوا باخلاق اللہ) (۱) اور آج مسلمان ہیں کہ انسانوں کو اپنا اسوۂ حسنہ بناتے ہیں ' کہ (تخلقوا باخلاق الافرنج) اور اگر کوئی انکی تعلی پر آتی ہے تو " انا الافرنج " کا نعرہ لگا کر اسقدر نازاں ہوتے ہیں ' کہ حسین بن منصور کو " انا الحق " پر بھی اتنا ناز نہوگا ! ! کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایومنون (۶ : ۱۲۵) (۲)

اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان جس قدر اصلاح کی طرف قدم بڑھاتے ہیں ' اتنا ہی ضلالت اسے قریب تر ہوتی جاتی ہے - وہ جسقدر ترقی ! ترقی ! پکارتے ہیں ' اتنی ہی تنزل ! تنزل ! کی آواز سنائی دیتی ہے - وہ گویا دلدل میں پھنس گئے ہیں ' جسقدر زور کرتے ہیں ' اتنا ہی پاؤں اور دھنسا جاتا ہے - یا انکے رشتۂ فلاح میں بدبختی کی گرہ پڑگئی ہے ' جسقدر کھینچتے ہیں ' اتنی ہی وہ اور زیادہ کستی جاتی ہے ' او کظلمات في بحر لجي يغشاه موج ' من فوقه موج ' من فوقه سحاب ' ظلمات بعضها فوق بعض ' اذا اخرج يده

(۱) وہ اپنے تمام محاسن اور کمالات میں فرد اور یگانہ ہے - اسی لیے اسکے جوہر حسن میں تقسیم نہیں ہوسکتی - (قصیدہ بردہ)

(۲) اس موقعہ پر ناظرین صحیح بخاری کی (حدیث ولی) کو پیش نظر رکھیں - جسے حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے اور جو (الامر بالمعروف) کے تیسرے نمبر میں ہم نے درج کی تھی کہ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ (الی آخرہ) -

(۱) یہ ایک مشہور حدیث ہے کہ اپنے اندر خدا کا اخلاق اور صفات پیدا کرو - مطبع الہلال کے سلسلۂ تالیفات کی ایک کتاب (خصائص مسلم) زیر طبع ہے - جسکا موضوع بحث یہ ہے کہ ایک مسلم زندگی کی تصویر کیسی ہونی چاہیئے ' - شاید بعد اشاعت ناظرین اسے ایک نئی قسم کی تصویر پائیں - (۲) ایسی ہی قلبی گمراہی کی دلدلی میں وہ لوگ گرفتار ہوجاتے ہیں - جنکو اللہ پر ایمان کامل نصیب نہیں -

(احد) کے دامن میں وکان حقاً علینا نصرالمومنین (١) کی بشارت تھی - اور آج بھی ایک تباہ ہوئے کاروان ' ایک برباد شدہ قافلے' اور ایک برہم شدہ انجمن، کے لئے امید کا آخری سہارا اور زندگی کی آخری روشنی ہے —

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض - ء الہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون - امن یھدیکم فی ظلمات البر والبحر و من یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمتہ الہ مع اللہ - تعالی اللہ عما یشرکون (٢٧ - ٦٥)

کون ہے کہ جب ایک مضطر اور بیقرار روح اس کو پکارتی ہے تو اسکی فریاد کو سنتا ہے اور اسکی مصیبت کو دور کرتا ہے ؟ اور کون ہے کہ اس نے تم کو زمین پر اپنا نائب بنایا اور اس کی وراثت بخشی ' لیکن خدا کے سوا کوئی اور ہے ؟ پھر بتلاؤ ' کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں ہدایت کرتا ہے اور باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بشارت کے لیے بھیجتا ہے - کیا خدا کے سوا کوئی دوسرا ہے ؟

دنیا میں جب کبھی کسی بنی آدم نے اصلاح حیات کی کوئی منزل طے کی ہے ' تو صرف اسی ہاتھ کی رہنمائی سے ' اور جو اسکی رہنمائی میں آگیا ' پھر اسکے لئے گمراہی نہیں -

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (٦ - ٣٧) افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ - فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ (٣٩ - ٣٢)

خدا جب کسی شخص کو راہ راست پر چلانا چاہتا ہے تو اسکا دل اسلام کے لیئے کھولدیتا ہے - اور جس کا دل کھولدیا گیا ' تو پھر وہ اپنے پروردگار کی روشنی کی ہی مشعل ہدایت اپنے سامنے پاتا ہے - مگر افسوس ان لوگوں پر ' جنکے دل ذکر الہی سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں -

پالیسی اور سیاسی مسلک

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ اس تغیر خیالات کا منشا کیا ہے ' اور وہ کسطرف ہونا چاہیئے ؟ ہمکو نہایت رنج اور قلق کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس لحاظ سے موجودہ تغیرات خیال کا منظر زیادہ اطمینان بخش نہیں ہے - ہم صاف صاف اور باواز بلند کہدیتے ہیں کہ اگر مسلمان اپنی قدیمی پالیسی کو صرف اسلیے چھوڑتے ہیں کہ تنسیخ بنگال ' اور مسئلہ یونیورسٹی کی وجہ سے وہ گورنمنٹ سے روٹھ گئے ہیں ' یا یہ تغیر صرف اسلیے پیدا ہوا ہے کہ ابناء جوار ہندؤں کی دیکھا دیکھی اب مسلمان بھی پالیٹکس ا پالیٹکس ! پکارنے کیلیے مضطرب ہیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ اس نئے تغیر اور انقلاب میں اسکے لیے کوئی برکت نہیں ہے - بہتر ہے کہ ابتک جہاں پڑے سسک رہے ہیں ' وہیں بغیہ ایام ذلت وخواری آور دن لیں - تاریکی ہی میں رہنا ہے ' تو پھر اس سے کیا بحث کہ وہ کوئی گڑھا ہے ' یا عمدہ بنایا ہوا تہ خانہ ؟ ابتک انکی تمام ناکامیوں کی علت حقیقی یہ رہی ہے کہ انہوں نے اپنے اعمال زندگی کی کسی شاخ کو " سلطان قرآن " کے ماتحت نہیں رکھا ' اور جب کبھی کوئی تحریک شروع کی ' یا اپنے لیے کسی پالیسی کا پروگرام مرتب کیا ' تو قرآن کریم کو اسطرح بھولے رہے ' گویا اسکا نزول تاریخ عالم کا کوئی واقعہ ہی نہیں ' اور یہ بھی سچ نہیں کہ وہ اس نام کی کسی کتاب کے پیرو ہیں - اگر مسلمان اس تغیر کے بعد پھر اسی گمراہی میں پڑنا چاہتے ہیں تو یہ ایک دلدل سے نکلکر دوسری دلدل میں پھنسنا ' اور ایک دام سے نجات پاکر دوسرے میں گرفتار ہونا ہوگا - پھر اگر گمراہیوں کے قفس ہی میں ہمیشہ مقید رہنا ہے تو موجودہ قفس میں کونسی برائی ہے کہ نئے پنجرے کی جستجو کی جاے ؟

بیشک تقسیم بنگال کی تنسیخ اور یونیورسٹی کا مسئلہ ہمارے جمود و غفلت کیلیے ایک تازیانۂ تنبہ ضرور ہے ' اور ہم یقیناً شر الدواب عند اللہ (١) ہونگے ' اگر اس سے عبرت نہ پکڑیں ' لیکن ہماری آیندہ پالیسی کی بنیاد کوئی وقتی یا عارضی واقعہ نہیں ہونا چاہیئے ' بلکہ وہ ایک مستقل اور دائمی اعتقاد ہونا چاہیئے ' جو اپنے قیام کیلیے کسی بیرونی سہارے کا محتاج نہو - فرض کیجیے کہ کل گورنمنٹ نے پھر بنگال کے دو نہیں بلکہ دس ٹکڑے کردیئے ' اور وزیر ہند نے اعلان کردیا کہ یونیورسٹی کا نام علی گڈہ نہیں بلکہ مسلم ہوگا ' کیونکہ جو گورنمنٹ ایک مرتبہ تقسیم کرکے اسے منسوخ کرسکتی ہے ' وہ اب سب کچھ کرسکتی ہے ' پھر کیا اس حالت میں مسلمانوں کی پالیسی پر ایک دوسرا انقلاب طاری ہوجاے گا ؟ اور پھر بعدنا تعدنا کی صدا بلند کی جاے گی ؟ اسکے تو یہ معنے ہوے کہ انکا کوئی عقیدہ ' کوئی خیال ' کوئی مقصود ' کوئی نصب العین ' اور کوئی اصلی پالیسی نہیں ' آپ صرف گورنمنٹ کے چشم و ابرو کی حرکت کا نام ہیں ' اور صرف اسی کو تکتے رہتے ہیں - اگر مصلحۃ لطف و مہر کی علامتیں نمایاں ہوئیں ' تو " سمعنا و اطعنا " کہکر سر بسجود ہوگئے ' اور اگر مصلحت نے گوشۂ چشم رقیبوں کی طرف پھیر دیا ' تو لگے منہ بسورنے اور آنسو بہانے -

سوال یہ ہے کہ خود آپ کے پاس بھی کوئی شے ہے یا نہیں ؟

ہم نہایت حسرت کے ساتھہ یہ بھی دیکھہ رہے ہیں کہ جو لوگ تنسیخ بنگال کی تقسیم سے نہیں ' بلکہ بدشمتی سے اپنے اندر آزادی اور حقوق طلبی کی پالیسی کا ولولہ رکھتے ہیں - گو عام راہ ضلالت سے الگ رہنے کا انہیں الاؤنس دینا چاہیئے ' لیکن افسوس ہے کہ انکے سامنے بھی ہندؤں کی پولیٹکل جد و جہد کے سوا کوئی مستقل اور علحدہ راہ نہیں ہے - وہ بھی اپنی ترقی کا سدرۃ المنتہی صرف یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہندؤں کے قدم بقدم چلنا سیکھہ جائیں - بیشک ہمارے عقیدے میں بھی آجکل مسلمانوں کیلیے عبرت اور تنبیہ کا سب سے بڑا سبق ہندؤں کے سیاسی اعمال میں ہے ' اور بڑی بدبختی یہی بھی کہ آجتک اس سے عبرت حاصل نہیں کی گئی - لیکن پیروان " اسلام مبین " کیلیے اس سے بڑھکر کوئی مذہبی موت نہیں ہوسکتی کہ اعمال زندگی کے ایک ضروری شعبے میں انکو اسلام تعلیم دینے سے معذور ولاچار ہوگیا ہو ' اور اسکی طرف سے مایوس ہوکر انہیں ایک دوسری قوم کے دستر خوان کی چھوڑی ہوئی ہڈیوں پر للچانا پڑے - اگر ایسا ہی ہے ' تو بہتر ہے کہ سرے سے اسلام ہی کو خیرباد کہدیا جاے - دنیا کو ایسے مذہب کی کیا ضرورت ہے ' جو صرف خطبۂ نکاح میں چند آیتیں پڑھدینے ' یا بستر نزع پر سورۂ یاسین کو دہرا دینے ہی کیلیے کارآمد ہوسکتا ہے ؟

(١) مومنوں کو فتح ونصرت دینا ہمارے لیے ضرور ہے -

(١) ان شرالدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون - سب سے زیادہ بدتر جانور خدا کے آگے وہ انسان ہیں - جو بہرے اور گونگے ہوگئے ہوں اور اپنی عقل سے کام نہ لیتے ہوں (اسی سورۃ میں دوسری جگہ فرمایا ہے ان شر الدواب عنداللہ الذین کفروا فہم لایؤمنون - اس سے ثابت ہوا کہ کفر کی بنیاد بھی در اصل عدم تفکر وتدبر وتقلید محض ہی ہے)

مقدونیا کی مسیحی جماعتوں کی انجمنیں امریکہ، پیرس، جنیوا، صوفیا، ایتھنس، اور روسیا میں برسوں سے قائم ہوگئی ہیں، قوموں اور ملکوں کو آزاد کرانے کا یورپ میں اصلی وسیلہ اندرونی بغاوت، خفیہ سازشیں، قتل و غارت، اور تمرد و سرکشی ہے، اور گو روس پولینڈ میں اور انگلستان مصر میں اسکو پسند نہ کرے، لیکن مقدونیا کی مسیحی آبادیوں میں (جو عہد گذشتہ میں بھی یقیناً مظلوم رعایائے ترک سے زیادہ آزاد اور امن و امان میں تھیں) ان تمام وسائل کو عمل میں لانے کیلیے تنخواہ دار ایجنٹوں اور واعظوں پر کروڑوں روپیہ صرف کر چکا ہے - سلطان عبد الحمید کے زمانے میں آخری تدبیر دول ثلاثہ کے ہائی کمشنروں اور اسکے ماتحت ایک علحدہ فوجی پولیس کی ترتیب کا قیام تھا، لیکن اس سے بھی مقصود یہی تھا کہ اندرونی بغاوتیں اور زیادہ بھڑکائی جائیں، اور مختلف مسیحی کلیساؤں کے متعدد ہونے کی وجہ سے جو قدرتی باہمی نفاق وہاں موجود ہے، اسے مشتعل کر کے عام بد نظمی اور طوائف الملوکی کی حالت پیدا کردی جائے - چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ کے اواخر میں ایک سخت آتش فساد تمام مقدونیا میں بھڑک اٹھی - سرویا، بلگیریا، اور یونان نے اپنے اپنے مسلح گروہ علانیہ بھیجدیے، اور ہر جماعت نے ایک جنگی گروہ کی صورت اختیار کرکے اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کردیا، نتیجہ یہ نکلا کہ مقام (ریوال) پر شہنشاہ ایڈورڈ اور زار روس میں مشہور راز دارانہ ملاقات ہوئی، اور اسکے بعد ہی انگلستان اور روس مقدونیا کی آزادی کیلیے ایک متحدہ یاد داشت (اینگلو رشین اسکیم) لیکر متفق ہوگئے کہ سلطان عبد الحمید کی ہر موقعہ پر لچک جانے والی پالیسی کی آخری آزمائش کرلیں - یہ وقت یورپین ترکی کیلیے نہایت نازک اور فیصلہ کن تھا، لیکن عین اسی وقت سالونیکا کی مرکزی انجمن اتحاد و ترقی نے جو وقت مناسب کی منتظر تھی - یورپین ترکی کے آخری فیصلہ کن وقت کو دیکھکر اپنی کار روائی شروع کردی، اور ۲۷ - جون سنہ ۱۹۰۸ - کو (نیازی بے) نے (رسنہ) سے، اور ۵ جولائی کو قہرمان حریت (انور بے) نے (پرسی پی) سے علم حریت و دستور بلند کردیئے - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۴ جولائی کو دنیا کے دستوری انقلابات کا سب سے زیادہ اعجوبہ خیز واقعہ ظاہر ہوگیا، یعنی یلدز کی گورنمنٹ دستوری حکومت کی صورت میں منتقل ہوگئی -

اس انقلاب نے یکایک یورپ کی امیدوں پر ایک وقتی موت طاری کردی - پیرس کانگرس سے لیکر برلن کے اجتماع تک برابر یورپین ترکی کی آزادی کیلیے یہ دلیل بیان کی گئی تھی، کہ باب عالی کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ نہیں ہے، اور اسلیے مسیحی رعایا کے امن و امان اور آزادی کیلیے کوئی ضمانت نہیں - برلن کانگرس میں جب اسٹریا وکیل (کونٹ اندراسی) نے الحاق بوسنیا اور ہرزیگوینا پر زور دیا تھا، تو لارڈ (سالسبری) اور لارڈ (بیکنس فیلڈ) نے اسکی سازشی تائید کیلیے یہی سہارا ڈھونڈھا تھا کہ "اس طرح دو صوبے بہتر طور پر ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ کی زیر نگرانی آجائیں گے - لیکن اگر باب عالی اپنی اصلاحات کی رفتار میں متوقع تیز رفتاری حاصل کرکے دستوری گورنمنٹ کے قیام پر کامیاب ہوگیا، تو دول عظیمہ کی کانگرس یہ کہتے ہوئے اپنے دلی مقصد کے اظہار میں بالکل صاف ہے کہ وہ انکو دوبارہ اپنے مقبوضے میں شامل کر لینے کیلیے کوئی رکاوٹ نہیں پائے گا"

پس دستوری گورنمنٹ کے قیام کے بعد کچھہ دنوں کیلیے مطالبات کا دروازہ بند ہوجانا ناگزیر تھا، تمام یورپ پر اس غیر متوقع انقلاب نے ایک سکتے کا عالم طاری کردیا، اور بظاہر ہر طرف سے اظہار مسرت و شادمانی کے غلغلوں میں نئی حکومت کا استقبال کیا گیا -

مسئلہ مقدونیا بعد دستور

یہ گویا مقدونیا کی قبل از دستور حالت کی طرف ایک سرسری اشارہ تھا - اعلان دستور کے بعد کچھہ دنوں تک بظاہر تمام یورپ نے بہ تکلف اپنا چہرہ ایسا بنالیا، گویا واقعی طور پر انقلاب کے متوقع نتائج کا انتظار کر رہا ہے - مگر یہ انتظار بالکل بے معنی تھا، کیونکہ جن چیزوں کو "اصلاحات" کے عظیم الشان لقب کے دینے کا تمسخر کیا جاتا تھا، وہ ترکی کے تاریک سے تاریک عہد میں بھی یورپین ترکی کے ہر مسیحی باشندے کو حاصل رہی ہیں

تاہم یہ تصنع کا چہرہ زیادہ عرصے تک نقاب نہ بنا سکا، اور اب پچھلے مطالبات کو اس لہجے میں دہرانا شروع کردیا گیا کہ دستوری انقلاب کے نتائج مقدونیا کی حالت میں بالکل ظاہر نہیں ہوے - اسمیں سب سے زیادہ حصہ انگلستان کے پریس نے لیا اور عام طور پر دستوری گورنمنٹ کو ناکامی اور بے اثری کا طعن دینا شروع کردیا - نوجوان ترکوں کو معلوم تھا کہ یہ الزام ایک ایسے ملک کی طرف سے دیا جا رہا ہے، جہاں پارلیمنٹ قائم ہوکر متصل چار سو برس تک فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا موجب رہی، اور نظم و امن کی جگہہ آپس کے نزاع نے اسکو صدیوں تک خطرے میں رکھا - لیکن انہوں نے پوری خاموشی کے ساتھہ ان تمام طعنوں کو برداشت کیا اور صرف ڈھونڈھتے رہے کہ کسی طرح دستوری انقلاب کی ابتدائی مشکلات سے ملک گذر جائے - انگلستان کی یہی سرد مہری تھی، جس نے اتحاد و ترقی کو پھر جرمنی کی طرف مائل کردیا تھا، اور اسی جرمن اثر کا نتیجہ تھا کہ انگلستان نے (کامل پاشا) کو ہاتھہ میں لیکر اتحاد و ترقی کی مخالفت شروع کی تھی -

دستوری انقلاب پر اظہار مسرت و استقبال اگر اخبار کے صفحوں پر تھا تو دوسری طرف تھوڑے وقفے کے بعد روس و آسٹریا اور بلقانی ریاستوں نے اپنی عملی کار روائیاں بھی شروع کردی تھیں - اسکا پہلا ظہور البانیا کی پہلی شورش تھی، جسمیں روسی، یونانی، سرویں ایجنٹوں کا اسلحہ تقسیم کرنا، اور خفیہ کمیٹیوں کو بکثرت روپیے سے مدد دینا جرمن اخبار کے وقائع نگاروں نے ثابت کردیا تھا - اسکے بعد ہی جنگ طرابلس کا آغاز ہوگیا، اور ترکی نے مالیسوریوں کے مطالبات ایک حد تک منظور کرکے پوری توجہ طرابلس پر صرف کردی - اب یہ موقعہ بلقانی ریاستوں کو مطلب براری کیلیے بہت اچھا ملگیا - سرویا جو ایک عرصے سے بڑی حکومت بننے کا خواب دیکھہ رہی تھی - کوئی وجہ نہ تھی کہ اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھاتی - آسٹریا اور روس و یونان نے اسکو اور بھڑکایا - بد قسمتی سے اتحاد و ترقی کے نادان دشمن اس موقعہ پر غیروں کے ہاتھہ ایک

لم یکد یراھا - و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور (۲۴ - ۴۰) (۱)

جو قوم خدا سے اپنا رشتہ کاٹ دیتی ہے ' اور اسکے فرمان و احکام سے روگردانی کرتی ہے ' اسکے اعمال نور الہی سے خالی ہوجاتے ہیں ' اسپر ضلالت و گمراہی کا ایک شیطان مسلط ہوجاتا ہے ' اور وہ اسکو اپنا مرکب بنا کر اسکے گلے میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈالدیتا ہے

و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض	اور جو شخص خدا کے ذکر سے روگردانی کرتا ہے ہم اسپر ضلالت
لہ شیطانا فھو لہ قرین (۴۳ - ۳۶)	کا ایک شیطان متعین کردیتے ہیں جو اسکے ساتھہ رہتا ہے

پھر وہ یکسر گمراہی اور ضلالت ہوجاتی ہے ' اسکی زندگی ناکامی و نامرادی کی تصویر بن جاتی ہے - وہ طلب مقصود میں آوارہ گردی کرتی ہے ' مگر چونکہ مقصود تک پہنچانے والے ہاتھہ میں اسکا ہاتھہ نہیں ہوتا ' اسلیے کبھی مقصود تک نہیں پہنچتی - مسلمانوں کے تمام ترقی کے ولولوں اور اصلاح کی کوششوں کا بھی یہی حال ہورہا ہے - نامرادی کے سوا انھیں کچھہ حاصل نہیں ' ایکے لنگر پانی کو ڈھونڈھتے ہیں ' مگر دوڑتے ہیں ریگزار کی طرف

اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ	انکے اعمال کی مثال ایسی ہے - جیسے چٹیل میدان میں
الظمآن ماءً - حتی اذا جاءہ	چمکتا ہوا ریت ہوتا ہے - کہ پیاسا دور سے اسکو پانی
لم یجدہ شیئا (۲۴ - ۳۹)	سمجھکر چلا - مگر جب پاس آیا تو کچھہ بھی نہ تھا

عود الی المقصود

پس اگر مسلمان زندگی حاصل کرسکتے ہیں ' تو مسلمان بنکر ' ہندو یا مسیحی بنکر نہیں - آپکے ہاں اگر شمع کافوری جل رہی ہے تو آپکو کسی مقبرے کے جھونپڑے سے اسکا ٹمٹماتا ہوا دیا جلانے کی کیا ضرورت ہے ؟ پھر یہ بھی ہے کہ فرض کرلیجیے ' کل ہندؤں کو اپنی پالیسی بدل دینی پڑی - جتنی راہیں انسانی دماغ کی پیدا کردہ ہیں ' ان میں تغیر و تبدل ہروقت ممکن ہے ' البتہ خدا کی تعلیم میں ممکن نہیں کہ لاتبدیل لکلمات اللہ - پھر کیا اس حالت میں مسلمان بھی اپنے اماموں کے ساتھہ اپنی نمازیں توڑ دیں گے ؟ ذرا غور سے کام لیجیے کہ کہری اور تفکر طلب باتیں ہیں - ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ خواہ کسی اصول پر مبنی ہو ' لیکن وہ ایک ایسی راہ پیدا کرلیں جو انکی مستقل اور مخصوص راہ ہو ' جسمیں کبھی تغیر کی ضرورت نہو ' تمام خارجی اثرات تغیر سے محفوظ ہو ' تو کہا جا سکے کہ وہ مسلمانوں کی راہ ہے - ایسا نہو کہ محض خارجی حالات کے تابع ہوکر آپ اپنے تئیں بالکل بھول جائیں - یہ نہو کہ آپکی پالیسی صرف گورنمنٹ کے انداز نظر کا نام ہو - لطف و مہر کی بہار آے ' تو آپکی پالیسی دوسری ہو ' اغماض و اعراض کی باد خزاں چلے ' تو آپکا آشیانہ دوسری جگہ بن جاے - تقسیم بنگال کی تقسیم و ترمیم ' اور یونیورسٹی کا الحاق و عدم الحاق آپکی پالیسی کو طیار نہ کرے - بلکہ آپکے منقسم اقلیم دل کا اتصال ' اور آپکے شکستہ رشتۂ الہی کا الحاق ' آپکے لیے ایک دائمی اور ناممکن التبدیل پالیسی مہیا کردے -

(۱) یا پھر انکے اعمال کی مثال ایک موج گہرے دریا کے اندر کی تاریکیوں کی سی ہے کہ دریا کو لہرے ڈھانک رکھا ہے - لہرے اوپر لہر - اور اسکے اوپر بادل - اسطرح ایک تاریکی کے اوپر دوسری تاریکی ہے - اگر ہوائی تہہ میں کوئی اپنا ہاتھہ نکالے - تو آنکھہ بہی نہ اسکو دیکھہ سکے - اور اصل یہ ہے کہ جسکو اللہ ہی کا نور نہ ملے تو پھر اسکے لیے روشنی کہاں -

شئون عثمانیہ

— * —

کتب علیکم القتال و ھو کرہ لکم - و عسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیرلکم ' و عسی ان تحبوا شیئاً و ھو شر لکم - واللہ یعلم و انتم لا تعلمون (۲ - ۲۱۲) (۱)

اس ہفتے ہمنے چاہا کہ ترکی کے موجودہ اندرونی انقلابات کے اغراض و علل پر حسب وعدۂ اشاعت گذشتہ ایک مفصل افتتاحیہ (لیڈنگ آرٹکل) لکھیں ' لیکن چند سطریں لکھیں تھیں کہ ترکی کی موجودہ مشکلات سامنے آگئیں - خیال ہوا کہ سب سے پہلے موجودہ کوائف پر متوجہ ہونا چاہیے ' اس سے اگر وقت بچا ' تو اندرونی نزاعات کی افسانہ گوئی کیلیے بہت سی راتیں باقی ہیں -

یورپ نے اپنے موجودہ صلیبی جہاد (کروسیڈ) کا جو پروگرام مرتب کیا ہے - اسکی پہلی دفعہ مسئلۂ مشرقی کا انفصال ' یا بلفظ دیگر یورپین ترکی کی تقسیم ہے - نہیں معلوم یہ تقسیم کب کی ہوچکی ہوتی ' لیکن

فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء	ہمنے عیسائوں کے اندر باہمی عداوت اور بغض کو
الی یوم القیامۃ و سوف ینبئھم	قیامت تک کیلیے ڈالدیا ہے اور آخر کار خدا
بما کانوا یصنعون (۵ - ۱۷)	انکو بتا دیگا کہ دنیا میں انکے کام کیسے رہے ہیں

دول یورپ کی باہمی رقابت کو خدا تعالی نے اسکا ذریعہ بنادیا کہ اسلامی حکومت کا آخری نقش قدم یورپ میں ابھی عرصے تک باقی رہے - اسی رقابت سے قسطنطنیہ کے بچالینے کا مسئلہ پیدا ہوا - اور پہلی (پیرس کانفرنس) میں تمام دول یورپ نے اسکی توثیق اور ذمہ داری پر دستخط کر دیے -

لیکن یہ رقابت بلقانی ریاستوں کی خود مختاری کی مانع نہ تھی - کیونکہ انکی آزادی سے دول کے باہمی توازن پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا - اسلیے بظاہر دماغ کو کامل اور سالم رکھکر ' صرف اعضا کی قطع و برید کا عمل شروع کردیا گیا ' اور برلن کانگرس نے بلقانی قطعے بعنوان مختلف آزاد کرادیے - یہ وہ یورپین قطعات تھے جو ایک صدی سے زیادہ عرصے تک ترکی کے محکوم صوبے رہچکے تھے ' اور انھی میں سے ایک ریاست آج ترکی کے مقابلے میں مغرورانہ اعلان جنگ کر رہی ہے وتلک الایام نداولھا بین الناس -

بلقانی صوبوں میں صرف ایک آخری صوبہ (مقدونیا) باقی رہگیا ہے - سنہ ۱۸۷۰ - سے اجتک روس اور آسٹریا اور تمام ریاست ہاے بلقان مال و جان اور سازش کی سعی سے سعی طلب ہیں اسکے لیے صرف کررہی ہیں ' اور بعض دول سنہ کا اتحاد و اشتراک عمل ہر موقعہ پر اسکے ساتھہ ہے - باہر کے اغوا اور سازش کے بل پر خود

(۱) مسلمانوں - تم پر جنگ و قتال میں جانا لکھدیا گیا ہے - نہ تمکو ناگوار گذرے گا - لیکن عجب نہیں کہ جس چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق میں اچھی ہو - اور کسی چیز کو تم اچھا سمجھو اور وہی تمہارے حق میں بری نکلے - کیونکہ اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے -

مسیحی دشمنوں کے ہجوم نے اندوہ کا نقاب منہہ پر ڈالکر ہر طرف سے نازل ہونا شروع ہوگئی - یہ معد وبنا کے مسئلے کی تجدید نہیں ہے ' بلکہ فی الحقیقت تائید الہی کے عہد قدیمی کی تجدید ہے - یہ بلقانی کانفڈریسی کا اعلان جنگ نہیں ہے - بلکہ ترکی کے نئے دور کیلئے ایک نعمت جدید ہے - ترکی کو انقلاب دستور کے بعد ایک سخت خونریزی کی ضرورت تھی ' اسکی تلوار زنگ آلود ہورہی تھی ' اور اسکے جسم پر مدتوں سے خون کے چھینٹے نہیں پڑے تھے - طرابلس کی جنگ نے دلوں کو زندہ کیا ' مگر عثمانی تلوار کے قبضوں میں زندگی پیدا نہیں ہوئی - یہ جنگ صرف اندرون طرابلس میں محدود تھی ' معدودے چند جاں باز ترکوں کے سوا اسمیں عثمانی تلوار کو کوئی حصہ نہیں ملا - لیکن اب جو کچھہ ہوگا ' اُس سر زمین پر ہوگا ' جہاں کی مٹی نصف صدی سے یورپ کے خون کے لیے تشنہ ہورہی ہے ' جہاں کی خاک کو مدتوں سے خون کی بارش نصیب نہیں ہوئی ' اور شدت خشک سالی سے اسکے تمام جوہر نشو ونما ضائع جارہے ہیں - جہاں ابتک (محمد فاتح) اور (سلیمان صاحبقران) کے پرچموں کے نشان کھڑے ہوے گڑھے بھرے نہ جا سکے - اور جہاں کے ایک ایک ذرے کو خاندان آل عثمان نے اپنا سمجھا اور مدتوں خون پلا پلاکر پالا ہے ' اور پرورش کیا ہے -

پس اگرچہ عین اندرونی معاملات اور طرابلس کی مصروفیت کے موقعہ پر ایک متحدہ یورپین جنگ کا اعلان تشویش و اضطراب پیدا کرتا ہے ' مگر فی الحقیقت اضطراب کا نہیں ' بلکہ شکر الہی کا موقعہ ہے - بہت ممکن ہے کہ جنگ طرابلس سے زیادہ مصیبت انگیز اور غیر متوقع نتائج سے اس جنگ کا مستقبل شروع ہو - اسلام کی فتح و شکست کا دار و مدار کبھی بھی مادی اسباب و ذرائع نہیں رہے ہیں - تاریخ شاہد ہے کہ ہم نے ہمیشہ مایوسیوں میں سے امید ' اور ناکامیوں میں سے کامیابی حاصل کی ہے - اگر بلغاریا ہوائی جہازوں کو فراہم کررہی ہے ' اگر انگلستان چار دن کی جہاز توپوں کے ہاتھہ فروخت کر رہا ہے - اگر آسٹریا نے فوجی طیاری کا حکم دیدیا ہے ' اور بلقان کی متحدہ فوج کے مقابلے جنگ کی فہرست بہت بہت اور دہشت ناک ہے ' تو ہو ' کوئی مضائقہ نہیں - کیونکہ ایک ہستی ہے ' جسکی محیط کل قوت ان انسانی دائروں سے مرعوب نہیں ہوسکتی ' اور جسکی عجائب افرینیوں کے آگے مادی اسباب و وسائل نے کبھی بھی فتح نہیں پائی ہے - اگر یورپ اپنے آلات جور و جوں ریزی کے ہجوم میں اُسکو بھول گیا ہے ' تو ہم اپنی بے سروسامانی و مظلومی کی بیکسی میں تو اُسے نہیں بھول سکتے

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ' واللہ مع الصابرین (۳ ۹۶)

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آج مسیحی کروسیڈ اسلام کو یورپ سے نکالنے کیلئے اپنی تمام قوتیں خرچ کررہا ہے ' مگر ایسا ارادہ اسلام کیلئے کوئی نیا ارادہ نہیں ہے - اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھہ ہی اس طرح کے ارادوں کو اپنے سامنے پایا ہے - اس وقت تو اسلام الحمدللہ - تیرہ سو برس کی ایک پرانی چیز ہے - اسکے ریشے اسقدر دور تک پھیلے ہوے ہیں ' کہ انکے اکھاڑنے کیلئے مسیحی یورپ اپنے ہاتھوں پر فولادی دستانے چڑھا رہا ہے ' پھر بھی خائف ہے کہ اس درخت تناور کو ہلانا آسان نہیں - لیکن جبکہ اسکا آغاز ہی آغاز تھا ' اس وقت بھی خدا کے مقابلے میں انسان نے ایسا ہی ارادہ کیا تھا ' مگر مشیت الہی نے انسانی غرور کو شکست دی :

و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ ' و اللہ خیر الماکرین (۸ - ۳)

اور اے پیغمبر ! وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ تمہارے ساتھہ ایک چال چل رہے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا مار ڈالیں یا جلا وطن کردیں - اور حال یہ تھا کہ وہ اپنا داؤ کر رہے تھے اور خدا اپنا داؤ کر رہا تھا ' اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے -

وہ خدا ' جس نے اپنے کلمۂ توحید اور اسکے داعی کو اُس وقت تارک میں بچایا تھا ' اور واللہ یعصمک من الناس کہکر مطمئن کردیا تھا ' تو گو دنیا کے ساز و سامان بدل گئے ہیں ' مگر خدا نہیں بدلا ہے - وہ اب بھی اپنے عجائب کار ربانیت کی نیرنگیاں دکھلا سکتا ہے

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواههم ' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (۶۱ ۹۸)

انجمن اتحاد و ترقی کا اعلان

چنانچہ - الحمد للہ - کہ سب سے پہلا عظیم الشان نتیجہ آثار جنگ کا ظاہر ہوگیا ہے - یعنی انجمن اتحاد و ترقی نے بلقانی اتحاد سے دیکھتے ہی اعلان کردیا کہ " وہ اپنی پوری قوت سے گورنمنٹ کی تائید کرنے کے لئے طیار ہے ' اور حفظ ملک کے اس نازک موقع پر اندرونی معاملات کو بھول گئی ہے " - اتحاد و ترقی کے مشہور افراد ' طلعت بے ' جاوید بے ' اور جلال بے - جنکو موجودہ وزارت ملک کا اشد ترین دشمن ظاہر کرتی تھی - اور جنکی گرفتاری کے لیے پوری قوت خرچ کرچکی تھی ' اسوقت تمام پچھلی کا رنجش فراموش کرکے پھر ملک میں آگئے ہیں - اور مع ایک بڑی اتحادی جماعت کے " گروہ مجاہدین " میں اپنا نام لکھوا رہے ہیں - فی الحقیقت یہی آثار ہیں جنکو دیکھکر یقین کرنا پڑتا ہے کہ موجودہ ترکی گورنمنٹ میں خواہ کتنا ہی سے اعتدالانہ اختلافی نزاع ہو ' مگر حفظ ملت کے نقطے پر سب مجتمع ہیں ' اور وطن پرستی کی غیرت سے کوئی خالی نہیں ملک کی تقدیس سب کے دلوں میں ہے ' اور خاک وطن کے ذرونکی اماِنت سب کے سینوں میں محفوظ ہے - اتحاد و ترقی کا یہ رویہ اسکی صداقت اور اسلام پرستی کی ایک نئی آیت عظیمہ ہے ' اور اُن جاہل دشمنوں کے لیے ایک تازیانۂ محکم و شدید ہے ' جو ایک صادق الاعمال و الجدہ گروہ کو بدنام کرنے ہوے خدا سے بالکل نہیں شرماتے

والا ان حزب اللہ هم الغالبون [اور یاد رکھو کہ حزب الہی ہمیشہ غالب رہیگا]

یہ اسلام کی ہدئۂ جامعہ کی اصلی روح وحدت تھی ' اور اسی سے محرومی آج ہمارے تمام کاروبار ملی کے خسران کی علت حقیقی ہے - اختلاف و نزاع احزاب کا مٹنا محال ہے - انسانی دماغ میں جب تک قوت فکری رہے گی ' اس وقت تک مختلف دماغوں کا مختلف الافکار ہونا بھی ضرور ہے ' لیکن زندہ قومیں ان اختلافات کے حدود کو انکے دائرے سے بڑھنے نہیں دیتیں اور ایک متحد اور مشترک نقطۂ اتحاد ہمیشہ اپنے پاس رکھتی ہیں -

تدبروا و تفکروا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات اولئک لهم عذاب عظیم

آلہ کار بنگئے' اور اتحاد و ترقی کو شکست دینے اور بدنام کرنے کیلیے البانیا میں بغاوت پھیلانے کا سامان کرنے لگے - اٹلی طرابلس کے اندر مجبور ہو کر صلح کیلیے ترکی کو دبانا چاہتی تھی' اسلیے وہ اور اسکے حلیف بھی آمادہ ہوگئے کہ بلقان میں جلد سے جلد شورش پیدا کردینے کے وسائل عمل میں لے آئیں - یہ اسباب تھے جنھوں نے ایک بلقانی متحدہ سازش کی صورت اختیار کرکے ظاہر کی اعانت بھی بہت جلد حاصل کرلی' اور "مسئلۂ مقدونیا" پھر زندہ کرکے کھڑا کردیا گیا - افسوس کہ تفصیل کی گنجائش نہیں' ورنہ اس سرگذشت میں بہت سی باتیں خصوصیت کے ساتھہ لکھنے کی تھیں -

کوچنہ کا حادثہ

بظاہر موجودہ شورش کی ابتدا ۲ - اگست کے "حادثۂ کوچنہ" کو بیان کیا جاتا ہے' جسمیں حسب روایت (صوفیا) ۳۲ - بلغاری دو بم کے گولوں کے پھٹنے سے ہلاک ہوگئے تھے' اور اسکے بعد ۴ - اور ۵ - کو ایک مسیحی قتل عام کی خبر تمام عالم میں مشتہر کی گئی تھی - لیکن یہ حادثہ فی الحقیقت خود بلقانی ریاستوں کی ایک متحدہ کوشش سے عمل میں آیا تھا' تاکہ بہانہ جوئی اور مسئلۂ مقدونیہ کو از سر نو اٹھانے کا موقعہ ہاتھہ آجائے - یورپین ترکی میں ہمیشہ اسی طریق پر عمل درآمد رہا ہے - مشہور جرمن اخبار (ژش) کا نامہ نگار اس حادثے کی نسبت لکھتا ہے -

" کوچنہ کا واقعہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا - بلکہ ایک قدیمی اور طے شدہ پالسی کا عملی ظہور تھا - یہ خونریزی کامل غور و فکر کے بعد خود کرائی گئی تھی - ممکن نہیں کہ کوشش بغیر یہ آسکے کہ اسطرح کوئی خونریزی خود اپنی جانوں کیلیے کرائی جاسکتی ہے' مگر یہ ایک ایسی حقیقت ہے' جسکا علانیہ اقرار خاص اتھا اتھا کر خود مقدونی انقلاب خواہ کررہے ہیں - اس سے مقصود یہی تھا کہ ترکی کے مظالم اور مدائح کا افسانہ ایک مرتبہ پھر دھرادیا جائے' اور دول کی مداخلت اور مقدونیا کی آزادی کا راستہ صاف ہو جائے "

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اس زمانے میں اخبار (ٹیمس) اور (فرنکفرٹر زیتنگ) کے ایک نوٹ کا ترجمہ شائع کیا تھا' جسکے نامہ نگاروں نے بھی اسی کے قریب قریب حالات ظاہر کیے تھے -

ترکی کی مشکلات

جو حکومت ایک صدی سے متصل مشکلات کی زندگی بسر کر رہی ہو' اسکے لیئے موجودہ مشکلات میں کوئی ندرت نہیں - تاہم اس وقت طرابلس کی مصروفیت کے ساتھہ اسکو پوری پانچ طاقتوں سے نبرد آزمائی کرنی پڑے گی - بلقانی کانفڈریسی اور سرویا اتحاد کے ساتھہ یونان اور آسٹریا کی فوجی طیاریاں بھی اسکے سامنے ہیں' اور کریٹ بھی ضرور ہے کہ اپنے یونانی الحاق کے ارادے جواب کی تعبیر موجودہ حالات ہی میں ڈھونڈھے - موجودہ وزارت نے صلح کے معاملات میں جو باقاعدہ شرکت کی ہے' اور جسکا خدا نکرے کہ کوئی اسلام سوز نتیجہ ۸ - اکتوبر کو سنا پڑے - وہ بھی یقیناً انھی مشکلات کے قدرتی اثر کا نتیجہ ہے' اور ان شورشوں کا ایک بہت بڑا مقصود یہ بھی تھا - تاہم اسلام کیلیے جو فیصلہ کن گھڑیاں گذر رہی ہیں انکا

اب یہی اشارہ ہے کہ جو کچھہ ہونا ہے' ایک مرتبہ ہوجائے - کچھہ عجب نہیں کہ اللہ تعالے نے (جو یقیناً مسلمانوں کی بد عملیوں کی نحوست سے اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت چھوڑ نہ دیگا) ترکی کی زندگی کیلیے ایک سیلاب خون کو طے کرنا مقدر کردیا ہو -

عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم

دستوری حکومت نے ہمیشہ جنگ میں پڑنے سے دامن بچایا' اور ہمیشہ اصلاحات و تعمیرات کیلیے فرصت اور سکون ڈھونڈھتی رہی' مگر یہی فرصت در حقیقت اسکے لیے عہد جدید کے تمام نقائص کا سر چشمہ بن گئی - انقلاب دستوری کے بعد ملک میں اندرونی نزاعات' جماعتہ نفع کی توقعات' اغراض و مقاصد کے تصادم' اور ناتجربہ کارانہ سیاسی خود مختاری کی مضرات کا ظہور ہمیشہ سے لازمی رہا ہے - ایسی حالت میں انقلاب کے بعد کسی بیرونی مصروفیت کا پیدا ہو جانا رحمت الہی سے کم نہیں ہوتا' کیونکہ ملک کے تمام منتشر قوا جمع ہو جاتے ہیں' باہمی عداوتیں اور دشمنیاں عہد مودت و اخوت سے مبدل ہو جاتی ہیں - جنگی اشتعال خانگی جھگڑوں کو بھلا دیتا ہے' اور جو ملکی قوت اندرونی مناقشات میں ضائع ہو رہی تھی' وہ ایک عمدہ مرکز پر جمع ہو کر مفید طریقے سے خرچ ہونے لگتی ہے - عثمانی انقلاب کے بعد اندرونی نزاعات کا ایک سخت طوفان اٹھا' لیکن خدا تعالی نے طرابلس اور ہوری گونیا کا معاملہ پیدا کردیا' تاکہ باہمی تباغض و منافست کی قوتیں آسٹریا کے مقابلے میں صرف ہوں - اسکے بعد سکون طاری ہوا تو ابتدائی فتنے پھر تازہ ہوگئے' علی الخصوص حزب الحریۃ والائتلاف اور اتحاد و ترقی کی داخلی معرکہ آرائی اور (صادق بے) کی پارٹی کا اعلان - بہت ممکن تھا کہ یہ وقت ترکی کے داخلی امن کیلیے سخت منحوس ثابت ہوتا' لیکن قدرت الہی نے اسی وقت اٹلی کو بھیجدیا' اور ایک اعتدی دشمن کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ' اور قوائے ملیۂ اسلامیہ کو وہ فوائد عظیمہ پہنچادئے' جسکی نظیر اسلام کی پچھلی کئی صدیوں کی تاریخ میں نہیں مل سکتی -

ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر (۱)

اس وقت پھر ترکی ایک نہایت شدید اندرونی فتنے میں مبتلا ہوگئی تھی' گویا آل عثمان کے خاندان کے تمام اعضا باہمی نزاعوں سے بے قابو ہوکر دست و گریباں ہونے کیلیے طیار تھے - کچھہ عجب نہ تھا کہ عنقریب اتحاد و ترقی کا نیا پروگرام حسب اعلان آخری اپنا عمل درآمد شروع کردیتا اور خلافت اسلامی کیلیے فی الحقیقت وہ ایک فزع الاکبر کا دن ہوتا - لیکن اللہ تعالے نے پھر ایک نیا سامان اس فتنے کے انسداد کا بہم پہنچادیا' اور اسکی رحمت و نصرت کی حدود

(۱) بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جنگ کے موقعہ پر آنحضرت نے ایک شخص کی نسبت کہا کہ وہ اہل نار میں سے ہے - مگر دوسرے دن اس نے جہاد میں کارہائے نمایاں انجام دیے - اسپر صحابہ متعجب ہوے کہ ایسا جانباز اہل نار کیونکر ہو سکتا ہے؟ لیکن اسکے بعد ہی معلوم ہوا کہ زخم سے مضطرب ہو کر اس نے خود کشی کرلی اور اس طرح واقعی اہل نار کی موت مرا - جب آنحضرت کو خبر ملی تو آپ نے یہ جملہ فرمایا' یعنی خدا تعالے اس دین کی مدد ایک فاجر انسان سے کرائے گا -

لکھنؤ سے ایک دوسری گمنام چٹھی

نعاش نعش ثانی بہتر کشد ز اول

— * —

ار فرعون وقت اور نمرود زمان ! او ابلیس ابن ابلیس ! تم سمجھتے ہو کہ الہلال نکالکر اور اسمیں قرآن کی آیتیں بھر کر قوم کے مصلح بن جاؤ گے ؟ یہ منہ مسور کی دال ! پہلے ذرا یہ تو بتلایئے کہ آپنے ابتک کسی کالج تو جدا کسی انگریزی کے اسکول میں ابجد خوانی بھی کی ہے ؟ تم کو شرم نہیں آتی کہ قوم کے ان مسلّم اور واجب الاحترام سچے لیڈروں کو گالیاں دیتے ہو' جو تمہارے جیسے دل اعودے اور قرآن خواں ملا خرید کر تقسیم کر دیسکتے ہیں ؟ بد معاش ! بے خدا ! شیطان ! آخر تو نے اپنے تئیں سمجھا کیا ہے ؟ تیرے جیسے لاکھوں عربی پڑھے ہوے ملانے قرآن بغل میں دابے مارے مارے پھر رہے ہیں' اور انکو اب کوئی شریف اپنے گھر میں گھسنے بھی نہیں دیتا - بہت کسی نے عزت دی تو اتنا کیا کہ اپنے کسی عزیز کی قبر پر بانس پڑھنے کے لئے بٹھا دیا - اب وہ زمانہ گیا جبکہ مل اعودیوں کی قوم پر حکومت تھی - اب تعلیم اور روشنی کا زمانہ ہے' اور اسکول کا ایک لونڈا بھی مولویوں کی جہالت پر ہنستا ہے اور کسی ملا کو منہ دکھلانے کی جرأت ہی نہ تھی' اور مذہب مذہب پکار کر شیطانی گمراہی پھیلانے کا جادو چل نہیں سکتا تھا' مگر اب برسوں کے بعد تم قرآن کے نئے عالم اور مفسر بنکر آئے ہو کہ قوم کو از سر نو مذہبی تعلیم دو' اور یہ صرف تمہیں کو سوجھا ہے کہ پولٹکل پالیسی بھی قرآن سے نکالنی چاہیے' اور ساری دنیا قرآن ہی میں ہے - الحمد للہ کہ اب قوم تعلیم یافتہ ہے اور تم جیسے گدوں کے بھونکنے سے اپنی راہ چھوڑ نہیں سکتی - تم سمجھتے ہو کہ الہلال نکالکر اور ظاہر فریب اور دل کو گرمانے والی عوام پسند باتیں طرابلس اور مجاہدین و مدافع کی لکھکر قوم کو پرچا لوگے' مگر میں تم کو وقت سے پہلے نصیحت کرتا ہوں کہ اسکا نتیجہ سواے ذلت اور خواری کے کچھ نہ ہوگا - جاہل تو ہمیشہ مذہب کی روٹی کھانے والوں کے ہاتھ میں رہے ہی ہیں' انکے مٹلے و کعبے کہدینے در فرعون نے سامان نہ بن جانا' یاد رکھو کہ اب زمانہ تم لوگوں کے مذہبی دام میں نہیں آسکتا - اب مذہب کا دور گیا - دیکھ لینا اور پھر کہتا ہوں کہ دیکھ لینا کہ ہر پڑھا لکھا شریف آدمی تمہارے منہ پر تھوکے گا اور تمہارے تمام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت قرآن وغیرہ وغیرہ خرافات کی ہڈیاں پسلیاں چور کردیگا تم بڑے عالم اور مقدس بنتے ہو اور لوگوں کو نماز روزہ کے درسے در وعظ کرتے ہو' اور کہتے ہو کہ شیطان نے قوم کو گمراہ کردیا - ناکار ! یہ بھول گئے کہ تم ہی تو اولاد شیطان ہو - میں پوچھتا ہوں کہ آخر تمہیں اتنا غرور کس چیز کا ہے ؟ شاید چار پیسے کا شہ ہے لیکن جن بزرگ اور عظیم الشان لیڈران قوم کو تم برا کہتے ہو' انکے خانساماں عجب نہیں کہ تم سے زیادہ روپیہ رکھتے ہوں - یا پھر شاید تم کو اسکا غرور ہو کہ میں نے عربی علوم کی بہت سی کتابیں چاٹ لی ہیں اور میری زبان نہایت تیز اور فصیح اور قلم میں بہت زور ہے' تو ایسا سمجھنا بھی تمہارا شہدا پن ہے - اپنی عربی دانی کو تو کسی مسجد یا مدرسے میں لیجاؤ' یہاں درکار نہیں' رہا زور قلم و زبان' تو اس سے ہوتا ہی کیا ہے - ہم خوب جانتے ہیں کہ تم لوگوں نے مسلمانوں کے سچے لیڈروں کے اثر کو نیست و نابود کر دینے کیلیے ایک گہری سازش کر رکھی ہے اور اسمیں تمہارے ساتھ ایک اور پرانا ملا بھی شریک ہے اور وہ بھی مولویت کی چٹائی سے اوچک کر لیڈری کی کرسی پر آنا چاہتا ہے

ایک اور مولوی بھی اب ملگیا ہے' جس نے ساری عمر علی گڈہ کا نمک کھا کر اب حق نمک ادا کرنا چاہا ہے - پہلے تم لوگوں نے (مسلم گزٹ) نکالا' اور جب لوگوں کو ذرا ٹٹول لیا تو اب الہلال جو در اصل تمہاری قرآنی دول میں الضلال ہے' شائع کرکے کھلے بندوں ناچنا شروع کر دیا - امین آباد پارک کے سامنے کے کوٹھوں میں تم شیطانوں کا مجمع ہوا کرتا تھا' ہم کو رتی رتی حال معلوم ہے' ظفر علی کو بھی تم نے لاہور کے جھگڑوں سے فائدہ اٹھا کر ملا لیا تھا' مگر خیر ہے کہ وہ پوری طرح شریک نہیں ہوا - کامزید بھی دو رخی چال چلکر اپنی لیڈری کو دونوں جگہہ جمکانا چاہتا ہے' اور عجب نہیں کہ اس سازش میں کچھ شریک ہو - لیکن اب تک تمہارا یہ مذہبی اور قرآنی لٹکا تو کسی کو نہیں سوجھا تھا - تمہاری اس شیطانی قابلیت کی تو ہم ضرور داد دیں گے کہ قرآن اور اسلام کے نام سے اپنی اوار کو دلفریب بنانے کا خیال تمہارا اختراع ہے - ہم اب بھی سمجھاتے ہیں کہ اس شیطانی شرارت سے باز آجاؤ - ان بڑے آدمیوں کو - جو اپنا اشارے پر تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دے سکتے ہیں - اسطرح چھیڑنا اچھا نہیں - اگر ذرا بھی انکے لب ہلگئے' تو تم مع اپنی مولویت اور عربی کے کتب خانے اور قرآن کی تعلیموں اور دفتر الہلال کے طمطراق کے فی النار والسقر ہوجاؤ گے اور ساری "بنی جی زوری پھدکو" بھول جاؤ گے - یہ بھی اسلیے کہتے ہیں کہ تم میں ایسی قابلیتیں اور جوہر ضرور ہیں کہ اگر شیطنت سے باز آجاؤ اور کام کرنے والوں کے ساتھ ملکر کام کرو تو بیشک بڑی عزت اور ناموری حاصل کر سکتے ہو' اور قوم میں سربلند ہو سکتے ہو - یاد رکھو کہ تم علی گڈہ کے لیڈروں کے مخالف بنکر کچھہ نیک نامی نہیں کما سکتے - یونیورسٹی میں تمہارے باپ کا کچھہ چندہ ملا ہوا نہیں ہے' جن لیڈروں نے ایک ایک لاکھہ اور دو دو لاکھہ روپیہ دیا ہے' وہ پوری طرح مالک ہیں' جو چاہیں کریں' اگر قوم کے چندہ دہندے اور نیچہ بندوں میں طاقت ہے تو دیکھیں کس طرح دخل در معقولات پر قائم رہتے ہیں ؟ تم ناپاک کتوں کے بھونکنے کو کوئی نہیں سنے گا - لیکن اگر تم انکے ساتھہ ملکر کام کروگے تو قوم کو بھی فائدہ پہنچاؤگے اور خود ہم بھی تم کو اپنا ایک مذہبی لیڈر اور پیشوا بنالیں گے' جسکی واقعی ہم کو ضرورت ہے -

یاد رکھو کہ میں کوئی ایسا ویسا آدمی نہیں ہوں' جو کہتا ہوں بالکل پتھر کی لکیر ہے - یہ آخری نصیحت ہے جو تم کو بھیجدی گئی - اگر تم نے بہت جلد الہلال کی پالیسی بدلدی تو خیر - اگر تم یکایک بدلنے میں بد نامی سے ڈرتے ہو تو آہستہ آہستہ بدلدو' ہم خود سمجھہ جائیں گے اور پھر کوئی شکایت نہیں کرینگے - ورنہ اس خطے کو قضا و قدر کے فیصلے کی طرح سمجھو کہ بہت جلد مجبوراً ہم کو فتنہ دبانے کیلیے ہاتھہ پیر ہلانا پڑیگا اور پھر جو کچھہ ہوگا اسکے لیے یہ اشارہ کافی ہے کہ تم کو ہمیشہ کیلیے نیست و نابود کر دیا جائے گا - تم ابھی بالکل نوجوان ہو' خدا کیلیے اپنی نوجوانی پر رحم کرو اور اپنے آپ کو برباد نہ کرو -

یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اگر تم باز نہ آئے' تو اور باتوں کے ساتھہ تمہاری پسلی پسلی ہڈیاں بھی ذرا گرمادی جائیں گی - اب ذرا کلکتہ سے نکلکر لکھنؤ آؤ' تو حقیقت معلوم ہو - اگر بغیر توبہ کیے ہوے تم انکے لکھنؤ آئے' تو اگر ہم لوگ علم اور شرافت کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہیں تو اپنے سامنے لکھہ رکھو' کہ چار باغ سے تم اپنے امین آباد پارک کے اڈے تک زندہ و سلامت نہ پہنچ سکوگے اور یا تو ہمیشہ کیلیے جہنم رسید کردیے جاؤگے یا کم از کم ایک ٹانگ مبارک تو ضرور شہید کردی جائیگی تاکہ تمہاری پوری ٹولی "لنگڑی ٹولی" بن جائے

راقم اگر توبہ کرلو تو تمہارا سچا عقیدت مند اور معتقد - ورنہ تمہارے لیے عزرائیل

مراسلات

مسئلۂ تعلیم و الحاق

— * —

لکھنؤ کی گمنام چٹھی اور الہلال کے ریمارک

(از جناب معارف مآب عالی جناب حضرت خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی مد ظلہ العالی)

— * —

جناب اڈیٹر صاحب! الہلال میں ان مضامین کو پڑھکر مجھکو یہ خیالات پیدا ہوے -

(۱) کیا الہلال کا یہ دعوی ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کی تمام دینی اور دنیاوی ضرورتوں کے لیے کافی ہے ؟ اگر ہے تو کیا یہ دعوی صحیح ہے ؟

(۲) کیا " نامہ نگار لکھنوی " کا یہ کہنا صحیح ہے کہ موجودہ مسئلۂ تعلیم و الحاق پر قرآن کوئی پرتو نہیں ڈالتا ؟

به نسبت امر اول - نئی روشنی کے مسلمانوں نے جو تفصیل اپنی ضرورتوں کی بیان کی ہی' اور جو شرح قرآن مجید کی کی ہے' اسکی رو سے الہلال کا دعوی صحیح نہیں ہے' اور اگر صحیح ہے' تو یہ اشعار متعلق ہیں :

طرح مغرب کو دیکھکر جو کہے ناھمیں طرحہا نباید ساحت
تو وہ قرآن سے بھی کہدے صاف ناھمیں شرحہا نباید ساحت

لیکن الہلال نے جو ریمارک کئے ہیں' وہ ظاہر کرتے ہیں' کہ وہ نئی روشنی کی تفصیل و تشریح و تفسیر کو نہیں مانتا - اور ہرگاہ یہ صورت ہے' تو یونیورسٹی کی شکل و ساخت اور ترکیب کی بھی اس پر کچھہ ذمہ داری نہیں - وہ تو اپنی ترنگ میں کہہ سکتا ہے

ابتدا کی جناب سید نے جنکے کالج کا اتنا نام ہوا
انتہا یونیورسٹی پہ ہوی قوم کا کام اب تمام ہوا

ایک طوائف محفل میں ناچ رہی تھی - ایک نادان نے اسکی کسی ادا کی نسبت کہا کہ بالکل خلاف شرع ہے - اسنے کہا درست ہے' لیکن یہ مجلس اور مجرا ناچنا ہی کونسا موافق شرع ہے ؟

اختیار الحاق ہوجانے پر بھی کوسنے جار جانب اگ جائیں گے ؟

ترقی کی تہیں ہم پر چڑھا کیں گھٹا کی دواب اسپیچیں نڑھا کیں
رہیں ہر پھر کے آیا ہی نصیبیں وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کیں

به نسبت امر دوم - اگر یونیورسٹی اور اسکے کلنڈر کی صورت خاص مقصود ہے تو جواب ہوچکا - اور اگر عام طور پر مذاق اسلامی کی رو سے تعلیم مقصود ہے' تو تعلیم و الحاق کا مسئلہ ایک ایسی آیت میں موجود ہے "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و آخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم" (۱)

دیکھیے! تعلیم و الحاق کے الفاظ موجود ہیں' یعنی جو تعلیم اسلامی حضرت پیغمبر (صلعم) کو دیدی تھی' وہ انکے لیے بھی مقصود تھی' جو ہنوز ملحق نہیں ہوے تھے - ظاہر ہے کہ انکا الحاق بھی منظور تھا اور بالاخر انکا الحاق ہوا -

(۱) وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انھی میں سے ایک شخص کو پیغمبری کیلیے چن لیا - جس نے انکو اللہ کی آیتیں پڑھکر سنائیں - اور انکے زنگ آلود روح و قلب کو صاف اور چمکیلا کردیا - نیز انکو کتاب الہی اور علم و دانائی کی تعلیم دی - ورنہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے - نیز وہ انکی طرف بھی بھیجا گیا ہے - جو ابتک ان سے ملحق نہیں ہوے ہیں - لیکن آگے چلکر ملحق ہوجائیں گے -

---

لکھنوی بھائی صاحب نے دنیا کا رنگ دیکھکر ایسے خیالات ظاہر کردیے' ورنہ کیا وہ نہیں سمجھتے . -

ہم خدا خواہی و ہم دنیای دوں
این خیال است و محال است و جنوں

* * *

ہم اگر قناعت نہ کرینگے' نے رونقی پر صبر نہ کرینگے' تو حضرت پیر ملک کی چال سے پامال ہوجانے کو غالباً نہ روک سکینگے - اخلاقی اور قومی پامالی مقصود ہے

انکی چالوں کا سمجھنا نہیں آسان اکبر
کہ ترقی کو تنزل کا سبب کرتے ہیں
انہیں عمروں نے مچا رکھا ہے قومی اندھیر
یہی عشوے ہیں کہ جو زر کو شب کرتے ہیں

میں نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ آپ امرا و حکام سے زیادہ میل اور ملاقات کرتے ہیں' یہ عذر ضروری ہے' آپ پر زیادہ التفات فرمایئے جو قانع اور خاموش ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں -

گدایا نے از پادشاہی نفور بہ امیدش اندر گدائی صبور

دیکھئے اللہ تعالی حضرت پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے "ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم ولا تحزن علیھم واخفض جناحک للمؤمنین" - فرمائے' کیا میں بے عمر ہوں - آپکے آگے حکومت بھی اور جلال خداوندی' میرے آگے کیا ہے ؟ تو تی پھوٹی گرہ بندی - میں نے دل میں کہا کہ ایمان کی کہی' قناعت اور غربت اور خود داری کے نہ ہونے سے یہ انداز طبیعت ہوگیا ہے -

شیخ جی بھی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تو ہم مصلحۃً انکا ادب کرتے ہیں

در حقیقت ان روزوں کچھہ ایسا طوفان بے اصولی برپا ہے کہ عقل حیران ہے

گئے وہ دن کہ جنوں تھا مجھے پری کیلیے
حواس باختہ ہوں اب تو مخبری کیلیے

خدا الہلال کے دائرے کو روشن دلوں سے بھردے اور انکو بدر کامل بنادے - میں تو یہی کہتاہوں - ھو الرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا' فستعلمون من ھو فی ضلال مبین ؟ خدا اس پر قائم رکھے - ایک دوسرے کے لیے دعا کیجیے -

(اکبر)

آیندہ سالانہ اجلاس آل انڈیا محمڈن کانفرنس کیلیے رزولیوشن

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ موجودہ حالات اور واقعات نے مسلمانان ہند کی تعلیمی پالیسی پر ایک خاص اثر ڈالا ہے اور قومی تعلیم کے مسئلہ کو ایک خاص اہمیت دی ہے - اسی لحاظ سے آیندہ سالانہ اجلاس کانفرنس بمقام لکھنؤ منعقد ہونا قرار پایا ہے - اسلیئے بزرگان و ہمدردان قوم کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی مسائل کے متعلق جسقدر جلد ممکن ہوسکے رزولیوشن ترتیب فرماکر صدر دفتر کانفرنس میں بھیجدیں اور نیز رزولیوشن کے متعلق تمام واقعات اور حالات اعداد و شمار بطور یادداشت کے ارسال فرمائیں - ترتیب پروگرام کے لیئے ضرورت ہی کہ اس گذارش پر جلد توجہ کی جاوے - فقط

خاکسار

آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس

اخبار طرابلس

مسئلۂ صلح

— * —

یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین۔ بل اللہ مولاکم، و ہو خیر الناصرین (۳ - ۹۵) (۱)

یورپ کے آثار جنگ سے بھی بڑھکر شورش انگیز خبریں جو اس ہفتے آئی ہیں، وہ اٹلی اور ترکی کی صلح کی تصدیق و توثیق ہے۔ نئی وزارت پہلے ہی سے صلح کی سلسلہ جنبانیوں کو رد کردینے کے لیے کوئی استحکام اپنے اندر نہیں رکھتی تھی، اسپر مسئلۂ بلقان کی پیچیدگیوں نے اور زیادہ صلح کی راہ صاف کردی - آخری خبر جو ریوٹر نے دی ہے، یہ تھی کہ شرائط کا فیصلہ ہو چکا ہے، اور آخری دستخط ۸ اکتوبر کو ہو جائیں گے -

لیکن یہہ کیسی عجیب اور خطرناک بات ہے! جو قوم طرابلس میں بر سر پیکار ہے، جس کو خود ترکوں نے دشمنوں کے سامنے لاکر کھڑا کردیا ہے، اور صلح کے بعد جنکے گلوں میں روما کے صلیب پرستوں کی غلامی کا طوق پڑنے والا ہے، خود اُس کی خواہشوں اور درخواستوں کو اس قرار داد صلح کے موقع پر بالکل نظرانداز کیا جارہا ہے! گذشتہ مہینوں میں صلح کی افواہ سنکر مجاہدین عرب اور قبائل سنوسیہ نے جو متواتر تلغرامات بھیجے تھے، وہ اخباروں میں شائع ہوچکے ہیں، لیکن اس مرتبہ ترکی کی تازہ ڈاک سے اس بارے میں آخری اور فیصلہ کن خبر معلوم ہوتی ہے -

ہم نے الہلال کے دوسرے نمبر میں (فرہاد بک) مبعوث طرابلس کی تصویر شائع کی تھی - ۷ اگست کو بک موصوف نے مقام (نکرین) سے ترکی کی وزارت کے نام حسب ذیل مضمون کا تار بھیجا ہے

" طرابلس میں مجاہدین نے اب تک جسقدر مدافعت کی ہے، وہ حکومت کی مدد اور طاقت پر نہیں، بلکہ صرف فی سبیل اللہ حمیت ملی اور غیرت وطنی کے جوش سے، پس اگر حکومت نے خدا نخواستہ کسی ایسی قرار داده تجویز کی بنیاد پر صلح کرلی، تو وہ غلطی اُس غلطی سے بھی زیادہ خطرناک ہوگی، جو حقی پاشا کی وزارت سے طرابلس کی حفاظت و تحصین میں ہوئی تھی اور جسکا نتیجہ اٹلی کا اعلان جنگ ہوا - ایسی پوری طرح صلح کی خبریں تمام مجاہدین تک نہیں پہنچی ہیں، مگر عنقریب پہنچ جائیں گی، اور اس سے دولت عثمانیہ کی عزت عربی مقبولیت و عقیدت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا - یہاں جسقدر باشندہ شہر، ترکی حکام، ترکی فوج، اور اُسکے افسر موجود ہیں، وہ بھی مجاہدین کی آرا کے تابع اور انکی خواہشوں کے خلاف قدم اٹھانے کی اصلا طاقت نہیں رکھتے، پس اُن کا بھی صلح کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا - اگر آپ لوگوں نے ان تمام خطرات کی پروا نہ کی، اور صلح ایسی شرائط پر کرلی، جسکی وجہ سے اٹلی کا جزئی اثر بھی خاک طرابلس پر قائم رہا، تو مجھکو اس بد شگونی کیلیے معاف نہ کیجیے کہ یہ ایک اشد شدید اسلامی ماتم کا دن ہوگا - (فرہاد بک "

حضرة الشیخ احمد السنوسی کا ورود

(۲)

شیخ کا حلیہ اور عمر

شیخ کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان ہوگی، قد متوسط ہے، چہرہ گورا، رنگ بالکل سفید، آنکھیں سیاہ، سینہ عریض، گھنی چھوٹی، اور مونچھیں باریک ہیں - اکثر اوقات خالص بدوی لباس زیب جسم فرماتے ہیں اور کبھی کبھی مصری لباس بھی پہن لیتے ہیں - کاندھے پر ایک زرد چادر پڑی رہتی ہے، جسپر روپہلی زنجیروں سے (قصیدۂ) بردہ کے بعض اشعار تبرکا منقش ہیں - اسلحہ کے قسم سے صرف ایک تلوار کمر میں لٹکتی رہتی ہے اور ایک فرانسیسی بندوق (لبل) قسم کی پاس رہتی ہے - انکی خاص سواری کا گھوڑا سرخ رنگ کا ہے اور اُسپر ایک ریشمیں چادر پڑی رہتی ہے جو طلائی اور روپہلی کارچوبی کام سے زریں ہے -

وسعت نظر و تبحر علمی

تمام علوم اسلامیۂ دینیہ پر انکی نظر نہایت وسیع ہے - مجھکو سخت تعجب ہوا، جب اندرون صحرا کے ایک شیخ کو یورپ کے موجودہ پولیٹکل مسائل و معاملات، اور مسیحی حکومتوں اور مشرقی مسئلہ پر نہایت باریک بینی کے ساتھہ بحث کرتے ہوے پایا - انکی دینی غیرت و حمیت اور جوش روحانی کی نسبت تفصیل غیر ضروری ہے، کیونکہ جو شخص کئی ماہ کا مسلسل سفر کرکے جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے لیے آیا ہو، ظاہر ہے کہ اسکے جذبات دینی کس قسم کے ہو سکتے ہیں؟

ترکی کی موجودہ حالت کی نسبت گفتگو ہوئی تو انھوں نے زور دیکر کہا کہ " اصل شے داخلی سکون و اتحاد، اور علی الخصوص حکام و امرا کا عدل و اتباع شرع ہے - جب تک یہ بات پیدا نہوگی محض فوجی طاقت کا حصول اور سامان جنگ کی آرائش کچھہ مفید نہیں ہوسکتی - عثمانی جنگی قوا کی نسبت فرمایا کہ صرف بری فوج کی عمدگی اور قابلیت کارآمد نہیں ہوسکتی، سب سے زیادہ ضروری ہے بحری قوا کی ترقی اور سمندر میں اقتدار و نفوذ حاصل کرنا ہے اور یہی شے ہم میں نہیں ہے "

موجودہ جنگ کی نسبت انکی راے یہ ہے کہ " یہ ایک عجیب و غریب فرصت ہے جو اسلام کو یورپ کے مقابلے میں حاصل ہوگئی ہے - اسکو ضائع نہیں کرنا چاہیے - صلح وغیرہ کا خیال نہایت سخت خطرناک غلطی ہے - اندو یہی چاہیے کہ اہل عرب کی برہم شدہ دعوت جہاد کو بالکل قائم رکھا جاے، اور طرابلس کی جنگ اُسوقت تک جاری رہے، جب تک ایک اطالی سپاہی بھی طرابلس اور برقہ میں باقی نظر آے " شرائط صلح کا تذکرہ نکلا تو ارشاد فرمایا کہ " کسی یورپین طاقت کا جزئی قبضہ بھی آجکل مشرق میں گویا کلی استیلا ہے - دولت علیہ کو چاہیے کہ خواہ کیسی ہی شرطیں ہوں مگر ابداً راضی نہو - وقاتلوہم حتی لا تکون فتنہ و یکون الدین للہ "

---

(۱) مسلمانوں! اگر تم کافروں کے کہنے میں آجاؤگے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں لوٹا کر لے جائیں گے پھر تم بھی اُلٹے منہ بے نیل مرام ناکامی کے گھاٹے میں پڑ جاؤگے - انکی اظہار دوستی سے متاثر ہوگئے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارا اصلی دوست تو خدا ہے اور وہی سب مددگاروں سے بہتر مددگار ہے -

نامورانِ نہضۂ طرابلس

منصور پاشا (جالو) کے مجمع قبائل عرب کے سامنے تقریر کر رہے ہیں -

منصور پاشا الطرابلسی

— * —

ایام طرابلس کا ایک " یوم الذہب "

— * —

ترکی پارلیمنٹ جب قائم ہوئی، تو اکثر لوگوں کو شک تھا کہ ممالک عربیہ سے جو ممبر (ڈپوٹی) منتخب ہونگے، ان میں پولیٹکل مسائل پر رائے دینے کی قابلیت بھی ہوگی یا نہیں؟ لیکن پارلیمنٹ کی پہلی ہی نشست میں بالعموم عرب ممبروں نے جس قابلیت اور کاردانی کا ثبوت دیا، اس نے بعجلت اکثر طور پر اس خیال کو غلط ثابت کردیا - منجملہ نامور عرب مبعوثین کے ایک مشہور پر جوش اور سحر بیان ممبر منصور پاشا طرابلسی ہیں، جو خاص شہر (بنغازی) کی طرف سے پہلی اور دوسری پارلیمنٹ میں مبعوث منتخب ہو کر گئے ہیں -

جنگ طرابلس کے اعلان کے وقت یہ پایہ تخت میں تھے، مگر فوراً براہ تونس طرابلس واپس گئے - انکا سب سے بڑا کارنامہ قبائل عرب کے اجتماع اور ولولۂ جہاد کی تولید میں (غازی انور) پاشا کا دست بازو ہونا ہے - جب یہ طرابلس پہنچے تھے، تو اعلان جنگ کو کئی ہفتے گذر چکے تھے، مگر تاہم (بشارت سے) صرف ایک جماعت قلیل عربوں کی فراہم کرسکے تھے، اور بجز ترکی فوج کے سوا اور کوئی طاقت انکے پاس نہ تھی - غازی انور پاشا نے صحرا کے قبیلوں میں دورہ شروع کردیا تھا، مگر عربوں کی بے خبری اور بے فکری سے گھبرا اٹھے تھے - لیکن انہوں نے پہنچتے ہی غازی موصوف کا ساتھ دیا، اور کامل ایک ماہ صحرا کی تپش اور اونٹ کے پر مشقت سفر میں صرف کردیئے - انکی مادری زبان عربی ہے، خود عرب نژاد ہیں، اسکے ساتھ ہی قوت فصاحت و سحر بیانی میں مسلم و یگانہ - جہاں جہاں گئے، اپنی آتش بیانی سے دلوں میں جوش جہاد کی آگ بھڑکادی، علی الخصوص وہ عظیم الشان عربی اجتماع، جو ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۱۱ کو (جالو) کے نخلستان میں ہوا تھا - چونکہ اس اجتماع میں انکی تقریر نے تمام بڑے بڑے قبیلوں کے تمام افراد کو آمادۂ جہاد کردیا، اور انکی شرکت نے آگے چلکر میدان کارزار کی حالت بالکل بدل دی، اسلیے تمام عرب اس اجتماع کے دن کو " یوم الذہب " کے لقب سے یاد کرتے ہیں -

انہوں نے خطبۂ ماثورہ کے بعد کہا:

[illegible]

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا [اے مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں، اور بچوں کیلیے جہاد نہیں کرتے، جو ہر آن خدا کی جناب میں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ہمکو اس بستی سے نکال دے، جہاں ہم پر ظلم کیا جارہا ہے، اور خود ہی اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور مدد کیلیے بھیج دے]

اسکے بعد انہوں نے اٹالین مظالم اور ۲۶ اکتوبر کے قتل عام کی تصویر ایسے جگر خراش اور دلدوز لفظوں میں کھینچی، کہ تمام مجمع میں شور آہ و بکا شروع ہوگیا، لوگ بے اختیار ہو ہوکر رونے لگے، اور تمام مجمع چلا اٹھا کہ " جس وقت تک ہم اٹالین کا انتقام نہ لے لینگے، اور ایک متنفس بھی سرزمین طرابلس میں باقی رہیگا، اس وقت تک ہم پر اس صحرا کی آب و ہوا حرام ہے " وان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا -

(جالو) میں " یوم الذہب " کا عظیم الشان اجتماع - جسمیں منصور پاشا تقریر کررہے ہیں -

صداے ملت

— * —

الہلال کي دعوت کی نسبت

— —

تقریباً مطبوعہ چٹھي جو گیارھویں نمبر کے ساتھہ شائع کي تھي - اسکے جوابات بکثرت آرہے ھیں - بوجوہ ذیل انکو شائع کرنا مناسب سمجھتا ھوں - (۱) ان تحریرات کي اشاعت سے لوگ اندازہ کرسکینگے کہ مسلمانوں کے خیالات میں کس درجہ تغیر ھوگیا ھے اور وہ پچھلے جمود اور الحاد سے کس درجہ الگ ھو گئے ھیں - اگر انکو شائع نہیں کیا گیا - تو قوم کے اصلي حالات پر پردہ پڑجائےگا (۲) في الحقیقت الہلال اسکے سوا کچھہ نہیں ھے کہ اسلام کي قدیمي دعوت کا اعادہ کرنا چاھتا ھے - پس جو لوگ اسکے معترف ھیں وہ اسکے نہیں - بلکہ اُس دعوت کے معترف ھیں - انکے خیالات کے شائع ھونے سے اس امید کو تقویت ھوگي کہ قوم قدیمي اعتقاد آمیز رھنمائیوں سے نکلکر اعتصام بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ کیلیے ہمہ تن مستعد ھے - (۳) ان میں بعض خطوط ایسے بزرگوں کے بھي ھونگے جنکي تحریر بجاے خود ایک دلچسپ مراسلے کا حکم رکھتي ھے - (۴) سب سے زیادہ یہ کہ طبقۂ عوام و متوسط کي آواز خواص کے مقابلے میں بلند ھوگي جو حیات ملي کي بنیاد ھے - (۵) لاھور سے ایک صاحب لکھتے ھیں کہ (آپ مطبوعہ چٹھي کے آخر میں جو خطوط کو صیغۂ راز رکھنے کي نسبت لکھدیا ھے - یہ شاید اسکي تمہید ھے کہ تمام جوابات چھپاکر رکھدیے جائیں اور اسطرح آپکي دعوت کي ناکامي کي دنیا کو خبر نہو - لیکن اگر آپ تمام خطوط چھاپ نہ دینے تو ندر مہ پسند احبار میں مطالعہ کرونگا) لیکن میں انکو یقین دلاتا ھوں کہ میرا مقصود یہ نہ تھا - لوگوں میں ایماني حرارت باقي نہیں رھي ھے - آغاز اشاعت سے دیکھہ رھا ھوں کہ ملک کے بعض سر برآوردہ اشخاص تک الہلال کي دعوت کي تعریف و توصیف میں خط لکھہ رھے ھیں اور انکي اشاعت پر بھي مصر ھیں مگر ساتھہ ھي لکھتے ھیں کہ ھمارا نام پوشیدہ رکھا جائے - میں نے انکو شائع کرنا ضروري نہ سمجھا - پس خیال ھوا کہ مقصود مشورہ و علم اراء ھے - ایسے اصحاب کو مطمئن کردیاجاے کہ انکے نام شائع نہونگے - باقي رھي دعوت الہلال کي ناکامي - تو الحمد للہ کہ نا کامي و کامیابي کیلیے مجھکو جس ذات نے دوالہلال کي راے لیني تھي - وہ پہلے دن ھي لے چکاھوں - اب کسي اور راے کا محتاج نہیں - اگر قرآن کي دعوت آپکے عقیدے میں ناکام ھے تو الہلال کو بھي ناکام سمجھئے (نوٹ) ان خطوط میں کسي طرح کي تبدیلي نہیں کي گئي ھے - مگر صرف دو باتوں میں - ایک تو سر نامے سے القاب کے الفاظ نکالدیے ھیں - دوسرے بعض ایسے جملوں کو - جن میں حد سے زیادہ محض شخصي تعریف تھي - یا بعض معاصرین و اشخاص کے متعلق نہ تصریح ایسا کچھہ لکھا گیا تھا - امید ھے کہ احباب انني تبدیلي کیلے معاف فرمائیں گے - (ایڈیٹر)

(جناب محمد عبد الرحیم صاحب بي اے (علیگ) و پریسیڈنٹ)
(یونین کلب علیگڈھ کالج)

مجھے جناب کے اخبار کے مقاصد سے اصولاً دلی اتفاق ھے - میں اسکے لحاظ کو - خصوصاً ایسے وقت میں جیسا کہ موجودہ وقت - ھے قوم و ملک کیلیے نے انتہا مفید خیال کرتا ھوں -

(۱) ھندوستان میں ایک ہمہ وجوہ مکمل مسلم یونیورسٹي کی ضرورت میں مجھے کلام نہیں ' البتہ آپکی طرح ایسی یونیورسٹي کی نظر بحالات موجودہ ملنے کے امکان میں مجھے بھی شک تھا اور رھیگا۔

(۲) پالیٹکس میں آپکي تعلیمات - نوجوانان قوم کے دلی خیالات کا آئینہ ھیں' مگر بہتر ھو اگر ان تعلیمات کا صحیح پروگرام بھی اصول قرانی کے بموجب تیار کرکے پیش کردیا جاوے - اصولاً آپسے بالکل اتفاق ھے -

---

جناب ظفر حسن علوی سیکرٹري محمڈن ٹائپرس علیگڈھ

(۱) آپکي یعنے الہلال کی دعوت (پالیسي) سے مجھکو کلی و جزوي اتفـاق ھے - اصول میں بھی ' فروع میں بھی' بلا کسی ترمیم کے - میري یہ راے گذشتہ گیارہ نمبروںکے مطالعہ پر مبنی ھے -

(۲) لب و لہجہ کي نسبت میں آپ سے بھی زیادہ سخت ھوں میرے نزدیک الہلال کا لب و لہجہ نرم ھے ' سخت نہین ھے -

مین بذات خود اس خیال کا آدمی ھوں کہ قوم میں ایک جماعت الہی ھونی چاھیے اور اسکو اسقدر اقتدار حاصل ھونا چاھیے کہ ھر فرد قوم سے خلاف کتاب و سنت اعمال پر سختی کے ساتھہ محاسبہ کرسکے ' اور اس ناپاک آزادي کو جسنے تمدن و معاشرت میں اسلام کي دھول اڑادي' عام طور پر معصیات و بدعات کا دروازہ کھول دیا - اسلامي سوسائٹي سے خارج کردیا جاے - میں بہت کم کہہ سکتا ھوں کہ الہلال کا لب و لہجہ سخت ھے - میں تو نام بنام علی الاعلان نہ ناک دھل محاسبہ کو آجکل نہایت مفید سمجھتا ھوں -

(۳) حق اور نیک نیتی سے زیادہ قوي کوئي چیز نہیں - اسکي کرسي اسقدر اونچي ھے کہ اہل وجاھت کي مخالفت کا ھاتھہ وھاں تک پہونچ نہیں سکتا - مدح اخر میں صداقت ھی کے لیے ھے -

---

مسٹر محمد عبد اللہ حسین صاحب سوداگر چرم از تنتارا (مارواڑ)

الہلال کی دعوت کا اصول یعنی کتاب اللہ و سنت رسول سے تو کسي مسلمان کو اختلاف نہیں ھوگا اور نہ ھوسکتا ھے - اگر اسمیں کسے کو شک اور اختلاف ھو تو اوسکے اسلام میں شک سمجھئے پولیٹکل پالیسي کا ماخذ بھی قران و سنت ھونا چاھیے - اسمیں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ھے اور ھر شعبۂ زندگی میں زید و عمر و کی ذاتی رائونکو بجائے قرآن اور سنت کے اپنا طریق عمل بنا رکھا ھے - خدا آپکو اپنے ارادہ میں کامیاب کرے اور آپکی کوششیں مشکور ھوں - نیز آپکو جزای خیر دے کہ ایسوقت اخباری دنیا میں یہ پہلی آواز ھے جو آپنے بلند کی ھے -

رھا طریق دعوت اور پیرایۂ بیان - تو گو یہ فروعی امر ھے اور بعض احباب کو الہلال کا لب و لہجہ سخت معلوم ھوتا ھو' مگر میري راے میں تو اسوقت جو حالت خراب ھم لوگونکی ھو رھی ھے اوس سے بیدار کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ آواز سخت کرنیکی ضرورت ھے -

برسوں کے سوئے ھوے معمولی اور نرم آواز سے تھوڑے ھي بیدار ھو سکتے ھیں -

یونیورسٹي کے مسئلہ کے متعلق جو آواز آپ نے اٹھائي اور اچھے منہہ میاں مٹھو بننے والے لیڈروںکی جو قلعی آپ نے کھولی ھے اوسکے لیے آپ تمام قوم کے شکریہ کے مستحق ھیں مگر آپکو تو اس سے کچھہ بحث ھی نہیں' قوم شکر کرے یا نکرے میں تو ھزار شکرگذار ھوں خدا آپکو جزاي خیر دے -

مکرر آنکہ آجکل خود سار لیڈروںسے احتساب کا سلسلہ اس سے بھي زیادہ سخت لہجہ میں جاري رکھیے -

---

جناب علي اکبر خاں صاحب ملیح آباد ضلع لکھنؤ

پالیسی اخبار کی بہت مناسب ھے ' اگر اسیطرح سے اخبار کر گیا تو پہلا شخص میں ھونگا جو اسکے پڑھنے سے علحدگي اختیار کرلےگا - میں آپکی زیادہ تعریف کیا لکھوں کہ کس قابلیت کے ساتھہ جنابکا پرچہ نکلتا ھے' بندہ مجھے الہلال دیکھنے کا کمال شوق ھے - میں نے بہت پرچہ دیکھے' مگر ایسا پرچہ ابھي تک

جنگ ترکی و یورپ

(از قلمی تسلی گرام لنڈن)

ترکی اور بلغاریا کی فوجی طاقت کا مقابلہ

گذشتہ چند سالوں میں بلغاری فوج نے معتدبہ ترقی کی ہے پہلے پہل سنہ ۱۸۷۹ - سے لیکر سنہ ۱۸۸۵ - تک کاپٹنے روسی افسروں نے اسکی نظم و تربیت کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لی تھی - بلغاری کسانوں میں جنگی استعداد کافی ہے' اور جنگ کی مشقوں سے یکایک خائف و بددل نہیں ہو جاتے - فوجی خدمت جبری ہے' اور مسلمان آبادی تیں سو روپیے کی ادائگی اور چند مشکل سے مشکل شرایط طے کرلینے کے بعد اس سے نجات پاسکتی ہے - بلغاری فوج میں دائمی و مستقل ' اصلی مستحفظ ' مستحفظ' اور بے قاعدہ تینوں طرح کے گروہ ہیں - امن و سکون کے دنوں میں صرف مستقل فوج رکھی جاتی ہے - لیکن اگر ضرورت پیش آجاے ' تو تمام فوج کام کے لیئے بلائی جاسکتی ہے - بے قاعدہ فوجیں صرف سرحد کی حفاظت اور پاسبانی کے لیئے متعین ہیں - ہر سال ۲,۴۰۰۰ نوجوان فوج میں داخل ہوتے ہیں - کل فوج ۹ ڈویژنوں میں منقسم ہے - ہر ڈویژن کے دو بریگیڈ - ہر بریگیڈ کی ۴ رجمنٹیں اور ۹ بیٹریاں ہوتی ہیں - اسپ سواروں کی ۲ رجمنٹس ہیں ' اسکے ہیڈ کوارٹر صوفیا' فلی پولس ' سلوین ' شملہ' رسچک ' ورارا ' دسترا ' اسکندر گرد ' اور پلونا میں ہیں - بلغاریا کی فوج میں اصلی کمزوری اسلحہ کی ہے - اس زمانے میں انکی رفلیں زیادہ مفید نہیں - ہر پیادہ فوج کے ساتھ مشین گن کا بھی ایک صیغہ لگا رہتا ہے - توپ خانوں میں تیز رو توپیں بھی ہوتی ہیں - ایک حد تک بار برداری کا انتظام جدید ضروریات کے مطابق بنالینے میں بھی سعی کی گئی ہے' تاہم آلات جنگ کی کمی نمایاں اور مسلم ہے - ذیل میں بلغاریا کی حالت امن کی فوجی قوت کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے —

پیادہ فوج	...	۳۵,۰۰۵	انجینیر	...	۳,۴۱۲
سوار	.	۵,۶۶۰	متفرق	..	۴,۰۷۹
توپخانوں کی فوج		۷,۹۳۷	میزان		۵۶,۵۹۳ .

اس تعداد پر مستحفظ کا اضافہ کیجئیے تو ۲,۲۰,۰۰۰ کا شمار آتا ہے - اسکے علاوہ بے قاعدہ فوج کی تعداد ۵۸,۰۰۰ ہے - اس سے واضح ہوا کہ بلغاریا میں کل ۲,۷۵۰۰۰ آدمی لڑنےوالے ہیں - انکے علاوہ نیم تربیت یافتہ قابلوں سے بھی ۲۰,۰۰۰ آدمی کی توقع کی جاسکتی ہے -

موجودہ عثمانی قواے جنگ

ترک کہتے ہیں کہ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کیلیے ۱۰ لاکھ سے زیادہ فوج ہے - پہلے عیسائی رعایا اور قسطنطنیہ کی آبادی ٹیکس کی ادائگی کے بعد فوجی خدمت سے آزاد تھی' لیکن اب جبری خدمت کے لیے تمام عثمانی رعایا مجبور ہے' جب سے فوجی نظام جاری ہوئی ہے' عثمانی شہنشاہی ۷ فوجی اضلاع میں منقسم ہے' لیکن گذشتہ سال سے فوجوں کی ترتیب ۱۴ آرمی کوروں (فوجی حصے) میں شروع کی گئی ہے - ترکوں کے ہاں فوج کے ۴۲ ڈویژن ہیں - ان میں سے بعض امن کی حالت میں ۱۰ - بٹالین کی ہوتی ہیں' اور لڑائی کے دنوں کی بھی اکثر یہی صورت رہتی ہے - اگر وقت شدید پیش آجائے' تو ۷۹ برس کا بوڑھا ترک بھی عثمانی علم کے نیچے موجود ہو جاتا ہے - جو رنگروٹ خدمت کے قابل سمجھے جاتے ہیں ' انکی تقسیم نظام ' ردیف ' اور مستحفظ کی صورت میں ہوگی - حالت اول میں ۳ برس ' حالت دوم میں ۹ برس ' اور حالت سوم میں ۲ برس کی خدمت درکار ہوتی ہے -

حایل بک مبعوث قسطنطنیہ

انجمن اتحاد و ترقی کا نامور ممبر - اور پچھلی پارلیمنٹ کا صدر - جنگ کے آثار دیکھکر اس نے اعلان کیا ہے کہ تمام ملک میں مجاہدین عثمانی کی جماعتیں طیار کی جائیں اور سب سے پہلے خود اپنے تئیں پیش کیا ہے' حالانکہ وہ موجودہ گورنمنٹ کا شدید ترین مخالف تھا

فوج نظام کی ۲۲ ڈویژن ہیں - جن میں ۳۵۷ بٹالین ہوتی ہیں - ۲۰ اسپ سوار بریگیڈ ' جنمیں ۲۰۷ اسکواڈرن ' ۱۹ آرٹلری بریگیڈ (توپ خانے) جنمیں ۲۷۱ باٹریاں شامل ہیں - ان فوجوں کی تعداد ۲,۶۰,۰۰۰ ہے - اور ۱,۲۰,۰۰۰ مستحفظ فوج کا بھی اسپر اضافہ کرنا چاہئیے - علحدہ علحدہ ردیف اور مستحفظ کی تعداد ۶,۰۰۰۰۰ سے ۷,۰۰۰۰۰ تک ہے - تمام فوجیں اعلیٰ درجے کی ماسر رفلوں اور مارٹینی ہنری رفلوں سے آراستہ کرلی گئی ہیں - توپخانے سب کے سب فوج نظام کے ہاتھ میں ہوتے ہیں ' اور متفرق اقسام کی کرپ توپوں کا ذخیرہ وافر جمع ہے -

پچھلے برسوں میں فی الحقیقت اگر ترکوں نے کوئی عظیم الشان کام کیا ہے' تو وہ فوج کی ترقی اور نظام ہے - جرمنی تعلیم گاہوں کے تعلیم یافتہ ماہر ' اور یورپ کے اعلیٰ ترین فن حرب جدید کے مشاقوں سے عثمانی فوج بھری ہوئی ہے -

یونان اور مانٹی نگرو کی قوت

اگر جنگ ہوئی تو یونان اور مانٹی نگرو کی مشترکہ فوج ۱,۰۰۰۰۰ کی تعداد تک پہنچ جائگی - یونان کی جنگی طاقت ۵۰,۰۰۰ سپاہ کی ہوگی - اسکی فوج کی ۳ ڈویژن ' ہر ایک ڈویژن میں تین انفنٹری بریگیڈ کی ہیں - اور بریگیڈ چار بٹالین کی ہوتی ہیں - ایک بٹالین لائٹ انفنٹری (سبک پیادہ فوج) کی ہوتی ہے -

ایک میدانی توپخانہ ۸ باٹریوں کا' ایک اسپ سوار رجمنٹ ۲ اسکواڈرن کی' ایک بٹالین انجینیروں کا' اور دو بار بردار کمپنیاں بھی ہیں -

فوجی خدمت ۳۶ برس کی ہوتی ہے - میدانی فوج کے پیچھے دو قسم کی مستحفظ فوجیں اور ایک نیشنل گارڈ رہتی ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta

میرے مخدوم ! اگر ہماری قوم کا ہر جاگروپ بھی نا لعرض گریجوئٹ ہوجائے ' تو بھی ہمارا وہ مرض دور نہیں ہوسکتا ' جسنے ہمیں تباہ و برباد کردیا' اور ہمارے ساری قوتیں سلب کرلیں - ہمیں سگ بدنۂ بننے کی ضرورت نہیں ' بلکہ مسلمان کامل بننے کی حاجت ہے' اور وہ بغیر اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ممکن ہی نہیں ' چونکہ ہمارا ادبارات انتہا کو پہنچ چکا ہے ' کیا عجب کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوکر کروٹ ہی نہ بدلیں بلکہ بسم اللہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوں -

بسر کرتے ہیں اک امید پر ہم زندگی اپنی
خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ ٹوٹے آسرا دل کا

میرے اس عریضہ کو جسمیں میرے دلی خیالات کا کچھہ اظہار ہے الہلال میں شائع فرمادیں مجھے الہلال کے پالیسی سے کامل اتفاق ہے -

---

جناب محمد محبوب حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ شاہجہان پور

مکرمی ! مجھے جناب سیف کی تحریر کے ہر لفظ سے پورا اتفاق ہے - الہـــلال کی پالیسی نہایت مفید پالیسی ہے -

---

جناب چودھری قلم الدین صاحب از امرتسر

مجھے اصولاً الہلال کی دعوت سے بالکل اتفاق ہے - مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن کریم کے احکام پر چلنے میں ہے - چونکہ ہم لوگوں نے قرآن کریم پر چلنا چھوڑدیا ہے' لہذا سب سے بڑی وجہ ہمارے ادبار و ذلت کی یہی ہے - چونکہ آپکی دعوت کا اصل اصول کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا اتباع کرانا ہے - لہذا اس عاجز کو بکلی اتفاق ہے - اور یہ رائے اگر ضرورت ہو توشائع کیجا سکتی ہے - جو قرآن کریم کی تعلیم ہے اور جس پالیسی کی طرف وہ بلاتا ہے' آپکو بے تا کانہ اسی کی طرف دعوت دینی چاہیے - اسمیں کسی سچے مسلمان کو اعتراض نہیں ہو سکتا -

یہاں عام لوگ اس بات کے شاکی ہیں 'کہ تمام اخبار یونیورسٹی کے ہی ذکر سے بھردیا جاتا ہے - حالانکہ اب لوگوں کو یونیورسٹی کے نام سے نفرت ہوگئی ہے ' لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی کا ذکر بھی اخبار میں نہ ہو - اسکی بجائے اور مفید مضامین کی طرف توجہ کیجاوے - لوگوں کو انتظار ہے کہ ترکی کی موجودہ سیاسی حالت پر آپکے مضامین دیکھے جاویں - جنگ طرابلس کے حالات پڑھے جاویں - اور ان نامور اشخاص کے حالات ' جو بوجہ فدائے حریت ہونے کے شمع الاحرار کہلانے کے مستحق ہیں ' جیسا کہ آپنے شروع میں وعدہ کیا تھا اور جسکے لیے تمام پبلک نہایت بیقرار ہے -

---

جناب مولانا عبد الحلیم خان صاحب ناظم قاسم المعارف

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے جولانگاہ قلم کو اسوقت تک وسعت نہیں ملی - تاہم اسوقت تک جو کچھہ بھی لکھا گیا ' قابل صد تحسین ہے - جو مقاصد و اصول الہلال کے آپ نے اپنے مطبوعہ خط میں بالتفصیل ظاہر کیے ہیں ' میرے نزدیک نہایت پسندیدہ و اعلے اور سچے امور ہیں - جس اصول پر الہــلال دعوت دینا چاہتا ہے ' وہ اصلی حقیقت ہے - اسکی مثـال قرن اولی کی صدیوں میں پائی جاتی ہے - خدا سے دعا ہے کہ الہلال کے ہاتھوں حقیقی اور سچی قرآن کی تعلیم کی عام دعوت ہو ' اور صحیح اور سـچی راہ کھول دینے میں وہ ہر طرح کامیاب ہو -

---

جناب ایم کبیر احمد خان مرادپور - از بہار گلہورستی (بہـــار)

الہلال کے نئے پرچہ میں آپ نے جملہ ناظرین سے رائے دریافت فرمائی ہے کہ الہلال کی پالیسی سے اتفاق ہے یا نہیں ؟ جواباً میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے الہلال کی پالیسی اور لب و لہجہ سے کلی اتفاق ہے -

اللہ تعالی آپکو عرصہ دراز تک صحیح و سالم رکھے اور تمام آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون' تاکہ آپ اس بے نظیر اور اصلی ملکی و قومی خدمت کو بخوبی انجام دیں آمین -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ اوسکے مطالعہ سے ایک روح تازہ پیدا ہوتی ہے اور اسلامی حمیت کے ایک نئے جوش کا خون تمام جسم میں دوڑ جاتا ہے -

---

جناب مولانا محمد عبد القیوم صاحب عباسی پانی پتی

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہندوستان میں ایک اخبار ایسا نکلنا شروع ہوا جسکی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلانا ہے ' میرے خیال ناقص میں یہ مضمون نہایت قابل التفات ہیں - واقعی مسلمانوں میں قرآنی تعلیم اور اتباع سنت رسول اللہ مفقود ہوگئی ہے' جسکی وجہ سے ان تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑرہا ہے - اگر تعلیم قرآنی کی روح پھر ہم مسلمانوں میں پیدا ہوجائے' تو ہم اپنے اندر ہر چیز کامل و اکمل پاسکتے ہیں ورنہ اسکے بغیر نا ممکن ہے - اصل معاملہ یہ ہے کہ سچ ہمیشہ سے تلخ و نا گوار رہا ہے - اگر الہلال کی باتیں لوگوں کو کڑوی لگتی ہیں تو یہ اسکی صداقت کی دلیل ہے - اس عاجز کے خیال ناقص میں اسکا لہجہ بدستور قائم رہے اور کبھی بزدلانہ طور سے حق کو نہ چھپایا جائے -

---

جناب مولانا عبد الرحیم صاحب از عدالت ججی باندا

الہلال کی دعوت کے اصل اصول " مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عمل اور ہر عقیدہ میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کی طرف بلانا' اور اسطرح انمیں انکی گم شدہ قرآنی روح پھر پیدا کرنے " سے مجکو پورا اتفاق ہے -

میں ایک عامی شخص ہوں' جسے علم سے کوئی بہرہ نہیں' تاہم اصل مذکور کے متعلق اپنی متفقانہ رائے دیتے ہوے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رائے علی وجہ البصیرت ہے' اور یہ کہ یہ کوئی نیا خیال نہیں' بلکہ ایک دیرینہ خیال ہے' جسے اب الہلال نے اپنے معیار صبغۃ اللہی تصدیق سے اور گہرا رنگ دیدیا ہے -

الہلال کا طرز دعوت و پیرایہ بیان بھی نہایت پسند کرتا ہوں - اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ لیڈران قوم میں سے اکثر خدا و رسول سے بے پروا - قومی درد سے معری - نفس پرستی و خود غرضی میں مبتلا ' اور اس منصب جلیل کیلیے جن امور کی ضرورت ہے ان سے بے بہرہ ہیں - تاہم عام افراد قوم جو عموماً نور فراست و تمیز حق و باطل سے محروم ہونے کی وجہ سے بجائے خدا پرستی کے دولت و جاہ پرستی میں گرفتار ہیں ' انکو اپنا قبلہ آمال و کعبۂ مقصود بنائے ہوئے ہیں - انہیں انکی ریاکاریوں ' فریب عملیوں' خود غرضیوں' اور غداریوں کی مطلقاً خبر نہیں - ان حالات میں نہایت ضروری ہے کہ ان خود ساختہ لیڈروں کی تمام ایسی حرکات و سکنات کو پبلک میں لاکر انپر آزادانہ تنقید کیجاوے جو قومی معاملات سے تعلق رکھتے ہوں یا جنکا اثر کسی بعید ترین واسطہ سے بھی قوم پر پڑتا ہو - جب تک عام افراد قوم کو افراد طبقـــہ اعلی کی دینی - اخلاقی - ذہنی ' اور عملی قوائے ارشـــاد و ہدایت کما ہی معلوم نہ ہونگے تب تک قابل قبول اور مستوجب رد میں تمیز کرنا انکے لئے ناممکن ہے - ہر شخص جو قومی معاملات میں حصہ لے رہا ہو یا آیندہ حصہ

میری نظر سے نہیں گذرا ' اپکو سوائے دعا دینے کے اور کچھہ ہمارے پاس نہیں ہے ' آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مجھے اس اخبار سے خاص محبت ہے - میں نے بڑی کوشش اسکی ترقی کے واسطے کی اور اکثر خریدار بہم پہنچائے - مگر کمزور پالیسی اگر اختیار کی گئی تو پھر افسوس کے ساتھہ مجھے الہلال سے قطع تعلق کر لینا پڑیگا آپکو کسی قسم کا مشورہ دینا حماقت ہے اپ خود اِن امورکو بہتر سمجھہ سکتے ہیں اگرکسی کو دعوت الہلال سے انکار ہے جیسی دعوت کہ الہلال دینا چاہتا ہے ' تو اسکا جواب ہم تو کیا دے سکتے ہیں - اگر حضرت عمر زندہ ہوتے تو دورالشب کا درہ انکو بخوبی جواب دے سکتا تھا -

---

چاندنی کا عاشق از ہوشیارپور

کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا ؟

(۱) کلیں جب بنکر تیار ہوتی ہیں تو آزما کر اور ذرا چلاکر دیکھہ لی جاتی ہیں' اور انکی چال میں اگر کوئی نقص ہو تو نکال دیا جاتا ہے - مگر کلوں کے موجد کا معصوم بچہ جب کھڑا ہونا اور چلنا سیکھتا ہے تو بلا روک ٹوک چلنے دیا جاتا ہے - اسوقت اسکا نقص نکالنا گویا اوس میں نقص پیدا کرنا ہوتا ہے -

(۲) ہمارا الہلال بے جان اور دن بدن گھٹنے والی مشین نہیں ہے ' بلکہ بتدریج بڑھنے والا - ایک زندہ انسان -

الہلال کو دیکھکر اگر زبان سے کوئی کلمہ نکالا جاسکتا ہے تو بس ایک " احتیاط " کا کلمہ ہے مگر دل ڈرتا ہے کہ کہیں اسکی اصلیت اور سادگی میں بناوٹ ' اسکی وارفتگی میں تصنع - اسکی لطافت میں کثافت ' اسکی حرارت میں خنکی' اور اسکی حریت میں فرق نہ آجاے

(۳) جس چاند کا مدار خدا نے مقرر کردیا ہو - اور جس چاند کو ضیاء خدا نے دی ہو' انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ اُس میں نقص نکالے' ہمارے الہلال کا دارومدار ہی جب خدا کے کلام (قرآن) پر ہے' اور جبکہ یہ روشنی بھی اسی نور ہدایت (قرآن) سے حاصل کرتا ہے تو بس ایک یہی مشیر اعظم اسکے لیے کافی ہے - انسانی مشورے پرجو غلطی کے احتمال سے خالی نہیں ہوسکتے اسکو اپنا زیادہ انحصار نہیں رکھنا چاہیئے -

(۴) الہلال کی پولیٹکل یا قرآنی تعلیم کی شعاعیں جو ایک لیڈنگ آرٹکل کی شکل میں نکل چکی ہیں ' واقعی انہوں نے الہلال کو چار چاند لگا دے ہیں اور اسکو قابل رشک بنا دیا ہے - دعا ہے کہ خدا اسکو حاسدوں کی نظر بد سے بچاے - یہہ ارٹکل جب میں پڑہ رہا تھا' اندرون قلب سے بے اختیار مرحبا مرحبا کی آوازیں آرہی تھیں - اور لب چاہتے تھے کہ لکھنے والے ہاتھہ کو چوم لوں - یقین ہے کہ الہلال کے اور بھی سب دیکھنے والوںکے دل اس قابلانہ مضمون کی بے انتہا سچائی سے متاثر ہوے ہونگے - زبان سے اگر کوئی نہ کہے تو اور بات ہے -

(۵) مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ الہلال کیسا ہے ؟ تو کہونگا بس چاند ہے' جو دل کو بھی بہاتا ہے اور آنکھونکو بھی -

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

جناب مولانا سید عبد الحکیم صاحب سیف از شاہجہانپور

الہلال کا گیارہواں نمبر معہ ضمیمہ پہنچا - ہر نمبر چشم دل سے بار بار دیکھا گیا ہے اور تاحد امکان ہر مضمون پر غائر نظر ڈالی گئی ہے - آپ ہمارے اُس مرض کا علاج کرنا چاہتے ہیں جسنے ہمکو ہمہ تن درد بنا کر بستر مرگ پر گرا دیا ہے - آپکی تشخیص و حذاقت کی مدح کا ابھی موقع نہیں' زندان ہلاکت کے گرفتار جب رہائی پائیں گے ' تو انکا دل خود دعائیں دیگا - صدیوں سے جس تعلیم پر اسلامی تعلیم کا اطلاق کیا جاتا ہے' وہ صرف رسوم و بدعات و مشرکانہ خیالات کا ایک دفتر ہے' جسپر غور کرنے سے دل کو پریشانی ہی نہیں ہوتی بلکہ روح کو صدمہ پہنچتا ہے - اپکا یہ ارشاد اصل حقیقت ہے کہ " جس دن مسلمانوں میں انکی گم شدہ بلکہ فنا گشتہ قرانی تعلیم کی روح پھر پیدا ہو جاے گی اُسدن وہ اپنے اندر ہر چیز کو کامل و اکمل پالیں گے "

کون سی وہ بری گھڑی تھی جب مسلمان دام تقلید میں گرفتار ہوے تھے - اِسی موذی مرض نے شدورن کو رو براہ بناکر اس قعر مذلت و ہلاکت میں گرا یا ہے' جس سے اُبھرنا محال ہے تقلید ہی نے جملہ آثار ترقی کو رفتہ رفتہ مٹایا ' یہانتک کہ اب قوت سامعہ و بصارت بھی سلب ہوگئی - یہی وہ تیغ زہر آلود ہے جسنے مسلمانوں کی مجموعی قوت کو پارہ پارہ کرکے دلوں میں سم نفاق بھر دیا -

ہرکس از دست غیر نالہ کند   سعدی از دست خویشتن فریاد

اگر کوئی غریب مسلمان حق گوئی اپنا شعار کرے تو آپ یہ بد نصیب بیوقوف و دیوانہ ہی نہیں بنا دے ' بلکہ قابل نفرت خیال کرتے ہیں' اور حق بات سنکر تو اسطرحہ گھبرا تے ہیں' جسطرح ایک سیہ دل دنیا دار موت کے نام سے -

مولانا ! آپکو معلوم ہے کہ اب ایسی نازک حالت ہو چلی ہے کہ راست باز اور حق جو مسلمان اس رائج الوقت اسلامی تعلیم سے واللہ بالکل بیزار ہیں - اگر کلام الہی کی تعلیم نے انکی مدد نکی تو وہ دن قریب آگیا ہے کہ اکتا کر کوئی دوسری راہ نجات تلاش کرینگے اور یہ شعر پڑھکر اپنے برادران یوسف سے ہمیشہ کیلیے جدا ہوجائیں گے -

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

اس حالت کو جناب نے پوری طرح محسوس فرما لیا ہے اور اسی کے علاج پر متوجہ ہوے ہیں -

ہمارے روحانی عوارض کا علاج تعلیم قرانی کے سوا ہو ہی نہیں سکتا - یہی وہ مجرب علاج ہے جسنے عرب کے جاہل وحشیوں کو کامل بنا یا ' بڑے بڑے قیصراں کج کلاہ نے انکے سامنے سر نیاز خم کیے ' یہ بیمار نادانی اگر اب بھی اسی مجرب دوا کو استعمال کرنا شروع کردیں ' تو بہت جلد انشاء اللہ انکے سارے روگ دور ہو جائیں - جب تک آپکی پیش کردہ دوا کو - جو درحقیقت تیرہ سو برس پہلے اک حکیم الہی ہ مجوزہ اور مجربہ ہے - بسم اللہ کرکے نہ پی جائیں گے ' یہ سودائے جنون را ' جس نے انہیں مجنون محض بنا دیا ہے ' دور نہو گا -

کون کہتا ہے کہ آپکے لہجہ میں تلخی ہے ؟ یہ تو ہمارے کانوں کی خطا ہے کہ حق بات نہیں سن سکتے ' اگر بالفرض ایک گونہ تلخی کو مان بھی لیا جاے' تو ہم اُسے فصاد کا نشتر کیوں نہ سمجھیں - مریض نادان نے فائدہ گھبراتے ہیں ' جب تک او پرپشن کی زحمت نہ اُٹھائینگے ' برائے تگرے ہوئے زخم کیونکر اچھے ہونگے - میں الہلال کو صبح امید کا درخشندہ آفتاب سمجھتا ہوں ' اُسی کی حرارت سے ہمارے ٹھٹھرائے ہوے دل ' جن پر صدیوں سے غفلت و گمراہی کی برف گر رہی ہے ' نرم و توانا ہوچلے ہیں - اگر بعض شپرہ چشم اس آفتاب صبح امید کی روشنی سے چوندھیا کر اپنا سر پھوڑ لیں' تو بالکل معذوری ہے - خدائے ذوالجلال آپکی اس محنت کو مشکور فرمائے -

(آئیندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری
۲ ابو الحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراہیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر نہاد سرای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد
۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت
۱۳ ایرانی مجاہدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ
۱۵ بیک ناشی نشاءت ے
۱۶ منصور پاشا منعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر
۱۸ اٹالین ہوائی جہاز ے مجاہدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں
۹ طبروق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں
۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں
۲۱ روڈس میں اٹلی کا داخلہ
طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ اذر بائیجان میں روسی داخلہ
۲۸ ایران کے سرحدی قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرنیہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ ھجری کی ایک تصویر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

لیڈنے کا خواہشمند و امیدوار ہو یا بنایا گیا ہو' اس امر کا مستوجب ہے کہ اسکے تمام پرائیوٹ و ذاتی اعمال جو انسانی اعمال کی تحت میں آتے ہیں اور جو انسان کی سیرت کے بننے میں دخل رکھتے ہیں ' پردہ خلوت سے باہر لائے جاویں اور انپر آزادانہ نکتہ چینی کیجاوے تاکہ پبلک لیڈری کے منصب سیرت رکھنے والے اشخاص کو معلوم طورپر جان سکے اور نالائق و ناسزا اشخاص کے انتخاب سے محفوظ رہ سکے -

ابتک الہلال میں کوئی بحث ایسی نہیں ہوئی جو قومی مفاد سے متعلق نہ ہو اور نہ اسکا لہجہ غیر متین و غیر مہذب رہا ہے - یہ ایک نہایت ضروری فرض ہے کہ ناقابل عبادت کمزور ہستیوں کی کمزوریاں نہایت بلند آہنگی کے ساتھہ منظر عام پر لائی جاویں تاکہ انکی معبودیت و مطاعیت کا طلسم ٹوٹے اور خدا کے بندے محض خدا کے عابد و مطیع بنکر صرف بے ریا اور مخلص اشخاص کو اپنی رفاقت و اعتماد کے لیے منتخب کرنیکے قابل ہوسکیں - میرے خیال میں الہلال اپنی موجودہ شان میں ان تمام فوائد کا جامع ہے جو حکیم الامۃ علامہ سید جمال الدین الافغانی المصری (رح) نے اپنے خطبہ فوائد جریدہ میں جرائد کی طرف منسوب کیے ہیں اور وہ بجہہ وجوہ مستحق ہے کہ اوسے علامہ ممدوح کی زبان میں "سائق الی الفضائل ورادع عن الرذائل" اور "موجب سعادت امت" کہا جاوے - لیکن افسوس ہے کہ استبداد و جاہ پسند طبیعتیں اسکو اسی شرف سے معری کرانا چاہتی ہیں - آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے الہلال کے تمام نمبر دو دو بار استیعاباً پڑہے مجہے اسکا ہر خیال - ہر راے' اور نیز پیرایہ بیان نہایت پسند ہے -

اس عریضہ کو ختم کرنے سے قبل میں بعض حضرات کے اس پر اصرار ادعا کی نسبت بھی کہ (انریبل سرہارکورٹ بٹلر کی مراسلۃ مورخہ ٩ اگست سنہ ١٩١٢ سے پہلے کارکنان مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ کے ارادہ عدم الحاق کا علم نہ تہا) کچھہ عرض کرنا چاہتا ہوں —

(١) مسلم یونیورسٹی کا ڈیپوٹیشن سرہارکورٹ سے شملہ میں پہلے مئی سنہ ١١ میں اور پھر ستمبر سنہ ١١ میں ملا

(٢) گورنمنٹ ہند کی مراسلات اٹہیں جولائی سنہ ١١ و اگست سنہ ١٢ میں موصول ہوے -

(٣) صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب مسلم گزٹ مورخہ ١٨ ستمبر سنہ ١٢ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ قبل از وصول مراسلۃ ٩ اگست سنہ ١٢ انکو " یہ اطلاع تہی کہ گورنمنٹ الحاق کا اختیار نہیں دینا چاہتی "

(٤) مسلم پونہ مورخہ ١٨ - اگست سنہ ١٢ آخری مراسلۃ کے متعلق عدم الحاق پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ " نواب صاحب نے شملہ میں سرہارکورٹ کے موجودگی میں کہدیا تہا کہ ایسی یونیورسٹی کو سلام ہے "

(٥) خود نواب صاحب اپنے پہلے اعتراضی مضمون میں جو علیگڈہ گزٹ مورخہ ٢٢ مئی سنہ ١٢ میں اور روزانہ زمیندار مورخہ یکم جون سنہ ١٢ میں شائع ہوا' فرماتے ہیں " اور اگر کسی معاملہ میں ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان اختلاف ہے یا آیندہ ہو تو اسپر ہم آخر وقت تک پوری طرح گورنمنٹ سے جھگڑ سکتے ہیں مثلا ایک اعلی ایشو کا مسئلہ ہے - اس میں کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہمارے ساتھہ متفق نہیں ہے جسکے کوئی اطلاع ابھی تک باضابطہ ہمکو گورنمنٹ کے طرف سے نہیں ملی "

یہ آخری دونوں اقتباسات بھی واضح طور ظاہر کرتے ہیں کہ کارکنان یونیورسٹی کے روبرو گورنمنٹ کا یہ ارادہ کہ مطلوبہ یونیورسٹی صرف غیر الحاقی اور غیر آزاد شکل میں دی جاویگی بے ضابطہ طور پر یعنی بموقعہ ملاقات شملہ واقعہ ستمبر سنہ ١١ ع پیش کردیا گیا تہا ' مگر ساتھہ ہی اسکی شدت تلخی کو کم کرنے کیلیے محض بطور طفل تسلی صاحب وزیر ہند کے آخری فیصلہ پر یہ امر معطل کردیا گیا تہا - باوجود ان سب باتوں کے باصرار تمام دعوی کیا جاتا ہے کہ اخفاے واقعات معلومہ کا الزام درست نہیں - چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد - اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون والسلام علیکم وعلی من لدیکم -

جناب ظفر الحق صاحب ڈپٹریری اسسٹنٹ بادہ

اس مضمون سے میں بھی بالکل متفق ہوں

جناب مولوی سید علی محسن صاحب

(١) الہلال کا آخری نمبر دیکھکر طبیعت بہت مسرور ہوئی الہلال کے تعلیم کے متعلق جناب نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے میں اوسکے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں - اگر الہلال کی تعلیم اسی اصول پر جاری رہی تو الغتہ آزادی کا بدر کامل بنکر اپنی تہتی روشنی کے سایہ میں امت مظلوم کی ہدایت اور دستگیری کرسکتا ہے -

(٢) افسوس اسکا ہے کہ جب اپکا قلم میدان طرابلس پر اٹھتا ہے تو اپنے حدود کی خبر نہیں رہتی اور جب آپ اپنے سرحد میں زور طبع دکہاتے ہیں تو ناموران طرابلس کو بہول بیٹھتے ہیں کوئی ایسی ترکیب ہوتی جس سے آپکی توجہ دونوں طرف برابر رہتی -

(٣) الہلال جسوقت دیکھنا شروع کرتا ہوں اوسوقت جسقدر مسرت ہوتی ہے اوس سے زیادہ افسوس اوسوقت ہوتا ہے جبکہ فوراً ہی اوسکو تمام کر بیٹھتا ہوں - یہ بہی طبیعت نہیں چاہتی کہ تہوڑا تہوڑا کرکے ایک ہفتہ میں تمام کروں اور اس سے بہی طبیعت گہبراتی ہے کہ ایک ہی پرچے کو بار بار دیکہوں لہذا جناب کوئی ایسی ترکیب نکالیں جو تسکین بخش ثابت ہو -

(٤) ہمارے ایک مہربان نے الہلال کے متعلق ایک راے دی ہے جس سے جناب کو مطلع کرتا ہوں ممکن ہے کہ جناب پسند فرمائیں وہ یہ کہ الہلال کے ہر نمبر میں ترکی مقبوضات کا ایک مفصل نقشہ ہونا چاہیے جس سے ناظرین کو واقعات کا علم بہت آسانی سے ہوجایا کرے -

(٥) تصاویر بہت صاف نہیں آتی غالباً بلاک بننے میں کوئی خرابی رہجاتی ہے - امید ہے کہ جناب اپنی توجہ اسطرف خصوصاً مناظر کے تصاویر کیطرف جلد مبذول فرمائینگے -

(٦) مسلم یونیورسٹی کے متعلق عام راے حاصل کرنے کیلئے بہی میرے خیال میں جناب کو ووٹنگ پیپر شائع کرنا چاہیے والسلام -

﴿ الہلال کے مضامین کے ابواب ﴾

مذاکرۂ علمیہ

اس عنوان کے تحت مین ہمیشہ علمی مضامین ، علمی خبرین ، جدید اکتشافات ، منفرق ابحاث و افکار علمیہ اور علمی استفسارات کے جواب درج ہوا کرینگے .

رجال الاسلام

اسمین بالالتزام تاریخ اسلام کے اُن مشہور نامورون ، کے حالات درج کئے جائین گے جنھون نے مذہبی ، علمی اور سیاسی آزادی کے لئے کوئی جانفروشی اور قربانی کی ہے ، نیز زمانۂ حال کے نامور احرار کے حالات بھی مع تصاویر شائع کئے جائینگے .

انباء عجمیہ

ایران کے متعلق تمام مضامین اور خبرین

بریدِ فرنگ

مراکش سے یہ باب مخصوص رہیگا اسکے علاوہ مندرجۂ ذیل چھوٹے کالمون کے عنوانات ہین ،

مدارس اسلامیہ　　عالم اسلامی

انتقاد

مراسلات

ضخامت کی افزائش کے ساتھ اور نئے ابواب بھی بڑھائے جائیں گے ہمیشہ ایڈیٹوریل کالم انکے علاوہ رہیگا اور ابتدا میں بریف نوٹس :

شذرات

کے عنوان سے درج کئے جائینگے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

القرآن الحکیم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ : چہار شنبہ ۴ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, 16 October, 1912

فہرس

روزانہ اور ہفتہ وار الہلال ، نیز ماہوار رسالے کیلیے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے - شرائط نہایت نفع بخش اور آسان ہونگے - درخواستیں جلد آنا چاہئیں -

رعایت

جب طلبا کی رعایت مشہوراً بند کردی گئی ہے ، تو آپ رعایتی قیمت کیلیے خط لکھنے کی زحمت کیوں گوارا فرماتے ہیں ؟

ضروری اطلاع

" الہلال " کے خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خط وکتابت میں ضرور خریداری کا نمبر جو چٹ پر لکھا ہوتا ہے اپنے نام کے ساتھہ لکھدیا کریں - ورنہ عدم تعمیل جواب سے معذور سمجھا جاے -

نام کے ساتھہ " الہلال " کا رجسٹرڈ نمبر (C. — 644) ہرگز نہ لکھا جاے - کیونکہ یہ خریداری کا نمبر نہیں ہے -

الہلال کی توسیع اشاعت

— * —

ایک بزرگ دوست جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے	۱۵
دھلی کے وہی بزرگ جنکا نام ہم کو بھی معلوم نہیں - مدرر	۵
جناب مولانا سید شاہ برہان الدین صاحب حسینی رضائی قادری سجادہ نشین درگاہ حضرت مشکل آسان	۵
جناب مسٹر اطہر علی صاحب آزاد ایم - آر - ایس تعلقدار جلال آباد - ضلع بستی -	۵
جناب مولوی عنایت اللہ خان صاحب انسپکٹر کو اپریٹو سوسائٹی (گوجرانوالہ)	۵
جناب مسٹر ظفر حسن صاحب عابدی سعیر علی کڈہ ...	۵
جناب مسٹر محمود یوسف بھائی عثمان صاحب ...	۵
جناب محمد صدیق صاحب ... (مالدہ)	۵
جناب مولوی برکت علی صاحب بی - اے (لاہور)	۵
جناب مسٹر رام - اے - ... (بھاگلپور)	۵
جناب مولانا محمد مبارک ... صاحب مدرس ... اسلامیہ (پٹنہ)	۴
جناب مولوی محمد گل صاحب (شاہپور)	۳

الہلال

— ✱ —

شرح اجرت اشتہارات

— ✱ —

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم
	۲۶ روپیہ	۱۴ روپیہ	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	۲۲ "	۱۲ "	۷ "
تین ماہ " "	۱۸ "	۱۰ "	۶ "
چھہ ماہ " "	۱۵ "	۸ "	۵ "
ایک سال " "	۱۲ "	۶ "	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کردے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا' بعض امراض کی دواؤںکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دل میں پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

عن انصاری الی اللہ ؟؟

— * —

ملک کے قدیم و جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی خدمت میں

ایک التماس

— * —

الہلال نمبر (۱۲) کے پہلے صفحہ پر ایک اعلان شائع کیا گیا تھا اسکی نسبت متعدد درخواستیں آچکی ہیں' لیکن ضرورت دیکھتا ہوں کہ ایک مرتبہ تفصیلی طور پر اپنے مقصد دلی کو ظاہر کردوں :—

(۱) شخصی کاموں پر مشترک اور جماعتی کاموں کی ترجیح اور خوبی ظاہر ہے - آج دنیا میں تمام بڑے بڑے کام انجمنوں اور کمپنیوں کی صورت میں انجام دیے جاتے ہیں - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو ابتک یہ اصلی طریق عمل راس نہ آیا - اس وقت تک علمی اور قومی خدمات کے لیے جسقدر انجمنیں قائم ہوئیں' تجارتی کاموں کے لیے جسقدر کمپنیاں بنائی گئیں' سب کا نتیجہ یا تو شکست کار اور درهمی جمعیت نکلا' یا گو کسی نہ کسی طرح قائم رکھی گئیں' لیکن انکا وجود' عدم سے زیادہ مفید نہ ہوا - فی الحقیقت یہ ہماری ایک سخت بدبختی' اور اہم کاموں کے آغاز میں ایک سخت روک ہے' لیکن کیا کیجیے کہ بدقسمتی سے ہے' اور اس سے انکار کرنا نہایت خوش آیند تھا' لیکن نہیں کیا جا سکتا -

(۲) پس اس بنا پر ایک عرصے سے اِس عاجز کا یہ خیال ہے کہ بڑے بڑے ارادوں کو ترک کرکے سردست صرف یہ کرنا چاہیے' کہ ہر شخص اپنے مقدور اور امکان کے مطابق اپنے لیے ایک دائرۂ عمل بنالے' اور جس قدر شخصی طور پر کر سکتا ہے' بغیر اور لوگوں کے وقت اور مال کی ذمہ داری اپنے سر لیے' کرنے کے لیے مستعد ہو جائے - اپنا معاملہ خدا سے رکھے' اور اپنی نیتوں کو درست رکھنے کیلیے نفس سے درسر پیکار ہو جائے - عجب نہیں کہ اشخاص کی سعی جماعت اور قوم کیلیے مجموعی طور پر جماعتی کاموں سے زیادہ مفید ہو جائے' اور درحقیقت دنیا میں تمام بڑے بڑے کام شخصوں ہی نے کیے ہیں' جماعتوں نے نہیں کیے ہیں -

(۳) جس کام کو میں نے شروع کیا ہے' یہ اسی خیال کی عملی صورت ہے - میرے پاس دولت نہیں ہے' اور تندرستی و جمعیت اور طول عمر کیلیے کوئی ذریعۂ علم بھی نہیں - نہیں جانتا کہ کل کیا ہو؟ تاہم اعتماد اللہ پر' تھوڑی سی امید اپنی نیت سے - اور یہ وعدۂ الہی ہر وقت پیش نظر ہے کہ انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی [میں کسی عمل کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا - ۳ - ۱۹۳]

(۴) انسان کے قلب و دماغ پر بہت سی باتیں ایسی گذرتی ہیں' جنکو وہ مرئیات و حسیات مادیہ کی طرح دیکھتا اور محسوس کرتا ہے' مگر اسکو دلائل سے ثابت نہیں کرسکتا - میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں خلوص و صداقت اور سچا توکل ایک ایسی طاقت ہے' جو کبھی ضائع اور برباد نہیں ہوتی' گو اسکے لیے میں کوئی دلیل حسی پیش نہ کرسکوں مگر میرا دلی ایمان اسکو ایک قانون الہی کی صورت میں دیکھتا ہے' اور اسپر اس سے کم یقین نہیں رکھتا' جسقدر آپ کو آگ کے جلانے اور پانی کے ڈبانے پر ہے - ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا - کہہ نہیں سکتا کہ جس دن سے میرا دل اپنی نیت اور مقاصد کے متعلق مطمئن ہوگیا ہے' اُس دن سے کیسی اولوال قوت اور کیسی مغلوب نہونے والی طاقت بخشنے والے نے مجکو بخش دی ہے؟ البتہ مضطرب ہوں کہ مدبر بندوں کو رب کریم آزمائشوں میں پڑنے کے بعد پاک و صاف رہنے کی توفیق عطا فرمائے -

(۵) ناظرین کو یاد ہوگا کہ الہلال کی پہلی اشاعت میں اس عاجز نے لکھا تھا :

" الہلال " کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا آغاز ہے' اور فضل الہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اسباب مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے' ایک اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کے لیے برقی طاقت سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی' اور نہ کسی وسیع پریس کے سامانات و آلات کی - ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کر سکتا ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھ سکے پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جائے' لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہو سکتا جسکا انتظار شب ہاے امید کی بے چینیوں' اور روز ہاے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو - خدا کے بخشے ہوے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے' اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہی اس سے زیادہ بلند نہو سکے - پس یہ جو کچھ کیا جارہا ہے' درحقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں' جنکی طرف بتدریج متوجہ ہونا ہے' اور میں نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا؟ و ما تشاؤن الا ان شاء اللہ ان اللہ کان علیماً حکیما -

پہلے نمبر کی اشاعت کو تین ماہ سے زیادہ زمانہ گذر گیا' بعض اصحاب نے تفصیلی طور پر اُن ارادوں کو دریافت بھی فرمایا' مگر اس عاجز نے ایک حرف بھی کہنا پسند نہیں کیا - کیونکہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کاموں کی عملی صورت کے شکل پذیر ہونے سے پہلے محض منصوبوں اور خیالوں کا اعلان کردوں - اعلان کے لیے صحیح اوقات کام کی ہے' نہ کہ دعوے کی -

(۶) الحمد للہ کہ توفیق الہی کی اعانت سے اب وقت آگیا ہے کہ اُن کاموں کی طرف بہ ترتیب و بہ تدریج متوجہ ہوں - وہ کام کون کون سے ہیں؟ انکی تفصیل کیا ہے؟ اغراض و مقاصد اور طریق عمل کیا ہوگا؟ ان امور کی نسبت انشاء اللہ رفتہ رفتہ الہلال میں عرض حال کرونگا - لیکن مختصر لفظوں میں اگر اشارہ کرنا چاہوں تو عرض کرسکتا ہوں کہ " اپنے مکان اور مقدور کے مطابق احیاء دعوت الہی اور خدمت علم و دیانۃ کیلیے ایک باقاعدہ اور منظم (دار الدعوۃ) کا قیام " والسعی منی والاتمام من اللہ تعالی -

(۷) لیکن اسکے ساتھہ ہی جب اپنی حالت کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو علاوہ اُن تمام مشکلات کے (جو ہر ایسے کام کیلیے ناگزیر ہیں) خود اپنی طرف سے بھی حسب حالات ظاہری مطمئن نہیں ہوسکتا - اپنے پیچ در پیچ ہموم و غموم اور اسباب اختلال سکون و دلجمعی کے سوا اپنی صحت کی نسبت بھی دائم المرضی کا فیصلہ کرچکا ہوں - اور اب ایک نئی شکایت اختلاج قلب اور نزلہ دم

شذرات

مسلمانوں کا سچا لیڈر کون ہوسکتا ہے ؟ ایک لطف فرما اپنے عنایت نامے میں تحریر فرماتے ہیں :

" آپ نے اب تک مسلمانوں کی گذشتہ مذہبی و سیاسی گمراہی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ، نیز آیندہ کے لیے جو کچھ لکھ رہے ہیں ، اسکا حرف حرف صداقت اور حقانیت ہے - علی الخصوص آپ نے " الہلال کی پولیٹکل تعلیم " کے عنوان سے جو ارٹکل لکھا ہے ، اور اسمیں تعلیم قرآنی کی بنا پر ایک پولیٹکل پالیسی تجویز فرمائی ہے ، وہ تو آپ کا قوم پر ایک ایسا احسان عظیم ہے ، جسکی توفیق آجتک کسی کو نہیں ملی تھی - لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی پالیسی خواہ کتنی ہی اعلی درجہ کی اور ارادہ ہر طرح نیک ، اسکو قائم رکھنے والے لیڈر نہ ہوں اس وقت تک کچھ نہیں ہوسکتا - پس اب مقدم بات یہ ہے کہ آپ یہ بھی بتلا دیں کہ اب قوم کس کو اپنا لیڈر بنائے ؟ اور قوم کا سچا لیڈر کون ہے ؟ "

اسکا تفصیلی جواب تو انشاء اللہ آیندہ نمبر میں دینگے ، کیونکہ یہ نمبر تیار ہو چکا اور مسئلہ تفصیل طلب ، تاہم مختصر گذارش یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں مسلمانوں کا دائمی اور حقیقی لیڈر تو صرف ایک ہی ہے ، اور وہ قرآن حکیم ہے ، و کل شی احصیناہ فی امام مبین (۳۶ - ۱۲) دینی اور دنیوی دونوں قسم کے اعمال کے لیے یہی ایک الہی امام ہے ، پس مسلمانوں کو کسی لیڈر کی تو ضرورت نہیں ہے ، البتہ ایسے نفوس قدسیہ کی ضرورت ہے ، جو اس لیڈر کے نائب ہوسکیں ، اور اسکی تعلیمات پر قوم کو چلا سکیں -

وراثۃ امامت کی جدید تقسیم دو بدبختی سے مسلمانوں نے دین اور دنیا میں تفریق و امتیاز کا ایک خط کھینچ دیا ، اور مسلمانوں نے نہیں ، بلکہ کہنا چاہیے کہ اسلام کے قدیمی دشمن شیطان رجیم نے اس تفریق کی بنیاد ڈالدی ، ان الشیطان للانسان عدو مبین - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کی قائم کی ہوئی وحدت کو مٹا کر ایک انسانی تقسیم کے ذریعہ دو جماعت لیڈروں کی مقرر کردی گئی - نماز اور روزے کے مسائل تو نام دین علماے دین کے سپرد کردیے گئے کہ فتوا نویسی کے علم و ستائش پر قناعت کرلیں ، باقی تمام اعمال زندگی کی اصلاح و فلاح کو نام دنیا دیکر نئے لیڈروں نے اپنے قبضے میں لے لیا ، کہ ان رموز جدیدہ اور مقتضیات حالیہ کی مسجد نشینوں کو کیا خبر ؟ یہ تقسیم ایسی ہی تقسیم تھی ، جیسی ایک ایرانی شاعر نے اپنے آبائی ترکے کی اسہام (حصص) مقرر کرتے ہوے کی تھی

از ورثہ خانہ تا بہ لب بام ازان من
وز صحن خانہ تا بہ ثریا ازان تو !

مگر فی الحقیقت اسلام کے نزدیک اسکی تفریق کم از کفر نہیں ، اسکی دنیا دین سے الگ نہیں ، بلکہ دین ، دنیا ہی کا عملی نام ہے - پس مسلمانوں کے دینی معاملات ہوں خواہ دنیوی ، اسکے هادی لیڈر صرف دینی پیشوا یعنی علما ہی ہوسکتے ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ علما ہی رہے -

تاہم بد بختی مزید یہ ہے کہ ہمارے علما نے بھی دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں ، اور جس مسند پر انکو خدا و رسول نے بٹھایا تھا ، اسکی اہلیت کی تحصیل سے بے پروا ہوکر اسکو خالی چھوڑدی ، ایسی حالت میں اگر دوسرے قبضہ نہ کر لیتے تو کیا کرتے ؟

من ہمہ داغدار شد ، پنبہ کجا کجا نہم ؟

انہوں نے بھی اپنا منصب صرف اتنا ہی سمجھ لیا کہ

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

یقیناً اس سوال کا پیدا ہونا قدرتی ہے کہ موجودہ تغیرات حالات کے بعد اب مسلمانوں کا لیڈر ، یا ہمارے اعتقاد کے مطابق امام مبین کا نائب کون شخص ہو ؟ سچ یہ ہے کہ اسکے جواب میں بہت سی مایوسیاں مضمر ہیں ، اور چونکہ ہم کو دونوں جماعتوں کی خبر ہے اور دونوں کے رنگ دیکھ چکے ہیں ، اسلیے ہماری مایوسیاں عام نظروں کی مایوسیوں سے زیادہ درد افزا ہیں :

رہا ہوں رند بھی میں ، اور پارسا بھی میں
میری نظر میں ہیں رنداں و پارسا ایک ایک

تاہم اللہ کی زمین اسکے بندوں سے خالی نہیں ، اور اسلام پر اسکی نصرت فرمائیوں کی ایک بہت بڑی نعمت یہ بھی ہے ، کہ وہ عین وقت پر اپنی قدرت کاملہ سے ایسے بندوں کو بھیج دیتا ہے ، جو اسکے کلمہ حق کی حفاظت ، اور ملت مرحومہ کی ہدایت کا وسیلہ بن جاتے ہیں - پس ہم کو سچے دل سے اسکا یقین ہے کہ خدا تعالی اسکا ضرور سامان کردیگا - اور کسی فرستۂ غیبی کو بھیج دیگا - لیکن مسلمانوں کے لیے اسکے انتظار میں معطل ہوکر بیٹھنا ضروری نہیں ، انکے لیے راہ صاف ہے ، اور جو کچھ کرنا ہے ، وہ کسی لیڈر کی ماتحتی ہی پر موقوف نہیں -

معیار موجودہ اگر ہم سے پوچھا جاے کہ جب کوئی ایسا جامع الاوصاف شخص سامنے نظر نہیں آتا ، تو معیار انتخاب کو کسی قدر ہلکا کرکے کیسے شخص کو ڈھونڈھنا چاہیے ؟ تو ہم کچھ ہرج نہیں سمجھتے کہ مندرجۂ ذیل شرائط کو کسی شخص میں جمع دیکھکر ، اسی سے سردست کام لیا جاے ، اور پولیٹکل امور میں اسکی راہنمائی منظور کرلی جاے ، خواہ وہ موجودہ سربرآوردہ اصحاب میں سے ہو ، یا کوئی نیا شخص

(۱) مسلمان ہو ، نہ صرف ادعاءً ، بلکہ اعتقاداً و عملاً - اور دراصل یہی ایک شرط سب باتوں کیلیے کافی ہے -

(۲) اگر علوم دینیہ کا ماہر عالم نہ ہو (کیونکہ ہمارے اعتقاد میں جو شخص علوم و آداب اسلامی کا ماہر نہیں ہے ، وہ اس ملت کا پیشوا کیونکر ہو سکتا ہے جسکی ہستی اسلام سے وابستہ ہے) تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مذہب اور مذہبی تعلیم سے بے خبر نہو ، اور مذہبی محبت کا جذبہ رکھتا ہو -

(۳) انگریزی زبان میں خوب تحریر و تقریر رکھتا ہو ، کیونکہ موجودہ عہد میں بغیر اس کے ایک شخص گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان ترجمان نہیں ہوسکتا -

(۴) اسطرح کے تمام علائق و تعلقات سے آزاد ہو ، جنکے تحفظ کا خیال اسکو کسی حالت میں بھی رسم و رواج ، سوسائٹی ، خاندان ، یا گورنمنٹ کے دباؤ سے مرعوب کرسکے

ہم نے بے غرضی ، آزادی ، حق گوئی ، دلیری ، اور عدم خوف لومۃ لائم وغیرہ کیلیے کوئی دفعہ قرار نہ دی ، کہ یہ تمام اوصاف پہلی شرط میں آگئے - جو شخص مسلمان ہوگا ، ضرور ہے کہ وہ بے غرض ہو ، راہ الہی میں محبت جان و مال ، اور الفت اولاد و عیال کی زنجیروں سے آزاد ہو ، عالم و مستبد نہو ، اور عتبۂ الہی کی محراب کے سوا زمین کے کسی اونچے سے اونچے کنگرے پر بھی اسکا سر نہ جھکے -

اگر پوچھا جاے کہ موجودہ لیڈروں میں کوئی شخص ایسا بھی ہے ؟ تو بظاہر حال جواب نفی میں ہے ، اور اگر پوچھا جاے کہ ایک دو شرطوں کے الگ کردینے کے بعد کوئی شخص نظر آتا ہے ؟ تو جواب ہے کہ ہاں صرف ایک ، یعنی (نواب وقار الملک) - ان میں صرف دو شرطوں کی کمی ہے - انگریزی سے نابلد ہیں اور علائق سے بکلی آزاد نہیں - تاہم اگر کوئی ہے تو وہی ہیں - افسوس کہ اب انکا وقت خانہ نشینی اور سکون و راحت کا ہے - نہ کہ محنت و جدوجہد کا

اصحاب کی رائیں الہلال کی پالیسی کے متعلق بکثرت آچکی ہیں اور آرہی ہیں - ہم نے گذشتہ اشاعت کے ساتھ بطور ضمیمہ کے چار صفحے دے دیے ، کیونکہ اصل رسالے کے صفحات کو انسے روک دینا ہمیں اچھا معلوم نہیں ہوا - یہ سلسلہ انشاء اللہ برابر جاری رہیگا ، اس ہفتے کے لیے بھی چار صفحے کمپوز کیے ہوے پچھلے ہفتے سے پڑے ہیں اور اگر آخری فرمے کے چھپ جانے کے بعد وقت نکلا تو چھاپ کر لگا دے جائیں گے ورنہ آیندہ ہفتہ پر انکی اشاعت ملتوی ہو جاے گی -

اگر بعض حضرات نے اب تک رائیں نہیں بھیجی ہیں ، تو بہتر ہے کہ موافق مخالف جو کچھ راے ہو ، جلد بھیجکر ممنون فرمائیں -
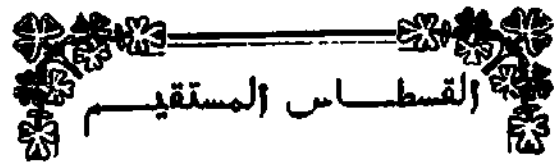
١٦ اکتوبر ١٩١٢

—*—

القسطاس المستقیم

—*—

یعنی مسلمانوں کی اینده شاهراه مقصود

ان هذا صراطي مستقيما ، فاتبعوه ، و لا تتبعوا السبل ، فتفرق بكم عن سبيله ذالكم وصاكم به ، لعلكم تتقون (٦-١٥٥) (١)

(٢)

میں شاید اپنے مطلب کو اب تک ٹهیک ٹهیک ادا نہ کرسکا - اسلیے زیاده واضح طور پر آج عرض کرتا هوں - مشکل یہ ہے کہ مضمون وسیع اور شاخ درشاخ ضمنی مطالب پر مشتمل ہے ' جب لکھنے کیلیے قلم اٹھاتا هوں ' تو مجبوراً تفصیل و اطناب سے کام لینا پڑتا ہے - تاهم مطمئن هوں کہ کوئی غیر ضروری بیان زبان قلم پر نہیں گذرتا -

مسلمانوں کا نصب العین کیا هونا چاهیے ؟

پالیٹکس جسکی طرف اب مدتوں کی غفلت کے بعد مسلمانوں نے شیفتگی کی نظر اٹھائی ہے ' قومی زندگی کے اعمال کا ایک سب سے بڑا شعبہ ہے - لیکن هم اسے مسلمانوں کیلیے کوئی اصلی مقصود اور بنیادی شے نہیں سمجھتے - اور قوموں کے لیے اگر سیاست انکے تمام اعمال کی بنیاد ہے ' تو اس لیے ہے کہ زندگی کی حرارت پیدا کرنے کیلیے وہ سیاسی حوادث سے ایک گرم انگیٹھی کا کام لیتے هیں - لیکن جس قوم کے پاس ایک شعلہ فشاں آتشکده موجود هو ' اسے انگیٹھی کی کیا ضرورت ہے ؟

جب تنور گرم هوجاتا ہے تو بہت سی انگیٹھیاں اس سے گرم کرلی جاسکتی هیں ' لیکن انگیٹھی تنور کا کام نہیں دیسکتی -

اس وقت برسوں کے جمود نے کروٹ لی ہے ' اور گویا انقلاب و تغیر کا ایک اچھا موسم مسلمانوں پر گذر رہا ہے - اس وقت جس چیز کی تخم ریزی کردی جائے گی ' آگے چلکر اسی کے پھل کو اپنے دامن میں دیکھ سکیں گے - پس اس بارے میں میری دعوت کا

لب لباب یہ ہے کہ مسلمان محض پالیٹکس هی کو اپنا مقصود حقیقی نہ بنالیں ' اور اسطرح ایک عمده موسم کو ' جسمیں وه شاید ایک پورا باغ لگاسکتے هیں ' صرف ایک درخت هی کے بونے میں ضائع نہ کردیں -

(١) یہی میرا (دین الہی کا) سیدها راستہ ہے ' پس صرف اسی پر هو رهو ' اور اور راستوں میں نہ پڑو ' کیونکہ وه تم کو خدا کی راه سے بھٹکا کر تتر بتر کردینگے - یہ خدا کی تمہارے لیے وصیت ہے ' تاکہ تم متقی بن جاؤ -

دوسری قوموں کی نظیروں پر نظر رکھنا انکے لیے کچھ سود مند نہیں هوسکتا - انکو صرف اپنے اوپر نظر رکھنی چاهیے ' کیونکہ انکے پاس ایک شے ہے ' جو اوروں کے پاس نہیں ہے اور جس کو اپنا مقصود بنا کر وه ان تمام چیزوں کو بھی بوجہ احسن و اکمل لے سکتے هیں ' جو اور قومیں حاصل کر رهی هیں - انکو چاهیے کہ هر طرف سے آنکھیں بند کرکے اس شے کو اپنا اصل مقصود اور نصب العین بنالیں ' جسکی تلاش میں انهیں گھر سے نکلنے کی ضرورت نہیں ' بلکہ همیشہ سے وه خود انکے گھر کے اندر موجود ہے - یعنے صرف اتباع دین مبین اور اعتصام بحبل اللہ المتین اسکے لیے اسکے خدا کے طرف سے ایک دائمی مقرر کرده نصب العین ہے ' اور ایک مسلم هستی کے لیے اسکے سوا کوئی مقصود حقیقی نہیں هوسکتا - نہ پالیٹکس ' نہ تعلیم ' نہ اخلاق ' اور نہ معاشرت ' کیونکہ زمین پر جسقدر " کمال " اور " جمال " ہے ' وه سب اس سے ہے ' یہ کسی چیز سے نہیں ہے - دنیا میں جسقدر خوبیاں اور محاسن هیں ' سب اسکے نیچے هیں ' کیونکہ اسکے اوپر الوهیت کے درجے کے سوا اور کوئی درجہ نہیں - دنیا میں جس وقت سے انسانی هدایت و سعادت کا سلسلہ شروع هوا ہے ' صرف یہی ایک صراط مستقیم اور ملة قویم تمام انسانی فلاح و اصلاح کا وحده لاشریک وسیلہ رهی ہے -

وقالوا کونوا هودا او نصاری تهتدوا ' قل بل ملة ابراهیم حنیفا ' وما کان من المشرکین - قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط ' وما اوتی موسی وعیسی ' وما اوتی النبیون من ربهم ' لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون (٢)

اور یہود و نصارا کہتے هیں کہ یہودی یا عیسائی بن جاو تو هدایت پاؤ گے - (یعنے اسلام کے سوا اور طریقے اختیار کرو) اے پیغمبر کہدے کہ نہیں نہیں ! همارے لیے تو صرف ابراهیم هی کا طریقہ طریق هدایت ہے - اور اے مسلمانو ! تم بھی کہدو کہ همارا طریق یہی ہے کہ اللہ پر ایمان لاے هیں اور قرآن پر ' جو هم پر اترا ' اور اس تعلیم پر جو ابراهیم ' اسماعیل ' اسحاق ' یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتری ' اور موسی اور عیسی کو جو تعلیم دی گئی ' اور انهیں پر موقوف نہیں ' بلکہ در اصل اور تمام پیغمبروں اور رسولوں کو انکے پروردگار کے طرف سے جو تعلیم دی گئی - ان سب کی تعلیم ایک هی طریق اسلام کی تھی - پس هم انمیں کوئی تفریق اور امتیاز نہیں کرتے ' اور کہتے هیں کہ هم مسلمان هیں -

ترجو النجاة ولم تسلك مسالكها
ان السفينة لا تجري على اليبس (١)

اگر مسلمانوں نے اپنے لیے ایک نہایت آزادانہ پولیٹکل پالیسی طیار کرلی ' کانگریس سے بھی بہتر ایک پروگرام انکے هاتھ میں هوا ' انرلینڈ کے حکومت طلبوں سے بھی بڑھکر جوش اور سرگرمی پیدا کرلی ' پالیٹکس میں وه از سر تا پا غرق هوگئے ' انکا هر فرد گلیڈاسٹون اور مارلے هوگیا ' لیکن ساتھ هی اگر انهوں نے اپنے معتقدات اور اعمال کے اندر اسلام کی عملی روح پیدا نہ کی ' اپنے تئیں دین الہی کی سلطنت کے ماتحت داخل نہ کیا ' اور خشیة الہی اور زاد تقوی سے محروم رہے ' تو میں اس یقین کی لازوال طاقت کے ساتھ ' جسکے لیے کبھی موت اور شکست نہیں - اس بصیرت الہی کے ساتھ ' جسمیں کبھی تزلزل اور تذبذب نہیں - از سر تا پا صداے ربانی بنکر کہتا هوں کہ اگر

(٢) دین و دنیا میں نجات کی طلب ' اور ساتھ هی راه الہی سے روگردانی !! بھلا کبھی خشکی میں بھی کشتی کو چلتے دیکھا ہے ؟

کی بھی پیدا ہوگئی ہے - علم اللہ کو ہے ' لیکن بہ حسب اسباب ظاہری شاید زیادہ دنوں تک اپنے کاموں کو جاری نہ رکھ سکوں گا -

(۴) ایسی حالت میں مقدم تر امر یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے پیدا کیے جائیں ' جو ایک مخصوص منصب قائم کرلیں ' اور پھر ان تمام کاموں کو (جنمیں سے اکثر کو الحمد للہ شروع کردیا گیا ہے) بطور خود جاری رکھ سکیں - تاکہ تمام ارادے صرف ایک شخص کی حیات و ممات پر موقوف نہ رہیں اور ایک خاص رنگ اور قابلیت کی جماعت قوم میں پیدا ہو جاے -

( ) پس آج میں آواز بلند کرتا ہوں کہ "من انصاری الی اللہ" ؟ کوئی ہے جو راہ الٰہی میں میرا مددگار ہو ؟ کوئی ہے جو اپنے چند اغراض و منافع قربانی کی خدمت ملت اور اعلاے کلمۂ حق کی خاطر گوارا کرے ؟ اور پھر کوئی ہے جو ایک شکستہ دل' اور ایک اشکبار چشم کی فریاد پر لبیک کہے ؟ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اپنی قابلیت اور زندگی کو بغیر کسی معاوضے کے میری معیت میں صرف کردیں' اسکا طلبگار نہیں ہوں کہ اپنی دنیوی امیدوں اور توقعات کو خدمت ملت کی راہ میں بالکل قربان کردیں - میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو خود کسی طرح کا معاش کی طرف سے اطمینان حاصل کر کے ہر شخص کو الزام دیتے ہیں کہ وہ بھی انکی طرح اہل و عیال کی فکر سے بے فکر ہوکر کیوں نہیں ایثار کرتا ؟ میں جانتا ہوں کہ ضروریات زندگی اور پابندی علائق کی زنجیر ہر شخص کے پاؤں میں ہے' اور سچا ایثار صرف مال ہی کے ایثار میں نہیں ہے' بلکہ سب سے بڑا ایثار دل اور ارادے کا ایثار ہے - پس مالی معاوضے اور تنخواہ کا لینا ایثار و صداقت میں حائل نہیں ہو سکتا - مالی خدمت جسقدر ممکن ہے ' اس سے دریغ نہیں - لیکن ساتھ ہی ایسے لوگوں کا طالب ہوں ' جو اس تعلق کو محض ایک کاروباری تعلق اور تجارتی لین دین نہ سمجھیں ' بلکہ اپنے دل میں ایک ہلکا سا زخم بھی درد ملت کا لیکر آئیں ' اور علم و خدمت علم کے سچے ولولے سے خالی نہوں - بیس راتیں انہوں نے مگر ملازمت و حصول معاش کی بے چینی میں کاٹی ہوں ' تو کم از کم ایک رات کا بارھواں حصہ کبھی اپنے احوال ملت کے درد میں بھی بسر کیا ہو - علم کو ہمیشہ حصول معاش کا وسیلہ سمجھکر پڑھا ہو ' مگر علم کو علم کے لیے اختیار کرنے کی دبی دبائی پھانس بھی کبھی کبھی انکے پہلو میں چبھ جاتی ہو -

"لقاء وجہ رب" کی سعی اور "ابتغاء مرضات اللہ" کا مقام بہت اونچا ہے' وہاں تک رسائی ہم آلودگان ہواے نفسانی کو کہاں حاصل ؟ تاہم اگر ہزاروں تعلیم یافتہ مسلمانوں میں چند اشخاص اتنے ایثار کے لیے بھی طیار نہوں کہ تنخواہ لے لینے کے ساتھہ اپنی زندگیوں کو بارادۂ محکم خدمت ملی کے لیے وقف کردیں ' تو پھر ان زبانی ہنگاموں ' اور ادعائی "شور و شغب کو بھی کیوں نہ بند کر دیا جاے جو اخبار کے صفحوں اور انجمنوں اور مجلسوں کی روئدادوں میں ہمیشہ دکھلایا جاتا ہے -

( ) میرا دل اور گھر' دونوں کا دروازہ کھلا ہے ' تاکہ ہر سچے ارادے کے ساتھہ آنے والے کا استقبال کرے اور اپنی لجھی ہوئی زندگی کا شریک مساوی بنالے - مجھکو جو کچھہ اب کرنا ہے برسوں تک خاموش رہکر اور تمام پہلوؤں پر غور کر کے اسکا فیصلہ کر لیا ہے ' اور زندگی جسقدر تنگ ہے ' اس سے کنارہ کش نہیں ہو سکتا - لیکن آن ارباب علم کے لیے جو تصنیف و تالیف ' تحریر و تقریر ' اور خدمت ملی و دینیہ کا اپنے اندر کوئی ولولہ رکھتے ہوں ' یہ ایک عمدہ فرصت ہے ' جو شاید پھر ہاتھہ نہ آئے -

---

مسئلۂ صلح

— * —

جف القلم وقد سبق السیف العذل ! جس خبر کے سننے کیلیے تقریباً تمام عالم اسلامی طیار نہ تھا' جسکے تصور سے طرابلس میں عثمانی کیمپ ' مصر میں ماتم اور ہندوستان میں حسرت اور مایوسی چھا جاتی تھی' بالآخر اس وقت کہ الہلال کا آخری جزو صفحہ متن در جزو چکا ہے ' ریوٹر نے سنادی ' یعنی مقام اوشی (سوئزرلینڈ) اٹلی اور ٹرکی کی صلح کے کاغذات پر آخری دستخط ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون -

گو اس وقت کچھہ نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی شرائط صلح کیا قرار پائے ؟ بلکہ ابتدا سے مسئلۂ صلح کی نسبت خبروں میں جو اضطراب رہا ہے ' اسکو پیش نظر رکھتے ہوے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خبر بالکل قابل تسلیم ہے ' تاہم اگر صلح ہوئی ہے ' تو یہ بھی یقینی ہے کہ اٹلی کا قدم طرابلس اور برقہ میں جم گیا ' گو اسکا نام یورپ کی معاہدات و قوانین کی اصطلاح میں کچھہ ہی ہو - موجودہ بلقانی مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو اٹلی کو قطعاً پوری طرح دب کر صلح کرنی پڑتی ' مگر اب کوئی وجہ نہیں کہ اس نے موجودہ وزارت کی کمزوری سے فائدہ نہ اٹھایا ہو -

تاہم مقتضاے احتیاط یہ ہے کہ جب تک تفصیلی حالات معلوم نہو جائیں ' کوئی راے قائم نہ کریں - کل کی تفصیلی خبروں کا انتظار ہے ' اور خداے برتر و حکیم سے امید ہے کہ وہ اس نازک دور اسلامی موقعہ پر خلافت اسلامی کو کسی اور سخت خطرے سے دوچار نہ کریگا - وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیما حکیما -

---

عازی (انورے) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ہو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیاں باقی رہگئی ہیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبروں کا مجموعہ مع تصویر عازی (انورے) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ہوتی ہے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جا سکتا ہے -

منیجر

دنیا میں حیات و قیام صرف مسلم کے لیے ہے

اور غور کیجیے تو یہ کوئی ایسا دعوا نہیں ہے جسکے لیے زیادہ دلائل آرائی مطلوب ہو، اور اگر مطلوب ہے تو اسلیے کہ دنیا میں آج اسلام کے پیرؤں ہی کے لیے سب سے زیادہ اسلام کی دعوت معما ہو رہی ہے - اسلام تو فی الحقیقت اُن قوائے فطریہ کے صحیح استعمال کا نام ہے جنکی حکومت سے دنیا کی کوئی شے خارج نہیں - مچھلی کے لیے پانی میں تیرنا، پرندوں کیلیے ہوا میں اڑنا، نباتات کا زمین میں نشوؤنما پانا، اور انسان کا زمین کے اوپر رہنا، یہ سب چیزیں اسلام کے مفہوم حقیقی میں داخل ہیں، کیونکہ اس کا دوسرا نام "سنة الله" اور "فطرة الله" ہے، پھر کیا مچھلی پانی کی جگہہ ہوا میں، پرند ہوا کی جگہہ پانی میں، اور انسان زمین کو چھوڑ کر سمندروں میں زندہ رہ سکتا ہے؟ اگر نہیں رہسکتا، تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں کوئی شے غیر مسلم ہوکر زندہ نہیں رہسکتی - حیات اور زندگی صرف مسلم کے لیے ہے، اور جو قومیں زندہ ہیں، گو انکو معلوم نہو، مگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ اسلام ہی کے سر چشمے سے سیراب ہو رہی ہیں - یہ اپنی بدبختی ہے کہ پاس رہکر بھی ہم تشنہ لب ہیں۔

افغیر دین الله تبغون حنیفاً ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً و کرہا، و الیہ ترجعون (۳ : ۱۴۲) ادخلوا فی السلم کافة (۱)	کیا وہ لوگ دین الہی کو چھوڑ کر کسی اور تعلیم کو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ اس آسمان اور زمین میں کوئی نہیں، جو چار و ناچار اسی دین الله کا مسلم، یعنے حکم بردار نہو۔

پس باوجود اسکے کہ ہم پولیٹکل زندگی کو حیات ملی کا ایک ضروری شعبہ سمجھتے ہیں، باوجود اسکے کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی، جب تک اسکے اندر سیاسی جذبات مشتعل نہوں، اور باوجود اسکے کہ ہم روز اول سے مسلمانان ہند کی ایک ترتیبی بدبختی یہ قرار دے رہے ہیں کہ انکے لیڈروں نے غلامی و خوشامد کی دارو بے ہوشی سے قوم کی قوم کو مرض النوم میں مبتلا کردیا، ہم مسلمانوں کو کبھی یہ صلاح نہیں دینگے کہ وہ صرف پولیٹکل آزادی کے ولولے ہی کو پیدا کرکے، اصلاح و تعمیر کی طرف سے فارغ البال ہوجائیں - کیونکہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کیلیے پولیٹکل پالیسی کے تعین میں کوئی برکت نہیں ہوسکتی، اگر انکے اندر مذہبی تبدیلی پیدا نہ ہوئی - بخار کے مریض کے لیے ڈاکٹر کے آگے یہ سوال نہیں ہوتا کہ اسکا جسم گرم کیوں ہے، اور آنکھوں میں سرخی کیوں ہے؟ بلکہ اسپر غور کرتا ہے کہ بخار کی تولید کی اصلی علت کیا ہے؟ اگر آپ صرف مریض کے جسم کی حرارت ہی کے شاکی ہیں، تو زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں، ایک من برف منگوا کر اسکے زیروں میں آپ بٹھا دیجیے - امید ہے کہ سارا جسم ٹھنڈا ہو جائےگا - آپ کہتے ہیں کہ مسجد کا معاوضہ سیدھا نہیں، میں رو رہا ہوں کہ بنیاد ٹیڑھی ہے - آپ صرف پالٹکس کو ڈھونڈھتے ہیں، جبکہ ایک ایسی مضبوط اور لازوال کرسی آپکو ملتی ہے، جس پر نہ صرف پالٹکس، بلکہ

(۱) پوری آیت یہ ہے - یا ایہا الذین آمنوا ، ادخلوا فی السلم کافة ، ولا تتبعوا خطوات الشیطان ، انہ لکم عدو مبین (۲ : ۱۳۶) [مسلمانو ! صرف دعوئے اسلام کافی نہیں ہے ، اسلام میں پورے پورے آجاؤ ، اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو ، وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے]

قومی زندگی کی عمارت کے تمام ستون کھڑے ہوسکتے ہیں، اور ستون کیلیے کرسی ناگزیر ہے -

مسلمانوں کیلیے اولیں کام

پس موجودہ تغیر کے بعد اب مسلمانوں کو سفر اسی منزل سے شروع کرنا چاہیے، جو انکی سفر کا قدرتی مبدء ہے، اور جہاں سے انکو پچھلا سفر شروع کرنا تھا، مگر انہوں نے نہیں کیا - انکو نہ تو پولیٹکل پالسی کی تلاش و جستجو میں وقت ضائع کرنا چاہیے، نہ اعلی تعلیم کے افسانۂ لامتناہی میں پڑنا چاہیے، نہ لیگ کے عاجزانہ اور فرسودہ آرزو پالٹکس پر توجہ کرنی چاہیے، اور نہ کانگریس کی رپورٹوں میں اپنے لیے نسخۂ فلاح ڈھونڈھنا چاہیے - انکو صرف ایک ہی کام کرنا چاہیے، یعنی بلا یہ سونچے ہوے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، اپنا ہاتھ دست الہی میں دیدینا چاہیے —

می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

نہ وہ پالٹکس کو سونچیں اور نہ تعلیم کو، نہ آزادی کی مدح کریں اور نہ غلامی کا طوق پہنیں - یہ باتیں انکے سونچنے یا فیصلہ کرنے کی نہیں ہیں - انکا فیصلہ خدا کو کرنا تھا، اور اس نے کرلیا - انکا کام صرف یہ ہے کہ اتباع کلمات الله و جمیع "ما جاء بہ القرآن" کیلیے طیار ہو جائیں، اور اپنے تئیں تمام انسانی تعلیموں اور اقوام کے اتباع و محاکات کے ولولوں سے خالی کرکے، صرف اس ایک ہی معلم کی تعلیم پر چھوڑ دیں - اگر اسلام انکو پالیٹکس میں بلانا چاہے، تو اسمیں کھلے دوڑ جائیں - اگر وہ اس سے اجتناب کی تعلیم دے، تو اشارے کے ساتھہ ہی مجتنب ہوجائیں - اگر وہ کہے کہ غلامی اور خوشامد، دو ہی چیزیں اصلی ذریعۂ عزو فلاح ہیں، تو وہ سر سے پاؤں تک غلامی کی تصویریں بن جائیں - اگر وہ کہے کہ آزادی اور حقوق طلبی ہی میں قومی زندگی اور عزت ہے، تو انکا وجود یکسر پیکر حریت و جہد حریت ہوجائے - اخلاق، تعلیم، تمدن، شائستگی، اصلاح معاشرت، غرضکہ ایک متمدن زندگی کے جتنے اجزا ہیں، ان میں وہ جس طرف بلائے، اُسی طرف جھک جائیں - خود انکی کوئی خواہش، کوئی ارادہ، کوئی تعلیم، کوئی پالسی نہو - انکی خواہش اور پالسی صرف اتباع قرآن ہو - وہ اس تنکے کی طرح، جس کو کسی بحر طوفان خیز میں ڈالدیا گیا ہو، اپنے تئیں تعلیم الہی کے سمندر میں چھوڑ دیں - جس طرف وہ چاہے، لے جائے، اور جس کنارے سے چاہے، انہیں لگادے - جب خدا انکا تمام بوجھہ اپنے سر لیتا ہے، تو وہ خود اپنے کاندھوں کو کیوں تھکاتے ہیں؟

اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا، [اور وعدہ الہی ہے کہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا (۱)] تو وہ یاد رکھیں کہ آج جن چیزوں کے لیے بھٹک رہے ہیں، اور نہیں ملتیں، اگر انکا مطلوب حقیقی یعنی اسلام انکو مل گیا، تو وہ خود بخود انکے قدموں پر آکر گرجائینگی - ان میں سے ایک ایک کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں - وہ بہت گمراہ ہوچکے، جو ہر سر عزت کی سر بلندی کیلیے پیدا تھا،

(۱) غالباً سورۂ عنکبوت کے آخری رکوع میں ہے - معنی ڈھونڈھو کا تو مل جائیگا ہمیشہ نہ ٹوٹ جائیگا - یعنی جو لوگ تلاش راہ حق میں سچی طلب کے ساتھہ کوششیں کرتے ہیں، ہم انکی طلب کو ضائع نہیں کرتے، اور اپنا راستہ ان پر کھولدیتے ہیں۔

آگ جلاتی ہے، اور پانی ڈباتا ہے - اگر آفتاب مشرق سے نمودار ہوتا، مگر مغرب کی جانب غروب ہوتا ہے - اگر مچھلی خشکی میں، اور پرند دریا میں زندہ نہیں رہسکتا - اگر قوانین فطریہ اور نوامیس طبیعیہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - اور اگر یہ سچ ہے کہ دو اور دو پانچ نہیں بلکہ ہمیشہ چار ہوے ہیں - تو یہ بھی کبھی نہ مٹنے والی صداقت اور صحیفۂ کائنات پر نقش سنگی ہے کہ مسلمانوں کو نہ تمام دنیوی سیاسی ہنگامہ آرائیاں، تعلیم و تربیت کا غوغاے محشر خیز، اور پولیٹکل پالیسی کے تغیر و تبدل کا ہیجان طوفان آرز، ایک لمحہ، ایک دقیقہ، ایک عشر دقیقہ تک کیلیے بھی کچھہ نفع نہیں پہنچا سکے گا - انکی تمام جد و جہد بیکار جائے گی، تغیر کا ابر اچڑے بغیر ایک قطرۂ بارش کے گذر جائے گا، انکی امیدوں کی خشک سالی بدستور باقی رہے گی، وہ جسقدر سعی رہائی کرینگے اتنا ہی چاروں طرف کی لپٹی ہوئی زنجیروں کی بندش سخت ہوتی جائے گی، گمراہی و ضلالت کا شیطان کبھی انسے الگ نہوگا، انکے گلوں میں جو طوق مذلت، اور پاؤں میں جو زنجیر ادبار و تسفل پڑی ہوئی ہے، وہ قیامت تک نہ ٹوٹے گی، جہالت و ضلالت، اسر و غلامی، ذلت و خواری کی صفوں میں ہمیشہ محصور رہیں گے، اور دنیا میں ایک لمحہ کیلیے بھی انکو قومی عزت کا چہرہ دیکھنا نصیب نہوگا خسر الدنیا والآخرۃ، ذلک ھو الخسران المبین

ان الذین کذبوا بآیاتنا، واستکبروا عنہا، لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ، حتی یلج الجمل فی سم الخیاط، وکذلک نجزی المجرمین (٧ -)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور جھٹلانے کی جگہہ غرور سے اکڑ بیٹھے، تو یاد رکھو کہ انکے لئے نہ تو آسمانی برکت کا دروازہ کبھی کھلے گا اور نہ تو بہشت کی زندگی انھیں نصیب ہوگی - ہاں اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گذر جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاکر پھر فلاح و ثواب بھی حاصل کرسکیں -

میں نے کہا کہ "اگر آگ جلاتی اور پانی ڈبوتا ہے" نہیں، بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ممکن ہے کہ آگ نہ جلائے اور پانی نہ ڈبائے، مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہیں، کہ خدا کا وہ قانون شقاوت و ہدایت بدل جائے (١) جس کے لیے ابتداے خلقت بنی آدم سے آجتک تاریخ میں کوئی منفی شہادت موجود نہیں - یہ میں لکھہ رہا ہوں، اور میرے اندر یقین اور اعتقاد کی ایک آواز بے چین و مضطرب ہے، مگر افسوس کہ اسکی ترجمانی کے لیے صحیح الفاظ نہیں ملتے - حیران ہوں کہ کیونکر، اور کن لفظوں میں اپنا دلی یقین آپکے دلوں میں بھی پیدا کردوں؟ تاہم میں یہ کہنے سے کبھی نہ تھکوں گا، کہ جن احکام اسلام کو آپ نہایت بے پروائی سے ایک مذہبی بندش کہکر گذر جاتے ہیں، وہ بندش تو ضرور ہے مگر ایک ایسے قانون کی بندش ہے، جسکی سلطنت تمام قوانین مادیہ کے نظام حکومت سے بالاتر اور وراء الوریٰ ہے، اور نظم کائنات کے تمام اجزا اسی بندش سے بندھکر مرتب اور منظم ہوتے ہیں - یہی بندش ہے کہ لسان الہی نے اسکو کہیں "حدود اللہ" کے لفظ سے یاد کیا ہے، کہیں "سنۃ اللہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، کہیں "فطرۃ اللہ" اسکا نام رکھا ہے، کبھی "صراط مستقیم" کہا ہے، اور کبھی "دین قیم" کے خطاب سے یاد کیا ہے - وہ فی الحقیقت ایک ربانی حکومت کا انتظام ہے، اور جب کوئی فرد یا قوم اسکے نصب و تسلط سے نکلنا چاہتی ہے، تو گویا وہ خدا کے ساتھہ اعلان جنگ کر دیتی ہے - پھر اسکی زندگی اور زندگی کے تمام اعمال یکسر بغاوت اور سرکشی ہوجاتے ہیں، اور وہ رحمانی سلطنت سے نکل کر شیطانی حکومت میں داخل ہوجاتی ہے

یا ایہا الانسان! ما غرک بربک الکریم (٨٢ - ٦)

خدا کہتا ہے کہ اے انسان ذرا بتلا کہ کس چیز نے تجھکو اس پر آمادہ کردیا کہ تو اپنے رب کریم سے بغاوت کرے؟

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک باغی انسان کو کوئی گورنمنٹ پناہ نہیں دیسکتی - اسی طرح رب السماوات والارض کی بغاوت اور قانون شکنی کے بعد بھی کائنات کا ہر دروازہ اس پر بند ہوجاتا ہے - کسی سعی میں وہ کامیاب نہیں ہوتا، اور کوئی کوشش اسکی فلاح یاب نہیں ہوتی

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا، فلن یقبل منہ، وھو فی الآخرۃ من الخاسرین (٣ - ٧٩)

جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسری تعلیم کو تلاش کریگا، اسکی سعی و تلاش کبھی مقبول نہوگی اور اسکے تمام کاموں کا آخری نتیجہ ناکامی و نامرادی ہوگا -

قرآن مجید نے امم سابقہ و اقوام پیشین کا تذکرہ بار بار کیا ہے - یہ صرف اس لیے ہے کہ اس "قانون ہدایت و شقاوت" کے نتائج پر انسان کو توجہ دلائی جاے - جابجا اُن اقوام متمدنہ و عظیمہ کی طرف اشارہ کیا ہے، جو آنے والی اقوام سے زیادہ قوی اور مستحکم تمدن رکھتی تھیں - لیکن جب انھوں نے احکام الہیہ کو پس پشت ڈالدیا، اور خدا کی حکومت میں رہکر اس سے بغاوت اور سرکشی شروع کردی، تو کوئی انسانی سعی و تلاش فلاح انکو ہلاکت و بربادی سے نہ بچا سکی - یہاں تک کہ آج انکے آثار و اطلال بھی دنیا میں باقی نہیں —

اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم، کانوا اشد منہم قوۃ واثاروا الارض وعمروھا اکثر مما عمروھا، وجاءتہم رسلہم بالبینات، فما کان اللہ لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون (٣٠ - ٨)

کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں؟ اگر پھرتے تو دیکھتے کہ جو قومیں اُن سے پہلے ہوگذری ہیں، انکا کیا انجام ہوا؟ نہ وہ قومیں نہیں، جو انسے تمدن و ثروت اور قواے جسمانی میں بڑھکر تھیں، انھوں نے زمین پر اپنے کاموں کے نشان چھوڑے، اور جسقدر ہم نے اسکو متمدن بنایا ہے اس سے کہیں زیادہ انھوں نے تمدن پھیلایا - لیکن جب ہمارے رسول ان میں بھیجے گئے اور ہماری نشانیاں انکو دکھلائی گئیں تو انھوں نے سرکشی اور بغاوت سے جھٹلا دیا، اور برباد و فنا ہوگئے - خدا ظلم کرنے والا نہ تھا، لیکن خود انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا -

یہی اسلام وہ "قانون حیات و ممات اقوام" ہے، جسکی طرف قرآن نے جا بجا اشارہ کیا ہے —

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا، ان ذلک علی اللہ یسیر (٥٧ - ٢٢)

جتنی مصیبتیں اقوام و ملل پر نازل ہوتی ہیں اور جو خود تم پر نازل ہوئیں، وہ سب ہم نے پہلے سے ایک کتاب میں لکھہ رکھی ہیں (یعنے پہلے سے وہ بصورت ایک قانون منضبط کے موجود ہے) اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل بات نہ تھی -

(١) فقیر نے ایک مستقل رسالہ اسی موضوع پر لکھا ہے کہ مراتب ہدایت و شقاوت امم و ملل از روے قرآن کیا ہیں؟ مطبع الہلال میں زیر طبع ہے اور عنقریب شائع ہوگا

اور منتشر ہونا، خواہ وہ دینی معاملہ سے علاقہ رکھتی ہوں یا دنیوی معاملہ سے، نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے - دونوں قسم کی رایوں پر جدا جدا غور کرنے کا موقع ملتا ہے کہ ان میں سے کونسی بہتر ہے؟ تا ان دونوں کی تائید ایسے دلایل سے ہوتی ہے جو جداگانہ ہر ایک کے مناسب ہیں - ہمکو اسبات کا کبھی یقین کامل نہیں ہو سکتا کہ جس رائے کی مزاحمت میں یا رد کرنے میں ہم کوشش کرتے ہیں وہ غلط ہی ہے - اور اگر یقین بھی ہو کہ وہ غلط ہے، تو بھی اسکی مزاحمت اور اسکا انسداد برائی سے خالی نہیں -

فرض کرو کہ جس رائے کا رد کرنا ہم چاہتے ہیں، حقیقت میں وہ رائے صحیح و درست ہے، اور جو لوگ اس کا انسداد چاہتے ہیں وہ اسکی درستی اور صحت سے منکر ہیں، مگر غور کرنا چاہئیے کہ وہ لوگ یعنی اس رائے کے رد کرنے والے ایسے نہیں ہیں جنسے غلطی اور خطا ہونی ممکن نہو، جب ایسا ہے تو انکو اسبات کا حق بھی نہیں ہے کہ وہ اس خاص معاملہ کو تمام انسانوں کے لیے خود فیصل کرادیں، اور اور شخصوں کو اپنی رائے کام میں لانے سے محروم کردیں - کسی مخالف رائے کی سماعت سے اس وجہہ سے انکار کرنا کہ ہمکو اسکے غلط ہونے کا یقین ہے، گویا یہہ کہنا ہے کہ ہمارا یقین، یقین کامل کا درجہ رکھتا ہے، اور اسپر بحث و گفتگو کی ممانعت کرنا اتنا سے بھی بڑھ کر اپنا درجہ ٹھہرانا ہے، اور اپنے تئیں ایسا سمجھنا ہے کہ ہم سے سہو و خطا کا ہونا نا ممکن ہے -

انسانوں کی سمجھہ پر بڑا افسوس ہے کہ جسقدر وہ اپنے خیال و قیاس میں اس مشہور مقولہ کی سند پر کہ "الانسان مرکب من الخطاء و النسیان" اپنے سے سہو و خطا ممکن سمجھتے ہیں، اسقدر اپنی رایوں اور دعووں کے عمل در آمد میں نہیں سمجھتے - انکی عملی باتوں سے انکی قدر و منزلت نہایت ہی خفیف معلوم ہوتی ہے - گو خیال و قیاس میں انکی کتنی ہی بڑی قدر و منزلت سمجھتے ہوں - اگرچہ سب اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے سہو و خطا ہونی ممکن ہے، مگر بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے جو اسکا خیال رکھتا اور از روے عمل کے بھی اسکی احتیاط کرنا ضروری سمجھتے ہوں، اور عملی طور پر اسبات کو تسلیم کرتے ہوں کہ جس رائے کی صحت کا انکو خوب یقین ہے، شاید وہ اسی سہو و خطا کی مثال ہو، جسکا ہونا وہ اپنے سے ممکن سمجھتے ہیں -

جو لوگ کہ دولت یا منصب اور حکومت یا علم کے سبب سے غیر محدود تعظیم و ادب کے عادی ہو گئے ہیں، وہ تمام معاملات میں اپنی رایوں کے صحیح ہونے پر یقین کامل رکھتے ہیں، اور اپنے میں سہو و خطا ہونے کا احتمال بھی نہیں کرتے، اور جو لوگ ان سے کسیقدر زیادہ خوش نصیب ہیں، یعنی وہ جو کبھی کبھی اپنی رایوں پر اعتراض اور بحث اور تکرار ہوتے ہوئے سنتے ہیں اور کچھہ اسبات کے عادی ہوتے ہیں کہ جب غلطی پر ہوں تو متنبہ ہونے پر اسکو چھوڑ دیں، اور درست بات کو مان لیں، اگرچہ ان کو اپنی ہر ایک رائے کی درستی پر یقین کامل تو نہیں ہوتا مگر ان رایوں کی درستی پر ضرور یقین ہوتا ہے جنکو وہ لوگ جو ان کے ارد گرد رہتے ہیں، یا ایسے لوگ جنکی بات کو وہ نہایت ادب و تعظیم کے قابل سمجھتے ہیں، ان رایوں کو تسلیم کرتے ہیں - یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص جسقدر اپنی ذاتی رائے پر اعتماد نہیں رکھتا وہ شخص اسیقدر دنیا کی رائے پر عموماً زیادہ تر اعتماد رکھتا ہے، جسکو ہمارے اصطلاحوں میں جمہور کی رائے یا جمہور کا مذہب کہا جاتا ہے -

مگر یہہ بات سمجھنی چاہئیے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا سے یا جمہور سے کیا مراد ہوتی ہے؟ ہر ایسے شخص کے نزدیک دنیا سے اور جمہور سے وہ چند اشخاص معدودے چند مراد ہوتے ہیں جن پر وہ اعتماد رکھتا ہے، یا جنسے وہ ملتا جلتا ہے - مثلاً اس کے دوستوں یا ہم رایوں کا فریق یا اسکی ذات برادری کے لوگ، یا اس کے درجہ و رتبہ کے لوگ - پس اس کے نزدیک تمام دنیا اور جمہور کے معنی انہی میں ختم ہو جاتے ہیں، اور اس لئیے وہ شخص اس رائے کو دنیا کی رائے سمجھکر اسکی درستی پر زیادہ تر یقین کرتا ہے - اس جماعت مجموعی کی رائے کا جو اعتماد اور یقین اس کو زیادہ ہوتا ہے اور ذرا بھی اس میں لغزش نہیں آتی، اس کا سبب یہہ ہی ہوتا ہے کہ وہ اسبات سے واقف نہیں ہوتا کہ اس کے زمانہ سے پہلے اور زمانوں کے، اور ملکوں کے، اور فرقوں کے اور مذہبوں کے لوگ اس میں کیا رائے رکھتے تھے، اور اب بھی اور ملکوں اور مذہبوں کے لوگ کیا رائے رکھتے ہیں، ایسے شخص کا یہہ حال ہوتا ہے کہ وہ اسبات کی جوابدہی کو کہ در حقیقت وہ راہ راست پر چلتا ہے، اپنی فرضی دنیا یا جمہور کے ذمہ ڈالتا ہے پس جو کچھہ اسکی رائے یا اس کا خیال ہو، کچھہ بھی اعتماد اور یقین کے لایق نہیں ہے، اسلیئے کہ جن وجوہات سے وہ شخص بسبب مسلمان خاندان میں پیدا ہونے کے اسوقت بڑا معتقد مسلمان ہے، انہی وجوہات سے اگر وہ عیسائی خاندان یا بت پرست خاندان یا ملک میں پیدا ہوتا تو وہ پکا عیسائی یا بت پرست ہوتا - وہ مطلق اسبات کا خیال نہیں کرتا کہ جسطرح کسی خاص شخص کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسیطرح اسکی فرضی دنیا اور خیالی جمہور کی نوبت بھی حقیقت ہے زمانہ کا اور اس سے بھی بہت بڑی دنیا کا خطا میں پڑنا ممکن ہے - تاریخ سے اور علوم موجودہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ ہر زمانہ میں ایسی ایسی رائیں قایم ہوئیں، اور مسلم قرار پائیں جو اس کے بعد کے زمانہ میں صرف غلط ہی نہیں، بلکہ سراسر لغو و مہمل سمجھی گئیں، اور یقیناً اس زمانہ میں بھی بہت سی ایسی رائیں مروج ہونگی، جو کسی آیندہ زمانہ میں اسیطرح مردود اور نامعقول ٹھہرینگی - جیسے، کہ بہت سی وہ رائیں، جو اگلے زمانہ میں عام طور پر مروج تھیں اور اب مردود ہوگئی ہیں -

اس تقریر پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جو لوگ کسی رائے کو غلط اور مضر سمجھکر اسکی مزاحمت کرتے ہیں، اس سے ان کا مطلب اسبات کا دعوی کرنا، کہ وہ غلطی سے آزاد و بری ہیں، نہیں ہوتا، بلکہ اس سے فرض کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے، جو ان پر باوصف قابل سہو و خطا ہونے کے اپنے ایمان اور اپنے یقین کے مطابق عمل کرنے کا ہے، اگر لوگ اس وجہہ سے اپنی رایوں کے موافق کار بند نہوں کہ شاید وہ غلط ہوں، تو کوئی شخص اپنا کوئی کام بھی نہیں کرسکتا لوگوں کا یہہ فرض ہے کہ حتی المقدور اپنی نہایت درست رائیں قایم کریں، اور بغیر ان کو قرار دیں، اور جب انکی درستی کا یقین ہو جاوے، تو اس کی مخالف رایوں کے رد کرنے میں کوشش کریں - آدمیوں کو اپنی استعداد و لیاقت کو نہایت عمدہ طور سے برتنا چاہئیے - یقین کامل کسی امر میں نہیں ہوسکتا، مگر ایسا یقین ہوسکتا ہے جو انسان کے مطالب کے لیئے کافی ہو - انسان اپنی کارروائی کے لیئے اپنی رائے کو درست و صحیح سمجھہ سکتے ہیں اور ان کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے، اور وہ اس سے زیادہ اور کوئی بات اس صورت میں اختیار نہیں کرتے جب کہ وہ خراب آدمیوں کو ممانعت کرتے ہیں کہ ایسی رائوں کے شایع کرنے سے، جو ان کے نزدیک فاسد اور مضر ہیں، لوگوں کو خراب یا بد اخلاق یا بد مذہب نکریں -

مگر مخالف رائے کے رد کرنے میں صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ انہوں نے اپنے تئیں قابل سہو و خطا سمجھکر اپنے ایمان اور اپنے

مقالات

بہت ٹھکرایا جاچکا - اب بھی سنبھل جائیں ' کہ خدا کا ہاتھ بیعت لینے کے لیے بڑھا ہوا ہے ' وہ اسے چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ پر کیوں بیعت کرتے ہیں ؟ انکے تمام اعضا مردہ و غیر متحرک ہو رہے ہیں لیکن انکے لیے سر میں تیل کی مالش یا تلوے کا سہلانا اصلی علاج نہیں ہے - انکو روح کی ضرورت ہے - جس دن ' جس آن ' جس لمحے ' ان میں اسلام کی گم گشتہ حرارت عربی عود کر آے گی ' اسی وقت پاؤں کے انگوٹھے سے لیکر سر کے بالوں کی جڑ تک ' انکا تمام جسم زندہ ہو جاے گا - انکا اخلاق ' انکا تمدن ' انکی سوشیل حالت ' انکی سوسائٹی کا نظام ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ ' کہ انکی پولیٹکل حالت ' غرضکہ حیات ملی کا کوئی شعبہ ایسا نہوگا ' جو اپنی حسین شکل و کامل حال انکے پاس موجود نہو جاے ۔

و من یسلم وجہہ الی اللہ اور جو شخص ہر طرف سے منھ موڑ کر و ہو محسن ' وہ اسطرح صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا اور ساتھ ہی اعمال فقد استمسک بالعروۃ الوثقی - والی اللہ حسنہ اختیار کیے ' تو بس یقین کرو کہ اس نے عاقبۃ الامور (۳۱ - ۲۱) مضبوط رسی تھام لی اور انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

آزادی راے

— * —

(از سر سید مرحوم)

ایک ضروری کام یہ بھی ہے کہ ان مفید اور کارآمد مضامین کو جو کسی وقت شائع ہوچکے ہیں مگر عام طور پر مطالعے میں نہ آے ' مکرر شائع کرکے محفوظ کردیا جاے -

(تہذیب الاخلاق) کی اشاعت دوم کی دوسری جلد (یعنی سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ ء) میں سر سید مرحوم نے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون آزادی راے پر لکھا تھا - ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آجکل وہ لوگ جو سید صاحب کے اتباع و تقلید کے مدعی ہیں ' اور انکے سجادۂ پیشوائی کا اپنے تئیں وارث قرار دیتے ہیں ' اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ قوم کی جس آزادی راے کے وہ لوگ گلا دبانا چاہتے ہیں ' اسکے متعلق انکے رہنماے اول کی تعلیم کیا ہے ؟

سید صاحب مرحوم نے اس مضمون میں ایک مشہور انگریزی مصنف کی تحریر سے مطالب اخذ کیے ہیں - مگر در حقیقت جس " آزادی راے " کو پیش کیا گیا ہے ' قرآن کریم نے آج سے ہر متنفس کیلیے فرض کردیا ہے - اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ بھی ہے کہ ابھی ایک سخت غلطی کا کسی طرح تدارک کردیں - ہم نے ابتدا سے ہر خیال کیلیے قرآن کریم کی تعلیمات سے استدلال کیا ' حالانکہ ہمارے مخاطب گروہ کے لیے یہ تیس سو برس پیشتر کی ایک قابل قطع و برید تعلیم چنداں لائق التفات نہیں ہے ' کچھ شک نہیں کہ یہ ہماری سخت غلطی تھی - آج ہم اسی خیال سے سید صاحب کے خیالات شائع کرتے ہیں ' اور امید کرتے ہیں کہ انکو تو ضرور قابل التفات سمجھا جاے گا - (ایڈیٹر)

ہم اپنے اس آرٹیکل کو ایک مشہور لائق اور زمانہ حال کے فیلسوف کی تحریر (مل لبرٹی) سے اخذ کرتے ہیں - راے کی آزادی ایک ایسی چیز ہے ' کہ ہر ایک انسان اسپر پورا حق رکھتا ہے - فرض کرو کہ تمام آدمی بجز ایک شخص کے کسی بات پر متفق الراے ہیں ' مگر صرف وہی ایک شخص انکے برخلاف راے رکھتا ہے ' تو تمام آدمیوں کو اس ایک شخص کی راے کو غلط ٹھہرانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ استحقاق نہیں ہے ' جتنا کہ اس ایک شخص کو ان تمام آدمیوں کی راے کے غلط ثابت کرنے کا (اگر وہ ثابت کرسکے) استحقاق حاصل ہے - کوئی وجہ اسبات کی نہیں ہے کہ پانچ آدمیوں کو تو بمقابلہ پانچ آدمیوں کے رایوں کے غلط ٹھہرانے کا استحقاق ہو ' اور ایک آدمی کو بمقابل دو آدمیوں کے یہ استحقاق نہو - راے کی غلطی آدمیوں کی تعداد کی کمی بیشی پر منحصر نہیں ہے - جیسے کہ یہ بات ممکن ہے کہ دو آدمیوں کی راے بمقابلہ ایک شخص کے صحیح ہو ' ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کی راے بمقابل دو آدمیوں کے صحیح ہو -

رایوں کا بند رکھنا خواہ بسبب کسی مذہبی خوف کے ' خواہ بسبب اندیشہ برادری و قوم کے ' خواہ بدنامی کے ڈر سے ' یا گورنمنٹ کے ظلم سے ' کسی سبب سے ہو ' نہایت ہی بری چیز ہے - اگر راے اس قسم کی کوئی چیز ہوتی ' جسکی قدر و قیمت صرف اس راے والے کی ذات ہی سے متعلق اور اسی میں منحصر ہوتی ' تو رایوں کے بند رکھنے سے ایک خاص شخص کا یا معدودے چند کا نقصان متصور ہوتا - مگر رایوں کے بند رکھنے سے تمام انسانوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور کل انسانوں کو نقصان پہونچتا ہے ' اور نہ صرف موجودہ انسانوں کو ' بلکہ انکو بھی جو آیندہ پیدا ہونگے -

اگرچہ رسم و رواج بھی اسکے برخلاف رایوں کے اظہار کے لیے ایک بہت قوی مزاحم کار گنا جاتا ہے ' لیکن مذہبی خیالات مخالف مذہب کی راے کے اظہار اور مشہور ہونے کے لیے نہایت اقوی مزاحم کار ہوتے ہیں - اس قسم کے لوگ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ اس مخالف راے کا ظاہر ہونا انکو ناپسند ہوا ہے ' بلکہ اسی کے ساتھ جوش مذہبی ان میں آتا ہے ' اور عمل تو سلیم نہیں رکھتا ' اور اس حالت میں انسے ایسے اعمال و اقوال سرزد ہوتے ہیں ' جو انہیں کے مذہب کو جسکے وہ طرفدار ہیں ' مضرت پہونچاتے ہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ مخالفوں کے اعتراض نا معلوم رہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ بسبب پوشیدہ رہنے ان اعتراضوں کے انہیں کے مذہب کے لوگ اپنے حال پر متوجہ نہوں اور مخالفوں کے اعتراض بلا تحقیق کیے اور بلا دفع کیے باقی رہ جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ انکی آیندہ نسلیں بسبب نا طے شدہ رہنے ان اعتراضوں کے ' جس وقت ان اعتراضوں سے واقف ہوں ' اسوقت مذہب سے منحرف ہو جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نادانی سے تمام دنیا پر گویا یہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ اس مذہب کو ' جس کے وہ پیرو ہیں مخالفوں کے اعتراضوں سے نہایت ہی اندیشہ ہے - اگر انہی کے مذہب کا کوئی شخص بغرض حصول اعتراض مذکورہ انکا پھیلانا چاہے ' تو خود اسکو معترض کی جگہ تصور کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے درست گردشمن قرار دیتے ہیں -

کیا عمدہ راے اس فیلسوف کی ہے کہ " کسی راے کے حامیوں کا اس راے کے برخلاف راے کے مشہور ہونے میں مزاحمت کرنے سے خود ان حامیوں کا بہ نسبت انکے مخالفوں کے زیادہ تر نقصان ہوتا ہے اسلیے کہ اگر وہ راے صحیح و درست ہو ' تو اسکی مزاحمت سے غلطی کے بدلے صحیح بات حاصل کرنے کا موقع انکے ہاتھ سے جاتا ہے - اور اگر وہ غلط ہے ' تو اسبات کا موقع باقی نہیں رہتا کہ غلطی اور صحت کے مقابلہ سے جو صحت کو زیادہ استحکام اور اسکی سچائی زیادہ تر دلوں پر موثر ہوتی ہے اور اسکی روشنی دلوں میں بیٹھ جاتی ہے ' اس نتیجہ کو حاصل کریں - حالانکہ فی الحقیقت یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے " -

کچھ شبہ نہیں ہے کہ عموماً مخالف اور موافق رایوں کا پھیلنا

ہندوستان میں پین اسلامزم

— * —

پروفیسر ویمبرے کے خیالات

از لنڈن ٹائمز

جناب من -

مجھکو ہمیشہ سے ترکی، فارسی، عربی، اور تاتاری اخبارات دیکھنے کا شوق ہے، اور مشرق اسلامی میں مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت و سیاست کے ارتقائی سفر کو نگاہ دلچسپی دیکھتا رہتا ہوں - حال میں آپکے کالموں میں ہندوستان سے کسی نامہ نگار کی چٹھی جسمیں ہندوستان کے اندر پین اسلامی خیالات کی افزایش و عالمگیری کا ذکر چھپا ہے میری نظرسے بھی گذری، میں بھی ان خیالات کی اصلیت و صحت پر صاد کرتا ہوں - اس خیال کی افزایش سے مجھکو انکار نہیں، لیکن اسکی اصل اور اس تحریک کی نیت کے بارے میں مجھکو ضرور آپکے لایق مضمون نگار سے اختلاف ہے - یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مراکش، طرابلس، اور ایران میں یورپ کے اغتصاب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کی قدیم الاصل دشمنی کو اور بھی سخت کردیا ہے - یہ ساری باتیں ضرور افسوسناک ہیں، لیکن ایشیائی مسلمانوں کی روح پر انکا کوئی گہرا اثر نہیں پڑ سکتا - اس خیالی پین اسلام ازم کا میرے آگے بہت زیادہ وزن نہیں، اسلیے کہ سابق سلطان عبد الحمید کے عہد حکومت سے اسپر نظر دوڑا چکا ہوں جس دن وہ جملہ ایشیا کے اسلامی درباروں میں اپنے خفیہ آدمی لگاکر ان خیالات کو پھیلا رہے تھے -

مجھکو تو اس بات پر حیرت ہے کہ امیر حبیب اللہ جسوقت ہندوستان آئے، تو "اسلامی بادشاہ" کی حیثیت سے انکا ہر جگہہ استقبال کیا گیا حالانکہ سرکاری طور پر اگر کوئی موثر طریقے سے پین اسلامی شاہراہ پر چل سکتا تھا تو وہ ترک تھا نہ کہ اور کوئی دوسرا - لیکن اس جانب اب ترکوں کا جوش بہت ہی کم ہوگیا ہے - چند سال کا عرصہ ہوا، جب ایک روشن دماغ تاتاری مصنف اسمعیل غصپرنسکی ایک اسلامی کانگریس کا خیال لیکر آیا جس سے اسکی غرض مسلمانوں میں ترقی تہذیب تھی، اسوقت نوجوان ترکوں نے جلسہ کرنے کی مخالفت کردی اور وہ آزادی پرست انگلستان ہی تھی، جسنے قاہرہ میں اسکی مہمانی و تواضع کو قبول کیا (۱) -

ایران نے کبھی "پین اسلام ازم" تحریک کی تائید میں کوئی علامت نظر نہیں آئی، اسلیے کہ اسکا تمام زور شیعہ و سنی کے مناقشے میں صرف ہوتا رہتا ہے (۲) -

ہاں افغانستان کے بارے میں آپکے مضمون نگار نے صحیح تصویر پیش کردی ہے، کہ ممکن ہے موجودہ امیر اور اسکا متورع بھائی نصر اللہ خان کسی بلند منصوبے کے خواب دیکھتے ہونگے، تاہم ان اطراف سے کچھہ ایسا زیادہ خدشہ میں تسلیم نہیں کرتا -

اگر ہم اس زور افروز پین اسلام ازم کی اصل ماہیت کو بہت متفکر ہوکر ڈھونڈھتے ہیں، تو اسکو مسلمانوں کی روحانی بیداری اور تہذیبی ترقی کے اندر ڈھونڈھنا چاہیے - انکا مذہبی برادری کا اتحاد اتنا ہی پرانا سال ہے، جتنا کہ خود اسلام - چنانچہ قرآن کہتا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں - پس اسلام کی اخوت جدید بات نہیں ہے، جسکو کوئی نیا خطرہ سمجھکر خوف کیا جاے - جدید بات اگر ہے تو مسلمانوں کی مدنی و عمرانی بیداری اور وہ کوششیں، جو عیسائی فرماں رواؤں کے ماتحت رہکر اور تعلیم حاصل کرکے مغربی دنیا کے مقابلے میں آنکے لیے کی جاتی ہیں - اور یہ دراصل تاتاری مسلمان اور خود آپکے ہندوستان کے مسلمانوں کے اندر موجود ہے - میں ہرگز روس کے عشاق میں سے نہیں ہوں، لیکن اس امر کا ضرور اعتراف کرونگا کہ روس کی تاتاری رعایا ترکوں کی قومی بیداری کے باب میں پیشوایانہ حصہ لے رہی ہے - چنانچہ (اکچورا) کی تصنیف کسقدر مفید ہے، جو قسطنطنیہ میں لکچرر بھی ہے، اور اسمعیل غصپرنسکی، جس نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کے قلوب کو بہتر طریقۂ تعلیم سے (جسکو وہ اصول صوتی کے نام سے تعبیر کرتا ہے) موثر کرنیکے لیے ہندوستان تک کا سفر کیا - اسی طرح ہندوستانی مسلمان بھی اس لحاظ سے ایک روشن مثال ہیں - علی الخصوص ہز ہائنس آغا خان، جنکا ذکر اسلامی عالم کے گوشے گوشے میں سنا جاتا ہے -

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کے بہت سے عزیز کالم خراب کردیے لیکن مجھکو مسلمانوں کی تہذیبی ترقی کے طریق و ذرائع کے متعلق کچھہ کہنا ہے - یہاں میں اس نوجوان اسلامی پریس کیطرف اشارہ کرونگا، جسکے وجود و اثر کو یورپ خاطر خواہ طور پر جانتا ہے اور جسکا اثر اسلامی ایشیا کے معاشرتی و سیاسی تغیرات کے اسباب عاملہ میں سے ہے، روزانہ، ماہانہ رسالہ جات نے گھانس پھوس کیطرح آگ لگ کر روس کی جان کو عذاب میں ڈالدیا ہے - روس اپنی پرجوش رعایا کے ترقی و اقدام کو دبانے کے لیے بیتاب ہے - میں دیکھتا ہوں کہ صدر انجمن مسکر ترف نے، جو (ڈوما) میں رعایا کا ممبر ہے، تاتاری معلموں کو قید اور مدارس کے بند کردینے کے سوالات کرکے روسی گورنمنٹ کو پریشان کردیا ہے - مجھکو یقین نہیں کہ انگلستان کبھی روس کی تقلید پر آمادہ ہوگی - بلکہ وہ اپنی مسلمان رعایا کی ترقی کے واسطے ہمیشہ روشنی و تہذیب کی صف اول پر نظر رکھے گی اور خود مسلمان برطانی حکومت کو اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی سمجھتے ہیں کہ ایسے فرمانروا کے ماتحت زندگی بسر کرنی نصیب ہوئی - انگلستان کبھی اپنی شاہراہ حکمت عملی سے باہر قدم رکھنا گوارا نکریگی جب تک کہ اسکے ہاتھہ میں حربۂ انصاف و رواداری کی جھنڈی ہے - پس مجھکو پین اسلامی تحریک سے ہرگز ہرگز اندیشہ نہیں - آپکے ان کلمات سے بالکل متفق ہوں کہ ہم پین اسلام ازم کو اول درجے کا خطرہ نہیں تصور کرتے، اور یہ کہ "برطانیہ اعظم بجاے خود اسلام کی مضبوط ترین معدل ہے" مجھکو اور بھی مسرت ہوتی، اگر ایران کے دہشتگوں حوادث وقوع پذیر نہوتے - کیونکہ ان سے انگلستان کے محافظ اسلام ہونیکے لقب پر کچھہ داغ دھبے سے لگ گئے ہیں -

---

(۱) اسمعیل غصپرنسکی موجودہ زمانے کا ایک مشہور روشن خیال اور صاحب علم تاتاری مسلمان ہے، جسکا اخبار "ترجمان" نکلا کرتا تھا، عرصہ ہوا اس نے مصر کا سفر کیا تا کہ تمام مسلمانان عالم کی ایک بین الملی کانفرنس کی تجویز تکمیل کو پہنچے - اہل مصر نے ابتدا میں تو اس خیال سے بڑی دلچسپی لی اور ایک سب کمیٹی بھی قائم ہوگئی، مگر اسکے بعد انگریزی سیاست نے ایسے اجتماع کو (گو وہ صرف تعلیمی و مذہبی مقاصد کے ہو) اپنے اغراض کیلیے مضر سمجھا، اور یہ خیال تھوڑے دنوں کے بعد ہی لوگ بھول گئے - پس یہ بالکل غلط ہے کہ انگریزوں نے غصپرنسکی کی کوئی مدد کی - ہمارے دوست ویمبرے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تحریک نوجوان ترکوں کے قبضہ قسطنطنیہ سے بہت پیشتر کی ہے - اس وقت دستوری حکومت قائم ہی نہیں ہوئی تھی اور ترکی میں ایسا اجتماع ہو نہیں سکتا تھا - فطرتاً اس خیال کیلیے مصر پر توجہ ہونی ضرور تھی، پس غصپرنسکی نے مصر ہی کو اسکا مرکز قرار دینا چاہا - مصر میں اس خیال سے جسقدر دلچسپی لی گئی، وہ بھی محض مسلمانان مصر کے شوق و جوش کا نتیجہ تھی - آخر میں تو انگریزی اثر ہی نے اس تجویز کا خاتمہ کر دیا - گذشتہ مارچ میں غصپرنسکی ہند میں بھی آیا تھا، اور صرف تعلیمی خیال لیکر، لیکن ہمکو معلوم ہے کہ ہمارے دو وطن سے واپس چلا جانا پڑا (الہلال)

(۲) یہ خیال ایران کی موجودہ حالت کے لحاظ سے صحیح نہیں (الہلال)

یقین کے موافق عمل کیا ہے' بلکہ اس سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے' اس بات میں کہ ایک راے کو اس وجہ سے صحیح سمجھا جاے کہ اس پر اعتراض و بحث کرنے کا ہر طرح پر لوگوں کو موقع دیا گیا اور اوس کی تردید نہ ہوسکی' اور اس بات میں کہ ایک راے کو اس وجہ سے صحیح مان لیا گیا کہ اس کی تردید کی کسی کو اجازت نہیں ہوئی' زمین اور آسمان کا فرق ہے - پس مخالف رایوں کی مزاحمت کرنے والے اپنی راے کو اس وجہ سے صحیح نہیں سمجھتے کہ اسکی تردید نہیں ہوسکی' بلکہ اس لیئے صحیح ٹھہراتے ہیں کہ اسکی تردید کی اجازت نہیں ہوئی' حالانکہ جس شرط سے ہم بطور جائز اپنی راے کو عمل درآمد ہونے کے لئے درست قرار دے سکتے ہیں' وہ صرف یہی ہے کہ لوگوں کو اس بات کی کامل آزادی ہو کہ وہ اس راے کے برخلاف کہیں' اور اس کو غلط ثابت کریں' اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ انسان جس کے قواے عقلی اور قوا کامل نہیں ہیں' اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین کرسکے اور اہل مذاہب جو صرف اپنے معتقد فیہ کی پیروی ہی کو راہ راست سمجھتے ہیں' جب تک کہ وہ بھی اس بات پر مباحثہ اور اظہار راے کی اجازت نہ دیں' کہ جس طرح پر ان کا عمل درآمد اور چال چلن یا اعتقاد اور خیال ہے وہ صحیح طور سے ان کے معتقد فیہ کی پیروی ہے یا نہیں ؟ اس وقت تک وہ بھی اپنے آپ کو راہ راست پر ہونے کا یقین نہیں کرسکتے -

انسان کی پچھلی حالتوں کا موجودہ حالتوں سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں انسانوں کا یہی حال رہا ہے' کہ سو میں سے ایک ہی شخص اس قابل ہوتا ہے کہ کسی دقیق معاملہ پر راے دے' اور ننانوے شخص اس میں راے دینے کی لیاقت نہیں رکھتے - مگر اس ایک آدمی کی راے کی عمدگی بھی صرف اضافی ہوتی ہے' اس لیئے کہ اگلے زمانہ کے لوگوں میں اکثر آدمی جو سمجھ بوجھ اور لیاقت میں مشہور تھے' ایسی رائیں رکھتے تھے کہ جن کی غلطی اب بخوبی روشن ہوگئی ہے - بہت سی ایسی باتیں انکو پسندیدہ اور انکا عمل درآمد تھیں' جنکو اب کوئی بھی ٹھیک اور درست نہیں سمجھتا - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں ہمیشہ معقول رایوں اور پسندیدہ رایوں کو غلبہ رہتا ہے مگر اسکا سبب بجز انسان کی عقل و فہم کی ایک عمدہ صفت کے جو نہایت ہی پسندیدہ ہے اور کوئی نہیں' اور وہ صفت یہ ہے کہ انسان کی غلطیاں اصلاح کی صلاحیت رکھتی ہیں' یعنی انسان اپنی غلطیوں کو مباحثہ اور تجربہ کے ذریعہ سے درست کرلینے کی قابلیت رکھتا ہے' پس انسان کی راے کی تمامہ قوت اور قدر و منزلت کا حصر اس ایک ہی بات پر ہے' کہ جب وہ غلط ہو تو صحیح کی جاسکتی ہے' مگر اسپر اعتماد اسوقت کیا جاسکتا ہے جبکہ اسکے صحیح کرنے کے ذریعے ہمیشہ نزدیک میں رکھے جاویں - خیال کرنا چاہیئے کہ جس آدمی کی راے حقیقت میں اعتماد کے قابل ہے اسکی وہ راے اس قدر و منزلت کو کس وجہ سے پہنچی ہے ؟ اسی وجہ سے پہنچی ہے' کہ اوس نے ہمیشہ اپنی طبیعت پر اس بات کو گوارا رکھا ہے کہ اوس کی راے پر نکتہ چینیاں کی جاویں اور اوس نے اپنا طریقہ یہ ٹھہرایا ہے کہ اپنے مخالف کی راے کو ٹھنڈے دل سے سنتا اور اوس میں جو کچھ درست اور واجب تھا اوس سے خود مستفید ہوتا اور جو کچھ اس میں غلط اور ناواجب تھا اس کو سمجھ لیتا' اور موقع پر اس غلطی سے اوروں کو بھی آگاہ کردیتا - ایسا شخص گویا اس بات کو عملی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ جس طریقہ سے انسان کسی معاملہ کے کل مدارج کو جان سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اسکی بابت ہر قسم کی راے کے لوگوں کی گفتگو کو سنے' اور جن جن طریقوں سے ہر سمجھ اور طریقے اور طبیعت کے آدمی اس معاملہ پر نظر کریں' ان سب طریقوں کو سوچے اور سمجھے - کسی دانا آدمی نے اپنی دانائی بجز اس طریقہ کے اور کسی طرح پر حاصل نہیں کی - انسان کی عقل و فہم کا خاصہ یہی ہے کہ وہ اس طور کے سوا اور کسی طور سے مہذب اور معقول ہو ہی نہیں سکتی' اور صرف اس بات کی مستقل عادت کے سوا کہ اپنی راے کو اوروں کی رایوں سے مقابلہ کرکے اوسکی اصلاح و تکمیل کیا کرے' اور کوئی بات اوس پر اعتماد کرنے کی وجہ متصور نہیں ہوسکتی - اس لئے کہ اس صورت میں اوس شخص نے لوگوں کی اون تمام باتوں کو جو اوس کے برخلاف کہہ سکتے تھے' بخوبی سنا' اور تمام معترضوں کے سامنے اپنی راے کو ڈالا' اور بعوض اسکے کہ مشکلوں اور اعتراضوں کو چھپاوے' خود اونکی جستجو کی' اور ہر طرف سے جو کچھ روشنی پہونچی' اوسکو بند نہیں کیا' تو ایسا شخص البتہ اس بات کے خیال کرنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ میری راے ایسے شخص یا اشخاص سے جنہوں نے اپنی راے کو اس طرح پر پختہ نہیں کیا' بہتر و اولی ہے -

جس شخص کو اپنی راے پر کسقدر بھروسا کرنے کی خواہش ہو یا یہ خواہش رکھتا ہو کہ عام لوگ بھی اوسکو تسلیم کریں' اوس کا طریقہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنی راے کو عام مباحثہ اور ہر قسم کے لوگوں کے اعتراضوں کے لیے حاضر کرے' اگر نیوٹن صاحب کی حکمت اور ہیئت اور مسئلہ ثقل پر اعتراض اور جرح کرنیکی اجازت نہ ہوتی' تو دنیا اوسکی صحت اور صداقت پر ایسا پختہ یقین نہ کرسکتی' جیسا کہ اب کرتی ہے - کیا کچھ مخالفت ہے' جو لوگوں نے اوس دانا حکیم کے ساتھ نہیں کی' اور کونسی مذہبی لعن و طعن ہے' جو اس سچے اور سچی راے رکھنے والے حکیم کو نہیں دی گئی' مگر غور کرنا چاہیئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا - یہ ہوا کہ آج تمام دنیا کیا دانا کیا حکیم اور کیا متعصب کیا اہل مذہب' سب اسکو تسلیم کرتے ہیں و اسکو سچ جانتے ہیں اور مذہبی عقائد سے بھی زیادہ اسکی سچائی دلوں میں بیٹھی ہے - بغیر آزادی راے کے کسی چیز کی سچائی جہاں تک کہ اسکی سچائی دریافت ہونی ممکن ہے دریافت نہیں ہوسکتی - جن اعتقادوں کو ہم نہایت جائز و درست سمجھتے ہیں' ان کے جواز و درستی کی اور کوئی سند اور بنیاد بجز اس کے نہیں ہوسکتی کہ تمام دنیا کو اختیار دیا جاے کہ وہ اونکو بے بنیاد ثابت کریں - اگر وہ لوگ ایسا قصد نکریں یا کریں اور کامیاب نہوں' تو بھی ہم اوس پر یقین کامل رکھنے کے مختار نہیں ہیں البتہ ایسی اجازت دینے سے ہم نے ایک ایسا نہایت عمدہ ثبوت اوسکی صحت کا حاصل کیا ہے جو انسانوں کی عقل کی حالت موجودہ سے ممکن تھا' کیونکہ ایسی حالت میں ہم نے کسی ایسی بات سے غفلت نہیں کی جس سے صحیح صحیح بات ہم تک نہ پہونچ سکتی ہو اور اگر امور مذکورہ پر مباحثہ کی اجازت جاری رہے تو ہم امید کرسکتے ہیں کہ اگر کوئی بات اس سے بہتر اور سچ اور صحیح ہے تو وہ اسوقت ہمکو حاصل ہوجاویگی جبکہ انسانوں کی عقل و فہم اس کے دریافت کرنے کے قابل ہوگی اور اس اثناء میں ہم اسبات کا یقین کرسکتے ہیں کہ ہم راستی اور صداقت کے اسقدر قریب پہونچ گئے ہیں جسقدر ہمارے زمانہ میں ممکن تھا - یہ ایک خطا وار وجود جسکو انسان کہتے ہیں' آزادی امور کی نسبت کسی قدر یقین حاصل کرسکتا ہے' اور اسکا یہی طریقہ ہے جو بیان ہوا' اور مسلمانی مذہب کا جو ایک مشہور مسئلہ ہے کہ الحق یعلو ولا یعلی' یہ اسکی ایک ادنی تفسیر ہے -

(باقی آئندہ)

سم روسے رمص ہراول درجے کے جاں نثار سپاہی

یعنی معدر ندلی عثمانی فوج کے جدید تعلیم یافتہ افسر - جن کی زرلہ انکی

تلوار عنقریب میان سے نکلنے والی ہے -

مذاکرۂ علمیہ

اسئلۃ و اجوبتہا

— * —

مذاکرۂ علمیہ الہلال کا ایک نہایت اہم باب ہے - اس عنوان کے نیچے علمی مضامین و تراجم - انکشافات و تحقیقات جدیدہ - قدیم و جدید عربی و انگریزی کتب و رسائل پر انتقاد - نیز ہر طرح کے مفید علمی اور مذہبی سوالات کے جوابات درج ہوا کرتے ہیں - افسوس ہے کہ ابتک ہمکو ان امور کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہیں ملی ہے - مجبوراً چند معمولی سوالات کے جوابات اور عام مطبوعات کے انتقاد سے آج اس باب کو شروع کردیتے ہیں کہ جب شروع ہوجائے گا تو طبیعت ذمہ داری محسوس کرکے اسے اسی طرح جاری رکھے گی - لیکن ناظرین اس سے یہ رائے قائم نہ فرمائیں کہ مذاکرہ علمیہ سے مقصود صرف انتقادی ہے - انشاء اللہ عنقریب وہ اس باب کو نہایت اہم اور عظیم المنفعۃ پائینگے اور الہلال کا ہر باب اپنی اصلی شان تک پہنچ جائے گا والامر بید اللہ سبحانہ

گذشتہ اسلامی دار العلوم اور مسئلہ الحاق

از مسٹر احمد علی خاں صاحب بی - اے

لکھنؤ سے جو گمنام چٹھی جناب کی خدمت میں پہنچی تھی ' اسمیں ایک سوال یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی گذشتہ یونیورسٹیاں مقام و بانی کے نام سے مشہور ہوئیں یا عام اسلامی حیثیت سے ؟ جناب عالی نے اسکا جو جواب اپنی تحریر میں دیا ہے فی الحقیقت سائل کے انداز سوال اور مقصد سوال کے لحاظ سے بالکل مناسب اور دندان شکن تھا - اور فی الحقیقت جناب کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر تحریر معناً مدلل اور لفظاً عبارت آرائی و انشا پردازی کا ایک معجزہ ہوتی ہے - نیازمند کے عقیدے میں تو یہ کلام الہی کے مطالعہ کا فیض ہے - لیکن اس تحریر سے قطع نظر کرکے نیازمند مستفسر ہے کہ آیا سائل کا خیال صحیح تھا ؟ اور گذشتہ اسلامی دار العلوم غیر الحاقی تھے ؟

[الہلال] اصل بات یہ ہے کہ لکھنوی صاحب کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہ تھی - ان لوگوں نے آور اپنے کام کونسے اسلامی تعلیم اور مسلمانوں کے گذشتہ اعمال کے مطابق انجام دیے ہیں ' کہ آج یونیورسٹی ان اصولوں پر قائم کی جائےگی ؟ پہلے خود اپنے تئیں تو اسلام کے عام احکام کا عامل بنالیں ' پھر علی گڈھ کی یونیورسٹی بھی بن رہے گی - "

لیکن اگر تاریخی تحقیق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں کے دار العلوم غیر الحاقی ہوا کرتے تھے ' گو موجودہ درسگاہوں کا نظام و قاعدہ اس زمانے میں نہ ہو ' مگر الحاق کے بارے میں تو انکی نظیریں بالکل صاف ہیں - سب سے بڑی اور پہلی عظیم الشان یونیورسٹی سنہ ۴۵۷ میں (نظام الملک سلجوقی) نے بغداد میں قائم کی تھی ' جس کو سب جانتے ہیں کہ (نظامیہ) کے نام سے مشہور ہوئی ' لیکن یہ ٹھیک ٹھیک آجکل کی اصطلاح کے مطابق ایک الحاقی یونیورسٹی تھی - (نظامیہ) بغداد میں ایک مرکزی دار العلوم تھا ' اور تمام بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اسکی شاخیں عظیم الشان کالجوں کی صورت میں قائم تھیں - ان سب میں نظامیہ ہی کا کورس پڑھایا جاتا تھا - وہاں کے تعلیم یافتہ اسی عظمت و احترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے ' جو خود نظامیہ کے تربیت یافتہ علما کے لیے مخصوص تھا -

یہ تمام کالج بھی بوجہ مرکزی تعلق کے نظامیہ ہی کے نام سے مشہور ہوے - چنانچہ مورخین نے نیشاپور ' اصفہان ' ہرات اور موصل کے نظامیہ مدارس کا پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے - بڑے بڑے مشاہیر علما کے حالات میں اسکی تصریح ملتی ہے کہ وہ ان نظامیہ شاخوں کے تعلیم یافتہ تھے ' یا انہوں نے وہاں درس کی خدمت انجام دی تھی - چنانچہ (ابو حامد محی الدین) اور (ارجانی) کے حالات میں اسکا تذکرہ موجود ہے -

نظامیہ بغداد کے ان حالات کے لیے تاریخ ابن اثیر ' ابن خلکان ' آثار البلاد قزوینی ' طبقات الشافعیۃ للسبکی کا مطالعہ فرمایئے - ابن اثیر میں یہ حالات سنہ ۴۴۵ سے ۴۵۹ تک کے واقعات میں ملیں گے -

---

حدیث " اتقوا من فراسۃ المومن "

مولانا سلامت علی صاحب از گنجوان

آپ نے لکھنو کی گمنام مراسلہ کے جواب میں ایک جگہہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے " اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ " (۱) یہ صحیح نہیں ہے ' اور اگر ہے تو سند درکار ہے -

(الہلال) ہمنے تو کہیں بھی استدلال نہیں کیا ' نہ تو اسکو بہ حیثیت دلیل کے پیش کیا ہے ' اور نہ اسکی وہاں کوئی بحث تھی - تعجب ہے کہ جناب نے استدلال کا لفظ کیونکر لکھا ؟

رہی حدیث کی توثیق ' تو سب سے پہلے تو اس حدیث کو (امام بخاری) نے تاریخ میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے - پھر (طبرانی) نے ابی امامہ سے ' اور (ابن جریر) نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے - ابن جریر نے حضرت ثوبان سے بھی روایت کی ہے ' مگر اس میں " اتقوا " کی جگہہ " احذروا " کا لفظ ہے - اسکے علاوہ ایک جماعت کبیر صوفیاء کرام مثل (قشیری) و (ابو طالب مکی) وغیرہ اپنی اپنی سندوں سے اسے روایت کرچکے ہیں -

یہ تو اسکی سند و روایت کا حال ہے - معناً دیکھیے تو قرآن کریم کے عین مطابق ہے - قرآن نے بار بار ایمان کو " نور " سے تعبیر کیا ہے

یوم تری المومنین والمومنات یسعی نورہم بین ایدیہم و بایمانہم (۵۷ - ۱۲)	یعنی جس دن تم دیکھوگے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے آگے انکا ایمان نور بنکر ان کے آگے اور داہنے جلوہ ریز ہوگا -

پس جس مومن نے " نور ایمان " جو فی الحقیقت نور الہی ہے - اپنے اندر پیدا کرلیا ' اسکی نظریں اس نور کے پرتو سے کیونکر محروم رہسکتی ہیں ؟

" فراسۃ ایمانی " بھی ایک ممتاز علامت ' علائم ایمان میں سے ہے ' قرآن کریم میں ایک جگہہ فرمایا

ان فی ذالک لآیات للمتوسمین (۱۵ - ۷۵)	بیشک معاملات الہی میں بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان فراست کے لیے -

یہاں " توسم " سے مراد " فراسۃ " ہی ہے - چنانچہ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت (صلعم) نے فرمایا ہے کہ -

ان للہ تعالی عباد یعرفون الناس بالتوسم	اللہ تعالی کے بعض خاص بندے ایسے ہوتے ہیں جو انسانوں کو اپنی فراسۃ ایمانی سے پہچان جاتے ہیں -

ایک دوسری حدیث میں ہے ان لکل قوم فراسۃ ' و انمایعرفہا الاشراف

یہی وجہ ہے کہ اکثر کتب حدیث میں محدثین نے مثل دیگر

---

(۱) یعنی مومن کی فراسۃ سے ڈرو ' کیونکہ وہ نور الہی کی ساتھ سے دیکھتا ہے -

ناموران فوز و ظفر باب ( )

ابواب کے ایک خاص باب " فراست " کا بھی قرار دیا ہے - چنانچہ اس حدیث کی تخریج کو بھی میں (کنز العمال) کی (کتاب الفراسۃ) سے لکھ رہا ہوں - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ -

یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے ' اگر لکھوں کہ حدیث زیر تخریج میں جس فراست کا ذکر ہے ' اسکی حقیقت کیا ہے ؟ لیکن چونکہ (خصائص مسلم) میں ایک خاص سرخی کے ساتھ بالتفصیل لکھ چکا ہوں جو عنقریب شائع ہونے والی ہے - اسلیے یہاں مزید اطناب کی ضرورت نہیں -

تاہم اتنا کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ اس حدیث میں جو " بنور اللہ " کا لفظ ہے ' بعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ' لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ صرف دیکھنے ہی کی خصوصیت نہیں ' سچا مومن تو وہ ہے جو ازسر تا پا نور الہی ہوجائے - " لا ینظر الا بعینہ ' ولا یسمع الا بسمعہ ' ولا یتکلم الا بلسانہ -

انا من اھوی ' ومن اھوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ' ابصرتہ
و اذا ابصرتہ ' ابصرتنا

پنجاب کے نو مسلم ' جو لڑکیوں کو ترکہ نہیں دیتے

شیخ بدر الدین صاحب از گجرانوالہ

اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے تمام احکام شرع قبول کرلیے ہیں مگر قدیمی ہندوانہ رسم و رواج کے اثر سے اسے منظور نہیں کرتے کہ لڑکیوں کو ترکہ دیں - شرعاً انکی نسبت کیا حکم ہے ؟ اور ہملوگوں کو انکے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے ؟

(الہلال) پنجاب کی خصوصیت نہیں ' بمبئی میں بھی جسقدر کھوجے میمن اور اسماعیلی بوہرے ہیں ' انمیں ابتک ہندو شریعت کا نفاذ ہے اور وہ لڑکیوں کو شادی کے وقت بطور جہیز کچھ دیتے ہیں ' باقی ترکے میں انکا کوئی حصہ نہیں - فی الحقیقت یہ ایک کھلا ہوا کفر اور صریح انکار شریعت اسلامیہ ہے - شریعت عبارت ہے اُن تمام احکام کلی و جزئی اور اصولی و فروعی سے ' جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ' اور جنکو بعد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی پیش کیا - پس احکام قرآنی کے کسی ایک جزو کا انکار بھی ' اسکے کل کا انکار ہے ' اور پھر اس شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں - احکام قرآنی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو -

پس لڑکیوں کا ترکہ نص صریح قرآنی ثابت ہے (للذکر مثل حظ الانثیین) اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے ' اسکا وہی حکم ہے جو حضرت ابو بکر کی امارت خلافت میں منکرین زکات کا تھا - انکی مثال اُن منافقین کی سی ہے ' جو کہتے تھے کہ

نؤمن ببعض ونکفر ببعض ' شریعت کے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے اور
ویریدون ان یتخذوا بین چند باتوں سے انکار کردینگے - اسطرح یہ چاہتے ہیں کہ
ذالک سبیلا (۱۵ - ۴) اسلام اور کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں -

اپنے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علما کا فرض ہے کہ جسقدر سعی انکی اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ہوسکے اس سے دریغ نہ کریں ' ابتدا میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں ' بار بار آلیں تو کچھ مضائقہ نہیں اگر مصلحۃً سختی اور درشتی سے بھی کام لیں ' اور ان کے ساتھ ' دعوت ' پینا ' اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کردیں - آجکل کے زمانے میں احیاء شریعت کے لیے سب سے بڑی ضرورت اسی شے کی ہے ' اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اعظم بنیاد ایمان سے ہے -

یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ دور اسلام کے لیے انتہا درجے کی غربت کا دور ہے - اس وقت ہزار نمازوں اور روزوں سے بڑھکر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی ایک مٹی ہوئی نشانی بھی زندہ کردی جائے - فی الحقیقت یہ کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں - رہے نصیب اُس بندہ طالع کے ' جسکو احیاء شریعت کی توفیق بارگاہ الہی سے مرحمت فرمائی جائے !!

البطل العظیم ' صاحب المجد الخالد ' الشہید فی سبیل اللہ علی نظمی افندی

— * —

تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم
(۸۳ - ۲۴) (۱)

ایک پانزدہ سالہ مجاہد شہید
علی نظمی افندی
رضی اللہ تعالی عنہ

دنیا میں ہمیشہ قوموں کی عزت صرف انکے چند افراد مخصوص پر منحصر رہی ہے - جن قوموں کی اولاد کو آج زندہ سمجھا جاتا ہے ' فی الحقیقت انکی زندگی کے یہی معنے ہیں کہ انکا کوئی فرد ہمیشہ کیلیے زندہ ہے اور دشمن حوادث آسکی موت پر قادر نہیں - اگر یہ سچ ہے ' تو کیا وہ عثمانی نسل کبھی مٹ سکتی ہے جس میں (علی نظمی افندی) کا وجود پیدا ہوا اور جو دنیا کی آنکھوں کو دیکھنے سے پہلے ہی اپنے شرف و تقدس کا نقش صفحات عالم پر نقش کرگیا ؟ ؟

(۱) اہل جنت کی پہچان یہ ہے کہ تم انکو دیکھو تو خوشحالی کی شگفتگی ان کے چہروں سے ٹپک رہی ہو -

یہ تصویر ملائک جمال ' نیک شدہ معصومیت و کمال ' یہ بے مثل تقدیس و احترام ' علی نظمی افندی ایک پانزدہ سالہ عثمانی مجاہد کی ہے ' جو اعلان جنگ کے وقت کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا - جنگ کی خبر سنتے ہی طرابلس جانے کیلیے طیار ہوگیا ' بس دوستوں کے اور اپنے بڑی باوجود اپنے بعض دور کے عزیزوں سے لے کر جمع کیے تھے ' اپنے ساتھ لے لیے ' اور ہلال احمر کے دفتر میں جاکر کہا کہ مجکو اپنے ادمیوں کے ساتھ طرابلس بھیجدو - لوگوں نے جب آسکی صورت معصوم دیکھی ' آسکی عمر کو پوچھا ' اور پھر اسکے ارادے پر نظر ڈالی ' ...

اسکے سامنے اٹالین کمانڈر نے پوری حکمرانی کے ساتھہ حکم دیا کہ اس اپنی معجز العقول طاقت کی نمایش کی جاے اور اس طرح اس نئی اٹالین نوآبادی کی وحشی خلقت کو دکھلا دیا جاے کہ اُکے عظیم الشان فاتح کیسی طاقتیں اپنے قبضے میں رکھتے ہیں ؟

چنانچہ جہاز اوڑا ' اور ہر اٹالین سپاہی نے اس سے نکلنا وہر اور نکان عرور سے ساتھہ تالیاں بجائیں ' گویا ان میں سے ہر ایک اس عجیب و غریب آلے کا اصلی موجد ہے ' اور قدرتی حق رکھتا ہے کہ اسکی خاندانوں کے مناظر کی عرب کو اپنی طرف منسوب کرکے جسقدر مغرور اور شادمانی پسند ہے کرلے !!

لیکن (بقول مسٹر مکلا) کے عربوں کا وہ وسیع حلقہ ' جو بڑے اصرار کے ساتھہ احاطے کے چاروں طرف جمع کیا گیا تھا ' اور جسمیں مرد عورت ' جوان اور بچے ہر طرح کے لوگ تھے ' پورے سکون اور بے رغبتی سے جہاز کی پرواز کو دیکھتا رہا ' اور عین اسوقت ' جبکہ اٹالین شاید اسکے منتظر تھے کہ اپنی ساحرانہ طاقت نمائی کو دیکھکر تمام وحشی دیسی اسکے سامنے سر بسجود ہو جائینگے ' ان کی زبانوں سے اگر کوئی صدا نکلی تو صرف یہ نکلی کہ " خدا پاک اور قدوس ہے ذات اسکی ' جس نے اس دنیا میں عجیب عجیب نظارے پیدا کیے ہیں ' !!

اسکے بعد یہ جہاز اندرون طرابلس میں عثمانی کیمپوں کی حالت دیکھنے کے لیے بھیجا گیا ' لیکن کامل بارہ گھنٹے کی سیاحت کے بعد صرف یہ قیمتی معلومات لیکر آیا کہ " ریگستان اور کیمپ ' اور ان میں سیاہ کوٹوں اور سفید چادر والے انسان متحرک نظر آئے ہیں " قسمبر میں دوسرا جہاز ایک مشاق جہاز راں کے ساتھہ بھیجا ' اور وہ اس سامان کے ساتھہ بھیجا گیا کہ جہاز کے ساتھہ ساتھہ پیچھے ایک سوار بھی متعین کردیا ' تا وہ اوپر سے تمام حالات دیکھکر اور لکھکر نیچے پھینکتا رہے اور وہ دوسرے سواروں کی ڈاک کے ذریعے اٹالین کیمپ میں پہنچتے رہیں - لیکن پانچ گھنٹے کے بعد غریب سوار ہانپتا ہوا پہنچا ' اور یہ خبر لایا کہ " جہاز جوں ہی ایک عرب خیمے کے قریب پہنچا ' انہوں نے دیکھتے ہی بغیر کسی بدحواسی اور دہشت کے بندوقوں کا منہ اسکی طرف کردیا ' اور پھر نہیں معلوم جہاز کس طرف غائب ہوگیا ؟ " (تصویر نمبر - ۱)

شاہ کوبرون شہر کے ایک باغ میں دکھایا گیا کہ بیسویں صدی کی یہ سب سے بڑی ایجاد ' اٹالین جرمن دستی کے ہاتھوں ازدھی ہوئی ہے ' اور اپنے زخمی اور بے ہوش مالک کو اپنے آغوش میں اس طرح چھپا لیا ہے ' کہ کہیں اسکا پتہ نہیں !!

حال میں ایک مشہور انگریزی اخبار نے اپنے خریداروں سے دریافت کیا تھا ' کہ موجودہ دور کی سب سے بڑی ایجاد کونسی ہے ؟ اسپر جو رائیں وصول ہوئیں ' ان میں سب سے زیادہ رائے ہوائی جہاز کے حق میں تھیں - لیکن اگر وہ راے دینے والے اس " سب سے بڑی ایجاد " کا یہ اٹالین تجربہ دیکھتے ' تو شاید انکو فوراً لکھدینا پڑتا کہ " ہماری رائیں واپس کردی جائیں "

دوسرا عظیم الشان کام جو طرابلس میں ہوائی جہازوں سے لیا گیا ' ان مطبوعہ تحریروں کی تقسیم تھی ' جن میں اہل عرب کو ترکوں سے بدگمان کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل مکر و فریب سے کام لیا گیا تھا ' (دیکھو تصویر نمبر ۲ -) - کئی کئی ہزار کا بنڈل ان تحریروں کی لیکر بہادر طیار جہازوں میں روانہ ہو جاتے ' اور جہاں عربوں کو دیکھتے ' اوپر سے پھینکنا شروع کردیتے - لیکن یہ کام بھی اپنے زیادہ عرصے تک نہ لیا جاسکا کیونکہ اگرچہ عرب ان کاغذوں اور رسالوں کو لینے کیلیے زمین کی طرف جھک جاتے تھے ' تو چند عربوں کی بندوقوں کی نالیاں اوپر کی طرف رخ بھی کردیتی تھیں

کیپٹن موئزو کی سرگذشت

— * —

اسی سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپ واقعہ ایک مشاق اٹالین طیار (کیپٹن موئزو) کا ہے ' جسکی سرگذشت مصر کی نئی ڈاک میں شائع ہوئی ہے -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۳ ستمبر کو (زوتن) کے خبر دی تھی کہ ' کیپٹن موئزو جس وقت اپنے ہوائی جہاز (زوارہ) سے اُڑاتا ہوا طرابلس جا رہا تھا ' بد قسمتی سے عربی کیمپ میں گرگیا '

یہ عجیب بات ہے کہ اپنی عادت مستمرہ کے خلاف روما میں یہ خبر نہیں چھپائی گئی - چنانچہ ایک مشہور اطالی اخبار (جورنل دی اٹالیا) میں اسکے نامہ نگار مقیم طرابلس نے جو چٹھی شائع کرائی ہے ' اسکا مضمون حسب ذیل ہے

" کیپٹن موئزو زوارہ سے عثمانی کیمپوں کی دیکھہ بھال کے لیے نکلا تھا ' لیکن اتفاق جہاز چلنے سے بیکار ہوگیا ' اور عثمانی کیمپ کے قریب عربوں کے ایک گروہ کے سامنے گرگیا - کپتان کے ساتھہ ایک چھہ نالی کی بندوق بھی تھی ' مگر جب اسے کوئی خطرناک حرکت پیش نہ آئی اور اس نے خود اپنا ہتھیار عربوں کے حوالے کردیا ' تو انہوں نے اسی وقت اسکو ساتھہ کردیا اور (عزیزیہ) کمانڈر (صفحی بک) کے پاس بھجدیا - کمانڈر ممدوح کپتان کے ساتھہ نہایت لطف و حلم سے پیش آئے ' اور دیر تک فرانسیسی زبان میں گفتگو کرتے رہے

کپتان نے کہا کہ " وطن میں صرف میری ایک عزیز بہن ہے ' اور وہ اخباروں میں میری گمشدگی کی خبر پڑھکر نہایت پریشان ہوگی "

(صفحی بک) نے بخوشی اجازت دی کہ فوراً تار کے ذریعے اپنی خیریت اور سلامتی سے اپنی بہن کو بذریعہ اٹالین کیمپ کو اطلاع دیدے "

چنانچہ اسکی تصدیق اخبار (طان) کے بیان سے بھی ہوتی ہے ' جو لکھتا ہے کہ کیپٹن موئزو کا ایک تار ہمارے (دفتر) سے اسکی بہن کے نام پہنچا ہے جسمیں لکھا ہے ' کہ میری گرفتاری کی وجہ سے پریشان نہو - میری صحت بہت اچھی ہے - اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عربوں اور ترکوں کا سلوک دشمنوں کے ساتھ اس درجہ شریفانہ ہے ' حالانکہ اٹالین کیمپ کا یہ حال ہے کہ عثمانی کیمپ سے جب کبھی پیغامات لیکر قاصد آئے ہیں ' تو دنیا بھر کے مسلم قانون تہذیب کے خلاف انکو قید کرنے یا قتل کرنے کی کوشش کی ہے -

ایک بہت بڑا فائدہ کیپٹن موئزو کے جہاز کی گرفتاری سے ترکوں کو یہ ہوا کہ اب وہ بھی اس قسم کے جہاز سے دشمن کے مقابلے میں کام لے سکتے ہیں - عربوں نے دشمنوں کا گولا بارود چھینکر خود انہی کے مقابلہ میں خرچ کیا تھا ' لیکن ہوائی جہاز اسکی دسترس سے باہر تھا ' خدا نے کہا کہ وہ بھی میں اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں دلا دیتا ہوں ! والله ولی الصابرین -

— اخبار طرابلس —

بہت سے رولیے ' اور بہتوں نے ہنسکر حقارت کی - بعضوں نے کہا کہ یہ بچپنے کی بے وقوفی ہے ' مگر بعضوں نے کہا کہ آسمانی معجزات کی نشانی ہے - عزیزوں کی نسبت پوچھا تو معلوم ہوا کہ یتیم ہے - ماں باپ مرچکے ہیں' صرف ایک بے پردا چچا ہے ' جو اُسکی خبرگیری کا فرض ادا کرتا ہے - جب پوچھا کہ طرابلس کیوں جاتے ہو ؟ تو اُس نے آنکھوں میں آنسو بھرکر کہا کہ " خدا ' اسلام ' اور وطن کے نام پر " بعضوں نے جب اُسے ڈرایا کہ وہاں تو گولیاں چلتی ہیں ' تو کہا کہ " میں وہاں جانے کے لیے بیقرار ہوں جہاں میری ماں' میرا باپ' اور ہم سب کا خدا ہوگا "

اسکے چچا کو جب یہ حال معلوم ہوا ' تو دوڑا ہوا آیا' اور چیخ اٹھا کہ یہ کیا بچپنے کی بے وقوفی ہے ؟ لیکن اس نے کہا کہ " خواب میں میری ماں آئی تھی ' اُس نے خدا کی طرف سے حکم دیا ہے کہ اسکے ملک میں چلا جاؤں ' اور اُس نے بتلایا کہ خدا کا ملک طرابلس میں ہے "

نمبر (١)

اتالین ہوائی جہاز کو عرب بندوق کا نشانہ بنا رہے ہیں

جب اسکا چچا کسی طرح راضی نہوا ' تو مصلحۃً اُس نے بھی خاموشی اختیار کرلی - لیکن ایک ہفتے کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ علی نظمی کا پتہ نہیں - تلاش و تجسس کے بعد اسکے کمرے سے صرف ایک خط اور پانچ گنیاں ملیں' اور دوسرے ہی دن دار الخلافہ کے تمام اخباروں میں اس عجیب واقعے کا تذکرہ ہونے لگا -

ہفتوں پر ہفتے ' اور مہینوں پر مہینے گذرگئے ' لیکن اس پانزدہ سالہ مجاہد کا پتہ نہ تھا - یہاں تک کہ پانچ مہینے کے بعد (عزیزیہ) سے (عارف بک) نے اخبار (صباح) کے نام اس مضمون کا تار بھیجا :

" پندرہ برس کے علی نظمی کو اگر ہلال احمر کا دفتر نہ بھولا ہو تو براہ عنایت اسکو خبر دیدیجیے کہ وہ " اپنے باپ " ماں ' اور اپنے خدا کے پاس پرسوں کے معرکے میں پہنچ گیا' جس کے لیے وہ بہت بیقرار تھا "

ہم آئندہ نمبر میں اسکے خط کا ترجمہ شائع کرینگے' جو اسکے کمرے سے نکلا تھا - کیونکہ اس وقت اسکے اور تذکرے کی طاقت اپنے دل میں نہیں پاتا . ملائکۂ رحمت کا ہجوم' حوران بہشتی کا حلقہ' اور پھرے خدائے محبوب کا آغوش محبت ' مبارک ہو تمکو اے علی نظمی ! اے چشم اسلام کے " نور عین " ! اے جگر گوشۂ ملت مظلوم ! اے شہید معصوم ! اور اے وہ' کہ قیامت کے دن دامن رحمۃ للعالمین سے لپٹ کر' تیرا معصوم اور بھولا ' مگر زخموں کی کثرت سے خوں چکاں چہرہ عرصۂ قیامت میں ایک اور قیامت بپا کردیگا !!

روزے کہ شود " اذا السماء انشقت "	وانجم کہ بود " اذا النجوم انکدرت "
من دامن تو بگیرم اندر عرصات	گریم صنما ! " بای ذنب قتلت ؟ "

طرابلس میں اتالین ہوائی جہاز

— * —

ہوائی جہازوں کی ایجاد کی تکمیل کے بعد جنگ طرابلس پہلی لڑائی ہے ' جسمیں اس ایجاد کے تجربے کا دنیا کو موقعہ ملا -

نمبر (٢)

اتالین ہوائی جہاز سے جو بم پھینکے گئے ہیں اور عرب اُنکو اٹھا رہے ہیں

جب ایک فرانسیسی طیار (١) انگلش چینل کو طے کرکے فرانس سے برطانیہ پہنچ گیا تھا ' تو (ریویو آف ریویوز) میں ایک مضمون نگار نے سوال کیا تھا کہ " اگر ایک ہوائی جہاز کا مسافر اوپر سے ایک مشتعل گولا قیامت کا پھینکدے' تو جزیرۂ برطانیہ کے باشندوں کا کیا حال ہو؟ "

لیکن اٹلی کے وحشی اعمال کے تجارب کے بعد شاید اب اس سوال میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے یوں پوچھنا چاہیے کہ " اگر ایک متمدن حملہ آور قوم کا ہوائی جہاز مع اپنے سار و سامان جنگ کے وحشی قبائل کی لشکرگاہ میں گرپڑے' تو وہ اس پر فخر ایجاد کے احترام کے لیے کیسا افسوس ناک راقعہ ہوگا؟ "

نقول مسٹر (میکلا) پہلا ہوائی جہاز ١٠ اکتوبر کو طرابلس پہنچ گیا تھا ' کیونکہ اسکے اڑنے کا نظارہ اپنے ہوٹل کی چھت سے وہ عرصے تک دیکھتے رہے - اس جہاز سے سب سے پہلا کام یہ لیا کہ ایک عام اعلان کے بعد شہر کے تمام عربوں کو جمع کیا گیا اور

(١) آجکل مصر میں ہوائی جہاز کو " طیارہ " اور اسکے چلانے والے اور اسمیں اڑنے والے کو طیار کہتے ہیں -

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ھیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبد القادر الجزائری
۲ ابو النصار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ ھز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاھد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراھیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر نہاد سزای بک رئیس ھلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاھد
۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وارث
۱۳ ایرانی مجاھدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاھدین کا حملہ
۱۵ بیک دلشی نشانت سے
۱۶ منصور پاشا محرث سماری

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر
۱۸ اٹالین ھوائی جہاز سے مجاھدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ھیں
۱۹ طبرق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاھدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ھیں
۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں
۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ
طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبرق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاھدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ انزر بائیجان میں روسی داخلہ
۲۸ ایران کے سرحدی قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(علم مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عہد دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ ھلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی ھلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرنیہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ ھجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

جنگ ترکی و یورپ

— • —

لڑائی شروع ہوگئی، و الحرب مبارقع - اس وقت تک جسقدر خبریں آئی ہیں اضطراب سے خالی نہیں، مقام (بیرن) پر مانٹی نگرو، اور سگو چگ اور (نوی بے) پر بلغاریا کو شکست ہوئی، اسی طرح ۱۲ - کو ترکوں نے مقام (توزیب) پر بھی فتح پائی -

ترکوں نے حملے شروع کردے ہیں، مگر مانٹی نگرو بھی اپنی ابتدائی فتوحات کی خبریں نقصان کررہا ہے - چنانچہ ۱۰ - کی تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قلعہ (تدچ) پر قبضہ کر لیا گیا - اور پھر آج کی خبر ہے کہ (توزیب) نامی ایک مقام میں بڑی شاندار فتح مندی کے ساتھ ہم داخل ہوگئے، اور اس بیان کردہ فتح کو یہاں تک وسعت دی گیا ہے کہ شاہ مانٹی نگرو کے لڑکے نے اپنے مکتب

نے جواب دیدیا کہ اصلاحات میں کسی دوسری حکومت کی مداخلت منظور نہیں -

بلقانی کا نفیڈریسی کی یاد داشت اور یونان کے التی میٹم کی نسبت باب عالی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ کوئی جواب نہ دیا جائے - عثمانی وکلا متعددہ بلغراد و سوفیا کو ہدایتیں بھیجدی گئی ہیں کہ چونکہ ان یاد داشتوں میں ترکی شہنشاہی کا پورا پورا احترام نہیں کیا گیا ہے، لہذا جواب کی مستحق نہیں، اور تمام وکلا کو فوراً دار الخلافت کا رخ کرنا چاہیے، کریٹ نے کھلم کھلا یونانی پارلیمنٹ کی شرکت کا اعلان کر دیا ہے - یونان نے بھی اسکو علانیہ منظور کر لیا اور یہ ضرور ہونا تھا -

کریٹ کے عیسائیوں نے اسکا بھی اعلان کر دیا ہے کہ ہم ۸۰۰۰ مسلح باشندگان کریٹ سے یونان کی مدد کرنے کے لیے طیار ہیں -

اٹلی نے ساحل طرابلس سے اندرون طرابلس کی طرف ریلوے لائن بنانی شروع کی تھی، مگر کچھ ترعربوں نے اکھاڑ ڈالی اور کچھ حصہ ناتمام چھوڑ دیا گیا

نے لوگوں کو دس ہزار ترکوں کی گرفتاری کی خوشخبری بھی بھیجدی ہے !

قسطنطنیہ میں ایک حشر جہد و مستعدی بپا ہے - طلبا کی جماعتیں باب عالی کی کھڑکیاں توڑ رہی ہیں کہ جنگ پوری قوت کے ساتھ جاری رہے - عورتوں نے اخباروں میں مضامین لکھے ہیں کہ ہمیں بھی میدان جنگ میں زخمیوں کی خدمت کا موقعہ دیا جائے - حضرت سلطان المعظم کے بھائی، اور سلطان عبد الحمید کے صاحبزادے عبد الرحیم بھی مجاہدین میں شامل ہوگئے ہیں - جنگی طیاریاں پوری سرعت کے ساتھ جاری ہیں - میدان جنگ کی طرف فوجی روانگی کی روز انہ تعداد بیس ہزار ہے، اور ابتک چار لاکھ فوج وہاں جمع ہو چکی ہوگی - دول کی یاد داشت کا باب عالی

عثمانی سفارت خانے کا پورا اسٹاف ایتھنس سے روانہ ہوگیا - مگر قسطنطنیہ میں یونانی سفارت خانہ ابھی موجود ہے

ہر ہائینس سر آغا خاں نے (ماسکو) سے لندن کی برٹش ہلال احمر فنڈ کے لیے دو ہزار پاونڈ روانہ کیے ہیں، نیز لکھا ہے کہ " سر دست ہندوستان کے مسلمان اپنے تمام کاموں، حتی علیگڈہ یونیورسٹی کے مسئلے کو بھی الگ اٹھا کر رکھدیں، تاکہ عثمانی مصائب کے امداد کے لیے تمام کوششیں جمع کی جا سکیں " جزاہم اللہ تعالی -

ہم نہایت خوش ہیں کہ ہر ہائینس نے اس موقعہ پر قابل تعریف غیرت ملی سے کام لیا - اور حضرت سچ اور حقیقت واقعی ہے اسکے کہنے میں دریغ نہیں کیا - کاش اس وقت بھی، جبکہ ملت کی مرادوں کی جنتیں آرہی تھیں، یونیورسٹی کا نقارہ بجا کر لوگوں کو اسکی طرف سے بے پروا نہ کردیا ہوتا -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electric Printing Works, 7/1, McLeod Street, Calcutta

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

زیر مسئول تحریر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت		قیمت
۱ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ		سالانہ ۸ روپیہ
کلکتہ		ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, October 23, 1912

روزانـــــہ

—:—

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

—*—

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جاے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں

—*—

ھذا بیان للناس ، و ھدی و موعظۃ للمتقین
(۳ : ۱۳۲)

—*—

دوسرا الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے، جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری | نمبر ۱۵

Calcutta Wednesday, October 23, 1912

فہرس

اداراۂ الہلال کے لیے عربی اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی ضرورت کا جو اعلان شائع ہوا تھا ' اسکی نسبت جن حضرات نے درخواستیں بھیجی ہیں ' وہ چند روز توقف فرمائیں - تمام درخواستوں کے آجانے کے بعد نتیجہ سے اطلاع دی جاےگی -

رجال الغد

الہلال کی بالکلی وضع زمانہ کے خلاف ' اسکا لب و لہجہ درشت و سخت ' اسکے مضامین ٹائپ میں چھپتے ہیں ' جسکے عام طور پر لوگ عادی نہیں ' پھر کہا نہ جو اور صداقت کی قدرتی عدم مقبولیت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دروازے اسکے لیے کھولتا جاتا ہے ؟ ما یفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لها ' و ما یمسک فلا مرسل له [اللہ اپنی رحمت کا دروازہ بندوں پر کھولدے ' تو کوئی نہیں جو اسے بند کرسکے ' اور اگر اسکا دروازۂ رحمت بند ہوجاے ' کون ہے جو اسے کھول سکتا ہے ؟]

دہلی کے ایک بزرگ اس وقت تک پندرہ بیس خریدار بنوا چکے ہیں ' اور انکا نام تک ہمیں معلوم نہیں - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ آج ایک پچاس روپیہ کا نوٹ ہمارے نام آیا ہے ' جسکے ساتھہ ایک گمنام خط اس مضمون کا ہے

" خدا کے لیے اپنی ہمت سے کام لیجیے ' مسلمانوں کے لیے الہلال ایک باب رحمت کھلا ہے ' اسکا نفع محدود نہ کیجیے - آپنے مجبور ہوکر طلبا کی رعایت بند کردی ہے ' یہ حقیر رقم لیجیے اور ۲۵ طالب علموں کو ۲ روپیہ میں الہلال دیجیے - نام اسلیے نہیں لکھتا کہ آپ روپیہ واپس کردینگے "

ہم انسے وعدہ کرتے ہیں کہ روپیہ کی نسبت کوئی فیصلہ ایسا نہ کرینگے جو انکی مرضی کے خلاف ہو ' مگر خدا کے لیے اپنے نام سے ہمیں اطلاع بخشیں ' اور اس سے محروم نہ رکھیں - جب تک وہ نام نہیں بتلائیں گے ' روپیہ بطور امانت محفوظ رہے گا -

---

موجودہ بلقانی جنگ کا نقشہ اس ہفتے نہیں دیا جاسکا آیندہ ہفتے شائع ہوجاے گا ' اسکے مطالعے سے جنگ کے سمجھنے میں مدد ملے گی -

الهلال

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جائینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے - مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جُوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشّی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

امید پیدا ہوسکے ' مگر پھر بھی یہ صلح ایک حسرت اور مایوسی کا داغ ہے ' جو موجودہ وزارت کی کمزور پالیسی اور احباب کے اثر سے مغلوب ہونے کی وجہ سے جنگ طرابلس کی پر فخر اور مغرور پیشانی کو نصیب ہوا -

جو ارادۂ سلطانی خود مختاری طرابلس کی نسبت شائع ہوا ہے ' اس میں (برقہ) کا لفظ بالکل نہیں ہے ' اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید برقہ طرابلس کے لفظ میں شامل نہ سمجھا گیا ہو ' اور وہ الگ کر لیا گیا ہو ' مگر اس قیاس کے لیے بھی زیادہ قوی وجوہ نہیں ہیں -

جنگ ترکی و یورپ موجودہ جنگ کی ابتدا جن حالات کے ساتھ ہوئی ہے ' اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جنگ کی ابتدا اسکے وسط اور نتائج سے مختلف ہو -

ترکوں کی فوجی قوت بالکل منتشر تھی ' یورپین ترکی میں اگرچہ فوج نظام اور ردیف کی ایک قوی تعداد موجود تھی ' مگر (نمول نامہ نگار ٹائمس) یورپین ترکی کا جغرافیائی موقعہ اس طرح کا واقع ہوا ہے ' کہ ترکی کیلیے بلقانی جنگ میں دھرے میدانوں کا سنبھالنا ایک ہی وقت میں ضروری ہوگیا ہے - اسکے لیے اسکی پوری فوجی قوت کا اجتماع مطلوب ہے ' تاکہ کم از کم مقدونیا میں ۱۹۲ فوج نظام کی اور ۲۶۷ فوج ردیف کی بٹالین فراہم کردی جائیں - اناطولیے کوچک میں جو فوجی نقل و حرکت نہایت تیزی سے جاری ہے ' اسکا منشا یہی ہے کہ مقدونیا کے مرکز کو قوی کرکے (تھریس) کے میدان کو جنگ کا اصلی تماشا گاہ بنادیا جائے -

لیکن قبل اسکے کہ یہ فوجی نقل و حرکت مکمل ہو ' جنگ شروع ہوگئی ' اور اگر اس ہفتے کی تار برقیاں مطالعہ سے خالی ہیں ' تو کہا جا سکتا ہے کہ غالباً ادرنا نوپل کے ارد گرد کافی ترکی فوج مجتمع نہوسکے - (ٹائمس) کے نامہ نگار نے اسکا خدشہ ظاہر کیا تھا - تاہم یہ ابتدائی واقعات محض اس جنگی تماشے کے تمہیدی کھیل ہیں اصلی واقعات اُس وقت ظاہر ہونگے ' جب ترکی فوج اپنی پوری جمعیت کے ساتھ (اتھریس) میں عثمانی بیرق نصب کردے گی -

مصطفے پاشا پر قبضہ (لنڈن ٹائمس) کے نامہ نگار نے بلغاری نقل و حرکت کا جو خاکہ اپنی پچھلی چٹھی میں ظاہر کیا تھا ' بالاخر وہ صحیح ثابت ہوا اور (بلغاریا) نے پہلا حملہ (ادرنا نوپل) اور دوسری طرف (صوفیا) سے دکھن جانب (اسٹرما) کی وادیوں کی سمت کردیا ہے -

آج (۲۲ اکتوبر) کی نہایت اہم خبر یہ ہے کہ بلغاریا نے (مصطفے پاشا) پر قبضہ کرلیا ' اور ترک یہ تعداد کثیر رسد اور الات جنگ چھوڑکر وہاں سے چلے آئے -

اگر یہ سچ ہے ' تو بلغاریا نے ایک ایسے مقام پر قبضہ کرلیا ہے جو کئی حیثیتوں سے موجودہ جنگ کے نقشے میں ایک اہم ترین مقام تھا -

یہ ترکی بلغاریا سرحد کا ایک فوجی مرکز ہے ' جو اپنی قدرتی بندشوں اور کوہستانی دیواروں کی وجہ سے ہمیشہ عظیم الشان مقام سمجھا گیا ہے - در اصل یہ ایک درہ کوہ ہے ' جسکا نام (مصطفے دربند) مشہور ہوگیا ہے - یورپین ترکی کا نقشہ اگر آپکے سامنے ہے ' تو ادرنا نوپل کے چاروں طرف نظر ڈالکر باسانی اسکو ڈھونڈھ لے سکتے ہیں -

پہاڑیوں کے اندر سے گذرنیوالے (دریائے ماریزا) کے وجود سے درۂ مذکور کی صورت قائم ہے - صوفیا ' فیلی پولس ' اور ادرنا نوپل ہوکر وائنا کی ریل قسطنطنیہ آتی ہے تو دریائے ماریزا کے پہلو سے اسی درے کے اندر سے گذرتی ہے - سرحد کے ترکوں جانب سے یہ درہ قلعہ بند اور مضبوط ہے ' اسلیے یہاں سے گذرنے کے لیے دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی ہو ' سب سے پہلے ایک سخت جنگ کا مقابلہ کرنا قدرتی طور پر ضروری تھا -

یہاں پورب اور پچھم ' دونوں جانب اور درے بھی ہیں - ان میں سب سے زیادہ اہم وہ درہ ہے ' جو (ادرنا نوپل) سے (جمبولی) کی سڑک پر واقع ہے - انتہائے مشرق کی جانب ۲۵ میل کے فاصلے پر (کاؤکس) اور (عمر فقیر) کے درمیان ایک اور درہ واقع ہے - لیکن عثمانی معیار خیال سے اسکو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ دکھن جانب سے اسکا راستہ مشرقی بلغاریا کی سمت چلا جاتا ہے ' اور یہاں کا ضلع اتنا غیر آباد ہے گویا آبادھی نہیں ہے -

بظاہر یہ امر بالکل قیاس میں نہیں آتا کہ ترک ادرنا نوپل سے سترہ میل کے فاصلے پر اسقدر غافل ہو گئے ہوں کہ ایک اہم ترین فوجی مقام کو بغیر کسی جنگ کے حوالۂ دشمن کردیں ؟ اگر یہ خبر صحیح ہے تو عجب نہیں کہ ترکوں نے اسمیں کوئی خاص مصلحت پوشیدہ رکھی ہو - آخری جنگ روم اور روس کے بعد ہمیشہ (سلیمان) پاشا پر اعتراض کیا گیا تھا ' کہ اُس نے اپنے قلعہ بند اور فوجی مرکزوں سے دور جاکر دشمنوں کے استحکامات کا اپنے تئیں نشانہ بنادیا - ممکن ہے کہ ترکوں نے اس موقعہ پر سمجھا ہو کہ بلغاریا جہاں تک زیادہ انکے حدود میں بڑھ آئے ' اسی قدر انکے لیے مفید ہے - وہ اپنے فوجی مرکزوں اور قلعوں کے پاس رھکر اور ایک آخری ضرب لگاکر جنگ جاھتے ہیں ' داستان ہی فیصلہ کردینی ہے -

شیخ عبد العزیز جاویش کی رہائی کی نعمت انگیز خبر الہلال کی اشاعت سے پہلے ناظرین سن چکے ہونگے

ہم نے ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی اِس دانشمندانہ سیاست کے نمونے دیکھے ہیں کہ چند بنگالی لڑکوں پر (باغ) کی طرف سے بغاوت کا الزام دیا جاتا تھا ' اور اسکا مقدمہ ابتدائی عدالتوں میں چار چار مہینے اور چھ چھ مہینے تک جاری رہتا تھا - ہر وہ ممکن انتظام ' اور ہر وہ بے شمار دولت کا ذخیرہ ' جسکی خزانۂ ہند فیاضی دکھلا سکتا ہے ' اس عجیب جنگ کے پیچھے ضائع کیا جاتا تھا - اسکے بعد جب مقدمہ آگے بڑھتا تھا ' تو صبح کی چاے کے ساتھ اس خبر کو لوگ اخبار میں پڑھتے تھے کہ " کل تمام ملزموں کو ہائی کورٹ نے صاف بری کردیا " !

لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مصر اور ہندوستان کی بہت سی مماثلتوں کی طرح ' اس دانشمندانہ سیاست میں بھی مصر ہندوستان بنتا جاتا ہے -

کس زور شور اور جنگی اہتمام کے ساتھ (شیخ جاویش) کو گرفتار کیا گیا ' تمام انگلستان کے پریس نے کسقدر خوشیاں منائیں کہ حزب الوطنی کی ایک بڑی معقول العقل سازش کا سرا اب ہمارے ہاتھ آگیا ' لارڈ کچنر کی نئی مضبوط پولیس کے ستونھی کسقدر مسرور و شادماں ہوے تھے ' کہ اب ہمکو جن کی بڑی ضرورت ہوگی ' مگر :

بس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورا نیست بادنجان و بادنجان بورانی

اسقدر جوش و خروش کے بعد اب یہ راز منکشف ہوا کہ غریب (جاویش) کا کوئی قصور نہ تھا !

شذرات

جہل اور الحاد کا اجتماع ضدین — کوئی صاحب اگر محالات عالم کی فہرست طیار کریں، تو مسلمانان ہند کے موجودہ دور ترقی میں اکے لیے نہایت کارآمد ذخیرے ہیں۔ سب سے بڑھکر اعجب العجائب واقعہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جو متضاد چیزیں کبھی بھی جمع نہیں ہوئی تھیں، نئی ترقی کے دور افسونگر نے اپنے جادو سے انکو ایک جگہہ کھڑی کردیں۔ الحاد اور دہریت کا ظہور ہمیشہ علوم مادیہ کے عروج اور ترقی کے زمانے میں ہوتا ہے۔ یورپ اپنے دور مظلمہ میں علوم سے بے بہرہ تھا، ساتھہ ہی مذہب کا تسلط بھی پوری قوت سے قایم تھا۔ مگر جب علوم و فنون کا دور شروع ہوا، تو الحاد کا بیج بھی برگ و بار لایا۔ لیکن آجکل ترقی یافتہ مسلمان جہل علمی، اور الحاد دینی، دونوں کا مجموعہ ہیں

ان ہذا من اعاجیب الزمن

سب سے پہلے جہل کا حال سنیے۔ بیشک مسلمانوں نے سرکاری نوکریوں کے میدان میں تو اپنی تعداد پہلے سے زیادہ کرلی ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ اگر علم کو غذاے صبح و شام کے حصول کا ذریعہ بنے کی عزت دی جائے (علی رغم انف افلاطون) تو مسلمانوں نے واقعی اس عزت بخشی میں عدیم النظیر فیاضی دکھلائی ہے، اور ایک ایسی شکم پرستی کی زندگی بی-اے اور ایم-اے ہوکر پیدا کرلی ہے، جسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ لیکن شاید اس ترقی کو ترقی تسلیم کرتے ہوے خود ترقی یافتوں کو بھی شرم آئے۔ پھر بتلائیے کہ پورے پچاس برس کی انگریزی تعلیم نے آجتک ایک مصنف، ایک مفکر، ایک ماہر سیاست، اور ایک بھی بڑا آدمی پیدا کیا؟ انگریزی تعلیم کی منفعت اور اس کا وجوب جب ہمیں سمجھایا گیا تھا، تو کہا گیا تھا کہ اسکے ذریعہ ان علوم و فلسفۂ جدیدہ کو ہم حاصل کرینگے، جنہوں نے یورپ کو آج تمام عالم کا مالک بنادیا ہے۔ اس بیان کی صداقت سے تو ہمیں انکار نہیں، لیکن کوئی صاحب ہمیں بتلائیں کہ آجتک کتنے مسلمان انگریزی داں ہیں، جنہوں نے سائنس کی کسی شاخ کو بھی حاصل کیا ہے؟ اور کتنے ہیں جو فلسفۂ جدیدہ کی مبادیات تک کو بھی سمجھتے ہیں؟ ہم نے تو آجتک سوا دو چار شخصوں کے کسی کی نسبت یہ بھی نہیں سنا، کہ اس نے ایم-اے میں فلسفہ لیا ہو، حالانکہ خوش نصیب ہندؤں میں پچاسوں ہیں۔

علم اور فلسفہ دانی کا تو یہ حال۔ اسپر ہمارے تعلیم یافتہ حضرات کو مذہب سے بے اعتقادی، علم کے مقابلے میں اسکی شکست کا یقین کامل، فلسفہ کی ہر آواز کے مثل اشکال ریاضی ہونے کا ادعان! اور ملحدانہ الحاد پر فخر و غرور!!

مارا ازیں گیاہ ضعیف این گمان نبود

شاید ہی سائنس اور فلسفہ سے کوئی گروہ اسقدر اجہل ہوگا، جس قدر آجکل کا تعلیم یافتہ گروہ ہے، الا ماشاء اللہ، والنادر کالمعدوم۔

(ڈارون) اور (اسپنسر) مذہب کی نسبت کچھہ کہنا چاہیں، تو شاید ہم کان بھی دھریں، لیکن اسکولوں اور کالجوں کے یہ منتہی جہل و نادانی اگر سمجھتے ہیں کہ ہمارا الحاد بھی چند کھوٹے سکوں کی قیمت پالیگا، تو

این خیال ست و محال ست و جنون

اپنی عادت کے مطابق قرآن حکیم کی چند آیتیں مناسب وقت زبان پر آتی تھیں۔ مثلاً مالہم بہ من علم، ان یتبعون الا الظن، و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا (۱)۔ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ۔ (۲) لیکن پھر دل نے کہا کہ یہ کیا بے موقع اسراف ہے؟ ہیگل، ہرکلے، یا دیکارٹ اگر مذہب کے بارے میں شک کریں، تو ان آیات کے مستحق ہیں، نہ کہ یہ معراے علم، جنکو علم کا ظن بھی نصیب نہیں۔

الحاد خود جہل ہے — ہم نے کہا کہ الحاد جہل کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس سے مقصود علوم مادیہ کا جہل ہے، ورنہ اسکی نسبت بھی ہمارا یقین ہے کہ علوم مادیہ کی تکمیل معجزہ یقیناً ایک زمانے میں مذہب کی حمایت میں پہلی صف ہوگی، لیکن اسمیں شک نہیں کہ ان علوم کا انتشار اور انکشاف ہمیشہ الحاد کا داعی ہوا ہے، اور گو انکو فی الحقیقت نفیاً یا اثباتاً حقائق مذہب سے کوئی بحث نہیں ہوتی، مگر انسان مادی طاقتوں کی دریافت سے مغرور ہوکر الہی طاقت سے بے پروا ہوجاتا ہے، اور جہل حقیقت کے سبب سے انکار حقیقت کردیتا ہے۔ ورنہ اگر غور کیا جاے تو الحاد ہی اصلی جہل ہے۔ ایک ملحد جن امور سے انکار کرتا ہے، وہ دراصل اسکا انکار نہیں ہے، بلکہ اسکا اعتراف ہے کہ ان امور کو نہیں جانتا۔ قرآن حکیم نے اس امر کو اسقدر صاف صاف کہدیا ہے، کہ اس سے بڑھکر دنیا میں اس قدیمی نزاع کیلیے کوئی آواز فیصلہ کن نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان مباحث کے لیے (مقالات) کے باب کو مخصوص کردیں، مگر گنجایش کی قلت سے معذور ہوجاتے ہیں۔ انشاء اللہ (البیان) ان مباحث کے لیے مخصوص و موضوع ہوگا۔

مسئلہ صلح کا اختتام — بالآخر ترکی اور اٹلی کی صلح کی تصدیق ہوگئی، اور انگلستان نے اٹلی کے شاہنشاہی اقتدار کا اعتراف کرلیا۔ ع یکے بدزدی دل رفت و پردہ دار یکے!

صلح کی پہلی خبر کے بعد (جسمیں تمام اوجی تکمیل صلح کا اعلان کیا گیا تھا) دوسری خبریں جو آئیں، انہوں نے پھر اختتام صلح کے معاملے کو مشکوک کردیا تھا، مگر اسکے بعد ہی قسطنطنیہ کی تاربرقی سے معلوم ہوا کہ سلطان المعظم نے طرابلس کی خود مختاری کا سرکاری اعلان کردیا ہے۔

افسوس ہے کہ ابتک تفصیلی طور پر شرائط صلح مشتہر نہیں کی گئیں، ایک طول طویل تار برقی میں قرار داد صلح کی دفعات ظاہر کی گئی تھیں، اور خیال کیا گیا تھا کہ درست اسی کے ہونگی، مگر اسکی ہر دفعہ اسدرجہ مبہم اور گو مگو ہے کہ بحث و راے کے لیے کچھہ مفید نہیں۔

آج ہم نے ایک تفصیلی تار قسطنطنیہ بھیجا ہے، اور صلح کی شرائط کی نسبت صحیح معلومات دریافت کیے ہیں۔ اگر موجودہ جنگ کے اشتعال کی وجہہ سے تار کے پہنچنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوا، تو امید ہے کہ ہم کل تک (جبکہ الہلال کا اخری جز چھپیگا) کچھہ لکھہ سکیں گے۔ تاہم خواہ کیسی ہی شرائط کیوں نہوں، اور خواہ طرابلس کی خود مختاری کے اعلان پر بھی اندرون طرابلس کی اصلی عربی قوت کے جنگ جاری رکھنے کی

---

(۱) انکو اسکا کوئی علم نہیں، صرف شک اور گمان کے پیرو ہیں، اور گمان حق و یقین کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ (۲) وہ ہر اس چیز کو جھٹلا دیتے ہیں جو ان نادانوں کی سمجھہ میں نہیں آتی۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

— * —

یعنی مسلمانوں کی آیندہ شاہراہ مقصود

— : —

قل هل من شرکائکم من یهدی الی الحق ؟ قل الله یهدی للحق - افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یهدی الا ان یهدی ؟ فما لکم ؟ کیف تحکمون ؟ وما یتبع اکثرهم الا ظنا ، ان الظن لا یغنی من الحق شیئا ، ان الله علیم بما یفعلون (۱۰ - ۳۵) (۱)

(۳)

احرام بہر زور ازل ، کعبہ کرے درست
جو راہ عشق ہرکہ رود بر خطا رود

صحت کے لیے تندرست کو نہیں ، بلکہ مریض کو دیکھنا چاہیے

اگر مریض پچھلی بد پرہیزیوں اور بیماریوں سے تنگ آ گیا ہو اور چاہتا ہو کہ آیندہ کیلیے ایک صحیح و تندرست کی زندگی حاصل کرے ، تو اسکے لیے حفظ صحت کی کسی کتاب کے پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ اپنی بیماریوں اور پچھلی بد پرہیزیوں کا مطالعہ کرے - مسلمان اگر آیندہ اپنی حیات ملی کو بیماریوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ، تو انکے لیے پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گذشتہ اور موجودہ امراض ، علی الخصوص اپنی بد پرہیزیوں پر نظر ڈالیں ، اور آیندہ اسکے بچنے کا سامان کریں -

مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض کی اصلی علت جس نے مختلف عوارض کی شکلیں اختیار کرلی ہیں ، اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انہوں نے تعلیم الہی کے عروۃ الوثقی کو چھوڑ دیا ، اور اسکے ساتھ مہلک بد پرہیزی یہ ہے ، کہ سعی اصلاح و ترقی کا جو قدم اٹھایا ، وہ مذہب سے الگ رہکر اٹھایا - نتیجہ یہ نکلا کہ صحت و تندرستی ہی سے محروم ہوگئے - مسلمانوں میں پرانی تحریک سلفی

(۱) اے پیغمبر ! ان لوگوں سے پوچھو کہ تمہارے بنائے ہوے معبودوں میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو راہ حق کی ہدایت کرے ؟ کہدو کہ الله ہی ہے ، جو حق کا راستہ دکھلاتا ہے - پس جو حق کی راہ دکھاے ، وہ زیادہ مستحق ہے کہ اسکی تعلیم کی پیروی کی جاے ، یا وہ عاجز انسان ، جسکا یہ حال ہے کہ جب تک دوسرا اسکو راہ نہ دکھادے وہ خود بھی راہ نہیں پاسکتا ؟ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ؟ یہ کیسے حکم لگا رہے ہو ؟ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں اکثر لوگ صرف اپنے خیال و وہم کی بنائی ہوئی باتوں پر چلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہم و گمان حق کے یقین کے مقابلے میں کام نہیں آسکتا - یاد رہے کہ الله تعالی ان لوگوں کی کارروائیوں سے خوب واقف ہے -

ہے ، اور نئی جماعتیں ، لیکن دونوں کا یہی حال ہے - اور یہی سبب ہے کہ پہلی پوری کامیاب نہ ہوئی ، اور دوسری ابھی عمر کے چوتھے سال ہی میں بستر مرگ پر پائی گئی - اب جو کچھ ہے اسکی تجہیز و تکفین کی دھوم ہے ، کہ کئی کروڑ مسلمانوں کی پینتالیس " متفقہ اور مسلمہ " دلیلیں کے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

دین اور دنیا کی تفریق

ہم کو مسلمانوں کی گذشتہ جد و جہد ترقی پر بہت کچھ لکھنا ہے ، کیونکہ جب تک پچھلی غلطیاں سامنے نہ آئیں ، آیندہ کیلیے ان سے پرہیز ممکن نہیں - لیکن یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے - یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں ، کہ آجکل کا تعلیمی و قومی جلسوں میں ہمارے قومی خطیبوں نے بزم آرائیوں کیلیے جو موضوع اختیار کر رکھے ہیں ، ان میں ایک بہترین کا پامال مضمون دین اور دنیا کا باہمی تعلق بھی ہے - بار بار اسکو دہرایا گیا ہے ، اور ہمیشہ زور دے دے کر کہا گیا ہے ، کہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق کا کوئی سوال نہیں ، وہ دین کو دنیا سے الگ نہیں کرتا ، بلکہ کہتا ہے کہ دین دنیا ہی کے حسن عمل کا نام ہے - اسمیں شک نہیں ، کہ مثل آجکل کے بہت سے اقوال کے یہ قول محض بھی صحیح ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ اعمال کا کیا حال ہے ؟ زہی مدعیان اصلاح جو اس صداقت کو زبانی دہراتے ہیں ، انکی ار سرتاپا زندگی ، اور انکی تمام قومی تحریکوں کے اعمال میں بھی اسکا کچھ اثر ہے یا نہیں ؟

جواب یہ ہے کہ خود ہمارے نئے لیڈروں نے دین اور دنیا کے اندر تفریق کی ایک ایسی خلیج حائل کردی ہے ، جو روز بروز دونوں کناروں کو دور تر کر رہی ہے ، اور انکو کسی طرح ملنے نہیں دیتی - انہوں نے قومی اصلاح و ترقی کی جسقدر تحریکیں شروع کیں ، انکو مذہب سے اسطرح الگ رکھا ، گویا نہ تو پیروان اسلام انکے مخاطب ہیں ، اور نہ مسلمانوں کی قوم سے خود انہیں کوئی واسطہ ہے - انکی زندگی ، انکے اعمال ، انکی آواز ، انکی نظریں ، انکی مثالیں ، انکے نصب نظر ہوے ، بلکہ انکے تمام اعمال و کردار یکسر اسلام سے بیگانہ ، اور ارادۃً یا بعدم مذہب سے نا آشنا رہے - انہوں نے ہمیشہ دنیا کو دین سے الگ دیکھا ، اور جب کبھی قدم اٹھایا تو دنیا کی طرف ، حالانکہ اگر دین کی طرف بڑھتے ، تو دنیا خود انکی طرف دوڑتی

یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا ، وهم عن الآخرة هم غافلون (۳۰ ۷)	یہ لوگ صرف دنیا کی ظاہری دلفریبیوں ہی کو جانتے ہیں اور آخرت کو بالکل بھولے ہوے ہیں -

مذہب سے یہ بعد امروزہ یہاں تک بڑھ گئی ہے ، کہ آج اگر کوئی صداے قرآنی بلند کی جاتی ہے ، تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتا ہے کہ یہ کیسی آواز ہے ؟ بہت سے اس خیال پر متعجب ہیں کہ مسلمانوں کی پولٹکل پالیسی بھی تعلیم قرآنی پر مبنی ہو ، (رایت المنافقین یصدون عنک صدودا) بہتوں کو یہ کہنے سے شرم اور عیب کا بخار چڑھ آتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے جو کچھ ہے

گمنام مراسلت

کی اشاعت نے - ہم دیکھتے ہیں کہ - ناظرین (الہلال) میں سخت جوش پیدا کردیا ہے ' اور اس وقت تک مختلف مقامات سے تقریباً ایک سو مراسلتیں اسکی نسبت آ چکی ہیں - اکثر خطوط نہایت غیظ و غضب کی حالت میں لکھے گئے ہیں' اور ان میں وہی ہی سخت الفاظ صاحب مراسلہ کی نسبت استعمال کیے گئے ہیں' جیسے خود اس بیچارے نے فرط تعصب سے بے اختیار ہوکر لکھدیے ہیں - افسوس ہے کہ ہم انکی اشاعت سے معذور ہیں کہ امر لاحاصل' بلکہ سعر مقصود میں خارج - صرف ایک مراسلت جناب مولوی علی نبی صاحب کی ضمیمہ میں درج کرنے کیلیے دیدی ہے ' کہ نسبتہً کم سخت اور قابل اشاعت تھی' پھر بھی جابجا ایسے الفاظ موجود ہیں - جنکو خارج کردینا پڑا' اور انکی جگہہ نقطے دیدیے -

---

ایک ضروری نکتہ

ہمارے جن احباب کو اُن الفاظ کی شکایت ہے جو اس عاجز کی نسبت اس مراسلت میں استعمال کیے گئے ہیں' اور جنکو وہ اپنی خادم نوازی سے اس عاجز کیلیے نا مروزوں تصور فرماتے ہیں' انکی لطف فرمائی کا شکر گذار ہوں ' لیکن ساتھہ ہی توجہ دلاتا ہوں کہ نرمی اور سختی ' عاجزی اور تکبر' درگذر اور سخت گیری کا بھی وہ نازک مقام ہے' جسکو آجکل مسلمانوں نے بھلا دیا ہے ' اور جسکی وجہ سے وہ فاغلظ علیہم [اے پیغمبر ' سختی کر] اور فبما رحمة من الله لنت لهم [یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ نے تجکو لوگوں کے ساتھہ نرم دل بنایا] میں فرق نہیں کر سکتے - مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی خوشی اور ناراضگی ' دونوں کو محض اللہ کی رضا اور ناراضگی میں گم کردے اور خود اپنے تئیں بھول جائے - اگر کوئی شخص اسکی ذات خاص کے ساتھہ برائی کرے ' اور اسطرح ایک حسد سے زخم ہوجائے ' گویا اسکے اندر جذبات انسانی ہیں ہی نہیں ' بلکہ ہو سکے تو سختی کے مقابلہ میں نرمی ' اور برائی کے بدلے میں بھلائی کرے - لیکن اگر کوئی حق اور باطل کا معاملہ سامنے آجائے' اور شخصی نہیں ' بلکہ دینی اور جماعتی نفع و نقصان کا سوال ہو' تو اسوقت سر سے لیکر پیر تک اسکا تمام جسم قہر الہی کا نمونہ بن جائے' اور اسکے غیظ و غضب کیلئے کوئی انتہا اور روک نہو - گمراہی و ضلالت کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے' اور باطل پرستوں کے خدا سے مغرور سروں کو اپنے بے رحم پیروں سے کچل ڈالے -

اذلة على المؤمنين' اعزة على الكافرين' يجاهدون في سبيل الله و لا يخافون لومة لائم کے یہی معنی ہیں -

پس ہمارے لطف فرما ان باتوں میں اپنی توجہ کو ضائع نہ فرمائیں - البتہ اُس مراسلت میں مذہب اور شعائر مذہب کی نسبت جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں ' انکی وجہ سے جو شورش آمیز جوش مراسلات سے ظاہر ہوتا ہے' وہ ہمارے لیے ضرور ایک مژدۂ جانفزا ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی حس گو خواب آلود ہوگیا ہو' مگر الحمد للہ مردہ نہیں ہے - اور گو خوابها ئے گران سے بوجهل ہوگیا ہو' مگر جذبات ایک باقی ہیں -

---

الہلال کی دعوت

کی نسبت اس وقت تک جسقدر مراسلات آئی ہیں' ان میں سوائے ایک صاحب کے نفس دعوت سے سب کو اتفاق ہے - رہا طریق بیان اور اسکا نتیجہ' تو البتہ اسکی نسبت کچھ صاحبوں نے ایک اختلاف کیا ہے' جنمیں سے تین مراسلات آج ضمیمہ میں درج کردی گئی ہیں -

انہی میں ہمارے محب جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی بھی ہیں - وہ فرماتے ہیں کہ لب و لہجہ کی خشونت تعلیم قرانی اور اسوۂ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہے - ایک دو اور صاحبوں نے بھی بعض آیات قرانیہ سے ایسا ہی استدلال کیا تھا' مگر گذارش ہے کہ باوجود اس علم کے ' کہ حضرت موسی کو کہا گیا تھا فقولا له قولا لينا - باوجود اس ارشاد باری کے کہ ولو كنت فظاً غليظ القلب ' لانفضوا من حولك - اور باوجود اس حکم الہی کے کہ ' وقل لهم قولا بليغا - ہمارا یہ اعتقاد علی وجہ البصیرت ہے کہ اعلان حق کا ایک مقام آتا ہے ' جہاں جسقدر سختی ' جسقدر خشونت ' جسقدر اظہار قہر و غضب ' اور جس درجہ کھلی تذلیل و تحقیر ہو' عین عدل و انصاف' عین اعتدال' اور عین نمونۂ تعلیم قرانی و اتباع اسوۂ محمدی ' و اخلاق فاضلۂ حقیقی ' و منشاء قیام عدل و قانون و بنیاد نظام عالم ہے -

قران کریم میں ایک ہی مطالب و مقصود کی تمام مختلف آیات کا جب تک استقصا نہ کیا جائے ' اور تعمق نظری سے جملہ وجہ تطبیق کو نہ ڈھونڈھا جائے ' اس وقت تک اصل حقیقت منکشف نہیں ہو سکتی - انشاء اللہ تعالے آئندہ نمبر میں ہم (الامر بالمعروف) کا چوتھا نمبر لکھکر اس امر کو بالتفصیل عرض کرینگے ' اگرچہ اسکے گذشتہ نمبر بھی اسکے لیے کافی ہیں -

دوسرا اختلاف انہوں نے الہلال کے دائرۂ بحث کی وسعت کی نسبت کیا ہے - افسوس کے ساتھہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ شاید مولانا نے الہلال کی دعوت کا غور کے ساتھہ مطالعہ نہیں فرمایا - الہلال دائرۂ بحث تو صرف ایک ہی ہے - یعنی احیاء تعلیم اسلامی' اور اتباع احکام کتاب اللہ کی دعوت - ساتھہ ہی اسکا عقیدہ ہے کہ اگر واقعی خدا کی کتاب' اور اسکا دعوا قابل تسلیم ہے ' تو مسلمانوں کی تعلیم' پالیٹکس ' اخلاق ' تمدن' جو کچھہ ہے ' اسی کے اندر ہے - اور چونکہ وہ مسلمانوں کے لیڈروں کی سب سے بڑی گمراہی اور اصل بنیاد ضلالت یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے پالیٹکس اور تعلیم کو مذہب سے الگ سمجھا ' اسلیے وہ اللہ کیلیے اس غلطی کا انسداد کرنا چاہتا ہے - بیشک وہ تعلیم اور پالیٹکس جسپر ایک مصلحت ملت عامل رہے ہیں' مذہب کے ساتھہ ایک دائرے میں نہیں آسکتے ' کیونکہ غلامی اور توحید ' حق اور باطل' کفر اور اسلام کبھی ایک جگہہ جمع نہیں ہوے - لیکن شاید مولانا کی نظر اس پر نہ گئی کہ الہلال جس تعلیم اور پالیٹکس کی طرف بلاتا ہے' وہ تو یکسر قران ہی سے ماخوذ ہے' اور جب دعوت قرانی اسکا مقصد ہے' تو لازمی طور پر وہ بھی اسکے دائرۂ بحث میں ہے' اور جبتک اسلام دنیا میں باقی ہے' ہمیشہ رہیگا -

البتہ ہم مولانا کے کمال شکر گذار ہیں کہ انہوں نے (محمڈن کالج) کی مذہبی حالت کی نہایت ضروری اور قوم کیلیے مفید ترین بحث چھیڑ دی' ہم خود بھی ایک مدت سے نہایت تفصیل سے اس مسئلہ کو لکھنے والے تھے ' مگر الحمد للہ

بتوں کے باب میں آخر کلام آہی گیا

---

* ہم مولانا کے نہایت ممنون ہونگے' اگر وہ حسب وعدہ اُن خیالات و آرا سے ہمیں اطلاع بخشیں' جنکو الہلال میں انہوں نے " نائٹ بجهنوں سے گرا ہوا " محسوس فرمایا - مسلمانوں کے پچاس برس کے ایک ہی کام کی نسبت اگر غلط فہمیوں کا انسداد ہو جائے' تو اس سے بہتر کیا بات ہے ؟

بین المرء و قلبه و انه الیه تحشرون (۸ : ۲۴)

میں جب چاہتا ہے آڑے آجاتا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ بالاخر ایک دن تم سب اسکے آگے اکٹھے کیے جاؤگے

ہمارے ملکی بھائی اپنے اندر صرف قومیت اور سیاست کی روح پیدا کرکے زندگی کی حرارت پیدا کرسکتے ہیں ' اسی طرح اور قومیں بھی - لیکن مسلمانوں کی تو کوئی علحدہ قومیت نہیں ' جو کسی خاص نسل و خاندان ' یا زمین کے جغرافی تقسیم سے تعلق رکھتی ہو - انکی ہر چیز مذہب' یا بالفاظ مناسب تر انکا تمام کاروبار صرف خدا سے ہے - پس جب تک وہ اپنے تمام اعمال کی بنیاد مذہب کو نہیں قرار دینگے ' اس وقت تک نہ انمیں قومیت کی روح پیدا ہوگی ' اور نہ وہ اپنے بکھرے ہوے شیرازے کو جمع کرسکیں گے - آج دنیا " قوم " اور " وطن " کے نام میں اپنے لیے جو تاثیر رکھتی ہے' مسلمانوں کیلیے وہ اثر صرف " اسلام " یا " خدا " کے لفظ میں ہے - یورپ میں " نیشن " کا لفظ پکار ایک شخص ہزاروں دلوں میں حرکت پیدا کرسکتا ہے ' لیکن انکے پاس اسکے مقابلے میں اگر کوئی لفظ ہے ' تو " خدا " یا " اسلام " ہے -

تشخیص کے بعد

اگر تشخیص کے بعد علاج آسان ہے ' اگر گذشتہ امراض کی دریافت کے بعد آئندہ کیلیے حصول صحت میں کوئی دشواری نہیں اور اگر صحت کی آرزو کے ساتھ مرض کے حصول کی خواہش نہیں جمع نہیں ہوسکتی' تو مسلمانوں کیلیے انکی آئندہ شاہراہ مقصد کا سوال بالکل صاف ہے اور وہ ایک ہی ہے - اجتک انکی تمام کوششیں اسلیے بار آور نہ ہوئیں ' کہ انکو آگ کی تلاش تھی ' حالانکہ چاہیے تھا کہ چنگاریوں کو بھڑکنے دیں تا کہ آگ بھڑکتی ' اور دور تک ہو جاتا ' لیکن وہ ہمیشہ راکھ کے ڈھیر کو پھونکتے رہے - اسکی محنت میں کوئی شک نہیں مگر اسکو کیا کیجیئے کہ راکھ کو پھونکنے سے آگ نہیں پیدا ہوسکتی

ونار لو نفخت بها اضاءت
ولکن انت تنفخ فی الرماد (۱)

ضلالت اعمال کی یہی مثال ہے جو قرآن حکیم نے دی ہے ' اور فی الحقیقت قرآن کے سب سے زیادہ گہرے معارف اسکی مثالوں ہی میں ہیں

مثل الذین کفروا بربهم اعمالهم کرماد اشتدت به الریح فی یوم عاصف لا یقدرون مما کسبوا علی شیء ذلک هو الضلال البعید (۱۴ : ۲۱)

جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت سے انکار کیا ' اسکے کاموں کی مثال ایسی ہے ' گویا راکھ کا ڈھیر ہیں ' کہ آندھی نے تند اسکو ہوا اڑا لے گئی - اسی طرح جو کام ان لوگوں نے کیے ہیں ' ان میں سے کچھ بھی انکے ہاتھ نہیں آئیگا - یہی گمراہی پرلے درجے کی گمراہی ہے -

مسلمانوں میں تعلیمی رفتار ابتک مقابلۃً کیوں سست ہے ؟ پولیٹکل آزادی کے ولولے کیوں ان میں نہیں ابھرے ؟ ایثار و قربانی کی مثالیں کیوں نا پید ہیں ؟ سحر نگار اہل علم ' اور انشا پرداز

(۱) اگر آگ کو پھونک مار کر سلگاتے ' تو وہ بھڑک اٹھتی ' مگر افسوس کہ تم خالی راکھ کو پھونک رہے ہو -

مفکر کیوں نہیں پیدا ہوے ؟ اس سب کا جواب یہی ہے کہ ایک مردہ لاش سامنے تھی ' لقادوں نے اسکے اعضا تقسیم کر لیے - کسی نے تلوا سہلایا ' اور کسی نے سر دبانا شروع کردیا ' مگر روح کی کسی کو فکر نہیں ہوی - پھونکنے کیلیے بہتوں نے اپنے چہروں کو چولہے سے ملا دیا ' مگر جتنی پھونکیں ماریں' وہ سب باہر چولہے کے باہر کی مٹی اڑاتی رہیں ' یا اندر کی جمع شدہ راکھ کو بکھیرتی رہیں - آگ بھڑکتی تو کیونکر بھڑکتی ؟ اور تمام اعضا کام دیتے تو کیونکر دیتے ؟ تعجب ہے کہ اتنی صاف بات بھی کسی کے سمجھ میں نہیں آئی ؟

خلاصۂ مطالب

ہم نے گذشتہ تین نمبروں میں جو خیالات ظاہر کیے ہیں' بہتر ہوگا ' اگر انکو بطور حاصل بیان کے یہاں عرض کردیں -

(۱) موجودہ عہد حالات ایک بیشمی فرصت ہے' اگر ایک دیوار بتدریج کھوکھلی کردی گئی ہو اور آپ اسکے نقص کو محسوس بھی کرلیں ' تاہم کسی بنی ہوئی عمارت کا گرانا اور پھر از سر نو بنانا اسدرجہ مشکل کام ہوتا ہے ' کہ ممکن ہے ' برسوں تک آپکو نئی دیوار کھڑی کرنے کی مہلت نہ ملے - لیکن اگر طوفان یا بارش کے ناگہانی حملے سے خود بخود وہ گرجاے' تو پھر آپکو نئی دیوار بہر صورت بنانی ہی پڑے گی - یہی حال مسلمانوں کی قدیمی پالیسی کا ہے' وہ خود بخود گر چکی ہے - نئی پالیسی کی دیوار بنانے کیلیے اب کھوکھلی دیوار کے گرانے کی ضرورت نہیں ' صرف اسکی ضرورت ہے کہ اب جو بنیاد رکھی جاے' وہ درست ہو -

(۲) مسلمانوں کیلیے ہر شے انکے مذہب میں ہے' پس اگر وہ آجکل پولیٹکل زندگی اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں' تو اسکی جگہ آس سے ہی کیوں نہ پیدا کرلیں' جو نہ صرف پالٹکس ' بلکہ قومی اعمال کی ہر شاخ کو زندہ کردے ؟

(۳) قرآن کریم صرف نماز اور وضو کے فرائض بتلانے ہی کے لیے نازل نہیں ہوا ' بلکہ وہ انسانوں کیلیے ایک کامل و اکمل قانون فلاح ہے ' جس سے انسانی زندگی کی کوئی شے باہر نہیں - پس مسلمانوں کی ہر وہ پالیسی' اور ہر وہ عمل' جو قرآنی تعلیم پر مبنی نہوگا ' انکے لیے کبھی موجب فوز و فلاح نہیں ہوسکتا -

(۴) مسلمانوں کا تمام کار و بار خدا سے ہے ' اور خدا کے سوا جو کچھ ہے ' وہ انکے لیے اصنام و طواغیت یعنی بتوں کا حکم رکھتا ہے - پس جب تک وہ خدا کے آگے نہیں جھکیں گے ' دنیا کی کوئی چیز انکے آگے نہیں جھکے گی -

(۵) انکو اپنا نصب العین صرف " اسلام " بنانا چاہیے اور ساری طاقت اسمیں صرف کرنی چاہیے کہ وہ ہر طرف سے ہٹکر صرف احکام اسلام کے مطیع و منقاد ہوجائیں - اسلام ہی انکے لیے پالٹکس کی راہ کھولے گا ' تعلیم کا حکم دیگا ' اخلاق و خصائل میں تبدیلی پیدا کریگا ' اور وہ تمام باتیں جنکو دوسری بیدار قوموں میں دیکھکر وہ للچا رہے ہیں ' نقصانوں اور مضرتوں سے صاف ہوکر ان میں پیدا ہو جائیں گی - هذه تذکرة ' فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا -

ان ہی میں ہے اور قرآن ہی سے ہے (قل موتوا بغیظکم) (۱) اور بہت سے جو فرعون کے جادوگروں کی طرح خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ کہیں مذہب کا عصاے موسوی ثعبان مبین بنکر انکو نگل نہ جائے

رأيت الذين — جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے مریض
في قلوبهم مرض ، — ہو رہے ہیں، تم انکو دیکھو گے کہ وہ تمہاری
ينظرون اليك — طرف ایسے خوف زدہ ہوکر دیکھ رہے ہیں،
نظر المغشي عليه من — جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو اور
الموت (۴۷ ۳۹) — اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہجائیں -

ہم کسی کی نیت کی نسبت زبان کھولنے کا حق نہیں رکھتے، لیکن واقعات اور نتائج بسا اوقات نیت کی پروا نہیں کرتے، اور حکم نتائج ہی پر مرتب ہوتا ہے - ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ آجکل کے تعلیم یافتہ طبقے میں بہت سے لوگ اعتقاداً ملحد نہیں - لیکن اس اعتقاد کو لیکر کیا کیجیے، کہ عملاً سر سے پاؤں تک انکی جسم ہے کو دیکھیے، حسن الحاد کی دلربائیوں کا یہ حال ہے کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

اور باتوں سے قطع نظر کیجیے، ہمارے اعتقاد میں سب سے بڑی خدا فراموشی اور الحاد پرستی تو یہی ہے کہ ایک گروہ مسلمانوں کی اصلاح کا دعوا کرے، اور پھر اپنے تمام کاموں کے لیے اسلام کو اور اسکے خدا کو چھوڑ کر انسانی خیالات کے اصنام و طواغیت کو اپنا حکم بنائے

الم تر الى الذين — اے پیغمبر ان لوگوں کو نہیں دیکھتے،
يزعمون انهم آمنوا — جو اس زعم باطل میں پڑے ہیں کہ
بما انزل اليك — ہم مومن و مسلم ہیں، حالانکہ وہ کیونکر
وما انزل من — مومن ہوسکتے ہیں جب کہ انکا حال یہ ہے
قبلك، يريدون ان — کہ خدا کو چھوڑ کر چاہتے ہیں کہ دوسروں کو
يتحاكموا الى الطاغوت — اپنا حکم بنائیں، حالانکہ انہیں حکم
وقد امروا ان يكفروا — دیا گیا تھا کہ خدا کے سوا دوسروں کی
به ويريد الشيطان — اطاعت سے انکار کردیں - اصل یہ ہے کہ
ان يضلهم ضلالاً — شیطان چاہتا ہے کہ انہیں نہایت سخت
بعيداً (۴ ۶۳) — درجے کی گمراہی میں مبتلا کردے -

جن باتوں کو ہمارے لیڈر اسلام سے نا آشنا رہکر کہتے رہے، اگر چاہتے تو انہی باتوں کو وہ اسلام کی زبان سے ادا کرسکتے تھے - تعلیم اگر ضروری تھی، علوم جدیدہ کی اگر دعوت دینا چاہتے تھے، معاشرت میں ضروری تبدیلی کے خواہاں تھے، یا آزر حیات بازی قوم کے آگے پیش کرنا چاہتے تھے، ان میں کونسی شے ایسی ہے، جسکے لیے قرآن کریم اور تعلیم الہی کو سامنے نہیں رکھ سکتے تھے؟ پھر کسی دعوت کے لیے یہ طریقہ موثر تھا کہ انسانوں کی تقلید کی جائے، یا یہ، کہ خدا کا حکم ہے؟ غور کیجیے کہ میں کیا کہ رہا ہوں؟

اگر واقعی یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی دین اور دنیا دونوں ایک ہیں، اگر یہ واقعہ ہے کہ وہ قرآن نامی ایک کتاب کے پیرو ہیں،

(۱) جیسا کہ میں نے اسی نمبر (آل عمران) میں ہے - واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ - اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو مارے غصے کے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں - اسکے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ [illegible] تمہارے غصے سے [illegible] [illegible] -

انمیں کوئی دعوا نہیں کہ خدا کا ایک برگزیدہ رسول تھا جسکے پیش کیے ہوے احکام اسکے لیے ذریعۂ فوز و فلاح ہیں، تو ہمارے لیڈروں کی حالت اس سے بالکل متضاد ہوتی تھی، جو آج ہم بدبختی سے دیکھ رہے ہیں - وہ ایک ایسی جماعت ہوتی، جسکے دل اور زبان، دونوں میں اسلام ہوتا، جنکا عادتہ کسی حالت میں قرآن سے خالی نہ ہوتا، بلکہ قرآن کی گرفت سے اسطرح رک جاتا، کہ کسی دوسری شے کو اٹھانے کی مہلت ہی نہیں پاتا، وہ سرتاپا مذہب کی تصویر ہوتے، اور یکسر تعلیم الہی کا عملی نمونہ، انکی ہر صدا مذہب میں ڈوبی ہوتی، اور ہر قدم مذہب ہی کی جانب اٹھتا - انکی زبان کھلتی، تو مذہب کیلیے، اور قلم حرکت کرتا تو مذہب کے نام پر - وہ ہر تہذیب سے تہذیب خیال، اور ہر عقیدہ سے عمدہ بات قوم کے آگے پیش کرتے، مگر جو کچھ کہتے، مذہب کے واسطے سے، اور جو کچھ لکھتے مصحف کی سیاہی سے -

وہ جب ہمارے سامنے آتے، تو گویا انکے سرپر قرآن ہوتا، اور زبان پر قرآن ہوتا - ہمیں اسکی جستجو درکار نہ تھی کہ اسکے سر پر کیا ہے؟ مگر اس سے کیونکر غفلت کریں کہ انکی زبان پر کیا ہے؟

لیکن ایسا ہوتا تو کیونکر ہوتا؟ دین و دنیا کی عملی تفریق نے قوم کی اصلاح و ارشاد کی باگ ایک ایسی جماعت کے ہاتھ میں دیدی، جو اگر ایسا کرنا بھی چاہتی، تو نہیں کرسکتی - جو انکے دل میں سبکے جیسے کام کر رہا تھا، اور دماغ مذہب سے نا آشنا تھا، اسکو جنس قرآن اور جنس اسلام کی خبر ہی نہ تھی، اسکو قوم کے آگے پیش کرے تو کیا کرے؟

روح کی تلاش ہے نہ اٹھ بیٹھنے کی سعی

پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں، ایک سرد لاش اٹھکر بیٹھ جائے، تو یہ کوشش لاحاصل ہوگی کہ اسکے ہاتھ پر گرم گرم تیل کی مالش کریں، یا سر کو سینکنا شروع کردیں - بیشک ہاتھ ایک نہایت کارآمد اور ضروری عضو ہے، مگر صرف اسکو گرم کردینے سے زندگی کی حرارت پیدا نہیں ہوسکتی - اصلی شے روح ہے، جس وقت روح جسم میں عود کر آئے گی، خود بخود تمام اعضا کام دینے لگیں گے - جسم ملت کی زندگی کا بھی یہی حال ہے - سیاست، اخلاق، تمدن، تعلیم، اصلاح معاشرت، یہ تمام چیزیں اسکے لیے نہایت ضروری اور کارآمد اعضا ہیں - لیکن ان سب کی زندگی روح پر موقوف ہے - میں نے کبھی لکھا تھا کہ قومی زندگی کے لیے دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں، پالٹکس، اور مذہب، مگر یہ کہنا بھی ہے کہ اور قوموں کیلیے صرف پالٹکس جائے بحث ہو تو ہو، مگر مسلمانوں کیلیے جنکا سارا کاروبار جناب مذہب ہی کے دم سے ہے، وہ روح مذہب کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتی -

يا ايها الذين آمنوا — مسلمانو! اللہ اور اسکے رسول کی پکار
استجيبوا لله وللرسول — سنو! وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ تمہارے
اذا دعاكم لما يحييكم ، — اندر زندگی کی روح پھونکدے، اور
واعلموا ان الله يحول — یقین کرو کہ اللہ انسان اور اسکے ارادوں

رائے کے موجد یا اُس مذہب کے پیشوا اور مصلح اور مجتہد کچھ اُس کے ذمہ دار نہیں ہیں، مگر مسلمانوں نے اس آفتاب سے بھی زیادہ روشن مسئلہ سے آنکھ بند کرلی ہے، اور رومن کیتھلک یعنی بت پرست عیسائیوں کا مسئلہ اختیار کیا ہے۔ رومن کیتھلک مذہب میں اُن لوگوں کی جو اُس مذہب پر ایمان رکھتے ہیں، دو درجے قرار دئیے گئے ہیں - ایک تو وہ جو اُس مذہب کے مسائل کو بعد دلیل و ثبوت کے قبول کرنے کے مجاز ہیں، اور دوسرے وہ جن کو صرف اعتقاد اور بھروسہ، یعنی بلا دلیل کے اُنکا قبول کرنا چاہئیے - اسی قاعدہ کی پیروی سے مسلمانوں نے دین اسلام(؟) مذہب میں دو فریق قائم کیے ہیں - ایک وہ جنہوں نے مسئلہ مسلمہ کو بعد ثبوت و تحقیقات اور اقامت دلائل تسلیم کیا ہے، اور اُن کا [illegible] درجات مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور مرجح قرار دیا ہے - دوسرا وہ جن کو بے سمجھے بوجھے بلا دلیل کے اُن کی پیروی کرنی چاہئیے، اور اُن کا نام مقلد قرار دیا ہے اور اسی سبب سے مخالف رائے کی مزاحمت مسلمانوں میں بہت زیادہ پھیل گئی ہے، اور وہ اس کی نسبت ایک نہایت عمدہ مگر [illegible] تقریر کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ تمام انسانوں کو اُن تمام دلائل کا جاننا نہ ضروری ہے اور نہ ممکن ہے جنکو بڑے بڑے حکما اور اہل معرفت اور عالم علوم دینی جانتے اور سمجھتے ہیں، اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہر ایک عام آدمی ایک ذکی اور دانشمند مخالف کی تمام غلط دلیلوں کو جانے اور اُن کو غلط ثابت کرے، یا تردید کرے اور غلط ثابت کرنے کے قابل ہو - بلکہ صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اُن کے جواب دینے کے لائق ہمیشہ کوئی نہ کوئی موجود ہونگے، جنکی بدولت مخالف کی کوئی بات بھی بلا تردید باقی نہ رہی ہوگی، بس سیدھی عقل کے آدمیوں کے لئے یہی کافی ہے کہ ان باتوں کی اصلیت سکھلادی جاوے، اور باقی وجوہات کی بابت وہ اوروں کی سند پر بھروسا کریں، اور جب کہ وہ خود اسبات سے واقف ہیں کہ ہم اُن تمام مشکلات کے رفع دفع کرنے کے واسطے کافی علم اور پوری لیاقت نہیں رکھتے ہیں، تو اسبات کا یقین کرکے مطمئن ہوسکتے ہیں کہ جو مشکلات اور اعتراض پیدا کئے گئے ہیں، وہ لوگ اُن سب کا جواب دے چکے ہیں یا آئندہ دینگے، جو بڑے بڑے عالم ہیں -

اس تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی رائے کی آزادی اور مخالف رائے کی مزاحمت سے جو نقصان ہیں، اُس میں کچھ نقصان نہیں لازم آتا، کیونکہ اس تقریر کے بموجب بھی یہ بات قرار پاتی ہے کہ آدمیوں کو اس بات کا معقول یقین ہونا چاہئیے کہ تمام اعتراضوں کا جواب حسب اطمینان دیا گیا ہے، اور یہ یقین جب ہی ہوسکتا ہے جبکہ اُس پر بحث و مباحثہ کرنے کی آزادی ہو اور مخالفوں کو اجازت ہو کہ تمام اپنی وجوہات کو جو اُس کے مخالف رکھتے ہیں بیان کریں، اور اُس مسئلہ کو غلط ثابت کرنے میں کوئی کوشش باقی نہ چھوڑیں -

اگر تقلید کی گرم بازاری کا جسکہ آج کل ہے، اور آزادانہ مباحثہ کی مزاحمت و عدم موجودگی کا نقصان اور بد اثر، درصورتیکہ تسلیم شدہ مسئلہ یا قرار دادہ رائیں صحیح ہوں، اسقدر ہوتا کہ اُس مسئلہ یا اُن رایوں کی وجوہات معلوم نہیں ہیں، تو یہ خیال کیا جاسکتا کہ گو وہ مزاحمت عقل و فہم کے حق میں مضر ہے مگر اخلاق کو تو اُس سے کچھ مضرت نہیں پہنچتی اور نہ اُس مسئلہ کی یا رایوں کی اُس قدر منزلت میں کہ اُن سے نہایت عمدہ اثر لوگوں کی خصلتوں پر ہوتا ہے کچھ نقصان ہے، مگر یہ بات نہیں ہے بلکہ اُس سے بہت بڑھکر نقصان ہوتا ہے - حقیقت یہ ہے کہ مباحثہ اور آزادی رائے کی عدم موجودگی میں صرف مسئلہ یا رایوں کی وجوہات ہی کو لوگ نہیں بھول جاتے، بلکہ اکثر اُس مسئلہ یا رائے کے معنی اور مقصود کو بھی بھول جاتے ہیں - چنانچہ جن لفظوں میں وہ مسئلہ یا رائے بیان کی گئی ہے، اُن سے کسی رائے یا خیال کا قایم کرنا یک لخت موقوف ہوجاتا ہے، یا جو جو باتیں اُن لفظوں سے ابتدا میں مراد رکھی گئیں تھیں، اُن میں سے بہت تھوڑی ہی معلوم رہجاتی ہیں، اور بعوض اس کے، کہ اوس مسئلہ یا رائے کا اعتقاد ہردم تروتازہ اور زندہ یعنی موثر رہے، اوس کے صرف چند ادھورے کلمے حافظہ کی بدولت باقی رہجاتے ہیں، اور اگر اسکی مراد اور معنی بھی کچھ باقی رہتے ہیں، تو صرف اُن کا پوست باقی رہتا ہے، اور مغز و اصلیت نابود ہوجاتی ہے - اب ذرا انصاف سے مسلمانوں کو اپنا حال دیکھنا چاہئیے کہ تمام علوم معقول و منقول میں اسی مزاحمت رائے یا تقلید کی بدولت اُن کا درحقیقت ایسا ہی حال ہوگیا ہے یا نہیں ؟

بحث و مباحثہ رائے کی زندگی و بقا کا ذریعہ ہے -

اس زمانہ تک جس قدر کہ انسان کو تمام مذہبی عقاید اور اخلاقی امور اور علمی مسائل میں تجربہ ہوا ہے، اُس سے امر مذکورہ بالا کی صحت ثابت ہوتی ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی مذہب یا علم یا رائے کے موجد تھے اُنکے زمانہ میں اور اُن کے خاص مریدوں یا شاگردوں کے دلوں میں تو وہ عقاید یا مسائل طرح طرح کے معانی اور مرادوں اور خوبیوں سے بھرپور تھے، اور اُن کا اثر بے کم و کاست اُن کے دلوں میں تھا، اور اُس کا سبب یہی تھا کہ اُن میں اور اُن کے مخالف رائے والوں میں اس غرض سے بحث و حجت رہتی تھی کہ ایک کو دوسرے کے عقیدہ اور مسئلہ پر غلبہ اور فوقیت حاصل ہو، مگر جب اُسکو کامیابی ہوئی اور بہت لوگوں نے اُسکو مان لیا اور بحث اور حجت بند ہوگئی تو اسکی ترقی بھی ٹھہر گئی، اور وہ اثر جو دلوں میں تھا، اسمیں بھی حال یعنی حرکت اور جنبش نہیں رہی، ایسی حالت میں خود اُسکے حامیوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ مثل سابق کے اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر آمادہ نہیں رہتے، اور جیسے کہ اُس عقیدہ یا مسئلہ کی پہلے حفاظت کرتے تھے، ویسی اب نہیں کرتے، بلکہ نہایت جھوٹے غرور اور بیجا استغنا سے سکوت اختیار کرلیتے ہیں اور حتی الامکان اُس عقیدہ اور مسئلہ کے برخلاف کوئی دلیل نہیں سنتے، اور اپنے گروہ کے لوگوں کو بھی کفر کے فتووں کے ڈراوے سے اور جہنم میں جانے کی جھوٹی دھمکی دکھانے سے اُسپر بحث کرنے سے جہانتک ہوسکتا ہے باز رکھتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ کہیں علموں کی روشنی جو آفتاب کی روشنی کی طرح پھیلتی ہے اور اعتراضوں کی ہوا اگر وہ صحیح ہوں کیا اُن کے روکے رُک سکتی ہے ؟ اور جب یہ نوبت پہونچ جاتی ہے تو اُس عقیدہ یا مسئلہ کا جسکو اُسکے پیشواؤں نے نہایت محنتوں سے قایم کیا تھا زوال شروع ہوتا ہے - اُسوقت تمام معلم اور مقدس لوگ جو اُس زمانہ کے پیشوا گنے جاتے ہیں اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ معتقدوں کے دلوں میں اُن عقیدوں کا جنکو انہوں نے برائے نام قبول کیا ہے کچھ بھی اثر نہیں پاتے، مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ وہ معلم اتنا خیال نہیں فرماتے کہ یہ خلل جو ہوا ہے اور جسکی وہ شکایت کرتے ہیں آپ ہی کی غفلت و بیپروائی کا تو نتیجہ ہے اور اصلی سبب اسکا یہی ہے کہ آزادی رائے کو روک کر انہوں نے اُن مسائل اور تعلیمات کی زندگی کو ہلاک کردیا -

اسئلۃ و اجوبتھا

— * —

الہلال میں اس باب کے قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ناظرین کے بعض اہم علمی اور دینی استفسارات کے جوابات درج کیے جائیں ' اور اسکے ذریعے سے اسطرح کی متفرق معلومات بہم ہو جائیں' جو کسی مستقل مضمون کی صورت میں نہیں آسکتیں' مگر ساتھہ ہی ضروری اور کار آمد بھی ہیں - اسکے لیے چند امور ملحوظ رہیں

(۱) انہی سوالات کے جواب دیے جائینگے ' جو کسی علمی یا دینی امر کے متعلق ہوں ' اور جن سے نفع عمومی متصور ہو -

(۲) سائل کیلیے ضروری ہے کہ اپنا نام ظاہر کرے ' تمام سوالات کے جواب کیلیے الہلال مجبور نہیں -

حکم تعظیم و احترام اسمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسٹر عبد المجید خان صاحب (حیدر آباد)

جناب نے ہلال یورپی تک کمانڈر جمس کے حالات لکھتے ہوے رقم فرمایا تھا " محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپنی عمر کے ۶۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الہی میں زندہ رہا " اسپر مولوی جواد علی صاحب ایم - اے - نے اعتراض کیا کہ اسطرح لکھنا ادب اور تعظیم کے خلاف ہے - آپ نے انکا خط چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اصلی تعظیم اور ادب دل سے ہے یا چند رسمی الفاظ سے ؟ آج تمام عیسائی بائبل کو ہم لوگوں کی طرح جزدان میں نہیں رکھتے ' مگر سچی تعظیم کرتے ہیں - عیسائی باوجودیکہ حضرت مسیح کو نبوت سے بھی بلند درجہ دیتے ہیں' مگر ہمیشہ بے تامل صرف " مسیح" لکھتے ہیں اور بولتے ہیں - علاوہ بریں بعض موقعوں میں اختصار کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض مقاموں پر زور عبارت قائم نہیں رہتا ' اگر اسطرح سے ذکر کیا جاے - آپ الہلال میں ارقام فرمائیں کہ کیا کوئی حکم مذہبی اس بارے میں ہے' کہ پیغمبر صاحب کے نام کے ساتھہ رسمی تعظیمی الفاظ ضرور ہی بولے جائیں ؟

[الہلال] اب محض اس عبارت کے ٹکڑے کی بحث نہ رہی بلکہ آپنے ایک اصولی بحث چھیڑدی - افسوس ہے کہ بغیر آپکے خیال سے کسی طرح متفق نہیں ہوسکتا -

بیشک سچا ادب و احترام وہی ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے' مگر صرف اسی پر موقوف نہیں ' انسان کا کوئی اعتقاد اور خیال ایسا نہیں ہے جسکا گھر دل کی جگہ حلق میں ہو - اعتقاد جو ہی ایسی ہے جو دل و دماغ سے تعلق رکھتی ہے - کما قال اللہ تعالی ولما یدخل الایمان فی قلوبھم ( ) اور جب کہ ایمان انکے دلوں میں داخل ہوا (یعنی ایمان کی جگہ دل ہے نہ کہ زبان) لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دل کے اعتقاد کا ترجمان کون ہے ؟ کیونکر معلوم ہو کہ یہ دل (ابوذر غفاری) کا ہے اور یہ دل (ابوجہل شقی) کا ؟ جواب صاف ہے کہ صرف اعمال اور زبان کا اعتراف کہ نحن نحکم بالظواھر' اگرچہ بہو تو پہر دنیا میں نجات و سعادت کی بنیاد ہی اٹھہ جاے - قانون کو دیکھئے کہ وہ نیت اور ارادے کو انکی پوری جگہ دینے سے انکار نہیں کرتا ' لیکن ساتھہ ہی اگر آپ عدالت میں حاکم مجسٹریٹ کو (یور آنر) کی جگہ محض تم کرکے خطاب کیجئے گا ' تو گو آپ کتنا ہی کہیں کہ تعظیم کی جگہ دل ہے' زبان نہیں - لیکن امید نہیں کہ وہ آپکو دفعہ (۱۷۷) سے بری کردے - مذہب بھی ایک روحانی قانون ہے' اس نے خود ہی انما الاعمال بالنیات [تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے] کا اصول قائم کیا ہے' لیکن ساتھہ ہی اعمال ظاہری و لسانی کو بھی اہمیت دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود قرآن کریم کے بار بار اظہار کے کہ ایمان کا تعلق محض دل و اعتقاد سے ہے' ہم نے یہ نہایت سچی تعریف اسلام کی عقاید میں تسلیم کرلی ہے کہ " اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان " [اقرار زبان سے ' تصدیق دل سے ' اور عمل اعضا و جوارح سے]

آپ کہتے ہیں کہ تعظیم کی اصلی جگہ دل ہے' میں کہتا ہوں کہ چونکہ دل ہے ' اسی لیے آجکل کے تعلیم یافتہ اشخاص کی زبان اور عمل تعظیم سے خالی ہیں - یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو نام دل کو محبوب و محترم ہو - وہ زبان پر گذرے ' اور محبت اور احترام سے خالی ہو؟ آپ اگر کسی کو چاہتے ہیں ' تو سمجھہ سکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں -

قسم بعلم تو خوردن دلیل بے ادبی ست
تعاک پاک تو آن ہم کمال بے ادبی ست

آجکل کے ارباب تحریر و تقریر کو اکثر دیکھتا ہوں کہ انہوں نے (بقول آپکے) آنحضرت کے اسم سامی کے تعظیمی الفاظ کی طوالت سے گھبرا کر " بانی اسلام " کی ایک اصطلاح تصنیف کرلی ہے - وہ بلا تامل اپنی تحریر و تقریر میں "بانی اسلام نے یوں کہا" اور " بانی اسلام نے اسطرح کیا " بولتے اور لکھتے ہیں ' اور اسطرح ٹھیک ٹھیک انکی زبان انکے دلی اعتقاد کی ترجمانی کرتی ہے - اگر یہ سچ ہے کہ انکے دل میں آنحضرت کی تعظیم ہے تو انکو تو بار بار یہ اسم محبوب و مطلوب درود و صلواۃ کے ساتھہ لینا تھا ' کہ محبوب کی یاد کی حقیقی تعریف دکل الیں' عین مقصود عشق ہے - ایک جلیل القدر محدث سے جب پوچھا گیا کہ علم حدیث سے اسقدر شوق کیوں ہے ؟ تو آس نے کہا " اسلیے کہ اسمیں بار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ آتا ہے اور اسطرح اس اسم گرامی کے ذکر اور اس پر درود و صلوۃ عرض کرنے کی تقریب ہاتھہ آجاتی ہے "

یہ نہ سمجھیے گا کہ محض اعتقاد قلبی اور جوش تعظیم و احترام اسلامی اس اعتقاد کا ذریعہ ہے - نہیں بلکہ فی الحقیقت آنحضرت کی یہ تعظیم اسمی بھی ایسے نصوص قطعیہ پر مبنی ہے ' جس سے کوئی قائل قرآن تو انکار نہیں کر سکتا

(بنی تمیم) کا جب ایک وفد مدینہ میں آیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھتے تھے - بادانوں نے دروازے سے آپکا اسم سامی لے لے کر پکارنا شروع کردیا کہ " یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخرج الینا " اللہ تعالی کو آپکی اتنی گستاخی بھی گوارا نہ ہوئی ' اور ارشاد ہوا کہ

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات' اکثرھم لا یعقلون - ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم (۴۹ : ۶)	اے پیغمبر! جو لوگ تم کو مکان کے باہر سے نام لے لے کر پکارتے ہیں ' ان میں اکثر ایسے ہیں ' جنکو مطلق عقل اور تمیز نہیں ' بہتر تھا کہ وہ صبر کرتے' اور جب تم باہر نکل آتے تو بول لیتے -

اس آیت سے پہلے کی آیت میں فرمایا —

یا ایھا الذین آمنوا ! لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض' ان تحبط اعمالکم	اے مسلمانو ! جب آنحضرت کے حضور میں عرض حال کرو تو اپنی آوازوں کو انکی آواز سے زیادہ بلند کرکے گفتگو نہ کرو ' اور نہ بہت زور سے بات چیت کرو' جیسا کہ تم آپسمیں کیا کرتے ہو' ایسا نہو کہ اس گستاخی کے

صفحة من صفحات التاريخ

— * —

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ

— —

آج جبکہ آل عثمان کو سر زمین یورپ سے جلا وطن کرنے کے لیے یورپ انتقام کے خواب دیکھ رہا ہے، مجھکو اس اسلامی حکمرانی کے آخری قافلہ کا قسطنطنیہ میں داخلہ یاد آگیا -

۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ کی صبح کو جبکہ آفتاب ایک فیصلہ کن روز کا پیغام لیکر طلوع ہوا تھا، قسطنطنیہ کی دیواروں پر یونانی اور رومانی عظمت کی آخری الوداع تھی - قسطنطین اعظم کا وہ طلائی تخت، جسپر پورے ایک ہزار مسیحی حکمرانوں نے صلیب کو اپنے سروں کے اوپر جگہ دی تھی، (۱) اب ایک موحد ترک کے لیے خالی ہونے والا تھا، تاکہ خداے واحد کے آگے سربسجود ہو - وہ عظیم الشان انسانی آبادی، جس کو چالیس راتوں کے بت پرستانہ جشن کے بعد سنوارا گیا تھا، کہ (ورجن میری) کے مقدس نام سے برکت پائے، اب وقت آگیا تھا کہ ایک رات کی اسلامی اولوالعزمی کے بعد اسکے دروازے کھولدیے جائیں تاکہ خداے واحد کے نام کی تکبیر سے مقدس ہو - (سینٹ رومانس) کے اس عظیم الشان پھاٹک کی خوبصورت محرابیں، جو طلائی صلیبوں کی قطارے بنائی گئی تھیں، قریب تھا کہ خدا پرستوں کے سر بلند نیزوں کی نوکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں، اور فتح مند (ینگچری) اپنے مغرور گھوڑوں (۲) کے سموں سے پامال کرتے ہوئے گذر جائیں - (سینٹ صوفیا) کا وہ عظیم الشان گرجا، جسکے ایک ہی گنبد کے سامنے کے میدان میں آسمانی فرشتہ طلسمی تلوار لیکر اترنے والا تھا، تاکہ فتح مندوں کو ایران کی سرحد تک بھگادے (۳) اب صرف چھ سات گھنٹوں کا مہمان تھا، اور بہت جلد ایک اسلامی معبد کی صورت میں منتقل ہو جانے والا تھا -

لتفتحن القسطنطينية، ولنعم الامير اميرها، ولنعم الجيش جيشها (*)

سلطان نے سواری روک لی، اور رکاب تھام کر چلنے والے پاشا نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کیا معاملہ ہے

* * *

آفتاب کے بلند ہونے کے ساتھ ہی نوجوان (سلطان محمد) کا بھی پھریرا بلند ہوا، اور سینٹ رومانس کے پھاٹک کی طرف سے فتح مندی کا جلوس روانہ ہوگیا - سب سے پہلے مجاہدین اور والنٹیروں کا گروہ تھا، جو دور دراز مقامات سے اس عظیم الشان جہاد میں شریک ہونے کے لیے آئے تھے - ان میں کسی طرح کی فوجی باقاعدگی نہ تھی، نہ تو انکے لباس یکساں تھے جسے اصلی فوجی شوکت مشکل ہوتی ہے، اور نہ آلات جنگ ہی ایک طرح کے تھے، جس کے بغیر کوئی فوجی گروہ اپنے اندر رعب اور ہیبت پیدا نہیں کرسکتا - لیکن تاہم انکے چہرے حرارت شجاعت سے تابناک، اور انکے سینے شوق جہاد کے جوش فروشانہ جوش سے بھرے ہوئے تھے، اور ان کا نظارہ اس مہیب منظر فولادی سے کم موثر نہ تھا، جو انکے پیچھے تلواروں کی چمک، اور نیزوں کی نوک افشانی کے ساتھ آرہا تھا - انکے بعد لمبے لمبے برچھوں کی مرتب قطاریں تھیں، جنکو (اناطولیا) اور (رومیلیا) کے مشہور جنگ آزما حرکت دیتے ہوئے آرہے تھے، اور جنھوں نے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے، کہ (مسو) کے میدان میں یورپ کو ایک تازہ جنگ جوئی کا سبق دیا تھا - اس غول کے گذر جانے کے بعد وہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ جو جماعت نمودار ہوئی، جس میں کا ہر انسان قتل اور خون کا ایک پیکر مہیب تھا - جو ننگی تلواریں انکے ہاتھوں میں، اور انسانی خون سے سیراب تبرے انکے کاندھوں پر تھے، انکے چہروں سے وہ گرم اور تازہ خون ٹپک رہا تھا، جس سے تھوڑی دیر ہوئی، انکی تلواروں کی تشنگی بجھی تھی - انکے سینے فتح مندی کے فخر سے تنے ہوئے، اور انکی شمشیر [illegible] بقیۃ السیف مقتولوں کی تلاش میں ہنوز اٹھی ہوئی تھی - یہ مشہور جان نثاری (ینگچری) فوج کا سمندر تھا، جو دیر تک بہتا رہا - اسکے بعد علماء و مشائخ کی مقدس اور پروقار صفیں تھیں جنمیں سب سے آگے شیخ (آق شمس الدین) اور شیخ (آق بیق) سورۃ (فتح) کی بلند اور رقت انگیز لہجے میں تلاوت کر رہے تھے، اور "الحمد لله الذي فتحنا فتح هذه المدينة" کی خدا پرستانہ صدائیں ان صفوں کے اندر سے اٹھ رہی تھیں - جب یہ صفیں بھی گذر چکیں، تو اسکے بعد دس ہزار خاص سلطانی باڈی گارڈ کے ترک سواروں کی آمد کا گرد و غبار نمودار ہوا، جنکے حلقہ کے اندر دنیا کا اعظم نوجوان فاتح (سلطان محمد)، ایک [illegible] میں لپٹے ہوئے، ایک گھوڑے پر سوار تھا، اور دس ہزار [illegible] کے اندر سے اسکی [illegible] رنگ [illegible] ربط کے ایک خوبصورت [illegible] کی طرح نمایاں تھی -

فتح مند سلطان جب (سینٹ صوفیہ) کے گرجے کے پاس پہنچا، تو اسکے اندر سے چیخوں اور فریادوں کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں - عقب سے مجاہدوں کا ایک غول شور و غل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا آیا - سلطان نے سواری روک لی، اور رکاب کے ساتھ دوڑنے والے پاشا نے پیچھے مڑکر دیکھا کہ کیا معاملہ ہے؟

چند جاں نثاروں نے جھک کر عرض کی کہ "تمام بقیۃ السیف اور محل کے رؤسا اس گرجے کے اندر موجود ہیں، حکم دیجیے کہ اسکے دروازوں کو توڑ ڈالیں" -

سلطان سواری سے اتر کر (سینٹ صوفیا) کے دروازے پر پہنچا اور حکم دیا کہ دروازہ کھولا جائے - اس وقت قسطنطنیہ کی آخری آبادی مقدس مریم کی تصویر کے آگے سربسجود تھی، اور گڑگڑا رہی تھی کہ موعودہ آسمانی فرشتے کو اب حکم دیدے، تاکہ سامنے کے میدان میں اپنی طلسمی تلوار چمکاتا ہوا نازل ہو -

مگر اب اس مقدس بت کے جسم کی طرح، اسکا دل بھی پتھر کا ہوگیا تھا، کیونکہ یہ تمام عاجزی بیکار گئی، اور آسمانی فرشتے کی جگہ (محمد فاتح) سینٹ صوفیا کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا -

---

(۱) اس وقت کی یہ ایک مذہبی رسم ہوگئی تھی کہ ہر نیا بادشاہ تخت نشینی کے وقت صلیب کو اپنے سر پر رکھکر تخت پر قدم رکھتا تھا - (۲) آخری عہد بزنطائن کے مشہور افسر جان جسٹنیانی نے ترکی فوج کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "ان کے افسر فقط چند مخلوط النسل وحشی (یعنی ینگچری) ہیں، اور انکے گھوڑے مغرور ہیں" (۳) اڈورڈ گبن نے ایک یونانی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے، جو اس وقت تمام قسطنطنیہ میں مشہور ہوگئی تھی، اور جسمیں یقین دلایا گیا تھا کہ ترک قسطنطنیہ کو فتح کرکے اپنا صوفیا کے سامنے کے میدان تک بے خوف و خطر چلے جائیں گے، مگر اسکے بعد غائب آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا، اور وہ ترکوں کو شکست دیکر نکالدیگا - اس پیشین گوئی کا نادان رومیوں کو اسدرجہ یقین تھا کہ فتح کے بعد تمام لوگ صوفیا کے اندر جمع ہوگئے، اور روزنوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے رہے کہ وہ آسمانی فرشتہ کب اترتا ہے !!

(*) یہ ایک حدیث ہے، جس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح قسطنطنیہ کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ "قسطنطنیہ فتح کیا جائے گا، اور کیا اچھا امیر ہے جو اس فوج [illegible] اور کیا اچھی ہے وہ فوج، جو اس فتح کو حاصل کرنے والی ہے -"

و انتم لا تشعرون — سب کے تمہارے تمام اعمال ضائع ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہو -
(۴۹ : ۵) (۱)

خدا تعالی نے اسکو بھی گوارا نہیں کیا کہ آپکی جناب میں کوئی اونچی آواز سے گفتگو کرے ' چہ جائیکہ تعظیم و تکریم کے بغیر نام لیا جائے - قرآن کا مطالعہ کیجیے تو آپکو معلوم ہوگا کہ خدا تعالی نے سب سے پہلے خود اپنے اس اسوۂ تعظیمی کی شان کا عمدہ نمونہ قائم رکھا ہے - جسقدر انبیاے اولوالعزم سے تخاطب قرآن میں موجود ہے - ہر جگہ آپ پائیں گے کہ انکا اصلی نام اور علم لیکر انہیں پکارا گیا ہے - مثلاً یا آدم اسکن انت و زوجک - وما تلک بیمینک یا موسی ' یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض - یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیی - یا یحیی خذ الکتاب بقوة - یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی اس طریق تخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ الله تعالی آپکو بھی یا محمد ! یا احمد (صلی الله و علیه وسلم) کہکر پکارتا ' مگر الله کو اس درجہ آپکا احترام ظاہر کرنا مقصود تھا ' کہ تمام قرآن میں ایک جگہہ بھی آپکو نام لیکر مخاطب نہیں کیا ہے ' بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے' تو ندائے تعظیم و تکریم سے' مثلاً یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک ' یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین ' اور یا پھر ندائے محبت و عشق سے یا ایها المزمل ! یا ایها المدثر ! ! و کل ما یفعله المحبوب محبوب

بسیار شیوہاست بتاں را کہ نام نیست
لیک ما بہست کہ شائستۂ پیغام دوست

اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی آپکے نام کی عزت و احترام کی مثال کیوں نہ قائم کرتا' حالانکہ جس شہر کی خاک آپکے قدموں سے مس ہوئی ہے' اسکو تو وہ بھی اس درجہ محترم ہے کہ اسکی قسم کھاتا ہے لا اقسم بهذا البلد — اے پیغمبر ! ہم شہر مکہ کی قسم کھاتے و انت حل بهذا البلد — ہیں' اور اس لیے کہ تم اسمیں مقیم ہو - حقیقت یہ ہے کہ دنیا اعتقاد ایک بیج ہے جو بغیر محبت کی زمین کے بار آور نہیں ہوتا' اور محبت کے لیے احترام اور تعظیم ناگزیر ہے - یہی وجہہ ہے کہ قرآن کریم میں جا بجا آپکی تعظیم و تکریم پر زور دیا گیا اور کہا گیا کہ تعزروہ و توقروہ ' اسکی تعظیم کرو اور اسکا احترام بجالاؤ ! محدثین نے اس مسئلے پر بہت بحث کی ہے کہ مومن کیلیے الله کی اور آنحضرت کی محبت بھی اتباع احکام کی طرح اختیاری ہے یا اضطراری ؟ کیونکہ محبت اختیاری شے نہیں' اور اصل مقصود احکام اسلام کی پیروی ہے - لیکن غور کیجیے تو اس سوال کی یہاں گنجائش ہی نہیں ' محبت کے اختیاری و اضطراری ہونے کا سوال تو جب پیدا ہو' جب محبت اور ایمان دو چیزیں ہوں - حالانکہ ایمان تو از سر تا پا محبت ہے ' اور وہ ایمان ایمان نہیں جو محبت سے خالی ہو - والذین امنوا اشد — جو لوگ ایمان لاے ہیں انکی محبت حبا لله ( ) — الله سے نہایت شدید ہے

یہاں ارباب ایمان کی یہ علامت بتلائی ' اور دوسری جگہ یہودیوں کے اس دعوے پر کہ " نحن ابناء الله و احباؤه " یہ جواب دیا کہ

ان کنتم تحبون — اگر تم واقعی محبت الہی کے مدعی ہو تو
الله فاتبعونی — اسکی یہ صورت ہے کہ رسول کا اتباع
یحببکم الله — کرو' پھر تمہارے محبت کرنے کی ضرورت

و یغفرلکم ذنوبکم — نہ رہیگی' خود خدا تم کو اپنا محبوب بنا
و الله هو الغفور — لیگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا' وہ گناہوں
الرحیم ( ) — کو بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے -

اگر آنحضرت کا اتباع محبت و محبوبیت الہی کے لیے شرط ہے تو محبت بدرجہ اولی شرط ہے' کیونکہ جس کی محبت آپکے دل میں نہیں ہے' اسکا اتباع کیا کریگا -

محدثین کی اس مشہور حدیث کے بھی یہی معنے ہیں کہ لا یؤمن احدکم حتی — تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا' اکون احب الیه من — جبتک میں اسکے آگے محبوب تر نہ ہوں والده و ولده و الناس — اسکے ماں باپ سے' اسکی اولاد سے' اجمعین — اور اتنا ہی نہیں' بلکہ تمام انسانوں سے

ایک دوسری حدیث میں جب حضرت (عمر) نے آپسے کہا کہ " انت احب الی من کل شی الا نفسی " آپ محبوب تر ہیں مجھکو تمام چیزوں سے' البتہ اپنی جان سے زیادہ نہیں ' تو آپنے فرمایا کہ " والذی نفسی بیده ' لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من نفسه " قسم خدا کی' کوئی مومن نہیں ہوسکتا' جب تک مجھکو اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھے - اسپر حضرت (عمر) نے کہا کہ " انت احب الی من کل شی حتی نفسی " اب دیکھتا ہوں تو آپ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں - تب آپنے فرمایا کہ " الآن یا عمر " یعنے اب اے عمر تیرا ایمان کامل ہوگیا -

پر حضرت اپنا اعتقاد تو یہ ہے ' انصاف کیجیے کہ ہم کہاں ہوں ' اور آجکل زمانہ کہاں ہے ؟ لوگ جس شے کو ایمان کی اقلیم کہتے ہیں ' ہمیں تو اسکو اس وجود محبوب و مطلوب کے ایک ذرہ محبت کے اندر دیکھتا ہوں - اسی سے تعظیم و تکریم اسمی و رسمی جو کچھہ انکو مقصود ہو قرار دے دیجئے -

تیرا نوالہ بنام زد زبان " بطعمنی " (۱)
ترا نشانہ مدام از شراب " یسقینی "
مسوا بسوختنہ دامنی ' ازان سبب گفتم
بمژدہ باد " الست بربکم و ان ربی "

لیکن یہ عالم دوسرا ہے ' اور ان باتوں سے دور رہنے کے لیے آجکل کی آب و ہوا موافق نہیں - کس سے کہا جاے اور کیسے سنایا جاے ؟ جن باتوں میں خدا نے اعتقاد کو جگہ نہ ملی ' وہاں اسکے رسول اور قرآن کی عزت کون پوچھتا ہے ؟ جنسے منصب رسالت اور وجود وحی کے اعتقاد ہی اٹھہ گئے ہیں' انسے رسول کی عزت کی کس بات کی توقع ہے ؟ دل ہی تعظیم کا نام نہ لیجیے نہ جب دل خالی ہوتا ہے تو زبان کو بھی کچھہ نہیں ملتا - رہی عبادات کی نظم و اتباع' تو اورت کے اتباع و تقلید کے لیے حدیث سے ایک وسیع میدان آپ حضرات کے لیے پہلے سے موجود ہے' اور الحمد لله اسکا کوئی گوشہ اس اتباع کی برکت سے خالی نہیں - ایسے ہی پر قناعت کیجیے اور آورۂ مسائل وضع نہ کیجیے - انکے ائمۂ ہدی یعنے مجتہدین فرنگ آجکل جسقدر کچھہ مسیحی مذہب اور بائبل کی وقعت کرتے ہیں' اسکا حال ہمیں معلوم ہے - انکی طرح انکا بھی دل اور زبان' دونوں خالی ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ انکو جو مذہب ملا ' اس سے زیادہ انکی تشنگی بجھہ نہیں سکتی تھی' لیکن آپ جس چشمے کے کنارے رہکر تشنہ ہیں' اسکے بعد کوئی نہیں جو پیاس بجھا سکے - ومن یبتغ غیر الاسلام دینا' فلن یقبل منه ' وهو فی الاخرة من الخاسرین -

---

(۱) جسقدر ان آیات میں حسن صحبت اور قواعد مجلس کی بابت کسی قدر تعلیم دی گئی ہے - جبکہ کسی شخص کا نام ادب دروازے پر پکارنا ' اور مجلس میں پیٹھ جاکر گفتگو کرنا تہذیب کے خلاف ہے افسوس کہ اس تعلیم قرآنی کے سچے عامل آجکل انگریز ہیں

* اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آپنے اپنے ایک مقام خاص کی طرف اشارہ کیا ہے کہ " ابیت عند ربی' هو یطعمنی و یسقینی " میں اپنے رب کے یہاں شب باش ہوا تھا' اس نے جو کچھہ کھلایا ' میں نے کھایا ' اور جو کچھہ پلایا ' میں نے پیا "

بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں بیڑیاں پہنائی گئیں

ہمارے مصائب کا یہیں خاتمہ نہیں ہو جاتا ' اسکے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ یہاں عام باشندوں کے قریب ہمارا رکھنا مصلحت کے خلاف سمجھا گیا ہے کہ کہیں اسکے دلوں میں ہماری ہمدردی نہ پیدا ہوجاے - تھوڑے ہی عرصے کے بعد حکم آیا کہ ہم لوگ (اوغا) پہنچادیے جائیں - بھوک کی تکلیف ' آب و ہوا کی ناموافقت ' اور ضروریات زندگی سے محرومی نے ہمکو بیمار کردیا تھا ' اور ہم میں سے کسی شخص میں اسکی طاقت نہ تھی کہ پیدل سفر کرے -

لیکن بہرحال احکام کی تعمیل کے سوا چارہ کیا تھا ؟ اپنی ملت مقدس کی یاد ' اور خاک وطن کی عزت ہمارے دلوں میں ایک ایسی قوت بخش روح تھی ' جو کسی حال میں بھی ہمارے صبر و تحمل کو متزلزل نہیں ہونے دیتی تھی - ہم نے اللہ کی مشیت پر صبر کیا اور روانہ ہوگئے - چلے روما لاے گئے - یہاں سے آگے بڑھنے میں ایک دو گھنٹے کی دیر تھی ' ہم سب شدت جوع سے بے حال ہو رہے تھے - ہم نے محافظ افسر سے التجا کی کہ وہ ہم کو اتنے عرصے کے اندر کھانے پینے کی کوئی چیز خریدنے کی اجازت دے ' مگر یہ سنکر تمام سپاہی قہقہہ مار کر ہنسنے لگے اور کہا کہ " کتوں کو بہت جلد بھوک ستانے لگتی ہے "

(لوکا) پہنچنے کے بعد ہماری موجودہ زندگی کا گویا ایک دوسرا دور شروع ہوا ' اور ایک جو بربری مظالم اور وحشیانہ تعذیب باقی رہگئی تھی ' وہ بھی شروع کردی گئی -

انتہا یہ ہے کہ بغیر کسی نئے جرم کے (علاوہ اس جرم حقیقی کے کہ وہ مسلمان ہیں) ۱۲ آدمیوں کے ہاتھ پاؤں بھی زنجیر اور ہتکڑیوں سے مقید کردیے گئے ' اور ایک دوسری تنگ و تاریک کوٹھری میں انکو رکھا گیا -

ہماری حالت اس درجہ درد انگیز ہے ' کہ خود یہاں کے ہزارہا اتالی ' اور تمام اخبار اس ظلم و وحشت پر حکومت کو لعنت ملامت کر رہے ہیں "

غازی انور پاشا کا تار

میدان جہاد سے

— * —

مصر کے عثمانی قنصل کے نام غازی انور پاشا نے مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے — (۲ - اکتوبر -)

۳۱ ستمبر کو دشمنوں کی ایک جماعت اپنے مشرقی مورچوں سے نکلی - ہمارے آدمیوں کو جونہی معلوم ہوا ' فوراً نکل کھڑے ہوے اور مقام (دارا دول) میں مقابلہ ہوگیا - دشمن کی تعداد ہم سے پانچ گنی زیادہ تھی ' مگر ایک گھنٹے سے زیادہ میدان میں قائم نہ رہسکے اور پاؤں اکھڑ گئے - انکی جماعت کا افسر اعلی اور تقریباً ۱۴۳ سپاہی مقتول و مجروح ہوے - افسر کے کپڑے اور تمغے اتار کر عرب لے آئے ہیں - جس سے معلوم ہوا کہ وہ بسالسوریں بٹالین کا افسر تھا -

اسی طرح ۱ - اکتوبر کی شب کو ہم نے اپنے جدید توپخانے سے کام لیا ' اور ایک پہاڑی توپ کے دہانے سے (درنہ) پر آتش باری شروع کردی - اس سے تمام اتالین مورچوں میں بد حواسی پھیل گئی اور سامنے کا مورچہ راتوں رات خالی کرکے تمام دشمن بھاگ گئے - اس مورچے میں نہایت قیمتی سامان جنگ ' اور کثیر تعداد میں ذخیرہ رسد مجاہدین کے ہاتھ لگا ' حالانکہ اب ہم کو ان چیزوں کی چنداں ضرورت بھی نہیں - (انور)

هفتهٔ رواں

کے بعض اہم تار

— * —

باب عالی نے جنگ کا قطعی فیصلہ کرلیا

لندن ۱۸ اکتوبر - باب عالی نے سرویا اور بلگیریا کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

یونانی بھاگ گئے

سالونیکا کی ولایت میں عثمانی فوجوں اور بلغاری قاتلوں کے درمیان بھی لڑائی ہوگئی - یہاں بلغاریوں نے تار کاٹ دئے ہیں -

یونانی قاتلوں نے سمجھا تھا کہ ہم سرحد پار ہوکر (ایپارس) میں گھس جائینگے ' مگر ترکوں نے اُن کو مار مار کر بھگا دیا -

یونان کو اب ہوش آرہا ہے

لندن ۱۸ اکتوبر — یونان کے سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ لڑائی راس نہیں آئیگی - اگر بلغاریا کے سوا اور کوئی متحد نہ ہو بھی جائے' تو بھی اکیلا بلغاریا ہی فائدہ اٹھائیگا اور سب گھاٹے میں رہینگے - علاوہ بریں یونان کی فوج اور بیڑا کام کے لائق نہیں - ترکی و اٹلی میں صلح ہوکر ترکی بیڑا آزاد ہوگیا ہے' اسلیے ہمارا بیڑا ترکوں کے مقابلے میں حد درجے ضعیف و کمزور ثابت ہوگا -

ترکوں کا دلیرانہ حملہ

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر — ترکی نظام فوج ۱۶ اکتوبر کی رات کو نئی سوگر بلغاریا کے اندر گھس گئی - اور لڑائی دس بجے رات سے شروع ہوکر ابتک جاری ہے -

بلغاری فوج کا فرار

ترکی فوج کے بڑھنے کی کوئی روک تھام نہوئی - بلغاریا کی آگے بڑھنیوالی فوج اپنی ترپ جمعیت کیطرف گرگر جاتی تھی -

بلغاریا نے (فلپ پولیس) کے نکوں کی جانب کے دو اہم ریلوے پلوں کو تباہ کردیا ہے -

اعلان جنگ کے وجوہ

لندن ۱۶ اکتوبر — باب عالی اپنے اعلان جنگ کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ بلقانی ریاستیں ہمارے خانگی معاملات میں کیوں مداخلت کرینگی ' انکی فوجی طیاریاں کس لئے ہیں' اور آئے دن جھگڑے کسکو گوارا ہونگے ؟ باب عالی نے یہ بھی کہا کہ ہم تو امن و صلح کے عاشق ہیں ' لیکن اب امن و سکون قائم رہ نہیں سکتا -

سپاہ سے سلطان المعظم کی درخواست

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر — سلطان المعظم نے اعلان میں اپنی سپاہ سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ جن لوگوں کو لڑائی سے تعلق نہیں انکی جان و مال ' عیال و اطفال کا پورا احترام کیا جائے اور اُنکو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے

مسیحی جہاد

قسطنطنیہ ۲۱ اکتوبر — یہاں سلطانی اعلان نے وطن پرستانہ جوش اور بلغاریا ' سرویا ' اور یونان کے شاہوں کے مذہبی اعلانات کا مقابلہ کیا جا رہا ہے - ترکی پریس سخت و سست لہجے میں ان مذہبی تعصبات پر ملامت کر رہا ہے -

(فائق بک) جزائر کے سول حکام میں سے تھے' جنکی چٹھیاں حال میں ترکی اخبارات نے شائع کی ہیں' انکا خلاصہ حسب ذیل ہے

" جزیرۂ (استر اپالیہ) میں پہلی مئی کو ایک اٹالین جنگی جہاز (برن) نامی پہنچا' تاکہ نئے قیدیوں کو روما لے جائے - اسی جہاز پر ہم سوار کرائے گئے' اور پانچ دن کے بعد (ناپولی) پہنچے - جہاز جونہی بندرگاہ کے قریب لنگر انداز ہوا' ایک دخانی کشتی ہم کو لینے کیلیے آئی' جس سے چاریوں کے لیجانے کا ہمیشہ کام لیا جاتا ہے -

ہم کو حکم دیا گیا کہ اپنا اپنا سامان اٹھاکر جہاز کے صحن میں کھڑے ہو جائیں - نصف گھنٹے تک ہم کھڑے رہے' ایک اٹالین افسر نے آکر تمام قیدیوں کو گنا' اور پھر انکو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا - ایک جماعت میں صرف سول حکام داخل کیے' اور دوسری میں فوجی اشخاص -

اس موقعہ کے لیے اٹالین نے خاص انتظام کرکے ایک بڑا گروہ ساحل کے ماہی گیروں کا جمع کیا تھا' کیونکہ عثمانی قیدیوں کی تذلیل و تحقیر کے لیے وہاں کی عام پبلک اور اٹالین فوجی اور بحری فوج انکے خیال میں کافی نہ تھی - جونہی ہم لوگ جہاز سے اترنے لگے' اٹالین ماہی گیروں کا ایک وحشی گروہ' جو جوش و ہیجان سے بالکل پاگل ہو رہا تھا' اپنی اپنی کشتیوں کو لیکر چاروں طرف پھیل گیا' اور چیخ چیخ کر ہمکو گالیاں دینے لگا' اور طرح طرح کے حرکات تحقیر و تذلیل میں بلا ایک لمحہ ضائع کیے ہوے مصروف ہوگیا -

کشتی میں ایک مرتبہ اور ہم کو شمار کیا گیا' اسکے بعد شہر کی جانب روانہ ہوگئے -

عام اٹالین پبلک کا مجنونانہ جوش احتقار

کنارے پر اترتے ہی شہر کی عام آبادی کو ہم نے اپنا منتظر پایا - انکے ہاتھوں میں مختلف طرح کی گندی چیزیں' اور لیموں کے چھلکے تھے' جو بے تکان ہم پر پھینکے جاتے تھے' اور انکی زبانوں پر قسم قسم کی گالیاں تھیں' جنکو منہ میں کف بھر بھر کر بزور شور سے صدا رہے تھے - جب ہم انکے پاس سے گذرے' تو ان میں کا ہر شخص اسطرح ہماری طرف جھپٹتا' گویا قتل کرنے کیلیے بیقرار ہو رہا ہے - شہر کے رؤسا اور دولت مند لوگ سب سے زیادہ ہماری ذلت کے مشتاق تھے' اور اس سے لذت لیتے تھے -

باربرداری کی ٹریم پر ہمکو بٹھاکر خبر دیگئی کہ (کازارتا) جارہے ہیں - ایک گھنٹے کے بعد ایک جگہ گاڑی روک لی گئی جسکا نام مجھے یاد نہیں رہا - وہاں بھی لوگوں کا سلوک ہمارے ساتھ بدستور اول تھا -

دوسری بار یہاں پھر ہمیں شمار کیا گیا' اور کہا گیا کہ اب رائے بدلدی گئی ہے' کازارتا کی جگہ (کمپانیا) نامی ایک مقام پر ہمیں رہنا ہوگا - کازارتا روما کا ایک پر فضا سرمائی مقام ہے' اسلیے ظاہر ہے کہ عثمانی قیدی کیونکر وہاں رکھے جائے ؟ یہ دوسری جگہ (سلرنو) کے قریب ایک نہایت وحشت انگیز جگہہ ہے' جسکے

مفتش فائق بک

جس کو جزائر ایجین کے قبضے کے موقعہ پر ایک بے طرف مصری جہاز سے اٹلی نے قید کرلیا تھا -

چاروں طرف پہاڑ ہیں - ہم نے سنا اور اپنا تمام معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا

ہم راہ طے کر رہے تھے' اور ہر اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم تذلیل و تحقیر کے ساتھہ ہمارا استقبال کرتا تھا - جب (اپودیلی) کے اسٹیشن پر گاڑی رکی' تو ہم نے کھڑکیوں سے باہر کی طرف جھانکا - لڑکوں کا ایک عظیم الشان گروہ تمام اسٹیشن میں پھیلا ہوا نظر آیا' جو ہمکو دیکھنے کیلیے جمع کیا گیا تھا' اور انکے ہاتھہ اور زبان دونوں ہماری طرف متوجہ تھے -

یہاں ہمارا سواری کا سفر ختم ہوگیا' اور ہم کو اسٹیشن سے باہر لیجاکر چار چار آدمیوں کی صفوں میں مرتب کیا گیا' پیدل ہم اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوگئے - کامل تین گھنٹے کے بلا توقف سفر کے بعد (کامپانیا) کی پہاڑوں سے محصور آبادی نظر آئی - یہاں (بوپ) کے عہد حکومت کے زمانے کا ایک پرانا مدرسہ ہے - جو عرصے سے ویران اور بالکل وحشت کدہ ہو رہا ہے - یہی جگہہ ہمارے قیام کیلیے مقرر ہوئی -

کامپانیا کے کلکٹر کی اٹالین قوم پر لعنت

یہاں ایک عجیب واقعہ ہوا' اور خاص طور پر اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ اس سے خود اٹلی کے منصف اور عقلمند لوگوں کے مخالف جنگ ہونے' اور انکی تہذیب سوز وحشیانہ کاروائیوں پر متاسف ہونے کا اندازہ کیا جاسکے گا - جس وقت ہم اس مدرسے کے قریب پہنچے' تو قصبے کا اٹالین کلکٹر بھی وہاں موجود تھا - ہمارے ساتھیوں میں سے ایک فوجی افسر سے اٹالین زبان میں (جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں مگر انکو معلوم نہیں) کہا کہ " ان ظالم لڑکوں کی حماقتیں یہاں سزادی جائیں گی " یہ سنکر کلکٹر غصہ سے بے تاب ہوگیا' اور اس نے چلاکر کہا کہ " ترک ہرگز ظالم نہیں ہیں' ہم کو اپنی جان کے سوا اور کسی انسان کی جان پر اختیار نہیں دیا گیا ہے' ہم کبھی انکی رہائی کی کوشش میں تعطل نہیں کرسکتے اور نہ لوگوں نے بالآخر چھوڑ کے رہیں گے "

یہ کہکر اس نے اپنی برہنہ تلوار کھینچ لی' اور بالکل لڑنے کیلیے طیار ہوگیا - اسپر فوجی افسر نے چلاکر تمام سپاہیوں کو جمع کرلیا' اور عرصہ کلکٹر کو پکڑ کے تلوار چھین لی -

ترک قیدیوں کو سور کا گوشت دیا گیا -

تمام دن گذر گیا' اور ہم کو ایک روٹی کا ٹکڑا اور ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں دیا گیا - رات کو ایک افسر آکر مدرسے کی پہلی منزل پر لے گیا' وہاں صرف ایک پرانا اور غلیظ بستر بغیر چادر اور تکیے کے ایک کونے میں پڑا تھا' جسکے اندر روئی کی جگہ چھلکے بھرے گئے تھے - ہم نے اس افسر سے ایک ہی خواہش یہ کی کہ اسی طرح کے بستر ہم میں سے ہر شخص کے لیے مہیا کردے' مگر اس نے نہایت غرور و حقارت سے انکار کردیا' اسکے بعد ایک شخص ہمارے لیے کھانا لیکر آیا' اسمیں چند روٹیاں تھیں' جنکے اندر سور کے گوشت کا قیمہ بھرا ہوا تھا - یہ معلوم کرکے ہم سب نے قطعاً انکار کردیا' اور سب کوئی بھوکے پیاسے زمین پر پڑ گئے -

صداے ملت

— * —

الہلال کی دعوت کی نسبت

— * —

جناب مولوی برکت علی صاحب بی - اے - از قصور ضلع لاہور

(۱) ضمیمہ کی دفعہ نمبر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں " الہلال کی دعوت کا اصل اصول مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلانا ہے " اور پھر آگے چلکر دفعہ نمبر ۸ میں ہے " یہ آپکا اتفاق اور اختلاف صرف اصول میں ہوگا جسکی تشریح کردی گئی ہے اور جسکی ایک شاخ یعنے پولیٹکل تعلیم کی نسبت ۸ ستمبر کی اشاعت میں عرض حال کر چکا ہوں "

خواہ کوئی براے نام مسلمان (اللہم لا تجعلنی منہم) کیوں نہو' مگر امید نہیں کہ اس اصول کے متعلق بجز لفظ متفق آور کچھہ جواب دیسکے کوئی شخص ایسا شقی القلب اور کور باطن نہیں ہوسکتا' جو مسلمان کہلا کر اس " اصول " سے اختلاف کرے - ممکن ہے کہ دلدادگاں تہذیب نو اور وابستگان تمدن جدید میں سے کوئی ایسا ہو' مگر شکر ہے کہ میں انمیں سے نہیں ہوں -

میرا تو عقیدہ ہے کہ مسلمان کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتے جبتک کہ وہ ہر کام میں اپنا راہنما اور راہبر کتاب اللہ کو نہ مانیں اور صرف منہہ سے نہیں' بلکہ عملا تسلیم کریں' خدا شاہد ہے کہ یہ عقیدہ الہلال کے پڑھنے سے نہیں' بلکہ اسوقت سے ہے' جبکہ الہلال کی اشاعت و اجرا کا خیال مصنف و مدیر کے دل میں پیدا ہوا تھا - مطلوبہ جواب تو اصل میں دیا جاچکا' لیکن اب میں دو چار لفظ مزرعات پر عرض کرنا چاہتا ہوں -

(۲) دفعہ ۵ میں آپ تحریر فرماتے ہیں " لیکن بالتفکس اس کا اصلی موضوع نہیں " آپ جیسے صاحب علم اور صاحب تدبر و فکر بزرگ قوم سے (گھبرائیے نہیں - یہ الفاظ خدا جانتا ہے' میں نہایت اخلاص اور محبت سے لکھہ رہا ہوں' میرا دل آپکو بہت ہی عمدہ الفاظ میں مخاطب کرنیکو چاہتا ہے' گو آپ اپنے انکسار کی وجہ سے اسپر نہ برٹ چڑھائیں " آیندہ اس طریق تخاطب سے معاف فرمائیں کہ اسکا اہل نہیں ") یہ الفاظ نہایت ہی غیر متوقع اور خلاف امید ہیں - جب آپکا یہ ارادہ ہے بلکہ عزم ہے کہ " مسلمانوں کو انکی زندگی کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (روحی فداہ) کی طرف بلائیں " تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ ہر عمل و عقیدے کی شرط قائم رکھکر " پالیٹکس " کو اسلامی کوچے سے باہر نکال دیں - قرآن کریم سے بڑھکر سیاست کی اور کون کتاب ہوسکتی ہے - تعجب پر تعجب تو یہ ہے کہ آپ خود اس امر کو اپنے ۵ ستمبر کے مضمون میں تسلیم کرچکے ہیں - یہ نہیں ہوسکتا کہ سیاست ہمارے حدود عمل سے خارج کر دیجاے - سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس امر نے آپ جیسے آزاد حق گو کو یہ فقرہ لکھنے پر مجبور کیا -

(۳) آج ایک مہینہ ہوا میں نے اپنے ایک دوست کو جو الہلال کے خریدار بھی ہیں ایک مفصل خط تقلید اور اسکے نتایج پر لکھا تھا - جسمیں میں نے انہیں نصیحت کی تھی کہ اگر تم چاہتے ہو - کہ تمہاری قوم بیدار ہو' سنبھلے' ترقی کے میدان میں قدم رکھے' تو خدا کیلئے ہر قسم کی تقلید کا استیصال کرو' تقلید مذہبی بھی' معاشرتی بھی -

آبائی بھی' اور سیاسی بھی وغیرہ وغیرہ - مجھے تو اس تقلید کے نام ہی سے نفرت ہے - یہ حیوان کا کام ہونا چاہیئے نہ کہ انسان کا - اور دین مطابق تقلید سے تو کوئی نبی نہیں رہ سکتا - کیونکہ وہ دوسری حد ہے حیوانیت کی -

(۴) " ہندؤں سے ملاپ " اسپر مجھے بہت کچھہ لکھنا تھا' اگر خود اسی نمبر ۱۱ میں محمد حسن صاحب آزاد از اتاوہ کی چٹھی شایع نہو جاتی - لیکن پھر بھی مختصر عرض خدمت ہے - ہندو قوم سے ہمیں پولیٹکل اغراض کے لحاظ سے ملنا ضرور ہے - لیکن ملاپ کے معنے کیا ہیں ؟ اگر ملاپ سے مراد " ولایت " کی دوستی ہو ہمیں آپکی اور آپکے دوسرے ہمخیالوں کی ذرا پروا نہیں' کیونکہ وہ صریحاً تعلیم قرانی کے مخالف ہے - خداے کریم پکار پکار کر کہہ رہا ہے

(الف) یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا - ودوا ما عنتم - قد بدت البغضاء من افواہہم' وما تخفی صدورہم اکبر - قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون -

(ب) ان تمسسکم حسنة تسؤہم' و ان تصبکم سیئة یفرحوا بہا - اسمیں کچھہ شک نہیں کہ بعض " یفرحوا بہا " کے آگے ہی " و ان تصبروا " ہے لیکن پھر خود ہی صانع حکیم نے " وتتقوا " فرما کر تمام شبہات مٹادیے - صبر ہم کر چکے' آج تک پورے پچاس برس اپنے حکام کے ہاتھوں ہم صبر کی ڈھال کے نیچے پناہ گزیں ہوے رہے' جو کچھہ ہمیں صلا ملا ہے' وہ روشن ہے - اب ہندؤں کے ساتھہ آپ صبر کی تلقین کرتے ہیں - اگر آپ کا خیال ہے کہ پچاس سال اور ایسے گذرے جائیں' تو جبر' یہ خیال آپ کا آپکو مبارک ہو - جہانتک اس خیال کا تعلق ہے' مجھے ہرگز اس سے انکار نہیں صبر ہمیں کیا' لیکن اصلی جوہر جسے ہمیں اپنی سپر بنانا چاہئیے تھا' اس سے ہم ہمیشہ غافل رہے - " اتقاء " اور " صبر " تو آمیختہ سے جو طرح بچاؤ کا ان دشمنان اسلام کیلیے پیدا ہوتا ہے' وہی اصلی ڈھال ہے - حقیقت یہ ہے کہ صبر کے معنی ٹھیک اور صحیح سمجھہ میں جب ہی آتے ہیں' جب ہم اتقاء کے لفظ کو انکھوں میں بٹھا لیں' اور دل میں جگہہ دے لیں -

قرانی آیات اس بارے میں اس کثرت سے ہیں' کہ کل کی کل یہاں نہیں لائی جاسکیں' اور نہ ہی انکو لکھتے ہوے ان کے استحضار کی ضرورت ہے بہرحال نتیجہ ان سب سے یہی نکلتا ہے کہ " بطانت " اور " ولایت " جو قرانی اصطلاح میں دوستی اور قلبی تعلق کا نام ہے' ایک مسلم اور غیر مسلم میں ناممکن ہے' بلکہ اقدام بطانت کو صریح مذلت اور گمراہی کہا گیا ہے -

اگر ملاپ سے مطلب ہے ظاہری تعلق' تو یہ تو صریح نفاق ہے - اور اسلام اور نفاق' ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکتے -

ملاپ کے ایک اور معنے ہوسکتے ہیں - مسلمان ہندؤں کی مخالفت نکریں' ہندو انکی مخالفت پر کمربستہ نہوں - سو مسلمان بیچارے ایذا دینے کے قابل ہی کس روز ہوے - ہندگی نہاے گیا اور بچوڑے گیا' اور اگر طاقت ہوتی تو زیادتی تو حیوانوں پر بھی جائز نہیں - انسان تو کجا ؟ جبکہ قران کہہ رہا ہے لا یجرمنکم شنان قوما ان لا تعدلوا - ہاں برادران وطن کے ہاتھوں جو زخم ہمیں لگ رہے ہیں' اور جنکی رفتار افسوس ہے' دن بدن زیادہ ہو رہی ہے'

آپ شاید سمجھیے ہیں کہ ابھی الہلال نے کچھ بھی شہرت نہیں پائی ہے، حالانکہ اسکی قبولیت اور پسندیدگی کی کوئی انتہا نہیں - اسکا سبب صداقت، محبت قومی، بے غرضی و ایثار ہے - اگر دل میں جناب کے روپیہ کا نفع مد نظر ہوتا تو یہ یقین ہے کہ الہلال کی یہ منزلت نہوتی . میرے والد نے مجھسے اسکا ذکر کیا کہ اگر مولانا حق گوئی کی تلخی پر کوئی شیرینی تہ جما دیا کریں تو آسانی سے حلق سے فرو ہو جانے کی امید ہے - کیونکہ طبیب جسطور پر ہو سکتا ہے، مریض کو دوا پہنچاتا ہے تاکہ مریض کو شفا ہو جاوے - اگرچہ زود اور ناعاقبت اندیش مریض نے دوا کو کڑوا سمجھکر استعمال نکیا تو اوسکے تندرست ہونیکی کوئی امید نہیں ہو سکتی

جناب مولوی اشفاق الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس شاہ آباد (رامپور)

کاش کسطرح سے آپکو یہ علم ہوجاتا کہ آپکی تحریر میں کیا اثر ہے؟ میں نے بچشم خود یہ دیکھا ہے کہ خدا نے ایسے باغی مسلمان، جنکو دولت و حکومت نے خدا کے سامنے بھی خم ہونے کی اجازت نہدی، آپکے رسالے کو اونھوں نے چوما، آنکھوں سے لگایا، اور بعض کسطرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیے - میرے نزدیک یہ کامیابی کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے - میں خدا کا شکر کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی ہزاراں ہزار شکر ادا فرمائیں -

میں نے آپکے رسالے کے گرد مجمع دیکھے ہیں، مکان میں لکھا کر خاندان حرم کو سناتے دیکھا ہے، اور وہ منزلت دیکھی ہے جسکو اگر آپ ملاحظہ فرماتے تو واللہ بے حد متعجب ہوتے -

(از جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس بھیکم پور)

الہلال کے ساتھ جو ضمیمہ طلب راے کا شائع فرمایا گیا ہے اوسکا جواب یہ نیاز نامہ ہے - یہ کانفیڈنشل نہیں ہے - لہذا اوسکے اخفا کی ضرورت نہیں -

(۱) اولاً اصول دعوت الہلال - تو اس سے مجھے بالکل اتفاق ہے اور یہ میرا دلی عقیدہ ہے کہ اگر مسلمان زندہ ہوسکتے ہیں اور رہسکتے ہیں تو صرف اتباع کتاب اللہ و سنة الرسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) روح یہ ہے اور باقی اور چیزیں بمنزلہ دیگر ضروریات زندگی ہیں - جب میرا یہ عقیدہ ہے اور ضرور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہوگا تو ظاہر ہے الہلال کے اس اصول سے کہ "مسلمانوں کو اونکے زندگی کے ہر عمل و عقیدہ اتباع کتاب اللہ و سنة رسول اللہ کے طرف بلانا" کسطرح اختلاف ہوسکتا ہے؟

(۲) دو باتوں سے مجکو اختلاف ہے - اولاً الہلال کے مباحث کے وسعت سے - پولیٹکس، تعلیمات، مذہبی رفارم وغیرہ یہ امور ایسے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک پر حقیقی بحث کے لیے پوری توجہ کی ضرورت ہے - اور جس حالت میں کہ اس وقت ہم ہیں، ایک شخص واحد کا ان تمام امور سے کامیابی و تسلسل کے ساتھ بحث کرنا نا ممکن ہے، لہذا میرا خیال ہے کہ آپکو اپنا موضوع محدود کرلینا چاہیے، بحث کے واسطے مبحث کے تمام ماله وما علیه سے واقف ہونا اور بعد واقفیت غور و تامل لازم ہے، بدون اسکے اگر راے کا اظہار ہوگا، تحقیق کے پایہ سے گرا ہوا ہوگا -

مثلاً آپ محمڈن کالج کی پالیسی، اوسکے طرز عمل، اوسکے طلبا، اوسکے مہتمموں کی نسبت بحث کرنے میں اظہار راے فرماتے ہیں - میں اوس تجربہ اور علم کے ذریعے جو مجکو برسوں کے واقفیت سے حاصل ہے، محسوس کرتا ہوں کہ وہ رائیں بارہا پایۂ تحقیق سے گری ہوئی ہوتی ہیں - اگر مزید تفصیل آپ طلب فرمائیں گے گذارش کی جایگی -

ثانیاً - خشونت لہجہ - کلام مجید میں حضرت موسی کو جو شان جلال کے مظہر تھے، فرعون کے مقابلہ میں جو سرکشی کا نمونہ تھا، لینت کی تعلیم فرمائی گئی - خود حضرت سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نسبت ارشاد ہوا کہ لینت باعث کامیابی تھی، درشتی باعث ناکامیابی ہوتی، اس صورت میں الہلال کا سخت لہجہ کہاں تک کامیاب و مطابق تعلیم ربانی ہوگا - میں اس امر کا سخت موید ہوں کہ اصلاح کے لیے صاف گوئی، بیباکانہ روک ٹوک، اور گرمجوشی کی اشد ضرورت ہے لیکن یہ سب کچھ ایسے لہجہ سے بھی ہوسکتا ہے جو سخت نہو اور یقیناً لینت بمقابلہ خشونت قلوب میں زیادہ دیرپا اور گہرا اثر پیدا کرتی ہے، اور یہی مقصود - ثالثاً - الہلال کا لٹریچر مجکو تو بیحد پسند ہے اور میں اوسکے پڑھنے میں ایک روحی سرور محسوس کرتا ہوں مگر میرا خیال ہے کہ عام قارئین الہلال کے فہم سے شاید بالاتر ہو، اور اسلیے مبادا اوسکا نفع محدود رہجاتا ہو -

از جناب مولانا محمد یعقوب صاحب (مونگیر)

ادام اللہ شموس افاضتکم طالعة علی المسلمین

اس عاجز نے تمام پرچونکو ابتداے اشاعت سے اسوقت تک جسقدر شائع ہوے بغور ہی دیکھا، میری عقل ناقص میں الہلال اس غرض و غایت کے لیے منفرد ہے کہ مسلمانوں کو انکے زندگی کے ہر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے اور انکی پولیٹکل مصالح کے لیے بھی وہ اسی اصول کو نہایت زوروں کے ساتھ پیش کرتا ہے - بے شک ہماری دنیاکی زندگی بھی اوسی قانون الہیہ کے ساتھ مربوط ہے، ہم دین کو دنیا سے علحدہ نہیں کرسکتے اسلئے ہمارے طرز معاشرت کے قوانین کا مجموعہ وہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے - اخلاقی و تمدنی و سیاسی اعمال و عقاید کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے علحدہ سمجھنا کفر صریح سمجھتا ہوں - من یطع اللہ و رسوله فقد فاز فوزا عظیما - بے شک ہمکو الہلال کے دعوت سے اتفاق ہے - فقط ایک امر موجودہ حالت کے اعتبار سے قابل گذارش ہے وہ یہ ہے کہ ہم و نیز ہمارے مصلحین علم اس سے کہ طبقہ علما میں سے ہوں یا غیر علما سے، وہ جسقدر کہتے ہیں کرتے نہیں : یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون - یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں وہ غیرت و حمیت وہ صبر و استقلال وہ عزم و ارادہ جسکی دعوت آپ دیتے ہیں، جسقدر اور کوشش کا محتاج ہے اسی وجہ سے ہمارے مصلحین کا طبقہ بھی (کل قول لا یصدقه العمل فهو كذب) کے کلیہ کے ماتحت معلوم ہوتا ہے - اگر ہر مسلمان ایک دوسرے کی غلطی و غلط روی ظاہر کردیا کرے اور کشیدگی و رنج آپسمیں نہ ہو تو مسلمانوں کے دن ضرور پھر سکتے ہیں - جناب والا نے احقاق حق کے طرف لوگونکو دعوت دی - اکثر الناس کو الحق مر کے اعتبار سے جناب والا کی باتیں کڑوی معلوم ہوئیں تو دست و گریبان ہوکر لڑنے کے لیے مستعد ہوگئے - پس ایسے حالت میں ناصحین اس آیہ شریف پر نظر فرماویں (ابلغکم رسالة ربی ولکن لا تحبون الناصحین) اسوقت بلا خوف لومة لائم جو گراں بہا نصایح آپ لوگونکو دے رہے ہیں، وہ قابل صد قدر و شکر گذاری ہے -

میرا خیال ہے کہ الہلال کے اصول دعوت سے وہی شخص مخالف ہوسکتا ہے جو افرایت من اتخذ الٰهه هواه کا مصداق ہے ایسے لوگوں کی باتونکو خیال میں لانا ہی بیجا ہے - ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطاً -

اسکی تفصیل اگر لکھوں تو الہلال کا پورا ایک نمبر مطلوب ہو - مشکل تو یہ ہے کہ ہر دو نلاؤں میں معلوم نہیں ہوتا ' چھوٹی کون سی ہے کہ اسکو اختیار کرلیا جاے - آج سے چند سال پیشتر خود ہندو قوم نے ہمکو اپنے ساتھ شریک ہونیکی دعوت دی - لیکن ہمارے لیڈروں نے ہمیں نسیوں طرحکے فرضی خطرات دکھا دکھا کر اس شرکت سے باز رکھا - میں ذاتی طور سے - کچھ شک نہیں - اسوقت اس اتحاد کے مخالف تھا - سنہ ۵۷ ہمیں بھولا نہیں - کریں سب اعتبار اور برا دیکھتے کر ہم - اگر ہم انکی دعوت کو قبول کر لیتے تو یقیناً ہمارا بہت برا حشر ہوتا - لیکن خدا جانے لیڈروں کو رو سیاہ لیڈروں کو کیا ہوگیا ' جو ہمیں اسوقت ہندوں سے جدا رہنے کی تلقین کرتے تھے ' آج ہمارے ان سے ملنے کو ہمارے حق میں تریاق و اکسیر بتا رہے ہیں - بہر حال یہ ایک عبث بحث ہے ' اسکا فیصلہ خود زمانہ کردیگا - آپ جو فرض اپنے ذمہ لے چکے ہیں ' اسی کو پورا کریں - لوگ مسلمان بن جائیں - اور کسی چیز کی ضرورت نہیں -

یہ میری راے تھی - میں نے اسے لکھدیا ' اور صاف صاف لکھدیا - لیکن اس سے میں انکار نہیں کرسکتا کہ آپ بوجہ وسعت المعلومات اور صاحب نظر ہونے کے ان امور کو مجھسے بہتر سمجھتے ہیں - چونکہ بموجب ارشاد اپنی راے ظاہر کردینی ضروری تھی اسلیے عرض کردی گئی -

(۵) آپ رسالت و لہجہ - سو مجھے اس سے بہ کلی اتفاق ہے بلکہ کاش مجھے بھی ایسی قوت بیانیہ اور سحرنگاری ملتی تو میں بھی تحریر و تصنیف کو اختیار کرتا - نہ براے وصول زر' بلکہ محض بہ نیت خدمت قوم - البتہ قوت لایموت لینے کو میں اسکی طرح داخل گناہ نہیں سمجھتا -

میں پھر عرض کرونگا کہ آپکا پالٹکس کو الہلال کے موضوع سے خارج سمجھنا اظہار کمزوری ہے ' اور نیز اپنے اصول سے بھی میرے انحراف ہے ' علی الرغم اعدا کہنے اور ڈنکے کی چوٹ کہنے کہ پالٹکس الہلال کا خاص موضوع ہے -

اگرچہ عمدہ راے کیلیے یہ امر از بس ضروری تھا کہ گذارہ کے پرچوں پر کم از کم ایک نظر اور پڑتی ' لیکن افسوس ہے کہ اسکے لیے بہت وقت درکار ہے ' اور آپکو حصول آرا میں عجلت - جو کچھ سرسری مطالعہ کا نتیجہ ہے ' پیش کیے دیتا ہوں -

لیکن رخصت ہونے سے پہلے یہ بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ اگر آپ میری تحریر اور خیالات کی خامیوں سے چشم پوشی کرسکیں اور اگر الہلال جیسے عالی قدر پرچے کے مقام سے یہ موزوں ہو' تو بخوشی اسے ایک گوشہ میں جگہہ دیں - یہ میرے لیے باعث صد افتخار ہے لیکن میں تاکید بھی نہیں کرتا - کیونکہ من آنم کہ من دانم -

---

از جناب مسٹر سید علی نبی صاحب (امروہہ)

آج الہلال کی پالسی اور موجودہ روش کی متعلق کچھہ عرض کرنیکا قصد کر رہا تھا کہ عین انتظار میں الہلال پہونچا - " الہلال " کی صورت دیکھکر ' یا ممکن ہے کہ تعذر عدم کئے ہوئے کسی دوسرے کام میں دل لگے - اور جب الہلال ختم ہوجاتا ہے تو ایک ہفتہ کے سخت انتظار کی بھیانک شکل سامنے آکر عجیب طرح کی تکلیف دیتی ہے - الغرض لکھنؤ کی تہذیب و شایستگی کے ایک اعلی نمونہ کی مراسلت نظر پڑی اور ساتھہ ہی آپ کے طرف سے اسکا جواب بھی -

جو - اس ننگ اسلام نے آپکو جو کچھہ لکھا - اسکا جواب

اس سے بہتر نہیں تھا جو آپنے دیا - مگر افسوس اسکا ہے کہ اسنے اپنا نام کیوں نہیں ظاہر کیا - کم سے کم اسکو بھی یہ معلوم ہوجاتا کہ اب مسلمان وہ مسلمان نہیں رہے جیسا وہ جوتا ہے ' یا جیسے آپکے ہمدرد اور معاون ہونگے

. . . .

یہ نہیں سمجھتا کہ ایک الہلال کے اڈیٹر کو دار پر کھینچ کر اور امین آباد کی سڑک پر (حاکم بدہن) ہلاک بھی کردیگا ' تو اس سے کیا ہوگا اسوقت جو روح الہلال پیدا چاہتی ہے - بس ہی مہینے میں الہلال نے ہزاروں مسلمانوں کے دلوں میں وہ تڑپ اور بیقراری پیدا کردی ہے جسے قدرت ہاتھہ اور ہتھیار کیا ' دنیا کی زبردست سے زبردست قوتیں بھی نہیں مٹا سکتیں - کس کس الہلال کو تو اور بیسیوں اڈیٹر مٹائینگے ؟ افسوس مسلمانوں میں ایسے . . . . ہیں اور . . . . طبیعت وجود ابھی موجود ہیں - ہم کیا شکایت کریں اُن روسی ظالموں کی جنہوں نے عشرہ کے روز مقدس عاشقان اسلام کو پھانسی پر چڑھایا تھا اور جسکا خونی منظر اسی رسالہ کے اندر دکھایا گیا ہے -

الہلال کی پالسی کی نسبت بہت مختصر طور عرض کردینا کافی ہے ایسے وجودوں کے سوا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جو الہلال کی پالسی کو معیوب کہہ سکے - بات یہ ہے کہ اردو اخبار دیکھنے والونکو عادت تو ہے . . . کے دیکھنے کی (الہلال) انہیں کیا پسند آے ؟ مگر خدا کیلیئے آپ اپنی رفتار سست کبھی نہ کیجئیے - اب ہماری طبیعتیں پھیکے شربت سے سیر نہیں ہوسکتیں - اب مسلمانوں کی آنکھیں الہلال جیسے اخبار ڈھونڈ رہی ہیں -

میں قسم کھاتا ہوں کہ اپنے دیگر نہایت ضروری کاموں کی طرح الہلال کی توسیع اشاعت کو بھی آئندہ سے اپنا فرض زندگی سمجھونگا -

---

جناب مولوی اسحاق الدین صاحب خلف الصدق مولوی اشفاق الدین صاحب از (شاہ آباد)

میری طلب پر جناب نے الہلال کے پرچے ویلو پی ایبل کے ذریعہ سے بھیجدیے لیکن جس روز سے ویلو وصول کیا گیا ہے ' پھر کوئی پرچہ وصول نہیں ہوا ' حالانکہ اسوقت تک اور دو پرچے وقتاً فوقتاً پہونچنا چاہیے تھے - میرے پاس دو روزانہ اور ایک ہفتہ وار اخبار ہمیشہ آتے ہیں اور میں ' دیکھتا ہوں کہ جیسے روزہ دار کو شام کا انتظار ہوتا ہے ' اسیطرح میرے والد کو ڈاک کا انتظار ہوا کرتا ہے لیکن جس روز سے الہلال کے پانچ پرچوں کا بلندہ پہنچا ہے اُس روز سے آجتک نے طرح والد ماجد کو توجہ نہ آنے الہلال کے تکلیف ہے ' مجھسے والد فرماتے ہیں کہ میں نے مدت العمر میں کوئی اخبار ایسا دلچسپ اور کار آمد اور قوم کے واسطے مفید نہیں دیکھا ہے - مضامین کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم کی حالت پر آنسو بہانے والے موتی ٹپکے ہیں - مجھسے والد ماجد نے فرمایا کہ میرے دل پر کبھی کسی مضمون سے اسقدر رقت طاری نہیں ہوئی ہے ' جسقدر الہلال کو پڑھکر طاری ہوتی ہے -

مجھکو پڑھنے لکھنے سے فرصت نہیں ملتی ورنہ میں منادی کرتا کہ ہر مسلمان اسکو خریدے - لیکن میرے والد نے اسکام کو اپنے ذمہ لیا ہے ' وہ فرماتے ہیں کہ میں کم سے کم ۲۵ پرچے نکلوانے کی کوشش کرونگا جس سے قوم کو بے حد نفع پہنچ سکتا ہے ' اور ممکن ہے کہ زیادتی اشاعت سے مطبع کے نقصان میں کمی ہوجاے - مگر والد کو یہ شکایت ہے کہ اوگ ۸ روپیہ پوری قیمت دینے کے بجاے ' اپنے بچوں کے نام جاری کرانے پر زیادہ مائل ہیں -

. . . .

(آئیندہ نمدرون کیلئے جو تصویرین طیار هین)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاهیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہاد سوای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله

۱۵ بک باشی شاب بے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ آذر بائیجان میں روسی داخله

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ مدینه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں " مومن "

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں " نیر "

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

مسٹر فضل الرحمن صاحب از (باجی پور)

الہلال اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہے، کون مسلمان ہے جو اسلام کے ساتھہ اس دعوت کے شمول سے انکار کر سکے ؟ یقین مانیے کہ اس پر آشوب زمانہ میں آپکو میں ایک بہت ہی بڑی اخلاقی قوت سمجھتا ہوں - امت مرحومہ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ایسا آدمی پیدا ہوا - آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین جس زور اسا لہجوں اور زلزلہ انگیز لفظوں میں کیا کرتے ہیں، اور جس کے زور شور کے رعب و ہیبت سے نفاق اور قوم فروشی ہمارے لیڈروں کے سینوں میں بڑی ہولی کانپ رہی ہے، اور پھر جس بلند آہنگی سے آپ ان خود ساز زبردستی کے پیشوایان ملت کی خفیہ سیہ کاریوں کی پردہ دری کیا کرتے ہیں - یہ در اصل مظاہر ہیں اس اخلاقی جرأت کے، جسے ہر موحد کے دل میں لازمی طور پر ہونا چاہیے اور جس کی نظیر آجکل بالکل نایاب ہے - اگر قوم میں ایسے جری، راست باز، راست گو، راستی پسند کچھہ اور لوگ ہوجائیں، تو قوم کی قسمت آج پلٹ جائے اور اسکی بدبختی کا آج ہی خاتمہ ہوجائے - آپ کے لب و لہجہ میں بھی مجھے کوئی بات قابل اعتراض نظر نہیں آتی - کیا اب وقت اسکا ہے کہ ہم میٹھے میٹھے نرم نرم الفاظ خوشامد کے منہہ سے نکالیں ؟ یہ وقت اضطرار ہے اور اضطرار میں سب باتیں جائز ہیں اور پھر یہ تو غیر ممکن ہے کہ کوئی مفید کام بلا کسی کو ناخوش کئے ہوے انجام پاسکے -

مختصر یہ کہ آپ جو کچھہ بھی کرتے ہیں، مجھکو اس سے بالکل اتفاق ہے -

---

جناب مولوی عطاء الرحمن صاحب ام - اے - پروفیسر راجشاہی کالج

بجواب ضمیمۂ الہلال عرض یہ ہے کہ الہلال کے اصول اور پالیسی سے مجھے پورا اتفاق ہے - میرا عرصہ سے یہی خیال رہا ہے کہ مسلمانوں کو قومی ترقی ہرگز نصیب نہوگی جب تک قرآن کریم کے حقائق و مسلک پر وہ نہ چلینگے - اگر وہ (اعلون) کے زمرہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو انہیں (مومن) ہونا ضروری ہے -

ہاں البتہ بعض اوقات آپ کے مضامین میں کسی قدر درشتی ہوتی ہے کہ یہی مطالب نہیں اگر سختی کے جواب میں سختی ہو - ایک حضرت نے ایک بڑی رقم اعانتاً دینی چاہی - انکی اعانت قبول کرنا آپکے اصول کے خلاف تھا تو نرمی سے آپ جواب دے سکتے تھے - لیکن آپکے مضمون میں غیر معمولی سختی تھی، جو کہ آپ جیسے بزرگ کے شایان شان نہیں - دیگر عرض یہ ہے کہ الہلال کو آپ ایک میگزین کے طرح شائع کر رہے ہیں - شاید یہی آپ کا مقصود ہو - لیکن ساتھہ ہی ایک اخبار کا فرض بھی ادا کرنا ضروری ہے - یعنی جیسے آپ اعلی مضامین قومی و مذہبی امور پر لکھتے ہیں - ویسا ہی دو چار صفحے خبروں (علی الخصوص اسلامی خبروں) کے لیے بھی علحدہ رکھہ چھوڑنا چاہیے - راے قایم کرنے کے لیے خبروں کا جاننا بھی ضروری ہے - جس سے کسی قوم یا ملک کے نشیب و فراز کا علم ہوتا ہے -

---

مسٹر اطہر علی صاحب آزاد ام - آر - ایس تحصیلدار خلیل آباد (بستی)

جیسا کہ میں کل کے عریضے میں عرض کرچکا ہوں میں اپنی ذاتی راے کو کسی طرح قابل وقعت نہیں سمجھتا نہ میں اس قابل ہوں کہ آپکے سے عالم متبحر کے آگے زبان کھول سکوں - میرا آپکو کسی معاملے میں صلاح دینے کی جرأت کرنا حکمت بہ لقمان آموختن کا مصداق ہے - ہاں یہ عرض کرسکتا ہے کہ -

گاہ باشد کہ کودکے ناداں * بغلط بر ہدف زند تیرے

میں نے جو کچھہ عرض کیا ہے اسکا لب لباب صرف ایک مصرعہ میں ادا ہو سکتا ہے -

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

میرے نفس مطلب کے ادا کرنیکے لیے ایک ہی مصرعہ اور ہے جس سے میں مدد لے سکتا ہوں - مصرعہ

با ہمیں مردماں بہ باید ساخت

...

یہ سب صحیح ہے مگر کیا یہ باتیں اخبار میں چھاپ دینے کے قابل نہیں ؟ میں عرض کرونگا کہ نہیں اور ہرگز نہیں - کیوں ؟ وجہ صاف ظاہر ہے - یہ اسلیے کہ ہم میں اخلاقی جرأت کی کمی ہے بلکہ اسلیے کہ جو کام آپ کرنے جا رہے ہیں اسکے لیے ان باتوں کا اظہار سد راہ ہوگا اور آسان کام مشکل بن جائیگا - قوم ایسے لیڈروں کی مرید ہو رہی ہے - ایک لفظ انکے خلاف سننا گناہ کبیرہ ہی نہیں بلکہ کفر سمجھہ رہی ہے - اگر آپ اسکے خلاف زبان کھولینگے تو جو لوگ اسوقت آہستہ آہستہ آپکے گرد و پیش جمع ہونا شروع ہوچکے ہیں سب کے سب ایک سرے سے کافور ہوجاینگے اور آپکے تلخ پند و نصایح کی صف شکن گولیاں صرف ہوا میں رائگاں جائیں گی -

---

(جناب سالم حق صاحب واصف درجۂ دوم چودھری انوار الہ ...)

بجواب استفسار عرض پرداز ہوں کہ مجھے الہلال کی دعوت سے اصولاً اتفاق ہے - آپکی طرز تحریر، لب و لہجہ، اور طریقۂ اظہار مذہب بھی خالص اسلامی ہیں - آپ وہی لکھتے ہیں جو قوم کے دل میں ہے - اسکا ثبوت زائد میں آن پڑھ سکوں و ... جوروں پر دیتا ہوں، جو ہر ہفتہ آپکا قیمتی جرنل پڑھنے کے لئے میرے مکان پر آتے ہیں، بلا استثنی ہر شخص الہلال کے صفحات پر وجد کرتا ہے - خدا کرے کہ یہ ننھا سا پودا جسے آپ اپنے خون دل سے سینچ رہے ہیں، بڑھکر ایک برومند درخت بن جائے اور ہندوستان کی موجودہ لامذہبی اور الحاد کی کڑکتی دھوپ سے اپنے دبے جسموں کو بچانے کے لیے اسکے ٹھنڈے اور گھنے سایہ میں پناہ لیں - میرے دماغ میں خیالات کے ہجوم ہیں، مگر قلت فرصت سے معذور ہوں - اس ایک جامع و مانع شعر پر قناعت کرتا ہوں -

ادا آدمی کی نمک پاش جراحت ایسی ہوتی ہے

دل اندر سے نہ اٹھتا ہے لذت ایسی ہوتی ہے

(ایک بزرگ از رامپور)

ابتداے اشاعت سے الہلال کے کل پرچے بغور مطالعہ کیے - اور گو سب نہیں تو اکثر تو ضرور دوست احباب کو بھی دکھائے - قسم بخدا جس نے دیکھا حیران ہوگیا - میں نہیں جانتا کہ آپکے بیان و طرز تحریر میں کیا جادو ہے، جو ہر ایک شخص کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے - یقیناً یہ تاثیر آپکی سچی قومی خدمت و ہمدردی کا نتیجہ ہے - خداوند عالم آپکو باین خلوص و محبت ہمیشہ زندہ و سلامت رکھے -

آپنے جو اصول الہلال میں قرار دیے ہیں، وہ دراصل اسلام اور مسلمان بننے کے اصول ہیں پھر یہ کسطرح ہوسکتا ہے کہ کوئی مسلمان (خواہ وہ آپکی محبت بھرے دل کی حالت سے واقف ہو یا نہو - نیز انکا دوست ہو یا دشمن ہو - مگر شرط یہ ہے کہ نور ایمان سے اسکا دل منور ہو) ان سے اختلاف کرے ؟

مجھکو نہ صرف آپکی اصول، بلکہ جملہ فروعات و جزئیات سے بالکل اتفاق ہے - اور میں بلاخوف تردید صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ جن لوگونکو آپکی تحریر تلخ اور کڑوی معلوم ہوتی ہے وہ الحق مرض کا مقتضی ہے، آپکی تحریر کا اسمیں کوئی قصور نہیں -

روزانہ

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں

— * —

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

— * —

دوسرے الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تصنیفات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ، اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ، جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ، وضع و قطع ، اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7-1, MacLeod street,
CALCUTTA.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۶-۱۷ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱
Calcutta Wednesday, November 6, 1912

اطلاع

اگر کسی صاحب کو کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتے کے اندر اطلاع دیں، ورنہ دوبارہ تعمیل درخواست سے معذور سمجھا جائے۔ تبدیلی نشان کی اطلاع جو کم از کم ایک ماہ کے پہلے ہونی چاہئیے، نمبر خریداری کے ساتھ فوراً دیجئے، جو کوئی پرچہ اس سبب سے تلف ہو جائیگا تو دفتر اسکا ذمہ دار نہیں۔ نمونے کے پرچے کیلیے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا وی۔ پی کی [illegible] ت۔ براہ کرم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ جواب سے دفتر معذور ہے۔

(۲) اس ہفتے چونکہ دوگنی ضخامت میں پرچہ شائع کیا جاتا ہے اسلیے علحدہ تصویروں کی اشاعت آئندہ پرچے پر ملتوی کردی گئی، کیونکہ پوسٹ آفس کی شرائط کے مطابق وزن سے حد بڑھ جاتا اور معمولی شرح میں نہ جا سکتا۔

(۳) آئندہ نمبر میں موجودہ جنگ کی متعدد تصویریں اصل رسالے میں، نیز علحدہ چھپ کر شائع کی جائینگی۔ ناظرین اپنے لطف و نوازش سے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں کہ الہلال کا انتظار ان پر نہایت شاق گذرتا ہے، مگر ہم نے کبھی الہلال کو اسکا مستحق نہ سمجھا، لیکن آئندہ نمبر میں علاوہ اور تصویروں کے ایک خاص تصویر جو شائع کی جائیگی، اسکی نسبت ہم خود ناظرین کو شوق دلاتے رہیں کہ وہ انتظار میں جس درجہ بھی مضطرب رہیں، کم ہے۔

فہرس

تصاویر

الہلال

شرح اجرت اشتہارات

ایک مرتبہ ادائی بحساب	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم
	۲۶ روپیہ	۱۴ روپیہ	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	" ۲۲ "	" ۱۲ "	" ۷ "
تین ماہ " "	" ۱۸ "	" ۱۰ "	" ۶ "
چھ ماہ " "	" ۱۵ "	" ۸ "	" ۵ "
ایک سال " "	" ۱۲ "	" ۶ "	" ۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں، انچ کے حساب سے لئے جائینگے، بحساب فی انچ دس آنہ ۔

ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ ادائی پورے صفحہ کی، یعنی ۲۶ روپیہ لی جائیگی ۔

مخصوص اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رکھیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی ۔ اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی، اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی ۔ چھپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا ۔

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیسکیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی ۔

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جائے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی ۔

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا ۔

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی مدیر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا ۔

جب کبھی بلاد اسلامیہ پر کوئی مخالف حملہ کرے ' اور انکی حفاظت خطرے میں ہو ' تو اُس وقت ہر مسلمان پر احکام خمسۂ اسلام کی طرح فرض ہوجاتا ہے ' کہ ان تینوں قسم کے جہاد کیلیے جس حال میں ہو ' اٹھہ کھڑا ہو ' اور اگر ایسا نہ کرے ' تو اسکی تمام عبادات مالی و بدنی باطل رہے سود ہیں ' کیونکہ نماز اور روزہ اُسی وقت تک ہے ' جب تک کلمۂ توحید کو بقا ہے ' لیکن جب وہ خطرے میں ہو ' تو شاخیں قایم نہیں رہسکتیں -

آج جس حالت کو ہم اپنے سامنے دیکھرہے ہیں ' وہ احکام و شرائط شریعت کے مطابق ٹھیک ٹھیک فرضیت جہاد دفاع کا وقت ہے - اعلان جنگ کے ساتھہ ہی ہندوستان کے ہر مسلمان پر جہاد شرعی فرض ہوگیا ہے ' اور وقت آگیا ہے کہ اسلام اپنے پیروں سے آخری فرض کے ادا کرنے کا طالب ہو ' جسمیں سب سے پہلے جہاد لسانی و مالی ' اور سب کے آخر جہاد جانی و نفسی ہے -

میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' اور صرف یہ جانتا ہوں کہ قلم سے جو کچھہ نکل رہا ہے ' ایک حکم دینی کا اعلان ہے ' اور نہیں جانتا کہ مصلحت کس کی مقتضی ہے ؟ ممکن ہے کہ کسی موقعہ پر ایک مسلمان کیلیے نماز جمعہ کے موقوف کردیے ' اور نماز کا لفظ زبان سے نہ نکالنے میں مصلحت ہو ' لیکن میں مسلمان ہوں ' اور احکام اسلام کا اتباع ہر مسلمان پر فرض جانتا ہوں ' اسکے سوا مجھے کچھہ نہیں معلوم اور نہ علم کی آرزو -

ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کی نسبت ہمیشہ مسلمانان ہند نے یا تو کفر صریح سے کام لیا ہے ' یا نفاق سے - جن اشرار و اشقیا نے کہا کہ ہمیں خلافت عثمانیہ سے کوئی تعلق نہیں انہوں نے کفر کو جرئت دے کیلیے اسلام کو رخصت کیا ' اور جنہوں نے اپنی ہمدردی کو انسانی ہمدردی ' یا نہت ہمت کی تو صرف دینی اخوت تک نہیں کر چھوڑدیا ' انہوں نے گو اسلام کو پسند کیا ' مگر کفر کے خوف سے ڈرگئے ' حالانکہ نہیں تھا کہ وہ صرف خدا سے ڈرتے واللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین -

اگر میں کہہ سکتا کہ جمعہ کی نماز مسلمانوں پر فرض ہے ' مگر عصر کی نہیں ' تو کہہ سکتا کہ مسلمانوں پر جہاد دفاع بھی فرض نہیں ہے -

اولین کام

پس شریعت جبکہ قطعی حکم دیتی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیلیے مستعد ہوجاؤ - اس بنا پر پہلا کام جہاد لسانی ہے کہ جرأت قلوب جامدہ ' تنبیہ ارواح خفتہ ' اور دعوۃ الی اللہ والملۃ کے لیے ہر زبان اللہ کی بخشی ہوئی گویائی کو اسی کے لیے وقف کردے ' اور علی الخصوص اُن سازشوں داخلی و خارجی کے پیدا کیے ہوے وساوس کے قلع و قمع کے لیے شمشیر مجاہد بن جائے ' جنہوں نے مسلمانوں کے اندر طرح طرح کے گمراہ کن معاشی و وطنی اشغال پیدا کرکے انکو حفظ اسلام و تعزیر اسلامیہ کی سعی سے غافل کردیا ہے -

دوسرا اقدم و اول جہاد ' جمع مال و فراہمی زر اعانت ہے ' جو فی الحقیقت میدان جہاد کی تقویت کیلیے کم از جمعیۃ فوج و کمک مجاہدین نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ فرض تقریباً تمام مسلمانوں کے پیش نظر ہے ' اور ہر طرف سے ہلال احمر مدد کی صدائیں آرہی ہیں ' لیکن اتنک جو رفتار رہی ہے اور جو پچھلا تجربہ طرابلس کا پیش نظر ہے ' اسکو دیکھتے ہوے بظاہر کسی رقم کثیر کی فراہمی کی امید نہیں -

ہر مسلمان کو بہت جلد وہ ذریعہ سوچنا چاہیے کہ بغیر انتظار وقت کے کوئی قابل تذکرہ مالی مدد ہندوستان سے بھیجی جاے -

مسلمان اگر علی گڈہ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں

مسلمان اگر علی گڈہ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں ' اگر وہ سمجھیں کہ اسلام کے دم سے علی گڈہ ہے ' مگر علی گڈہ سے اسلام کی زندگی نہیں ہے ' تو وہ اس وقت حفظ کلمۂ اسلام کے لیے بغیر کسی مشکل میں پڑے بیس لاکھہ روپیہ کی شاندار مالی خدمت انجام دیسکتے ہیں - مان لیجیے کہ مجوزہ یونیورسٹی ایک نعمت لازوال ہے ' لیکن نعمت اسلام کے بقا کو کچھہ تو اس پر ترجیح دینی چاہیے -

میں اُن لوگوں کے دلوں کی حالت جاننے کیلیے عام نظروں سے بہتر فراست رکھتا ہوں ' جو آج مسلمانان ہند کی مسند راہنمائی و ریاست پر متمکن ہیں (فی قلوبہم مرض ' فزادہم اللہ مرضا) میں اُنسے میرا خطاب نہیں ' اور نہ خطاب سے کوئی نتیجہ حاصل ' البتہ عام مسلمانوں سے نسبت التجا کرتا ہوں کہ اس وقت ہماری تیرہ سو برس کی عزت جو ڈوبنے کے قریب بھی ڈوب رہی ہے ' وقت تحریروں اور دعوؤں کا نہیں ہے ' اولین کام روپیہ کی اعانت ہے اور بیس لاکھہ روپیہ آپکے پاس فراہم شدہ موجود ہے - پس یہ کیا بے غیرتی اور کیسی دل اور روح کی موت ہے کہ زخمی ترکوں کی زبان سے العطش ' العطش ! کی صدائیں آرہی ہیں ' انکے پاس پانی کا ایک قطرہ موجود ہے ' مگر اُن تشنہ کاموں کو اُس سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ؟ اپنے گھر میں آگ لگ گئی ہے ' پھر یہ کیا ہے کہ آب پاشی کو کوٹھڑیوں میں مقفل کررہے ہیں ؟ کمبخت یونیورسٹی مسلمانوں کے کیا کام آئیگی ' جب آج علی بری اور ورق فلسطین کے میدانوں کے زخمیوں کو اسکے صدقہ سے مرہم کی ایک پٹی بھی نصیب نہیں ؟ میں کیا کہتا ہوں ؟ حالانکہ یہ الفاظ میرے مطالب کے اظہار کے لایق نہیں ' مجھکو کہنا چاہیے کہ اللہ اور اسکے ملائکہ کی لعنت ہو اُس یونیورسٹی پر ' جسکا بیس لاکھہ روپیہ ہندوستان کی بنکوں میں جمع ہو ' اور مسلمان زخمیوں کی صفیں میدان جنگ کی دوف ڈبی میں اترتی رگڑرہی ہوں !!

[illegible]

ابتدا میں قوم کو یونیورسٹی عزیز ہے ' گو وہ غلامی اور استبداد کا ایک بدترین لعنت ہو ' لیکن اسے اجرا ملت ! ہم عرض کرتے ہیں ' اور یہ تو ہم سے پہلے اسلام عزیز ہونا چاہیے ' پھر جب آج ہر اور جو سے بھی زیادہ ہمارا فرض ترکوں کی مدد ہے ' تو ہم یونیورسٹی کی کیا ضرورت سمجھتے ہیں ؟ یہ کہنا کہ ایک نیک کام کیلیے دوسرے اچھے کام کو چھوڑدو ' ضروری نہیں اور مسلمان ترکوں کیلیے بھی روپیہ جمع کرائیں ' یہ بالکل مغالطہ ہے - کیونکہ آج مسلمانوں کے لیے اور نیک کام بھی نہیں باقی رہے ؟ انکے لیے اس وقت صرف ایک ہی نیک کام ہے ' یعنی حفظ اسلام و جہاد فی سبیل اللہ - پس اگر مسلمان ترکوں کیلیے روپیہ جمع کررہے ہیں ' تو اور زیادہ کرنا چاہیے - لیکن یہ بیس لاکھہ بھی کیوں نہ اس ایک ہی مقدم نیکی کیلیے وقف کردیا جاے ؟ جو ضرورت اس وقت درپیش ہے ' اسکے لحاظ سے بیس چالیس لاکھہ روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا - مسلمان اپنی اعانت کی پہلی قسط اس جمع شدہ بیس لاکھہ کو قرار دیں ' اور اسکے بعد اپنی پوری قوت ایک دوسری قسط کی فراہمی کیلیے وقف کردیں -

یونیورسٹی کیلیے روپیہ مسلمانوں نے دیا ہے ' اور شرعاً و قانوناً انکو حق حاصل ہے کہ ہر شہر میں جہاں سے روپیہ گیا ہے ' ایک ایک جلسہ کرکے یونیورسٹی کمیٹی کو اپنی راے بھیجدیں ' کیا چاہیں تو

شذرات

يا قومنا اجيبوا داعي الله ! !

— * —

قل إن كان آباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وأزواجكم وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها أحب إليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره والله لا يهدي القوم الفاسقين (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اگر تمھارے باپ ' تمھارے بیٹے ' تمھارے بھائی ' تمھاری بیویاں ' تمھارا خاندان ' تمھاری مال و دولت جو تم نے کمائی ھے ' وہ کار و بار دنیوی ' جسکے نقصان کا تم کو ھر وقت اندیشہ رھتا ھے ' اور وہ مکان و جائداد ' جو تمھارے مطلوب و مرغوب ھیں ' اگر یہ تمام چیزیں تم کو اللہ ' اسکے رسول ' اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب ھوں ' تو دین الہی کو چھوڑ دو ' خدا اپنے دین کی حفاظت کیلیے تمھارا محتاج نہیں ھے ' یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ھے ' وہ کر گذرے ' تم اپنی آنکھوں سے آسے دیکھہ لوگے - اللہ کی ھدایت ان کے لیے نہیں ھے ' جنکے دلوں میں نور ایمان کی جگہہ فسق و نفاق بھرا ھوا ھے -

---

اسلام ھر مسلمان سے اپنے آخری حق کا طلبگار ھے - مسلمانوں کی نمازیں اور روزے اور تمام مالی و بدنی عبادات مقبول نہیں ھوسکتیں جب تک وہ حفظ کلمۂ توحید و ثغور اسلامیہ کیلیے جان و مال سے حصہ نہ لیں - پھر کوئی ھے جو آج خدا کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دے ؟ ؟

— * —

والعاديات ضبحاً ' فالموريات قدحاً ' فالمغيرات صبحاً ' فأثرن به نقعاً ' فوسطن به جمعاً (۱) کہ آج مسلمانوں کی ھستی ' اور بقا کیلیے یوم الفصل سرپر آگیا ھے ' وما ادراک ما یوم الفصل ؟ (۲) وہ زندگی و حیات ' فنا و بقا ' اور عزت و ذلت کا فیصلہ کرنے والا ایک دن ھے ' جو آج ھمارے سامنے ھے ' اور اگر یہ سچ ھے کہ ادرنا نوپل کے اطراف و جوانب میں ترک زخمیوں کی لاشیں گر رھی ھیں ' تو انی اقسم باللہ العلی العزیز ' کہ وہ مسلمانوں کی مجسم ھستی ھے جسکے حلق کی رگیں کٹی ھوئی ھیں ' اور جسکے زخموں سے سیلاب خون رواں ھے ' ھذا یوم الفصل ' الذی کنتم بہ تکذبون (۳)

پھر سوال یہ نہیں ھے کہ ھندوستان کے مسلمان کیا سوچ رھے ھیں ؟ بلکہ پوچھنا یہ ھے کہ اور کونسے وقت کے منتظر ھیں ؟

اس صداقت کیلیے اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں ھے کہ اگر خدا نخواستہ ترک اس ابتلاے عظیم کو برداشت نہ کرسکے ' تو انکی موت کا مقدمہ تمام عالم اسلامی کے جنازے کے اٹھنے کا دن ھوگا - مسلمان یاد رکھیں کہ وہ ھندوستان میں ھوں یا چین میں ' انکی ملی عزت کا جو کچھ رمق باقی ھے ' وہ صرف خلافت قسطنطنیہ کی پرجلالت ھستی کا نتیجہ ھے - جس دن یہ مرکز اپنی آخری جگہہ سے ھلا ' انکا حال بعینہ وھی ھوجائے گا ' جو آج یہودیوں کا وہ دیکھہ رھے ھیں - پھر اسکے پاس دولت ھے - اسکے پاس یہ بھی نہیں

ضربت عليهم الذلة والمسكنة ' وباؤ بغضب من الله

اگر سپاھی کیلیے جنگ کی گھڑیوں میں بستر کا آرام جائز نہیں ' اگر اس گھر کے رھنے والوں پر سونا حرام ھے ' جسکے دروازے پر ڈاکووں کے گھر پڑ رھے ھوں ' اگر اس مکان کے سونے والوں کو اٹھنا چاھیے ' جسکی چھت میں آتشزدگی کے شعلے بھڑک رھے ھوں ' اور اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس آگ کی ایک چنگاری بھی باقی ھے جو تیرہ سو برس ھوے ' وادی ام القرا میں بدر اور حنین کے میدانوں نے جلائی تھی - تو خدا کے لیے مجھے بتلاو کہ غفلت شکنی کا وہ وقت کب آے گا ' جسکے انتظار میں ایک مسلمان زندگی بسر کر رھے ھیں ؟ کیا مسلمان اس وقت کا انتظار کرنا چاھتے ھیں ' جب مشرکین یورپ قسطنطنیہ کی مساجد کے ان میناروں پر جہاں چھہ سو برس سے صداے توحید کی شہادت دی جاتی ھے ' صلیب پرستی کا جھنڈا اسی طرح لہرا دیں گے - جس طرح کل کی بات ھے کہ (درنہ) کی جامع مسجد کے مینار پر نصب کیا گیا تھا ؟ و یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً ! ! (۱)

[illegible]

ساعت مقدار کی سہانی معدود وقت قلیل ' اور نتائج سامنے ھیں - ترکوں کی ھمدردی ' اتحاد اسلامی ' اخوت دینی ' مدد کی ضرورت ' ایسی طرح کی تمام باتیں سن چکے ھیں اور کہہ چکے ھیں ' اب وقت آخری ھے ' اور اگر مسلمانوں کو اپنی ھستی کی ضرورت نظر آتی ھے ' تو بغیر ایک لمحہ ضائع کیے انہیں آخری فیصلہ کرنا چاھیے کہ انکا فرض کیا ھے ؟

اسلام ایک مجموعۂ فرائض ھے ' جو ھر مومن کے ذمے اللہ کی طرف سے چند فرائض عائد کرتا ھے - ان فرائض میں جس طرح پہلا فرض اقرار شہادتیں ھے ' بالکل اسی طرح آخری فرض "جہاد" ھے ' یعنی حق اور عدل کے قیام کیلیے اپنا مال ' اپنا نفس ' اور اپنی جان دینا - جس طرح پانچ وقت کی نماز ھر مسلم پر فرض ھے ' اسی طرح فرض جہاد کو ادا کرنا بھی اسکے لیے ایک حکم اجباری ھے ' ولو کرہ الکافرون -

اس فرض کے ادا کرنے کی تین صورتیں ھیں جہاد مالی ' جہاد زبانی ' اور جہاد نفس و جانی :

وجاهدوا بأموالكم وأنفسكم في سبيل الله (۸ : ۷۲) اپنے مال اور اپنی جان سے راہ الہی میں دفاع اعدا کے لیے کوشش کرو -

اور ایک حدیث صحیح میں جسکو امام احمد ' ابو داود ' نسائی ' اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ھے ' جامع الفاظ میں فرمایا :

جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم	دشمنوں کے مقابلے میں مدافعت کی کوشش کرو ' اپنے مال سے ' جان سے ' اور زبان سے -

---

(۱) اے کاش میں اپنے وقت کے آنے سے پہلے مرجاتا

---

(۱) قسم ھے مجاھدین کے ان گھوڑوں کی ' جو میدان جہاد میں دوڑتے دوڑتے ھانپ جاتے ھیں پھر پتھروں پر اپنی ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے ھیں ' پھر صبح کے وقت دشمنوں پر چھاپا مارتے ھیں ' پھر اپنی تگ و دو سے غبار بلند کرتے ھیں ' اور دشمنوں کی صفوں میں در آتے ھیں (۲) اور تم جانتے ھو کہ یوم الفصل سے مراد کیا ھے (۳) یہ ھے یوم الفصل ' وہ فیصلہ کن دن جس سے اے غافلو تم انکار کرتے تھے -

الہلال

٦ نومبر ١٩١٢

— * —

— —

یعنے مسلمانوں کی آئندہ شاہراہ مقصود

— * —

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم، وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ ؟ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (٣ : ١٥٤) (١)

— • —

(٤)

ہاں رہ عشق ست ، کم گشتن ندارد بازگشت
حرم را این جا عوض ہست و استغفار نیست

گذشتہ مطالب کے گوش گزار کردینے کے بعد ، اب صرف چند سطریں اور عرض کرنی باقی رہگئی ہیں ، اگرچہ سچ پوچھیے تو پوری داستان ہی باقی ہے ، اور شاید ہمیشہ باقی ہی رہے گی :

قصۂ عشق نشد از و سکندر ربہار
بگذارید کہ این نسخہ مجرا ماند

اس تبدیلی کے نتائج

قدرتی طور پر سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر ایسی تبدیلی عمل میں آگئی (وما ذالک علی اللہ بعزیز) ، تو اسکے نتائج کیا ہونگے ؟ اور مضمون میں جن آئندہ خطرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، وہ کیا کیا ہیں ؟

لیکن غور کیجیے تو در اصل ہماری دعوت اثبات فوائد و نتائج سے مستغنی ہے - ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہر وہ انسانی عمل جو تعلیم الہی کی ہدایت بخشی سے خالی ہے ، کبھی فوز و فلاح نہیں پاسکتا - اگر ہم اپنی دعوت کی خوبیاں ثابت نہ کرسکیں ، تو کچھہ ہرج نہیں ، کیونکہ اسکے لیے یہی ایک خوبی کافی ہے کہ اوروں کی دعوت انسانوں کی طرف ہے ، اور اسکی پکار تعلیم الہی کی طرف -

و من احسن قولا	اور اس سے بہتر اور کسکی پکار ہو سکتی ہے ،
ممن دعا الی اللہ	جسنے اللہ کیطرف بلایا ، اعمال نیک انجام

و عمل صالحا و قال | دیے ، اور اپنے تئیں کسی انسانی دست
انني من | بیعت کیطرف نہیں ، بلکہ خدا کی طرف منسوب کرکے
المسلمین ( ) | کہا کہ میں صرف " مسلم " ہوں -

انسانی اعمال و اقوال دوسرے انسان کیلیے محتاج تصدیق ہیں ، مگر خدا کی آواز جب انسان کو مخاطب کرتی ہے ، تو وہ خود حق اور صداقت ہے اور اپنی تصدیق کیلیے کسی استدلال کی محتاج نہیں - اگر سچ کوئی مشکل وجود ہوتا ، اور بولتا ، تو کیا اس سے دلیل طلب کی جاتی کہ وہ سچ ہے ؟ آفتاب اگر کہے کہ میں روشن ہوں ، تو آپ اسکے جواب میں کیا کہیں گے ؟

ہم جلدی میں لکھہ گئے کہ " ہمارا اعتقاد ہے " حالانکہ " ہر مومن قلب " کا یہی اعتقاد ہونا چاہیے - مومن کی تعریف یہ ہے کہ " وہ صحیح الفطرۃ انسان ، جسکی فطرۃ اصلی کا رنگ خارجی اثرات ضلالت سے بگڑ نہ گیا ہو " کیونکہ انسان کی " فطرۃ اصلی " اور " اسلام " دو مرادف لفظ ہیں - اور فطرۃ انسانی کا اگر کوئی مذہب ہے ، تو وہ اسلام ہی ہے ، اسکے خلاف انسان کے جسقدر اعمال ہیں ، انکو خارجی اثرات کی پیدا کی ہوئی ضلالت سمجھیے - ہر ایسی ضلالت کو جو سرشت انسانی کے خلاف ہو ، قرآن حکیم " عمل الشیطان " سے تعبیر کرتا ہے کہ عمل رحمانی یعنی فطرۃ اصلی و ودیعت ہدایت و ضلالت ہے - کما ورد فی الحدیث المشہور کل مولود یولد علی فطرتہ (او علی فطرۃ الاسلام) فابواہ یہودانہ و ینصرانہ (الی آخرہ) (١)

فاقم وجہک للدین حنیفا ، پس صرف دین حنیف فطری کے ہو جاؤ فطرۃ اللہ التی فطر الناس ، وہ خدا کی قائم کی ہوئی فطرۃ ہے علیہا لا تبدیل لخلق اللہ جس پر انسان پیدا کیا گیا ، اور خدا کی ( ) فطرۃ میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی -

پس ہر صحیح الفطرۃ انسان کیلیے یہ دعوت ایک ایسی صداقت بخش ہے ، جو کسی بخث و استدلال کی محتاج نہیں - نہ اسکے لیے کوئی نئی دعوت نہیں ہے ، بلکہ اسکے اندر کی اُس صدائے فطرۃ کا اعادہ ہے ، جو ہر آن و ہر لمحہ اسکے اعماق قلب سے اٹھہ رہی ہے ، اور اُس نقش خلقت کا عکس ہے ، جو نقاش قدرت نے اسکے صفحۂ خلقت پر کھینچ دیا ہے - اگر باہر کے شور ہائے ضلالت نے اسکے سامعہ کو مشغول نہ کر دیا ہو ، تو جب کان لگائے ، اس آواز کو سن سکتا ہے - اور جب آنکھہ بند کرے ، اس نقش کو دیکھہ سکتا ہے :

ان فی ذالک لذکری	اور اسمیں بہت بڑی نصیحت ہے
لمن کان لہ قلب	اسکے لیے ، جو اپنے پہلو میں سونچنے والا
او القی السمع و ہو	دل رکھتا ہو ، اور جسکے سر میں سننے والا
شہید (٥٠ : ٣٧)	کان ہو -

البتہ یہ ضرور ہے کہ دسترخوان کے لذائذ کا اعتراف کرنے کیلیے ایک تندرست شخص کی زبان چاہیے ، نہ کہ ایک ایسے مریض کی ، جو رات بھر تپ محرقہ میں مبتلا رہکر بستر سے اٹھا ہو - اگر اپکے منہہ کا مزہ بگڑا ہوا ہے ، تو آپ شہد کو حنظل ثابت کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے کام و زبان کے درون رفعہ کو حاصل کرنے کی کوشش کریں -

(١) مسلمانو ، اگر اللہ کی نصرت تمہارے ساتھہ ہو تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آسکتی ، لیکن اگر اللہ ہی تم کو شکست دینا چاہے ، تو بتلاؤ کہ اسکے بعد پھر کون ہے ، جو تمہاری مدد کر سکتا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ صاحبان ایمان تو صرف اللہ ہی پے اپنا کار و بار رکھتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں -

(١) صحیح مسلم کی ایک مشہور حدیث میں کہا گیا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے ، وہ اپنی فطرۃ اصلی پر ہوتا ہے جو اسلام ہے - لیکن پھر اسکے ماں باپ اور اسکی سوسائٹی اسکو اپنے اپنے مذہبوں کی تلقین کرکے فطرۃ اصلی سے دور کردیتے ہیں -

رفعت کیلیے نہیں جمع نہ ہوسکتا" اور گو آج یورپ کے معترضین اسلام کو ہمارا فلسفہ اور روزے کے دقائق مطرپہ سمجھانے کیلیے پورے مستعد ہیں، مگر سوء اتفاق سے اس فلسفہ و اسرار مطرۃ کو کبھی انکے ایوان اعمال میں باریابی کی عزت نصیب نہیں ہوئی۔ بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا، ولہم اعمال من دون ذلک ہم لہا عاملون [ان لوگوں کے دل اس دینی مطرپ سے غافل ہیں اور انکے دوسرے اعمال ہیں جنکے وہ مرتکب ہوے ہیں ۲۳ ۵]

اب ہم صرف اس حصۂ بحث پر نظر ڈالتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے آئندہ کیلیے اپنا پولٹکل پروگرام مذہب کی بنا پر قرار دیا، تو ایک خالص پولٹکل تحریک کے مقابلے میں کیا نتائج مرتب ہونگے؟

اتباع شک اور اقدام یقین

اولیں اور بنیادی شے تو یہ ہے کہ اگر ایک "راہ یقین" کی دعوت آپکو پکار رہی ہے، تو آپ "شک" اور "ظن" کی طرف کیوں دوڑتے ہیں؟ وہ پالیسی جو محض انسانی اتباع اور نظر کی بنا پر قائم کی جائیگی، شک اور گمان ہوگی، کیونکہ انسانی دماغ کا ہر خیال شک ہے، خواہ اسکا نام محصور علم ہو، یا محدود تجربہ، اور یقین کا سرچشمہ اگر کوئی ہے، تو وہ "اسلام" یا "مذہب حقیقی" ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جگہ کفر و ضلالت اور الحاد و دہریت کو "شک" اور "گمان" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ انسانی دماغ کی انتہائی سرحد میں بھی اگر ڈھونڈھا جائے تو یقین کا پتہ نہیں چل سکتا۔ ایک ملحد فلسفی ہر چیز میں شک کرسکتا ہے کہ یہ کیونکر ہے؟ لیکن اگر اس سے پوچھا جائے کہ یقین ہے، تو پھر خالص علم یقینی کہاں ہے؟ تو اسکا جواب اسکے پاس کچھ نہیں ہے۔ مگر مذہب ایک یقین کی دعوت لیکر آیا ہے، وہ حقائق اور وجود میں شک نہیں پیدا کرتا، بلکہ حقائق کے لیے ایک یقین اپنے ساتھ رکھتا ہے، اور کہتا ہے کہ

ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین (۱۲ ۱۰۸)	یہ ہے میرا طریقہ کہ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اس یقین سے جو مجھکو اور میرے ماننے والوں کو طریق الہی پر ہے۔

اس نے ہر جگہ منکرین تعلیم الہی کو سب سے بڑا الزام یہ دیا ہے

مالہم بذلک من علم ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ( )	انکے پاس کوئی علم و یقین نہیں، سوا اسکے کہ شک اور گمان میں گمراہ ہو رہے ہیں، حالانکہ شک حق کے مقابلے میں کب ٹھہر سکتا ہے؟

دوسری جگہ کہا

ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا؟ ان تتبعون الا الظن، وان انتم الا تخرصون (۶ ۱۴۹)	کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے، جو ہمارے آگے پیش کرسکو؟ حقیقت یہ ہے کہ کوئی یقین نہیں، صرف اپنے واہموں پر چلتے ہو۔

بلکہ اگر قرآن کریم پر تدبر و تفکر کی نظر ڈالی جائے، تو ثابت ہوتا ہے کہ "کفر" اور "شک" ملکی اصطلاح میں ہم معنی الفاظ ہیں، اور وہ کفر کو ہر جگہ شک سے تعبیر کرتا ہے اور اسلام کو یقین و علم سے تعبیر کرتا ہے۔ (لیکن یہ اس بحث کا موقعہ نہیں)

پھر سوال یہ ہے کہ اتباع و پیروی کی مستحق وہ تعلیم ہے، جو یقین اور اعتقاد حقیقی ہو، یا وہ، جسکا تمام تر ماحصل شک اور ظن ہے؟

افمن یہدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یہدی الا ان یہدی، فما لکم کیف تحکمون؟ وما یتبع اکثرہم الا ظنا، ان الظن لا یغنی من الحق شیئا، ان اللہ علیم بما یفعلون (۳۵ ۱۰)	جو حق اور یقین کی راہ دکھلاے، وہ زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسکی پیروی کی جائے، یا وہ انسان، جو خود کسی راہ دکھلانے والے کا محتاج ہے؟ تم لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوگیا ہے؟ یہ کیسے حکم لگا رہے ہو؟ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ صرف اپنے وہم و قیاس کی اٹکلوں پر چلتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ وہم یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔

عدم تغیر و استقلال راے

ہم نے کسی گذشتہ نمبر میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کو اپنی ایک ایسی پولٹکل پالیسی اختیار کرنی چاہیے، جو کبھی متغیر نہو، اور جسکی بنیاد ایک محکم عقیدہ ہو، نہ کہ محض خارجی اسباب۔ لیکن مذہب کے سوا اور کونسا اعتقاد ہوسکتا ہے، جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہو؟ انسانی آراء و قیاس میں تغیر لازمی ہے، کیونکہ وہ ظنون و اوہام ہیں، اور خارجی اسباب و علل کے تابع۔ لیکن احکام الہیہ کی پہلی پہچان یہ ہے کہ وہ ایسی تعلیمات ہیں، جن میں کبھی تغیر نہو سکے۔ اگر کوئی مذہبی حکم متغیر ہوسکتا ہے، تو وہ اسکا مستحق ہی کب ہے کہ اسکو مذہب کے لفظ سے تعبیر کیا جائے؟ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

پس اگر مسلمانوں کی پولٹکل پالیسی انکے مذہبی اعتقاد پر مبنی ہوگی، تو جب تک انکے دلوں میں اسلام کا اعتقاد باقی ہے، اسمیں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ انکے ہمسایوں کی پالیسی بدل جائیگی، مگر انکی پالیسی بدل نہ سکیگی، کیونکہ جس راہنما کے ہاتھ میں انکا ہاتھ ہوگا، اسکی راہ ایک ہی ہے۔ اگر گورنمنٹ کی پالیسی میں تغیر ہو، تو اسکا بھی ان پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا، کیونکہ انسانی حکومتوں کے اصول حکمرانی ہی نہیں، بلکہ سرے سے حکومتیں بھی بدل جائیں، تو بھی اسلام نہیں بدل سکتا۔ اور اسلام نہیں بدل سکتا، تو پھر اس سے ماخوذ اور اسپر مبنی اعتقاد بھی نہیں بدل سکتا۔

تصادم احزاب و اختلاف آرا

اب تک مسلمان ملکی ترقی اور آزادی کی تمام تحریکوں سے بیکراں الگ رہے، اسلیے انکو پولٹکل زندگی کے سفر کی کوئی منزل پیش ہی نہیں آئی۔ یہ منزلیں ابتدا سے طے شدہ اور مقرر ہیں، اور ہر محکوم قوم جو سیاسی زندگی حاصل کرنا چاہیگی، ضرور ہے کہ اسے ایک بار گذرنا پڑے۔ منجملہ ان منازل کے ایک نہایت خطرناک منزل پولٹکل مطالبات کا اصولی اختلاف و نزاع، اور اس بنا پر مختلف پارٹیوں کا قیام ہے۔ بغیر اس منزل سے گذرے اس راہ کو طے کرنا تاریخ کے تجربے اور موجودہ واقعات کے مشاہدہ کے لحاظ سے تقریباً محال ہے۔ ملکی آزادی کی خواہش کو جب دلوں میں پیدا

اعتاب آمد دلیل اعتاب

پس حقیقت اندیشی کی نظر ڈالیے ' تو اتباع تعلیم الہی کے داعی کے سر بحث و استدلال کا کوئی بار نہیں ہے ' اس نے جس وقت یہ کہا کہ تعالوا الی ما انزل علی الرسول [اس تعلیم کی طرف آؤ جو خدا نے اپنے رسول کریم پر اتاری] تو وہ اسی وقت سبکدوش ہو گیا ' کیونکہ اگر اسکی دعوت دلیل کی محتاج تھی ' تو اس نے دعوے کے ساتھہ دلیل بھی پیش کردی - روشنی کے لیے یہی دلیل ہے کہ وہ روشنی ہے - اسکی صداقت کی اس سے بڑھکر برہان مبین کیا ہو سکتی ہے کہ وہ انسانوں کی طرف نہیں بلاتا بلکہ داعی الی الله و ما نزل علی رسوله ہے '

تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله (اس تعلیم کی طرف آؤ جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے ' یعنی خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاوے)

تاہم کیا کیجیے کہ بد بختی سے زمانہ وہ آگیا ہے ' جبکہ ایک مسلمان کے آگے اسلام کی خوبیوں کو ثابت کرنا نہ نسبت ایک مسیحی کے زیادہ ضروری ہے - عین نصف النہار کی دھوپ میں کھڑا ہوکر ایک حریف آفتاب سے مقابلے کی آنکھیں لڑاتا ہے - اور پوچھتا ہے ' کہ اس کے روشن ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ پیاس کسی کو نہیں ہے مگر پانی سے پوچھتے ہیں کہ اسے کیوں تشنگی کیلیے مفید تسلیم کیا جائے ؟

حریف کاوش مژگاں خون ریزش نئی زاہد
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن !

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس دعوت کے نتائج پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں - روشنی کی برکتیں کسے معلوم نہیں ' مگر پھر بھی آب بار بار دہرا کر کہیے جاتیں تو بہتر ہے ' کیونکہ لوگوں نے تاریک غاروں اور تہہ خانوں کو اپنا نشیمن بنا لیا ہے - کذلک نصرف الآیات لعلہم یتذکرون [اور اسی لیے ہم بار بار دہرا کر موعظت و تذکیر سے کام لیتے ہیں ' تاکہ لوگ سوچیں اور غور کریں] -

ہماری دعوت در اصل دو حصوں پر مشتمل ہے

(۱) مسلمان اپنے تمام اعمال میں جبتک کوئی عملی مذہبی تبدیلی پیدا نہیں کرینگے ' محض سیاسی یا تعلیمی تغیرات و ترقیات انکے لیے سودمند نہیں ہو سکتیں -

(۲) تعلیم ' معاشرت ' اور سیاست میں انکو بر بنائے اتباع اقوام کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے ' بلکہ بر بنائے مذہب -

پہلے حصے کو ہم موخر رکھکر سردست دوسرے ٹکڑے پر ایک مختصر بحث کرنی چاہتے ہیں -

ہم نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے تئیں تعلیم قرآنی کے ہاتھہ پر چھوڑ دیں

می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ہم ایسا کریں ' تو تعلیم ' معاشرت ' اور پالیٹکس میں قرآن ہم کو کس طرف لے جائے گا ؟ تعلیم میں ہم آج جو علوم و فنون جدیدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ' اور جو مقصد انتہائی ہمارے پیش نظر ہیں ' مذہب کی راہ سے بھی وہاں تک

پہنچ سکیں گے یا نہیں ؟ اور اگر پہنچیں گے ' تو خالص تعلیمی تحریک اور اس تحریک میں کیا فرق ہوگا ؟ معاشرت میں اسکا ہاتھہ ہمیں کہاں لے جائے گا ؟ اور جو زندگی ہماری ہوگی ' وہ بیسویں صدی کی معاشرتی ضروریات سے مطابق ہوسکے گی یا نہیں ؟ پالیٹکس میں اسکی تعلیم کیا ہوگی ؟ وہ غلامانہ محکومی کو مصلحت انسانی قرار دیگا ' جیساکہ اب تک مسلمانوں کا حال رہا ' یا آزادی و خود مختاری ' جمہوریت و مساوات کا ولولہ پیدا کریگا ' جسکی طرف موجودہ تغیرات کا عام رجحان ہے ؟ اور پھر بالفرض تعلیم قرآن و اسلام کی راہ سے ہم نے ایک آزادانہ پولیٹکل پروگرام مرتب بھی کرلیا ' تو اسمیں عربیت و مصلحت کیا ہوگی ' کیونکہ یہی شے ہم مذہب سے الگ رہکر ' یورپ کی موجودہ جمہوریت کے اتباع ' اور ہمسایوں کی تقلید سے بھی حاصل کرسکتے ہیں ؟

یہ سوالات ہیں ' جنکا جواب دینا اس حصۂ بحث میں ضروری ہے

لیکن تعلیم اور معاشرت سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ پالیٹکس کی شاخ پر نظر ڈالیں ' کیونکہ گو اب تک مسلمانوں کی اصلاح پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ' کہ تعلیم اور معاشرت کی اصلاح مذہب کی راہ سے شروع کی گئی ہو ' مگر تاہم چونکہ نئے مصلحین کا سرمایہ اصلاح اب تک صرف تعلیم ہی رہا ہے ' اسلیے گاہ گاہ انکے ایوان تجدید میں بر بنائے مصالح جدید در جدید ' مذہب کو باریابی کی عزت دی جاتی ہے ' اور چنداں نے اتباع پر اصرار بھی نہیں ہے - مسلمانوں کی جنت پر اب تک مذہب کی حکومت کچھہ باقی نہ کچھہ ہے اور اس صدی کیلیے جدت کے خیال میں سب سے زیادہ پرکشش مذہب ہی کا ہے -

واعظین و مصلحین حال میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بظاہر اسلام و قرآن کے استغراق و انہماک سے بالکل عدیم الفرصت رہتے ہیں ' اور قرآن کریم کے " جامع تعلیم " " دین فطری " اور " مصلح اخلاق و معاشرہ " ہونے کے بہت سے دلاویز اسباق انکے نوک زبان ہیں - بعضوں پر تو کاعرفیوں کی جانفا ہو... جب ہیجان جدید فرنگی سے عالم تواجد و رقص طاری ہوتا ہے ' تو " فطرہ " اور " اسلام " کا پردۂ دوگانگی و تعدد بالکل مرتفع ہو جاتا ہے ' اور عالم اتحاد کے مشاہدات سے بیخود ہوکر " الاسلام ہو الفطرہ ' و الفطرہ ہی الاسلام " کا ترانۂ وحدت گانے لگتے ہیں ——

یارب رسیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد
دست حادثہ کہ جانبش نام کردہ اند

اسمیں شک نہیں کہ اسلام ایک دین فطری ہے ' التی فطر الناس علیہا ' اور تمام عالم میں کوئی انسانی فطرہ ایسی نہیں ہے ' جو اسکے ساتھہ جمع نہ ہوسکے ' لیکن اگر انسانی خلقت کے بعض نمونے ایسے بھی ہو سکتے ہیں ' جیسے اس دین فطری کے ان نئے مصلحین و واعظین کے ہیں ' تو پھر تو اسلام کی فطرۃ کے مقابلے میں شکست تسلیم کرلینا ناگزیر ہے - کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانوںکی فطرۃ اسلام سے اسدرجہ منافی و متضاد واقع ہوئی ہے ' کہ آجتک انکی فطرۃ اعمال کے ساتھہ یہ دین فطری ایک

ناموران عصر و شہداء طرابلس

مرقع حیات

— * —

اقتلونی اقتلونی یا ثقات
ان فی قتلی حیات لاممات

زندہ ہیں جاں نثار شہدا ؟ — گردن دے دی، جاں نثار ہیں ،

جنگ طرابلس کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ' اور اصلیت ابتک پردۂ خفا میں مستور ' لیکن اگر دولت عثمانیہ اپنی مشکلات اور مصالح کی وجہ سے مجبور ہوگئی کہ طرابلس کو بھلا دے ' تو کیا ہم بھی بھلادیں گے ؟

وہ جانفروشان اسلام جنہوں نے اٹھارہ مہینے تک دو لاکھ متمدن وحشیوں کی لعنت سے خاک وطن کی تقدیس کی حفاظت کی ' کیا انکی یاد کی بقا عثمانی حکومت کی التفات کی محتاج ہے ؟

کیا مصائب اگرچہ انسانوں کی بنائی ہوئی وزراء انکو بھلا دینے پر مجبور کردی گئی ' اسلام کے پاس چالیس کڑوڑ دل ہیں ' جو انکو ہمیشہ یاد رکھ سکتے ہیں -

نئی جنگ کی حسرت انگیز خبروں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اس تلاش میں حیران کردیا ہوگا کہ کیا کریں ؟ لیکن شاید کرنے والوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے ؟ عقلمندوں کی مصلحت اندیشیاں اور کر گذرنے والوں کے سرفروشانہ اقدام ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے - اگر کوئی شخص اس سوچ میں ہے کہ آپ کیا کرنا چاہیے ' تو میں بتلا تو نہیں سکتا کہ کیا کرنا چاہیے مگر دکھلا سکتا ہوں کہ ایسا کرنا چاہیے -

یہ تمہارے سامنے کاغذ پر ایک مرقع ہے ' مگر بتلاؤ کہ تمہارے پہلوؤں میں دل بھی ہے یا نہیں ؟

افسوس کہ دل ہی نہیں ہے ' اور زندگی جو کچھ ہے ' اسی کے دم سے ہے - فوا اسفا ' و واحزنا ! !

مجھے یہ ڈر ہے ' دل زندہ ' تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

فانها لا تعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

اے عزیزان ملت ! جس چیز کو ہم زندگی سمجھے ہوے ہیں ' وہ زندگی نہیں ہے - زندگی یہ ہے ' جسکو اس " مرقع حیات " میں دیکھ رہے ہو - یہ وہ مقدس نقش ہے ' جو مردوں کو زندگی بخش سکتی ہے -

جنرل کنیوا نے ۲۶ اکتوبر کو دیکھا ' کہ نخلستان طرابلس کی ریت کا ہر ذرہ قتال ظلم و وحشت کے خون سے سیراب ہو چکا ہے ' مگر ابھی خود اسکی تشنگی سیراب نہیں ہوئی تھی - دوسرے دن علی الصباح اندرون طرابلس اور صحرا میں اس قتل عام کی خبریں پھیلنے لگیں ' اور چند معدود السبب شہری عرب (نشائف بے) کے کیمپ میں بھی کسی طرح پہنچ گئے - قرب و جوار کے قبائل کے جو لوگ اس وقت تک جمع ہو چکے تھے ' ان میں ایک معمر الحال عرب (علی مرغنی) نامی تھا ' جو دوسرے دن شام کو (نشائف بے) کے پاس آیا ' اور کہا کہ " میں ایک چیز مانگتا ہوں "

" ہمارے پاس اب کیا ہے ؟ ہم تو خود تم سے مدد کے طالب ہیں " نشائف بے نے کہا -

(علی مرغنی) بولا " مگر اسی لیے لینے آیا ہوں تاکہ دیں ' مجھکو ایک گھوڑا چاہیے " نشائف بے نے کہا " مگر آجکل ہمارے پاس سب سے زیادہ کمیاب اور قیمتی چیز یہی ہے "

اس نے بے پرواہی سے جواب دیا " میں بھی تم کو شاید وہ شے دونگا ' جس سے زیادہ قیمتی شے میرے پاس نہیں ہے ' میں اپنے کل والے شہری بھائیوں کے پاس جانا چاہتا ہوں "

نشائف بے کی آنکھوں میں آنسو بھر آیا ' مگر یہ آنسو سعیدی کا نہیں تھا ' بلکہ سرخ خون کا ' اور اس سیلاب لالہ گوں کا ایک قطرہ ' جو ۳ گھنٹے پیشتر طرابلس میں بہہ چکا تھا - اس نے کہا " صرف گھوڑا کیا کار آمد ہے ' جبکہ تمہارے کاندھے پر کچھ نہیں ؟ "

عرب سرفروش نے گردن ہلائی ' اور کمر بند سے ایک زنگ آلود خنجر کھینچا - پھر کہا " مجھکو دور سے بندوق کا نشانہ لگانا نہیں آتا ' میں اٹالین افسر کے سامنے جاکر ناچ کرنا چاہتا ہوں "

علی مرغنی گھوڑا لیکر چلا - وہ بس تنہا جارہا ہے ' وہاں خونخوار درندوں کے سیکڑوں بہت ہیں ' مانا کہ وہ جاکر ایک دو دشمنوں کو زخمی کردیگا ' مگر اس سے انکا کیا نقصان ہوگا ؟ اور عثمانی کیمپ کو کیا فائدہ پہنچیگا ؟

کیا دو ایک اٹالین کے زخمی کردینے سے طرابلس پھر ترکوں کے قبضے میں آسکتا ہے ؟ پھر اگر وہ عثمانی کیمپ میں رہکر فوجی قواعد سیکھے ' اور کوئی خدمت انجام دے ' تو اس مجنونانہ جاں نثاری سے کیا زیادہ مفید نہیں ہوسکتا ؟

ایسے ہی خیالات ہیں ' جو آج ہندوستان میں بھی بہت سے اسلام پرست قلوب میں انکے التہاب و اضطراب کو مشوش کررہے ہیں -

لیکن کیا علی مرغنی کے سامنے یہ سوالات نہ تھے ؟ یقیناً نہ تھے ' کیونکہ اسکے سامنے تو اس وقت ان شہداے مومنین کی روحوں کی صفیں تھیں ' جنکی گردنوں کے خون کے ساتھ اسلام کا خون بہا تھا ' اور انکے نظارے سے آسے فرصت ہی کب تھی کہ ان مصلحت اندیشیوں کے کانٹوں میں الجھنے کیلیے اسکا دامن رکتا -

نک نامی شعم (عبد القادر بک) عثمانی پارلیمنٹ میں (بنغازی) کی طرف سے عرب ممبر تھے ' جنگ کے بعد سے حرابی طبرق) میں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے ہیں - انکے ایک یونانی دوست نے طرابلس سے اسکو ایک تصویر اپنے خط کے ساتھ بھیجی ' جس میں لکھا تھا :

[بقیہ صفحہ ۸ پر]

ہونے اور نشو و نما پانے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا" تو پھر آپ کے پاس کوئی مقیاس الحرارت نہیں ہے ' جس سے ہمیشہ اس حرارت دماغ سوز کی ڈگری کا خط دیکھتے رہیں - پولیٹکل زندگی مختلف طبائع میں مختلف قسم کی صلاحیت پا کر مختلف درجے کی حرارت پیدا کر دیتی ہے ' اور اسلیے پولیٹکل جد و جہد کے شروع ہوتے ہی مختلف جماعتیں قائم ہو جاتی ہیں - سب سے بڑا نزاع ملکی آزادی کی آخری منزل کی تسمیہ ہوتا ہے ' کہ وہ کیا ہو؟ ایک جماعت خالص جمہوری اعتماد پر قائم ہو جاتی ہے ' دوسری جمہوریت کو شاہی اقتدار کے ساتھ قائم رکھنا چاہتی ہے - (۱)

ایک جماعت غیر ملکی حاکموں کے زیر سیادت خود مختار ملکی حکومت پر قناعت کر لیتی ہے ' دوسری جماعت ملک کو صرف ملکیوں کیلیے دیکھنا چاہتی ہے ' اور اسلیے اسکا نصب العین صرف حکومت خود اختیاری ہی نہیں ' بلکہ اغیار و اجانب سے ملک کو خالی کرنا بھی ہوتا ہے - اگر دور نہ جائیں ' تو اپنے برادران ملک کی پولیٹکل جد و جہد میں اسکی مثال آپ دیکھ سکتے ہیں

اس نزاع اختلاف ' اور اختلاف مقاصد کا سیاسی زندگی کے ساتھ ساتھ پیدا ہو جانا بالکل قدرتی ہے - یہ طبیعت انسانی کے طبعی جذبات ' حرص و قناعت ' اعتدال و سعی ' اور شدت و نرمی کا پولیٹکل ظہور ہوتا ہے ' اسلیے بلا استثنا دنیا کے سیاسی جد و جہد کے عہد قریب میں کوئی قوم اس منزل سے گذرے بغیر آگے نہیں بڑھ سکی - یہ اختلاف و نزاع جس درجہ ناگوار نظر آتا ہے ' اس سے زیادہ اسکی مضرتیں واضح ہیں - سب سے پہلا مضر نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ملکی آزادی کے حصول سے پہلے کیلیے یہ نزاع حکومت کے ہاتھ میں ایک مضبوط تھیلی بن جاتا ہے ' اور حملہ آوروں کا باہمی نفاق ' حریف کو موقعہ دیتا ہے کہ جنگ کے نتیجے سے محفوظ ہو جائے - ہندوستان کا موجودہ پولیٹکل سکون اسی کا نتیجہ ہے ' اور مصر میں " حزب الوطنی " کی تحریک اسی لیے بار آور نہو سکی کہ وہاں کی ماڈریٹ پارٹی (حزب الامہ) کو انگلستان نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ' اور آزادی کی ایک تلوار سے دوسری تلوار کے دو ٹکڑے کر دیے -

مسلمان اگر پولیٹکل جد و جہد کا سفر شروع کرنا چاہتے ہیں (اور افسوس کہ اب شروع کر رہے ہیں) تو انکے لیے بھی اس منزل سے گذرنا ضروری ہے - لیکن ہم کو یقین ہے کہ اگر وہ اپنی پولیٹکل زندگی کو مذہب سے وابستہ کر دیں ' اور جس راہ کو اختیار کریں - اسے اپنا ایک مذہبی حکم سمجھکر اختیار کریں ' تو اسلام کے خوارق سے بعید نہیں کہ وہ انکو ان موانع راہ سے بالکل محفوظ کر دے ' اور وہ اس امن و سکون کے ساتھ راہ سے گذر جائیں ' کہ سیاسی جد و جہد کے کلیات میں انکا وجود ایک مثال مستثنی ہو -

ہم نے کہا کہ کچھ بعید نہیں ' لیکن غور کیجیے تو ایسا ہونا یقینی اور لزومی ہے - جب مسلمان اپنی پولیٹکل جد و جہد کو محض سیاسی ولولوں سے نہیں ' بلکہ اپنے اعمال دینی کی طرح شروع کرینگے ' تو انکی زندگی اور اعمال احکام دینی کے تحت میں آ کر بالکل محدود و معین ہو جائینگے - اختلاف و نزاع تو جب ہو ' جب انسانی دماغ کو اسمیں دخل ہو ' مذہبی احکام بعد میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ' انکا بالکلیہ مذہب کی حکومت میں آ جائے گا - وہ خود مختار نہ ہوگا ' کہ اپنے لیے مقاصد اور اسکے حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈے ' بلکہ جو ایک ہی مقصد اور ایک ہی طریق حصول مقصد ' اسکو مذہب بتلا دیگا ' مجبور ہوگا کہ صرف اسی میں محدود رہے - جس طرح ایک مسلمان نماز پڑھتا ' اور روزہ رکھتا ہے ' بالکل اسی طرح ایک سیاسی مقصد کو حکم الہی سمجھکر تلاش کرے گا -

---

[بقیہ مضمون مابعد صفحہ ۹]

" یہاں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا - پچھلے ہفتے ایک بدو عرب عمدہ گھوڑے پر سوار عین شہر کے دروازے کے سامنے نمودار ہوا جہاں ایک پوری اٹالین بٹالین مقیم ہے ' وہ اس تیزی سے بے تحاشا گھوڑا دوڑاتے ہوے آ رہا تھا ' کہ اطالیوں نے سمجھا ' کوئی ترک پیغام بر ہے - اس نے آتے ہی نہایت تحکم آمیز لہجے میں سوالات کرنا شروع کر دیے ' عربی کوئی نہیں سمجھتا تھا ' اسلیے مجھکو مترجم ہوٹل سے بلایا گیا ' میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ " ایک مسلمان علی بن عیسی - اطالی عیسائیوں کے بڑے سردار سے ملنے کیلیے آیا ہوں " یہ کہنے کے ساتھ ہی اسکی آنکھ سے غیض و غضب کے شعلے بھڑکنے لگے - میں نے جب ترجمہ اٹالی افسر کو سمجھایا ' تو نہایت حقارت سے ہنسدیا ' اور ان درختوں کی طرف اشارہ کیا ' جنکے نیچے تازہ خون اور گرم نعشیں پڑی تھیں ' اور یہ ان لوگوں کی تھیں ' جنکو قتل عام کے بعد اسلحہ رکھنے کے جرم میں پکڑ کے آج صبح ہی قتل کر دیا گیا تھا - جونہی عرب کی نظر اس منظر پر پڑی وہ بے اختیار ہو گیا ' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اسکی دلیری صرف ایک زنگ آلود خنجر ہی کے بھروسے پر تھی - قبل اسکے کہ اٹالین بڑھیں ' اس نے خنجر نکالا ' اور زخمی شیر کے جست سے کود کر اٹالین افسر کے بھونکدیا ' نہیں کہہ سکتا کہ اسکے بازو میں جنوں کی طاقت آ گئی تھی ' یا وہ فولادی تھا کہ اس زنگ آلود خنجر کو دل سے آگے پہنچا دیا تھا - افسر تڑپ کر گر گیا - اور اس نے چاروں طرف وار شروع کر دیے ' سینکڑوں اطالی چاروں طرف سے تھے - مگر یہ اس طرح بجلی کی سرعت سے حملہ کر رہا تھا ' گویا میں اور تم سب کے پہلے اسکے سامنے ہیں - اس نے اسی خنجر سے ایک افسر اور تین سپاہیوں کو مار ڈالا ' اور تین کو زخمی کیا ! اتنے میں پیچھے سے ایک سپاہی نے فائر کر دیا ' اور وہ متواتر تین گولیوں کی ضرب کے بعد زخمی ہو کر گر گیا - گرتے ہی اٹالی اس پر ٹوٹ پڑے ' اور تلواروں سے اس طرح مارنے لگے ' جیسے گوشت کا قیمہ کیا جاتا ہے ' مگر اس نے گرتے ہی آنکھیں بند کر لی تھیں ' اور بار بار کلمۂ اسلام پکار پکار کر دہرا رہا تھا - سپاہیوں نے اتنے ہی پر بس نہ کی ' بلکہ اسکا سر کاٹ کر الگ پھینکدیا ' اور اسکو بوٹوں سے کچلتے رہے - اسکے بعد اسکی لاش ایک دوسری اسی ہی سر بریدہ لاش کے ساتھ رکھدی گئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ سر کاٹنے کا حکم جنرل کنیوا نے دیا تھا - مجھ پر اس واقعہ کا بڑا اثر پڑا ' میں نے اسکی تصویر کھینچ لی ' جو اس خط کے ساتھ بھیجتا ہوں "

سوچنے والے ہم ہیں ' اور کر گذرنے والے ایسے ہوتے ہیں - ولمثل ہذا ' فلیعمل العاملون -

---

(۱) یہ ایک نہایت ہی مستقل موضوع بحث ہے جسکو کسی وقت لکھنا چاہیے - یہاں اسقدر اشارہ کر دینا چاہتے ہیں کہ عموماً یہی دو اعتقادی نزاع تمام سیاسی جماعتوں میں ہوتا ہے ' مگر پھر اسی سے متعدد شاخیں پیدا ہو جاتی ہیں - مثلاً ملکی حکومتوں میں تو یہ نزاع جمہوری ' اور نیم جمہوری صورت میں ہوگا - مگر محکوم رعایا کی جد و جہد میں ماڈریٹ اور تعلیمہ ملک کی صورت اختیار کر لے گا - ماڈریٹ سے مقصود یہ ہے کہ کسی اجنبی حکومت کے ماتحت پارلیمنٹری سیلف گورنمنٹ اس ملک کو اپنی حکومت ملجائے ' اور تعلیمہ ملک سے یہ مطلب ہے کہ اجنبی حکومت اس ملک کو بالکل خالی کر دے ' اور خالص خود مختارانہ ملکی حکومت قائم ہو جائے - آجکل ہندوستان میں نرم اور گرم پارٹیوں کا اختلاف اسی بنا پر ہے - مصر میں بھی حزب الوطنی اور حزب الامہ اسی اختلاف کا نتیجہ ہیں -

" ہم نے دنیا میں کیا پایا ہے جو موت سے بھاگیں " - کیا یہ صحیح ہے ؟ اگر ہے تو پھر عثمانی تلوار کے نکلنے میں کیا دیر ہے ؟ دنیا میں صرف انسان زندہ رہسکتے ہیں ' اور انسان وہی ہیں ' جو وطن کی خاک کے ایک ذرہ کو اپنے سر سے پاؤں تک کے خون سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں ' اور یہی انسان ہیں ' جنکی بدولت قومیں اور اقلیمیں زندہ رہتی ہیں -

یاد رکھو کہ ہماری سیاسی پوزیشن اسوقت تک قائم نہیں رہسکتی جب تک کہ ہمارے یورپی مقبوضات ہمارے ہی زیر نگین نہوں ' اسلیے ہمکو اپنی تمام قوت مرکز کی تقویت میں صرف کر دینا چاہیے [لیکن یہی مرکز کا غلط خیال ہے ' جس نے اٹلی کو طرابلس پہنچایا الہلال] ہم مسلمان ہیں ' جنگ ہمارے لیے عبادت ہے - ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم میں جو میدان جنگ میں جاتا ہے - وہ احدی الحسنیین سے محروم نہیں رہتا - اگر مرا تو شہید ہے - ورنہ غازی فی سبیل الحق والتوحید - یہ چیز ہے ' جسکو ہمارے آباء و اجداد کی روحیں ہم سے آج مانگ رہی ہیں -

اے برادران وطن ' آؤ سب ملکے مورچہ کے لیے نعرہاے تحسین و آفریں بلند کریں ' کیونکہ صرف مورچہ ہی سے کسی قوم کا وقار و شرف باقی رہسکتا ہے -

عثمانیت مرادف ہے جندیت و عسکریت سے ' اسلیے عثمانیت پرستو ! اٹھو اور ہتھیار سنبھالو - ہاں کہو - لیحیی العیش ! ولیحیی الوطن ! لیحیی الاسلام ! "

عثمانی طلبا اور جوش ملت پرستی کے مظاہر

— * —

(تازہ عربی ڈاک سے)

قوم کے نوجوان درحقیقت اسکے ماضی ' حال ' اور استقبال کا آئینہ ہوتے ہیں - قوم کی عزت و ذلت ' شجاعت ' وحشی ' اور جذبات و ہمات ' کے متعلق راے قائم کرنے کا انکے اعمال سے بہتر ذریعہ نہیں - اسلیے عثمانی طلبا کے مظاہرات کی تفصیل خاص توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے -

ہم اسکا ترجمہ ' جال (العلم) کے نامہ نگار کی روائی درج کرتے ہیں —

جامعہ عثمانیہ کے طلبہ نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا - جسمیں نہایت پر جوش اور شجاعت انگیز تقریریں کیں - اسکے بعد ہاتھوں میں جھنڈیاں لیکر اس ترتیب سے چلے -

سب سے آگے مدرسہ دینیات ' اسکے بعد مدرسہ قانون ' اسکے بعد مدرسہ ہندسہ (انجینیری) ' اسکے بعد مدرسہ طب ' اسکے بعد مدرسہ تجارت ' اسکے بعد دارالمعلمین کے طلبہ تھے - [illegible]

یہ جلوس سب سے پہلے وزیر جنگ کے پاس گیا - وزیر جنگ کی طرف سے " مراد پاشا " ملے - ان کے سامنے ایک طالب علم نے تقریر کی جسمیں اس نے کہا کہ " وقت آگیا ہے کہ اب اگر عثمانی زندہ رہیں ' تو شرف و عزت کے ساتھہ " اس تقریر کے جواب میں " مراد پاشا " نے ایک مناسب مقام تقریر کی - اسکے بعد طلبہ نے نہایت بلند آواز سے وہ ترانہاے وطن گائے ' جو شاعر وطنی نامق کمال بک نے کہے ہیں -

وہاں سے یہ جلوس باب عالی گیا - راہ میں اژدحام بہت شدید تھا - لوگ مکانوں اور راستوں پر سے " لیحیی الشبان العثمانیہ " عثمانی نوجوان زندہ رہیں ' کے نعرے بلند کر رہے تھے - وزیر اعظم طلبہ سے ملے ' ایک طالب علم نے آگے بڑھکر کہا " ہم جنگ چاہتے ہیں " - وزیر اعظم نے جواب دیا " کہ ہم قوم کی خواہش پوری کرینگے " - وہاں سے اس جلوس نے قصر سلطانی کا رخ کیا - راہ میں " طلعت بک " ملے جو وہیں سے موٹر پر واپس آرہے تھے - طلبہ نے نعرہ ہاے جوش بلند کیے - " طلعت بک " نے موٹر روک لی - اور طلبہ کو مخاطب کر کے کہا -

" اے قابل تعظیم عثمانی نوجوانو ! ہم اگر زندہ رہینگے تو شرف و عزت کے ساتھہ ' ورنہ مرجائینگے - " لتحیی العثمانیۃ " لتحیی الطلبۃ الجامعۃ " - (پائندہ باد عثمانیت ' زندہ باد طلبہ جامعہ) اسکے بعد طلبہ نے " لیحیی الحرب " (زندہ باد جنگ) کے نعرے بلند کیے - جب یہ جلوس قصر سلطانی کے پاس پہنچا ' تو سلطان المعظم نے قصر کی کھڑکی سے طلبہ کا استقبال کیا - اور یہ فرمایا -

" ہم ہرگز اس پر راضی نہیں ہیں کہ بلغاریا ہمارے محترم اجداد کے کاسہ ہاے سر کو پامال کرے - یہ " بلغاریا " کل تک ہمارے ما تحت تھی ' آج خود مختار ہوگئی ہے ' اور چاہتی ہے کہ اپنے اشقیاء و اشرار کے ذریعہ سے ہمارے آرام و آسایش میں خلل انداز ہو - اسکا خاتمہ کردینا چاہیے جب تک خاتمہ نہ ہوگا ہمیں کبھی پریشانیوں سے اطمینان نصیب نہیں ہوگا - خداوند کار سلطان " مراد " جو واقعہ " قوصوہ " میں شہید ہوے ہیں ' ہمیں وصیت کر گئے ہیں کہ انکے نقش قدم کی پیروی کریں " - اسکے جواب میں سب نے باواز بلند کہا - " لتحیی الحرب ! لیحیی مولانا السلطان الکبیر " - اسکے بعد سلطان المعظم پھر کھڑے ہوے اور فرمایا

اے میرے عزیز فرزندو ! مجھے تمہاری یہ ہمت ملی دیکھکر بعد خوشی ہوئی - جب تک تم میں یہ روح باقی ہے - ہماری سلطنت پر کوئی آفت نہیں آسکتی - بیشک مجھے فخر ہے کہ میں عثمانیوں کا بادشاہ ہوں " - (نہیں یہ تنزل ہے بلکہ کہنا چاہیے تھا کہ ملت اسلام کا بادشاہ ہوں) اسکے جواب میں طلبہ نے باواز بلند کہا " لیحیی سلطاننا " یہاں سے طلبہ عثمانی اخبارات کے دفاتر میں گئے - طلبہ کے سامنے خطیب کبیر " عمر ناجی بک " نے " طنین " کے دفتر میں تقریر کی -

* * *

انجمن نور عثمانیہ میں " عمر ناجی " نے ایک بہت بڑی تقریر کی - درحقیقت جس نے یہ تقریر سنی ہے ' اسکو چاہیے کہ اپنے تئیں نہایت خوش نصیب سمجھے ' کیونکہ اسکی سحر آمیز بلاغت مردہ دلوں میں زندگی اور سرد دلوں میں حرارت پیدا کر دیتی ہے اسکے بعد " طلعت بک " وزیر داخلیہ کھڑے ہوے اور انہوں نے کہا -

" ابتک مجھے اندرونی دشمنوں کے مقہور کرنے میں کامیابی ہوئی ہے ' مگر اب میں بیرونی دشمنوں کو مقہور کرانے کے [illegible] فوج میں رہنا چاہتا ہوں "

اسکے بعد تمام مجمع نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ " عبید اللہ افندی " ، ڈپٹی العرب تقریر کریں چنانچہ " عبید اللہ افندی " کھڑے ہوے اور کہا

" ہمارے دشمنوں کا اعتماد یورپ پر ہے - اور ہمارا اعتماد خدا پر ہے - ہم حق کی راہ میں لڑتے ہیں - اور جو حق کی راہ میں لڑتا ہے ' خدا اسکا مددگار ہے - جس قوم کا مددگار خدا ہوگا وہ قوم ضرور کامیاب ہوگی "

اسکے بعد مجمع نے باواز بلند درخواست کی کہ " جاوید بک " تقریر کریں - چنانچہ " حزب الحریۃ والائتلاف " کے چند اعضاء اسکے مکان پر گئے اور انکو اپنے ساتھہ لے آئے " جاوید بک " نے کہا -

" اس زمین پر عثمانی مرد رہتے ہیں اور اسکے اندر عثمانی بزرگوں کی ہڈیاں مدفون ہیں - اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکی حفاظت و حمایت میں جانیں دیدیں ' اور دشمنوں کے قدموں سے اسکو پامال نہونے دیں " -

شئون عثمانیہ

القتال او الشرف و الاستقلال !

جلسہ جامع سلطان احمد قسطنطنیہ میں صدر کی تقریر

اے ملت پرستان عثمانی ! ذرا اس شاندار منظر کو جو ہمیں محیط ہے دیکھو ! کون منظر ؟ یہ آیا صوفیا ، یہ سلطان احمد ، اور یہ زکیلی طاش ، کسقدر خوشنما منظر ! ہمیں اپنے قومی مفاخر کا یاد دلانے والا منظر !! - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ تلافی کتنی اخلاقی اور پھر کیونکر اسی سلطنت کا خاتمہ کررہے ہیں - یہ منظر ہمیں بتلاتا ہے کہ ہم نے اسے کسطرح فتح کیا ؟ یہ بتلاتا ہے کہ ہم اسکو صرف اسلیے فتح کرسکے ہیں کہ ہمارے سروں میں سرفروشی کا جنون تھا ، دلوں میں بخود آزمائی کا ولولہ تھا ، اور ہاتھ میں حفظ وطن کی ناممکن الشکست تلوار تھی - ہم اسکو صرف اسلئے فتح کرسکے ہیں کہ ہمارے اخلاق پاکیزہ تھے ، ہم میں عزت وطنی اور غیرت ملکی کا ناقابل فنا احساس تھا ، اور اسلام کے شرف اور احترام کے آگے اپنے خون اور جسم کو ہیچ سمجھتے تھے -

ہم ان پاکیزہ صفات اور مکارم اخلاق کے وارث ہیں - ہماری ملت پرستی اور ہمارا جوش قلبی آج ہمیں اسلئے یہاں کھینچ کر لایا ہے - ہم یہاں آج کیوں جمع ہوئے ہیں ؟ اپنے استقلال اور اپنی ملت کی حفاظت کیلئے -

اے ملت پرستو ! آج ہمارا سامنا ایک ناجائز زیادتی ، ایک غیر قانونی دست درازی اور ایک جسارتانہ اقدام سے ہے ، یہ قومیں جو آج ہم سے خود مختاری کی طالب ہیں ، اگر اپنے سود و زیاں کو ٹھیک طور پر سمجھتیں تو اپنی خود مختاری کیلئے کبھی یہ آمادہ ہوجاتیں ، نہ کبھی اپنے آپ کو طامع و آز کا لقمہ بناتیں -

یہ قومیں ، یہ عظیم جدال میں جولانی کرنے والی قومیں ، اگر سوچتیں تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ انکا وجود ہمارے وجود سے وابستہ ہے - انکا بقا صرف ہمارے بقا ہی تک ہے -

وہ یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں فوج کی جمعیت سے مرعوب کردیں - مگر وائے برحماقت ! کیا انہیں نہیں معلوم کہ جن ننگی تلواروں سے یہ ہمیں ڈراتے ہیں ، ان سے عثمانی بچے بچپن میں کھیلتے ہیں ؟ کیا انہیں نہیں یاد کہ کل تک ہمارے ہی عہد تھے ، جو ان پر علم کا سایہ رکھتے تھے ؟ بیشک ہم نے صبر کیا ، بہت صبر کیا ، مگر اب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہے -

صوفیا ، جسکی زمین ۵۰۰ برس تک عثمانیوں کے خون سے رنگین رہی ، بلگریا کا دار السلطنت ہوگئی ، اور ہم نے واپس لینے کا خیال نہیں کیا ، بلغراد کی فتح میں لاکھوں عثمانی بہادر کام آئے - بیسیوں صدیوں تک ہمارے زیر نگیں رہا ، مگر جب خود مختار ہوگیا ، تو ہم نے نہیں کہا کہ کیوں ہوگیا ؟ ستینہ میں چار بار عثمانی فوج پہنچ گئی ، اور کسی دفعہ بھی ہم نے اسکے آزاد کرانے میں تردد نہیں کیا - ہم نے حفظ امن کو ہمیشہ ترجیح دی ، مگر ہمکو اسکا کیا بدلہ ملا ؟

یہ کہ بزدلوں کی طمع اور بڑھ گئی ، انہوں نے ہم کو کمزور سمجھ لیا اور ہم کو ایک لمحہ بھی نصیب نہیں ہوا کہ جس امن اور فرصت کیلیے ہم نے اپنے جسم کے ٹکڑے دیدیے ، اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھائیں -

بلگیریا - یہ کل کی خود مختار ریاست چاہتی ہے کہ " درنہ " میں آجائے ، یعنی دولت علیہ کا مرکز حکومت بنالے ! - سلطان " مراد " کا نقش یادگار مٹادے !! سرویا یہ چاہتی ہے کہ سلطان " مراد " کا مشہد (قوصوہ) میں رہنے ڈالے ! -

مانتی نگرو ! یہ مٹھی بھر حقارت و رذالت ! یانیہ ، اشقودرہ ، اور راعوہ پر دانت لگا رہی ہے ! - یونان اس سبق کو بھول گیا ، جو ہم نے سولہ برس قبل پڑھایا تھا - ہمارے مقابلہ میں جزائر بحر متوسط پر حکومت کا مدعی ہے ! -

معاملہ حد سے گذر گیا ، ہماری خودداری ، ہماری عزت نفس اور سب سے بڑھکر شرف اسلامیت اب نہیں برداشت کرسکتا -

اے اخوان ملت ! یہ ملک کیونکر خود مختار ہوئے ؟ کیا اپنی قوت ، اپنی شجاعت سے ؟ نہیں ، نہیں ، بلکہ ہماری غلط پالیسی سے - مگر عثمانیوں نے انہیں کیونکر فتح کیا تھا ؟ تلوار سے - یہ ممالک اپنی ہستی کیلئے ہمارے ممنون احسان ہیں - مگر بتاؤ ہمسے وہ کیا چاہتے ہیں ؟ وہ یہ چاہتے ہیں کہ سلانیک ، اسکوب ، اشقودرہ ، یانیہ ، اور درنہ ہم سے لےلیں ، اور اگر آل عثمان کی گذشتہ شش صد سالہ تاریخ کے صحائف ہمارے دامن سے [illegible] ہوگئے ہیں ، اگر حوادث زمانہ نے ہمارے ملی خصائل کی [illegible] نہیں کردی ہے ، اور اگر [illegible] کیلئے ہے ، تو اس کائنات عالم کا ایک ایک ذرہ یاد رکھے کہ ایسا ہونا محال ہے - اسکا تصور جنون ہے - یہ قطعی ناممکن ہے - ان کے مقابلوں میں عثمانی فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی ، مگر انکی فوج ہمارے سامنے سے بھاگنے کی عادی ہے - [illegible] کہ ہم [illegible] کردیں - ہمارا فرض ہے کہ اپنے ممالک کے حاصل کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں ، جنہیں ہمارے باپ دادا اور اجداد کی [illegible] میں استبداد و استعداد کیلئے نہیں ، بلکہ اسلیے کہ ان پر دستور و حریت کا جھنڈا لہرائے - بیشک ہم نے بہت صبر کیا ، مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم بدلہ لیں - ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ وہ خود جنگ چاہتے ہیں ، ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اب جنگ ہی چاہیں - ہمارا شاعر وطن نامق کمال بک کہتا ہے کہ " جنت " " طوبیٰ " کیا ہے ، وطن کیا " طوبیٰ " ہے ، " ہرگز وطن نہیں گیا ، مگر راحت وطن جاری رہی "

ترکی اور یورپ اسوقت تک چین نہیں لینگے ، جب تک کہ وہ حدود طبعی تک نہ آجائینگے ، اسلیے جلد ہمکو اپنے حدود طبعی پر قبضہ کرلینا چاہیئے - پس اے عثمانیو ! اٹھو اور آگے بڑھو - ہاں بڑھو ! ہمارا شاعر وطن " نامق کمال بک " کیا کہتا ہے - وہ کہتا ہے کہ

عبد الرحمن بک موجودہ وزیر مالیات

[illegible]

مراسلات

مسلم یونیورسٹی اور الحاق

—*—

جناب من -

امید ہے کہ سطور ذیل آپ اپنے اخبار میں شائع کرکے خاکسار کو ممنون فرمائینگے - جناب شیخ عبداللہ صاحب بی - اے - ایل ایل بی نے ایک خط جو اصل میں نواب وقار الملک بہادر قبلہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا ' چھپوا کر بصیغۂ راز چند لوگوں میں تقسیم کیا ہے جو آپکے خیال میں اہل الراے تھے - لیکن .

پاں کے مانند آں رازی کزو سازند محفل ہا

وہ مجھہ تک بھی پہنچ گیا ' اور چونکہ وہ میرے پاس اس "صیغہ" سے نہیں پہنچا ' اسلئے میں اسے "راز" میں رکھنے کیلیے مجبور نہیں ' علاوہ بریں چونکہ وہ سخت مغالطہ ڈالنے والی تحریر ہے ' اسلئے یہ ضروری ہے کہ قبل اسکے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو ' اسکی غلطی سے بھی انکو آگاہ کردیا جاے -

سب سے اول شیخ صاحب نے اسکی مخالفت کی ہے کہ ایک ہی شخص کو "بطور کارکن و مہتمم کے ملک اور گورمنٹ کے سامنے پیش کیا جاے" کیونکہ " اسکا نتیجہ کسی کامیابی کیلیے زیادہ اثر پذیر نہو سکے گا "- اسکا روے سخن راجہ صاحب محمود آباد کیطرف ہے بیشک یہ قابل افسوس ہے کہ شیخ صاحب اور صاحب راجہ صاحب کو جنکے مشورہ سے یہ تحریر لکھی گئی ہے ' ایسا موقعہ نہیں دیا گیا ' اور آئندہ بھی کوئی توقع نہیں - ایک طرف تو راجہ صاحب کے متعلق یہ راے ہے ' دوسری طرف جلسہ کے رامپور میں ہونے کی تصویر ہے اور رامپور کو بہترین جگہہ بنالی گئی ہے ' لیکن اس بہتری کی وجہ کوئی ظاہر نہیں کیگئی - شاید یہ ہو کہ نواب صاحب رامپور کی مہمانی کا فخر کوئی کم بات نہیں ہے ' لیکن اگر وہاں راجہ صاحب نہ آسکیں ' تو پھر کسی " دوسری جگہہ پر جہاں ممدوح کو شرکت میں آسانی ہو " کیوں ؟ اسلئے نہ " بلا مدد دینگے ' جناب راجہ صاحب کے ہم یونیورسٹی کے متعلق کوئی جلسہ نہیں کرسکتے " - کیا یہ عجب بات نہیں ہے ؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " قوم یونیورسٹی کے معاملہ میں ایک بے سری فوج کیطرح پریشان ہے " لیکن تعجب ہے کہ باوجود اسقدر کثیر التعداد نام نہاد اور خود ساختہ لیڈروں کے بھی قوم کو بے سری فوج کیساتھہ تشبیہ دیجاتی ہے " سربرآوردہ " اور ' اہل الراے " اشخاص کا جلسہ جسکی تحریک شیخ صاحب فرماتے ہیں ' نہ معلوم کن اصحاب پر مشتمل ہوگا ' اور ان خصوصیتوں کیلئے کیا معیار قایم کیا جائیگا - غالباً وہی معیار ہوگا جو اب تک علیگڈہ کی تمام تحریکوں اور کارروائیوں میں ہوتا رہا ہے -

شیخ صاحب کو معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب قبلہ کوئی تحریر پریس میں شائع فرما نیوالے ہیں ' اسپر آپ ممدوح کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسوقت " سب سے موثر نسخہ اتفاق ہے ' اور اگر اہل الراے اشخاص میں اتفاق نرہا تو مشکل ہو جائیگی " اور پریس میں جانا " کسی بزرگ قوم کیلئے مناسب نہیں " - اردو اخبارات کا کچھہ ٹھیک نہیں ' اسلیے کہ الشیر کی جو ہمیشہ قائم اور یونیورسٹی کا حامی رہا ہے راے معلوم ہوچکی ہے مسلم گزٹ ' الہلال ' کا مزید وعدہ و انکمپ کورس ردیتے ہیں - شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ " پس اب جو کچھہ فیصلہ ہونا چاہیے وہ یونیورسٹی کے حامیوں کے مشورہ سے ہونا چاہئے ' اور اس میں ان لوگوں کی راے کو زیادہ قابل وقعت نہ سمجھنا چاہیے جو یونیورسٹی کے قیام کے شروع ہی سے مخالف تھے یا جو اپنے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں " کیا شیخ صاحب مہربانی فرماکر بتلائینگے کہ " یونیورسٹی کے حامیوں " سے آپکی کیا مراد ہے ؟ اور یونیورسٹی کے جو لوگ شروع ہی سے مخالف تھے وہ کون ہیں ؟ کیا وہی لوگ نہیں ہیں جنمیں خود شیخ صاحب بھی شامل ہیں کہ یونیورسٹی ملجاے ' خواہ وہ کیسی ہی ہو ؟ اور کیا جو لوگ شروع سے مخالف تھے ' وہ اسلئے تھے کہ یونیورسٹی جو مسلمانوں کے مرض کی دوا ہو ' انکے خیال میں ملنا نہایت مشکل تھی اور تجربے نے آخرالامر انکی راے صحیح ثابت ہوئی ہے ؟ اور جو لوگ قوم کے مخالفین کے اثر میں آگئے ہیں ' وہ آپ سے "بہتر نہیں ہیں" جنہوں نے قطعاً آنکھوں پر پٹی باندہ لی ہے ' اور ہر ایک معقول بات کے نہ سننے اور نہ سمجھنے کی قسم کھالی ہے ؟

ڈتچچ کي تباهي

عبرتناک داستان

ایک قیدی ترک افسر کي زبان سے

(پاڈ گورٹزا) کا نامہ نگار ۱۴ اکتوبر کی چٹھی میں لکھتا ہے گرمی زور پر ہے - سناٹا سا چھا رہا ہے - جس طرف دیکھو نشاش دھانوں اور فوجی سلسلہ سے چلنے والے سپاہیوں کے باعث گاند ہے سے کاندھا چھلتا تھا ' وہاں آج سوائے ادھر ادھر چکر لگانیوالے چند سپاہیوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا - یہ سپاہی قریباً سب کے سب اعلے قسم کی فوجی وردیوں میں آئے ہیں - فوجی لباس تو النادر کالمعدوم ہے -

اب ہمارے ہیڈ کوارٹر کوشوترا پر' جو مقام مذکور سے ۲ کیلومیٹر کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے' مقرر ہوئے ہیں ' ملج ' زرجنی اور پلیے نترا کے مانند ہلکرا تک تعلیق صاف صاف نظر آتا ہے - چلتے جانے میں دبتے ہوئے کھانے میں مشغول ہے کہ ایک معمر ترکی کمانڈر پر میری نظر پڑی ' جسنے میرے سامنے ڈتچچ کی تباهی اور واقعات ماقبل کے متعلق مندرجہ ذیل داستان بیان کی -

" کچھ روز کم چار ہفتے ہوئے ہیں ' اسٹنبول سے ڈتچچ آیا ' ڈتچچ کلاں اور ڈتچچ خورد ایک پہاڑی علاقہ ہے ' اور ۳ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اسپر سایہ ڈالتی ہیں - خود قلعہ کی دیواریں کم سے کم دو گز چوڑی ہیں ' جنمیں چونہ وغیرہ بالکل نہیں ہے -

" میرے زیر کمان ۱۲۰ آدمی تھے - ڈتچچ پر کل جمعیت ۵۰۰ آدمیوں کی تھي ' لیکن انمیں سے چوتھائی سے زیادہ حصہ نوبانیوں ' بلغاریوں ' اور سرویوں کا تھا ' جو ہمیں رات کي تاریکی میں چھوڑکر کھسک گئے - ہم غریب مسلمانوں سے بہت پیشتر وہ جنگ کے شروع ہو جانیسے خبردار ہوچکے تھے -

۹ تاریخ کی صبح کو گولوں کي دندناہٹ سے ہمیں معلوم ہوگیا ' کہ لڑائی شروع ہوچکی ہے - میرے پاس کل چار صرف توپیں تھیں ' جنمیں سے ۳ توپخانہ نہایت هي کہنہ ہونیکے قریباً بیکار تھیں - ہمپر ۵۰۰۰ میٹر (۳۹ انچ کا ہوتا ہے) سے گولہ باري ہو رهي تھی - اگر میں صاف گوئی کو عار نہ سمجھوں ' تو ہمارے پاس دشمنوں کی گولہ باري کا جواب دینے کیلئے کوئی سامان نہ تھا - طرہ یہ کہ تھرڈ ریزرو بٹالین (رجمنٹ کا ایک حصہ ہوتا ہے ' جس میں ۱۰۰ سے لیکر ۳۰۰ تک سپاہی ہوتے ہیں) کے سپاہي تمام تر نو آموز اور نئے بھرتی کئے ہوئے تھے -

" ہمارے ۴۰۰ سپاہی چٹانوں کے پیچھے ایک هي قطار میں قلعہ کی سمت سے پڑے ہوئے تھے - انمیں سے سو آدمي فوراً بھاگ نکلے ' اور مثالیسروپی کم و بیش ۲۰۰۰ کي جمعیت میں ہم پر چڑھ آئے اور ہمارا احاطہ کرلیا - دسویں کی صبح کو لڑائی شروع ہوئی - مانٹی نگریوں نے سب طرف سے ہمپر یورشوں کا تانتا باندھ دیا - ہمارے نمیں وسیار جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ' انکے بیان کرنیکا میرے قلم کو یارا نہیں - ہمارا کپتان احمد آفندی تو وہیں شہید ہوگیا (انا للہ و انا الیہ راجعون) لیکن دوسرے شہدا کا مجھے کچھ حال معلوم نہیں - ان چٹانوں پر ایک عجب نفسا نفسی کا عالم تھا ' ہر شخص اپنے هی جان کے بچاؤ کیلئے ساعی نظر آتا تھا - ایک درجن مانٹی نگروی مجھپر جھپٹ پڑے - میں نے جلدی جلدي پستول سے فائر کرنا شروع کردیا ' اور کسی محفوظ تر جگہ کی تلاش شروع کی ' لیکن میرا پاؤں پھسل گیا ' اور میں پہاڑ کی ایک کھوہ میں گر پڑا جس سے میرے پاؤں میں چوٹ آگئی -

میں اپنے پستول کو دوبارہ بھر رہا تھا ' کہ دشمن مجھپر ٹوٹ پڑے - میرے ساتھ انھوں نے نہایت هی بے رحمانہ اور بے دردانہ سلوک کیا - رحم کا شائبہ بھی کسی میں معلوم نہیں ہوتا تھا -

سروٹا کی فوج کے دستے اور مورچے

جو (ڈتچچ) کے حوالی میں جاتے تھے اور جنھوں ۱۴ - اکتوبر کو ایک ترکي دستے نے منہدم کردیا -

مصر اور ترکي کي ڈاک سے مختصر خبریں

دولت عثمانیہ نے ان تمام افسروں کو واپسی کا حکم دیا ہے جو بیرونی ممالک میں جنگ کی تعلیم حاصل کرنیکے لیے گئے ہوے ہیں -

— * —

وہ عثمانی فوجی افسر ' جو دار السلطنت فرانس میں مقیم تھے روانہ ہوگئے ' روانگی کے وقت " لیحیٰ العرب و لیحیٰ الترکیا " (زندہ باد عرب) کے نعرے لگائے ' اور فوجی ترانے گائے جاتے تھے -

— * —

صاحب العصامہ عبد الحلیم افندی ' وحید الدین افندی ' اور جمال الدین افندي شیخ الاسلام نے اپنا نام متطوعین (والنٹیرز) میں درج کرایا اور فوج کے ساتھ روانہ ہوگئے ہیں

دوسو چالیس عثمانی جو پہلے فوجی خدمت سے بھاگے تھے ' اب متطوع بنکر قسطنطنیہ واپس آئے ہیں -

---

جنگ بلقان میں شرکت کی غرض سے چالیس عثمانی ملت پرست امریکا سے قسطنطنیہ آئے ہیں -

---

حرم سلطانی کی طرف سے وہ تمام مصارف ادا کیے جاوینگے جو مجروحین کے معالجہ میں صرف ہونگے ' اور نیز ایک شفا خانہ کھولا جائیگا ' جسمیں سو پلنگ ہونگے - اسکے مہتمم دو شاہی طبیب یعنی خیري بک اور جمیل پاشا ہونگے -

قلم کے باعث اوسوقت شاید انکی طرف بہت زیادہ اعتنا نہیں کیا تھا -

پین اسلامک ولولہ یورپ میں پیدا کرنے کی غایت بھی یہی تھی - ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانان ہند میں وہ اکابر' جو دولت عثمانی اور ایرانی کی حمایت پر ظاہراً ہمہ تن مصروف ہیں' اُن دعوتوں میں شریک ہوتے ڈرتے تھے' جسمیں ہم پین اسلامسٹ سفراء عثمانی و ایرانی کو مدعو کرتے تھے -

اس زمانہ میں بارہا یہ خواہش ہملوگوں پر ظاہر کی گئی تھی کہ "پین" کا لفظ اپنی سوسائٹی کے نام سے نکالدیں' اسلیے کہ انڈیا آفس کو وہ لفظ پسند نہیں' اور میرے انگلستان سے آنے کے بعد وہ ٹکڑا خارج بھی کردیا گیا -

اب شاید اون لوگوں کے بھی یہ ذہن نشین ہو گیا ہو' کہ مسلمانوں کو فطرۃً پین اسلامسٹ ہونا چاہیے' اور اس اندوہناک حالت میں' جبکہ

غبار عرب سے اُمڈا ہے کس بلا کا حشر
تمہارا نام و نشاں خاک میں ملانے کو

اگر کوئی چیز کسی وقت امید کی صورت دکھاتی ہے' تو وہ یہی پین اسلامک ولولہ ہے' جو مسلمانوں کے دلوں میں جوش زن ہو رہا ہے -

کاش یہ ولولہ پہلے ہی زور دار ہوجاتا' اور اوسوقت جب ہم چند اشخاص اوسکے زندہ کرنے کی کوشش کررہے تھے' وہ لوگ جو اب مسلمانوں کی سرگرمی اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں' ہمارے مانع اور خارج نہ ہوتے! مسلمان بلندی سے کیوں گر گئے؟ اسکا جواب صاف یہی ہے کہ اونہوں نے مذہب کو چھوڑا - مذہب ہی نے اونکو ہفت افلاک پر پہونچایا تھا اور مشرق اور مغرب کی حکومت اونکو دیدی تھی' ورنہ وہ عرب کی بادیہ میں تہذیب اور تمدن سے بیخبر ہی رہتے اور پھر اسلام کو چھوڑنا ہی اونکی ذلت کا باعث ہوا اور اگر خدا نخواستہ ترک طرابلس کے عربوں کی بہادری نہ دکھا سکے' تو اسکی ذمہ داری بھی اونہی گردنوں پر ہوگی' جو مسلمانوں کو مغربی بنانے کی سعی میں مصروف رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی سب سے زیادہ راحت جسمانی دینے والی تہذیب اور ترقی بھی مسلمانوں کو اسلام کی قیمت ادا کرکے ملتی ہو' تو اوسے اونکو نہ لینا چاہیے - اگر تمام عالم کے علم کی آدھی قیمت قرآن ہو تو اوس علم سے بھی دست کش ہوجانا چاہیے - طرابلس کے وہ بادیہ نشین جو اپنے تن کو سادے کپڑے سے ڈھانک لیتے ہیں' جو خیموں میں زندگی بسر کرتے ہیں' جو سوا علم قرآن کے اور کوئی علم نہیں جانتے' اور راحت جسمانی کے سامان نہیں رکھتے - اون مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جنکو "مغربی تہذیب" - اور مادی علوم نے اس کام کا بھی نہیں رکھا کہ اپنی عزت سنبھال سکیں - اپنے ملک کے کام آسکیں - اپنے مذہب کی لاج رکھ لیں - کیا یہ ہماری حالت کہ ہم ہر کہ و مہ کے آگے گردن جھکا دیتے ہیں' غلامی کا طوق بلا عذر کے پہن لیتے ہیں' صاف اسبات کی شہادت نہیں دیتے' کہ اسلام کی روح اب ہمارے عنصر میں باقی نہیں؟

مبارک ہوگا وہ زمانہ' جب پھر مسلمان اسلام کے پابند ہونگے - جب پھر قرآن اسکا ہادی ہوگا - جب پھر ہمہ صفت موصوف جنبہ اوسکا معیار کمال اوصاف ہوگا -

لیکن قرآن کی تعلیم ایک حضرت عمر کے وقت میں تھی - اور ایک امیر معاویہ کے وقت میں' اور اب حال کے علماء ہند میں اکثر قرآن کی تعلیم کا غرور رکھتے ہیں - آپ کس تعلیم پر اپنی روش اخباری کو قائم کیجئے گا؟

آپ کے سامنے بہت حال کی قرآنی تعلیم اور قرآنی معلموں کی ایک مثال درپیش ہے - جب سید رشید رضا لکھنؤ آئے تھے تو خود آپکے سامنے کی بات ہے کہ اکثر قرآنی معلموں نے اونکے استقبال سے اسلئے انکار کردیا تھا کہ وہ ایک ایڈیٹر اخبار تھے - کتنے قرآنی تعلیم سے بہرہ مند کہتے تھے کہ وہ غیر جگہہ کے رہنے والے ہیں' اسلیے اونکو ندوۃ العلماء کے جلسے کا صدر نہ ہونا چاہیے -

اگر قرآن کی ایسی ہی تعلیم ہے' اور ایسی ہی تعلیم پر آپ مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں' تو کم سے کم اس عاجز کا تو آپ کو اور آپ کے اخبار کو دور ہی سے سلام ہے -

آج کل قرآن کی تعلیم پر زور دینے والے زیادہ تر اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ایک جماعت کثیر مسلمانوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کردیں' کسطرح صرف سنیوں کے مسلمان ہونے کو ثابت کریں - یا کسطرح شیعوں کی فضیلت دکھا دیں -

اگر آپ مجھے معاف کریں تو میں اتنا عرض کرونگا کہ میں ہندوستان کے قرآن کی تعلیم دینے والوں اور سیاسی تعلیم دینے والے مسلمانوں' دونوں کو ایک ہی درجہ پر سمجھتا ہوں - اصلی اسلام سے' محمد اور عمر کے اسلام سے دونوں کا اسلام دور -

میں "الہلال" کو دیکھتا ہوں' تو اوسمیں ان دونوں سے تو بلندی پاتا ہوں' مگر ابھی اوس حالت کو اوسمیں نہیں پاتا' جس سے یہ امید ہو کہ یہ اصلی قرآنی تعلیم پر کمربستہ ہے -

ذاتی مناقشہ میں صفحہ کے صفحہ سیاہ نظر آتے ہیں - مذہبی بحثیں ہیں تو اسی کے سلسلے جاری ہیں - مسلمانوں کو "دست الہی" میں اپنا ہاتھ دینے کی ہدایت سلسلہ وار مضامین میں کی گئی ہے - قرآن کی طرف بھی وہ بلائے گئے ہیں' مگر یہ "دست الہی" کی توضیح ہے' نہ قرآن کی اوس تعلیم کا اشارہ کیا گیا ہے جو اسوقت بھی مسلمانوں کو پستی سے نکالکر بلندی پر پہونچا سکتی ہے -

اصول جمہوریت' اصول مساوات' اصول حریت' سبق جراءت' اخلاقی و دیگر جسمانی خوبیاں وغیرہ نظر انداز کردینے کی چیزیں نہیں ہیں - تعلیم قرآنی صرف نماز روزہ ہی کی تاکید' زنا سے پرہیز وغیرہ پر محدود نہیں ہے' بلکہ قرآن نے زندگی انسانی کے مراد اور اصول پر نظر ڈالی ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ اُن اصول کو زیر نگاہ رکھکر فروعات میں تبدل و ترقی کی خاص ہدایت قرآن نے' نبی کریم صلعم نے' اور دنیا کے بہترین مدبر عمر فاروق رضی اللہ نے کی ہے - مسلمان کو اپنی روحانیت کی ترقی کی فکر سے کبھی غافل نہ ہونا چاہئے' لیکن اب اس معرکہ عالم میں جب مادیت اجسام کو زیر و زبر کر رہی ہے' جسمیں روح چھپتی ہے' مادی ترقی سے غافل ہونا روح کے ساتھ بھی دشمنی کرنا ہے -

مسلمانوں کی اسوقت عجیب پیچیدہ حالت ہو رہی ہے - قرآن کو اونہوں نے چھوڑا بھی ہے' اور پکڑا بھی ہے' لیکن دونوں حالتوں میں اصلی منشاء اسلام سے برخلاف ہوگئے ہیں - جنھوں نے قرآن چھوڑا ہے' اونہوں نے تو جوہر اوسکا چھوڑ ہی دیا ہے - جنھوں نے پکڑا ہے' اونہوں نے صرف روحانی اوصاف و زندگی کے لیے اوسے پکڑا ہے' بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے اصول اور فروع کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا' میں نہیں جانتا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے - آپ اصول اور فروع کا اعتبار اور فرق قائم رکھینگے یا نہیں؟

[باقی آیندہ]

مشیر حسین قدوائی (بیرسٹر ایٹ لا)
لکھنؤ

شیخ صاحب آگے چلکر یونیورسٹی کے مسئلہ کی تاریخ بیان فرماتے هیں اور تاریخ پیدایش سنہ ۱۸۸۳ قرار دیتے هیں ' لیکن اگر هماری یاد غلطی نہیں کرتی ' تو یہ تاریخ صحیح نہیں ہے - یونیورسٹی کی اصلی تاریخ پیدایش سر سید کی انگلستان سے واپسی ہے ' اور اسکا عملی جامہ پہنے کی تاریخ اور علیگڈہ کالج کی بنیاد دونوں توام هیں - آپ کو سید محمود مرحوم کی اسکیم میں " الحاق " اور الحاقی یونیورسٹی کا کہیں پتہ نہیں چلتا - آپ کو سر سید - نواب محسن الملک - نواب وقار الملک ' مسٹر بک ' سر مارسن ' مسٹر شاهدین - صاحبزادہ صاحب - مسٹر محمد علی کی تقاریر اور تحریروں میں اور سر سید میموریل فنڈ اور کانفرنس کی روئدادوں کے ذخیرہ بار جود " دوبارہ پڑتالنے " کے " لفظ الحاق " کہیں نظر نہیں پڑا - ممکن ہے کہ شیخ صاحب کا یہ ادعا صحیح هو کہ " اس وسیع سلسلہ میں کبھی کسی ایک مقرر کی زبان سے یا ایک مضمون نگار کے قلم سے لفظ الحاق نہیں نکلا ' اور نہ کسی کے ذهن میں الحاقی یونیورسٹی آئی " ابتک هم جانتے تہے کہ دلوںکا علم سوائے اس ذات وحدہ لاشریک کے کسی کو نہیں ' مگر آج همیں معلوم هوا کہ نعوذ باللہ شیخ صاحب بھی اس صفت میں اسکے شریک هیں ' جو لوگونکے ذهنوںکا حال بھی معلوم کرلیتے هیں - شیخ صاحب همیں معاف کرینگے ' اگر هم یہ عرض کریں کہ -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؟

اس معاملہ میں شیخ صاحب کی " دوبارہ پڑتال " بالکل اسی قسم کی هوگی ' جسکے کہ وہ اپنے پیشہ کیوجہ سے عادی هوگئے هیں - جب وہ کسی مقدمہ میں بحث کرنیکے لیے کسی مسل کی پڑتال کرتے هونگے ' تو سوائے اپنے موکل کی مفید مطلب باتونکے اور نظر انداز هوجاتا هوگا - مثال کے طور پر هم شیخ صاحب کو سر تھیوڈر مارسن کے لکھے والے ایڈریس کیطرف متوجہ کرتے هیں ' جو انھوں نے سنہ ۴ ع کے جلسۂ کانفرنس میں بہ حیثیت صدر کے دیا تھا ' اسے پڑھکر شیخ صاحب فرمائیں ' کہ اسمیں کس قسم کی یونیورسٹی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے ؟

شیخ صاحب فرماتے هیں کہ الحاق کا مسئلہ سنہ ۱۱ ع کی پیدایش ہے ' اور یہ کہ پولیٹکل وجوهات کی بناپر هم نے اسکی تائید کی تھی اور ممبر صاحب تعلیمات گورنمنٹ هند کے سامنے اسی وجہ سے اسپر زور دیا تھا - اور نہ کہ ممبر تعلیمات کے جواب سے اکثر ممبران ڈپوٹیشن کو یقین هوگیا تھا کہ الحاق کا حق نہ ملیگا - لیکن شیخ صاحب بتائیں کہ اس یقین کو قوم پر کب ظاهر کیا گیا اور آیا نہ واقعہ ہے کہ نہیں کہ جب اسکا چرچا هوا کہ حق الحاق نہ ملیگا تو اسکی تردید کسی نے نہیں کی ؟ شیخ صاحب فرماتے هیں کہ بعض اخبارات ممبران ڈپوٹیشن پر غلط اتہام لگاتے هیں کہ انھوں نے قوم کو مغالطہ دیا اور یہ سراسر نادرست اور کذب و افترا ہے ' اگر شیخ صاحب ڈپوٹیشن سے واپسی کے بعد کہدیتے کہ الحاق کے حق کی امید نہیں تو بیشک وہ شکایت کرسکتے تہے ' بلکہ برخلاف اسکے بار بار یہ یقین دلانے کی کوشش کیگئی کہ یہ جو افواہ پھیل گئی ہے کہ الحاق کا حق نہ ملیگا ' قطعاً غلط ہے ' اندریں صورت شیخ صاحب کا اخبارات کے متعلق اوپر کا خیال جایز طور سے اتہام اور بہتان بتایا جاسکتا ہے -

آخر میں شیخ صاحب کی یہ رائے کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ چونکہ هندوؤں نے یونیورسٹی گورنمنٹ کی شرایط پر منظور کرلی ہے ' مسلمانوں کو بھی قبول کرلینا چاهیے ' هندوستان کی تمام یونیورسٹیاں حقیقی معنوں میں هندو یونیورسٹیاں هیں ' انھیں الحاق کی زیادہ ضرورت نہیں ' مسلمانوں کیلیے بلا الحاق کی یونیورسٹی بقول کامریڈ سفید هاتھہ کے پال لینے سے زیادہ مفید نہیں هوسکتی -

علاوہ بریں جو روپیہ الحاقی یونیورسٹی کیلیے جمع کیا گیا ہے ' وہ کسطرح شرعاً ' عرفاً ' قانوناً ' یا انصافاً ' غیر الحاقی یونیورسٹی کے قیام میں صرف نہیں کیا جاسکتا ' اور اگر ایسا کیا گیا ' تو کیا عجب ہے کہ کارکنان یونیورسٹی کو عدالت کا کٹہرا دیکھنا پڑے - (راوی)

اشاعت اسلام

— * —

از حضرت علامہ شبلی نعمانی مدظلہ

میں چند برسوں سے اس خطرہ کا سخت احساس کررها هوں ' جو نومسلموں کے چاروں طرف منڈلا رها ہے - جو بدبیں لوگوں نے کیں اور کررہے هیں ' بالکل بے سود بلکہ بعض اوقات مضر ثابت هوئی هیں - اسی غرض سے میں نے اس قسم کی آبادیوں میں انسپکٹر بھیجے ' لوگوں سے خط و کتابت کی ' اور ذرایع سے حالات بہم پہنچائے ' اور ان سب کے بعد ایک خاکہ قائم کیا ' کہ اسکے مطابق کارروائی کا آغاز کیا جائے - اس غرض سے اردو اور انگریزی میں خطوط چھپوائے ' اور ارادہ کیا کہ ملک میں دورہ کرکے هر جگہ مناسب تدبیریں اختیار کی جائیں - اسی اثنا میں (سیرت نبوی) کا کام بھی پیش نظر تھا ' حضور سرکار عالیہ (بھوپال) نے اسکے کا بندوبست کرکے اس ارادہ کو واجب العمل کردیا ' اور میں نے اس مبارک لیکن نازک کام میں هاتھ ڈال دیا - اس کام کی وسعت اور ذمہ داری کو دیکھتا هوں ' تو نظر آتا ہے کہ جب تک اسی کا نہ هو رهوں ' انجام نہیں پاسکتا ' ادھر ایک آنکھہ کی بصارت بھی جاتی رهی - دوسری پر بھی زور پڑتا ہے بہرحال اب هر طرح سیرت نے مجبور کردیا ہے کہ اسداۂ نبوی کے سوا کسی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھوں -

اس بنا پر (اشاعت اسلام) کے کام کو کسی اور بندۂ خدا پر چھوڑتا هوں - میرے جناب محترم مولانا ابو الکلام صاحب آزاد ' الہلال کے ذریعہ سے جو کچھہ کر رہے هیں ' زمانہ اسکو دیکھہ رها ہے - اور انھی سے امید هوسکتی ہے کہ وہ اس کام کو پورا کرسکیں - اسلیے اگر وہ اس طرف متوجہ هوں ' تو کامیابی کی امید هوسکتی ہے -

میں اس قدر اب بھی کرسکتا هوں کہ وہ جب دورہ پر نکلیں ' تو ایک آدہ جگہہ ' میں بھی ان کے هم رکاب هو جاؤں -

دعوت اصلاح مسلمین اور اتحاد اسلامی

— * —

الہلال کی روش کے متعلق آپ نے رائے طلب کی ' اور پچھلے پرچے میں آپنے اپنا کام بتانے کے لیے صلائے عام دیا ہے - میں دونوں امور کی بابت کچھہ کہنا چاهتا هوں -

اول الہلال کی روش کے متعلق -

میں ان لوگوں میں هوں جو یہ راسخ عقیدہ رکھتے هیں اور بارها علانیہ تحریراً و تقریراً ظاهر بھی کرچکے هیں ' کہ مسلمانوں کی دنیوی بہتری اور برتری کا انحصار بھی انکے مذهب پر ہے - تاریخ شاهد ہے کہ جس قدر زیادہ غلو انھوں نے مذهب کی طرف کیا ' اسی قدر زیادہ مدارج دنیاوی انکو حاصل هوئے - میں نے یہی راگ یورپ میں گایا ' اور پچھلی مرتبہ جب میں پھر قسطنطنیہ گیا ' تو وهاں کے اکابر وغیرہ کے سامنے بھی یہی لکچر دیا کہ مسلمانوں کے عروج کا ذریعہ نہ صرف حب وطن پیدا کرنے سے هوسکتا ہے ' نہ حب قوم سے ' بلکہ حب مذهب سے - طرابلس کی جنگ نے یقینی یہ میرا وعظ اب ان لوگوں کے بھی ذهن نشین کردیا هوگا ' جنھوں نے اپنے پیرس کے

رشتہ صرف ایک ہے، اور وہ وہی ہے جو انسان کو اسکے خالق اور پروردگار سے متصل کرتا ہے - وہ ایک ہے، پس اسکے ماننے والوں کو بھی ایک ہی ہونا چاہیے، اگرچہ سمندروں کے طوفانوں، پہاڑوں کی مرتفع چوٹیوں، زمین کے دور دراز گوشوں، اور جنس و نسل کی تفریقوں نے انکو باہم ایک دوسرے سے جدا کردیا ہو

ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ، وانا ربکم فاتقون (٢٣ : ٥٥)

بیشک، تمہاری جماعت ایک ہی امت ہے، اور ہم ایک ہی تمہارے پروردگار ہیں -

اے برادران ملت! یہی اسلام کی وہ عالمگیر اخوت اور دعوت اسلام کی وحدت تھی، جس نے زمین کے دور دراز گوشوں کو ایک کر دیا تھا - اسلام نے ریگستان حجاز میں ظہور کیا، مگر صحرائے افریقہ میں اسکی پکار بلند ہوئی - اسکی دعوت کی صدا جبل بوقبیس کی گھاٹیوں سے اٹھی، مگر دیوار چین سے صدائے اشہدان لا الہ الا اللہ کی بازگشت گونجی - تاریخ کی نظر نے جس وقت دجلۂ و فرات کے کنارے پیروان اسلام کے نقش قدم گن رہی تھی، عین اسی وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سیکڑوں ہاتھ تھے، جو خدائے واحد کے آگے سر بسجود ہونے کیلیے وضو کر رہے تھے - یہ تمام دنیا کی مختلف قومیں، زمین کے دور دراز گوشوں پر بسنے والی آبادیاں، گویا ایک ہی گھر کے افراد تھے، جنکو شیطان رجیم کی تفرقہ اندازیوں نے ایک دوسرے سے الگ کردیا تھا، لیکن خدائے رحیم نے ان صدیوں کے بچھڑے ہوے دلوں کو ایک دائمی صلح کے ذریعے پھر ایک جگہ جمع کردیا، اور انکے روٹھے ہوے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے ملا دیا، کہ تمام شکلے شکوے اور شکایتیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائی اور شریک رنج و راحت ہوگئے

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم، اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (٣ : ٩٨)

اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو، جو تم پر نازل کی گئی، جبکہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے، مگر اسلام نے تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کردی، اور دشمنی کی جگہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہوگئے

یہ برادری خدا کی قائم کی ہوئی برادری ہے، ہر انسان جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا، بمجرد اقرار کے اس برادری میں شامل ہوگیا، خواہ مصری ہو، خواہ بلغاریا کا وحشی ہو، خواہ قسطنطنیہ کا تعلیم یافتہ ترک، لیکن اگر وہ مسلم ہے تو اس ایک خاندان توحید کا عضو ہے، جسکا گھرانا کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ تمام دنیا اسکا وطن، اور تمام قومیں اسکی عزیز ہیں - دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں، مگر یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا - ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹھ جائے، بعید نہیں کہ ایک ماں اپنی گود سے بچے کو الگ کردے، ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن ہو جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا کے تمام عہد مودت، خون اور نسل کے باندھے ہوے پیمان وفا و محبت ٹوٹ جائیں، مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے، اور ایک ہندوستان کے نو مسلم کو مکہ معظمہ کے صحیح النسب قریشی سے پیوست و یک جان کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے، جو اسے توڑ سکے، اور اس زنجیر کو کاٹ سکے جسمیں خدا کے ہاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا ہے -

پس اے عزیزان ملت! اور اے بقیہ مادم زدگان قافلۂ اسلام!! اگر یہ سچ ہے کہ دنیا کے کسی گوشے میں پیروان اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہے، تو تعجب ہے اگر اسکا زخم ہم اپنے دلوں میں نہ دیکھیں - اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم پیرو توحید کی لاش تڑپ رہی ہے، تو لعنت ہے ان سات کروڑ زندگیوں پر، جنکے دلوں میں اسکی تڑپ نہ ہو - اگر مراکش میں ایک حامی وطن کے حلق بریدہ سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہے، تو ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے منہ سے دل و جگر کے ٹکڑے نہیں گرتے؟ ایران میں اگر چہ گردنیں پھانسی کی رسیوں میں لٹک رہی ہیں، جنسے آخری ساعت نزع میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کی آواز نکل رہی تھی، تو ہم پر اللہ اور اسکے ملائکہ کی پھٹکار ہو، اگر اپنی گردنوں پر اسکے نشان محسوس نہ کریں - اگر آج بلقان کے میدانوں میں حافظین کلمۂ توحید کے سر، رستے ہوے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چھن رہے ہیں، تو ہم اللہ، اسکے ملائکہ، اور اسکے رسول کے آگے ملعون ہوں، اگر اپنے پہلوؤں کے اندر ایک لمحہ کیلیے بھی راحت اور سکون محسوس کریں - میں کیا کہہ رہا ہوں؟ حالانکہ اگر اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی اسکے پیروؤں میں باقی ہے، تو مجھکو کہنا چاہیے کہ اگر میدان جنگ میں کسی ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبھ جائے، تو قسم ہے خدائے اسلام کی، کہ کوئی ہندوستان کا مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اسکی چبھن کو تلوے کی جگہ اپنے دل میں محسوس نہ کرے، کیونکہ ملت اسلام ایک جسم واحد ہے، اور مسلمان خواہ کہیں ہوں، اسکے اعضا و جوارح ہیں - اگر ہاتھ کی انگلی میں کانٹا چبھے، تو جب تک باقی اعضا کٹ کر الگ نہ ہوگئے ہوں، ممکن نہیں کہ اسکی چبھن سے بے خبر رہیں - اور یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں، محض اظہار مطلب کا زور بیان ہی نہیں ہے، بلکہ عین ترجمہ ہے اس حدیث مشہور کا، جسکو امام احمد و مسلم نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا:

مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم، مثل الجسد، اذا اشتکی لہ عضو، تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی

مسلمانوں کی مثال باہمی مودت و مرحمت اور محبت و ہمدردی میں ایسی ہے، جیسے ایک جسم واحد کی، اگر اسکے ایک عضو میں کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے، تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک ہو جاتا ہے -

اور اسی کے ہم معنی صحیحین کی وہ حدیث ہے، جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہے کہ

المومن للمومن کالبنیان، یشد بعضہ بعضا -

ایک مومن دوسرے مومن کیلیے ایسا ہے، جیسے کسی دیوار کی اینٹیں، کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے

اور فی الحقیقت یہ خصائص مسلم میں سے ایک اولین اور اشرف ترین خصوصیت ہے، جسکی طرف قرآن کریم نے اپنے جامع و مانع الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ

اشداء علی الکفار، رحماء بینھم (٤٩ : ٢٩)

کافروں کیلیے نہایت سخت، مگر آپسمیں نہایت رحم اور ہمدرد -

ان میں جسقدر سختی ہے، باطل اور کفر کیلیے - اور انکی جسقدر محبت و الفت ہے، حق و صدق، اور اسلام و توحید کے لیے

فاعتبروا یا ایھا المسلمون و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون -

جامعۂ اسلامیہ یا پان اسلام ازم

جب سے اسلام دنیا میں موجود ہے، یہ اخوت و وحدت بھی موجود ہے، مگر یورپ کا جدید دسیسۂ شیطانی اسکو کسی مجہول العقل اور حداثت العہد "اسلامی اتحاد سیاسی" سے تعبیر کرتا ہے اور اس اصحاب احلام کی تعبیر اسکو، ایک جن اساس خلال کی صورت میں نظر آتی ہے - وہ کسی ایسے وقت کے تصور سے اپنے نفس لرزاں

تقریر

موجودہ اسلامی مسئلہ پر

— * —

جو ۲۷ اکتوبر کو ایڈیٹر الہلال نے کلکتہ کی ایک عام مجلس میں کی (۱)

(۱)

اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک من تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شی قدیر -

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ہو الغنی الحمید ان یشاء یذہبکم و یات بخلق جدید و ما ذالک علی اللہ بعزیز (۳۵ : ۱۷)

—*—

برادران اسلام !

عرصے کی خاموشی کے بعد پھر میں آپکے سامنے حاضر ہوا ہوں

بعشق حال ما رنگہ میتوان نمود

بعینے رحال خویش تبسیما درشتہ ایم

آپ میں سے اکثر حضرات کو معلوم ہے کہ بعض اسباب خاص سے اس قسم کے عام مجالس کی شرکت قطعاً بند کردی تھی اور گذشتہ (خضرپور) کی مجلس میں التجا کی تھی کہ آیندہ اس خدمت سے معاف رکھا جاؤں - ازاں بعد جب اسکی نسبت ایک خط لکھا تو پہلے جی میں آیا کہ معذرت کے ساتھہ انکار کردوں لیکن اسکے بعد سوچا کہ وقت نزدیک آگیا ہے جب گونگے بولنے لگیں اندھے دیکھنے لگیں لنگڑے چلنے لگیں اور بہرے سننے لگیں کیونکہ اسلام اپنے ہر پیرو سے اسکی آخری فرض کا طالب اور اس شے کا خواستگار ہے جسکے بعد اسکے دینے کو کچھہ باقی نہیں رہے گا اور وہ توحید الٰہی کے حق سے سبکدوش ہو جائے گا - پس جو زبان نہیں بول سکتی اسکو بھی بولنے کی سعی کرنی چاہئے اور جو قدم نہیں اٹھہ سکتا اسکو بھی چلنے کیلئے اٹھنا چاہئے -

توحید اخوت اسلامی و عموم رشتۂ دینی

قرآن حکیم نے توحید الٰہی کے داعی کرام علیہ الصلوۃ و السلام کو " سراج منیر " سے ملقب کیا اور انکے خصائص کرامہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :

انا ارسلناک شاہداً	اے پیغمبر! بیشک ہم نے تم کو
و مبشراً و نذیراً و	شہادت دینے والا بشارت پہنچانے والا
داعیاً الی اللہ	ضلالت و جہالت سے خوف دلانے والا
باذنہ و سراجاً	راہ الٰہی کی طرف داعی اور ایک
منیراً (۳۳ : ۴۶)	نورانی مشعل بنا کر بھیجا ہے -

لیکن ایک دوسرے موقعہ پر آفتاب کو بھی " سراج " کے لقب سے یاد کیا ہے

وجعل القمر فیہن	اور آسمان میں خدا نے چاند کو بھی بنایا
نوراً وجعل الشمس	جو ایک نور ہے اور سورج کو بھی بنایا
سراجاً (۷۱ : ۵)	کہ وہ ایک روشن مشعل ہے

اس مماثلت اور اشتراک تشبیہ سے مقصود یہ تھا کہ اسلام کی دعوت بھی اس آفتاب مادی کی طرح ایک آفتاب روحانی ہے - آفتاب جب نکلتا ہے تو اسکی روشنی اور حرارت میں کوئی تمیز نزدیک و دور اعلی و ادنی سیاہ و سفید باغ و دشت کی نہیں ہوتی - اسکی روشنی بلا تمیز مکان و مقام ہر شے پر چمکتی اور حرارت ہر وجود کو گرم کرتی ہے - بعینہ یہی حال اس آفتاب دعوت الٰہی اور نیر درخشان سماء رسالت کی عموم فیضان بخشی کا تھا - جو گو سعدت جلا ، مگر فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوا جسکی کرنوں میں دھندلی جانب شریعت الٰہی کی " نور و کتاب مبین " تھی مگر دائیں جانب قیام عدل و میزان کی شمشیر آبدار چمک رہی تھی - جسکا طلوع کائنات میں ظلمت کی شکست اور روشنی کی دائمی فیروز مندی تھا کیونکہ آسمان ہدایت پر شریعت الٰہی کے گو سیکڑوں ستارے نمودار ہوئے تھے لیکن تاریکی کی آخری شکست کیلئے دنیا کو آفتاب ہی کے طلوع کا انتظار ہوتا ہے

و اللیل اذا یغشی	رات کی قسم جبکہ اسکی تاریکی کائنات کی تمام
و النہار اذا تجلی	اشیا کو چھپا دیتی ہے اور روز روشن کی قسم
و ما خلق الذکر	جبکہ آفتاب کی تجلی تمام کائنات کو روشن کردیتی
و الانثی	ہے اور دراصل اس خالق کی قسم جسنے تخلیق
(۹۲ : ۱)	عالم کیلئے نر اور مادہ کا وسیلہ پیدا کیا -

اس آفتاب توحید نے طلوع ہوتے ہی تفریق و انشقاق کی تمام تاریکیوں کو مٹا دیا - اسکی روشنی کی فیضان بخشی میں اسود و ابیض اور عرب و عجم کی کوئی تمیز نہ تھی خدا کی ربوبیت کی طرح اسکی رحمت بھی عام تھی وہ " رب العالمین " تھا پس ضرور تھا کہ اسکی راہ کی طرف دعوت دینے والا بھی " رحمۃ للعالمین " ہو

و ما ارسلناک الا	اے پیغمبر ! ہم نے انکو نہیں بھیجا
رحمۃ للعالمین (۲۱ : ۱۰۷)	مگر تمام عالموں کیلئے رحمۃ قرار دیکر -

انسان کی یہ سب سے بڑی ضلالت اور خدا فراموشی تھی کہ اس نے رشتۂ خلقت کی وحدت کو بھلا کر زمین کے ٹکڑوں اور خاندان کی تفریقوں پر انسانی رشتے قائم کرلیے تھے خدا کی زمین کو جو محبت اور باہمی اتحاد کیلئے تھی قوموں کے باہمی اختلافات و نزاعات کا گھر بنا دیا تھا لیکن اسلام دنیا میں پہلی آواز ہے جس نے انسان کی بنائی ہوئی تفریقات پر نہیں بلکہ الٰہی بعثت کی وحدت پر ایک عالمگیر اخوت و اتحاد کی دعوت دی اور کہا کہ

یا ایہا الناس انا	اے لوگو ! ہم نے بدا میں تمہاری خلقت
خلقناکم من ذکر	کا وسیلہ مرد اور عورت کا اتحاد رکھا اور
و انثی و جعلناکم	نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا اسلئے
شعوباً و قبائل	کہ باہم پہچانے جاو ورنہ دراصل یہ
لتعارفوا ان اکرمکم	تفریق و انشعاب کوئی ذریعۂ امتیاز نہیں
عند اللہ اتقاکم	اور امتیاز اور شرف اسی کیلئے ہے جو اللہ
( )	کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے -

پس درحقیقت اسلام کے نزدیک وطن و مقام اور رنگ و زبان کی تفریق کوئی چیز نہیں - رنگ اور زبان کی تفریق کو وہ ایک الٰہی نشان ضرور تسلیم کرتا ہے " و من آیاتہ اختلاف السنتکم و الوانکم " لیکن اسکو وہ کسی انسانی تفریق و تقسیم کی حد نہیں قرار دیتا - انسان کے تمام دنیوی رشتے خود انسان کے بنائے ہوئے ہیں - اصلی

(۱) الہلال تحریری تقریر کا بالکل عادی نہیں ہے ، حتی کہ تقریر کے بعد سلسلہ بیان کیلئے نوٹ لکھہ لینے کا بھی کبھی اتفاق نہیں ہوا - یہ تقریر بھی ارتجالاً اور محض زبانی تھی - اب اسکی تحریر کی صورت میں اسلئے قلم بند کردی جاتی ہے کہ اس موضوع پر بہرحال ایک مستقل مضمون لکھنا ہی تھا - یہ پہلا موقعہ ہے کہ تقریر کے بعد قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ، اکثر مطالب اسی طرح رہے ہیں جو اس وقت زبان پر آئے ، البتہ بعض مقامات پر مزید تعدیل و تشریح اور مختلف مطالب میں تقسیم کردی ہے -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutt

تو ہزار سلامتی ہو تمہیں اے وحشت و خونخواری! اور ہزار ہزار رحمت و برکت نازل ہو تمہیں اے افریقہ اور البانیا کی بربریت و درندگی!! اور کبھی تیرے سایۂ برکت سے ہمارے سر جدا نہوں!!

وحدتک دین لا یماثلہ دین

حضرات!!

یورپ کے نزدیک " مسئلہ مشرقی " کا حل بالکل ایک فطرتی انصاف و عدل ہے، چالیس کروڑ نفوس اسلام کو مٹا دینے کا عملی نتیجہ کوئی تشویش انگیز بات نہیں۔ یہ اُس پرانی مسیحی وصیت کی تعمیل و تکمیل ہے، جسکو سینٹ لوقا نے شہزادۂ امن (مسیح) کی زبانی دنیا کو سنایا تھا کہ " میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں اُن پر حکمرانی کروں، انکو یہاں لاؤ! اور میرے قدموں کے آگے ذبح کردو " (۱) پس اسمیں کوئی انسانی ظلم نہیں، قوموں کے فطرتی قوانین کا احترام اس بارے میں بالکل بے معنی ہے۔ اگر کوئی شے قابل توجہ ہے تو صرف یہ ہے کہ یورپ کی رقیب حکومتیں ایک دوسرے پر باری نہ لے جائیں، جسم اسلام کی اسطرح بوٹیاں نوچی جائیں کہ ہر بھیڑیے کے منہ میں مساوی تقسیم کے ساتھ ایک ایک لقمہ آجائے۔ لیکن جامعۂ اسلامیہ، اسلام کی قدرتی اخوت، اسکا روز اول سے قائم کردہ رشتۂ اتحاد، تو یہ ایک سخت سے سخت معصیت اور جرم ہے، جسکا کوئی ذی روح مخلوق مجرم ہوسکتا ہے۔ یہ ایک کھلا عدوان و فساد ہے، یہ وحشیانہ تعصب اور بربرانہ خونخواری کی سازش ہے۔ یہ ایک ایسا گناہ ہے، جسکے لیے تعزیر اور عذاب کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیے، یہ ایک ایسی تاریک زندگی ہے، جو صرف اسلیے ہے کہ اُسے مٹا دیا جائے! ذلک قولھم بافواھھم، یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل، قاتلھم اللہ انی یؤفکون

لیکن اے اقوام یورپ! اے فرزندان قافلۂ انسانیۃ! اے امثال درندگی و سبعیت! اے مجمع وحوش و کلاب!! ظلم و عدوان تا کجے؟ اور جور و جوں ریزی تا چند؟ کبتک خدا کی سرزمین کو اپنے حیوانی غرور سے ناپاک رکھوگے؟ کبتک انصاف ظلم سے، اور روشنی تاریکی سے مغلوب رہے گی؟ تبریز میں تمہارے ہاتھوں انسانوں کی گردنیں سولی میں لٹک رہی ہیں، طرابلس کی ریت پر ابتک اس جمے ہوئے خون کے ٹکڑے باقی ہیں، جو تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے ایک پیشرو نے بہایا، مراکش میں اُن لاشوں کا شمار کوئی انسان نہیں کر سکتا، جنمیں سے سیکڑوں کو مٹی کے بوجھ کی جگہ تمہارے گھوڑوں کے سموں کی پامالیاں اور تمہارے جنگی بوٹوں کی ٹھوکریں نصیب ہوئی ہیں۔

یہ تمہارے تمام حوادث شیطانی دنیا کیلیے تہذیب و تمدن کی رحمت، اور امن اور صلح کی برکت ہیں۔ لیکن اسکے مقابلے میں آٹھ سو اٹالین قیدی (عزیزیہ) اور (طوارق) کے صحرائی قبائل کی قید میں دن میں پانچ مرتبہ اس غذا سے بہتر غذا کے سامنے بٹھا لیے جاتے ہیں، جو فوج طرابلس کے افسر علم کو نصیب ہوتی ہے، اور عین اُس وقت جبکہ نخلستان طرابلس میں مسلمانوں کے شیرخوار بچوں اور خانہ نشین عورتوں کا قتل عام کیا جاتا ہے، تیرہ سو سے زائد اٹالین قیدیوں کو (نشاط سے) خاص اپنا خیمہ دیدیا ہے، کیونکہ وہ ریگستان کی گرد اور تپش کے عادی نہونے کی شکایت کرتے ہیں، لیکن پھر بھی اسلام اور اسلام کے محافظ ترک، وحشت و بربریت کا پیکر ہیں، اور صرف تہذیب و شائستگی کی تکمیل کیلیے اسکو مٹا دینا چاہیے!!

پس اے برادران ملت! جس " پین اسلام ازم " کو یورپ پیش کررہا ہے، اگرچہ اسکے دسائس اورس دماغ سے باہر اسکا کوئی وجود نہیں، مگر اس سے یورپ کی بے فائدہ کوشش نہ کیجیے۔ جس چیز کو آپ اپنی تردید میں پیش کرینگے، اس سے وہ بے خبر نہیں ہے۔ آپ اپنی تردید کے اظہار میں آجکل کے ملاحدۂ مسلمین کی طرح خواہ اپنی جنس اسلامی کو جنس مغربی سے کیوں نہ بدل لیں، لیکن وہ کبھی " پان اسلام ازم " سے اپنے تئیں بے خطر نہ دکھلائے گا، کیونکہ وہ دانستہ آپکی ایک اصلی مدافعانہ قوت اتحادی کو اس طرح فنا کردینا چاہتا ہے۔ آپ انکار کریں خواہ اقرار، دونوں حالتوں میں اسکا سلوک یکساں ہوگا

مثلہ، کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث، او تترکہ یلھث۔ (۷ ۱۷۵)	اسکی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اسکو دتکار دو، جب بھی زبان باہر لٹکائے رہے گا، اور اگر اسکو چھوڑ دو، جب بھی زبان ہلاتا رہے گا۔

کاش مسلمانوں میں پان اسلام ازم ہوتا

مسلمین " پان اسلام ازم " کے نام پر استغفار پڑھرہے ہیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ اے کاش آج مسلمانوں میں " پان اسلام ازم " کا وجود ہوتا، وہ " پان اسلام ازم " جسکو ترکی یا انگلستان کے مسلمانوں کی کسی خفیہ کمیٹی کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، روز اول سے اسکی ہمکو دعوت دی گئی ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (۳ ۹۷)	ایک دین الہی کی رسی سب ملکر پکڑلو، اور آپسمیں متفرق نہو،

اگر " پان اسلام ازم " کا اصلی وجود ہوتا، تو کیا ممکن تھا کہ ہمارے سامنے ایران پر قیامت گذر جاتی، مراکش کا خاتمہ ہوجاتا، طرابلس میں مسلمانوں کی لاشیں تڑپتیں اور ہمارے قلوب میں کوئی حقیقی حرکت پیدا نہوتی؟ روضہ مبارک حضرت امام رضا علیہ السلام کی دیواریں ملاعنۂ روسیہ کی گولہ باری سے زخمی، ترقہ کی مسجدوں کے میناروں پر اٹلی کے مشرکین و مردم پرست چڑھگئے، تا کہ عین اُس مقام پر جہاں خدائے واحد کی تقدیس و تسبیح کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں، روم کیتھولک بت پرستی کا علم نصب کریں، لیکن مجھکو بتلاؤ کہ کتنے ہندوستان میں مسلمان ہیں، جنکے دلوں میں زخم لگے، اور کتنے ہیں، جنکے جگر میں ٹیس اٹھی؟

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد
ان کان فی القلب اسلام و ایمان

سچ یہ ہے کہ ہم اپنے اصلی " پان اسلام ازم " کو کھو چکے ہیں، اور یہی علت حقیقی اسلام کے اصلی ضعف اور انحطاط کی ہے، مگر چونکہ اسکا بیج اب بھی ہم میں موجود ہے، گو برگ و بار نہیں، اسلیے یورپ چاہتا ہے کہ اس طرح کے انتشارات سے ہمیں اور زیادہ ہمکو آئندہ کی ہوشیاری اور بیداری سے بھی باز رکھے، اور رہی سہی اتحادی قوت کا بھی اسکے نشو و نما سے پہلے خاتمہ کردے۔

مسئلہ عام یورپ سمجھی اور مسئلہ بقاے اسلام

اے حضرات! یاد رکھیے کہ آج اسلام کیلیے مسلمانوں کی کوئی وطنی اور مقامی تحریک سود مند نہیں ہوسکتی، اور اس کشتی کے تیرنے کیلیے اصلی (نہ کہ یورپ کے اختراعی) " پان اسلام ازم " کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، ایک قوم جو ریگستان عرب سے دیوار چین تک آباد ہے، اسکو وطن کے کسی خاص ٹکڑے کا تعلق کیا دلدہ بھیجا سکتا ہے؟

جسقدر مقامی کوششیں آج عمل میں آرہی ہیں، خواہ وہ مصر

---

(۱) انجیل لوقا فصل (۲۹)

و تسلسل ظاہر کرتا ہے ' جبکہ تمام عالم میں چالیس کروڑ مسلمانوں کی تلواریں یکا یک چمک اٹھیں گی ' عیسائیوں سے انکے گذشتہ چار سو سال کی مسیحی خوں ریزی کا حساب لیا جائیگا اور خذوہ ' فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ' کے نعروں کے ساتھہ تمام دنیا کے درختوں پر صلیب پرستوں کی معلق اور مصلوب لاشیں انکے خداے مصلوب کی لاش طرح لٹکنے لگیں گی ! !

مگر یہ یورپ کے چہرۂ خونیں کا عکس ہے ' جو اسکو عالم اسلامی کے آئینے میں نظر آتا ہے - ! !

میں نے جب کبھی اس قسم کی تحریریں پڑھی ہیں ' تو لکھنے والوں کے تعصب پر اسقدر متعجب نہیں ہوا ہوں جس قدر اسکا جواب دینے والے مسلمانوں کی جہالت بلکہ اسلام فراموشی پر - جب کبھی یورپ کے شیاطین سیاست نے " پان اسلام ازم " کی صدا بلند کی ہے ' تو معاً مسلمانوں نے ڈر ڈر کر اور کسی جرم مجرم کی طرح سہم سہم کر اپنی برات کے بے اثر دلائل کی وظیفہ خوانی شروع کردی ہے ' اور پھر اکثر اوقات عدوں کو خوش کرنے کیلیے اسمیں اس درجہ غلو کیا ہے ' کہ خود اپنے تئیں بھول گئے ہیں -

"مسئلہ مشرقی " اور " پان اسلام ازم "

لیکن حضرات ! یقین کیجیے کہ " پان اسلام ازم " کا فرضی خطرہ جس غرض مخفی سے دنیا کے سامنے لایا جاتا ہے ' بہت کم مسلمان ہیں ' جنکی نظر اسکی حقیقی علت پر ہوگی - اس خطرے کے اعلان پر حیرت اور احتیاط کی کوشش بالکل بے فائدہ ہے ' کیونکہ اسکی بنیاد جہل نہیں ' بلکہ ایک نہایت مستحب اللسانہ حکمت عملی ہے - قبل اسکے کہ مسلمان " پان اسلام ازم " کے خوف سے کانوں پر ہاتھہ دھریں ' انکو خود یورپ سے پوچھنا چاہیے کہ " مسئلہ مشرقی " کی حقیقت کیا ہے ؟ فمالکم ترانہم ' فہو جوابنا -

کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج نصف صدی سے یورپ کی تمام مسیحی طاقتوں نے ایک خاص متفقہ حکمت عملی وضع کی ہے ' اور اسکا نام " مشرقی مسئلہ " یا " مشرق کا معاملہ لاحری " رکھا ہے - مشرقی مسئلہ کی حقیقی غایت اس کے سوا کچھہ نہیں ہے کہ اسلام کے بقیہ قواے سیاسیہ کا بتدریج خاتمہ کردیا جاے ' اور بالفاظ صاف تر یہ ' کہ دنیا کے جسقدر حصے اسلام کے زیر اثر باقی رہگئے ہیں ' انکو بھی یورپ کی مسیحی حکومتیں کسی ایسی تقسیم مساوی کے ساتھہ - جو توازن دولی پر موثر نہو - آپسمیں بانٹ لیں - یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے ' اور جس شخص نے کم از کم گذشتہ دس برسوں کے اندر کے واقعات سے آنکھیں بند نہیں کرلی ہیں ' وہ بغیر کسی بصیرت مزید کے اسے دیکھہ سکتا ہے - پھر اگر یہ سچ ہے کہ ایک خنجر اسلام کے قلب میں پیوست کردینے کیلیے تیز کیا جارہا ہے ' تو کیا مضائقہ اگر ہم کسی ڈھال کی طیاری میں مصروف ہوں ؟ اگر خدا پرستی سے مسیح پرستی کی دشمنی قدیمی ہے ' اور یہ کوئی نئی مسیحی سازش نہیں ' تو پیروان توحید کا حملۂ مشرکین سے بچنے کیلیے اتحاد اخوت بھی کوئی نیا جرم نہیں ہے - یورپ جانتا ہے کہ مسئلہ مشرقی کے حملے کیلیے کوئی بچاؤ اگر اسلام کے پاس ہے ' تو صرف اسکا حقیقی اتحاد اسلامی ہے ' اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا اسپر متفق ہوجانا ہے کہ اپنی قدیمی سیادت اور شرف کو محفوظ رکھیں - اسلامی زندگی کی آخری انسانی تلوار صرف ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' لیکن انکی قوی حکومت جسکے آگے قسمتی اجزا پر مسئلہ مشرقی کی تدریجی حل جاری ہے ' مسیحی اتحاد کا کیا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ البتہ اگر چالیس کروڑ قلوب اسلامیہ ہلال کے نیچے جمع ہوجائیں ' تو پھر وہ ایک ایسی قوت ہے ' جسکو سینکڑوں سکندر اور ہنی بال بھی ملکر فنا نہیں کرسکتے - یورپ چونکہ یہ جانتا ہے ' اور ساتھہ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ غفلت اور اغراض پرستی نے مقامی و وطنی سرشاریوں میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا ہے ' اور انکے باہمی بین الملی اتحاد کے جسم میں مغربی الحاد کے جراثیم پیدا ہوچکے ہیں ' اسلیے گو فی الحقیقت کسی ایسے " اسلامی اتحاد " کا وجود نہیں ہے ' لیکن وہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والی مقاومت کا استیصال کرنا چاہتا ہے - اور اس مشہور قاعدے کی رو سے کہ " اتقاء وقوع المرض خیر من معالجتہ بعد وقوعہ (۱) " اسلام کے فنا کرنے سے پہلے اسکے بچاؤ کی ڈھال کو فنا کر دینے کی تدبیروں میں مصروف ہے -

پھر کیا ہوگیا ہے ان ملاحدۂ مسلمین اور مفتونین مارقین کو جو " پان اسلام ازم " کا نام سنتے ہی " حذارا ! حذارا ! ! " کا نعرہ لگانا شروع کردیتے ہیں ' اور قسمیں کہا کہا کر کانوں پر ہاتھہ دھرتے ہیں ' کہ ہماری یورپ پرستی ' اور اسلام دشمنی ' کی بنا پر اس وفاداری میں کوئی اسلامی اتحاد خلل انداز نہیں ہوسکتا ؟ کیا وہ اس انکار و تبری سے ٹھیک ٹھیک اس غرض و غایت کو پورا نہیں کرتے ' جو اس عمل شیطانی سے خود یورپ کے پیش نظر ہے ؟

پروفیسر (ریمبرے) جس نے اٹھارہ برس کی عمر سے تیس برس تک ترکوں کا نمک کھایا ہے ' اور اسکے بعد ہمیشہ بہ حیثیت ایک اسلام پرست ' اور عثمانی خواہ دوست کے سواے پلیونر کی ساطانہ مہمان نوازیوں سے متمتع ہوتا رہا ہے ' کل ہی کی بات ہے کہ (بوداپسٹ هیرالڈ) میں اس تمہید کے اعادے کے بعد ' کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے ' لکھہ رہا تھا

" اسلام کی حمایت سے اب کوئی فائدہ نہیں ' وہ عنقریب فنا ہوجائیگا اور اسکو فنا ہی ہوجانا چاہیے - مسلمان ایک ایسی وحشی قوم ہے ' جسمیں نہ تو " طبیعت " کا وجود ہے ' اور نہ " طبیعت " کو وہ محسوس کرسکتے ہیں - انکو صرف خدا کی عبادت گذاری آتی ہے ' مگر دنیا میں کام کرنا نہیں آتا ' تمام انسانی حس و شعور انسے سلب ہوگئے ہیں ' صرف ایک دینی جذبہ ان میں باقی ہے - نہ انکا کوئی مسلک ہے ' اور نہ کوئی مقصد - پس اب یورپ کیلیے یہی باقی رہگیا ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپسمیں بانٹ لے "

یہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دوست کی آواز ہے ' لیکن اب دشمنوں کو کہاں ڈھونڈھیں ؟

پروفیسر (مکسمن هارڈن) جو اسٹریا کے سب سے بڑے اخبار (زکنفٹ) کا مالک اور چیف ایڈیٹر ہے ' چند سال ہوے ہیں کہ اس نے مسئلہ مشرقی پر لکچر دیا تھا ' اور اسکا خلاصہ (لنڈن ٹائمس) نے چھاپا تھا ' مجکو یاد ہے کہ اسکی آواز ان جملوں پر ختم ہوئی تھی :

" اب اور کب تک اسلام کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ اپنی ہزار سالہ وحشت و خونخواری کے واقعات بیسویں صدی میں دہراتا رہے ؟ کب تک یورپ اپنی ناصبی زمانہ کے ہاتھوں عالم انسانیت کی مظلومی کا تماشا دیکھتا رہیگا ؟ اسلام ایک خطرہ ہے اور اسکا بقا تمام تر خطرہ - میں یقین دلاتا ہوں کہ یورپ اسلام سے جو زمین کا ٹکڑہ لیلیتا ہے ' وہ اسکا قدرتی حق ہے ' اور دول یورپ کیلیے مال غنیمت ہے ' جسکی واپسی کا خیال بھی جنون ہے "

یورپ اسلام کے چالیس کروڑ نفوس انسانی کو تمدن اور تہذیب کے نام سے فنا کردینا بیسویں صدی کی سب سے بڑی مدنی خدمت سمجھتا ہے ' لیکن روس میں آج کئی ملین عیسائی موجود ہیں ' جو عثمانیوں سے ہزار درجہ تو ہیں تمدن سے بعید ہیں ' سب سے پہلے اس خنجر تہذیب کی دھار کے مستحق انکی گردنیں کیوں نہیں سمجھی جاتیں ؟ اور اگر جس تہذیب کے نام پر یہ صلیبی جنگ جاری کی گئی ہے ' یہ وہی تہذیب ہے ' جسکی تربیت ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ کو رومانی تمثال تمدن نے طرابلس میں دکھلائی تھی '

میں ہوں، یا ترکی میں - الجزائر میں ہوں یا اس بد نصیب زنجبار میں - مگر یہ عقیدہ کہ یہ سب کچھ کاہن شیطان کا ایک عمل السحر ہے، جو اسلئے سلایا ہے کہ سونے والوں کا اٹھنا اسے پسند نہیں - میں نے کہا کہ ہم میں سچا " ہاں اسلام ارم " یا بالفاظ اصلی رشتۂ اخوت دینی باقی نہیں رہا، لیکن کیونکر باقی رہے، جبکہ ہندوستان میں ایسے عظیم الشان اشغال ہمارے لیے موجود ہیں، جو نفس اسلام کے بقا سے بھی زیادہ اہم ہیں - انکو چھوڑکر ہم عرب ترکوں یا ایرانیوں کی کیونکر خبر لیں ؟ سب سے مقدم امر یہ ہے کہ ہمیں (علی گڈہ) میں ایک یونیورسٹی بنانی ہے، اسکے لیے ہمیں لاکھہ روپیہ جمع کرنا ہے - یہ مانا کہ دنیا کی کوئی سرزمین ہے، جہاں خود اسلام کے بقا و فنا کا سوال درپیش ہے مگر اسکو کیا کیجئے کہ " مسلم یونیورسٹی " ہمارے قومی مقاصد کا اصلی نصب العین، کعبۂ علی گڈہ کے شب زندہ داران عبادت کی چہل سالہ تہجد گذاری کی مراد و آرزو، اور ہمارے رہنمایان ازل کی دی ہوئی شریعت تعلیم کا یوم تکمیل ہے - جس دن یونیورسٹی بن جائیگی، اس دن الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی، ورضیت لکم الاسلام دینا کی وحی استریچی ہال کی چھت پر نازل ہوگی - ترکوں کی ہمدردی اور ایرانیوں کی مصیبت برادات فریضۂ شکر کے بعد ایک ریزولیوشن پاس کردیا جائے گا، مگر اس افسوس در ملامت نہ کیجئے کہ ہمیشہ طرابلس کے جھگڑے سے یونیورسٹی کے چندے میں فرق پڑگیا !! اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ، فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ (۱)

اے عزیزان ملت ! قوموں اور ملکوں کی زندگی کا نہیں بلکہ اسلام کی زندگی کا سوال ہے - فرض کیجیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے تمام منصوبے پورے کرلیے، اور انکا ہر فرد تعلیم اور دولت کا ایک مرکب طلائی بن گیا، لیکن اگر سرے سے خود اسلام کی سیاسی طاقت ہی پر چھری چل گئی، تو پھر علی گڈہ میں یونیورسٹی ہی نہیں، بلکہ چاندی اور سونے کی بہشت شداد بھی بن جائے، مگر اسکے حور و غلمان کسکا ترانہ گائیں گے ؟

السیف اصدق انباء من الکتب

اے اخوان عزیز ! یاد رکھیے کہ دنیا میں امن، صلح، اور ترک قتل و غارت کا تصور کیسا ہی خوشنما ہو، مگر دنیا کی بد قسمتی سے ابتک اصلی قوت تلوار کی قوت، اور زندگی کا سرچشمۂ آب حیات خون کی ندیوں اور تلواروں ہی میں ہے - دنیا پر ابتک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا ہے کہ تلوار کی ضرورت ضعیف ہوئی ہو، اور امید نہیں کہ آئندہ بھی کبھی ایسا زمانہ نصیب ہو - عزیزت اخلاق نے ہمیشہ اپنے تخیل کے نقشے میں چھپ کر کسی ایسی دنیا کی جستجو جاری کی ہے، جبکہ تمام بالغات انسانوں کی جگہ ملائکہ معصومین کی بہشت زار بن جائے گی، اور قتل و خون ریزی کو لوگ اسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح موجودہ عالم نے امن اور صلح کو فراموش کردیا ہے - اس آرزو کے حسن و جمال ترکوں دل ہے جو فریفتہ نہیں ہوگا، لیکن کیا کیجیے کہ دنیا امید و آرزو کی نہیں بلکہ حقائق و نتائج کی جگہ ہے، اور انسان جب تک فرشتہ نہیں بلکہ انسان ہے، اس وقت تک ایسی امیدوں کا اطلاق کے صفحوں سے باہر نکلنا ممکن نہیں - آج اگر پوچھا جائے کہ قوموں کی زندگی اور زندگی کے مظاہر کہاں تلاش کیے جائیں ؟ تو اسکا جواب علم و فن کی بڑی بڑی درسگاہوں اور علوم الاولین و الاخرین کے [illegible] سے نہیں ملے گا، بلکہ آہن پوش جہازوں کے مہیب

طول و عرض سے، جنکی قطاریں ساحل کے طول میں پھیلی ہوئی ہیں، اور جنکے روزنوں سے آتش بار توپوں کے دہانے نکلے ہوئے ہیں -

جس حضرات ! وہ ہاتھہ بہادر مقدس ہے، جس میں صلح کا سفید جھنڈا لہرا رہا ہو، مگر زندہ رہنے والا وہی رہسکتا ہے جسمیں خونچکاں تلوار کا قبضہ ہو - یہی اقوام کی زندگی کا منبع، قیام عدل و میزان کا وسیلہ، انسانی سعادت و زندگی کا بچاؤ، اور مظلوم کے ہاتھہ میں اسکی حفاظت کی ایک ہی ڈھال ہے :-

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط، وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس (۵۷ ۲۵)	اور ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھہ بھیجا، اور انکے ساتھ کتاب اور میزان دی، تا کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں، اور پھر لوہا پیدا کیا (جو ہتھیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی ہے اور نفع رساں بھی -

اسلام کی پولیٹکل طاقت کا مرکز وحید

مسلمان یاد رکھیں کہ آج صرف ایک ہی تلوار ہے، جو دین الٰہی کی حمایت میں بلند ہوسکتی ہے، اور وہ صرف آل عثمان کی مقدس شمشیر خلافت ہے - یہ اسلام کے گذشتہ اقبال جہانبانی کا آخری نفس قدم، اور ہماری امید اقبال کی آخری شعاع امید ہے - یہی سبب ہے کہ ہمارا ترکوں سے رشتہ محض اخوت دینی ہی کا نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی مقدم تر رشتہ " خلافت اسلامیہ " کے دینی احترام کا ہے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ کوئی قوم بغیر کسی سیاسی مرکز کے زندہ نہیں رہسکتی، اور اسلام کا کوئی مرکز سیاسی اگر ہے تو صرف خلافت آل عثمانی ہے - ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہو، اگر اسکا فرض دینی ہے کہ اسلام کے بقا کا خواستگار ہو، تو یہ بھی فرض دینی ہے کہ خلافت آل عثمان کے تعلق کو ایک خالص دینی رشتے کی طرح اپنے دل میں محفوظ رکھے اور دنیا کی جو حکومت اسکی دشمن ہو، اسکو اسلام کا دشمن، اور جو اسکی دوست ہو، اسکو اسلام کا دوست یقین کرے - کیونکہ مسلمانوں کی دوستی اور دشمنی انسانی اغراض کیلیے نہیں بلکہ صرف دین الٰہی کیلیے ہے -

مسلمانان ہند کی نسبت بار بار سیاسی حلقوں میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ وہ دنیا کے کسی اسلامی حصے کے واقعات سے اسدرجہ متاثر نہیں ہوئے، جسقدر ترکی کے حوادث و حالات سے - اگر محض رشتۂ اخوت اور اشتراک مذہب ہی اس اثر پذیری کی علت ہے، تو اسمیں ترکوں کی خصوصیت کیا ہے ؟ بہت سے لوگ ہیں جو اس واقعی ضروری سوال کے جواب میں یا تو بات بنا لینا چاہتے ہیں یا کترا جاتے ہیں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کیلیے بہتر راہ اسلام کی ہے - مسلمانوں کو بغیر ادنی تامل کے صاف صاف اس سچے سوال کا سچا جواب دیدینا چاہیے - تمام دنیا کے مسلمانوں سے ہمارا صرف ایک ہی رشتہ ہے، یعنی اخوت اور " ہاں اسلام ارم " کا، مگر ترکوں سے ہمارے دو رشتے ہیں پہلا اخوت دینی کا کہ وہ بھی مسلمان ہیں، اسلیے خدا نے ہم کو ہمیشہ کے لیے انکے رنج و راحت کا شریک بنا دیا ہے - دوسرا اس سے بھی قوی تر رشتہ خلافت دینی اور اسلام کے آخری سیاسی مرکز ہونے کا، یہ آج کلمۂ اسلام کی حفاظت کی آخری تلوار صرف انکے ہاتھہ میں ہے - اگر کسی اور حصے سے اسلام کی حکومت مٹتی ہے، تو ہم روتے ہیں کہ ہمارا ایک عضو کٹ گیا، لیکن ترکوں پر جب کوئی آفت لائی جاتی ہے، تو تڑپ جاتے ہیں کہ ہمارا دل زخم ہوگیا - ہم جب ترکوں کیلیے مضطرب ہوتے ہیں، تو ہمارا اضطراب مسلمانوں کیلیے نہیں ہوتا، بلکہ اسلام کیلیے ہوتا ہے

وماکان قیسا ھلکہ ھلک واحدا و لکنہ بنیان قوم تھدما

---

(۱) وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدائی بخشی ہوئی ہدایت کو دیکر ضلالت کے خریدنے کا سودا چکایا تھا، لیکن انکی یہ تجارت بالآخر گھاٹے ہی میں رہی (اہل نظر غور فرمائیں کہ یونیورسٹی کے معاملے میں " فما ربحت تجارتھم " کس قدر صحیح اور مطابق ہے !)

سرنامہ کے شعر سے عیاں ہے - جو دعوت میں اصلاح کے خواہاں ہیں
ایسے سوال یہہ ہے ' کہ

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا ؟

آپ کو بھی خیال ہے کہ اس راہ میں آپکے لئے بہت خطرے
ہیں' مگر -

جو قوم پہ مرتے ہیں وہ کیا کیا نہیں کرتے

جناب مولانا محمد یعقوب علی صاحب رضوی از سندیلہ (لکھنو)

آپکی پالیسی جو بالکل قرآن مجید پر منحصر ہے - نہایت سچی ' راہ حقیقی ہے - مجکو بالکل الہلال کی موجودہ پالیسی سے اتفاق ہے - میرے نزدیک آپ نے نہایت اچھی راہ مسلمانوں کے لیے نکالی ہے - اسی میں مسلمانوں کے لیے بھلائی اور قومی بہبودی ہے' خداوند کریم آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور ہمیشہ آپکی مدد کرے - آپکا قول کہ " ہم ہر چیز کلام الہی سے حاصل کرسکتے ہیں ' کیا وجہ ہے کہ دوسروں کا سہارا اور مدد تلاش کریں " نہایت درست اور بجا ہے - بیشک کلام پاک مذہبی اور پولیٹکل دونوں تعلیم دیتا ہے اور اس سے بہتر تعلیم اور کسی چیز سے نہیں حاصل ہو سکتی -

---

جناب محمد اسماعیل صاحب (سلک) از گنگوہم (تحصیل کیھتل)

(۱) الہلال کی روش (پالیسی) سے مجھے اصولاً بالکل اتفاق ہے - واقعی کلام پاک ہی ایسا ذریعہ ہے جسپر بھروسہ کرکے اور جس کو رہنما بنانے سے مسلمان اپنی گذشتہ عظمت کو حاصل کرسکتے اور اپنی موجودہ حالت کو سنبھال سکتے ہیں ' لیکن چونکہ بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلام پاک کیطرف سے بے پروائی رہی ہے اور عرصہ سے وہ اسکو بھولے ہوئے ہیں' اسلیے ایسا طرز اختیار کرنا چاہیے جو " نئی روشنی والوں " یا " گمراہوں " کیلئے بھی ہر ایک لحاظ سے دلچسپ و دلکش ہو اور انکو بالکل ایک نئی چیز معلوم ہو -

(۲) فروعی امور کے متعلق میری راے یہ ہے کہ مذہب کا اظہار خواہ کیسے ہی لہجہ اور کسی قسم کے الفاظ میں کیا جاوے عمدہ تلخ ہی معلوم ہوگا - میرے نزدیک الہلال کا لہجہ ابتک نہایت دلچسپ' سنجیدہ' اور دلفریب رہا ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ دلفریب ہو -

(۳) پولیٹکل تعلیم بھی آپ کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد ہونا چاہیے - یعنی یہ کہ آپ خصوصیت کے ساتھ قوم کے سامنے پولیٹکل پروگرام پیش کیجیے - [لیکن ابتک الہلال کیا کرتا رہا ؟ - الہلال] -

(۴) چار اوراق خاص اسلامی دنیا کے واسطے مستقل طور سے وقف ہونے چاہئیں - مراکو اور ایران کے متعلق عرصہ سے الہلال میں ایک لفظ بھی نہیں دیکھا - ایسا ہونے سے بہت سے ناظرین کی دلشکنی ہوتی ہوگی - میرے خیال میں یہ انتظام مثل کامریڈ کے ہو - [درست ہے' لیکن کامریڈ اور ہمارے گریبی اخبار کی خوش قسمتی کہاں سے لاؤں ؟ اگر کامریڈ کی طرح مجکو بھی بیجاس ساٹھ اخبار ملجاتے کہ دستہ انکے اقتباسات کمپوز کرکے کیلیے دیدیتا تو دس عنوانوں کو بھی بھرنا مشکل نہ تھا - لیکن اردو اخبار کے ایڈیٹر کے لیے دقت یہ ہے کہ یا تو خود لکھے ' یا ترجمہ کرے کہ اسکی محنت بھی مثل ترجمے کے ہے - الہلال]

جناب مولوی محمد یعقوب صاحب (حلقہ رہائی) از ریلوے اسٹیشن بہاری شہر

آپ نے جو بذریعہ ضمیمہ الہلال مورخہ ۲۲ - ستمبر سنہ ۱۹۱۲ ع طریق دعوت و پیرایہ بیان وغیرہما کے لیے راے طلب فرمائی ہے ' تو امر واقعی یہ ہے کہ بسبب دو سبب کے میری رائے دہی کی کوئی وقعت نہ سمجھی جاویگی - اول یہ کہ ادنی غریب ہونے کے باعث میری کوئی رائے اعلی و اوسط طبقہ کے مسلمانوں میں قابل پذیرائی نہیں ہوسکتی - آج زمانہ کی حالت دگرگوں ہے - اب خیر القرون کا وقت گذر گیا - دوسرے یہ کہ میں ایک مشہور عقلمند قوم سے ہوں" (الہلال) " جنہیں اکثر صاحبان خصوصاً مصنوعی شرفاء نے قدرتی بے وقوف سمجھہ رکھا ہے ' حالانکہ دیکھتے ہیں کہ جنکے شان میں یہ طعن گوئی ہوتی ہے انمیں بالفعل کافی تعداد علماء ' فضلا ' صناع و تجار کی پائی جاتی ہے ' جنکو بطفیل حکومت برطانیہ اصلی اسلامی حریت کسقدر حاصل ہے جو کہ ہمارے لیے رحمت خداوندی ہے ' مگر ہمارے نمایشی شرفا نے اپنے ہادی قرآن مجید کو جزدان میں بند کرکے رکھدیا ہے' پھر انہیں کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ شریف کون ہیں اور ذلیل کون ہیں اور کون لوگ واقعی قدر اور کون صاحب لائق" عزت ہیں ؟ اچھا وہ نہیں دیکھتے تو اونہیں میں دکھلاتا ہوں یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم' ان اللہ خبیر علیم - یعنے اے لوگو پیدا کیا تمکو ایک مرد ایک عورت سے اور کیا تمکو قومیں اور قبیلیں میں ' تاکہ پہچانے ایک دوسرے کو' تحقیق بزرگ (شریف) تم میں سے زیادہ پرہیزگار تم میں سے ہے ' تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے -

اب اس بے موقع بحث کو کسی دوسرے وقت کیواسطے اوٹھا رکھتا ہوں اور ہر دو وجوہ بالائے طاق رکھکر اس اصول کو پیش نظر رکھتا ہوں ' کہ " اسلام کی اخوت عمومی تمیز قوم و ملک سے پاک ہے اور اسکا ایک ہی خدا اپنے ایک آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے : ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون (الہلال) " اور راے دہی کے لیے طیار ہوں کہ آپ نے جیسا اپنا دستور العمل قرآن شریف (انہ لقول فصل وما ہو بالہزل) کو بنا رکھا ہے اوسی پر قائم رہیے - اگر آپ اسی راہ مستقیم سے منزل طے کریںگے تو میری راے میں اس سے بہتر صراط مستقیم کوئی نہیں ہے - ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون - لہذا آپکی طرز تحریر کے ساتھ جو ابتدا سے نہایت معقول ہے مجھے اصولاً و فروعاً اتفاق ہے -

و الحمد للہ الذي ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ -

---

ضمیمہ الہلال کو دیکھہ کر ایک مرد قوم کی راے

(۱) اول پیرایہ دعوت یا طرز بیان کا مسئلہ شروع ہوتا ہے اسکے متعلق گذارش ہے کہ ایک مدت سے سوئی ہوئی قوم کیلیے معمولی آواز کیا مفید ثابت ہوسکتی ہے جب تک سختی سے سخت اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں کانوں کے پردے نہ ہلادیے جائیں ؟ اسلامی اور استبداد کے جو حالات آج مسلمانوں کی دنیا رکھتی ہے کس کی نظروں سے پوشیدہ ہے ؟ نہ اونمیں کہیں اخلاقی جرات کا نشان ملتا ہے ' نہ استقلال کا پتہ - نہ اب وہی مسلمان رہے مسلمان ہیں جو قرون اولی اور قرون متوسطہ کے مسلمان تھے' جنکے استقلال اور شہامت کے عیر مانی تذکرے کرکے ہم بیجا طور پر فخر کرتے ہیں ؟ اصل یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی حالت خود اپنے ہاتھوں تباہ کررکھی ہے ' اسلام اب بھی وہی ہے ' جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر

تھا - لیکن اسلام کے رہنما ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے تھے -

(۲) دوسرا مسئلہ رہنمایان قوم اور لیڈران قوم کا ہے - اس بزرگ جماعت کا حال اب اظہر من الشمس ہو چلا ہے' بیشک انکے اعمال و افکار پر جب تک آزادانہ زد ہوکر بے تعلقی سے نکتہ چینی نہ کیجاویگی یہ اپنی مستمر روش سے ہٹنے والے نہوتے ہی ہیں - اس میں شک نہیں کہ جسم اسلام کا ناسور یہی جماعت ہے' اب یا خداؤں کو اب اسلام کی کشتی کے چارج سے سبکدوش کردیا جائے' یا انکو اس قابل بنا دیا جائے کہ یہ اپنے حقیقی فرائض محسوس کریں - مسلم لیگ ابھی حضرات کی تعامل شعاریوں کا شکار ہوگئی' پولٹکل روش جو آجتک اس گروہ کی رہی ہے' اسنے مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرادیا ہے - ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی کہ غیر قوموں کے لیڈر کس جانفروشی اور قربانی سے اپنی قوم کی خدمات بجالاتے ہیں اور ایک یہ چشم بددور ہمارے رہنما ہیں کہ وہی پرانی دنیا بوسی خلافانہ روش اور اعتماد کے اسیر ہیں - اس پولٹکل گمراہی نے جو ہماری حالت آج گورنمنٹ اور اہل ملک کی نظروں میں بنا رکھی ہے کون نہیں جانتا کہ آگے چلکر کسقدر خطرناک ثابت ہوگی' یہ مسئلہ نہایت ہی اہم ہے' اور آیندہ ہم انشاء اللہ اسکے متعلق اور بھی کچھ لکھینگے -

(۳) تیسرا نمبر ہمارے اسلامی اخبارات کا شروع ہوتا ہے' ارباب رہنمائی کے پیرا ہوکر بعد آتا ہے لیکن سوا معدودے چند کے انکی عام روش خوشامدانہ اور بزدلانہ ہے - ان کاغذی رہنماؤں کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں' اور جو کوئی از راہ ترحم ایک خشک ٹکڑا انکے منہ میں ڈال دے' اوسی پر اپنی خاموش مگر وفادار زندگی کو گذار دیں - ملک میں ایسے ہی عظیم الشان انقلاب ہو جائیں مسلمان ایسے ہی ذلت اور رسوائی کے کنارے پر جا لگیں' مگر انہیں اپنے دفتر کی کاروبار کی چہل پہل سے کام ہے -

اگر بھوک سے مررہا اک جہاں ہے
تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے

مولانا حالی نے یہ شعر ان امیروں کی حالت پر کہا تھا' مگر دیکھتا ہوں تو یہ بعینہ مطابق بالکل ان اخبار نویسوں پر صادق آتا ہے - انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے' قوم بھاڑ میں جائے یا چولہے میں' لیکن اگر ضمیر کی لعنت سے کچھہ لکھیں گے بھی' تو اسقدر احتیاط سے کہ وفاداری کے دروازے مگر تیوریں کھینچنے میں تھمیں نہ لگ جائے جسکی آواز سے قیامت صغرا برپا ہوجائیگی - کسقدر حیرت کی بات ہے کہ تقسیم بنگال کی تنسیخ سا واقعہ ہوجائے' مگر وہ اسلامی اخبارات جو اپنی پشت پر قومی ہونیکا دم چھلا لگائے ہوئے ہیں اپنے اخبار کے کالموں میں ایک معمولی واقعہ کے طور پر درج کردیں - میں نے تو نہیں دیکھا کہ ان قومی اخباروں نے باستثناء بعض کے جنکی تعداد انگلیوں پر گن جانے کے قابل ہے' کوئی لیڈنگ آرٹیکل آزادانہ لکھا ہو یا سختی سے گورنمنٹ کے اس فعل پر نکتہ چینی کی ہو - ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ انگریزی اخبارات کی رائیں فراہم کردیں' لیکن اسمیں آپ نے کونسا تیر مارا؟ یہ ہیں انکی پر ایثار پالیسی کے کرشمے کہ اگر کوئی ایک طمانچہ رسید کرے تو دوسرا گال بھی آگے کردیں گے کہ بھیا اسپر ایک اور بھی - شکر ہے کہ قوم اب ایسے ملت فروش اخباروں کو سمجھنے کی دقتکات کر رہی ہے' اور ایسے اخباروں کی قدر ہوتی جاتی ہے جنمیں اخلاقی دلیری اور قوم کی صحیح حالت کا مادہ ہے' وہ دن دور نہیں جب ایک دنیا دیکھ لیگی کہ انکی تجارتی دیواریں کھوکھلی ہوکر دھم سے گرپڑتی ہیں -

(۴) کہانتک کوئی کہے' قصہ طویل ہے' لیکن الہلال کو چاہیے کہ اپنی اسلامی تعلیم میں ان جاہ پسند لیڈروں کے خط اقتدار سے آزاد رہے اور ان اسلامی اخبارات کی روش سے بھی اپنی سطح کو ہمیشہ بالا رکھے -

---

جناب آغا رفیق صاحب بلند شہری جائنٹ ایڈیٹر اخبار المشیر مراد آباد

الہلال کی دوبارہ اشاعت کے متعلق جو ضمیمہ گیارھویں نمبر میں شائع کیا گیا ہے' اوس کے متعلق پہلے روز سے آپکو یہ عریضہ لکھنا چاہتا تھا' لیکن کام کی کثرت نے جلد موقع نہ دیا - مکرمی! آپ جس شاہراہ پر قدم رکھنا چاہتے ہیں اوس کے اعلی مقصد ہونے میں تو کوئی شک نہیں' لیکن زمانہ کے انقلاب اور تغیرات منزل مقصود تک پہنچنے میں جسقدر مزاحم ہوتے ہیں' وہ ایک ایسے شخص کی ذات کے لیے جو یہ نہیں جانتا اس نکتے کو بخوبی سمجھتا ہو سکتا صبر آزما ہوتے ہیں - جب میں آپکی دعوت کا خیال کرتا ہوں تو جی بہت خوش ہوتا ہے اور بصد خلوص دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ خداوند تعالی آپ جیسے فدائی ملک و ملت کے پاکیزہ ارادوں میں برکت عطا فرمائے - لیکن جب یہ خیال آتا ہے کہ ہمارے وطن کی بدقسمتی ہے ایسی مبارک تحریک کو اور اصلاح کے کام کو خود نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ گیارھویں نمبر میں لکھنؤ کی ایک کمیٹی سے مترشح ہوتا ہے تو دل دوبارہ ہوکر اس کام کی تکمیل سے مایوس ہوجاتا ہے -

الہلال میں لکھنؤ والی کمیٹی کے متعلق جو روشنی ڈالی ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم قوم کے اوس طبقہ کی اصلاح سے مایوس ہوجائیں گے جو ملک کی آئندہ نسلوں کا رہنما ہے -

آج قدیم الخیال لوگ اور طرز جدید کی زندگی رکھنے والے انسانوں میں جسقدر باہم تضاد ہیں اور اسکی افراط و تفریط سے ملت کی ترقی میں ایک ایسی روک پیدا ہوگئی ہے جسکا آسانی سے دور ہونا ناممکن ہے اور ایسی اہم کام کی انجام دہی الہلال کی پالیسی ہے' میں دست بدعا ہوں کہ آپ اسمیں کامیاب ہوں اور آپکا یہ کام نظر حسد سے محفوظ رہے -

---

جناب مولوی محمد یوسف حسن صاحب سکریٹری مسلم ریڈنگ روم لائلپور

الہلال پہنچا' - مسلمان اسکے مشتاق ہیں - جونہی ریڈنگ روم میں پہنچا ہر طرف اشتیاق پھیل گیا - لوگ دیوانہ وار دوڑے - لیڈر پر نظر تھی' صدم امید کی چہروں پر سرخی کی جھلک نمایاں ہوگئی -

آپ جمہوریت کا وعظ کہتے ہیں - ایسا نہوں نے کیا - مگر آپ اپنے خود مقدس قرآن کے احکام سے ثابت کرتے ہیں -

الہلال کی مقدس منزلت بمرور زمانہ کی طاقت سے دہر میں - الہلال بنا ہے؟ مردہ دلوںکے لیے بار وانۂ زندگی و ہوش - ارباب ایمان نمایاں عداوت زرح اور تصدیق -

نہیں ایسا بردباری کا نمونہ - اعلی درجہ کی مصوری' لکھائی چھپائی میں سرتاج اخبارات و رسالہ جات ہیں - اسکی آواز زبردست اور پرزور تو ضرور ہے - مگر ایسی زوردار اور وزن دار نہیں جیسی ہونی چاہیے - ذرا زور زیادہ اور تیزی سے اٹھائیے تو منزل مقصود سامنے ہوگی' اور یقین ثابت ہوگا جب الہلال کی زرگیسی صفات ہوگی' اعلی اور زیادہ' اور آواز اس سے دس گنا زوردار اور سخت ہو' اور ہندوستان کے ہر حصے میں ایک حرکت عظیمہ نمایاں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta Wednesday, November 13, 1912

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

روزانہ

—:—

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

—*—

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

—*—

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

—*—

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta Wednesday, November 13, 1912

فہرست

تصاویر

عثمانی فتح عظیم

— * —

ترکوں کا حملہ شروع ہوگیا

— * —

متی نصر اللہ ؟ ؟

الا ان نصر اللہ قریب ! !

—:—

قسطنطنیہ (۱۱ - نومبر)

نام ایڈیٹر الہلال

خط اور تار پہنچا - مایوسی نہیں ' بلکہ انتظار کرنا چاہیے - بوجہی بدنظمی ' انتظامات کی ابتری ' کثرت بارش ' مقدار عدا ' عیسائی سپاہیوں کا فرار ' افسروں کی نا تجربہ کاری - تاہم اصل مقصد حاصل - دشمن کی قوت پر موت طاری ہوگئی ' ایڈریا نوپل پر کامل اور یادگار شکست کے بعد فرار پر مجبور ہوگئے - (چتالجا) پر پرسوں سے سخت لڑائی جاری ہے ' آج کی سرکاری خبر ہے کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ بلغاریوں کا نقصان ہوا ' اب عثمانی حملہ شروع ہوگیا ہے - ایڈریا نوپل کی فوج بڑھتی جائے گی -

عبید اللہ (ایڈیٹر العرب)

فہرست

زر اعانۂ ہلال احمر

— - —

جو دفتر الہلال میں کھول دی گئی

— * —

سات ہزار روپیہ جمع ہوچکا ہے ' اور بحمدللہ سلسلہ جاری - مفصل فہرست اسماء رقوم آیندہ نمبر سے شائع ہونا شروع ہوجائے گی -

الھلال

— * —

شرح اجرت اشتہارات

— * —

	فی صفحہ		فی کالم		نصف کالم	
ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "	"	۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵ "
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائےگی

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شـــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) ایڈیٹر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جرم کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشی مشروبات کا ' مخش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

یعنے بلغاریا، سرویا، اور مانٹی نیگرو اپنے مختلف خطوط سے حملہ آور ہوکر کسی مناسب اجتماع مقام پر مجتمع ہوجائیں، اور پھر حملہ آورانہ قسطنطنیہ میں داخل ہوں - اسکے لئے مانٹی نگرو نے جنوبی جہت کا راستہ اختیار کیا اور سقوطری پر قبضہ کرکے سرویا کی فوج سے مل جانا چاہا - سرویا کے سامنے دو راستے تھے، (وادی مروث) کی راہ بڑھکر (کومانو) پر قبضہ کرے گا، اور (ونجہ) پر قبضہ کرنے کے بعد کمانوو اور اسکوب پر حملہ کرے گا - اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا، کیونکہ اس صورت میں بلغاریا کے ساتھہ بہت جلد مل جاسکتی تھی -

بلغاریا جو در اصل اس اتحاد کی اصلی قوت تھی، اسکے سامنے بھی سفر جنگ کے دو خطوط تھے، پہلا (وادی ماریزا) اور (ادرنہ) کی راہ سے حملہ کرے گا، اور دوسرا وادی (استرما) کی راہ سے بڑھے گا - فوجی مبصرین اور خود ترکوں کا بھی یہی خیال رہا کہ وہ پہلا راستہ اختیار کرے گی، لیکن اس نے دوسری راہ اختیار کرکے ایک ہی وقت میں پہلا حملہ ایڈریا نوپل پر اور دوسری طرف (صوفیا) سے شمالی جانب (استرما) کی وادیوں کی سمت کردیا -

اسکے مقابلے میں ترکی فوج کو ایک جنگ میں دو پہلو اختیار کرنے تھے - سب سے پہلے مدافعانہ اور اسکے ساتھہ ہی حملہ آورانہ - مدافعت میں اسکے لیے دو کام ضروری تھے، متعدد قوتوں کو اسطرح راہ میں روک دینا کہ ایک دوسرے سے ملنے کی مہلت نہ پاسکیں - اسکے بعد حملے کی اصلی قوت یعنے بلغاریا کی پیش قدمی سے اپنی حفاظت کریں -

لیکن حملے کا خط اور اسکے حدود کیا مقرر کیے گیے؟ اور اسکے لیے کس وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے؟ اسکی تفصیل کو ترکوں نے سرکاری طور پر بالکل پوشیدہ رکھا ہے - لیکن تمام عثمانی پریس، موجودہ وزارت کا ارگن (العربیہ و الائتلاف)، صحیح قیاسات و آرا، اور سب سے زیادہ قسطنطنیہ کا ایک پرائیوٹ تار، یقین دلاتا ہے کہ اول اعلان جنگ سے ترکوں نے اپنے حملہ کی ایک ہے منزل، ایک ہی مقصد، اور اسکے لیے ایک ہی خط قرار دے رکھا ہے، یعنے تمامتر جمعیت قوا اور حفاظت ایڈریا نوپل، بعد ازاں (صوفیا) پر قبضہ کرلینا - اسی کو ترک جنگ کا اصلی فیصلہ، اور اپنی تمام جنگی جہد و سعی کا نتیجہ وحید سمجھتے ہیں -

پس یہ کیسی سخت غلط فہمی ہے کہ تمام دنیا صرف (لولی قلعسی) کی جنگ کے نتیجے کو فیصلہ کن نتیجہ سمجھہ رہی ہے؟ حالانکہ یہ تو عثمانی جنگ کا صرف ایک ابتدائی مدافعانہ ٹکڑا ہے، اور ترکوں کا حملہ اس وقت تک شروع ہی نہیں ہوا جس کو موجودہ جنگ میں وہ اپنی اظہار قوت کا اصلی وقت سمجھتے ہیں -

لیکن اب تک کیوں نہیں شروع ہوا؟ اسکے اسباب ابتدا ہی سے واضح تھے، اور اب خود یورپین نامہ نگاروں کی شہادت سے واضح تر ہو رہے ہیں -

ترکوں کی مشکلات

ترکوں کی مشکلات کی کوئی انتہا نہ تھی، اگر گروہی طیاری کے یہ معنی ہیں کہ کسی طے شدہ پیش آنے والی جنگ کے لیے موزوں قوتوں اور اسکے متعلقات کو ہر طرح سے مکمل کردینا، تو یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ اس جنگ کے لیے بلقانی اتحاد کامل بیس برس سے طیار ہو رہا تھا، اور دول کی ہر طرح کی اعانت اسکے ساتھہ تھی - اسکے مقابلے میں عثمانی گورنمنٹ کا یہ حال تھا کہ اول تو اعلان جنگ کے وقت تصادم احزاب اور تزاحم اغراض مختلفہ سے حکومت ایک مسلسل بحران میں مبتلا تھی، پھر جنگ کا اعلان ایسے وقت میں ہوا کہ جنگ طرابلس کی وجہ سے ہر قسم فوجی نقل و حرکت، جسکا تعلق کچھہ بھی سمندر سے تھا، اٹالین بیڑے کے مراقبے کی وجہ سے معطل ہو رہی تھی - صلح کے بعد ترکی کو نقل و حرکت کی مہلت ضرور ملی، مگر ۳ اکتوبر کو بلغاریا نے حملہ شروع کیا ہے، اور ۱۵ - کو اوچی میں کاغذات صلح پر آخری دستخط ہوے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلان جنگ کی سب سے زیادہ قیمتی فرصت میں ترکی فوجی اجتماع بالکل معذور رہے -

یورپین ترکی میں جسقدر فوج موجود تھی، اول تو ضروری نقاط مدافعت میں اسکا اجتماع کافی نقل و حرکت کا محتاج تھا، پھر سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ایک ہی وقت چار مختلف حریفوں کا مقابلہ بالکل مختلف مقامات میں درپیش تھا، اور وہ باہم ایک دوسرے سے اسطرح الگ تھے کہ بغیر کسی دوسری طاقت کو راہ سے ہٹائے ایک مقام کی فوج دوسرے مقام کی فوج کو مدد دے نہیں سکتی تھی - مثلاً (سقوطری) کو نقشے میں دیکھیے، تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ بلغاریا کے خط دفاع پر جسقدر فوج موجود تھی وہ باوجود خطرے کے علم کے بغیر (سرویا) سے برسرپیکار ہوے مانٹی نیگرو کے مقابلے میں نہیں جا سکتی تھی -

یہ، اور اسی طرح کی بے شمار مشکلات تھیں، جنکی وجہ سے ترک بالکل معذور و مقید ہوگئے تھے، اور انکے لیے محال قطعی تھا کہ مدافعت کے ساتھہ ہی اپنے حملہ و اقدام کو بھی شروع کرسکیں -

مدافعت کی کمزوری

ترکوں کی مثال اس وقت بالکل اس شخص کی سی ہوگئی تھی، جس پر دشمن نے عین غفلت میں حملہ کیا ہو، اور اسکی ڈھال اور تلوار، دونوں دور پڑی ہوئی ہوں - لیکن ترکی نے بھاگنے کی جگہہ اسکو پسند کیا، کہ ڈھال کا کام ہاتھہ کی ہتھیلی سے لے، اور گو ہاتھہ زخمی ہو جائے، لیکن اتنی فرصت پاکر وہ اپنی تلوار اٹھا سکے، اور پھر دشمن کی گردن کو زخمی کرسکے -

پس ترکی فوج نے اس وقت تک جسقدر مدافعت کی ہے، وہ اسکی طرف سے جنگ کی کوئی اصلی کوشش نہ تھی جسکے نتائج اسکے لیے فیصلہ کن ہوں، بلکہ در اصل محض حملے کی طیاری تک کیلیے ایک فرصت کا حاصل کرلینا تھا -

ناظم پاشا کی اطلاعات، اور ان تاروں سے جو ترکی قنصلوں کے ملے ہیں گذر، اگر بالکل قطع نظر کرلی جائے، جب بھی خود انگریز نامہ نگاروں کے تار اس حقیقت کے انکشاف کیلیے ایک محکم شہادت ہیں کہ ترکوں نے کیسی سخت بے سر و سامانی اور ابتری کی حالت میں مدافعت شروع کی تھی؟ ۷ - نومبر کے تاروں میں "تجربہ کار" نامہ نگاروں کا یہ اعتراف شائع کیا گیا ہے کہ ترکی فوج کی شجاعت میں شک نہیں، مگر اسکا کیا علاج کہ عام ضروریات جنگ کا بھی انتظام نہ تھا، حتی کہ فوج کے کئی دستے تھے، جو چار چار دن تک بغیر غذا کے لڑتے رہے اور انکو ایک وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہوئی، اور اگر خود ناظم پاشا کے بیان کا اسپر اضافہ کیا جائے تو اسلحۂ جنگ کی کمی اور بے عنوانی اسکے علاوہ تھی - باوجود اسکے ترکوں نے مانٹی نیگرو کو ملغاریا تک پہنچنے نہیں دیا، یونان اپنی شکستوں کا مجبوراً خود اعتراف کر رہا ہے، سرویا اور بلغاریا کو اس وقت تک مختلف مقامات میں سات سخت شکستیں ہوچکے

شذرات

— * —

النبأ العظیم

— * —

جنگ کے ماضی و مستقبل پر ایک نظر

(۱)

عم یتساءلون عن النبأ العظیم ' الذی ھم فیہ مختلفون - کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون (۱) کیونکہ عجب نہیں کہ حالت میں تغیر ہو' واقعات اپنی صورت بدلدیں ' ہمت کے نعاب ہوجائے' مایوسیاں امید کی' اور اضطراب سکون کی جگہہ لے لیں ' و ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ ' و ھو الولی الحمید -

جنگ اس حالت میں شروع ہوئی کہ (بقول انگلشمین) کسی کی نظر بھی (بلغاریا) کی طرف نہ تھی ' بلکہ تمام عالم ترکوں کی طرف دیکھہ رہا تھا - لیکن اب دنیا کو بلغاریا کی طرف دیکھنا پڑا ہے ' پھر کیا وقت آگیا ہے کہ عثمانی تلوار کو بالکل نظر انداز کردیا جائے ؟ آٹھہ سو برس تک دنیا نے ترکوں کی نسبت جو کچھہ سمجھا ہے ' دو ہفتے کے اندر کے واقعات کے بعد ' کیا ہمیشہ کیلیے اسکو بھلا دینا چاہیے ؟

اور کیا موجودہ جنگ کی نسبت آخری راے قائم کرلینے کا وقت آگیا ؟

اسمیں شک نہیں کہ آغاز جنگ سے لیکر اس وقت تک واقعات اور اسکی اطلاعات کا جو انداز رہا ہے ' اس نے عثمانی امیدوں کے پاے استقلال کو ڈگمگا دیا ہے - پے درپے شکستوں کی خبریں ' بربادیوں اور نقصانوں کے تخمینے ' قیمتی مقامات کو چھوڑ دینے کے انتشارات نے آئندہ کی امیدوں کو بھی ضعیف کردیا ہے ' اور میدان جنگ کا چہرہ قسطنطنیہ کیلیے اسقدر مایوس ہے کہ دول یورپ اب اپنے صد سالہ ارادوں کی تکمیل کا وقت سامنے دیکھہ رہے ہیں - سب سے پہلے دای کے چندوں نے انگلستان کو بدحواس کیا ہے - ۹ نومبر کو گلڈہال میں مسٹر ایسکوئتھہ اس جنصر کے تذکرے میں تمام ساتھیوں کو اپنا معاون بتلاے ہیں ' جس سے عنقریب ترکی جسم کی قطع و برید کی جاے گی ' اور اس طرح انگلستان اِس عظیم الشان فتح مبین کو حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسلام کے جسم کو آخری مرتبہ ٹکڑے ٹکڑے کردینے کیلیے سب سے زیادہ قوی تلوار اسی کے ہاتھہ میں تھی

قد بدت البغضاء	دشمنی تو انکی باتوں سے ظاہر ہی ہوگئی'
من افواھھم ' وما	اور جو ارادے انکے دلوں میں چھپے ہوے
تخفی صدورھم اکبر'	ہیں ' وہ اس سے بھی بڑھکر ہیں' جو انہوں
قد بینا لکم الایات '	نے ظاہر کیے ہیں - یہ حقیقت ہے جو ہم نے
ان کنتم تعقلون	مسلمانوں پر واضح کردی بشرطیکہ وہ عقل
(۳ : ۱۱۴)	اور فکر سے کام لیں -

سب سے زیادہ یہ کہ خود مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے ہیں' جیسے ٹھہر' اور اب مایوسی دلوں پر چھا گئی ہے ' ترکوں کی پے در پے شکستیں صرف انہی کیلیے نہیں' بلکہ تمام عالم کیلیے نا قابل فہم واقعہ تھا' مگر تاہم واقعات اسقدر تیزی سے ظاہر ہوے ' کہ نہ تو دلوں کو تعجب کا وقت ملا ' اور نہ دماغ کو غور و فکر کا - اس سے بھی بڑھکر نظاہر یاس انگیز پہلو یہ ہے کہ خود عثمانی اطلاعات بالکل خاموش ہیں' اور جدھر آتی بھی ہے ' تو زیر فتح و شکست مقامات کی نسبت کوئی نیا واقعہ نہیں سناتی -

جو حالت اس وقت بلا استثنا تمام عالم اسلامی کی ہو رہی ہے' اس نے درحقیقت پہلی مرتبہ اس اسلامی رشتۂ اخوت اور خلافت اسلامی کی مرکزی قوت کے اندازہ کرنے کا صحیح موقعہ دیا ہے ' جسکی وقعت سے پہلے خود بہت سے مسلمانوں کو بھی خبر نہوگی - جس طرح صحت و زندگی میں اپنے کسی عزیز کی محبت والفت کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا ' لیکن جب وہ بیمار پڑتا ہے' یا کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے' تو پھر ہر شخص کا دل اسکو بتلا دیتا ہے کہ اُسکی صحت و تندرستی ھی پر اسکا آرام اور چین موقوف تھا - بعینہ یہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہو رہا ہے - وہ ترکوں کو ہمیشہ سے جانتے ہیں' اور یہ بھی انہیں معلوم ہے کہ اسلام کی عزت و عظمت آج صرف انہی کے دم سے وابستہ ہے ' تاہم شاید بہتوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر کسی دن ہمارا یہ عزیز بستر پر پڑجاے گا ' تو ہمارے دلوں کا کیا حال ہوگا ؟ لیکن آج کون مسلمان ہے' جو شکست کی خبریں سنکر یہ محسوس نہیں کرتا کہ راحت و سکون کی ایک متاع تھی ' جو آج اُس سے کھوگئی ہے :

ہمارے بعد بہت ہم کو روے اہل وفا
کہ اپنے مٹنے سے مہر و وفا کا نام مٹا

لا تایئسوا من روح اللہ

مگر با ایں ہمہ حالات ہم دیکھتے ہیں تو حالات گو درد انگیز ہیں' مگر اس درجہ مایوسی بخش نہیں' جس قدر عام طبائع محسوس کر رہی ہیں - اب تک جو کچھہ ہوچکا ہے' اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے' جسے جنگ کی اصلی منزل کہا جاسکے - یہ سچ ہے کہ انسانی خلقت کی دو قلموں طبعی کا ایک بڑا خاصہ یہ بھی ہے کہ وہ جس قدر جلد خوش ہوتا ہے' اتنا ہی جلد غمگین بھی ہوجاتا ہے و خلق الانسان من عجل - تاہم جو افکار اس وقت ہمارے سامنے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر لوگ اس پر غور کریں' تو صورت واقعہ انہیں بالکل مختلف نظر آے گی -

جنگ کے حدود طبعی اور فریقین کے خطوط مجددہ

کسی جنگ کی فتح و شکست اصلی کی نسبت راے قائم کرنے سے پہلے اس نقشے پر نظر ڈال لینی چاہئے' جو فریقین نے اپنے اپنے حدود جنگ کی نسبت مرتب کیے ہیں - جنگ در اصل ایک سفر ہے' جو بعض اوقات متقابل اور بعض اوقات متضاد سمتوں کی طرف دو مقابل ارادے لیکے دوڑنا شروع کرتے ہیں' اور اسکے لیے اپنے اپنے سفر اور سفر کی منزلوں کا ایک خط کھینچ لیتے ہیں - موجودہ حالات میں ہماری مایوسیوں کی اصلی علت یہ ہے کہ مقدونیا کی متحدہ قوتوں نے اپنے لیے جو حدود اور خطوط مفروض کیے ہیں ' وہ ہمارے سامنے ہیں ' لیکن ترکوں کو چونکہ پہلے مدافعت اور پھر حملہ کرنا تھا ' اسلیے انکی مدافعت کی کمزوریاں تو ہر شخص کے سامنے آگئیں ' مگر حملہ و ہجوم کے عزائم بالکل پوشیدہ ہیں' اور ترکوں نے بھی مصلحت اسی میں سمجھی ہے کہ واقعات کے ظہور سے پہلے تک پوشیدہ ہی رہیں -

بلقانی اتحاد نے اس جنگ میں " اتحاد و اجتماع " کا طریقہ اختیار کیا تھا -

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے سے کسی بات کا حال دریافت کر رہے ہیں ؟ کیا اس بہت بڑے حادثے کا ' جسکی نسبت یہ لوگ مختلف طرح کی رائیں رکھتے ہیں ؟ تو خبر بہت جلد انکو معلوم ہو جاے گا ' اور پھر دوبارہ کہتے ہیں کہ بہت جلد معلوم ہو جاے گا -

۱۳ نومبر ۱۹۱۲

— * —

الجہاد فی الاسلام

——

ذالک قولہم بافواہہم ' یضاہئون
قول الذین کفروا من قبل '
قاتلہم اللہ انی یؤفکون
(۹ : ۳۰) (۱)

(۱)

— * —

کہتے ہیں کہ لفظ اور معنی میں جسم اور روح کا سا تعلق ہے' مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ دنیا میں ایسے موجود ہیں ' جنکے معانی کچھہ نہیں' مگر انکی تاثیر طبائع پر سخت و شدید ہے -

منجملہ ایسے ہی لفظوں کے لفظ جہاد بھی ہے ' جسکو ہمیشہ یورپ نے نہایت خوف و دہشت سے سنا ہے - اس لفظ کے سنتے ہی ایک مسیحی کا تمام جسم شدت ہراس سے کانپ اٹھتا ہے' اسکا دماغ معطل ہوجاتا ہے - اسکے نبض کی حرکت (۸۰) کی جگہہ (۱۵۰) تک پہنچ جاتی ہے ' اسکی آنکھوں میں سکرات موت کی مردنی چھا جاتی ہے ' اسکا سرخ و سفید چہرہ جسکی رنگت کو وہ اپنی قومی شرف اور اقتدار کا ایک جلی جوہر سمجھتا تھا ' موت کے تصور سے سیاہ پڑجاتا ہے' کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ بے امان عربوں کے جتھے اور وحشی ناشی بردوں کے غول اپنے خونخوار نیزوں کو بلند کیے ' اور جوں ریز تلواروں کو حرکت دیتے ہوے آرہے ہیں' جنکے سروں پر ایک سرخ علم لہرا رہا ہے' اور اسپر آگ کے حرفوں میں لکھا ہوا ہے " ہر غیر مسلم کو قتل کردو ! اسلیے کہ وہ مسلم نہیں ہے "

الفاظ کی تاثیر پر اگر بحث کی جاے ' تو جہاد سے بڑھکر اور کونسا لفظ ملسکتا ہے ' جسکی افسونگرانہ حکومت انسانی دماغ و اعصاب پر اس درجہ مؤثر ہے !

اسلام کے متعلق یورپ کے تمام خیالات و تصورات کو ہمیشہ جہل اور غلط فہمی سے تعبیر کیا گیا ہے ' اور اسمیں شک نہیں کہ دنیا میں قوموں اور ملکوں کے باہمی نزاعات اور اختلافات کی ایک غالب علت سوء تفہم بھی ہے - اگر کوئی مصلح صلح و امن دنیا میں آنے والا ہے تو یقیناً اسکا اصلی کام یہ ہوگا کہ قوموں کے چہروں پرسے غلط فہمیوں کی نقاب اٹھا دے ' اور ہر گروہ کو اسکی اصلی صورت میں ظاہر کردے

لیکن ہم ایک لمحہ کیلیے بھی یہ تسلیم نہیں کرسکتے' کہ آج یورپ کی وہ قومیں ' جنکی نو آبادیوں نے مشرق میں مشرقیوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا ہے ' اسلام اور مسلمانوں سے اسدرجہ بے خبر ہیں کہ انکے بے شمار صریح اتہامات کا اصلی سبب صرف سوء تفہم اور عدم واقفیت قرار دیا جاے -

گبن ' باسورتھہ اسمتھہ ' اور کاسٹری ہمکو بتلاتے ہیں کہ ان غلط فہمیوں میں یورپ کے مبتلا ہونے کیلیے تعصب اور جہل کے کیسے معذور کن اسباب موجود تھے ' جو صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں قائم ہوگئی تھیں - ہم اسے تسلیم کرتے ہیں' لیکن کیا بیسویں صدی میں بھی یورپ اپنے تئیں مذہبی تعصب کا شکار تسلیم کرنے کیلیے آمادہ ہے ؟ اور مشرق و مغرب کے اتصال کی موجودہ زندگی میں بھی اسکے پاس عذر جہل موجود ہے ؟

آج روس ' فرانس ' اور انگلستان کی حکومتیں افریقہ اور ایشیا کے سب سے بڑے علاقوں پر قابض ہیں ' مسلمانوں کے بڑے بڑے شہر یورپ کی نو آبادیاں بن گئے ہیں ' جنمیں دو تہائی صدی سے ہر طبقہ اور ہر درجے کے لاکھوں یورپین آباد ہیں ' اسلام محکوم اور حاکم ' دونوں صورتوں میں یورپ کے سامنے ہے ' قسطنطنیہ میں مسجدوں کے میناروں کے ساتھہ گرجوں کے کلس اسطرح مخلوط ہیں ' کہ پیرا کے کسی ہوٹل کی کھڑکی میں بیٹھکر یورپین سیاح کیلیے مشکل ہوجاتا ہے' کہ وہ جامع احمد اور ارمنی چرچ کے کلسوں میں جلد امتیاز کرلے - پھر کیا کسی فرانسیسی نے الجزیرا میں کبھی بھی یہ دیکھا ہے کہ کسی افریقی عرب نے کسی عیسائی تاجر کے محض اسکے عیسائی ہونے کی وجہہ سے خنجر بھونکدیا ہو ؟ ہندوستان کی کسی انگریزی عدالت میں آجتک کوئی مقدمہ ایسا پیش ہوا ہے جسمیں محض تعمیل حکم جہاد کیلیے کوئی انگریز قتل کرڈالا گیا ہو ؟ مسلمان نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں ' اپنے مذہبی جذبات میں اسقدر ایسے سخت و شدید ہیں کہ ایک مسجد کیلیے دس دس ہزار مسلمان جان دیدیتے ہیں' پھر اگر اسلام کی تعلیم میں کوئی ایسا جہاد موجود ہے ' جیسا کہ یورپ نے سمجھا ہے ' تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنے ایک سب سے بڑے فرض دینی اور خصوصیت ملی کو پورا کرنے کا خیال نہیں آتا ؟

اس بارے میں سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت انگلستان کی ہے - دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی آج اسکے زیر حکومت ہے ' ہندوستان میں سو برس سے وہ اسلام کا مراقبہ کر رہی ہے' لاکھوں انگریز شب و روز ہم میں رہتے ہیں' اور ہزاروں ہیں جنکے گھر کسی مسلمان کے گھر سے اسقدر قریب ہیں کہ دونوں میں ایک دیوار سے زیادہ کوئی شے حائل نہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان روز پانچ وقت نماز پڑھتا ہے مگر زندگی میں ایک بار بھی کسی انگریز پر جہاد کا حملہ نہیں کرتا ' لیکن با وجود اسکے اگر کسی انگریز سے پوچھا جاے کہ وہ میکسم توپ کا گولہ اپنے دل کے

(۱) یہ ان لوگوں کی اڑائی ہوئی گپ ہے ' جو ان کافروں کیطرح کہیں ماننے ہیں ' جو انسے پہلے ہو گذرے ہیں - اللہ انکو غارت کرے - یہ کس طرح شیطان کے بہکاے ہوے بہکے چلے جارہے ہیں ؟

ہیں، اور اس ہفتے کی ترکی ڈاک کو بھی سامنے رکھ لیا جائے، تو ۲۲ - اکتوبر تک تیرہ مقابلوں میں ترکی فوج کامیاب ہو چکی تھی -

ایک سخت ابلہانہ غلط فہمی بلقانی اتحاد نے یہ پھیلادی ہے کہ ترکی خطوط مدافعت کے استحکامات کو عظیم الشان ظاہر کرکے اپنی فتح مندیوں کی قیمت المضاعف کردینا چاہتی ہے - (قرق قلیسی) جس کو لغت (رنگز) دنیا کا ایک ناممکن التسخیر طلسمی قلعہ بتلاتا ہے، اور پھر اسکی فتح، دنیا کا ایک عظیم الشان واقعہ سمجھا جاتا ہے، اسکے متعلق ۲۰ - نومبر یعنی تسخیر قرق قلیسی سے دو ہفتے پیشتر احرار (الحریۃ والائتلاف) لکھتا ہے

" ہم کو اس وقت جسقدر بھروسہ ہے، صرف عثمانی سپاہ کی مسلمۂ عالم شجاعت پر، کہ اگر قرق قلیسی کے قلعے مضبوط نہیں ہیں، تو وہ اپنے سینوں کی دیواروں کو قسطنطنیہ کی حفاظت کیلیے مضبوط بنالیں گے - ورنہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری خط مدافعت پر ایک قلعہ بھی ایسا نہیں ہے، جو حملہ آور فوج کے لیے سخت مشکلات پیدا کرسکے - عہد سابق نے بیس سال قرق قلیسی اور ایڈریا نوپل کے قلعوں پر صرف کیے، مگر عثمانی خزانے کو چند جرمن ارباشوں کے ہاتھہ میں دیدیا، جنھوں نے مدافعت کے قلعوں کی جگہہ ریت کی دیواریں کھڑی کردیں " -

افسوس ہے کہ تفصیل کا موقعہ نہیں، ورنہ اسکوب، کمانو ر اور مصطفی پاشا کی نسبت بھی ہم بحث کرنا چاہتے تھے -

مقامات کے استحکام کا یہ حال تھا، قوی غیر مجتمع، اور سامان مفقود تھا، فوج کو غذا تک میسر نہ تھی، افسروں میں اختلاف اور ناتجربہ کار افسروں کی کثرت تھی، عیسائی عثمانی فوج غداری کے لیے ہر جگہہ مستعد، اور میدان جنگ میں قدم رکھتے ہی الٹے پاؤں بھاگ جانے کا ارادہ کرچکی تھی، ایک ہی وقت میں چار دشمنوں کا مقابلہ درپیش، اور اس لیے یورپین ترکی کی فوجی قوت چار حصوں میں منقسم ہوگئی تھی، باوجود اسکے ترکوں نے مانٹی نیگرو کو سقوطری کی دلدل میں پھنسادیا، سرویا کو پیہم شکستیں دیں، اور بلغاریا کی تمام قوت کا کمانو ر اور قرق قلیسی کی جنگ میں خاتمہ کردیا، پھر حیرت ہے کہ دنیا ترکوں سے اور کس شجاعت کی متمنی ہے ؟ اور وہ انکو گوشت اور خون کا انسان تسلیم کرتی ہے، یا لوہے کا ستون ؟

واقعات سے اب آہستہ آہستہ پردے اٹھہ رہے ہیں - جو لفٹننٹ ریگر جنگی خبروں پر تمام یورپ کی اطلاعات کا دار و مدار ہے، اور جو یقیناً اپنے گھر سے جب چلا تھا، تو بلغاریا کی مسلسل مداحی کے لیے کوئی سخت قسم کھا چکا تھا، اب علانیہ ترکی مدافعت اور بلغاریا کے خسران عظیم کا اعتراف کر رہا ہے - اسکی ۹ نومبر کی بھیجی ہوئی تحریرات شائع کی گئی ہے، جسکی نسبت (لنڈن ٹائمس) کا بیان ہے کہ " ترکی مدافعت کے اعتراف میں اسکے الفاظ نہایت حیران کرنے والے ہیں، بلغاری محاصرے کی توپیں نہایت عمدہ توپیں، انھوں نے نہایت سخت و مہلک حملے کیے، لیکن انکے نقصانات کا اندازہ دل کو لرزا دینے والا ہے - صرف ایک حملے کے اندر دو پوری بلغاری بٹالینیں ضائع ہوگئیں اور صرف دو کمپنیاں بمشکل بچ سکیں "

مایوسی کی جگہہ انتظار کرنا چاہیے

پس جو لوگ ترکوں کی طرف سے مایوس ہو رہے ہیں، انکو سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ جنگ کی فتح و شکست کا فیصلہ مقامات راہ کی تسخیر پر نہیں، بلکہ خطوط جنگ کی اصلی منزل پر موقوف ہے - سب سے پہلے انکو فریقین کے مقاصد جنگ پر نظر ڈالنی چاہیے - بلقانی اتحاد کا اصلی غرض یہ تھا کہ وہ ایڈریا نوپل کو فتح کرلے، تا کہ قسطنطنیہ کا دروازہ اسکے لیے کھل جائے - اسکے مقابلے میں ترکوں کا فرض تھا کہ ایڈریا نوپل کی آخر دم تک حفاظت کریں اور اسکے ساتھہ ہی دشمن پر حملہ کا وار بھی کردیں - بلغاریا اب تک باایں ہمہ فتوحات، مقصد جنگ کے حاصل کرنے سے عاجز رہی ہے، اور ترک سداب مایوسی، ابتک ایڈریا نوپل کو بچائے ہوے ... ہیں ہم کو یقین واثق ہے کہ عنقریب واقعات کا انکشاف وانقلاب انکے حملہ آورانہ اقدام پر سے پردہ اٹھا دیگا -

بلغاریا کی تمام قوت ختم ہوچکی ہے اور صرف ایک ضرب کاری کی ضرورت ہے، اللہ کے فضل سے کچھہ بعید نہیں، کہ وہ چالیس کروڑ دلوں کی بے چینی پر رحم فرمائے، اور ترکوں کو اس وقت استقامت کے ساتھہ ایک آخری مقابلے کی توفیق دیدے

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہم نے مندرجۂ صدر سطور کے لکھنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا تھا، اور اپنی عادت کے خلاف حالات پر بحث کرنے کیلیے نہایت سادہ الفاظ تلاش کیے تھے، تا کہ امیدوں اور توقعات کے قائم کرنے میں کوئی بے اعتدالانہ جوش اور غیر واقعی توقعات ظاہر نہوں، لیکن الحمد للہ کہ اس تحریر کے ختم کرنے سے پہلے ہی ہم کو اپنی امی ... اور قیاسات واقعات کی صورت میں نظر آنے لگے ہیں - ریوٹر (۹ نومبر) کو قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہے :

" ۳۶ گھنٹے کی مسلسل اور شدید جنگ کے بعد عثمانی فوج نے دشمنوں کو ایک ایسی شکست عظیم دی، جو ترکوں کی تاریخ میں ہمیشہ بے نظیر سمجھی جائے گی - بلغاریا کی ابتری اور بدحواسی کا عجیب عالم تھا، ترکوں کی گولیاں بارش کیطرح ان پر پڑ رہی تھیں اور وہ بھاگے جا رہے تھے، یہاں تک کہ اپنے سامان جنگ کی بھی خبر نہ لے سکے جس پر فتح مند ترکوں نے قبضہ کرلیا " .

مستهم البأساء	یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں اور
والضراء و زلزلوا	مشکلوں میں مبتلا ہو گئے اور انکے پاے ثبات
حتى يقول الرسول	ہلگئے یہاں تک کہ اللہ کا رسول اور مسلمان
والذين آمنوا، متى	چلا اٹھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آے گی
نصر الله ؟ الا ان	اگر ایسے وقت میں بھی نہیں آئی ؟ جواب
نصر الله قريب	ملا کہ کیوں گھبراے ہو ؟ سن رکھو کہ اللہ کی
(۲ : ۲۱۰)	مدد کا وقت قریب آگیا ! !

یہ تار ۹ - نومبر کی شام کو قسطنطنیہ سے روانہ کیا گیا ہے، اور ٹھیک یہ وہی وقت اور وہی دن تھا، جبکہ لنڈن کے (گلڈ ہال) میں مسٹر اسکوئتھہ مسیحی فتح مندی کے بادۂ غرور کا ایک تند و تیز جام پیے ہوے مستانہ وار جھوم جھوم کر کہہ رہے تھے .

" افواج بلقان [illegible] اور بیزانس پر قابض ہوچکی ہیں، سلانیک پر، جو یورپ میں مسیحیت کے داخلے کا دروازہ ہے، دوبارہ مسلط ہوگئی ہیں اور ہم فتح قسطنطنیہ کی خبر سننا ہی چاہتے ہیں "

وہ منظر بھی کس درجہ قابل رحم ہوگا، جب عین سرخوشی کے جوش بدمستی میں اس تار نے انکا خمار اور جرعۂ درد، دانتوں کو جبراً کھولکر حلق کے نیچے اتارا ہوگا !

اگر انگلستان کے اس (بادشاہ کے بعد) سب سے بڑے آدمی کی زندگی ہمیں عزیز ہوتی، تو یقیناً ہمارے لیے یہ کام نہایت خوشگوار تھا کہ " فتح قسطنطنیہ " کے اس مژدۂ بشارت کی دماغی و جسمانی صحت کی نسبت لنڈن کی طرف ایک تار روانہ کرتے اور دریافت کرتے کہ ۹ نومبر کا تار پڑھنے کے بعد ڈاکٹروں نے انکی صحت کی نسبت کس قسم کی راے قائم کی ہے ؟

سرولں کے ماتم کو کرنا پڑا تھا - یہ سب کچھہ ہو سکتا ہے' کیونکہ مسلمانوں کے آگے پھر ایک " مدنی جنگ " ہوگی نہ کہ دینی لیکن اگر ہم نے موجودہ لڑائیوں کو قتال دینی سے تعبیر کیا' اور اسکو (مرغم یورپ) ایک حرب دینی قرار دیا' تو پھر معاً ہمارے ہاتھہ بندھ جائیں گے' ہماری تلوار مقید ہو جائے گی' اسکی خود مختاری اور بے روک ارادی قائم نہیں رہے گی' کیونکہ اسکو حکم قرانی کی سلطنت کے ما تحت ہو جانا پڑے گا' جو کہتا ہے کہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ	اللہ کی راہ میں صرف انکو قتل کرو جنہوں نے
الذین یقاتلونکم' ولا	تمہارے ساتھہ مقابلہ کیا ہے - اور زیادتی
تعتـــدوا' ان اللہ	مت کرو' اللہ تعالے ظلم و زیادتی کرنے والوں
لا یحب المعتدین -	کو دوست نہیں رکھتا -

پس ہمارے لیے مصیبت ہو جائے گا' ہم اپنے خدا کی نظروں میں مبغوض ہو جائیں گے' اگر ان لوگوں کے سوا جو مسلمانوں کے مقابلے میں صف آرا ہیں' کسی دوسرے غیر مسلم کو اپنا مخالف سمجھیں گے' اور کوئی ادنی قسم کا بھی نقصان پہنچائیں گے - کیونکہ پھر ہماری تمام جنگ " الذین یقاتلونکم " میں محدود و مقید ہو جائے گی - قرآن نے ہم کو حکم دیا ہے کہ

لا ینہـــاکم اللـــہ عـــن	جن لوگوں نے تم سے دین کیلئے جنگ
الذین لم یقاتلـــوکم فی	نہیں کی' اور تم کو گھروں سے نہیں
الدین' ولـــم یخـــرجوکم	نکالا' اللہ اس سے نہیں روکتا کہ تم
مـــن دیارکم' ان تبـــرو	انکے ساتھہ احسان اور بھلائی کرو' اور
ہم وتقسطوا الیہـــم' ان	انصاف کے ساتھہ پیش آو' کیونکہ اللہ
اللـــہ یحب المقسطیـــن	عدل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے -
انما ینہـــاکم اللہ عـــن	اللہ تو تم کو صرف انہی لوگوں سے میل
الذیـــن قاتلـــوکم فی	وملاپ رکھنے کو روکتا ہے جنہوں نے
الدین' واخرجواکـــم من	تم سے مقابلہ کیا' اور تم کو گھروں سے
دیارکـــم' وظاہـــروا علی	نکالا' یا تمہارے دشمنوں کی مدد
اخراجکـــم' ان تولوا ہم	کی - بیشک جو شخص ایسے لوگوں سے
ومن یتولہـــم فـــاولئک	دوستی رکھے گا' اسکا شمار مسلمانوں
ہم الظالمون (۶۰ ۳۰)	ظلم کرنے والوں میں ہوگا -

پہلی آیت میں نہی کی نفی کردی گئی تھی کہ غیر محارب جماعتوں سے (اگرچہ وہ محارب جماعتوں کے ہم جنس و ہم مذہب ہی ہوں) دوستی و حسن معاملہ سے نہیں روکا جاتا' لیکن پھر اسکو بھی اظہار رافت و رحمت کے لیے کافی نہیں سمجھا' اور دوسری آیت میں مکرر نہی کا حصر کیا گیا' تاکہ مطلب واضح تر اور حکم بالکل غیر مشتبہ ہو جائے - " انما " حصر کیلئے تھا' مگر " فاولئک ہم الظالمون " بھی افادۂ معنے حصر کرتا ہے -

پس اگر ہمارے سامنے ایک " حرب دینی " ہوگا' تو ہمارے لیے محال ہو جائے گا کہ فریق جنگ کے اعمال کا انکی پوری جنس اور قوم کو ذمہ دار سمجھیں - اس صورت میں ہم " متمدن " نہونگے' بلکہ " مسلمان " ہونگے' اور ہمارے تمام اعمال تابع اسلام ہو جائینگے - ہم دیکھیں گے کہ طرابلس میں ایک مسیحی قوم ہم پر ظلم و ستم کر رہی ہے مگر ہم ہندوستان میں تمام عیسائیوں سے دوستی و حسن معاملہ کے ساتھہ پیش آئیں گے' اور انکو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے' کیونکہ یورپ کی مدنیت نہیں' مگر خدا نے ہم کو ایسا ہی حکم دیا ہے - ہم دیکھیں گے کہ بلقان کی مسیحی سازش اور انکے یوروپین پس پردہ معاون' محض ظلم و عدوان سے ہم پر حملہ آور ہیں' مگر ہم ہندوستان میں کسی یوروپین کو' حتی کہ کسی بلغاری یا سرویں کو بھی بد نظر سے نہ دیکھہ سکیں گے' کیونکہ اس نے اسلام کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھائی ہے - اور اگر ہم میں سے کوئی اسکے خلاف کریگا' تو وہ حسب تعلیم قرآن خدا کی نظر میں مبغوض' اسکی محبت سے محروم' اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسلمان نہوگا -

پھر ہمکو ہمارے مخاطبین صاف صاف بتلادیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے وہ کونسی صورت پسند کرتے ہیں ؟ جنگ مدنی یا جنگ دینی ؟ قتل و حرب' یا قتال و جہاد ؟ اگر جہاد کا لفظ انکو خوش نہیں آتا' تو اعلان کردیں تاکہ ہم بھی حرب دینی کو چھوڑ کر یورپ کے مدنی جنگ کو سمجھنے کی کوشش کریں -

---

جنگ پر ایک جرمن جرنیل کے خیالات

— * —

جرمن مشہور جنرل امپرف دیسا' سابق لفٹنٹ جنرل افواج ترکی' نے ایک سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی ہے -

" ترکی افواج کے سپہ سالار اعظم ہر ایکسلنسی ناظم پاشا ایک نہایت ہی صاحب تدبیر اور روشن دماغ آدمی ہیں - وہ نہایت ہی اطمینان اور سکون کے ساتھہ جنگی تیاریوں کو عمل میں لاے ہیں قبل از وقت مقابلوں سے وہ ہمیشہ احتراز کرتے ہیں -

ناظم پاشا اپنے دستوں کو ایڈریا نوپل کی نواح میں مجتمع کررہے ہیں - انکی سب سے بڑی کوشش افواج کو ایک مقام پر اکھٹا کرنیکی ہے - انکی جمعیت کا کثیر حصہ وہ ایڈریا نوپل اور مرق قلعسی کے قریب بلغاروی افواج کی مزاحمت و مدافعت کیلیے رکھینگے -

" میدانوی جنگی مرکزوں کے واقعات کو میں ہرگز بنظر استعجال نہیں دیکھتا اور نہ ہی انکی کوئی وقعت میری نظر میں ہے - موجودہ فتوحات بھی حقیقت میں آیندہ پیش آنیوالے بڑے بڑے واقعات کا پیش خیمہ ہیں - جہانتک مجھے علم ہے اب تک ترک محض مدافعت کرتے رہے ہیں -

اسوقت تک ترکی فوج ہرگز حملے کا پہلو نہ لیگی - اب سب سے زیادہ ضروری واقعہ جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں ایڈریا نوپل کی جنگ ہے - اسکے فیصلہ کے بعد معاملات کی صورت پر ایک قطعی راے قائم کرنیکے مجاز ہونگے "

[ایڈریا نوپل پر ترکوں کی عظیم الشان فتح کا مژدہ ناظرین ۹ اکتوبر کی تار میں سن چکے ہیں - اب جرمن موصوف کی راے کے مطابق جنگ کا جو فیصلہ ہوگا وہ ظاہر ہے - اور یوں انجام کار تو خدا ہی کے ہاتھہ میں ہے]

لیے پسند کرتا ہے یا جہاد کے لفظ کی سماعت کان کے لیے ؟ تو امید نہیں کہ آخر الذکر حالت کو پہلی صورت پر ترجیح دے ا

قرآن حکیم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کی ایک خصوصیت یہ بتلائی تھی

الذین آتیناہم الکتاب' یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم ' و ان فریقا منہم لیکتمون الحق و ہم یعلمون (۲ : ۱۴۱)
جن لوگوں کو کتب آسمانی دی گئی ہیں وہ اسلام کو ٹھیک اسی طرح پہچانتے ہیں ' جیسے اپنی اولاد کو' کہ اسمیں کسی کا شک نہیں ہوسکتا ' اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں' جو دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں' اور اصلیت سے اچھی طرح واقف ہیں -

آج بھی عیسائیوں کا اسلام کی نسبت یہی حال ہے - آج بھی یورپ کے سیاسی حلقوں میں اسلام کی مذہبی تعلیمات کے متعلق جو اتہامات لگائے جاتے ہیں' وہ کسی غلط فہمی پر نہیں ' بلکہ کسی دانستہ شیطنت کے دسیسۂ مخفی پر مبنی ہیں ' اور اگر اس آیت کریمہ کو تمام یورپ پر منطبق کیا جائے ' تو آخری ٹکڑے کا مستحق ٹھیک ٹھیک انگلستان ہے و ان فریقاً منہم ' لیکتمون الحق و ہم یعلمون -

کروسیڈ کے زمانے میں یورپ اسلام کی نسبت جو کچھ کہتا تھا' اسمیں بھی غلط فہمی اور نا واقفیت صرف عام لوگوں کو تھی ' ورنہ ایک گروہ تھا ' جو صرف پولیٹکل اغراض سے دانستہ عیسائیوں کے تعصب کو بھڑکاتا تھا ' اور اس قسم کے اتہامات کو شہرت دیتا تھا - علی الخصوص مشرقی یورپ کے پادری ' جو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی طرز معاشرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے ' ممکن نہ تھا کہ محض غلط فہمی اور سوء فہم کی وجہ سے مسلمانوں کو بت پرستوں کی ایک وحشیانہ قوم سمجھتے ہوں - اسپین کی درسگاہوں سے صدہا عیسائی تعلیم حاصل کرکے نکلتے تھے اور کون تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ اُن صدہا گرجوں سے واقف نہ تھے ' جو قرطبہ اور غرناطہ میں پوری رونق اور آزادی کے ساتھہ ذمیوں کی عبادت گاہ تھے - ممکن ہے کہ آج بھی انگلستان اور فرانس میں بہت سی کمزور دل کی لیڈیاں ہوں ' جو جہاد کا لفظ سنکر سہم جاتی ہوں ' مگر جب کبھی اسلام کی جہادی اسپرٹ کی نسبت ہنگامہ برپا کیا جاتا ہے تو اسکے محرک وہی لوگ ہوتے ہیں' جو ٹھیک اسی طرح جانتے ہیں' کہ اسلام ایک دین صلح و امن ہے ' اور ان جنگوں کے سوا جنمیں اسکی ہستی کے بقا کیلیے مدافعت ناگزیر ہوگئی ہے ' کبھی خون و قتل کو جائز نہیں رکھتا ' لیکن وہ سب اسطرح کی مکذوبات کو قائم رکھنا چاہتے ہیں ' کیونکہ جب تک اسلام کو مجرم ثابت نہ کریں ' اس وقت تک اسکو سولی پر چڑھا نہیں سکتے -

دنیا کو نہیں بھولی ' مگر دنیا کی ہر چیز کا تلاف بدل گیا ہے - ایک زمانہ تھا ' جب انہوں نے بروشلم کیلیے مذہب کے نام پر جہاد کیا تھا - اب اس طرز سے شرم آتی ہے - پس تہذیب ' تمدن اور استیصال وحشت کے نام سے ایک کروسیڈ شروع کردیا گیا ہے - پھر جب تک اسلام کی وحشت قائم نہ رکھی جائے گی ' تمدن کا دیوتا کیونکر اسکی قربانی قبول کرے گا ؟

آج سے نہیں بلکہ عرصے سے ہم کو معلوم ہے کہ بعض مخصوص حلقوں میں ہماری نسبت کیا خیال کیا جاتا ہے ؟ ہم جانتے ہیں کہ منجملہ اور بہت سی باتوں کے ایک لفظ " جہاد " کا اعادہ و تکرار بھی ہے - بہت سے لوگ ہیں جو اس لفظ کو سنکر سرسے لیکر پاؤں تک کانپ اٹھتے ہیں ' اور الہلال کی سطروں پر انگلیاں رکھکر گننا شروع کردیتے ہیں کہ یہ لفظ ہر صفحہ میں کتنی مرتبہ استعمال کیا گیا ہے ؟ بیشک ہم نے آغاز جنگ طرابلس کے وقت جو تحریر کی تھی ' اسمیں جنگ طرابلس کو جہاد سے تعبیر کیا تھا اور اسکو ایک اسلامی مسئلہ اور یورپ کی اصطلاح کے مطابق ایک دینی جنگ بتلایا تھا - اسمیں بھی شک نہیں کہ الہلال کے صفحوں پر ہم نے ہمیشہ اس جنگ کو جہاد قرار دیا اور " نامورانِ غزوۂ طرابلس " کی ایک مستقل سرخی رکھی - یہ بھی واقعہ ہے کہ ابھی ابھی ۲۷ - اکتوبر کی تحریر میں ہم نے علانیہ مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی' اور وہی کہا جو مسلمانوں کو ہمیشہ کہا گیا ہے کہ " جاہدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ " یہ بھی سچ ہے کہ ہم جابجا قرآن کریم کی اُن آیتوں کو' جنمیں جہاد کا ذکر ہے' موجودہ حالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں' اور در اصل یہی ہمارا جرم عظیم ہے کہ قرآن نامی ایک کتاب ہے جسے ہم ترک نہیں کرسکتے - وہ تمام صحیح اور ناقابل تاویل باتیں ہیں' جنکو پہلے اسکے کہ اور لوگ تلاش و جستجو کے بعد مرتب کریں ' ہم نے خود ہی یہاں جمع کردیا ہے - لیکن پھر ہم نہیں سمجھتے کہ ہم سے کیا چاہا جاتا ہے ؟ ہم نے اگر جنگ طرابلس اور بلقان کو لفظ جہاد سے تعبیر کیا ' تو در حقیقت یہ ہمارا ایک احسان عظیم ہے کہ مسیحی دنیا کو اسلام کی رحمت سے اب بھی محروم رکھنا نہیں چاہتے - اگر ہم نے کہا کہ مسلمانوں کیلیے طرابلس اور بلقان میں ایک معرکہ جہاد گرم ہے تو کہ قتال ' تو فی الحقیقت یہ کہکر ایک بہت بڑے خطرۂ عظیم کو یورپ کے سر سے ٹالدیا ' جسمیں عجب نہیں کہ وہ کسی وقت گرفتار ہوجاتا - اور اگر ہم موجودہ لڑائیوں کو جو یورپ کا جدید کروسیڈ اسلام کے مقابلے میں جاری کیےہوے ہے' اپنی دینی جنگ کی جگہہ مستقبل کی " مذہبی جنگ " سمجھہ لیں' تو یورپ یاد رکھے کہ پھر وہ وجود یقیناً اسکے لیے ایک نیا خطرہ ہوجائے گا - اور ہمارے سامنے بھی یورپ کے جنگ مذہبی کا نمونہ انتقام و بربریت کے لیے ہوگا - اور ممکن ہے کہ مسلمان بھی تمام عربی جنگ [illegible] اور وجود مسیحی کو [illegible] مسیحیوں قتل و غارت سمجھہ لیں ' جیسا کہ ۲۶ - اکتوبر کو جبکہ اٹلی نے طرابلس کی مذہبی جنگ میں سمجھا تھا - ممکن ہے کہ انکی تلوار بھی کسی بڈھے مرد ' اور کسی کمزور عورت کو مستثنی نہ کرے' جسطرح طرابلس میں اٹلی کے جنگی جوانوں نے کیا تھا - کچھہ عجب نہیں کہ وہ بھی مقتول لاشوں کے اُسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کریں ' جس طرح جنگ روم و روس میں روسی کا سکوں نے ترک شہداء کے ساتھہ کیا تھا ' اور کیا عجب ہے کہ اختتام جنگ کے بعد وہ بھی کسی دشمن کی لاش کو قبر سے نکالکر لٹکا دیں ' جسطرح

لیکے مقرر کیے گئے تھے ' (ینگ چری) ان والیونکی نگرانی کرتے اور خود انکی نگرانی علما کرتے تھے -

یہ والی اپنی کمزوری کیوجہ سے اعیان شہر سے سازش کرنے لگے - انکے مقاصد کے حصول میں معاون اور اونکے دسائس و جرائم میں شریک ہونے لگے ' باب عالی کو عہدہ داران حکومت میں سے جو جولوگ اطلاعات دینے کا حق رکھتے تھے ' وہ یہی والی تھے ' مگر وہ کسطرح اصلی حالات سے حکومت کو مطلع کرسکتے تھے' اسلیے حکومت صوبجات کے اصلی حالات سے ہمیشہ بے خبر رہی ' لیکن با این ہمہ عیسائی اپنے فرائض مذہبی نہایت آزادی سے ادا کرتے تھے' بجز اسکے کہ اگر کہیں گرجا بنانا چاہتے تھے' تو پہلے باب عالی سے اجازت و فرمان حاصل کرنیکی ضرورت ہوتی تھی' دو سو برس تک یہی حالت رہی ' اس اثنا میں تمام محکموں کی حالت نہایت ابتر ہوگئی' رشوت ستانی اور طوائف الملوکی کی گرم بازاری ہوگئی ' اور بالاخر حکومت خواہش پرستی اور خود کامی کا شکار ہوگئی -

آغاز اصلاح

سلطان سلیم ثالث کے خسوقت زمام سلطنت ہاتھہ میں لی اسوقت ملک کی حالت اسدرجہ ابتر تھی کہ انقراض سلطنت کچھہ دور کی بات نہ تھی - سلطان موصوف نے بہت جلد ملک میں نئے انتظامات روشناس کرنیئے ہوتے ' اگر ینگ چری سنگ راہ نہ ہوگئے ہوتے - " ینگ چری " کے غیظ و غضب اور جمع کید کے جو نتائج ہوے وہ معلوم ہیں' انکے بعد سلطان محمود ثانی آئے - خدانے انکو " ینگ چری " کے شیرازہ کے درہم کرنیکی توفیق دی - انہوں نے باقاعدہ فوج کی بنیاد ڈالی - سرکش رجال " دره بک " کو منہدم کیا - سردارونکے " تیمار " کو موقوف کیا - سلطان محمود درحقیقت اس باب میں نہایت خوش نصیب تھے' کیونکہ یہ سردار بسا اوقات والیوں سے ملجاتے تھے اور حکومت کی نافرمانی اور بغاوت میں مدد دیتے تھے - سلطان محمود ثانی کے بعد سلطان عبدالمجید آئے - انہوں نے اعلان شاہی شائع کیا - یہ اعلان قصر سلطانی میں پڑھا گیا - اس اعلان میں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی تھا کہ

(۱) تمام مقدمے علانیہ ہونگے -

(۲) ان فیصلونکا اجرا یا بذریعہ قسطنطنیہ میں ہوگی

(۳) سزاے موت بغیر باب عالی کی اجازت کے کسی حالت میں نافذ نہ ہوگی -

(۴) عہدہ داران حکومت میں سے جو شخص ان قواعد کی خلاف ورزی کریگا ' نہایت [illegible] نش کا مستوجب ہوگا -

مجھے اس اعلان کے متعلق زیادہ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ' بلکہ صرف اسقدر کافی ہے کہ خونریزی کا انسداد ' جان ' مال ' اور آبرو کی حفاظت ' ضروری انتظامات کا اجرا ' سیاسی آزادی میں توسیع ' عہدہ داران حکومت سے بازپرس ' قرعہ عسکری ' سرکاری اموال کی تحصیل ' اور بموجب احکام شرع کے انکی تقسیم ' یہ اسی فرمان کے نتائج تھے -

اکثر لوگوں نے اس فرمان کا استقبال نہایت درجہ مسرت کیساتھہ کیا ' مگر جو لوگ کہ گذشتہ بدنظمیوں سے فائدہ اٹھانے کے عادی تھے انکو سخت ناگوار ہوا اور انہوں نے خردہ گیری شروع کردی -

ہم جب ان طویل اور مستمر کوششونکو سوچتے ہیں' جو متمدن اقوام نے اصلاح ادارات اور حسن انتظام کے حاصل کرنے میں کی ہیں' تو ہم کو اس امر پر کچھہ تعجب نہیں ہوتا کہ دولت عثمانیہ میں یہ امور دفعۃً کیوں نہیں موجود ہوگئے ؟

با اینہمہ مخالفین دولت عثمانیہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تجویزیں اتنک بارآور نہیں ہوئیں' اور اس ناکامی کی وجہ شریعت اسلامیہ کو قرار دیتے ہیں - اسلیے یہاں قدرتا دو سوال پیدا ہوتے ہیں -

(۱) دولت عثمانیہ کے مجوزہ اصلاحات شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں یا نہیں ؟

(۲) دولت عثمانیہ نے اصلاحات کی بابت اپنے وعدے پورے کئے یا نہیں ؟

اسلام اور اصلاح

سب سے پہلے تونس کے شیخ الاسلام کے فتوے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں علامہ احمد بن الخوجہ ایک وسیع النظر ماہر اصول فقہ' زمانہ شناس عالم' اور تونس کے شیخ الاسلام ہیں - یہ ظاہر ہے کہ وہ کبھی ایسے فتوے کے لکھنے اور اسکو جرائد عربیہ میں شائع کرنے کی جرات نہیں کرینگے ' جو اصول شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوگا - یہ فتوی جسکا میں نے ابھی ذکر کیا' شیخ موصوف کا ہے - وہ اسمیں اولاً ان جہال پر افسوس کرتے ہیں ' جو احکام شریعت کے خلاف حکم دیتے ہیں اسکے بعد لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کا ام الاصول " الامر بالمعروف والنہی عن المنکر " ہے - حفظ مصالح' تائید حق' اور کف نفس میں معاونت و مساعدت مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے - شیخ موصوف نے جہاں امام کے حقوق اور اسکے فرائض کا ذکر کیا ہے' وہاں لکھتے ہیں کہ " شریعت نے امام کے تمام احکام کے ساتھہ مصلحت عامہ کی قید ضروری لگادی ہے - امام و حکم جو مصلحت عامہ کے خلاف ہو' شریعت کی رو سے نا اہل ہے - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نکتہ چینی جائز ہے ' اور مشورہ کی ضرورت ہے - اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے " ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر " اس کے بعد آگے چلکر شیخ موصوف لکھتے ہیں - " اگر ذمیوں میں ایسے اشخاص ہیں' جو قابل وثوق ہوں' جنکے علم' دیانت' اور خلوص خدمت پر اعتماد کیا جاسکے ' تو انکو مشیران دولت میں داخل کرنے سے امام کو کوئی امر مانع نہیں ہے - اسکے بعد شیخ موصوف نے بہت سی آیات نقل کی ہیں' جن سے حقوق ذمیین واضح ہوتے ہیں پھر لکھا ہے

جو شخص امعان نظر سے ان آیات کو پڑھیگا " اسپر یہ ثابت ہوگا کہ امام کو اہل رائے کی طرف رجوع کرنا چاہیے - اور اپنی مجالس میں بار دینا چاہیے - اگر ذمیوں میں ایسے اشخاص ہوں' جو وطن کی مدافعت میں مسلمانوں سے زیادہ قریب ہوں' یا کسی دوسری شے میں مسلمانوں سے زیادہ واقف ہوں' تو امام کو انکی رایوں سے مستفید ہونا چاہیے' ایسے لوگ اگر اپنی قوم کے مصالح و حقوق کیلیے اپنی قوم کی طرف سے نیابۃً ہماری مجالس میں آئیں' تو کیا حرج ہے' بلکہ ایسے لوگ اگر مسلمانونکے نائب ہوں' اور انکے حقوق کی مدافعت کریں ' تو اسمیں بھی کوئی مضائقہ نہیں -

شیخ موصوف نے ان اقوال کی تائید صاحب الشریعہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنۃ سے کی ہے' اسکے بعد وہ ذمیونکے ان حقوق کو بیان کرتے ہیں' جو مسلمانوں پر واجب ہیں -

(باقی آیندہ)

الاسلام والاصلاح

— * —

(۱)

حال میں مطبع (المؤید) مصر سے ایک نہایت اہم رسالہ شائع ہوا ہے - سنہ ۱۸۷۸ میں سر رچرڈ وڈ دولۃ برطانیہ کی طرف سے تیونس میں وکیل تھا - یہ وہ زمانہ تھا ' جب جنگ روم و روس کے بعد دولۃ عثمانیہ نے جدید اصلاحات شروع کی تھیں ' مگر تمام یورپ تعصبات سے لبریز ہو رہا تھا اور خود انگلستان میں مسٹر گلیڈ اسٹون اور انکے ہم مشرب اسلام کو ظلم و فساد کا سر چشمہ بتلاتے تھے ' اور اعلان کررہے تھے کہ کسی اسلامی حکومت سے امن و نظام اور اجراے اصلاحات کی امید رکھنا بالکل جنون ہے -

سر رچرڈ وڈ عرصے تک تیونس میں رہا تھا ' اس سے پہلے دمشق میں وہی انگریزی قنصل تھا ' شام کے مختلف شہروں میں سالہا سال بسر کیے ہے ' علماے اسلام سے اسکی صحبتیں رہی تھیں ' عربی زبان پر اسکی نظر تھی ' اس نے یہ حالت دیکھکر ایک مبسوط تحریر " اصلاح اور اسلام " کے موضوع پر لکھی ' اور اسکو سرکاری طور پر لارڈ سالسبری وزیر خارجہ برطانیہ کے سامنے پیش کیا - چنانچہ سنہ ۷۸ - میں یہ پوری تحریر بلو بک کی صورت میں شائع کردی گئی -

اس زمانے میں اس کا عربی ترجمہ ممالک اسلامیہ میں شائع ہوا تھا ' اسی کی نقل ہے ' جسے الاسلام و الاصلاح کے نام سے (شیخ محب الدین خطیب) ایڈیٹر المؤید نے اپنے دیباچے کے ساتھ شائع کیا ہے -

اس رسالے کے مضامین اسقدر اہم اور ضروری ہیں کہ ہم چاہتے ہیں ' انکا اقتباس اردو میں بھی شائع ہو جاے ' چنانچہ ایک نمبر آج شائع کرتے ہیں - اصل رسالہ " کتب خانۂ علوم اسلامیہ " علی گڈہ سے ملسکتا ہے قیمت چھہ آنہ ہے -

---

مائی لارڈ ! میں آپ سے چند ایسے ملاحظات کے عرض کرنیکا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں ' جنکا تعلق ان انتظامی اصلاحات سے ہے جو دولت عثمانیہ میں جنگ کریمیا کے بعد عمل میں آئی ہیں - اس مختلف فیہ موضوع کے باب میں جرأت اظہار راے کی معذرت کیلیے یہ کہنا کافی ہے کہ میں تمام برطانوی قنصلوں میں سب سے پرانا قنصل ہوں - مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دولت عثمانیہ کے ماضی اور حال میں فرق بیان کروں ' تا کہ وہ اہم اصلاحات جو اس نصف صدی کے اندر عمل میں آئی ہیں بخوبی روشن ہوسکیں -

اس نصف صدی میں مجھے مشرق سے تعلق رہا ہے ' اور اسکے مختلف الجنس و الملۃ باشندوں کے حالات سے باخبر ہونے کا موقع ملا ہے ' اسلیے اسکے گذشتہ اور موجودہ حالات میں فرق بیان کرنا میرے لیے آسان ہے -

لوگ سمجھتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ اصلاحات کے خلاف ہے اور اسلیے دولت عثمانیہ انکی بابت اپنے وعدے پورے نہیں کرسکتی - میں نے اسی وہم کے دفع کرنیکے لیے کسقدر تفصیل سے اصول اسلام اس رپورٹ میں بیان کیے ہیں -

اسلام اور مدنیۃ

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام دینی اور مسلم میں مساوات کے برخلاف ہے ' وہ اسباب مدنیت و ترقی کے ساتھ سازگار نہیں کرسکتا ' اسلیے کہ وہ ترقی علوم اور انتشار معارف کے خلاف ہے ' میں اس خیال کے بطلان کیلیے تیونس کے شیخ الاسلام کے فتوی کو کافی خیال کرتا ہوں - اس فتوی کا خلاصہ یہ ہے " وہ اصلاحات جو اسوقت دولت عثمانیہ کے پیش نظر ہیں ' خصوصاً مجلس نیابی (پارلیمنٹ) شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہیں ' بلکہ نصوص شرعیہ کے بالکل مطابق ہیں " درحقیقت اسی فتوی نے مجھے اس رپورٹ کے پیش کرنے کے لیے مستعد کیا ہے ' تا کہ لوگوں کو موجودہ حالات میں صحیح واقعات کا علم ہو جاے -

دولت عثمانیہ کا گذشتہ نظام حکومت

دولت عثمانیہ کے گذشتہ حالات جانے بغیر ان اصلاحات کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا جو سنہ ۱۰۳۰ ع خصوصاً جنگ کریمیا کے بعد سے ملک میں جاری کی گئیں - دولت عثمانیہ اپنے مفتوحہ ممالک کے باشندوں کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی تھی - ان سے صرف جزیۂ شرعی لیتی تھی - اور اسکے عوض میں انکی جان ' مال ' اور آبرو کی حفاظت کرتی تھی - ظاہر ہے کہ یہ طریقہ نہایت عمدہ تھا اور مذہبی آزادی کے بالکل مطابق تھا - مگر دولت عثمانیہ کے مختلف عناصر نہ صرف اپنے لغات و مذہب کے اختلافات ' بلکہ اپنے قدیمی رنجش و کینہ کی وجہ سے ایک نہیں ہوسکتے تھے -

ابتداءً دولت عثمانیہ کی طرف سے صوبوں کیلیے حکام مقرر کیے جاتے تھے - یہ (دِرہ بک) کہلاتے تھے - انکا کام صوبہ کی حفاظت ہوتا تھا ' جو زیادہ تر سرحدوں پر ہوتے تھے - بجاے تنخواہ کے یہ ایک ٹیکس باشندگان صوبہ سے وصول کرتے تھے - اور (تیمار) کہلاتا تھا - " مفتوحہ " میں ایک دوسرا طریقہ لشکر سازی کا ایجاد کیا گیا تھا - ایسے خاندانوں کے اعضاء (ممبر) سے (جو اسلام لا چکے تھے اور اپنی شجاعت و بسالت کیوجہ سے مسلمانوں میں خاص امتیاز حاصل کر چکے تھے) ایک فوج مرتب کیجاتی تھی جو (ینگ چری) کہلاتی تھی - اس فوج کی تعداد برابر بڑھتی رہی - اور اس نے رفتہ رفتہ خاص اہمیت حاصل کرلی - لیکن اس فوج کے بعض افراد نے انتظامی اور سیاسی معاملات میں بھی دخل دینا شروع کردیا جسکا نتیجہ بہت سے مظالم اور سخت فتنہ امور ان سے سرزد ہوے -

لیکن یہ معلوم ہے کہ اس اختلاف عناصر اور تنوع مذاہب کی حالت میں (دِرہ بک) یا (اصحاب التیمار) کا نظام باقی نہیں رہسکتا تھا - قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہی سلاطین آل عثمان نے صوبونکی لیے والی (گورنر) مقرر کیے ' تاکہ شہرونکی تادیب اور باغیونکی سرزنش ہوسکے - یہ ولاۃ (گورنرس) ہرقسم کے قید و بند سے آزاد رکھے گئے تھے - اگر کوئی قید تھی ' تو وہ یہ کہ حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں -

قسطنطنیہ اور ان صوبوں میں مسافت بہت تھی ' شاہراہیں مفقود تھیں ' اور وسائط انتقال و سفر موجود نہ تھے ' اسلیے حکومت مرکزی انکی نگرانی نہیں کرسکتی تھی -

مزید براں اسوقت تک باقاعدہ فوج ان صوبجات میں نہیں تھی اسلیے انتظام شہر میں والیونکو ارباب تیمار سے استعانت کی ضرورت ہوتی تھی ' حالانکہ یہ ولاۃ خود انہی اشخاص کی نگرانی

يا ايها الناس انتم الفقراء الى الله والله هو الغني الحميد ان يشأ يذهبكم ويأت بخلق جديد وما ذالك على الله بعزيز (۳۵ - ۱۷)

اے لوگو! تم اللہ کے دروازے کے فقیر و سائل ہو، اللہ تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہے - اگر وہ چاہے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے، اور ایک دوسری مخلوق پیدا کردے، اور اسکے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے

اللہ کے عجائب کاروبار قدرت کے یہ تماشے پہلے ہی دن سے ہیں، کیا نہیں دیکھے کہ اس نے مکہ کی سر زمین کو سرزمین مقدس ہونے کا شرف عطا فرمایا، اور قریش مکہ کو اپنے نور رسالت کا حامل بنایا، لیکن جب انہوں نے اس احسان الہی کی قدر نہ کی، تو غیرت الہی نے کہا کہ وہ اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے کچھ سرزمین مکہ ہی کا محتاج نہیں ہے، دین حق کی اعانت کیلئے مدینے والوں کو منتخب کیا

يا ايها الذين آمنوا! من يرتد منكم عن دينه، فسوف ياتي الله بقوم، يحبهم و يحبونه (۵ - ۱۰۸)

اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی دین الہی سے منہ موڑلے گا تو اللہ کو اسکی کچھ پروا نہیں، وہ ایسے لوگوں کو موجود کردیگا جن کو وہ دوست رکھے گا، اور وہ اسکو دوست رکھیں گے -

الى الجهاد في سبيل الله

اے اخوان عزیز! میں جس خطر کے اعلان سے نہیں ڈرتا، تعجب ہے اگر آپ اسکی سماعت سے خوف زدہ ہوں - میں کہتا ہوں کہ ہر اس مومن پر جو اللہ، اسکے رسول، اور اسکی کتاب پر ایمان رکھتا ہے، فرض ہے کہ آج جہاد فی سبیل اللہ کیلئے اٹھہ کھڑا ہو، سب سے پہلا جہاد اسکے لیے جہاد مال ہے، اور اسکے بعد اگر ضرورت ہو تو جہاد نفس و جان - مال و متاع کو نثار کرو، اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر طیار رکھو! آج اگر ضرورت پیش نہ آئی تو کیا مضائقہ، کل کو کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئیگی، یہ متاع ایسی نہیں، جسکی طیاری بیکار جائے -

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواہی
متاع جمع کن، شاید کہ غارت گر شود پیدا

مسلمانو! یاد رکھو کہ اوروں کی جانیں انکے قبضوں میں ہونگی، مگر ہم مسلمانوں کی جانیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں - اسلام ایک خرید و فروخت ہے، جو نقص کو لیتا ہے اور کامل کر دیتا ہے، فنا کو خریدتا ہے اور بقا اسکی قیمت میں دیتا ہے - ہم نے جس وقت اقرار کیا کہ ہم مسلم ہیں، اسی آن اسکا بھی اقرار کرلیا کہ ہماری جانیں اسلام کے ہاتھہ بک گئیں - اسلام کے معنے ہی یہی ہیں کہ خدا کے آگے اپنی گردنوں کو جھکا دینا، پھر خواہ وہ اسے دوستوں کی گود میں ڈالدے، یا دشمنوں کی تیغ کے سپرد کردے - کیا نہیں دیکھے کہ جب حضرت ابراہیم نے حکم الہی کے آگے سر جھکا دیا، اور حضرت اسماعیل کی گردن قربان ہونے کیلئے مستعد ہوگئی، تو اس وقت فرمایا

فلما "اسلما" و تله للجبين و ناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرويا، انا كذالك نجزي المحسنين - (۳۷ - ۳۱)

پس جب وہ دونوں "مسلم" ہوئے اور ابراہیم نے اسماعیل کو پیشانی کے بل زمین پر گرادیا تا کہ ذبح کرے، تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم (بس کرو) تم نے اپنا خواب پورا کر دکھایا،

خدا نے باپ کے ارادے، اور بیٹے کی جان کی قربانی کو "اسلما" کے لفظ سے تعبیر کیا، کہ فی الحقیقت اصلیت اسلام "قربانی" ہی کے لفظ میں پوشیدہ ہے - پس اے اخوان عزیز! جان دینا تو اسلام کا وہ پہلا عہد ہے، جسکے بغیر وہ کسی کا ہاتھہ ہی اپنے ہاتھہ میں نہیں لیتا!

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة ( )

بیشک اللہ نے مومنوں کے فانی جان و مال کو خرید لیا ہے تا کہ اسکی قیمت میں جنت کی باقی اور دائمی زندگی عطا فرمائے

اے عزیزان عزیز! مال و متاع دنیوی کا جو حال ہے، وہ کس کی نظر سے پوشیدہ ہے؟ کون ہے جس نے اپنی زندگی میں دولت و جاہ کے فنا ہونے کے دو چار تماشے نہیں دیکھے ہیں؟ رہی جان، تو وہ بھی ایک ایسی جنس فانی ہے، جو رہنے کیلئے نہیں بلکہ جانے ہی کے لیے ہے - آپ دیں یا نہ دیں، لینے والا ایک دن لے ہی کر چھوڑے گا - پھر جو چیز رائگاں جانے والی ہی ہے اگر آپ ایک معشوق کا احسان اپنے دوست کے سر رکھہ سکیں، تو اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہو سکتا ہے؟

جان بجاناں دہ، وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل این نکو یا آن نکو

يا ايها الذين آمنوا مالكم اذا قيل لكم انفروا في سبيل الله اثاقلتم الى الارض، ارضيتم بالحيوة الدنيا من الاخرة؟ فما متاع الحيوة الدنيا في الاخرة الا قليل - الا تنفروا يعذبكم عذاباً اليما، و يستبدل قوما غيركم ولا تضروه شيئا، ان الله على كل شي قدير - (۹ - ۳۸)

اے مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں نکل کھڑے ہو، تو تم زمین پر ڈھیر ہوئے جاتے ہو؟ کیا تم نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی ہی پر قناعت کرلی ہے؟ اگر یہی بات ہے تو یاد رکھو کہ آخرت کی دائمی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کا مال و متاع بالکل ہیچ ہے - اگر تم صدائے جہاد سن لینے کے بعد بھی خدا کی راہ میں نہ نکلو گے، تو خدا تم کو ذلت اور اسیری و غلامی کے عذاب دردناک میں مبتلا کریگا، اور تمہارے بدلے دوسرے لوگوں کو دین حق کی مدد کیلئے مستعد کردیگا، تم اسکا کچھہ نہیں بگاڑ سکتے، وہ ہر چیز پر قادر ہے -

اقرار حق و داد شجاعت عثمانی

بیرلوتی فرانس کا مشہور ناولسٹ اور ادیب، آجکل امریکا میں مقیم ہے - وہیں سے اس نے اخبار طان میں یورپ کے نام ایک چٹھی شائع کی ہے - جسمیں لکھتا ہے

سنہ ۱۸۷۰ع میں الجزائر کے عربوں نے ہمارے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا - ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ انکے مطالبات بالکل واجبی تھے - یہ بغاوت اس عظیم الشان حرکت کا پیش خیمہ تھی جو جنگ ختم ہونے کے بعد پھر پیدا ہوئی - ترکی پر اطالیہ کے حملہ نے اسطرح فائدہ اٹھایا، کہ عین جنگ کی حالت میں حملہ کرنا ریاستہائے بلقان کو کسطرح زیبا نہ تھا -

میرا یہ اعتقاد ہے کہ انکا یہ حملہ بزدلی اور کمینہ پن کی انتہائی مثال ہے - میں انکو ایسے بھیڑیوں سے تشبیہ دیتا ہوں جو شکار کو زخمی دیکھکر اس پر ٹوٹ پڑے ہیں - یہ واقعہ ہے کہ در جنگ بلقان نہ شروع ہوگئی ہوتی، تو اطالیا ہرگز عثمانیوں کے علی الرغم ساحل طرابلس پر سیادت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتی -

در حقیقت اسوقت یورپ کے میدان مسیحیت کا فرض تھا کہ عثمانی شجاعت کے احترام کیلئے بیچ میں پڑے - یہ علحدگی کی پالیسی یورپ کے دامن پر ایک سیاہ داغ ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتا -

بیشک عثمانیوں نے اپنی بسالت و شجاعت کی بدولت اس جنگ میں فخر کے گراں بہا تاج حاصل کیے ہیں - یہ رائے صرف میری ہی نہیں ہے بلکہ اکثر فرانسیسیوں کا یہی خیال ہے -

بقیہ

تقریر " مسئلۂ اسلامی " پر

— * —

جو ۲۷ اکتوبر کو ایڈیٹر الہلال نے کلکتہ میں کی

— * —

(۲)

— * —

حضرات !

وہ قوم جسکا ظہور تیرہ سو برس ہوے " مکہ " نامی ایک جزیرہ نما سے ہوا تھا اور جو مسلم کے لقب سے پکاری جاتی ہے ' اسکا عقیدہ تو یہی ہے ' جسکو میں نے بیان کیا ' لیکن بدبختی سے ایک دوسری قوم بھی ہم میں موجود ہے ' جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتی - یہ وہ لوگ ہیں ' جنہوں نے اپنی دنیوی عزت و شوکت کا جوا کھیلا ہے ' اور اسکے لیے ملت مظلوم کو ایک بازیچہ بنالیا ہے - ہوائے نفس جنکا الہ ہے ' حکام و امرا جنکے معبود ہیں ' درہم و دینار جنکا قبلہ ہے ' غلامی و بندگی جنکی شریعت ہے ' جو قریش مکہ کے منات و ساکن بتوں کی جگہہ سمندر پار سے آئے ہوے متحرک بتوں کو پوجتے ہیں ' جو وحی الہی کی جگہہ سمالے شملہ سے اترے ہوے احکام و فرمان کو اپنی کتاب و سنت یقین کرتے ہیں ' اور جنکے قلوب " اصابع الرحمن " کی جگہہ " اصابع الشیطان " میں ہیں ' (یقلبہا کیف یشاء) عرضکہ الذین یستحبون الحیاۃ الدنیا علی الاخرہ ' و یصدون عن سبیل اللہ ' و یبغونہا عوجا ' اولئک فی ضلال بعید (۱۰ : ۴۰)

تو اے حضرات ! اس قوم کے عقیدے میں " پان اسلام ازم " و " اسلام کا بین الملی اتحاد " ایک کفر صریح ہے - خلافت اسلامی کوئی شے نہیں ' مسلمانان ہند کو ترکوں سے کوئی تعلق نہیں ' انکو ابنی " خلافت راشدہ " کے سوا اور کسی طرف گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھنا چاہیے ' اگر ایسا کریں تو فرض اطاعت اولو الامر کی خلاف ورزی کے مجرم - ترکی فتح پر تبریک و تہنیت کا تار دینا داخل " حدیث الحرکی " اور بغیر انکے معبودان کرسی کی اجازت کے قطعاً حرام و ممنوعات ' یہ لوگ یورپ کے ان شیاطین سیاست کے ہاتھہ میں جو خلافت اسلامیہ کے بین الملی اثر کے مٹانے کیلیے تیس برس سے اپنا مشن پھیلا رہے ہیں ' ایک آلۂ عمل رہے ہیں ' اور ہمیشہ دنیا کو اسکا یقین دلایا ہے کہ مسلمانان ہند کو خلافت اسلامی اور ترکوں کے بقا و فنا سے کوئی تعلق نہیں -

حالانکہ جسوقت اپنے معبودان باطل کے آگے ان لوگوں کی زبان و قلم سے یہ جملے نکل رہے تھے ' یقین کیجیے کہ اس وقت اللہ اور اسکے ملائکہ کی لعنت اور پھٹکار ان پر نازل ہو رہی تھی ' کیونکہ اسطرح کے تعلقی ظاہر کرکے یہ اس رشتے کو کاٹ رہے تھے ' جسکو خداے ابراہیم و محمد (علیہما الصلوۃ والسلام) نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں قائم کردیا ہے ' اور گویا اسپر اپنی رضا و مسرت ظاہر کرتے تھے کہ وہ لاکھوں مسلمان ' جو اس آخری وقت میں کلمۂ توحید کی حفاظت کر رہے ہیں ' صلیب پرستوں کی تلواروں سے فنا کردیے جائیں - یہ اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دیتے تھے ' کیونکہ مسلمانوں کی اذیت پر خوش تھے ' اور مسلمانوں کی اذیت پر خوش ہونا عین اللہ اور اسکے رسول کی اذیت پر خوش ہونا ہے

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ ' لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ' — جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دیتے ہیں ' دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان پر لعنت کی اور واعد لہم عذابا مہینا ' اسکے لیے ایک ذلت بخش عذاب طیار کر دیا گیا ہے - (۳۳ ۵۸)

اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے ' زمین اور آسمان ' دونوں طرف سے تازیانہ ہاے عذاب ان پر پڑرہے ہیں ' اسلیے گو دل نہ ہلے ہوں ' مگر زبانیں کچھہ ہلنے لگی ہیں - اب ترکوں سے اسقدر بے مہری ظاہر نہیں کی جاتی ' خلافت اسلامی کا نام آتے ہی اس سے انکار بری کے تار " پانیر " میں نہیں بھیجے جاتے ' مدت سے کوئی پمفلٹ بھی مسئلۂ خلافت پر شائع نہیں کیا گیا ہے ' رزولیوشنوں کے پاس کردینے سے بھی چنداں انکار نہیں ہے ' بعض اصحاب کی تو بظاہر اسدرجہ قلب ماہیت ہوگئی ہے کہ علانیہ ترک مجروحین کے لیے چندے میں بھی شرکت کر رہے ہیں ' تاہم ہم کو معلوم ہے کہ اس انقلاب حالت کی اصلی علت کیا ہے ؟ اور اسکے ظاہر اور باطن میں باہم کیا ربط ہے ؟

واذا لقوا الذین امنوا ' قالوا آمنا ' واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزءون (۲ ۱۳) — یہ منافق جب مسلمانوں سے ملتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' لیکن جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں ' تو کہتے ہیں کہ دل سے تو ہم تمہارے ہی ساتھہ ہیں ' ظاہری کاروائیاں جسقدر ہماری ہیں وہ ایک تمسخر و دل لگی سے زیادہ نہیں -

اللہ یستہزئ بہم و یمدہم فی طغیانہم یعمہون -

اے اخوان ملت ! آج وقت آگیا ہے کہ دلوں پر سے پردے اٹھہ جائیں اور کفر اور ایمان میں تمیز ہوجاے - یقین کیجیے ' کہ یہ ایک سب سے بڑی اور شاید آخری ابتلاے عظیم ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ اللہ متعال ایمان کو آزمانا چاہتا ہے

و لنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم و الصابرین منکم (۴۰ ۲۰) — اور اللہ تم کو آزمائیگا ' یہاں تک کہ سچے مجاہد اور صابر ' جھوٹوں سے الگ ہوجائیں -

آج وہ دن آگیا ہے ' جب مسلمانوں کے دل پہلووں کی جگہہ انکے چہروں پر آجائیں گے - جنکے باطن دلوں کی سیاہی سے انکی پیشانیاں بھی تاریک ہوجائیں گی ' یا دل کی ایمانی روشنی انکی پیشانی پر چمکنے لگے گی

یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوہہم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ' و اما الذین ابیضت وجوہہم ' ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون - (۳ ۱۰۲) — وہ دن ' جبکہ یا تو چہرے چمک اٹھیں گے یا سیاہ پڑجائیں گے - پھر جن لوگوں کے چہرے سیاہ پڑجائیں گے ' وہ لوگ ہونگے ' جنہوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کیا ' اور انکے لیے وہی عذاب ہوگا - جس سے وہ انکار کیا کرتے تھے ' اور جن لوگوں کے چہرے چمکنے لگیں گے ' انکے لیے اللہ کی رحمت کا آشیانہ ہوگا ' جسمیں ہمیشہ کیلیے انکو جگہہ مل جاے گی -

یاد رکھیے کہ خدا تعالی اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کیلیے ہم مسلمانوں کی اعانت کا محتاج نہیں ہے ' بلکہ ہم اسکے فضل کے محتاج ہیں - اس تیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری سے اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کرگئیں - اگر اس آخری آزمایش میں بھی ہم پورے نہ اترے ' تو کیا عجب ہے کہ غیرت الہی اپنے دین متین کی حفاظت کے لیے دوسروں کو چن لے ' اور ہم کو اسی طرح اپنے دروازے سے مطرود و مردود کردے ' جس طرح ہم سے پہلے بہت سی قومیں ہو چکی ہیں :

ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا ، بل احياء عند ربهم يرزقون - فرحين
بما آتاهم الله من فضله ، و يستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم ،
الا خوف عليهم ولا هم يحزنون - (٣ : ١٦٥)

تعرف فى وجوههم نضرة النعيم (٨٣ ٢٣)

ایک بارده ساله مجاهد عثمانی ' الشهید فی سبیل الله
... طبی ...
رضی الله تعالی عنه

— * —

ماهذا بشرا ان هذا ' الا ملک کریم (١٢ ٣٠)

ایک یارده ساله مجاهد عربیه
السیدة فاطمه بنت عبد الله
رضی الله تعالی عنها

مراسلات

سکریٹری مسلم یونیورسٹی کمیٹی

کیخدمت میں کھلی چٹھی

مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے چارٹر کی نسبت گورنمنٹ کے ارادوں کی کامل شہرت ہوچکی ہے - اب مرحومہ میں جو نا امیدی گورنمنٹ کے مصدرہ حکم سے پہیلی ہے ' اسکا احساس مجھسے زیادہ بہت کم لوگوں کو ہوگا - یہ ایک " فیصلہ شدہ " امر ہے کہ گورنمنٹ ضرور نہیں ' ہاں اسقدر ضرور ہے کہ ترک بیچارے چاروں طرف سے اعدا کے نرغے میں ہیں - میری رحم مذہبی ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ترک بیواؤں اور یتیموں سے زیادہ اس روپیے کا مستحق اور کوئی نہیں ہوسکتا - یہ بالکل بجا ہے کہ یونیورسٹی کی اساسی کمیٹی کو کوئی حق زر عامہ کو خود بخود اس طرف خرچ کردینے کا نہیں ہے اور میں اس اعتراض سے جو اس صورت میں پیدا ہوگا ' ناواقف نہیں ہوں لیکن ' اس مشکل کا حل بہت مشکل نہیں ہے - ایک خاص

فکاہات

یونیورسٹی

— * —

مایوس گو ترقی قومی سے میں نہیں * لیکن ابھی تلک تو یہ سودائے خام ہے
رائیں تمام کم ہیں ' خیالات سب غلط * گم کردۂ نجات ہر اک خاص و عام ہے
یہ تیس لاکھ قوم نے جو کردیے عطا * بے شبہہ عزم و ہمت عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو جو نئی چھڑگئی ہے اب * یہ باعث تباہی ناموس و نام ہے
الحاق کی جو شرط نہ منظور ہوسکی * اک غلغلہ ہے ' شور ہے ' غوغائے عام ہے
لبریز ہے تصور باطل سے ہر دماغ * ہر سینہ عرصہ گاہ ہوس ہائے خام ہے
اس طرح سے چلتی ہے اک ایک کی زباں * گویا کہ ذوالفقار علی بے نیام ہے
دو کو زباں بھی جسنے نہیں آجتک کبھی * اسکی بھی بیخودی خموشی جنوں میں حرام ہے

— * —

اک غلغلہ بپا ہے کہ الحاق جب نہیں * پھر کس بنا پہ جامعۂ قوم نام ہے
اسلام کے جو نام سے بھی متّسم نہو * اسکو تو دور ہی سے ہمارا سلام ہے
"مسلم" نہیں تو جامعۂ قوم بھی نہیں * پھر کیوں یہ شور و غلغلہ و اہتمام ہے
چندے لیے گئے تھے اسی شرط پر تمام * یہ نقض عہد ہے کہ جو شرعاً حرام ہے
یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعائے قوم * یہ وہ متاع ہی نہیں جسکا نہ دام ہے

— * —

ان اہلیان قوم کو سمجھائے یہ کوئی * عالم کے کار و بار کا اک انتظام ہے
جسکی بنا تمام ہے تقسیم کار پر * یعنی ہر ایک شخص کا اک خاص کام ہے
عالم میں ہیں ہر اک کے فرائض جدا جدا * یہ مسئلہ مسلمۂ خاص و عام ہے
ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر * ارشاد و حکم ' منصب خاص امام ہے
تھا قوم کا جو فرض وہ تھا بس عطائے زر * آگے مقدسین علی گڈہ کا کام ہے
یہ بزم گاہ خاص ' نہیں مجلس عوام * سمعاً و طاعةً ! یہ ادب کا مقام ہے
مخصوص ہیں مناصب خاصان بارگاہ * تم کون ہو جو تمکو یہ سودائے خام ہے

(ومال)

کسی صورت میں ہمکو ہمارے حسب منشا اور ہماری پیش کردہ تجاویز کے موافق یونیورسیٹی دینے پر آمادہ نہیں ہے ' لیکن شرائط قرار دادہ گورنمنٹ ہمکو منظور نہیں ہیں - میں ملت کے اس طبقہ میں سے ہوں ' جسکا خیال ہے کہ یونیورسٹی (ان شرائط پر) ہرگز ملی اغراض کیلیے کوئی مفید شے نہیں ہو سکتی - نیز اکثر مسلمانوں نے بھی اب یہی رائے قائم کرلی ہے کہ ایسی یونیورسٹی ہرگز نہ لینی چاہیے -

میں اپنے ان برادران ملت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ؟ جو اپنی شریف بیویوں اور معصوم بچوں کو بے آسرا چھوڑ کر اپنی جانیں حفظ ملت کیلیے لڑا رہے ہیں - نتائج جنگ کی تو کسیکو عرضداشت جملہ معطیوں کی خدمت میں روانہ کیجاے ' جسمیں اسے یہ بات دریافت کیجاے کہ آیا وہ اس روپیہ کو ترکوں کی مدد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ؟

جہانتک میرا تعلق ہے میں کمیٹی کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ فی الفور میری رقم رالٹ انریبل سید امیر علی یا حضور والا سرا کے کیخدمت میں بھیجدے - اگر کوئی ایسا مبارک وقت آئے کہ گورنمنٹ ہمکو ہماری پیش کردہ شرائط پر یونیورسٹی دینا منظور کرلے ' تو میں اپنی رقم کو دگنا کرکے دینے کا اقرار کرتا ہوں -

نیازمند ایم - اے - قدوس بادشاہ (مدراس)

ناموران غزوۂ طرابلس

الا احیاء ، الذین لا یموتون

— * —

السیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ

— * —

الصبر یحمد فی المواطن کلہا
الا علیک ، فانہا مذموم

— * —

چند دل کے ٹکڑے ہیں ، جنکو صفحوں پر بچھانا چاہتا ہوں ، کیونکر بچھاؤں ؟ چند آنسو ہیں ، جنکو کاغذ پر پھیلانا چاہتا ہوں ، کیونکر پھیلاؤں ؟ آہ ! ان لفظوں کو کہاں سے لاؤں ؟ جو دلوں میں ناسور پیدا کردیں ؟ آہ اپنے دل کے زخموں کو کیونکر دکھاؤں ، کہ اوروں کے دل بھی زخمی ہوجائیں ؟ پتھر میں سوراخ ہوجاتا ہے ، مگر جب دل پتھر کے بن جاتے ہیں ، تو ان کا پگھلنا محال ہے " فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ ، وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار (۱) اور کائنات انسانیہ میں جیسی زندگی ہے ، دل کے ناسوروں اور جگر کے زخموں ہی کے دم سے ہے - جبتک دل زخمی ہیں ، روح تندرست ہے ، لیکن جس دن دلوں کے زخم بھر گئے ، اس دن یقین کیجیے کہ اب زندگی سے خالی بھی ہوگئے -

آج کے نمبر کے ساتھ ایک جنس صفحہ تصویر کا شائع کیا جاتا ہے ، مگر میں آنکھوں کا طالب نہیں ہوں ، جو اسکو دیکھیں - دل کا طالب ہوں جو اسکو پڑھیں - پھر کوئی ہے جو اپنے پہلو میں دل رکھتا ہو ؟

معمور دلے اگر ہست ، بار گوست
این جا سخن دہ ملک فریدون نمی رود

* * *

غزوۂ طرابلس کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ صدیوں کے بعد اس نے صدر اول اسلام کے غزوات و مجاہدات کے واقعات زندہ کردیے ، اور مدتوں کے بعد عرب بادیہ کو موقعہ ملا کہ اپنے اصلی جوہر جتلائیں - بدر اور احد کے واقعات میں ہم پڑھتے تھے کہ ایسی عورتیں تھیں ، جو اپنے آٹھ آٹھ لڑکوں کو اللہ کی راہ میں زخمی کرا کے پھر خود بھی زخمی ہوجاتی تھیں ، اور اللہ کے رسول محبوب کی محبت و عشق میں ایسی مخمور تھیں ، کہ تیروں پر تیروں کھاتی تھیں ، مگر اپنے جسم کو انکے سامنے ڈھال کی طرح رکھتی تھیں - یہ ہم پڑھتے تھے ، مگر جنگ طرابلس نے تمام واقعات دکھلا دیے -

عربی جنگ کی پہلی خصوصیت عورتوں کی شرکت ہے ، غزوہ طرابلس کیلیے جب اطراف و جوانب اور اندرون صحرا سے قبائل جمع ہونے لگے ، تو ہر قبیلے کے ہمراہ اسکا پورا خاندان تھا - ان میں ہر طرح کی عورتیں ہوتی تھیں - وہ نوجوان لڑکیاں بھی ہوتی تھیں ، جنکے ابھی کھیل کود کے دن تھے - بوڑھی عورتیں بھی ہوتی تھیں ، جنکے جسم کے قوی ، جواب دیچکے تھے - بہت سی عورتیں ایسی بھی ہوتی تھیں ، کہ انکی گود میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ انکو الگ نہیں کرسکتی تھیں - ہم نے وہ تصویریں دیکھی ہیں ، جنمیں کسی عورت نے ایک طرف تو گود میں بچہ اٹھا لیا ہے اور دوسری جانب پانی کی مشک ہے - اسی حالت میں میدان جہاد کے زخمیوں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہیں -

جن قبائل نے سب سے زیادہ جنگ میں حصہ لیا ، ان میں ایک مشہور قبیلہ (قبیلہ البراعصہ) تھا ، جو کذرب تعوس ، اور ازرق رسوح کے احاط سے اندرون طرابلس کا سب سے بڑا قبیلہ سمجھا جاتا ہے -

اس قبیلے کا سردار (شیخ عبد اللہ) تھا ، جس کو عرب اپنی بول چال کے قاعدۂ تخفیف سے (عبداہ) پکارا کرتے ہیں - اس مجاہد غیور نے آغاز جنگ سے خالصاً لوجہ اللہ جو عظیم الشان خدمات جہاد انجام دیں ، انکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - جنگ کے تمام ترک افسر اس بارے میں متفق اللسان ہیں کہ اگر شیخ عبد اللہ کے جاں نثارانہ عزائم اول کار میں ساتھ نہ دیتے ، تو بعد کی کامیابیاں ہرگز حاصل نہو سکتیں - مختصر یہ ہے کہ اس وقت اسلام نے اپنے قبیلے کو ابھارا ، اطراف و نواح کے دوسرے قبائل کو آمادہ جہاد کیا ، اپنا تمام مال و متاع ترک افسروں کے سپرد کردیا ، تمام عربوں کو بطور نفقۂ جنگ کے روپیہ دیا جاتا تھا ، اسکے لینے سے بھی اس نے انکار کردیا ، پھر اپنے خاندان کے تمام مردوں اور عورتوں کو لاکر دشمنان اسلام کے آتش جہنمی کے سامنے کھڑا کردیا ، انکو کٹوا دیا ، اور آخر میں خود بھی انکی رفاقت میں روانہ ہوگیا - خدا نے کے دربار نے اپنی محبت کی پہلی شرط یہ قرار دی تھی کہ " لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون " - نیکی حاصل نہیں کرسکتے ، جب تک اسکی راہ میں ان چیزوں کو نثار نہ کردو ، جو تم کو محبوب و مطلوب ہیں ، کیونکہ ایک دل میں محبت کے دو آشیانے نہیں بن سکتے - انسان کی دنیوی محبوبات میں مال و متاع ، اہل و عیال ، اور پھر نفس و جان ، یہی تین چیزیں وہ سب سے زیادہ بوجھل زنجیریں ہیں ، جو اس راہ میں پاؤں کو چلنے نہیں دیتیں - اس ولی من اللہ عاشق صادق نے ایک ہی روش میں ان تینوں زنجیروں کو کاٹ ڈالا - سب سے پہلے مال و متاع کو اسکی راہ میں لٹایا ، پھر اپنے عزیزوں کو قربان کیا ، آخر میں جان رہگئی تھی ، یہ بھی جان آفرین کے سپرد کردی - لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

انکس کہ ترا شناخت جانرا چکند * فرزند و عیال و خانمان را چکند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی * دیوانۂ تو ہر دو جہان را چکند

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ، واللہ روف بالعباد (۲) (۱۱ ۳۲) (۱)

* * *

اسکا تمام خاندان مصروف پیکار و خدمات جہاد تھا ، لیکن اولاد میں صرف ایک گیارہ برس کی لڑکی (فاطمہ) تھی ، جسکی محویت و استغراق کو دیکھ دیکھ کر تمام ترک افسر اور سپاہی حیران ہوجاتے تھے - ڈاکٹر (اسماعیل ...) جنہوں نے اسکی تصویر اتاری تھی ، لکھتے ہیں

---

(۱) اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اس کی رضا جوئی کی راہ میں اپنی جان تک دیدیتے ہیں ، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے -

کارزار طرابلس

عرب اور ترک سپاہی جب دشمنوں کا تعاقب کرتے ہوئے میدان جنگ سے آگے بڑھے ' تو انہوں نے دیکھا کہ چار زخمی ترک زمین پر پڑے ہیں ' پاس ہی (فاطمہ) کی لاش ہے ' مگر اس حالت میں ' کہ مشک کا دہانہ ہاتھہ میں پکڑا ہوا ہے ' اور مشک ایک بے ہوش ترک کے سینے پر پڑی ہے - شاید مرتے دم بھی زخمی ترک کو پانی پلانے کی کوشش کی تھی ' مگر مشک اسکے منھہ تک نہ لے جاسکی !!

فرمان سلطانی

— * —

مصر کی تازہ عربی ڈاک میں وہ فرمان سلطانی آگیا ' ہے جو دولت عثمانیہ کی طرف سے اہل طرابلس کو بھیجا گیا تھا ' جسکا ترجمہ درج ذیل ہے -

فرمان سلطانی بابت خود مختاری

بنام اہل طرابلس الغرب و بن غازی

بلحاظ اسکے کہ ہماری حکومت تم کو اپنے وطن کی مدافعت میں ضروری مدد نہیں دیسکتی ہے ' اور بخیال اس اہتمام کے جو ہمکو تمہارے موجودہ اور آیندہ مصالح کی بابت ہے ' اور بلحاظ اس رغبت کے جو ہمکو اس منحوس جنگ کے ختم کرنے کی نسبت ہے جو ملک و خاندان اور ہماری سلطنت کے خلاف کی گئی ہے - اور بنظر اس امن پسندی کے جو ہمیں تمہارے ملک اور سلطنت میں ہے ' تمکو اندرونی کامل خود مختاری دیتے ہیں - ہم اپنے امانددار خادم شمس الدین بک کو تمہارے ملک میں قائم مقام بناتے ہیں اور طرابلس میں عثمانی مصالح کی حفاظت انکے متعلق کرتے ہیں ' انکا تعین پانچ برس تک کیلیے ہوگا - پانچ برس کے بعد انکے بحال رکھنے یا انکی جگہہ پر کسی دوسرے کے تقرر کا حق ہم اپنے لیے محفوظ رکھتے ہیں -

چونکہ ہماری یہ خواہش ہے کہ شریعت مقدسہ کے قواعد جاری رہیں اسلئے ہم اپنے لیے ایک قاضی کی تقرری کا حق محفوظ رکھتے ہیں - اس قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے ماتحت علماء خود منتخب کرے - اس قاضی کی تنخواہ ہم دینگے - نائب السلطان اور باقی اسلامی عملہ کی تنخواہ طرابلس کی آمدنی سے دیجائیگی -

دستخط - محمد الخامس

صلح نامہ ترکی و اٹلی

— * —

مصر کی تازہ عربی ڈاک سے

— * —

(۱) دونوں سلطنتیں معاہدہ کرتی ہیں کہ اس صلحنامہ پر دستخط ہونے کے بعد موجودہ سرحدی جنگ کے روکنے کیلئے ضروری تدابیر اختیار کرینگی - دیگر سرحدوں پر اپنے اپنے نائب بھیجیں گی تاکہ وہ ان تدابیر کے نفاذ کی کوشش کریں -

(۲) دونوں حکومتیں وعدہ کرتی ہیں کہ وہ اپنے اپنے افسروں ' فوج ' اور دیگر عہدہ داروں کو واپسی کا حکم دیدینگی - اطالیا جزائر ایجین سے اور دولت عثمانیہ طرابلس اور بن غازی سے - لیکن طرابلس اور بن غازی سے عثمانی فوج کے واپس ہونیکے بعد اطالوی فوج جزائر ایجین سے واپس بلائی جائیگی -

(۳) فریقین جلد سے جلد قیدیوں کو رہا کردینگے -

(۴) دونوں حکومتیں معاہدہ کرتی ہیں کہ اطالیا اہل طرابلس اور بن غازی سے درگزر کریگی اور دولت عثمانیہ ان باشندگان جزائر سے جو اطالیا کے ساتھہ جنگ میں شریک ہوے ہیں یا جنکی بابت جنگ میں شرکت کا شبہ ہے ' اس معافی سے وہ لوگ مستثنی ہونگے جو کسی قانون عام کی بموجب سزا کے مستوجب ہونگے - اسلئے یہ جائز نہوگا کہ کوئی شخص ہے خواہ وہ کسی طبقہ یا کسی مقام کا ہو ' اسکی ذات یا جائداد سے ان کاموں کی نسبت مواخذہ کیا جائے ' جو اس نے دوران جنگ میں انجام دئیے ہیں ' اور وہ تمام لوگ جو اسوقت تک قید میں ہیں ' یا جلا وطن کردیے گئے ہیں ' بغیر کسی تاخیر کے آزاد کردیے جائینگے -

(۵) ان تمام معاہدات اور اتفاقات پر عمل کیا جائیگا ' خواہ وہ کسی قسم اور کسی نوعیت کے ہوں جو دونوں سلطنتوں میں قبل جنگ منعقد ہوے تھے یا نافذ ہونے تھے اور پھر رہگئے تھے - دونوں حکومتوں اور نیز انکی رعایا کی حیثیت پھر وہی ہوجائے گی جو جنگ سے پہلے تھی -

(۶) اطالیا وعدہ کرتی ہے کہ وہ ایک تجارتی معاہدہ دولت عثمانیہ کے ساتھہ کریگی ' جسکی بنیاد دول یورپ کے قانون عام پر ہوگی -

یعنی اطالیا دولت عثمانیہ کو استقلال اقتصادی دیگی اور دولت عثمانیہ کو جنگی سامان وغیرہ میں ہر قسم کے تجارتی تصرف کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ اسوقت دول یورپ کرتی ہیں - لیکن یہ تصرف حق بعض قنصل یا ان حقوق کے ساتھہ مقید نہیں ہوگا ' جو اسوقت نافذ ہیں - یہ معاہدہ اس شرط پر ہوگا ' کہ دولت عثمانیہ بھی ایک ایسا معاہدہ دول یورپ کے ساتھہ کرے -

اسکے علاوہ اطالیہ یہ قبول کرتی ہے

(۱) عثمانی جنگی سامان اطالوی پر ۱۵ فی صدی محصول لیا جاے -

(۲) پٹرول ' سگرٹ کا کاغذ ' دیا سلائی ' الکحل ' اور کھیلنے کے تاشوں پر بھی چنگی زیادہ کی جائے -

لیکن اس شرط پر کہ -

(۱) دیگر ممالک کے سامان پر بھی چنگی میں اضافہ کیا جائے -

(۲) دولت عثمانیہ اطالوی سامان اسی فی صدی اوسط کی نسبت سے منگوائے جو جنگ سے تین سال قبل تھا بشرطیکہ قیمتیں ایک ہوں اور بازار اس قسم کے موافق ہو -

(۷) اطالیا وعدہ کرتی ہے کہ وہ اپنے تمام ڈاکخانے بند کردیگی جو دولت عثمانیہ میں ہیں ' بشرطیکہ دوسری سلطنتیں بھی اپنے ڈاکخانے بند کردیں -

" سب سے پہلے میں نے اِس معصوم انسان کو اُس وقت دیکھا' جب میں پہلی مرتبہ اپنی جماعت لیکر (عزیزیہ) سے (زوارہ) آیا تھا ' عورتوں اور لڑکوں کی لشکر میں کمی نہ تھی ' کیونکہ ہر عرب مع اپنے پورے خاندان کے شریک جہاد ہوا تھا ' لیکن چند مخصوص باتیں (فاطمہ) میں ایسی نظر آتی تھیں ' جنکی وجہ سے وہ ہزار ہا مردوں اور عورتوں میں بھی پہچان لی جاتی تھی - اول تو اسکی عمر بہت چھوٹی تھی ' زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی ہوگی - دوسرے سکو جنگ ' اور جنگ کے زخمیوں سے کچھہ ایسا انس ہوگیا تھا ' کہ سخت سے سخت معرکوں میں بھی اسکی مسابقت اور پیش قدمی کو ہر سپاہی محسوس کرتا تھا - جنگ خواہ حملے کی ہو ' خواہ مدافعت کی ' ساحلی بیڑے سے توپوں کی بارش ہو رہی ہو ' یا تلواروں اور بندوقوں کی سامنے صفیں ہوں ' مگر زخمی مسلمان کی آہ ' اسکے لیے ایک ایسی کشش تھی ' جسکو سن لینے کے بعد محال ہو جاتا تھا کہ اسکی چھوٹی سی مشک اپنے فرض کو بھول جائے - وہ کم سن تھی ' لیکن اسکے اندر ایک ایسا سال عشق موجود تھا - نہ عشق لہو ولعب و تمتعات جذبات کا نہ تھا ' بلکہ درد ' رحم ' اور کٹی ہوئی انسانی رگوں کا - جہاں کہیں یہ جذبات موجود ہوتے ہیں ' وہ ایک باد رفتار ہرنی کی مستعدی ' مگر فرشتۂ عشق کے پروں پر اڑتی ہوئی پہنچ جاتی تھی - میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ بارود کے دھوئیں سے تمام فضا تاریک ہو رہا ہے ' کانوں کے پردے توپوں کی سامعہ شکن صداؤں سے پھٹ رہے ہیں ' گولوں کے پھٹنے سے ایک عارضی روشنی نمودار ہوجاتی ہے ' مگر اسکے ساتھہ ہی انسانی اجساد کی چیختی پچھلی بوٹیاں گردوں کے ساتھہ ملکر ایک عجیب وحشت انگیز ہنگامہ برپا کر دیتی ہیں - ایسے جگر دوز اور زہرہ گداز عالم میں وہ معصوم ہرنی (مجھے اسکی طرح یاد ہے) اپنا اوڑھنا کمر پر باندھے ہوئے اور بھٹی ہوئی جمار تمرے گرد لپیٹے ہوئے اسطرح دوڑ رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا ' مظلوم و محتاج زخمیوں کی جگرگدازی کیلیے کوئی فرشتۂ رحمت آسمان سے اتر آیا ہے ' اور اللہ نے ہوا اور زمین کو اسکے تابع کر دیا ہے کہ وہ اٹھائے رہے ' اور نہ لیٹنے پائے - سامنے سے گولوں کی لگاتار بارش ہو رہی تھی ' مگر یہ اس بارش پر تدریج ہوئی جاتی تھی ' انسانی لاشیں ایک پر ایک گر رہی تھیں ' مگر ہر نئی لاش کے گرنے کی آواز جوف کی جگہہ اسمیں قوت کی نئی رو پیدا کر دیتی تھی - یہ حالت دیکھکر میں بے اختیار ہوگیا - کچھہ بعید نہیں کہ ایسے خطرناک اور یکسر موت و ہلاکت عالم میں یہ نورانی چہرہ ہمیشہ کیلیے نظروں سے چھپ جائے ! میں نے ارادہ کرلیا کہ اگلی مرتبہ اگر وہ نمودار ہوئی ' تو کسی نہ کسی طرح پکڑ لونگا اور سمجھاؤنگا کہ موت کی اسقدر آرزومند کیوں ہوگئی ہے ؟

تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک چھوٹا سا سایہ قریب سے گذرا ' میں نے لپک کر اسکا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا " کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہے ؟ "

" چھوڑ دو ' کیا تم بھول گئے کہ اسلام اور وطن کے کیلیے فرزند بہاں پیارے تم توڑ رہے ہیں ؟ " یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگئی !

وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ مجھکو سرخ رنگ سے عشق ہے - آہ ! یہی رنگ ایک دن میں نے اسکی گردن اور دل کے نیچے سے بہتا ہوا دیکھا .... "

* * *

۱۲ رجب سنہ ۱۳۳۱ - کو (زوارہ) میں اطالیوں نے دو ماہ کی مسلسل طیاریوں کے بعد ایک بہت بڑا حملہ کیا تھا - عربوں نے بھی جو عرصے کی بیکاری سے گھبرا اٹھے تھے بھوکے شیروں کی طرح دوڑ کر انکا استقبال کیا - روما سے جو خبر بعد کو مشتہر کی گئی تھی ' اسمیں اطالیوں کی تعداد چھہ ہزار بتلائی تھی ' مگر دراصل بارہ ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی - عربوں اور ترکوں کی متحدہ فوج کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین ہزار تھی -

یہ لڑائی دن بھر جاری رہی ' اور عصر کے وقت ۱۲۰۰ لاشیں میدان جنگ میں چھوڑکر ' اپنی عادت مستمرۂ جنگ کے مطابق ' اطالیوں نے ساحل کا رخ کیا -

* * *

عین دو پہر کا وقت تھا ' آفتاب نوک خنجر دونوں جانبوں سے آگ برسا رہا تھا ' دس ہزار بندوقوں کے چھوٹنے کی آواز ایک ہی وقت میں کڑک رہی تھی ' تمام ریگستان میں موت اور ہلاکت کے سوا کچھہ نہ تھا - اس وقت اس بہشت زار شہادت کی حور عین (فاطمہ) کہاں ہے ؟

وہ بدستور اپنے ایک ہی کام میں مشغول ہے - اسکی دائمی رفیق (مشک) اسکی پیٹھہ پر ہے - دھوپ اور تپش کی شدت سے چہرہ جھلسا ہوا ہے ' تالو پر سرخی مائل ریت کی تہہ جمع ہوتی ہے ' کپڑے اسکے محبوب " سرخ رنگ " کے دھبوں سے رنگین ہو رہے ہیں اور اپنی مخصوص محبوبانہ محویت کے پردے فضاے جنگ میں اوڑ رہی ہے -

اسکی ماں بھی اس خدمت میں شریک ہے ' مگر اسکا ساتھہ کون دے سکتا ہے ؟ اسکا باپ بھی اپنے قبیلے کے ساتھہ مصروف جنگ ہے ' مگر اسکو اپنے کام کے انہماک میں اسکی یاد کی مہلت ہی کب ہے ؟ عصر کا وقت جب قریب آگیا ' تو مجاہدین آخری عزم بالجزم کے ساتھہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ' اور انکی صفوں میں گھس کر تلواروں سے کاٹنا شروع کردیا - (احمد نوری بک) ترکی کمان افسر نے عربوں کے ہجوم کو دیکھا ' تو خود بھی اپنی جماعت لیکر دشمنوں کے مغربی توپ خانے تک بڑھتا ہوا چلا گیا - توپ خانے کے پاس اطالیوں کی ایک تازہ دم جماعت موجود تھی ' جس نے ابتک لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا - ایک چھوٹی سی جماعت دیکھکر وہ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور بیس ترک سپاہیوں کو چاروں طرف سے گھیر کر بندوقوں کا نشانہ بنا دیا جاتا - نہیں معلوم کونسا مضبوط ہاتھہ تھا ' جس نے عربی صفوں سے اسقدر دور (فاطمہ) کو پہنچا دیا تھا - اس نے دیکھا کہ جاندار ترک تلواروں کے بے امان ہاتھہ مار کر صف نکل آئے ہیں ' مگر چار زخمی ترک زمین پر پڑے ہوے سسک رہے ہیں - نامرد اطالی حریفوں کو روک تو نہ سکے ' مگر اب زخمیوں کے سر و سینہ میں سنگین چبھوکر اپنا غصہ نکال رہے ہیں - گیارہ برس کی (فاطمہ) دیکھتے ہی لپکی ' اور بغیر ان لوگوں پر نظر ڈالے ہوے ' جو پاس ہی کھڑے تھے ' اپنی مشک ایک زخمی کے منہ سے لگادی - پورا ایک گھونٹ بھی ابھی زخمی کے حلق سے نہیں اترا تھا ' کہ دو اطالیوں نے بڑھکر گردن کے پاس سے بال گرفتار پکڑ لیا - (فاطمہ) معا مڑی ' مگر دشمن کی گرفت مضبوط تھی - فوراً اس نے زخمی ترک کی پڑی ہوئی خون آلود تلوار اٹھالی ' اور اس زور سے ماری ' کہ اطالی سپاہی کے دہنے ہاتھہ کا پہنچا زخمی ہو کر لٹک گیا - اس نے گردن چھوڑدی ' مگر اسلیے چھوڑ دی ' تاکہ بائیں ہاتھہ سے اپنے دشمن پر حملہ کرسکے -

ادھر بندوق کے چھوٹنے کی آواز آئی ' اور ادھر اٹالین مرد شکست کھاکر بھاگتی ہوئی نظر آئی -

* * *

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ انور الاحرار مدحت پاشا

۳ سید احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبد القادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ ہز اکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاہد دستور جریت نیازی بک

۹ ابراہیم برنا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر د اد سرای بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا عام سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ تبک ... سی تسات سے

۱۶ منصور پاشا معروف نیازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے جارحین مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز مجاہدین کے کیمپ پر گولے پھینک رہے ہیں

۱۹ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ تبروق تنک کی شکستہ دیوارین

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی ... ت

۲۷ اذربائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا عصر حکومت

(عام مناظر و تصا...)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈنلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کی ہلال احمر کا طبی ...

* * *

۳۹ ویانہ میں ایک اسلامی انو ...

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta: Wednesday, November 20, 1912.

الله اکبر! الله اکبر! لا اله الا الله و الله اکبر! الله اکبر!
و لله الحمد!!

— * —

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل ربنا!
تقبل منا ، انک انت السمیع العلیم ربنا! واجعلنا مسلمین
لک و من ذریتنا امة مسلمة لک ، و ارنا مناسکنا
و تب علینا ، انک انت التواب الرحیم - ربنا!
وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم
ایاتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة
و یزکیهم ، انک انت العزیز الحکیم -
و من یرغب عن ملة ابراهیم
الا من سفه نفسه ، و لقد اصطفیناه
فی الدنیا و انه فی الاخرة
لمن الصالحین -

(۲ : ۱۲۱)

اس ہفتے کا پرچہ عید کی تعطیل کیوجہ سے بجائے بدھ کے جمعرات کو نکلتا ہے -

روزانہ

— • —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹونکی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جاے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

— * —

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(٣ : ١٣٢)

— * —

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, November 20, 1912

فہرس

تصاویر

ایڈیٹر الہلال کا سفر

— * —

امید ہے کہ انشاء اللہ اسی ہفتے کے اندر ایڈیٹر الہلال بعض اہم اغراض سے ایک مختصر دورہ شروع کردیگا، جو ممکن ہے کہ پیش آنے والے واقعات سے وسیع تر ہو جاے - والامر بیدہ سبحانہ و تعالی -

مناستر کے قبضے کي تغلیط

— * —

صلح کي نے سر و پا افواہ ، بلغاري فوج کي سخت ابتري، اموات کي کثرت، ہیضے کي شدت ، باب عالي نے مہلت جنگ کي شرائط نا منظور کیں ، جنگ برابر جاري رہے گی، ملک اور حکومت ، دونوں کا یہي منشا ہے -

— * —

و یستعجلونک بالعذاب ، و لولا اجل مسمی ، لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون (۲۹ ۵۳)

— * —

بنام الہلال

— * —

قسطنطنیہ - ۲۱ نومبر صبح - ۱۰ بجے

قوت اور فتح و نصرت ، دونوں روز بروز بڑھتی جاتي ہیں - کوئي دن دشمنوں کی سخت و شدید شکستوں کي بشارت سے خالي نہیں جاتا ، شہر میں پورا سکون ، اور حکومت مہینوں جنگ قائم رکھنے پر قادر ، مناستر کی تسخیر بالکل غلط ہے ، البتہ ۱۹ کو شہر سے جنوب میں ایک جنگ ہوئي اور حملہ آور سخت نقصان اٹھاکر واپس گئے - شتلجا کی قوت اور سامان ہر گھڑی فی المضاعف ، بلغاري فوج فاقہ اور ہیضہ سے تباہ ہو رہي ہے ، روزانہ اموات کی تعداد بے شمار - صلح کا یہاں ذکر تک نہیں ، مہلت کی شرطیں نا منظور کردیں ، ملک اور گورنمنٹ ، دونوں جنگ قائم رکھیں گے ، گھبراؤ مت ، مگر دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو ، خط جاتا ہے -

(عبید اللہ)

الہـــــــلال

— ✻ —

شـــرح اجـــرت اشتـــہـــارات

— ✻ —

ایک مرتبہ کیلئے بحســـاب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	فی کالم	۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ " "		۲۲ "	"	۱۲ "	"	۷ "
تین ماہ " "	"	۱۸ "	"	۱۰ "	"	۶ "
چھہ ماہ " "	"	۱۵ "	"	۸ "	"	۵
ایک سال " "	"	۱۲ "	"	۶ "	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں ' انچ کے حساب سے لئے جاینگے' بحســـاب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اُجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی ' یعنی ۲۶ روپیہ لی جائےگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر' یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی ' اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جاے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جایگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شــــرائــــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیسکیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) مہتمم کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو خوبے کے اوسلم میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا مخفی امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

ایک کھیل تھی ' جسکا نتیجہ خواہ کچھہ ہو ' مگر فتح مند فریق اور ہزیمت خوردہ مقابل ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے یکساں سمجھے جائیں گے ' لیکن اب " پچھلی حالت کا لوٹ آنا محال ہے " اور انگلستان کا نیا ولیم پٹ (مسٹر اسکویتھ) کہتا ہے کہ " مشرقی یورپ کا نقشہ بدل دو " ۔

فتح قسطنطنیہ ایک عمدہ بات ہے کہ ہندوستان کے نائب السلطنت اور مصر کے فاتح سوڈان نے ٹرکش ریلیف فنڈ میں چندہ دیا ' اور گو ہم دہلی کی جامع مسجد کی اُن صفوں میں کوئی جگہ حاصل نہ کرسکے ' جو ان واقعات کی شکر گذاری کیلیے مرتب ہوئی تھیں ' تاہم اپنے گھر میں بیٹھکر تو خوش ہوسکتے ہیں - لیکن سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں ترک زخمیوں کی مرہم پٹی کے لیے کیا کچھہ دیا گیا ؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ انگلستان میں ترکی کے زخمی جسم کی قطع و برید کے لیے کیا کچھہ کہا گیا ہے ؟

تاریخی واقعات کا تشابہ بعض اوقات کیسا عجیب ہوتا ہے ۔ (گس) نے ایک یونانی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے ' جو سلطان محمد فاتح کے حملۂ قسطنطنیہ کے زمانے میں رومیوں اور یونانیوں کی اُمید کی آخری غذا تھی ' اس پیشین گوئی میں یقین دلایا گیا تھا کہ گو ترک قسطنطنیہ کو فتح کرلیں ' لیکن جس وقت وہ (سینٹ صوفیا) کے گرجے کے پاس پہنچیں گے ' معاً ایک جوشخوار فرشتہ آسمان سے اتر آئیگا اور فاتحوں کو شکست دیکے سرحد ایران تک بھگا دیگا -

سلطان جب فتح کے بعد سینٹ صوفیا کے دروازے پر پہنچا ' تو اسکے اندر ہزاروں آدمی اس آسمانی فرشتے کا انتظار کر رہے تھے ' لیکن دروازے کے ٹوٹنے کی آواز نے انھیں بتلادیا کہ آسمانی فرشتہ کی جگہ سلطان محمد کی فاتح تلوار سامنے آنے والی ہے -

ٹھیک یہی حال ۹ نومبر کو سینٹ صوفیا کی جگہ گلڈ ہال میں ہوا جبکہ مسٹر اسکویتھ فتح قسطنطنیہ کا چند گھنٹوں کے اندر انتظار فرما رہے تھے ' اور " باب مسیحیت " کے امتداح نے انکے تخیل میں طلائی صلیبوں کی ایک مقدس قطار کھڑی کردی تھی - وہ دیکھہ رہے تھے کہ صلیبی جنگ کی فراموش شدہ گیتوں کی متبرک صداؤں میں ایک مقدس رسم کی وقار و عظمت کے ساتھہ قسطنطنیہ میں داخل ہورہے ہیں ' اور سینٹ صوفیا کا پراسرار راہب اسکی دیواروں سے نکلکر اپنے برکت کے ہاتھہ پھیلا رہا ہے (۱)

لیکن عین اس شور و مسرت کے عالم میں فتح قسطنطنیہ کی جگہ ریوٹر نے بلغاری شکستوں کی پے بہ پے خبریں سنانا شروع کردیں ' اور قسطنطنیہ کی فتح یابی کی جگہہ ' ایڈریا نوپل کی کامیابی بھی انکے نظارۂ باب مسیحیت کی طرح خواب و خیال ثابت ہوئی ۔

صفحۂ جنگ خبروں کا قدیم انداز گو برابر قائم رہا لیکن ساتھہ ہی قسطنطنیہ کی بعض خبریں اصلیت کو روشنی بخشتی رہیں - اقرار حق کے لحاظ سے بھی یہ ہفتہ قابل ذکر ہے کہ مارننگ پوسٹ ' ڈیلی ٹیلی گراف ' اور منچسٹر گارجین کے نامہ نگاروں نے صاف صاف بعثلدت دیگر کی باطل نگاریوں کا اعتراف کرلیا -

موجودہ جنگ کی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ (شتلجا) کی مدافعت کی قوت و ہزیمت پر تمام جنگ آکر ٹھہر گئی ہے - نقشہ اپنے سامنے رکھکر دیکھیے تو آپکے دہنی جانب قسطنطنیہ ہے ' بائیں طرف قرق کلیسا کا سلسلہ ' اور مثلث کے تیسرے کونے پر شتلجا ' جو مغربی جانب کو قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلے پر بیان کیا جاتا ہے - یہ دراصل ایک چھوٹا سا جزیرہ نما مقام ہے جسکے جنگی استحکامات کا سلسلہ ۱۳ میل تک چلا گیا ہے ' اور تیس کلو میٹر پہاڑیوں کے پیچ در پیچ سلسلوں سے گھرے ہوے ہیں - عثمانی تقویم جو سرکاری پریس سے ہر سال شائع ہوتی ہے ' اسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان محمد چہارم کے زمانے میں اس مقام کی جنگی ترقیات پر توجہ کی گئی ' اور پھر گذشتہ ۸۰ برس کے اندر چالیس سے زیادہ قلعے تعمیر کیے گئے - قلعوں کی ترتیب ایک دہری قطار کی صورت میں ہے ' جنمیں سے ہر دو قلعہ کے باہمی فاصلے کو چھوٹے چھوٹے دمدموں اور مورچوں کے سلسلے سے ملا دیا گیا ہے -

۱۱ - نومبر سے ۲۰ نومبر تک جسقدر خبریں خود ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ آئی ہیں ' انسے بالکل غیر مشتبہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بلغاری قوت کے خاتمے کا جو خیال کیا گیا تھا ' آیندہ پیش آنے والے واقعات اسکی تصدیق کیلئے تیار ہیں - ۱۷ نومبر کے شام کے تار میں علاوہ ہز اکسلنسی ناظم پاشا کے سرکاری بیان کے ' خود ریوٹر اور لندن ٹائمس کے نامہ نگار شتلجا کی ناقابل تسخیر مدافعت ' اور عثمانی توپ خانوں کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہیں ' ٹائمز کا نامہ نگار صاف صاف لفظوں میں اقرار کرتا ہے کہ بلغاری توپ خانے کا مقام عثمانی توپوں کے مقابلے میں بہت کم سودمند سمجھا جاسکتا ہے -

درحقیقت موجودہ جنگ میں عثمانی مدافعت کا یہی وہ اصلی حصہ تھا ' جسکا ایک تجربہ کار انگریز فوجی افسر نے قرق کلیسا کے حملوں کے وقت ڈیلی ٹیلی گراف میں اظہار کیا تھا ' اور جسکی تحریر کا ضروری حصہ آج کے الہلال میں کہیں درج کردیا گیا ہے - اس نے لکھا تھا کہ " اگر تمام بلغاری توقعات کو واقعات کی صورت میں تسلیم کر بھی لیا جاے ' تو بھی اسکا کیا علاج کہ جب قسطنطنیہ سے چند میلوں کے فاصلے پر شتلجا یا کسی اور مقام پر ترک بیٹھہ رہیں گے ' تو اس وقت ترکوں کے اختیار میں ہوگا کہ بہتر سے بہتر پوزیشن کے توپ خانوں سے مہلک نشانوں پر گولے پھینکتے رہیں ' لیکن اسکے مقابلے میں حملہ آوروں کی آخری جنگی قوت بالکل بے بس ہوجاے گی اور بلغاری افسر اپنے بچاؤ اور تحفظ کیلیے مناسب مقامات کی تلاش میں سراسیمہ ہوکر یقیناً برباد ہوجائیں گے "

اس وقت تک علاوہ اُن تین عظیم الشان شکستوں کے جو ۱۱ - نومبر سے پہلے ایڈریا نوپل کے حوالی میں بلغاریا کو دی گئیں ' خاص شتلجا کے مختلف خطوط مدافعت پر بھی پانچ سخت شکستوں کی خبریں آچکی ہیں ' اور خود ریوٹر کی بھیجی ہوئی خبریں بلغاری حملوں کی پے در پے ناکامیوں کا اقرار کرتی ہیں -

خبروں کی قدر و قیمت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۸ - نومبر کی صبح کو ریوٹر نے قسطنطنیہ سے جنگ کے اختتام اور گویا فتح قسطنطنیہ کی خبر بے دریغ مشتہر کردی - اسکے جملے نہایت وقیع الفاظ اور واقعہ نگارانہ لہجے سے مرکب تھے ' دن کے گیارہ بجے اس نے تمام قسطنطنیہ میں مایوسی اور بے بسی کا عام منظر دیکھا لوگ گولیوں کے چھوٹنے کی آواز بہت قریب سے سن رہے تھے اور یقین کیا جاتا تھا کہ جو کچھہ ہونا تھا ہوگیا ' اب سعی و کوشش لاحاصل ہے - باوجود اس علم کے کہ ان خبروں میں سے کئی

(۱) فتح قسطنطنیہ کے بعد عیسائیوں میں مشہور ہوگیا تھا کہ جب سلطان محمد فاتح سینٹ صوفیا کے گرجے کے دروازے پر پہنچا ' تو اس وقت وہاں کا مقدس پادری نماز میں مصروف تھا ' ترک گرجے کے اندر داخل ہوے تو معاً سامنے کی دیوار شق ہوگئی اور پادری اسکے اندر داخل ہوگیا ' ابتک وہ اسی دیوار کے اندر زندہ ہے ' جب دوبارہ عیسائی قسطنطنیہ فتح کرینگے تو پھر دیوار شق ہوگی اور پراسرار پادری نکل کر اپنی بقیہ نماز پوری کریگا -

شذرات

النبأ العظیم

(۲)

— * —

اگر موجودہ جنگ کی تاریخ کا کوئی پر فخر ایڈیشن سرویا سے شائع کیا گیا، اور اسمیں سقوطری، اسکوب، یانا، اور کرک قلعسی کی شاندار فتوحات کی داستانسرائی کی گئی، تو دنیا میں ایک شخص ہوگا جو سرویَن اور بلغارین سپاہیوں کی فاتح تلواروں کے مقابلے میں اپنی گھسی ہوئی پنسل کو پیش کریگا، اور دعوا کریگا کہ مقبوضہ مقامات کی فتح و نصرت کی داد کا اصلی حصہ اسی کو ملنا چاہیے کیونکہ بلغاری توپ خانے کے گولوں کی آواز بھی جن مقامات تک نہیں پہنچتی تھی، وہاں اسکی پنسل اور تار کے فارم کا علمِ فتح لہرانے لگتا تھا!

یہ فاتح مدعی موجودہ جنگ کا تنہا راوی (لفٹننٹ ویگنر) ہوگا!

اگر اس عجیب و غریب فاتح نے ایسا دعوا کیا، تو اسکا دعوا بالکل بے خوف ہوگا، البتہ شاید ایک زبان ہو، جو اس مدعی کو بھی اپنا مدعا علیہ بنالے۔ یہ مسٹر (اسکویتھ) بالقابہ ہونگے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کی فتح کے انتظار میں جو دماغی اور اعصابی شدائد انکو برداشت کرنے پڑے، اور بدبختی سے جسکا سلسلہ بدستور جاری ہے اسکی ذمہ داری سے یقیناً یہ مدعی فاتح اپنے تئیں نہیں بچا سکے گا، علی الخصوص جب انگلستان کی موجودہ اندرونی معرکہ آرائی کو پیش نظر رکھا جائے، جسکا نازک وقت لبرل وزیر اعظم سے ایک غیر معمولی ہمت اور شجاعت کا طلبگار تھا، اور موسم سرما کے ان شدائد کو دیکھا جائے، جو گو چٹلجا کی لائنوں کے سامنے بلغاری حملہ آوروں کے لئے ناگزیر ہوں، مگر فتح قسطنطنیہ کے انتظار کیلیے انگلستان میں تو کسی طرح موزوں نہیں کہے جاسکتے، تو اس وقت مسٹر اسکویتھ کے دعوے کی اہمیت قدرتی طور پر بڑھ جاتی ہے اور اگر انہوں نے دعوا کیا، تو امید ہے کہ دنیا کی ہمدردی انکے ساتھ ہوگی۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آج پریس کی دنیا پر حکومت ہے عین یورپ میں ایک لڑائی ہو رہی ہے، ۶۶ سے زیادہ نامہ نگار یورپین اخباروں کے میدان جنگ میں بتلائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی تمام دنیا کی معلومات پر سرویا کی گورنمنٹ حکومت کر رہی ہے، اور جن واقعات کو چاہتی ہے دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے، اور جن کو چاہتی ہے، تاریکی میں مدفون کر دیتی ہے۔ (لفٹننٹ ویگنر) ایک ہی راوی ہے، جس نے کرک قلعسی کے معرکے تک تمام عالم میں خبریں مشہور کی ہیں، اور صرف اسی کو جنریل ساوُوف کے خیمے کی معلومات براہ راست حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا تھا، لیکن اب خود لندن کے سیاسی حلقوں میں علانیہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ "اس وقت تک موجودہ جنگ کی نسبت جس قدر خبریں ملی ہیں، ان پر پھر سے نظر ثانی کرنی پڑیگی" اور خود مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار اقرار کرتا ہے کہ "جب مفروضات اور بلقانی وقعات کو واقعات کی صورت میں دنیا تسلیم کر چکے گی، اور ایک عظیم الشان جغرافیائی انقلاب مشرقی یورپ میں ہو چکے گا، تو اسکے بعد شاید مورخ آئیں گے، اور اس جنگ کی کوئی صحیح تاریخ مرتب ہوگی"

یہ سچ ہے کہ مسیحی مذہب کو کذب و کذابی سے تمام مذاہب عالم میں ایک مخصوص و ممتاز مناسبت حاصل ہے۔ اور ایک مسیحی شخص جس طرح اپنی روزمرہ کی زندگی میں سچ بولنے کا عادی نظر آتا ہے اس سے کہیں زیادہ مذہبی اور قومی معاملات میں جھوٹ بولنے کیلیے بے پروا ہے۔ اس کے سامنے مسیحیت کے مقدس رسولوں کی سنت موجود ہے، جنمیں سے ایک نے مرغ کے تین بار اذان دینے سے پہلے مسیح پر لعنت بھیجی تھی، اور دوسرے (سینٹ پال) نے بغیر روح القدس کو ناراض کیے رومیوں کے سامنے متعدد مرتبہ بے تکان جھوٹ بولا تھا، پس آج بھی کسی مسیحی وجود سے خواہ وہ کسی جنگ کا راوی ہو، یا کسی بڑی حکومت کا وزیر خارجی، قومی و مذہبی معاملات میں سچ بولنے کی امید رکھنا ریاضی بے سود ہے، جنسی یہ خواہش ناممکن الحصول ہو سکتی ہے کہ "باب مسیحیت" کے افتتاح کا منظر دیکھکر انگلستان کا وزیر اعظم صلیبی اسپرٹ کے اظہار سے باز رہے، مگر تاہم ایک ضروری سوال یہ ہے کہ ان مکذوبات کی اشاعت کیا صرف مسیحی فطرۃ ثانیہ ہی کا ظہور تھا یا سیاسی دسائس کے شیاطین نے کوئی اور مقصد بھی ملحوظ رکھا تھا؟

اصل یہ ہے کہ بلقانی اتحاد کی ابتدائی اشاعت، مانٹی نگرو کی تحریک، بلغاریا کا ابتدائی انکار، پھر پر جوش اقدام، اور معرکہ قرق قلعسی کے ساتھ ہی انگلستان، اسٹریا، اور فرانس کے ہمدردانہ اظہارات پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیے، تو اصل مقصد بے نقاب ہوجاتا ہے، اور صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ فی الحقیقت بلقانی اتحاد جو نتائج حاصل کرنا چاہتی تھی، انکا اصلی موقعہ میدان جنگ میں نہیں، بلکہ اخباروں کے صفحات پر تھا۔ جنگ کے چھڑ جانے سے پہلے دول یورپ کی ذمہ دار زبانوں نے اعلان کردیا تھا کہ جنگ کا خواہ کچھ نتیجہ ہو، مگر اسکا اثر حکومتوں کے جغرافیے پر کچھ نہ ہوگا، نہ صرف اسلئے تھا کہ اگر ترکوں نے سرویا اور اسقدری پر قبضہ کرلیا، تو فتح یونان کی طرح اس جنگ کے نتائج سے بھی باب عالی جبراً محروم رکھا جائے۔

لیکن جنگ کے چھڑتے ہی بلغاریا نے اپنی فتوحات کی خبروں کا عمدہ انتظام کرلیا اور پے در پے کامیابیوں اور بدبخت ترکی شکستوں کی خبریں شائع کرنا شروع کردیں۔ یہ ایک عمدہ ذخیرۂ دلائل تھا، جو وہ یورپ کے نظارت ہاے خارجہ کے لیے بہم پہنچا رہی تھی، تاکہ انکی بنا پر فوراً پچھلی راے کے بغیر کا اعلان کردیا جائے اور ایک مرتبہ تمام یورپ میں بلقانی ریاستوں کی کامیابی کا غلغلہ بلند ہوجائے۔ ترکی شکستوں کے ساتھ ما فوق الفطرۃ نقصانات کے شمار و اعداد، باب عالی کی کمزوری، فتنہ کی کثرت، عام طور پر قسطنطنیہ میں سراسیمگی اور مایوسی، ان تمام باتوں پر اسلیے زور دیا جاتا تھا، تاکہ بتلایا جا سکے کہ اب ترکوں کی فتحمندی کی کوئی امید باقی نہیں رہی ہے، اور وقت آگیا ہے کہ یورپ ایک کانفرس منعقد کر کے فوراً قطع و برید کی کاروائی شروع کر دے۔ چنانچہ معرکۂ قرق قلعسی کی خبروں کے شائع ہوتے ہی سر اڈورڈ گرے اور ایم سازانوف کی انگلیاں مسئلہ مشرقی کی قینچی کے حلقوں میں نظر آنے لگیں، اور مسٹر اسکویتھ اُس نعت انگیز اتحاد کی خبر دیتے ہیں جو مشرقی مسئلہ کی خوش قسمتی سے اس وقت تمام دول یورپ میں موجود ہے۔

اب دنیا بدل گئی ہے۔ جس وقت تک ترکوں کی طرف سے سرویا پر قابض ہوجانے کا خوف تھا، اس وقت تک جنگ محض

افسانۂ عجم

دوسری خبر پہلی کی تغلیط کرتی ہے ' جون ہم پر اس تاربرقی کا جو کچھہ اثر ہوا وہ نا قابل بیان ہے ' بالآخر شام کی خبروں کا انتظار نہ کرسکے اور اُسی وقت متعدد تار تحقیق حال کیلیے قسطنطنیہ روانہ کیے - لیکن ابھی چند ہی گھنٹے گذرے تھے کہ ریوٹر ایجنسی کی دو بجے کی تقسیم میں ۱۸ نومبر کا تار پہنچا ' جس میں شتلجہ کی ترکی قوت کے اجتماع عظیم ' بلغاری حملوں کی پے هم ناکامی ' اور جنگ روس و جاپان کی سی سخت گولہ باری کے در پیش آنے کی خبر دی گئی تھی ا

فی الحقیقت آج بھی دنیا کے کان ویسے هی بے بس هیں ' جیسے اسی صدیوں پیشتر پریس اور تار کی ایجاد سے پہلے تھے ' کیونکہ ریل نامہ نگاروں کو جلد سے جلد پہنچا دے سکتی ہے ' تار منٹوں کے اندر واقعات کو مشہور کردے سکتا ہے ' اور پریس انکو فوراً چھاپ کر هم تک پہنچا دیسکتا ہے ' یہ عظیم الشان انقلابات ضرور دنیا میں ہوچکے ہیں ' لیکن اسکا کیا علاج کہ انسان کے جذبات ' و اخلاق غیر متغیر ہیں ' اور جس طرح تہذیب و شائستگی کی تاریخ سے پہلے یہ دنیا کا سب سے بڑا جانور جھوٹ بول سکتا تھا ' ٹھیک اسی طرح اب بھی بول سکتا ہے !!

فتح مناستر لیکن معلوم ہوتا ہے کہ گو بلغاری اتحاد اب ترکی مدافعت کے آگے ہمت ہار چکا ہو ' مگر انکے جنگ و حرب کی قوت کے دم خم میں ابتک کوئی فرق نہیں آیا ' چنانچہ اس ہفتے کی نئی جنگی داستان میں فتح (مناستر) کا بھی دعوا کیا گیا ہے -

تاروں کو بتفصیل تاریخ سامنے رکھدے اور اس داستان کے جلد جلد اولٹنے والے اوراق کا مطالعہ کیجیے - ۱۹ کی شام کو خبر دی گئی کہ مناستر پر قبضہ کرلیا گیا ' پچاس ہزار ترکوں نے تلوار رکھدی ' پھر ۲۰ کو دو بجے خبر آئی کہ شہر سپرد کرنے والے ترکوں کی تعداد ۵۰ ہزار نہیں ' ۴۵ ہزار تھی ' پھر ۲۱ کی صبح کو دوسرا تار پہنچا کہ فتح کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ' البتہ دس ہزار ترکوں کا نقصان ہوا -

ان تین خبروں کے بعد یقیناً اب چوتھی خبر یہ آنی چاہیے کہ فتح مناستر کی خبر ہی سرے سے غلط ہے ' اور گو امید نہیں کہ جنگ کے صادق البیان راوی اس چوتھی منزل کو بھی طے کریں ' لیکن دنیا نے تو ضرور کرلیا ہوگا - .

هم کو یقین ہے کہ فتح مناستر کی اصلیت اس سے زیادہ کچھہ نہ ہوگی کہ قرب و جوار کے کسی حصے میں جنگ ہوئی ہے اور جنگ کا مطلب بلغاری فوجوں کے مورخ همیشہ " فتح یابی " هی سمجھا کرتے هیں - سقوطری کی نسبت عرصہ ہوا منٹی نیگرو نے اعلان کردیا تھا کہ ایک شاندار کامیابی کے بعد اسپر قبضہ کرلیا گیا ' لیکن اسکے بعد سے ابتک متعدد خبریں سقوطری کے معرکوں اور خود محافظ شہر کے حملوں کی آچکی هیں اور قبضے کے بعد بھی اس پر قبضہ کرنا ابھی متعدد مرتبہ کیلیے باقی رہگیا ہے -

---

پیش آنے والے واقعات کو کون انسان بتلا سکتا ہے ؟ تاهم اگر ہفتے بھر کی تمام تار برقیوں کو سامنے رکھا جاے ' اور صحیح قیاسات سے کام لیا جاے ' تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ .

(۱) بلقانی اتحاد کی تمام قوت اصلی و فرضی ختم ہوگئی ہے -

(۲) بلغاری فوجوں کی اشاعت کی خاموشی اس امر کا بے دلیل ثبوت ہے کہ اب قتل و غارت کامیابیوں کے اعلان کیلیے انکے پاس کچھہ نہیں رہا ہے -

(۳) جنگ نے ایک تھکا دینے والے محاصرے کی صورت اختیار کرلی ہے جو وقت ' بے شمار قوت ' بکثرت روپیہ ' اور ہر لمحہ فراہم ہونے والے سامان جنگ کی طالب ہے اور کسی طرح بھی بلغاری حکومت اسکی استعداد نہیں رکھتی - موسم سخت و شدید ' اور برف باری کا عین عروج - پھر شتلجا کا قدرتی استحکام ' اور ترکی کمک و سامان جنگ کی راہ کا برابر کھلا رہنا مدافعت کی طاقت کو اور قوی کردیتا ہے -

(۴) عثمانی قوا فراہم ہوگئے هیں ' اور روز بروز جمعیۃ بڑھتی جاتی ہے - ترکی گورنمنٹ نے ایک داخلی قرضہ کا انتظام شروع کردیا ہے ' اور سلطان عبد الحمید نے ۲۵ لاکھہ پاونڈ بھی جرمن سے منگوا لیے هیں - قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے اندر سامان جنگ کی فراہمی بھی اسکے لیے کچھہ مشکل نہیں ' پس عنقریب مدافعت کا اطمینان ' حملہ کی طرف متوجہ کردیگا -

(۵) عثمانی بحری قوا جیسے کچھہ هیں ' ابتک انسے اس جنگ میں کام نہیں لیا گیا ' اب اگر شتلجا کی مدافعت میں وہ جنگی جہاز بھی مددگار ہوگئے ' تو بلغاریوں کی حالت نازک سے نازک تر ہوجائے گی -

(۶) سقوطری ' سلانیک ' اور مناستر کی فوجوں کی تمام تر خبریں مشتبہ اور ناقابل اعتبار هیں ' اور کچھہ عجب نہیں کہ محض چند مقابلوں اور معرکوں کو فتح و نصرت کے ادعا کے ساتھہ شائع کردیا گیا ہو -

(۷) صلح کی خواہش کی اصلیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ شاید باب عالی اور بلقانی اتحاد نے متفقہ طور پر عارضی مہلت جنگ کی بابت گفتگو چھیڑ دی ہو ' اور باب عالی نے بھی سلسلہ جنبانی کو جاری رکھا ہو کہ بعض اسباب و مصالح سے مہلت کا نکل آنا اسکے لیے مفید ہو -

ملت گنجائش سے هم اُن واقعات و قرائن مختصہ کو بالتفصیل نہیں لکھہ سکیے جن سے لازمی طور پر یہ نتائج اخذ ہوتے هیں - هماری احتیاط اسکو پسند نہیں کرتی کہ امیدوں کے قائم کرنے میں زیادہ جوش اور ادعا سے کام لیں ' بہر حال یہ قیاسات هی هیں ' اور سب معاملات اللہ کے ہاتھہ میں هیں -

---

براہ راست تاروں کا انتظام آغاز جنگ سے هم نہایت مضطرب هیں ' کہ صحیح حالات معلوم کرنے کا کوئی انتظام کرسکیں ورنہ قسطنطنیہ کی حالت اس اعتبار سے واقعی قابل شکایت ہے کہ جو تار بھیجے جاتے هیں ' وہ باوجود اس علم کے کہ قسطنطنیہ تک ضرور پہنچ گئے هیں ' عموماً جواب سے محروم رہتے هیں - آغاز جنگ سے اس وقت تک مختلف وزرا کے نام متعدد تار جا چکے هیں ' مگر سواے ایک تار کے کسی تار کا جواب نہیں ملا - بالآخر هم نے ترکی کے بعض احباب کو خطوط لکھے اور تار کے ذریعے اهم واقعات کی تفصیل چاهی ' سر دست اسقدر انتظام تو هم نے کرلیا ہے کہ هر منگل یا بدھہ کو بالالتزام ایک تار ہفتے بھر کے اهم واقعات کی نسبت براہ راست همارے پاس آجائے اور وہ علاوہ روزانہ ضمیمے کے (جو محض لوکل اشاعت و واقفیت کے لئے شائع کیا جاتا ہے) بدھ کے ہفتہ وار پرچے میں بھی درج ہوسکے - اسکے علاوہ اگر ہفتہ کے اندر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آے گا تو اسکی اطلاع بھی بروقت مل جاے گی اور بصورت اهمیت الهلال کے خریداروں میں بذریعہ مطبوعہ کارڈ یا روزانہ ضمیمے کے کسی نہ کسی طرح شائع کردینگے - هم نے المؤید قاہرہ کے نامہ نگارسے بھی انتظام کرنا چاہا ہے ' جو آجکل اڈریا نوپل میں موجود ہے ' اور امید ہے کہ عنقریب منظوری کا آخری جواب مع خبر کے پہلے تار کے آجاے گا

۲۰ نومبر ۱۹۱۲

— * —

بسلسلۂ "الجہاد فی الاسلام"

(۲)

عید اضحی

— * —

اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر!
اللہ اکبر وللہ الحمد!!

— * —

فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناه ان يا ابراہيم! قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين - ان هذا لهو البلاء المبين، وفديناه بذبح عظيم، وتركنا عليه في الآخرين، سلام على ابراہيم - (۳۷ : ۱۰۳) (۱)

— * —

ٹھیک آج سے پانچ ہزار دو سو تینتالیس برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا! ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا، جسکی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی - ایک یکسر "وادی غیر ذی زرع" (۱) تھی، جسکی سطح کے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا - لیکن رب السماوات والارض کے دو مخلص بندے تھے، جنہوں نے انسانی زندگی کیلئے اسی صحراے ہلاکت کو، آبادی کیلیے اسی بیابان وحشت کو، فلاحت و زراعت کیلیے اسی سرزمین خشک سال کو، اور خداے واحد کی پرستش و عبادت کیلیے اسی صحرائی قربانگاہ کو منتخب کیا تھا - انکے چاروں طرف صحراے وحشت تھا، مگر انکے اوپر وہ خداے حکیم و قدیر تھا، جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے - انکے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے، جنکو ایک دیوار کی صورت میں جمع کر رہے تھے،

(۱) پھر جب ابراہیم اور اسماعیل، دونوں اللہ کے آگے جھک گئے، اور ابراہیم نے اسماعیل کو ذبح کرنے کیلیے ماتھے کے بل گرادیا، تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! بس کرو! تم نے اپنے خواب کو سچ کردکھایا، ہم ایسا ہی نیک بندوں کو انکے ایثار نفس اور فدویت نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں - بے شک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی بڑی آزمائش تھی - اور ذبح اسماعیل کے بدلے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنے سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دیدی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کردیا - پس سلام ہو راہ الہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر!!

(۲) یعنے ایسی سرزمین، جہاں زراعت و فلاحت کا نام و نشان نہیں - حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں فرمایا تھا کہ "ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم" یعنے الہی! میں نے اس بیابان مکہ میں اپنی اولاد لاکر بسائی ہے جہاں زراعت کا نام و نشان نہیں، پس "وادی غیر ذی زرع" اسی آیت سے ماخوذ اور اسی کی طرف اشارہ ہے -

اور زبان پر یہ دعائیں تھیں، جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں، اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم! ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک، وارنا مناسکنا وتب علینا، انک انت التواب الرحیم! ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم آیاتک، ویعلمہم الکتاب والحکمة ویزکیہم، انک انت العزیز الحکیم - (۲ : ۱۲۴)	الہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں، اسکو قبول کرلے، بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا، اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے! الہی! ہم کو اپنا مسلم، اور اطاعت شعار بنا، اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی امت پیدا کر، جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو! الہی! ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سمجھا دے، اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا، اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے! الہی! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو، ان میں اپنا ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجیو جو انکو تیری آیتیں پڑھکر سنائے، علم و حکمت کی تعلیم دے، اور انکے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے، الہی! ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے، اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے!!

اللہ اکبر! وہ کیسا وقت تھا، جبکہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہوگیا!! . اللہ اکبر اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر! اللہ اکبر وللہ الحمد!!

* * *

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں، جنمیں سے ایک راہ الہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کرچکا تھا، اور دوسرا اپنے جان و نفس کی - دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو راہ الہی میں لٹا دیا تھا - ایک نے اپنے فرزند عزیز کو، اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو، دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے، اور اسلیے دونوں "مسلم" تھے - خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کرلیا اور اسطرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی انکی قبولیت کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے - وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری، جسکے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی، کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلۂ رجوع بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا - داؤد اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل، جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا، چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہسکا، اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اسکی عظیم الہیکیہ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا، لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد، دعاے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ازمنہ و سیاریہ نے سمندروں کو جنگل، اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدلدیا، لیکن آجتک اسکی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی، یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے، جسکی نسبت تاریخ دعوا کرسکتی ہے کہ اسکی مقدس اور محترم خاک آجتک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے -

پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

(۱)

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا ' اسکے لحاظ سے اگر کوئی زندگی " اسوۂ حسنہ " ہوسکتی تھی' تو وہ صرف حضرت ابراہیم ہی کی زندگی تھی - اسلام ایک صداقت ہے' اور اسلیے دنیا میں اسوقت سے موجود ہے' جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے' لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا ' اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہرجگہ انکو ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور انکی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ :

اذ قال له ربه اسلم ! جب حضرت ابراہیم سے انکے پروردگار نے کہا کہ

قال اسلمت لرب مسلم (یعنی سچے فرماں بردار) ہوجاؤ' تو انہوں العالمین (۲ : ۵۴) نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کیلیے

چونکہ حضرت ابراہیم اسلام کے پہلے داعی تھے' اسلیے انکا وجود یکسر پیکر اسلام تھا ' اور اپنے ہر عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا - وہ اسلام کے واعظ تھے' اور واعظ کے لیے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھہ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کردے' اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ' انکو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کردے - حضرت ابراہیم نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا ' اسلیے انکا ہر عمل ازسرتاپا صداے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کیلیے عملی نمونہ یا "اسوۂ حسنہ" ہوسکتا تھا - یہی سبب ہے کہ خدا تعالی نے انکی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کیلیے محفوظ کردے' اور انکے ذکر کو بقاے دوام عطا فرمایا - دنیا کے بڑے بڑے کشورستانوں ' عظیم الشان فاتحوں ' اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں بوسیدہ قبروں ' قومی روایتوں ' اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھہ سکتے ہیں ' مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں ملسکتی ' جسکے اعمال حیات ' مقبروں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں' بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دیسکتے ہوں - ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے " اسوۂ ابراہیمی " کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے ' جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھکر لوٹتی ہے ' تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے - لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے' جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے اور " مقام خلت " کی سلطنت' تعین اور تشخص کو فنا کرکے اس پورے مجمع کو ایک " ابراہیم خلیل " کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے !

و وهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق عليا (۱۹ : ۴۴)	اور ہم نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور انکے لئے ایک اعلی و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا -

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے' جبکہ یہ سطور قلم سے نکل رہے ہیں - چشم تصور سے دیکھئے تو آپکے سامنے بےدکان مصاحبین کا ایک شہر آباد ہے - لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھہ ایک ہی کیلیے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں - بیشک " ابراہیم خلیل " کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا ' لیکن کیا ان لاکھوں عاشقان الہی میں سے ہر عاشق' اسی عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے ؟ اگر ہے تو یقین کیجیے کہ " خلیل اللہ " آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا - جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صداے لبیک ! لبیک ! اللہم لبیک نکلتی ہے ' تو اس ایک ہی ابراہیم خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے ابسے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صداے یا مہدی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھہ لبیک کا نعرہ لگایا تھا - وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہو ' وہ تو اپنے اندر ایک پوری امت رکھتا تھا ' اسلیے آج امت کی صورت میں موجود ہے ' اور قیامت تک رہے :
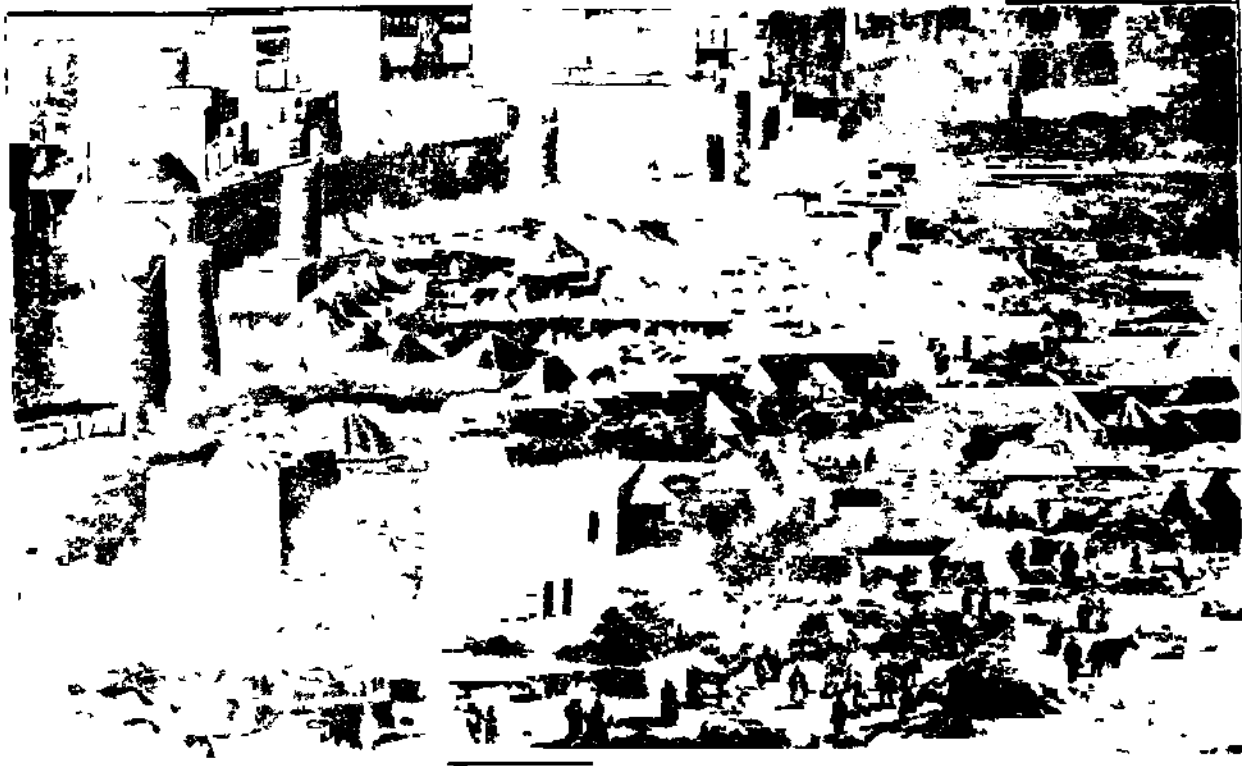
ان ابراهيم كان امة قانتاً لله حنيفا ولم يك من المشركين (۱۶ :)	بیشک ابراہیم (کی اطاعت شعار امت تھا اور ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا -

لیس علی اللہ بمستنکر ٭ ان یجمع العالم فی واحد !

باقی آیندہ

ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم ' ربنا ليقيموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم وارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون (۱۴ : ۴۰)

وادی غیر ذی زرع

ایام حج میں

اذن في الناس بالحج يأتوك رجالاً ' وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق (۲۲ : ۲۸)

اولم یروا انا جعلنا حرما امنا و یتخطف الناس من حولہم افبالباطل یومنون و بنعمة اللہ یکفرون ؟ (٢٩ : ٦٧)

کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے' کہ ہم نے حرم مکہ کو (جو ایک غیر معروف و بے رونق خطہ تھا) امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا ' اور ایک عالم نے اسکے ارد گرد ہجوم کیا پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لاے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاے ہیں ؟

اور اگر کسی قوم نے اسکی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خداے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ؟ الم یجعل کیدہم فی تضلیل وارسل علیہم طیراً ابابیل ترمیہم بحجارة من سجیل فجعلہم کعصف ماکول (١٠٦ : ١)

اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھہ کیا سلوک کیا ' جو ہاتھیوں کا ایک غول لیکر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا ؟ کیا خدا نے انکے تمام داو غلط نہیں کردیے ؟ اور انپر عذاب کی پرندوں کے غول نازل نہیں کئے ؟ جنھوں نے انکو سخت بربادی میں مبتلا کردیا جو انکے لیے لکھدی گئی تھی یہاں تک کہ پامال شدہ بھوسے کی طرح تباہ ہوگئے

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی مقبولیت تھی - باقی دو ٹکڑوں کو جس طرح خدا تعالی نے قبولیت بخشی ' اسکی صداقت بھی اس بیت جلیل کی صداقت سے کم نہیں -

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (٣ : ٥٨)

بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعاے ابراہیمی کو قبول فرماکر) انہی میں سے انکی طرف اپنا رسول بھیجا جو انکو احکام الہی پڑھکر سناتا ہے' انکے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور انکو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے

اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر! اللہ اکبر وللہ الحمد!!

* * *

قران کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیاے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے - اسکا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے ' اور پھر اس تعلیم کی صداقت کیلیے امم گذشتہ ' اور اعمال انبیاے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے ' تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم ' اور اسکے عملی نمونے اور نتائج ' دونوں موجود ہو جائیں -

لیکن تمام قران میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی' اور کسی زندگی کے ارسرتا پا اعمال' بطور نمونے کے پیش کیے گئے ہیں' اور انکے اتباع کی دعوت دی گئی ہے' تو وہ صرف دو نمونے ہیں - جو شریعۂ اسلامیہ کے داعی کریم علیہ الصلوة و التسلیم کی نسبت (سورۂ احزاب) میں فرمایا کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ " اسوة حسنة " لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (٣٣ : ٢١)

بیشک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے (کہ اللہ اور یوم اخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھہ اسکا ذکر کرنے والے ہو) پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے -

اور پھر (سورۂ ممتحنہ) میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا :

قد کانت لکم " اسوة حسنة " فی ابراہیم والذین معہ (٦٠ : ٤)

بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیم اور آنکے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے -

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا کہ -

لقد کان لکم فیہم " اسوة حسنة " لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر ' و من یتول فان اللہ ہو الغنی الحمید (٦٠ : ٦)

بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم اخرت سے ڈرتے ہو ' ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہہ موڑلے ' تو اللہ تو انسانوں کے اعمال کا کچھہ محتاج نہیں ہے -

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ -

(١) تمام قران کریم میں بیسیوں انبیاے سابقین کے حالات و اعمال بیان کیے گئے ہیں' لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے ' الا حضرت ابراہیم کی -

(٢) تمام قران میں " اسوۂ حسنہ " کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ' اور پھر سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت - اسکی علت کیا ہے ؟

(٣) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ ' دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ ' اور بعض معاملات کے نتائج و ورود ابتلاؤ آزمایش' و عجائبات نصرت الہیہ کے بیان سے مملو ہیں- پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں ' وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں - ضرور ہے کہ اسمیں بھی کوئی علت ہو -

(٤) دونوں مقامات میں پوری مماثلت ' حتی کہ اشتراک حرکات بیان بھی موجود ہے - سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ تر اُن منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آوروں کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھکر گھبرا اٹھے تھے - پھر اُس نصرت الہی کا حوالہ دیا ہے' جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آور ناکام و خاسر واپس گئے ہنالک ابتلی المؤمنون و زلزلوا زلزالا شدیدا -

بعینہ یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے - فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت نے چڑھائی کا ارادہ کیا' تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے ' جنکے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے انھوں نے پوشیدہ طور پر انکو اطلاع دیدی کہ اپنے تحفظ کا انتظام کر رکھیں - وحی الہی سے یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا اور آدمی دوڑاکر وہ خط راہ سے واپس منگوا لیا ' اسپر یہ سورہ نازل ہوئی -

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق (٦٠ : ١)

مسلمانو! اُن کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناو جو ہمارے اور تمہارے' دونوں کے دشمن ہیں - (یہ کیسی بات ہے کہ) تم انسے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو؟ حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کیطرف سے آئی' وہ اس سے انکار کرچکے ہیں ؟

حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں کے " اسوۂ حسنہ " پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے -

دولت عثمانیہ میں مساوات کے اسباب

جو شخص دقت نظر کے ساتھ ان خونریزیوں کے اسباب سے بحث کریگا ' جو وقتاً فوقتاً مشرق میں ہوتی رہتی ہیں ' وہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ در اصل بعض انگریز اغیار کے ہاتھ ہے جو مناسب مواقع پر لوگوں کو آمادۂ فساد کرتے ہیں اور وہ اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اسکا انجام اسقدر کشت وخون اور نہ ہولناک واقعات ہونگے - دروز ' موارنہ ' صقالبہ ' اور بلغاریوں کے واقعات اسی ذیل میں ہیں -

میں ان مرتکبین فظائع کو بے گناہ ثابت کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے قتل صرف دفاع کیلیے جائز رکھا ہے ' چنانچہ قران (کریم) میں ہے فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظالمین -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض مسلمان غیر دینی میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں لیکن یہ غلو خالص ترکوں میں بہت کم ہے جنکی تعداد کئی ملین ہے - زیادہ تر یہ غلو ان باشندگان ملک میں ہے جو اپنے ملک کے فتح ہونیکے بعد خود بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئے ' لیکن اسلام نے انکے طبائع پر بہت کم اثر کیا ' اسلئے انکی قدیمی خانگی عداوتیں ' سنگدلی اور خونریزی کا شوق ' اپنی اصلی حالت پر باقی رہیں - در حقیقت یہ سخت غلطی ہے کہ انکے یہ معائب تلاوت قران کا نتیجہ قرار دیجاویں اسلیے کہ عثمانی رعایا میں عرب کے علاوہ دیگر قومیں عربی نہیں جانتیں ' اور اسلئے قران نہیں سمجھتیں -

ہمارے اس قول کی تائید ان سیاحان یورپ کے بیان سے بھی ہوتی ہے جنھوں نے دولت سلجوقیہ کے زمانہ میں ترکی قبیلوں کا سفر کیا ہے - انکا یہ بیان ہے کہ " ترکوں کا میلان طبع مہمان کی تعظیم ' انتظام کی اطاعت ' اور اہل ذمہ کے ساتھ لطف و مہربانی کی طرف ہے " -

اگر موقع ہوتا تو میں زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھتا مگر ان لوگونکے رد میں جو کہتے ہیں کہ قران (کریم) مانع اصلاح ہے یا یہ کہ علوم و فنون کی تحصیل سے روکتا ہے یا اہل ذمہ پر جور و ستم کو جائز رکھتا ہے صرف اسقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اسلام اہل ذمہ کو مذہبی آزادی دیتا ہے ' مسلم اور غیر مسلم رعایا میں مساوات قائم کرتا ہے ' اور انکو ذمی نے ملکی معاملات میں مشورہ کرنے سے نہیں روکتا -

آغاز اصلاح

اصلاح (جس کا وعدہ سنہ ۱۸۵۶ ء میں کیا گیا تھا) اس کی ناکامیابی کا اعلان صحیح نہیں - ... جدا ... اسلام مانع اصلاح ہے میں دکھلا چکا ہوں کہ بالکل غلط ... ظاہر ہوگا اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دولت عثمانیہ اصلاح ... ظاہر کرتی ہے وہ اسکے اصلی خیالات نہیں ہیں -

دولت عثمانیہ کے آگے سب سے مشکلات در پیش ہیں - آبادی مختلف عناصر سے مرکب ہے ' جسکے عقائد و اغراض مختلف و متضاد ہیں ' جن پر وہم پرستی کا قبضہ ہے ' جن پر تعصب مذہبی و جنسی چھایا ہوا ہے -

اسکی آبادی میں بہادر دو رنگا عنصر بھی ہے ' جو کینہ پرور ' انتقام پسند ' اور فتنہ پرداز ہیں - جنکی عام عادت فساد ' خونریزی ' و حرب دوستی ہے - یہ حالت دولت عثمانیہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ' یورپ میں بھی قرون متوسطہ میں یہ تمام واقعات گزر چکے ہیں کون ایسا ہے جو ان تعاقدوں سے واقف نہیں جس میں ہزاروں بیگناہ ہونیکے خون سے زمین لالہ گوں ہوگئی تھی - مختلف عناصر و متعدد اقوام پر حکمرانی کرنے سے زیادہ مشکل کوئی شي نہیں ہوسکتی تاہم باوجود ان تمام موانع جند در چند کے دولت عثمانیہ اصلاح کی ہمیشہ کوشش کرتی رہی -

یہاں تک کہ غیر مسلم رعایا نے جب شکایت کی کہ جزیہ کی وجہ سے انمیں اور مسلم رعایا میں اک گونہ تفریق ہوتی ہے ' جو اصول مساوات کے خلاف ہے تو دولت عثمانیہ نے جزیہ بھی موقوف کردیا - اسی طرح مذہبی آزادي کا مطالبہ کیا گیا تو قانون ارتداد منسوخ کردیا گیا پس یہ مبالغہ نہیں کہ مساعی اصلاح میں دولت عثمانیہ کی کامیابی کے شواہد نہایت کثرت سے بیان کیے جاسکتے ہیں -

اور یہ تو میرے علاوہ اور انگریز و روسی مصنفین نے بھی نہایت تاکید سے لکھا ہے کہ عثمانی کاشتکاروں کے حسن حال ' نا امنی و بدحالی ' باغات کی سرسبزی ' کھیتونکی پیداوار ' اور انکے جانورونکے موٹے تازے ہونے پر غیر عثمانی کاشتکار رشک کرتے ہیں - عیسائی کاشتکاروں کے گرجے ہر جگہ ہیں اور بلغاري مزارعین کی حالت مسلمان مزارعین سے کہیں زیادہ اچھی ہے -

جو شخص ان حالات کو جانتا ہے اسکو سخت حیرت ہوتی ہے کہ ان حالات کے ساتھ ان روایات ظلم و تعصب کو کیونکر مطابق کرے جو دولت عثمانیہ کے متعلق بیان کیے جاتے ہیں - میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کی افواہ اڑانے والے چند خود غرض لوگ ہیں جو اپنے مصالح کیلیے باب عالی کو بدنام کرتے ہیں اور اسکا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ابتک کوئی قابل تسلیم دلیل ان لوگوں نے نہیں پیش کی اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی الزام بغیر ثبوت کے کسیطرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتا -

دولت عثمانیہ میں اسوقت تک جس قدر اصلاحات ہو چکی ہیں اسکا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جو دولت عثمانیہ کے گذشتہ حالات سے واقف ہے - ابتدا تو اسی کا یقین نہیں کیا جاتا تھا کہ دولت عثمانیہ میں اصلاحات کا ہونا بھی ممکن ہے ' لیکن جسقدر قلیل مدت میں عظیم الشان اصلاحات جاری ہوگئیں اسکی نظیر یورپ میں بھی نہیں ملسکتی - اسوقت ضرورت صرف اسکی ہے کہ وسیع و پر امن وقت دولت عثمانیہ کو ملے -

موجودہ سفیر برطانیہ کی قابلیت مشہور و معروف ہے - انکا مقولہ ہے کہ اعضاء مجلس شوری عثمانیہ یورپ کی دیگر مجالس شوری کے اعضا سے ذکاوت و قابلیت میں کسی طرح کم نہیں ہیں انکے ہاتھوں بہت سے ایسے کام انجام پاچکے ہیں ' جو حب وطن کی روشن دلیل ہیں -

یہ مجلس اصلاح انتظام ' ترویج نظامہائے جدید ' مختلف عناصر سلطنت کا اتحاد ' اور مصلحت عامہ کے مرکز نظر ہونیکی ایک ضمانت ہے ' یہ مجلس اس امر کی دلیل ہے کہ عثمانیونکے آئندہ تمام کاموں کا محور وطن و نفع وطن ہوگا "

ہمکو مسلمانوں کے متعلق یہ بدگمانی نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مجلس شوری سے بھاگتے ہیں - یہ قطعاً غلط ہے - ایک مشہور متکلم علامہ احمد بن علاء الدین کہتے ہیں کہ " غیر مسلم کی پیروی کرنا جائز ہے ' بشرطیکہ ملک کے فائدہ کیلیے ہو " -

عثمانی قوم کی روشن دماغی و اصلاح حال کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام ملک میں مختلف زبانوں میں نہایت کثرت سے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں ' جسمیں ملک کے حالات ' یورپین اخبارات کے خلاصے ' ارباب سیاست کے حالات ' موجودہ علوم اور نئے اکتشافات کے تذکرے ہوتے ہیں - یہ معلوم ہے کہ اہل مشرق نہایت ذکی الطبع و زود فہم ہوتے ہیں - ان اخبارات کا انکے طبائع پر بہت جلد اثر پڑتا ہے - ٹائمز ' ڈیلی نیوز ' کانسٹیٹیوشنل گورنمنٹ وغیرہ کے متعلق آج ہم ذرکا اداروں کو ثابت کرتے سکتے ہیں - کیا دس برس پہلے بھی یہ حالت تھی ؟

(باقی آیندہ)

مقالات

الاسلام و الاصلاح

— * —

(۲)

چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ

"ہم پر واجب ہے کہ ہم ذمیوں کی شکایت کو سنیں اور ہر ایسے امر کا تدارک کریں جو انکے مصالح کے خلاف ہو - علامہ قرافی کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کمزور ذمیوں کے ساتھہ نرمی سے پیش آئیں ' انکی ضرورتوں کو پورا کریں ' بھوکوں کو کھانا کھلائیں ' ننگوں کو کپڑا پہنائیں ' ایسے آہستگی اور نرمی سے گفتگو کریں ' اگر وہ ہمسایہ ہوں ' اور کسی قسم کی ان سے تکلیف پہنچے ' تو گو اسکی دفع کرنیکی قدرت ہو ' لیکن پھر بھی برداشت کرنا چاہیے - نہ اسلیے کہ ان سے ڈرنا چاہیے یا انکی تعظیم کرنا چاہیے ' بلکہ اسلیے کہ انکے ساتھہ نرمی کرنا چاہیے اور انکو مخلصانہ طور پر نصیحت کرنا چاہیے ' اگر کوئی انکو تکلیف پہنچائے تو انکو اس تکلیف سے بچانا چاہیے اور انکے مال و عیال اور آبرو کی حفاظت کرنا چاہیے - خلاصہ یہ کہ انکے ساتھہ وہ تمام برتاؤ کرنا چاہئیں جو ایک کریم الاخلاق شخص کے لیے زیبا ہیں"

اس فتوی سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں -

(۱) ذمیوں سے مشورہ کرنے کو اسلام جائز رکھتا ہے -

(۲) یہودیوں اور عیسائیوں سے کام لینے کو اسلام جائز رکھتا ہے -

اسکی تائید علامہ ماوردی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "اگر یہودی یا نصرانی کسی عہدہ کے لیے کارکن ہو تو شرعاً اسکے تقرر سے کوئی امر مانع نہیں گو وہ عہدہ وزارت ہی کیوں نہو" -

اصول شریعت اسلامیہ کو جب ہم غور سے دیکھتے ہیں تو اسمیں بھی کوئی ایسا قاعدہ نہیں پاتے جو مجلس نیابی (پارلیمنٹ) کے خلاف ہو بلکہ دو مشہور عالموں کے اقوال سے اسکی تائید ہوتی ہے - ابن العربی کہتے ہیں کہ " قواعد شریعت کی رو سے باہم مشورہ کرنا بغیر کسی استثناء اور بغیر کسی تفریق کے واجب ہے ' چنانچہ خود رسول معصوم اور انکے بعد کے لوگوں نے ایسا کیا " اور علامہ تفتازانی کہتے ہیں کہ " مجلس شوری کے تمام اعضا بمنزلہ امام واحد کے ہیں" -

علاوہ ان دو مشہور عالموں کے صلاح الدین ' عبد الحلیم ' حجۃ الاسلام امام غزالی ' اور بہت سے علما سے منقول ہے کہ قوم سے ملکی معاملات میں مشورہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اسلام کا اصول حکومت اور اصلی نظام خلافت ہے -

لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ متاخرین سلاطین اسلام نے ملکی معاملات میں استبداد سے کام لیا اور حکومت و اختیارات اپنے لیے مخصوص کر لیے ' یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ڈیرہ سو برس سے دولت عثمانیہ میں جسقدر نقائص ہیں ' وہ صرف اسلیے ہیں کہ دائرہ اسلام تنگ ہے اور وہ غیر مسلم کے حقوق کا ضامن نہیں ہو سکتا - مگر یہ خیال ان لوگوں کے ذہن میں آسکتا ہے جو اسلام سے واقف نہیں ورنہ اسلام تو عدل گستری ' انصاف پروری ' اور شخصی اغراض سے پاک ہونیکی دعوت دیتا ہے - چنانچہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان صفات سے موصوف ہونا ترقی ملک ' بقاء سلطنت ' اور حفاظت امن کا ذریعہ ہے - ابن خلدون امام کے ضروری صفات میں لکھتا ہے " کہ امام ایسا شخص ہونا چاہیے جو جمہور (پبلک) کے حقوق کا لحاظ کرے اور سب کیلیے نیکی کی راہیں آسان کردے خواہ ذمی ہو یا مسلمان " سید حسین اپنے خط میں جو انہوں نے ابن عباد کو لکھا ہے ' لکھتے ہیں " اصول شریعت کا مقتضی ہے کہ امام کے تمام تصرفات کا مبنی مصلحت عامہ کا ارادہ ہو " ابن نجیم کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں کہ " امام کے تمام تصرفات وابستہ ہیں مصلحت عامہ کے ساتھہ - امام کا کوئی فعل جسکا تعلق امور عامہ سے ہو شرعاً اسوقت تک نافذ نہیں ہوگا جب تک کہ مصلحت عامہ کے موافق نہو ' اگر مخالف ہوگا تو نافذ نہیں ہوگا "

مسلمانوں میں علماء راسخین کو اس امر سے انکار نہیں ہے کہ ممالک اسلامیہ میں اختلال و طوائف الملوکی ' سلاطین کے ساتھہ علماء اسلام کی مداہنت اور انکے ہر قسم کی ناجائز و جائز حرکات سے چشم پوشی کرلینے سے پھیلی - سید محمد بیرم لکھتے ہیں کہ ان علما کے جہل نے عوام میں یہ خیال پیدا کردیا ہے کہ اصلاح و حریت ' مدنیت و مساوات ' اسلام کے خلاف ہیں اگر درحقیقت ایسا ہے تو ہمکو مسلمانوں کی ترقی سے مایوس ہوجانا چاہیے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ باب عالی نے تمام دول یورپ کو اب تک مغالطہ میں رکھا ہے -

لیکن جس شخص نے شریعت اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جن امور کو ارباب غرض اسلام کیطرف منسوب کرتے ہیں اسلام ان سے بمراحل دور ہے ابو عقیل کہتے ہیں کہ " حکومت کو چاہیے کہ ان امور سیاست میں جو شرعی ہیں اور منصوص نہیں ہیں اپنی جولانگاہ نظر کو وسیع کرے حکومت کو غیر منصوص امور میں توقف نہیں کرنا چاہیے جو اسکے خلاف سمجھتا ہے وہ غلطی کرتا ہے "

بعض مغربی مصنفین کا یہ خیال ہے کہ جب تک مسلمان نصوص قرآنیہ کے پابند رہینگے ' کبھی مدنیت میں ترقی نہیں کرسکتے اسلیے کہ اسلام علوم و معارف کے مناسب نہیں ' مگر انکو یہ وہم اسلیے پیدا ہوا کہ وہ مقاصد قران (کریم) سے ناواقف ہیں - تاریخ اسلام شاہد ہے کہ علماء عرب نے علوم و فنون حاصل کیے ' حکمت کی کتابیں پڑھیں ' ارسطو ' اقلیدس وغیرہ وغیرہ کی کتابیں عربی میں ترجمہ کیگئیں ' اور آج مدارس عثمانیہ کے نصاب میں ایسے فنون کی کتابیں لازمی طور پر داخل ہیں ' جنکے متعلق ان مصنفین کا یہ خیال ہے کہ وہ اسلام کے خلاف ہیں ' حالانکہ وہاں کسی مسلمان نے اسپر اعتراض نہیں کیا - اور سب سے بڑھکر یہ کہ دو اسلامی سلطنتوں مصر اور قسطنطنیہ سے ایک تعداد طلبہ کی انہی علوم کی تکمیل کیلیے یورپ بھیجی جاتی ہے - اسلئے یہ بالکل روشن ہے کہ اسلام نے علوم کیلیے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے -

اسلام کے متعلق یورپ میں اس غلط فہمی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یورپ اسلام کو شمشیر و قوت کا مذہب سمجھتا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اسلئے قران (کریم) میں ہے " وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین" دوسری آیت میں ہے " لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم و تقسطوا ان اللہ یحب المقسطین "

خلیفہ ثانی نے بطریق بیت المقدس سے جو معاہدہ کیا تھا اسمیں انکی جان کی حفاظت کیگئی تھی اور انکو چند امتیازات دیے گئے تھے جو پورے کیے گئے - اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی مسلمانوں کے ماتحت رہکر بھی بیخوف ' ترقی پذیر اور خوشحال رہے بلکہ بسا اوقات اپنے ہموطن مسلمانوں سے زیادہ ترقی انہیں نصیب ہوئی -

ہے - اتنی سی فوج سے اسپر حملہ کرنا بھی مشکل ہے - نیز سمندر کے کنارہ سے کل پچاس میل کے فاصلہ پر ہونے کی وجہہ سے کمک وغیرہ کا پہنچنا نہایت ہی آسان ہے - وارنا اور شملا کا نام لینے سے میرا مقصد صرف ان ہی دو مقاموں کی تخصیص و تحدید نہیں ہے' بلکہ کئی اور ایسے مقام پڑے ہوے ہیں ' جو ان دونوں جیسا ' بلکہ بعض صورتوں میں ان سے بہتر کام دیسکتے ہیں ' اور ترک یقیناً انسے غافل نہیں ہو سکتے -

میرے یہ خیالات یقیناً ان خام کاران سیاست کو جو بہت جلد نتائج نکالنے اور پھر ان سے خوش ہونیکے خوگر ہیں ' بہت دقیانوسی معلوم ہونگے' لیکن امر واقع یہ ہے کہ جو صورت یہ جنگ (جہانتک کہ افواج اور بالخصوص توپخانے کی نقل و حرکت کا تعلق ہے) اختیار کر رہی ہے وہ بھی دقیانوسی ہی ہے -

* * *

ان اضلاع میں جہاں راستہ کا نام و نشان تک نہیں ' اور جہانکی زمین خزاں کی بارشوں کے بعد ایک بے تہاہ دلدل کی صورت اختیار کرلیتی ہے ' پوری اجتماع محالات سے ہے -

ترک ۱۰۰ میل اندرون ملک میں بیٹھکر کسی صورت میں بھی جنگ کے نتائج سے موثر نہیں ہوسکتے - ترکوں کا کام اسوقت (انکے اپنے مشہور الفاظ میں) صرف " بیٹھہ رہنا " ہوگا - پلونا کی طرح اب بھی اعدا حملہ کر رہے ہیں اور وہاں توپخانہ کو کسی ٹھیک رخ پر رکھنا قطعاً محال ہے -

توپوں کے کسی رخ ٹھیک نہ بیٹھنے کی وجہ توپوں یا گھوڑوں کی قلت ہرگز نہوگی - اسکا کچھہ سبب تو یہ ہے کہ آنے والی ششماہی میں گھوڑوں کے چارہ وغیرہ کا انتظام بلغاریوں کیلئے ایک مشکل ترین کام ہوگا - پھر ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اعلے قسم کے توپخانوں کے سپاہیوں کو اسکا سلیقہ ہی نہیں کہ بڑی بڑی توپیں خاص حالات میں کیونکر بتہائی جائیں ؟

مواقع جنگ پر تو ساید فریقین کی پیادہ فوج کے نظام اور استعمال اسلحۂ جنگ کے سلیقہ میں کسی قسم کا فرق نہو' اور نہ ہونا چاہیے لیکن مشکل یہ ہوگی کہ ترکی جرنیل تو اپنی توپوں کو بکمال جمعیت خاطر استعمال کر رہا ہوگا اور اسکے حریفوں کو ادہر ادہر مناسب مقام مدافعت کی تلاش میں ترکی توپوں کی اسباری میں مارا مارا پھرنا پڑیگا -

ہماری بیٹریاں اس کام کیلئے ساید کافی سے زائد نہوں اور اس کام کیلئے فرانس کی میدانی توپوں کی تعریف میں صرف " کافی عمدہ " سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا - جونہی بلغاری سلطنت یا کسی اور مناسب مقام کا (جسکو ترک دوسرا پلونا بنانا چاہیں) محاصرہ کرلیں گے' فوراً اسی دم دوسری ترکی سرحدوں پر بلغاریہ وغیرہ کا دباؤ کم ہوجائیگا اور پھر وقت اور حالات خود بخود ترکوں کو بتا دینگے کہ کہاں انکو اپنی کل طاقت لاکر اکٹھا کرنا چاہیے - اگر یونانی بیڑے کو آخر میں ہزیمت ہو' جیسا کہ یقیناً ہوگا' تو آور ڈھائی لاکھہ کی جمعیت عظیمہ ترک مقدونیہ میں لاکر جمع کردینگے - اگر معاملہ دگرگوں ہو تو درہ‌ماس تے جنوب بلقان کی جانب بڑھ جانا یقیناً ترکوں کے حق میں بہت سے مفید نتائج پیدا کریگا -

فی الحال تو آخری نتائج محض بصورت تخیلات دماغ میں ہونے چاہئیں - البتہ جو باتیں ہمارے پیش نظر ہیں وہ یہ ہیں کہ بحرہ اسود پر غیر متنازع فیہ اثر و اقتدار کی بدولت تمام وہ قیاسات جنگی جو محض اعداد و شمار کے تناسب پر ہے بالکل

بہاپ بیکر اڑجاتے ہیں اور صورت وہی ہو جاتی ہے جو کہ برطانوی فوج کی ایک صدی پیشتر پرتگال میں ہوئی تھی -

رہی ترکوں کی مالی حالت' تو میں اسکے تمام پہلوؤں پر بحث کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا ' لیکن اگر ترکی اپنے تمام شاہی حقوق اور اقتدار کو بلا کسی قسم کا صدمہ پہنچائے قرضہ لے سکتی ' تو یہ ایک طے شدہ سوال ہو جاتا بشرطیکہ دول ستہ رخنہ اندازیوں پر اتر نہ آئیں -

معرکہ قرق کلیسا کی تفصیل

تازہ عربی ڈاک سے

— * —

قرق کلیسا کے قریب جو جنگ ہوئی تھی اسمیں عثمانی فوج کی تعداد ۶۰ ہزار سے زائد نہ تھی لیکن انکے مقابلہ میں بلغاریوں کا ایک لشکر گراں تھا جو کسیطرح ڈھائی لاکھہ سے کم نہ تھا - بلغاریا نے جو طریقۂ جنگ تجویز کیا تھا اسکا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ قسطنطنیہ میں فوج لیجانے کے لیے ٹرینیں نہ رہیں - قسطنطنیہ سے جسقدر ٹرینیں آتی تھیں ' ان سب کو آنے دیا جاتا تھا ' مگر حدود بلغاریا سے قسطنطنیہ کوئی ٹرین واپس جانے نہیں دیجاتی تھی ' بلغاریا کے پیش نظر جو نقطہ تھا وہ قرق کلیسا اور وہ لائن تھی جو ادرنہ اور قسطنطنیہ کے درمیان ہے - دفعۃً اعلان جنگ ہوا - قرق کلیسا میں فوج زیادہ نہیں تھی ' مدد کیلیے فوراً فوج پہنچ سکتی تھی مگر مشکل یہ تھی کہ قسطنطنیہ میں گاڑیاں نہیں تھیں' اسکا انتظام یہ کیا گیا کہ دور دراز مقامات سے گاڑیاں منگوائی گئیں - سپہ سالار عام نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا اسکے ذریعہ سے بلغاری پوری طرح کچلے جا سکتے تھے ' مگر عزیز پاشا سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے اس جنگ کو (جو ادرنہ کے قریب دھوکا دینے کی غرض سے کی گئی تھی) اصلی جنگ خیال کیا ' اسلیے اس نقشۂ جنگ پر عمل نہیں کیا گیا جو سپہ سالار عام کی طرف سے تجویز کیا گیا تھا -

اول تو جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا قرق کلیسا میں بہت تھوڑی فوج تھی اور اسکے مقابلہ میں بلغاری فوج بہت زیادہ تھی ثانیاً عثمانی فوج کو مدد پہنچنے کی کوئی امید نہ تھی -

ایک بلغاری سپہ سالار کی زبانی فرانس کے (ماتان) نے بیان کیا ہے کہ فتح قرق کلیسا بلغاری نقطۂ خیال سے مہتم بالشان فتح سمجھی جاتی تھی اور اس لیے وہ اپنی پوری قوت خرچ کرڈالنا چاہتے تھے -

یہ تمام واقعات بلغاری فوج کے لیے جسقدر حوصلہ افزا تھے ' اسی قدر عثمانی فوج کے لیے ہمت شکن تھے - ان پر سوء اتفاق سے یہ اور اضافہ ہوگیا کہ عین میدان جنگ میں پرنس عزیز الدین اور چند افسر بھاگ کھڑے ہوئے - پرنس ایک رسالہ کا کمان افسر تھا اسکے ہٹتے ہی وہ رسالہ تباہ ہوگیا اور اسکے بعد تمام فوج میں پریشانی پھیلگئی -

معلوم ہوتا ہے کہ اولاً عثمانی افسروں نے بندوقوں کی فیروں سے بھاگتی ہوئی فوج کو روکنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوئی اور ظاہر ہے کہ ۶۰ ہزار فوج میں جب پریشانی اور پراگندگی پھیل جاے تو اسکو چند گولیاں ہی نہیں روک سکتیں - اسلیے عثمانی فوج کو واپسی کا حکم دینا پڑا - شکست کے یہ بعض اسباب ہیں ' جنکا عثمانی اخبارات کی متفرق خبروں اور چٹھیوں سے پتہ چلتا ہے - اب ہم حملہ کے آغاز سے لیکر سقوط قرق کلیسا تک کی خبریں مسلسل ترجمہ کردیتے ہیں ' جو خبر رسانی کی عثمانی کمپنی ' نامہ نگاران اخبار ' اور ہاواس ایجنسی نے شائع کی ہیں -

شئون عثمانیہ

لڑائی کی اغلب رو

— * —

ایک تجربہ کار فوجی افسر کے قلم سے

سنہ ۱۸۷۸ ع میں روسی لشکر کے مقدمۃ الجیش نے جوشی کی ترنگ میں جب اس موج کو عبور کیا ' جو مناظر بحیرہ مار مورا اور انکی نگاہوں میں حائل تھی ' تو انکو دور سے افق پر ایک سیاہ دھبہ سا انکی جانب حرکت کرتا ہوا دکھائی دیا -

اسکے بعد جو کچھہ ہوا اسکا ذکر میں کئی مرتبہ اپنے ایک دوست جرمن افسر کی زبان سے سن چکا ہوں - سیاہ بادلوں میں بجلی چمکتی ہے اور پھر آن کی آن میں غائب ہو جاتی ہے - ٹھیک اسی طرح تمام روسی بہادروں کی جوشی جھن گئی ' اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ' بحری طاقت کا بھرم ایک آن واحد میں نکل گیا ' استمبول پھر اسی طاقت کا حق مانا گیا ' جو اس سے پہلے بحری راستوں پر حکومت کرتی تھی - یہ بھی ثابت ہوگیا کہ روسیوں کی ساری فوج ملکر بھی اسے ترکی سے نہیں چھین سکتی - اسمیں کوئی کلام نہیں کہ لارڈ بیکنس فیلڈ کی " عزت صلح " کی پکار اسی علم کی بنیاد پر تھی -

اسوقت ایک نہایت ہی قلیل التعداد ترکی فوج ہم میدان جنگ میں بھیجنے کیلئے تیار کرسکے (کل ۷۲,۰۰۰ جوان) روسی طاقت اور اسکی فوجی تیاریوں کو پیش نظر رکھکر اسوقت ترکی کی جو حالت تھی ' وہ ریاستہائے بلقان و یونان کے مقابلہ میں آج کی حالت سے بہت بدتر تھی - اب جبکہ وہ اس حالت میں بھی انکے نہایت سخت مقابلہ میں کامیاب ہو چکی ہے ' تو ہمارے اس کہنے میں کونسا بعد عقلی ہے کہ وہ یقیناً موجودہ حملہ آوروں کا بھی باوجود انکی عظیم الشان تیاریوں کے ' قلع و قمع کر دیگی - کیونکہ وہ پہلی سی شوکت و عظمت کے ساتھہ درۂ دانیال اور بحیرہ اسود پر حکمراں ہے -

کسی قوم کی بری طاقت کا اندازہ ہمیشہ اسکی فوج کی تعداد کی کمی بیشی اور اسکی نقل و حرکت کی رفتار کے حاصل ضرب سے ہوا کرتا ہے ' اسلئے حریفان نبرد آزما کی توپوں ' بندوقوں ' سامان اسلحہ ' اور ذخائر حرب کو دیکھکر جو اندازہ فریقین کی قوتوں کا کیا جائیگا ' وہ محض فرضی ہوگا - قوتوں کا اندازہ ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ' جبتک کہ رائج الوقت مغربی قواعد کے موافق سڑکوں ' ریلوے لائینوں ' خبر رسانی کے وسائل اور رسد و سامان حرب رسانی کے ذرائع کا پورے طور سے موازنہ نہ کیا جائے -

تعداد فوج اور ذخائر حرب بیشک فریقین کی قوتوں کے موازنہ کے لیے ایک صحیح معیار کا کام دیسکتے تھے ' اگر فیصلہ کن جنگ فریقین کے حدود مشترکہ سے برابر کے فاصلہ پر وقوع پذیر ہوتی ' لیکن بصورت موجودہ ترکوں کو بھلا ایسی کونسی ضرورت درپیش ہے کہ وہ خواہ نخواہ جنگ کیلئے ایسے محل کا انتخاب کریں ' جسمیں انکو کسی طرح سے نقصان ہے - سین اسٹفانو کے بعد ترکی اور انگریزی افسروں کے درمیان پورا معاہدہ ہوچکا ہے - لہذا اب یہ امر کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ ترک اپنے مفید مطلب مواقع سے نا آشنا ہیں -

جنگ ہائے مابقبل میں ترکوں کیلئے ہمیشہ اپنے ایشیائی مقبوضات کے مرکزی مقام سے فوجی جمعیت اور سامان حرب کے ذخائر کا میدان جنگ میں لانا ایک حل طلب معمہ رہا ہے - افواج متعینہ حدود شرقیہ کی نقل و حرکت اور انکی تیاری کیلئے مہینوں کی ضرورت ہوا کرتی تھی - اثنائے سفر میں ہزاروں تو طعمہ نہنگ اجل ہوجاتے تھے ' اور اسی قدر چھوڑکر چلے جاتے تھے - مزید براں حدود کا کیریا (کوہ قاف) کی جانب سے روسی حملہ کا دائمی خوف ترکوں کے بہت بڑے اور معتد حصہ کو ہمیشہ ناکارہ رکھتا تھا ' لیکن آج ملک کی حالت بالکل بدل گئی ہے - اسنائی پہاڑوں کے جنوبی جوانب میں ریل کے جاری ہوجانے اور بحری راستہ کے کھل جانے سے یہ تمام فرضی خطرات بہاپ بنکر اڑگئے ہیں - قسطنطنیہ اور ٹریبی زونڈ کے مابین ۵۶۰ میل کا فاصلہ ہے - بحری راہ سے یہ طول طویل فاصلہ کل دو یوم کا قلیل سفر رہگیا ہے - بحیرہ اسود میں آج جتنے جہاز آمد و رفت کیلئے موجود ہیں ' وہ بوقت ضرورت اس کام کیلئے کافی ہیں اگر ترکی حکومت زمانہ گذشتہ میں کل ڈھائی لاکھہ فوج مغربی حدود پر لیجاسکتی تھی ' تو اب ترکی حکومت ضرورت پڑنے پر اس سے دگنی فوج اسی قدر مصارف برداشت کرنے پر ایسی عجلت سے محل ضرورت پر پہنچا سکتی ہے ' جو آج سے پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی -

اب ہم تھوڑے عرصہ کیلئے فرض کرلیتے ہیں (گو یہ مفروضات نہایت ہی غیر ممکن الوقوع اور واقعہ کی حدتک پہنچ جاتے ہوں) کہ یورپین سرحدوں پر معاملات نہایت ہی نازک صورت اختیار کرلیں اور بلقانی اپنے اندر بہت بڑا استحکام اور اجتماع پیدا کرکے جرمنی کی سی تیاریوں کے ساتھہ بڑھیں ' اور بہادر ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا کر واپس چلے جانے پر مجبور کردیں ' اور کہ یونانی بیڑا ایسا عجیب الغرب ہوجائے کہ وہ بحیرہ ایجئن پر حکمراں ہوجائے - لیکن پھر بھی اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوگا - جس بہتر سے بہتر طریقہ سے ممکن ہوگا ' تمام عثمانی جان فروش ایڈریا نوپل سے لیکر قسطنطنیہ تک پھیل جائینگے ' اور جاتے وقت راہ میں کل عیسائی رعایا کو تلوار کی گھاٹ اتارے جائینگے [ترک مسلمان ہیں اور اسلام میں تو دشمنوں کے درختوں تک کو کاٹنا منع ہے ' بچوں اور غیر محارب رعایا کا تو کیا ذکر -]

ولنگٹن نے فرانسیسیوں کے سامنے ویرانی اور وحشت کا سماں پیش کرنے کی غرض سے تمام جنوبی پرتگال کو خالی کردیا تھا ' تو ایسی صورت میں کونسی وہ اخلاقی ذمہ داری ہے اور کونسا وہ طبعی فرض ہے جو ترکوں کو اپنے گردو پیش کی چیزوں کو تباہ کردینے سے روک سکتا ہے ؟ اب فرض کرو کہ اسوقت یا اس سے کسی پہلے مناسب موقعہ پر ترک ڈھائی لاکھہ کی جمعیت وارنا پر لا اتاریں ' جو انکے لئے کچھہ بھی مشکل نہوگا ' اور پھر شملا کی جانب بڑھہ جائیں تو وہ آسانی سے دنیا کے سامنے دوبارہ پلونا کا منظر پیش کر سکتے ہیں - اس سے زیادہ انکو اور کچھہ کرنا نہ ہوگا ' کیونکہ ٹھیک اسی طرح جسطرح پلیونا نے تمام روسی جنگی کار روائیوں کو بے عمل کر رکھا تھا شتلجا بھی بلغاریوں کو کم از کم حاصل کردہ فوائد سے دست بردار ہونے اور جانب مشرق اپنے علاقہ کو سنبھالنے کیلئے مجبور کردیگا ' جسکی وجہہ یہ ہے کہ شتلجا ترکوں کے حق میں پلونا سے بھی زیادہ مفید مطلب

(۲۳ اکتوبر کو یہ تار آیا)

ہاواس کمپنی کو معلوم ہوا ہے کہ قرار قوسعلو ' الصوبنا لولنگ اور قرق کلیسا میں جنگ ہو رہی ہے -

اسلیے اسکے قبل قرق کلیسا پر بلغاری استیلا کی جو خبر شائع کی گئی تھی وہ ایک بلغاری آرزو تھی ' جو واقعہ کی صورت میں بذریعہ تار تمام دنیا میں شائع کر دیگئی - اسکے بعد ۲۴ اکتوبر کو یہ تار موصول ہوا -

قرق کلیسا میں آج دن بھر شدید جنگ ہوتی رہی عثمانی فوج نے بلغاری فوج سے دو توپیں لے لیے - بلغاری فوج کا سخت نقصان ہوا -

اس خبر پر مجبوراً خود لندن میں یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کر دی گئی تھی ' اسکے بعد ۲۵ کو خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی تار نہیں آیا ۲۷ کو حسب ذیل تار موصول ہوا

(اصولی حصار ۲۶ اکتوبر)

قرق کلیسا میں سخت جنگ ہو رہی ہے -

اسی تاریخ کو ایک تار ہاواس کمپنی کے پاس آیا ' جس میں بیان کیا گیا -

کہ محمود مختار پاشا نے پراگندہ فوج کو جمع کر لیا ہے اور اب قرق کلیسا پر حملہ کرنے والے ہیں -

یہ اُس طویل تار کا ایک حصہ ہے جسمیں پرنس عزیز الدین کے بھاگنے کا حال بیان کیا گیا ہے اسکے بعد ۲۸ کو یہ تار موصول ہوا -

(اصولی حصار ۲۷ اکتوبر شام)

قرق کلیسا کے مفتوح ہونیکے بعد شرقی لشکرگاہ عثمانی کی جانب فوج بھیجی گئی - سخت جنگ ہوئی بہادر ترکوں نے بلغاریوں کو قرق کلیسا سے نکالدیا - دشمن کا سخت نقصان ہوا -

لیکن یقینا اسوقت تک قرق کلیسا کا قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا چنانچہ اسکے بعد ۳ بجے رات کو یہ تار آیا

" ادرنہ میں ہم کو شاندار فتح ہوئی ہے اور قرق کلیسا میں بھی غلبہ ہماری طرف ہے " -

اسکے بعد ۲۹ اکتوبر کو یہ تار آیا -

(اصولی حصار ۲۸ اکتوبر ۱ بجے دن)

"قرق کلیسا میں دشمن کے پورے پندرہ ریجمنٹ تباہ ہوگئے دشمن کی فوج شکست کھا کے شہر سے دور بھاگ گئی عثمانی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم ملا ہے " -

اسی تاریخ کو سرکاری طور پر بھی اسی مضمون کا تار شائع کیا گیا - اسکے بعد ۳۰ کو میدان جنگ کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی البتہ ان افسروںکی نسبت جو میدان جنگ سے بھاگے تھے یہ تار آیا کہ انکو گولی ماردی گئی - یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ ان واقعات میں سے نا تو ریوٹر نے کسی کی خبر ہی نہیں دی ' یا دی تو اس طرح کہ اس سے صاف مطلب نہیں نکلتا تھا ' مگر افسروںکے گولی مارے جانیکی خبر نہایت جلی سرخی سے دیگئی تھی -

اسکے بعد سے عربی ڈاک میں خاص قرق کلیسا کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی مگر اڈیٹر المؤید نے عثمانی ذرائع سے خبروںکی تمہید میں یہ لکھا تھا

" ہم کو آستانہ (قسطنطنیہ) کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ سقوط قرق کلیسا سے قبل کے تمام واقعات کا خوف تو عثمانی افسرونکو تھا ' مگر خود قرق کلیسا کے نکل جانے کا وہم بھی نہیں تھا -

لیکن اسکے اسباب ناظرین کو معلوم ہو چکے ہیں - اور اشخاص جنگ نے اسکی یہ تلافی کی ہے کہ قرق کلیسا واپس لے لیا ہے "

اس تمام تفصیل کے پڑھنے کے بعد یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں -

(۱) فتح قرق کلیسا کی خبر قبل از وقت شائع کردیگئی تھی -

(۲) اسکے فتح کا سبب بلغاری فوج کی شجاعت نہ تھی بلکہ اسکا تعلق کچھہ تو ان تدابیر سے تھا جنکا انتظام بلغاریا نے اعلان جنگ سے پہلے ہی کرایا تھا اور کچھہ پرنس عزیز اور بعض دیگر افسروں کی بے تباتی اور عیسائی فوج کی غداری سے تھا -

(۳) قرق کلیسا عثمانی فوج نے واپس لیلیا مگر ریوٹر نے اس خبر کو بالکل شائع نہیں کیا -

اسکے بعد کیا ہوا ؟ اسکے لیے آئندہ عربی ڈاک کا انتظار کرنا چاہیے -

---

تقویم الحرب

— * —

یعنی جنگ ترکی و یورپ کے مسلسل بترتیب تاریخ حالات

تازہ عربی ڈاک سے

— * —

(اناصولی ۲۱ اکتوبر ۱۱ بجے شب) ۴۰۰ بلغاری ہم نے قید کیے ہیں اور عثمانی بیڑا وارنہ میں ایک تارپیڈو کشتی پر قابض ہوگیا ہے -

---

ہم کو یہ خبر ملی ہے (اور اسکی تصدیق سرکاری طور پر بھی ہوگئی ہے) کہ پرشتنہ کے راستہ میں ایک سخت معرکہ ہوا جسمیں سرویا کی فوج کو بہت بری طرح شکست ہوئی ہے تفصیل ابھی نہیں معلوم ہوئی -

---

اسکوب سے یہ خبر ملی ہے کہ " پانچ دن سے سرویں پرشتنہ کی طرف سے آرہے ہیں جابجا عثمانی فوج سے مقابلہ ہوا عثمانی فوج نے ہر جگہہ سخت شکستیں دیں ' کئی آدمی قید کرلیے اور کئی گھنٹہ تک انکا تعاقب کرتی رہی "

(اسکوب) مانٹی نیگروکی فوج ۵۰۰۰ کی جمعیت سے طوزی کی طرف بڑھی اور ایک سخت خونریز جنگ ہوئی جسکے بعد انکو مجبوراً واپس ہونا پڑا پھر موبکواج پر حملہ کیا اسمیں بھی انکو شکست ہوئی دشمن کو شکست دینے کے بعد ہم چھہ گھنٹہ تک مانٹی نیگرو کے حدود میں بڑھتے ہوے چلے گئے -

---

(اسکوب) اطراف برانہ میں عثمانی فوج کو فتح ہوئی اطراف برانہ کی پہاڑیاں عثمانی فوج نے واپس لیلیں دشمن کا سخت نقصان ہوا -

---

(اسکوب) عثمانی فوج نے مانٹی نیگرو کو شکست دیکے برانہ سے ہٹا دیا نوی گوریجہ تک انکا تعاقب کیا - اب اس پر عثمانی علم لہرا رہا ہے -

---

(ادرنہ) بلغاری فوج حدود سے تجاوز کرکے درۂ عیوراں تک آگئی عثمانی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن بالآخر سخت نقصان کے بعد واپس چلی گئی بلغاری فوج نے دو پل ڈائنا میٹ سے اڑا دیے تھے جو عثمانی فوج نے پھر تعمیر کرلیے -

شہر آشوب اسلام

یا

تعزیت عید

ہر قوم و ملت کے لیے سال بھر کے چند دن جشن و مسرت کے ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کیلیے بھی ہے، لیکن جس قوم کا آفتاب اقبال ڈوب چکا ہو، اسکو صبح عید کی خوشیوں کی جگہ شام زوال کے ماتم کا انتظار کرنا چاہیے - چونکہ جشن مسرت منایا جاتا ہے، اور نہیں معلوم چراغ کی آخری لو کب تک قائم رہے؟ قبل اسکے کہ زمانہ ہم پر ماتم کرے، بہتر ہے کہ خود ہی اپنے اوپر رولیں، اور عید کی تہنیت کی جگہ ایک دوسرے کو تعزیت کا پیغام پہنچائیں - ہمارے جلنے کیلیے جو آگ سلگائی گئی ہے، اگر اسے بجھا نہیں سکتے، تو دامن سے ہوا تو دے سکتے ہیں؟

در جشن بیکار نتوان زیستن آتشم بیرست و دامان می زنم

اس ہفتے الہلال کی اشاعت کا دن اتفاق سے عین عید اضحی کا دن ہے، جبکہ جشن و طرب کی صحبتوں نے آپکو اپنی طرف متوجہ کرلیا ہوگا - تبریک و تہنیت کی صداؤں کی آپکے پاس کمی نہ ہوگی، ملامت نہ کیجیے اگر "تہنیت عید" کی جگہ ایک "تعزیت عید" کی صدا سننے کی بھی آپ چند لمحوں کی طالب گار ہو - اس عید کا سب سے بڑا عمل راہ الہی میں قربانیوں کا کرنا ہے، سو اس مناسبت سے چند مناظر قربانیوں کے بھی آپکے پیش نظر ہیں - جس وقت آپکے سامنے وہ خون بہہ رہا ہو، جو راہ الہی میں قیمتی جانوروں کا آپنے بہایا ہے، تو اسوقت ان قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے گا، کہ انکا خون بھی اسی خداے ذوالجلال کی راہ میں بہا ہے - البتہ فرق اتنا ہے کہ آپکی ہمت صرف یہیں تک تھی کہ اسکے لیے چند روپیوں کے جانور ذبح کرڈالے، مگر یہ وہ جانفروش ہیں، جنھوں نے اپنی جانوں اور جسموں کی قربانی سے کم کا اپنے دوست کو مستحق نہ سمجھا -

علی الخصوص اس موقع اضحیہ عید کی بہای قربانی، جسکے ذبح کی چھری بھی اب تک اسکے سینے پر موجود ہے "

— * —

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک
چراغ کشتۂ محفل سے اٹھے گا دھواں کب تک

قبائے سلطنت کے گر فلک نے کردیے پرزے
فضائے آسمانی میں اڑیں گی دھجیاں کب تک

مراکش جاچکا، فارس گیا، اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ترکی کا مریض سخت جاں کب تک

یہ سیلاب بلا بلقان سے جو بڑھتا آتا ہے
اسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک

یہ سب ہیں رقص بسمل کا تماشا دیکھنے والے
یہ سیر ان کو دکھائے گا شہید نیم جاں کب تک

یہ وہ ہیں، نالۂ مظلوم کی لے جن کو بھاتی ہے
یہ راگ ان کو سنائے گا یتیم ناتواں کب تک

* * *

کوئی پوچھے کہ اے تہذیب انسانی کے استادو!
یہ ظلم آرائیاں تاکے، یہ حشر انگیزیاں کب تک

یہ جوش انگیزی طوفان بیداد و ستم تا کے؟
یہ لطف اندوزی ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک

یہ مانا تم کو تلواروں کی تیزی آزمانی ہے
ہماری گردنوں پر ہوگا اس کا امتحاں کب تک

نگارستان خوں کی سیر گر تم نے نہیں دیکھی
تو ہم دکھلائیں تم کو زخم ہائے خونچکاں کب تک

یہ مانا گرمیٔ محفل کے ساماں چاہییں تم کو
دکھائیں ہم تمھیں ہنگامۂ آہ و فغاں کب تک

یہ مانا قصۂ غم سے تمھارا جی بہلتا ہے
سنائیں تم کو اپنے درد دل کی داستاں کب تک

یہ مانا تم کو شکوہ ہے فلک سے خشک سالی کا
ہم اپنے خون سے سینچیں تمھاری کھیتیاں کب تک

عروس بخت کی خاطر تمھیں درکار ہے افشاں
ہمارے ذرہ ہائے خاک ہونگے زر فشاں کب تک

کہاں تک لوگے ہم سے انتقام فتح ایوبی
دکھاؤگے ہمیں جنگ صلیبی کا سماں کب تک

سمجھ کر یہ کہ دھندلے سے نشان رفتگاں ہیں ہم
مٹاؤگے ہمارا اس طرح نام و نشاں کب تک

* * *

زوال دولت عثماں، زوال شرع و ملت ہے
عزیزو! فکر فرزند و عیال و خانماں کب تک

خدارا تم یہ سمجھے بھی کہ یہ طیاریاں کیا ہیں؟
نہ سمجھے اب تو پھر سمجھوگے تم یہ چیستاں کب تک

* * *

پرستاران خاک کعبہ دنیا سے اگر اٹھے
تو پھر یہ احترام سجدہ گاہ قدسیاں کب تک

جو گونج اٹھے گا عالم شور ناقوس کلیسا سے
تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلبانگ اذاں کب تک

بکھرتے جاتے ہیں شیرازۂ اوراق اسلامی
چلینگی تند باد کفر کی یہ آندھیاں کب تک

کہیں اڑکر نہ دامان حرم کو بھی یہ چھو آئے
غبار کفر کی یہ بے محابا شوخیاں کب تک

حرم کی سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں
تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کے آشیاں کب تک

* * *

جو ہجرت کرکے بھی جائیں، تو شبلی اب کہاں جائیں
کہیں اب کیا کہ دامن گیری ہندوستاں کب تک

ترکی اخبار صباح کے نامہ نگار خاص نظمی نے ۲۲ اکتوبر کو ادرنہ سے تار دیئے ہیں :

ماراش میں بلغاری فوج تیس ہزار کی جمعیت سے بر سر پیکار ہوئی ، ۷ گھنٹہ تک برابر جنگ ہوتی رہی لیکن بالآخر بلغاری فوج کو شکست ہوئی ، ہماری فوج قرہ اعاچ تک انکا تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی تھی قاضی کوئی میں بلغاری شکست یافتہ فوج کی چار میدانی توپیں اور ۷ جلد چلنے والی توپیں غنیمت میں ملی ہیں - ایک افسر اور بہت سے سپاہی بھی گرفتار ہوئے ہیں -

---

مصری انجمن اعانت دولت عثمانیہ کی طرف سے پہلی قسط بیس ہزار مصری پونڈ کی بھیجی گئی ہے -

---

سرفیجہ سے (یونان کے قریب ایک مقام ہے) یہ تار آیا ہے کہ ان متعدد و مسلسل معرکوں میں جو حدود البونیہ پر ہو رہے ہیں اسوقت تک پندرہ سو یونانی قتل ہو چکے ہیں -

---

۱۸ اکتوبر کو عثمانی فوج ماکلا کی طرف بڑھی اور مانٹی نیگرو کی فوج کو عثمانی حدود سے دھکا دیا اسکے بعد اندرہ ویم پر حملہ کیا اور وہاں دشمن کا شیرازہ برہم کر دیا اب وہ پھر اپنی قوت جمع کر رہی ہے -

---

اسکوب کی ایک تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ توربی کا معرکہ سخت خونریز تھا - مانٹی نیگرو اور مالیسوری فوج نے ملکے توربی ، شیشانیق ، مراندہ ، نان ، اور ہلیم پر حملہ کیا عثمانی فوج نے بہادرانہ مدافعت کی ، اور پھر ترابوش کی طرف سے حملہ کیا دیر تک جنگ ہوتی رہی دشمن کو شکست ہوئی اور بارہ سو زخمی چھوڑ کے بھاگ گئے -

---

کل ایک عثمانی افسر ہوائی جہاز میں ادرنہ گیا تھا جو بخیریت واپس آگیا اسکا بیان ہے کہ عثمانی فوج کی حالت بہت اچھی ہے دشمن قلعوں کے قریب نہیں آئے ہیں اسوقت تک کسی حصہ پر قابض نہیں ہوئے ہیں -

---

سوں برک کو ادرنہ سے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو شمالی قاراق میں عثمانی اور بلغاری فوج میں لڑائی ہوئی جسمیں بلغاری سواروں کا ایک گروہ برباد کر دیا گیا -

---

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قاضی کوی میں شدید خونریزی ہوئی - بلغاریوں اور سرویوں کو سخت شکست ہوئی اور سامان جنگ کا بھی شدید نقصان ہوا -

---

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مارٹش میں سات گھنٹہ تک جنگ ہوتی رہی دشمن شکست کھاکے پیچھے ہٹ گئے - عثمانی فوج کو غنیمت میں کئی توپیں ملیں - سرکاری طور پر یہ خبر شائع کی گئی ہے کہ مانٹی نیگرو فوج کو برانہ کی طرف بھی شکست ہوئی ہے اور عثمانی فوج حدود مانٹی نیگرو میں بڑھ رہی ہے -

---

سرفیجہ سے خبر آئی ہے کہ یونانی سواروں کی پلٹن کو (جو السونہ کی طرف بڑھ رہی تھی) عثمانی فوج نے گرفتار کر لیا اور انکے گھوڑے توپوں میں جوتے جا رہے ہیں -

ترکی اخبار صباح کا نامہ نگار میدان جنگ سے لکھتا ہے کہ جنگ مارٹش میں تیس ہزار بلغاری تھے ۹ گھنٹہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی اسکے بعد سخت نقصان کے ساتھ بلغاری واپس گئے -

نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ " بلغاری فوج نے خاصکوی کی طرف سے حملہ کیا اسمیں انکو شکست ہوئی پھر تاتار حمیدیہ کی طرف سے حملہ کیا اسمیں بھی شدید نقصان کے ساتھ شکست ہوئی پھر استندلی کے پاس سے حملہ کیا اسمیں بھی ناکام واپس گئے "

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ مصطفی پاشا کے پل کے پاس قاضی کوی میں بلغاری پیادوں اور سواروں دونوں کو شکست ہوئی -

---

اخبار صباح کا نامہ نگار سالونیکا سے لکھتا ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو جنگ برشتنہ میں عثمانی فوج حدود سرویا میں دو گھنٹہ تک بڑھتی ہوئی چلی گئی اور دورشوبلی پر قبضہ کر لیا برانہ کی طرف سے مانٹی نیگرو فوج نے تعرض کیا مگر شکست کھا کے بھاگ گئی -

---

شرکۃ عثمانیہ کو ۳۰ اکتوبر کو ذیل کا تار موصول ہوا ہے " سپہ سالار عام کے وکیل نے میدان جنگ سے لکھا ہے کہ عثمانی فوج نے (جو اسوقت متدر وتترا میں ہے) دشمنوں پر حملہ کیا عثمانی فوج کو شاندار کامیابی ہوئی دشمن کی فوج نے شنتزو میں پناہ لی - دشمن کے مقدمۃ الجیش کے کل سواروں کا رسالہ پراگندہ اور منتشر کر دیا گیا -

---

عثمانی فوج نے دشمن کے اس مقدمۃ الجیش پر (جو ملو اتزمین ہے) حملہ کیا - دشمن کی فوج سخت نقصان کے بعد سرائے کوئی وکمال کوی میں پناہ گزیں ہوگئی -

کامل پاشا (صدر اعظم)

سرویا کے مقابلہ میں ہماری کمانوا کی شاندار کامیابی کے بعد دشمن کی فوج نے سرویا اور مانٹی نیگرو کے حدود کی طرف سے قرب و جوار کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں پر حملے کیے جسمیں باشندوں کو تہ تیغ کیا گیا اور مکانات جلا دے گئے لوگوں کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنی جانیں بچانے کے لیے گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے لگے سرکاری ملازموں نے بھی سرکاری مکانات چھوڑ دیے ، دشمن کی فوج کو میدان خالی ملا - اس نے چھوٹے چھوٹے گاؤں پر قبضہ کر لیا ، مگر ہماری شرقی فوج کی حالت اچھی ہے کل ہی سپہ سالار عام کے پاس سے تار آیا ہے اسمیں وہ لکھتے ہیں " کہ شمال قرق کلیسا میں لڑائی ہوئی جسمیں دشمن کی فوج کا اسقدر سخت نقصان ہوا کہ آج تک فوج کا نظم درست نہیں ہوسکا - "

ناظم (وزیر داخلیہ)

شرکت عثمانیہ کو یکم نومبر کو حسب ذیل تار باب عالی سے موصول ہوا ہے :

نائب سپہ سالار عام نے بیار حصار سے ایک تار دیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل جنگ میں دشمن کی فوج کو سخت نقصان پہنچا ، توپخانہ کا سامان - بندوقیں ہتھیار اور دیگر سامان جنگ عثمانی فوج کو غنیمت میں ملا -

کامل (صدر اعظم)

(بعارست) کل ریقراج ' عورنی ' اور درغلس کے درمیان سرحد پر عثمانی اور سروی فوج سے مقابلہ ہوا - چھہ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی لیکن اسی درمیان میں عثمانی فوج سرویا کے حدود میں داخل ہوگئی اور انکی فوجی مرکز پر قبضہ کرلیا -

---

(اناطولی ۲۳ اکتوبر صبح ۷ بجکے ۴۰ منٹ)
بہر یج (ادرنہ) پر ایک سخت معرکہ ہوا جسمیں عثمانی فوج کو شاندار کامیابی ہوئی دشمن کی فوج میں ۳۰ ہزار آدمی تھے - غنیمت میں ۱۱ توپیں ملیں - ایک افسر اور بہت سپاہی قید کیے گئے -

---

اشوبیا میں بھی یونانی فوج سے ایک لڑائی ہوئی اور اسمیں بھی ہماری فوج کامیاب ہوئی -

---

برگا بعد لاتار) استیلی ' حالی ' فرق ' اور قامیکری ' حمیدیہ میں لڑائی شروع ہوگئی ہے اسوقت تک ان تمام مواقع پر عثمانی فوج کو فتح ہو رہی ہے خاص کوئی میں ہمیں پوری فتح ہوگئی اور اسوقت تک اس شہر پر ہمارا قبضہ ہے (خاصکوئی بلغاریا کا ایک شہر ہے جو ادرنہ سے ۲۵ کیلو میٹر کی مسافت پر ہے اسمیں اور بلغاری ملی بولی میں سو کیلو میٹر کا فاصلہ ہے - الہلال) اسوقت ہم شہر کتندیل کا محاصرہ کیے ہوے ہیں -

---

(تک ارتلی ۲۴ اکتوبر ۸ بجے) وادی مارزا کی جنگ میں بلغاریا کے مقابلہ میں میدان ہمارے ہاتھہ رہا -

---

(۵ بجے شام) چہارشنبہ گذشتہ کو ہماری عربی فوج سے (جو کمانو رکے اطراف میں ہے) لڑائی ہوئی سرویا کی فوج جو اب تک بڑہ رہی تھی ' سخت نقصان کے ساتھہ شکست کھا کے واپس گئی - ہماری فوج دور تک تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی ہے -

---

(قسطنطنیہ ۲۵ اکتوبر ۱۲ بجے دن)
طراش میں بلغاریا سے جو لڑائی ہوئی تھی اسمیں ہماری فوج کو ۹ مترالیور قسم کی توپیں غنیمت میں ملیں ۱۴ افسر اور بہت سے سپاہی قید کیے ' ہماری فوج قرجہ علی (بلغاریا) کی طرف بڑہ رہی ہے - دشمن کو میدان جنگ میں سخت نقصان ہو رہا ہے -

---

باب عالی نے شائع کیا ہے کہ سرویا کی فوج نے عثمانی فوج پر حملہ کیا جسکا مقابلہ دیر تک جاری رہا سرویا کی فوج کو شکست ہوئی - عثمانی فوج حدود سرویا تک انکا تعاقب کرتی ہوئی چلی گئی - لڑائی جاری ہے -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص متعینہ حدود یونان مونہ سے لکھتا ہے :

۲۱ اکتوبر کو ینقطہ اور صربیہ کے درمیانی میدان میں عثمانی اور یونانی فوج میں مقابلہ ہوا - دیر تک سخت جنگ ہوتی رہی جنگ کا خاتمہ پانچ ہزار یونانیوں کے قتل پر ہوا -

باب عالی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے :-

عثمانی فوج نے (جو سیاط واقع حدود بلغاریا میں موجود تھی) جب یہ دیکھا کہ جس جگھہ دشمن کی فوج قلعہ بند ہوئی ہے وہ نہایت مضبوط مقام ہے تو اپنی فوج کو لیکے واپس چلا آیا - بلغاریا کی فوج تعاقب کرتی ہوئی عثمانی حدود میں چلی آئی - یہاں پہنچکے عثمانی فوج نے انکے میمنہ پر حملہ کیا جس سے دشمن کی جمعیت منتشر ہوگئی عثمانی فوج کو غنیمت میں دو توپیں ملیں - دشمن کے نقصانات کی صحیح مقدار معلوم نہیں -

---

قسطنطنیہ میں وارنہ کی تباہی کی یہ تفصیل موصول ہوئی ہے :
عثمانی بیڑے نے وارنہ کا سرحدی حصہ تباہ کردیا ' اور ان تمام توپوں کو خاموش کردیا جن سے اس سرحد کے قلعے مضبوط کیے گئے تھے جو قلعوں کو بھی مسمار کردیا - عثمانی بیڑا جب واپس آیا تو دریا میں بلغاریا کی چار تارپیڈو کشتیوں کو دیکھا ان پر گولے پھینکنا شروع کیے ' ان کشتیوں کی دنگوں اور دیگر آلات کو اس درجہ خراب کردیا کہ استعمال کے قابل نہیں رہیں -

---

جب عثمانی بیڑا ورعاس پہنچا تو وہاں ایک جنگی نمایش کی گئی مگر کوئی بلغاری کشتی مقابلہ کے لیے نہیں نکلی -

ترکی اخبار صباح کا خاص نامہ نگار احمد ماہر بک سیرز سے لکھتا ہے

---

۲۱ اکتوبر کو ادھم آغا محافظ موقع دوراقوب سے اور بلغاریا کی فوج سے جانلر میں مقابلہ ہوا ' محافظ موصوف کو شاندار کامیابی ہوئی - دشمن بھاگ گئے - غنیمت میں دو توپیں ملیں -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ادرنہ سے یہ تار دیتا ہے

۲ اکتوبر کو سرحد پر عثمانی و بلغاری فوج سے سخت لڑائی ہوئی عثمانی فوج نے جو کمین گاہ تیار کی تھی اسمیں چار سو بلغاری پھنس گئے عثمانی فوج نے تمام بلغاریوں کو قتل کر ڈالا -

---

لولیس میں یونانی فوج سے معرکہ ہوا جسمیں یونانیوں کو شکست ہوئی -

---

اینک کے راستہ میں عثمانی اور مانٹی نگرو کی فوج میں چند شدید معرکے ہوے عثمانی فوج کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور اسکے مقابلہ میں مانٹی نگرو کی فوج بہت تھی اسکے علاوہ انکے ساتھہ ہزاروں مالسوری بھی تھے لیکن باایں ہمہ عثمانی فوج نے شکست دی -

---

ساموس سے عثمانی فوج واپس آگئی ہے روس' انگلستان ' اور فرانس نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے -

---

ترکی اخبار اقدام کا نامہ نگار خاص ماحد تک حدود اسکوب سے ۲۳ اکتوبر ۷ بجے شام کو تار دیتا ہے

کمانوو میں عثمانی ' بلغاری اور سروی فوج میں شدت سے جنگ ہو رہی ہے - اسوقت تک ہماری فوج کو ۴ بلغاری اور ۶ سروی توپیں غنیمت میں ملچکی ہیں ہماری توپوں کے گولے بیلاحیک اور نادور بندش میں دشمنوں کو تباہ کر رہے ہیں -

یہی تار عالب بعدار بک اور احمد حلیم بک نامہ نگاران اخبار صباح کے پاس سے بھی آیا ہے -

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری
۲ ابو الحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبدالقادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاهد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سزای بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه
۱۱ سوله برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاهد
۱۲ قسطنطنیه کی موجوده وزارت
۱۳ ایرانی مجاهدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاهدین کا حمله
۱۵ بک باشی نشات بے
۱۶ منصور پاشا معروف بعارب

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تهذیب کے چار حربین مناظر
۱۸ اٹالین هوائی جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں
۹ طبروق کا معرکه
۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں
۲۱ درنہ بنیک کی شکسته دیواریں
۲۳ روڈس میں اٹلی کا داخله
طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاهدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ اذر بائیجان میں روسی داخله
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا متل علم
۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(علم مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی هلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قرطبه میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنه ۷۰ هجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

اخبار صباح کا خاص نامہ نگار نطمي تک دیرہ سے لکھتا ہے :
" ۲۹ اکتوبر کے معرکہ میں ہماری فوج کو دشمنوںکے مقابلہ میں نمایاں کامیابي ہوئي دشمنونکي توپیں خاموش کردیگئیں مقام حسین آغا میں بلغاري فوج کي تین توپیں ملیں اور بہت سے سپاہی قید ہوے "

اخبار صباح کا نامہ نگار محمد صادق تک تار دیتا ہے " آستروي اخبارات کو بلغراد (دارالسلطنت سرویا) سے یہ تار ملا ہے کہ ۲۹ ریل گاڑیاں سرویي مجروحین سے بھري ہوئی آئیں ہیں "

اخبار صباح کا نامہ نگار اسم بک دمیرطاش (ادرنہ) سے تار دیتا ہے کہ قلعہاے ادرنہ کے شرقي حصہ میں بلغاري مقتولین کي تعداد ہزاروں تک پہنچي ہوئی ہے ۔

اخبار مذکور کا نامہ نگار کنعان تک ادرنہ سے لکھتا ہے کہ قلعہاے ادرنۂ کے جوانب و اطراف میں بلغاري مقتولین کي ہزاروں لاشیں سڑ رہی ہیں' بلغاري فوج تو سخت شکست کي وجہ سے انہیں اٹھا نہیں سکي' مگر اس خیال سے کہ آب و ہوا نہ خراب ہوجاے' عثماني فوج ان لاشونکو اٹھا رہی ہے' ۲۹ اکتوبر کے معرکہ میں (جسکی لاشوں کا اسوقت ذکر ہے) عثماني فوج کو بلغاري فوج کي اعلی قسم کي بہت سي بندوقیں اور حیوانات غنیمت میں ملے اور بہت سے سپاہي بھي گرفتار ہوے ہیں -

---

کنعان تک نامہ نگار اخبار اقدام ادرنہ سے تار دیتا ہے :-
" ادرنۂ کي عثماني فوج دو دن تک لڑتي رہي بالاخر ۲۹ کو دشمن کو شکست دي غنیمت میں دس توپیں اور جانور ملے "
نامہ نگار مذکور لکھتا ہے :
" معرکہ مقام حسن آغا کے قیدیونکي تعداد ۱۲ سو ہے "

(بک اوغلی ۲ نومبر ۷ بجے شام)

بینا حصار کی فتح کے بعد ہمارا لشکر شمال کي طرف بڑھا' دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا - جس سے انکا سخت نقصان ہوا' غنیمت میں اسلحہ و سامان جنگ بکثرت ہاتھہ آیا "

میدان جنگ سے اسوقت تک کی آئي ہوئي خبریں بتلاتي ہیں کہ ایک سخت جنگ ہو رہی ہے غلبہ اسوقت تک عثمانی فوج کو ہے -

(بک اوغلی ۳ نومبر ۹ بجکے ۴۰ منٹ)

عثماني اور بلغاری فوج میں برابر لڑائی ہورہي ہے اسوقت تک نصرت و فتح ہمارے ساتھہ ہے -

کل طوبعہ کے معرکہ میں بلغاریوں کو شرمناک شکست ہوئی غنیمت میں بہت سا سامان جنگ ملا -

ویزہ' لولوبرغاس' اور بابا اسکي میں پانچ دن سے برابر جنگ ہورہي ہے ان تمام مقامات میں اسوقت تک فتح ہمارے ساتھہ ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

(۱)

— * —

نام	رقم	نام	رقم
میاں عمر بخش صاحب	۱۰۰۰	نور احمد صاحب	۱۰
فیروز صاحب زمیندار	۱۰۰	غلام یسین صاحب	۲۵
حافظ غلام سرور صاحب	۱۰۰	محمد عالم صاحب	۵۰۰
فقیر محمد وزیر محمد صاحبان	۱۰۰	محمد یسین صاحب	۱۰
الہ بخش صاحب	۱۰۰	رمضان صاحب	۱۰۰
الہ بخش صاحب مشترکہ	۲۵۰	فقیر محمد صاحب	۵۰
محمد رفیق صاحب	۱۰	شیخ احمد صاحب	۵
میاں محمد صاحب	۱۰	غلام محمد ثنو صاحب	۱۰۰
منشي سمندر خاں صاحب	۴	نواب معاں محمد صاحب	۱۰۰
حاجي جاني صاحب	۵	محمد یسین محمد الدین صاحبان	۱۰
قادر یوسف صاحب	۱۰	مستان صاحب	۵۰
محمد غفور صاحب	۲	سمندر خان صاحب	۱۰
جیلاني قادر صاحب	۱۵	میاں محمد صاحب زمیندار	۱۰
حاجي آغا جان صاحب	۲	ملک عمر الدین صاحب	۲
عبد الحکیم صاحب	۳	محمد کریم صاحب	۲۷
رمضان خاں صاحب	۱۵	محمد سلطان صاحب	۱۰۰
چھوٹا ٹھیرو صاحب	۲۰	حاجی رجب اللہ صاحب	۵
غلام رسول صاحب کالو	۱۳	احمد جان صاحب	۵۰
محمد یوسف صاحب	۲۵	گل محمد صاحب	۲
فقیر محمد صاحب	۱۵	سرور جانی شاہ صاحب	۲۵
غلام صمداني صاحب	۲۵	غلام جیلاني صاحب	۴۰
غلام رباني صاحب	۵۰	نواب خان صاحب	۱۰۰
حاجي قادر بخش صاحب } ملا ٹھیرو	۴۰	اہلیہ غلام جیلاني صاحب	۲۰۰
غلام حسین صاحب نوزیا	۵	حاجي غلام محمد صاحب	۱۱۰
حاجي ملا محمد } احمد الدین صاحب	۱۰۰	شیخ ولایت صاحب	۱۰۰
غلام محمد بوائي صاحب	۲۰	ملک صاحب	۵
پیر محمد الہي بخش صاحب	۲۰	شیخ کلو صاحب	۲۰
سائیں صاحب	۵	کالی داس صاحب (ایک ہندو صاحب)	۱۰
غلام حسین صاحب	۱	میاں محمد صاحب	۲
بدر محمد صاحب	۴	فضل الہي الہ بخش صاحبان	۲۰
غلام محمد صاحب نقال	۵۰	غلام قادر محمد یوسف صاحب	۸۰
محمد سعید صاحب	۸۰	کشنو بابو (ایک ہندو بیاہی)	۲۰۰
عبد الرحمان صاحب	۲۰۰	ابراہیم کمپنی	۱۰۰
تفضل حسین صاحب	۵۰	غلام قادر صاحب چودھری	۱۵
عبداللہ صاحب	۵	علي محمد صاحب	۱۰
شیر محمد صاحب	۲	غلام جیلانی صاحب	۲
غلام جان صاحب	۱۵۰	میزان	۳۸۱۱

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

الہلال

روزانہ

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

البیان

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ، اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے، جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا اشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت، وضع و قطع، اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری

Calcutta . Wednesday, November 27, 1912.

نمبر ۲۰

فہرس

افسوس اور تعجب ہے کہ اس وقت تک ہم لندن کے تار کے نہایت اضطراب کے ساتھہ منتظر رہے ' مگر اب تک کوئی خبر نہیں آئی - غالباً اسکا سبب یہ ہوگا کہ کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا - اگر رسالے کے ڈاک میں ڈالنے کے وقت تک بھی آگئی ' تو ورق الگ ضمیمے میں داخل کرکے فوراً ہر پرچے کے اندر رکھدی جائے گی - اگر اشاعت کے بعد آئی جب بھی انشاء اللہ علیحدہ ضمیمے کی صورت میں تمام خریداروں تک پہنچادی جائے گی - مشرق کی طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں ' اور جب تک اپنے بس میں ہے بند رہیں گی -

شذرات

کفر ار کعبہ یہ کیا قیامت ہے کہ علی گڈہ میں ہندوستان سے باہر کی ایک جنگ کی نسبت جلسہ منعقد کیا گیا ' اکثر ارکان کالج اور مقامی ٹرسٹی اسمیں شریک ہوے ' اور یہاں تک اس پیمان شریعت کے عہد شکنوں کا عنوان ہوا کہ علانیہ چندے تک ترکوں کے لیے دے گئے - اقتربت الساعۃ وانشق القمر :

جو کفر از کعبہ بر خیزد ' کجا ماند مسلمانی ؟

بدعتوں کو اب کیا رویئے کہ کفر تک نوبت پہنچ گئی ہے - حیران ہیں کہ نصوص قطعیہ اور دلائل صریحۂ شرعیہ کی یہ علانیہ خلاف ورزی کیونکر روا رکھی گئی ؟ افسوس ! آج کوئی نہیں جو گمراہوں کی راہ کی رہنمائی کرے - زیادہ حسرت اسپر ہے کہ ابھی کچھہ ایسا زمانہ بھی انحطاط و تنزل کا نہیں گذرا ہے ' صدر اول کے صحبت یافتہ - بحمد اللہ - اب تک موجود ہیں ' اور متبعان سنت اولین کی بھی بظاہر کمی نہیں :

ہست مجلس بران قرار کہ بود !
ہست مطرب بران ترانہ ہنوز !

تہذیب الاخلاق کی اشاعت اول میں سید صاحب مرحوم نے ایک مضمون " شیخ الاسلام " کے عہدے اور اسکے اختیارات کی نسبت لکھا تھا ' اس میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہباً یہ فرض ہے کہ اپنے بادشاہ کے ہمیشہ تابع رہیں ' گو وہ ترکوں کے ساتھہ کیسی ہی ہمدردی رکھتے ہوں اور گو ترکی میں اور خود قسطنطنیہ میں کچھہ ہی ہوا کرے "

سنہ ۹۷ میں جب ترکی نے یونان پر فتح پائی تو بمبئی کے مسلمانوں نے کہ مسلمان تھے اسلیے مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوتے تھے سلطان المعظم کی خدمت میں مبارک بادی کا ایک تار بھیجا ' اسپر سید صاحب کو اسقدر غصہ آیا

الهلال

شرح اجرت اشتہارات

ایک مرتبہ کیلئے بحساب	فی صفحہ	۲۶ روپیہ	کلی کالم	۱۴ روپیہ	نصف کالم	۸ روپیہ
ایک ماہ "	"	۲۲	"	۱۲	"	۷ "
تین ماہ "	"	۱۸	"	۱۰	"	۶ "
چھہ ماہ "	"	۱۵	"	۸	"	۵ "
ایک سال "	"	۱۲	"	۶	"	۴ "

متفرق اشتہارات جو نصف کالم سے بھی کم ہوں، انچ کے حساب سے لئے جاینگے، بحساب فی مربع انچ دس آنہ -

ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ پر بارہ انچ تک کا اشتہار لیا جاسکتا ہے لیکن اسکی اجرت ہر مرتبہ کیلئے پورے صفحہ کی، یعنے ۲۶ روپیہ لی جائیگی -

مختصر اشتہارات اگر رسالے کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت سے پچاس فیصدی زیادہ ہوگی - اگر اشتہار کا بلاک بنوا کر یا کسی تصویر کے بلاک کے ساتھہ درج کرانا مقصود ہو تو بلاک کی اجرت اسکے علاوہ ہوگی، اور اسکی بنوائی دس آنے مربع انچ کے حساب سے لی جائے گی - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو دیدیا جائیگا اور ہمیشہ اسکے لئے کارآمد رہیگا -

شرائط

(۱) اسکے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیسکیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) اشتہار کی اجرت ہمیشہ پیشگی لی جاے گی اور کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

افکار و حوادث

— * —

جنگ پر ایک ہفتہ اور گذر گیا - مسٹر ایسکویتھ بالقابہ کی صحت مزاج کی طرف سے ہم سخت مشوش خاطر ہیں - نہیں معلوم فتح قسطنطنیہ کے انتظار میں انکے قلب و اعصاب کا کیا حال ہے؟ ظالم ریگنلڈ کو بھی اسی وقت خاموش ہونا تھا - یہ مانا کہ فتح مند بلغاریا نے سرپرست دنیاے اسلام پر رحم فرما کر فتح قسطنطنیہ کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے، لیکن اگر بلغاری توپ کام نہیں دیتی، تو کیا کمبخت ریگنلڈ کی پنسل بھی ٹوٹ گئی ہے؟ جس طرح "باب سعادت" مسخر کر لیا گیا، پچاس ہزار ترکوں کو مچھلیوں کی طرح ایک ہی جال میں گرفتار کر لیا، سعوطری، عسکوب، مناستر، اور اشقودرہ پہلے ہی دن کے حملے میں فتح ہوگئے، اسی طرح ایک قسطنطنیہ کے فتح کی حد اور سہی!

یقین ہے کہ اب تو مسٹر ایسکویتھ بھی ہمارے ساتھ اعتقاد ریگنلڈ کو کوسنے میں شریک ہوگئے ہونگے، جنکے القاے روایات نے انکو ان مصائب عظیمہ سے دو چار کیا -

---

هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین؟ تنزل علی کل افاک اثیم، یلقون السمع و اکثرهم کاذبون، الشعراء یتبعهم الغاوون، الم تر انهم فی کل واد یهیمون، و انهم یقولون ما لا یفعلون (۲۲۱ ۱۹)

میں تم کو بتلاؤں کہ کس پر شیطان اُترتے ہیں؟ ہر جھوٹے اور شریر روح پر اترتے ہیں، شیطان (نامہ نگاران جنگ) سنی سنائی بات اُن پر القا کر دیتے ہیں، اور اُنمیں سے اکثر تو پورے جھوٹے ہی ہوتے ہیں - یہ شاعر (آجکل کے انشا پرداز نامہ نگار) سچی باتیں کیا کہیں گے، وہ تو خود گمراہوں (محکمۂ احتساب اخبار یا بلغاری افسروں) کے پیرو ہیں، اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ (اپنی کذب افرینیوں کے) میدانوں میں سرگرداں پڑے پھرتے ہیں، اور ایسی باتوں کا دعوا کرتے ہیں، جو عمل میں نہیں لاتے؟ (مثلاً فتح قسطنطنیہ)

افسوس ہے کہ مسٹر ایسکویتھ کی امیدوں کا آفتاب ہمیشہ کیلیے ڈوب گیا، حالانکہ وہ ایک ایسی حکومت کے وزیر اعظم ہیں، جسکے اندر آفتاب کبھی نہیں ڈوبتا - اب آپ تمسخر اوڑائیے، انکی آرزؤں پر ہنسیے، جو جی میں آے کیجیے - جب زمانے ہی نے انکی طرف سے منہہ موڑ لیا، تو اب آرزونکا شکوہ فضول ہے - مصیبت جب آتی ہے تو تنہا نہیں آتی، فتح قسطنطنیہ کا انتظار ہی کیا کم تھا، کہ فلک نے مہرے اور چرکے لگانے شروع کردیے - جب تک انھوں نے "باب سعادت" میں قدم نہیں رکھا تھا، اس وقت تک ریگنلڈ کے سوا اور سب کی زبانیں گویا سی دی گئی تھیں، لیکن انکا نکلنا تھا کہ اب چاروں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی - جو اٹھتا ہے، بغیر خنجر و سنان کے بات ہی نہیں کرتا - ایک صاحب خبر سناتے ہیں کہ تین میل تک علمبرداران صلیب کی لاشیں ہی لاشیں پڑی ہیں، ایک اور ظالم آتا ہے اور شتلجہ کے حسرت انگیز مسیحی ماتم کا افسانہ سناتا ہے، ٹائمز کے نامہ نگار نے بھی آنکھیں بدل لی ہیں، اسکے پاس بھی مسٹر ایسکویتھ کو سنانے کیلیے اب ناظم پاشا کے ناقابل تسخیر توپ خانوں کے نقشے ہی رہگئے تھے، اور پھر سب سے زیادہ

جگر شگاف حادثہ تو یہ ہے کہ غیروں کی شکایت کیا کیجیے کہ جن اپنوں پر ناز تھا، انھوں نے ہی کمر توڑ دی - کہاں تو جرمنی کی فتح مندیوں کے ساتھ قسطنطنیہ کو فرانس بناکر مسخر کرنے کی بشارت عطے، اور کہاں صوفیا میں اسکا علانیہ اقرار کہ اب جنگ جاری نہیں رکھی جا سکتی اور قسطنطنیہ ایک طرف، فتح ایڈریانوپل کا بھی ارادہ ملتوی!

کیا شکوہ تم سے، رویئے اپنے نصیب کو!

کیا عجیب منظر ہے! دو طرف دو جماعتیں اپنے دل ہی دل کے اندر کسی چیز کا انتظار کر رہی ہیں - اگر یورپ فتح قسطنطنیہ، یا بالفاظ دیگر اسلام کی یورپ سے جلا وطنی کا منتظر ہے، تو ہم بھی اپنے دلوں کے اندر کسی انتظار کی بے چینی رکھتے ہیں - پھر دیکھنا ہے کہ نیرنگ ساز قدرت کس کے انتظار کو پورا کرتا ہے، اور کس کی امیدوں کو ناکام رکھتا ہے؟ قد کان لکم آیة فی فئتین التقتا، فئة تقاتل فی سبیل الله، و اخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین، والله یؤید بنصره من یشاء، ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار (۳ [illegible])

ہم نے اپنی کلکتہ کی تقریروں میں سے ایک تقریر بصورت تحریر شائع کردی تھی - اسکے دوسرے نمبر میں بعض اُن منافقین و ملحدین حال کا ذکر کیا تھا، جنھوں نے گذشتہ چالیس سال کے اندر ہمیشہ خلافت اسلامی، اور اتحاد بین الملی کے اثر کو مٹانے کیلیے شیاطین یورپ کا اتباع کیا ہے، اور علانیہ کہا ہے کہ ہمیں ترکوں کی حکومت سے کوئی تعلق نہیں - یہ ایک بات بھی جو ہم نے کہدی، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض حلقوں میں ایک عجیب بدحواسی پھیل گئی ہے - گمنام خطوں کے علاوہ ایک صاحب نے بڑی شجاعت کے ساتھ اپنا اسم گرامی بھی ظاہر کیا ہے، اور لکھتے ہیں کہ آپنے جو کچھ لکھا ہے یہ (حضرات علی گڈہ) کی نسبت ہے -

---

قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت رؤساے منافقین کی بعض علامتیں بتلائی تھیں، مثلاً

و اذا رایتهم تعجبک اجسامهم، و ان یقولوا تسمع لقولهم، کانهم خشب مسندة، یحسبون کل صیحة علیهم - (۶۳ ۴)

اور اگر تم انکی ظاہری ڈیل ڈول کو دیکھو تو نہایت نظر فریب اور موثر نظر آئیں، اور جب بات کریں تو اس طمطراق سے، کہ تم بڑی دلچسپی سے سنو، تمہارے سامنے اس طرح جم کر اور ٹیک لگاکر بیٹھتے ہیں، گویا لکڑیوں کے کندے ہیں جو کسی سہارے کھڑے کردیے گئے ہیں! اور پھر یہ بھی انکی ایک خاص علامت ہے کہ جب بات کیجیے، تو ہر زور کی آواز کو سمجھتے ہیں کہ انھی کو للکارا!

آجکل کے منافقین مسلمین پر بھی ان تمام علامتوں کو ایک ایک کرکے منطبق کر لیجیے! انکی وضع و قطع کیسی شاندار اور قیمتی ہے کہ خواہ مخواہ نظروں میں کھب جاتی ہے، باتیں سنیے، علی الخصوص اسوقت کی، جب مسائل قومیہ و اصلاحیہ میں رطب اللسان ہوں، تو معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کی باگیں انہیں کے ہاتھہ میں ہیں -

پھر جب کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر سرگرم سامعہ نوازی ہوتے ہیں اور پتلونکی جیب میں ہاتھہ ڈالکے اسی پر زور جملے کو ادا کرنے کے بعد تنکے کھڑے ہوجاتے ہیں، تو واقعی معلوم ہوتا ہے کہ "کانهم خشب مسندة"

کہ انہوں نے علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں (یعنے یہی آجکل کے انسٹیٹیوٹ گزٹ میں) ایک مضمون لکھا ' جسمیں اس حرکت کو "خفیف الحرکتی" سے تعبیر کیا تھا ' نیز لکھا تھا کہ ہم کو صرف اپنی گورنمنٹ سے سروکار رکھنا چاہیے اور جو کچھ کرنا چاہیے اسکی رضا و رحکم سے ' بمبئی کے مسلمانوں کو ہرگز نہیں چاہیے تھا کہ تابع برطانیہ کے محکوم ہوکر ٹرکی کو مبارک باد دیں -

اس پرچے کی تاریخ اشاعت دفتر " چودھویں صدی " کے ریکارڈ سے ملسکتی ہے -

سنہ ۱۹۰۵ میں انگریزی گورنمنٹ نے ٹرکی سے طابہ (طابہ) حاصل کر لینا چاہا ' اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جنگی بیڑوں کو حرکت بھی دیدی گئی ' اسپر ہندوستان کے اکثر مقامات میں مسلمانوں نے جلسے کیے اور رزولیوشن پاس کیے کہ برطانیہ کی روش انکے لیے سخت دل آزار ہے ' علی گڈہ میں بھی بعض لوگوں نے ایک جلسہ کردیا - جلسے کی جب کارروائی چھپی ' تو بزرگان علی گڈہ کو کھٹکا ہوا کہ علی گڈہ کے نام سے کہیں یہ نہ سمجھ لیا جاے کہ وابستگان کالج بھی خدا نخواستہ اس کفر میں شریک ہیں - فوراً مقامی ارکان کی ایک کمیٹی منعقد ہوی اور انکار و تبری کا ایک تار پاینیر میں چھاپا گیا -

اس زمانے میں میں وکیل کا ایڈیٹر تھا - میں نے اسکی نسبت ایک نوٹ لکھا ' لیکن خدا بخشے نواب محسن الملک مرحوم اسقدر برافروختہ خاطر ہوے کہ علی گڈہ گزٹ میں " کالج کے نادان دوست " کے نام سے (کیپشن) کے جواب میں ایک پر غضب مضمون لکھا اور اسمیں سید صاحب کے مضامین کے اقتباسات دیکر ثابت کیا کہ ہم مسلمانوں کو ترکوں کے معاملات اور خلافت اسلامی سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے - پھر ایک خط میں مجھے بمبئی سے لکھا کہ " ہماری تیس برس کی کمائی کو تم لوگ چاہتے ہو کہ غارت کردو "

اسکے بعد متواتر دو پمفلٹ بھی اردو اور انگریزی میں اس مسئلہ کی نسبت شائع کیے ' اور ان میں غالباً یہ بھی لکھا کہ سواے چند غیر ذمہ دار اور ناقابل عزت مسلمانوں کے اور کوئی معقول اور تعلیم یافتہ مسلمان ترکوں کے ان معاملات سے دلچسپی نہیں رکھتا -

یہ ہیں علی گڈہ کے نصوص شرعیہ اور قدماے شریعت کی تعلیمات و تلقینات ' پھر آج کیا ہوگیا ہے کہ ان تمام روایات کو بھلاکر اور اپنی ثقیل الوزن پالیسی کو فراموش کرکے سب کے سب "خفیف الحرکتی" میں مبتلا ہو رہے ہیں ؟

کیا اسلیے کہ اگر ایسا نہ کریں تو قوم ہاتھ سے نکل جاے گی ؟ کیا اسلیے کہ تیس برس تک جس لیڈری کے تخت جلال و جبروت پر جبراً قبضہ رکھا گیا ہے ' اب اسکے پاے ہلنے لگے ہیں ؟ اگر یہی خیال ہے تو یقین کرلیں کہ الحمد للہ قوم تو اب انکے ہاتھ سے گئی ' تیس برس تک اسکو احمق بننا تھا سو بن چکی ' اور کب تک احمق بنے گی ؟ اب اس لیپ پوت سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا لوگوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں ' اور وہ سب کچھ دیکھا جارہا ہے ' جسکو آنکھوں پر پٹی باندھ باندھ کر تاریکی میں رکھا جاتا تھا - زمانے سے لڑنا لاحاصل ہے ' اور اب زمانے ہی نے دوسری راہ دکھلا دی ہے

لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور قابل غور سوال یہ ہے کہ وایسراے ہند کے چندہ دینے سے پہلے یہ حضرات کس کونے میں دبے بیٹھے تھے ؟ کیوں دلوں کی طرح زبانوں پر بھی مہر لگ گئی تھی ؟ یہ قوم کے لیڈر ہیں ' اور ترکوں کی مدد اب اس درجہ ضروری ہے کہ ہر وقت کے کھانے کی بھی قیمت دیدینے کا مشورہ دیا جارہا ہے ' پھر کیا انکا فرض نہ تھا کہ بہ حیثیت لیڈر ہونے کے سب سے پہلے باہر نکلتے اور اپنی قوم کو اس طرف دعوت دیتے ؟ یہ کیوں ہے کہ ادھر حضور وایسراے کے چندے کی خبر مشتہر ہوئی ' اور ادھر علی گڈہ کو بھی یاد آگیا کہ بلقان کی وادیوں میں ایک جنگ برپا ہے ؟

کلکتہ میں عید اضحی

امسال کلکتہ میں عید اضحی کی نماز جس اجتماع عظیم اور وحدت و جمعیت کے ساتھ پڑھی گئی ' وہ ایک ناقابل فراموش واقعہ تھا -

یہ عجیب بات ہے کہ نماز عیدین کے متعلق اصل حکم ' سنت نبوی ' اور عام رسم ' تینوں باتیں اسکی مؤید ہیں کہ شہر سے باہر کسی میدان یا صحرا میں ایک ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائیں مگر بعض شہروں میں مسجدوں کے اندر پڑھنے کا رواج ہوگیا ہے ' اور اسکی وجہ سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت و وحدت کو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے -

کلکتہ میں تقریباً سولہ سترہ برس سے حضرت والد مرحوم قلعہ کے میدان میں اپنی جماعت کے ساتھ نماز عیدین ادا کرنے کی بنیاد ڈال چکے تھے ' اور انکے بعد یہ عاجز بھی ہمیشہ اپنے ہزارہا اخوان طریقت کے ساتھ وہیں نماز ادا کرتا رہا ' لیکن بد قسمتی سے مسجدوں میں نماز پڑھنے کی رسم اسطرح پڑگئی تھی کہ جب کبھی اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ' تو بہت کم لوگ ایسے نکلے جنھوں نے اس سنت اصلی کے احیا کو ضروری سمجھا ہو ' مگر الحمد للہ امسال مصائب اسلامی کا ایک عمدہ نتیجہ یہ نکلا کہ تمام لوگ ایک جماعت کے ساتھ میدان قلعہ میں نماز پڑھنے کیلئے مستعد ہوگئے اور باوجود قلت وقت اشاعت ' بلا مبالغہ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کی جماعت نے ایک ہی جگہ ' اپنے ایک ہی خدا کے آگے سر نیاز خم کیے -

اس سے پہلے اس ملحز کی جماعت کے علاوہ میدان قلعہ میں حضرات اہل حدیث کی بھی ایک جماعت مخصوص ہوا کرتی تھی ' لیکن یہ کیسا مسرور کن منظر تھا کہ ایکے تمام اہل حدیث نے بھی بلا کسی ادنے اختلاف کے اپنی علحدہ جماعت کو ترک کردیا ' اور سب نے ایک جماعت کے ساتھ پورے اتحاد و یک جہتی کے ساتھ نماز ادا کی !

ہم نے دیکھا کہ جسقدر اہلحدیث جماعت میں موجود تھے سب نے نہایت اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ سینے پر ہاتھ باندھے ' رفع یدین کیا ' اور اس زور کے ساتھ آمین کی صدا بلند کی کہ مسجد نبوی کے گونج اٹھنے کی روایات صحیحہ سامنے آگئیں (۱) ہم نے سوچا کہ آج ایک لاکھ حنفی یہاں موجود ہیں ' مگر کوئی اسپر برہم نہیں ہوتا ' کوئی نماز توڑ کر مارنے کیلئے آستین نہیں چڑھاتا - یہ کیا بات ہے ؟

اصل یہ ہے کہ آپکے اندر جوش و خروش اور دفع و مقاومت کی قوتیں موجود ہیں ' جب انکے صرف کرنے کیلیے کوئی اصلی مصرف آپ تجویز نہیں کرتے ' تو یقیناً باہمی جنگ و جدال ہی میں خرچ ہونگی ' کیونکہ وہ نابود نہیں ہو سکتیں - لیکن اگر کوئی سب پر چھا جانے والا ' اور پوری قوم کے جذبات کو جذب کرنے والا مصرف انکے لیے سامنے آجاے ' تو پھر انکو باہمی اختلافات میں ظاہر ہونے کی مہلت ہی نہیں ملے گی - مذہب اور سیاست ' دونوں کا یہی حال ہے -

---

(۱) یہ اشارہ ہے ابن ماجہ کی اس حدیث کی طرف ' جس کو ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے کہ " اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ' قال آمین ' حتی یسمعہا اہل الصف الاول فیرتج بہا المسجد "

۲۷ نومبر ۱۹۱۲

— * —

عید اضحیٰ

— * —

اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر !
اللہ اکبر ! و للہ الحمد !!

(۲)

اسوۂ ابراہیمی (۱) و حقیقت اسلامی ' ذہاب الی اللہ ' و جہاد فی سبیل اللہ

— * —

فلما اسلما و تلہ للجبین و نادیناہ ان یا ابراہیم ' قد صدقت الرویا انا کذلک نجزی المحسنین - ان ھذا لھو البلاء المبین ' و فدیناہ بذبح عظیم ' و ترکنا علیہ فی الآخرین ' سلام علی ابراہیم - (۳۷ - ۱۰۳)

— * —

(۲)

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم کی ہر بات " اسلام " تھی ' حقیقت اسلامی میں انکا وجود اسطرح فنا ہوگیا تھا ' کہ خود انکی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی - جبکہ ستاروں کی عظمت و عزت روشنی انکے سامنے آئی ' چاند کی دلفریبی نے انکو آزمانا چاہا ' اور سورج اپنی سطوت و عظمت سے چمکا تاکہ انکی فطرت کو مرعوب کرسکے تو " اسلام " ہی تھا ' جس نے اندر سے صدا دی کہ " انی لا احب الافلین " [میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا]

انی وجہت وجھی للذی فطر السموات و الارض حنیفا ' وما انا من المشرکین (۶ ۷۹)

میں ہر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک ہی ذات کا ہوگیا ہوں جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ' الحمد للہ کہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں [اور اسی طرح ہم نے

و کذالک نری ابراہیم ملکوت السماوات و الارض ' و لیکون من الموقنین (۶ ۷۵)

ابراہیم کو آسمان و زمین کے مناظر و عجائب دکھلائے ' تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہوجائے -]

انہوں نے جب آنکھ کھولی ' تو انکی چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے - انہوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا ' اسکے ہاتھ میں سنگ تراشی کے اوزار ' اور بتوں کے ڈھانچے تھے ' وہ کا لکڑیا کے بازاروں میں پھرے ' مگر جس طرف دیکھا ' بتوں کے آگے جھکے ہوئے سر تھے ' اور جس طرف کان لگایا ' خدا فراموشی کی صدائیں آرہی تھیں - پھر وہ کونسی چیز تھی ' جس نے تمام ان چیزوں سے ہٹا کر ' جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جاتی ہیں ' انکے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگا دی ؟ اور ایک ان سنے نغمے کی تلاش میں انکے سامعہ کو آوارہ کردیا ؟ انکے سامنے بتوں کی قطاریں تھیں جنکو انکی آنکھیں دیکھتی تھیں ' پھر وہ کون تھا ' جو انکے اندر بیٹھا ہوا خدائے قدوس کو دیکھ رہا تھا ' اور اس فطرتی جوش و قوت کے ساتھ ' جو کسی بلندی سے گرنے والے آبشار ' یا کسی زمین سے ابلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے ' انکی زبان سے فاطر السماوات و الارض کی یہ شہادت دے رہا تھا ؟

الذی خلقنی فھو یھدین و الذی ھو یطعمنی و یسقین ' واذا مرضت فھو یشفین ' والذی یمیتنی ثم یحیین ' و الذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (۲۶ ۷۸)

وہ ' جس نے مجھکو پیدا کیا اور پھر ہدایت کی راہیں کھولدیں ' وہ ' کہ بھوکا ہوتا ہوں تو کھلاتا اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے - اور وہ ' کہ جب اپنی بد اعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں تو اپنی رحمت سے شفا دیدیتا ہے - جو موت کے بعد حیات بخشیگا ' اور جسکی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگذر کریگا -

اور پھر یہ کیا تھا کہ جبکہ انکا سنگ تراش چچا ' پتھروں سے پرستش کی صورتیں بناتا تھا ' تو بے اختیار انکے زبان سے نکلتا تھا کہ انی براء مما تعبدون

و اذ قال ابراہیم لابیہ و قومہ اننی براء مما تعبدون ' الا الذی فطرنی ' فانہ سیھدین (۴۳ ۲۵)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں میں مبتلا ہو ' مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں البتہ مجھکو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے کہ وہی مجھپر اپنی راہ کھولدے گا -

دراصل یہ وہی " حقیقت اسلامیہ " تھی ' جس نے انکے وجود کو آنے والی امتوں کیلئے " اسوۂ حسنہ " بنا دیا تھا ' اور جسکی وصیت انہوں نے اسحق اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کی ' اور پھر انہوں نے یعقوب کو ' اور اسکے بعد نسلا بعد نسل سلسلۂ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی

و وصی بھا ابراہیم بنیہ و یعقوب ' یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون (۲ : ۱۲۶) •

اور یہی اسلام تھا ' جسکی وصیت ابراہیم اپنی اولاد کو کر گئے اور پھر یعقوب بھی ' کہ اے فرزند ! اللہ نے تمکو اس دین اسلام سے ممتاز فرمایا پس تم زندگی بھر اسی کی تعلیم دینا اور جب مرنا تو اسی طریقہ پر مرنا -

یہی حقیقت وہ " روح اعظم " تھی ' جو آدم کے قالب میں پھونکی گئی

و نفخت فیہ من روحی اور خدا نے آدم میں اپنی " روح " پھونکی -

اور یہی وہ روح الہی ہے ' جو شریعت ابراہیمی سے منسوب ہوکر سلسلۂ ابراہیمی کی آخری امت ' یعنی امت مرحومہ میں ظہور کرنے والی تھی ' اور جسکے یوم ظہور کی ایک رات ' ایام الہیہ کے گذشتہ ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی تھی

(۱) " اسوہ " کا لفظ اس مضمون میں بار بار آتا ہے ' اسلیے اسکا صحیح مطلب سمجھ لینا چاہیے (امام راغب) مفردات میں لکھتے ہیں ، " الاسوۃ کا لقدوۃ ' والقدوۃ الحالۃ التی یکون الانسان علیھا فی اتباع غیرہ ' ان حسنا ان سیئا ' و قال فا سیئ بہ ' ای اقتد بہ " (یعنی لفظ " اسوہ " مثل قدوہ کے ہے ' اور قدوہ اس حالت کو کہتے ہیں ' جس کو کسی دوسرے میں دیکھکر ' انسان اسکی پیروی کرے ' خواہ وہ اچھی ہو ' یا بری ' چنانچہ کہتے ہیں کہ " تاسیت بہ " یعنے میں نے اسکی پیروی کی) پس اسوہ سے مقصود ایسی پیش نظر حالت ہے ' جسکی پیروی اور متابعت کی جائے ' ہم نے اسکا ترجمہ " نمونہ " کر دیا ' کیونکہ اردو میں اور کوئی لفظ اس مفہوم کیلیے ذہن میں نہیں آتا - معلوم نہیں شاہ صاحب نے کیا ترجمہ کیا ہے ' مجلس تحریر میں انکے ترجمہ کے دیکھنے کی مہلت نہیں ملی -

آخری علامت یہ بتلائی ہے کہ کوئی بات بھی زور کے ساتھہ کہئے ' وہ سمجھیں گے کہ ہمارے ہی طرف اشارا ہے ' اس علامت کے انطباق کا کوئی تجربہ اب تک نہیں ہوا تھا ' مگر ان خطوط نے ثابت کردیا کہ یہ علامت بھی بلا ادنے اختلاف کے ٹھیک ٹھیک منافقین حال پر راست آتی ہے - بالحمد للہ علے ذالک -

---

لیکن کیوں جناب ! میں نے تو ایک ٹوپی طیار کی تھی ' آپ اپنا سر کیوں ناپنے لگے ؟ مجھکو تو صرف اسکی شکایت تھی کہ روٹی کی ایک گٹھری چوری گئی ہے ' مجھے اسکی کیا خبر کہ آپکی ڈاڑھی میں روٹی کے کالے چمٹ کے رہگئے ہیں ؟ اگر یہ ٹوپی جناب کے سر مبارک پر اس طرح ٹھیک آ گئی ہے کہ

جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود

تو مجھے آپ سے چھین کر کسی دوسرے کو دینے کی کوئی ضرورت نہیں -

امسال علی گڈہ کانفرنس کے اجلاس لکھنو کے ساتھہ زنانہ مصنوعات کی نمائش بھی ہوگی ' اور معلوم ہوتا ہے کہ غیر معمولی اہتمام سے اسکا سامان کیا جارہا ہے - جن صاحبوں کو چیزیں بھیجنی ہوں ' وہ مسٹر محمد عربی ندرسٹوارٹ لا لکھنو کے پتے سے جلد بھیجدیں - نمائش کے متعلق کاغذات آئے ہیں ' مگر ہمیں آجکل ان چیزوں کے دیکھنے کی مہلت کہاں ؟

مرا کہ شیشۂ دل در زیارت سنگ ست
کجا دماغ مئے ناب و نغمۂ چنگ ست

الحمد للہ کہ ہمارے محترم دوست جناب مولانا سلیم کے زیر ادارت (مسلم گزٹ) اپنے محاسن معنوی میں روز بروز ترقی کررہا ہے - آجکل عربی اخبارات کے ترجمے ' اور جنگ کی ہر طرح کی خبروں کا جسقدر ذخیرہ اسمیں جمع کیا جاتا ہے ' اسکی نظیر کسی اخبار میں نہیں ملسکتی - انڈیٹوریل نوٹس کا حصہ بھی اس قدر بڑھا دیا گیا ہے کہ گویا تمام تر انڈیٹوریل ہوتا ہے - اسپر قیمت نہایت معمولی - یعنے صرف دو روپیہ بارہ آنے - ناظرین الہلال میں سے جو صاحب اب تک اسکے خریدار نہیں ہیں ' انھیں ہم صداقت کے ساتھہ مشورہ دیتے ہیں کہ ضرور خریدیں -

---

ڈالٹ اتربدل سید امیر علی نے تار دیا ہے کہ انکے لیگ کے عہدے کو موقوف کرو ' میں نہیں آ سکتا ' روپیہ جو تم نے مصارف سفر کے لیے بھیجا ہے ' کہو تو واپس کردوں -

لیکن ارکان لیگ کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ' انکے اگر لیگ نہیں ہوگی تو پھر کبھی بھی نہیں ہوگی ' کیونکہ بہت سے " اہم معاملات " درپیش ہیں -

یا سبحان اللہ ! لیگ کو بھی " اہم معاملات " کے خواب آیا کرتے ہیں ! پچھلے کئی برسوں کے اندر جو اہم معاملات انجام دیے گئے ہیں ' وہ تو ہمارے حافظے نے ابھی بھلائے نہیں ' دیکھیے انکا موسم بہار کیسا گذرتا ہے ؟ غالباً اہم معاملات سے مقصود یہ ہوگا کہ کوئی مسلمان جج ریٹائر ہونے والا ہے ' اسکی کرسی پر دوسرا توجہ بھی ایک مسلمان ہی کا ہو - یا پھر سال بھر کے عطیات و مراحم گونا گوں کے شکریوں کی فہرست طویل ہوگی ' جسکی تحریک و تائید کے خانے بھرنے ہونگے - اور اگر یہ دونوں نہیں ' تو پھر اس ریزولیوشن کا پیش کرنا مقصود ہوگا کہ " جنگ بلقان میں جو سعی مشکور صلح و اصلاح کے لیے گورنمنٹ عالیہ نے بکمال مراحم خسروانہ

انجام دی ہے ' اسکے لیے تمام مسلمانان ہند کی یہ قائم مقام پولٹکل مجلس سجدۂ تعبد بجالانے کا فخر حاصل کرتی ہے "

جو مرگیا ہے ' اب اسکو اٹھنے کی زحمت مت دو - اسکی آخری خدمت تمہارے ذمے یہی ہے کہ جس قدر جلد ہوسکے ' اسے دفن کر دو - علیگڈہ کا ایوان علامی اب دوبارہ تعمیر نہیں ہوسکتا ' مسلمانوں کا چہل سالہ پالٹکس اب مرچکا ہے ' اسکو دفن کردینا ہی بہتر ہے نئی روحیں پیدا ہوئی ہیں ' مگر قبر سے نکل کر کبھی کوئی واپس نہیں آتا -

---

بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ لیگ کی طرف سے ایک نہایت بلیغ اور انشا پردازانہ تار شائع ادا کیا ہے ' جسمیں اپنی مملوکہ قوم کو حکم دیا گیا ہے کہ ترکوں کیلیے چندہ دو ! گویا مسلمان لیگ کے حکم کے انتظار میں بیٹھے تھے ' کہ اب فرمان عالی شائع ہوتا ہے اور ہمیں چندہ جمع کرنے کی اجازت ملتی ہے -

چونکہ حضور وائسرائے کے چندے کی اس قطعی ہاتھہ آگئی ہے ' اسلیے اب علی گڈہ میں بھی " حفیف الحرکتی " ہو رہی ہے ' لیگ کے بھی تار میں شائع ہو رہے ہیں ' اور لکھنو کے جلسے میں بھی رقمیں لکھوائی جا رہی ہیں -

یخادعون اللہ والذین امنوا ' وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون (۲ : ۸)

مگر علی گڈہ کالج کے طلبا نے جنگ طرابلس کے زمانے میں جس جوش اسلام پرستی و کفر دشمنی کا ثبوت دیا ' اور آجکل بھی انکے جو حالات سن رہے ہیں ' وہ فی الحقیقت ہمارے لیے ایک بشارت عظمے ہے - اگر ہم اس وقت وہاں ہوتے ' تو ایک ایک طالب علم کے پاس جاتے ' اور انکے قدموں کو بوسہ دیتے - یہ زندگی کی وہ روح ہے ' جسکو ظالموں نے برسوں تک پامال کیا ' اور کبھی ابھرنے نہیں دیا ' لیکن اب اس ارادے میں سب شکنوں کی کمی نہیں ' و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا

سر انڈر رڈ گرے (وزیر خ...
مارد...

دوسرا تار ہے کہ دول نے البانیا کو خود مختار کردینے کا فیصلہ کر دیا ہے -

---

امیر افغانستان کے پاس سلطان المعظم کا ایک خط آیا ہے جسمیں سلطان المعظم نے اپنی اور قوم کی طرف سے امیر صاحب کی اس عملی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا ہے جسکا ثبوت انھوں نے اپنے اور اپنے رعایا کے چندہ سے دیا ہے - جلال آباد میں ایک دربار عام منعقد کیا گیا جسمیں یہ خط پڑھا گیا اور مزید چندہ کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا -

---

ایک سفیر نے رئوٹر کے نامہ نگار سے بیان کیا ہے کہ دول یورپ کو صلح کے لئے جمع کرنے میں سلطنت برطانیہ نے حیرت انگیز توجہ ظاہر کی ہے -

---

عشق آموزی کا پہلا سبق غیرت ہے، اور یہی معنے ہیں اس آیت کریمہ کے، کہ:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء (۴ : ۵۱)	اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں سے درگذر کرسکتا ہے، مگر اسکو کبھی معاف نہیں کرسکتا کہ تم اسکی محبت میں کسی دوسرے کو شریک کرو -

سلطان محبت تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، مگر اسکی عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے - آپکا دوست ہزار کم التفاتی کرے، آپ کا دل محبت پرست اسکی شکایت سے باز نہ آئے گا، لیکن آپ اس گوشۂ نظر سے کیونکر درگذر سکتے ہیں جو آپکی طرف نہیں، بلکہ کسی دوسری جانب تھی؟ آپ کسی کی آنکھوں کی بے مہری کو تو گوارا کرلے سکتے ہیں، لیکن اس جمال کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں جو محبت غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو؟ اگر کبھی اس کوچے میں گذر ہوا ہے، تو اپنے دل سے پوچھ لیجیے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ البتہ اس مسئلہ کے سمجھنے کیلیے مدرسے سے باہر بھی کچھ سیکھنا ضروری ہے

کین مسئلہ در نسخۂ محمود و ایاز ست!

رد الی المقصود

اب میں اپنے اصل مقصد سے بہت قریب آگیا ہوں - یہی آخری حالت وہ حقیقت اصلی تھی، جس کو آغاز مضمون سے میں "حقیقت اسلامی" کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں، یہی دعوت اسلام کا وہ عملی نمونہ تھا، جس نے اسوۂ ابراہیمی کی شکل میں ظہور کیا، یہی لفظ "اسلام" کا وہ شاہد معنی تھا، جسکے روئے مشہد آرا کو دست خلیل اللہ نے بے نقاب کردیا، یہی وہ لیلائے حقیقت تھی، جسکے محمل وصال پر نفس و جان کی قربانیوں کے پردے پڑے ہوئے تھے - لیکن اس بعد جانب کے باوجود محبت کیلیے مانع نہوسکے، اور عشاق حقیقت کیلیے اسکی جلوہ فروشیوں کو عام کردیا، اور یہی وہ اصل اسلامی ہے جس کو قرآن کریم اپنی اصطلاح میں "جہاد فی سبیل اللہ" سے تعبیر کرتا ہے، اور کبھی "اسلام" کی جگہہ "جہاد" اور کبھی "مسلم" کی جگہہ "مجاہد" بولتا ہے، اور پھر یہی وہ "اسوۂ حسنہ" ہے جسکی طرف وہ تمام پیروان ملۃ حنیفی کو دعوت دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم و الذین معہ	بیشک حضرت ابراہیم اور انکے ساتھیوں میں پیروی و اتباع کے لیے ایک بہترین نصب العین اور نمونۂ زندگی ہے -

پس قسم ہے اس خداے اسلام کی، جس نے ابراہیم اور اسماعیل کی قربانی کو برکت بخشی، اور اسکو ملت حنیفی کیلیے اسوۂ حسنہ بنایا، (و انہ لقسم لو تعلمون عظیم) کہ "اسلام" اور "جہاد" ایک ہی حقیقت کے دو نام، اور ایک ہی معنی کے لیے دو مرادف الفاظ ہیں، اور اسلام کے معنے "جہاد" ہیں اور جہاد کے معنے اسلام، پس کوئی ہستی "مسلم" ہو نہیں سکتی، جب تک وہ "مجاہد" نہو، اور کوئی "مجاہد" ہو نہیں سکتا، جب تک کہ وہ "مسلم" نہو - "اسلام" کی لذت اس بدبخت کیلیے حرام ہے، جسکا ذوق ایمانی لذت جہاد سے محروم ہو، اور زمین پر گو اس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو، لیکن اسکو کہدو کہ آسمانوں میں اسکا شمار کفر کے زمرے میں ہے -

فالجہاد! الجہاد! الجہاد! الجہاد فی سبیل اللہ! ایہا المسلمون الغافلون عن حقیقۃ الاسلام و الجہاد! و اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر! اللہ اکبر و للہ الحمد!!

* * *

جبکہ ایک دنیا "لفظ جہاد" کی دہشت سے کانپ رہی ہے، جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے اماں ہے، جبکہ اسلام کے مدعیان حمایت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کیلیے اسلام کو مجبور کریں کہ اس لفظ کو اپنی لغت سے نکال دے، جبکہ بظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھدیا ہے کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا دیتا ہے، کفر اپنے توحش کو بھول جاے، اور جبکہ آجکل کے ملحدین مسلمین اور متمردین مفسدین کا ایک "حزب الشیطان" بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجۂ تقرب عبودیت حاصل کرنے کیلیے ("تحریف الکلم عن مواضعہ" کے بعد) سرے سے اس لفظ ہی کو قرآن سے نکال دے، تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف "جہاد" کو ایک رکن اسلامی، ایک فرض دینی، ایک حکم شریعہ بتلاتا ہوں، بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے، دونوں لازم و ملزوم ہیں، اسلام سے اگر "جہاد" کو الگ کرلیا جاے، تو وہ ایک لفظ ہوگا جسمیں معنی نہیں ہے، ایک اسم ہوگا، جسکا مسمی نہیں ہے، ایک قشر محض ہوگا، جس سے مغز نکال لیا گیا ہے - پھر کیا میں ان تمام اعمال مصلحین منفردین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے تطبیق بین التوحید و التثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے عقد اتحاد کیلیے انجام دیے ہیں؟ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں، جو مغربی تہذیب و شائستگی کی ارض مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں، کیا دعوت جہاد دیکے میں جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کے سموں سے انہیں پامال کردیں؟ اور پھر کیا چاہتا ہوں کہ اسلامی زندگی کا افق، جو حرارت جہاد کی گرد سے پاک کردیا گیا تھا، مجاہدین کی اوڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہو جاے؟؟

ہاں! اے غارتگران حقیقت اسلامی! اے دزدان متاع ایمانی! اور اے مفسدین ملت و مدعیان اصلاح! ہاں! میں ایسا ہی چاہتا ہوں، میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں، میرا دل ایسے ہی وقت کیلیے بیقرار ہے، خداے ابراہیم و محمد (علیہما السلام) کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے، قرآن کریم اسی کو حقیقت اسلامی کہتا ہے، وہ اسی اسوۂ حسنہ کی طرف اپنے پیروں کو بلاتا ہے، اسلام کا اعتقاد اسی کے لیے ہے، اسکی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں، اسکے تمام جسم اعمال کی روح یہی شے ہے، اور یہی چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا، اور "عید اضحی" کو یوم جشن و مسرت بنایا -

پس یہ ہے، جسکی طرف میں مسلمانوں کو بلاتا ہوں، پھر تمہارے پاس کیا ہے، جسکی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو؟ ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا؟ (اتجادلوننی فی اسماء سمیتموہا انتم و آباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان؟) ان انتم الا تخرصون

ام یریدون کیداً؟ فالذین کفروا ہم المکیدون، ام لہم الہ غیر اللہ؟ سبحان اللہ عما یشرکون (۵۲ : ۴۲)	یا انکا ارادہ مکر و فریب پھیلانے کا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یاد رکھیں کہ یہ منکر خود ہی شیطان کے فریب میں پڑے ہیں - یا پھر خدا کے سوا انکا کوئی اور معبود ہے؟ اگر یہی بات ہے تو یقین کرو یہ اللہ کی ذات انکے اس شرک سے پاک ہے -

لیکن "جہاد" سے مقصود کیا ہے؟ اسکا محمل اصلی کیا ہے؟ کیونکر اسلام کی حقیقت اور جہاد ایک ہے؟ آغاز مضمون میں جو سوالات کیے گئے تھے انکا حل کیونکر ہے؟ اگرچہ ان میں سے ہر سوال تفصیل طلب ہے، اور یکے بعد دیگرے چند مباحث پر مشتمل، لیکن ناظرین آئندہ نمبر کا انتظار کیجیے کہ چند اشارات عرض کروں، فاللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر! اللہ اکبر و للہ الحمد -

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر، وما ادراک ما لیلۃ القدر؟ لیلۃ القدر خیر من الف شہر، تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر، سلام ہی حتی مطلع الفجر (۹۷ : ۱)

ہم نے اسلام کو بصورت قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا، اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے - اس رات ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا ہے، جو اپنے پروردگار کے حکم سے (نظم روحانی) کے تمام امور کیلیے آتے ہیں، وہ رات امن اور سلامتی کی رات ہے - طلوع صبح تک -

اور یہی وہ حقیقت تھی، جو ان تمام حقیقتوں سے جو یہودیت یا مسیحیت سے تعبیر کی جاسکتی ہیں، اعلی و ارفع تھی، کیونکہ وہ تمام شاخیں اسی حقیقۃ الحقائق کی جڑ سے نکلی تھیں، پس "اصل" کی موجودگی میں "فرع" بے اثر ہے، "اور کل" کے سامنے "جزء" بے حقیقت، یہی سبب ہے کہ جب اس "اصل و کل" کی تکمیل کا ظہور ہوا، تو کہا گیا کہ

وقالوا کونوا ھودا او نصاری تھتدوا، قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا، وما کان من المشرکین (۲ : ۱۲۹)

یہود و نصارا کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاو تاکہ ہدایت پاؤ، لیکن ان سے کہدو کہ نہیں، بلکہ صرف ملت ابراہیمی ہی میں تمام ہدایتوں کی حقیقت ہے، اور وہ تمہاری طرح مشرکوں میں سے نہ تھا -

اور یہی وہ انسان کی "فطرۃ اصلی" ہے جسکو "اسلام" کے سوا قرآن کریم نے "قلب سلیم" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے - یعنے قلب انسانی کی وہ بے میل حالت، جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو، یا فطرۃ اصلی کا وہ ورق صحیح، جسکا دامن کسی عارضی تغیر کے اثر سے نگوں نہ گیا ہو، کیونکہ انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ اسلام ہے، اور غیر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے

یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسبت تصریح کردی کہ

اذجاء ربہ بقلب سلیم (۳۷ : ۸۲)

جب حضرت ابراہیم اپنے رب کی طرف "قلب سلیم" کے ساتھہ منقطع ہوے -

اور پھر سورہ شعرا کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیم نے آزر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے، تو ساتھہ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ

یوم لاینفع مال ولا بنون، الا من اتی اللہ بقلب سلیم (۲۶ : ۸۸) (۱)

وہ آخری روز عدالت، جبکہ نہ تو مال و دولت کام دینگے، اور نہ اہل وعیال کام آئیں گے (یعنے کوئی مادی شے مفید نہوگی) مگر صرف وہ کامیاب ہوگا جسکے پہلو میں "قلب سلیم" ہے

یہی "قلب سلیم" تھا، جس پر اجرام سماویہ کے مدہش مناظر فتح نہ پا سکے، اور اس نے ابراہیم کے دل کے اندر سے فاطر ملکوت السماوات و الارض کے وجود پر شہادت دی:

قال بل ربکم رب السماوات والارض، الذی فطرھن، وانا علی ذلکم من الشاھدین - (۲۱ : ۵۷)

ابراہیم نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان وزمین کا فاطر، جس نے انکو پیدا کیا، تمہارا بھی پروردگار ہے - اور میں اسکے وجود پر شہادت دیتا ہوں -

* * *

حقیقت اسلامی کی اصلی آزمایش

اور سب سے آخر یہ کہ جب حقیقت اسلامی کی آخری مگر اصلی آزمایش کا وقت آیا، تو وہ "اسلام" ہی تھا، جس نے ابراہیم کے ہاتھہ میں چھری دی، تا کہ فرزند عزیز کو ذبح کرکے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے، اور "اسلام" ہی تھا، جس نے اسماعیل کی گردن جھکا دی، تا کہ اپنی جان عزیز کو اسکی راہ میں قربان کردے - جبکہ اس نے پوچھا

یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک، فانظر ما ذاتری؟ (۳۷ : ۹۹)

اے فرزند عزیز! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے؟

تو یہ وجود ابراہیمی کی نہیں، بلکہ "اسلام" ہی کی صدا تھی - اور پھر جب اسکے جواب میں اسماعیل نے کہا کہ:

یا ابت افعل ما تومر، ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین (۳۷ : ۱۰۰)

اے باپ! یہ تو گویا اللہ کی مرضی اور اسکے حکم کا اشارہ ہے، پس جو اسکا حکم ہے اسکو بلا تامل انجام دیجئے - اگر اسی خدا کی مرضی ہوی تو آپ دیکھہ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہونگا -

تو یہ بھی اسماعیل کی نہیں، بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی - پھر جب باپ نے بیٹے کو مذبوحہ کی طرح سختی سے پکڑ کے زمین پر گرادیا، تو وہ اسلام ہی کا ہاتھہ تھا، جو ابراہیم کے اندر سے کام کر رہا تھا - اور جب بیٹے نے اس شوق و ذوق کے ساتھہ، جو مدتوں کے پیاسے کو آب شیریں سے ہوتا ہے، اپنی گردن مضطرب ہو ہوکر چھری سے قریب کردی، تو وہ حقیقت اسلامی ہی کی محویت کا استیلا تھا جس نے نفس اسماعیل کو فنا کردیا تھا، اور اسی فنا سے مقام ایمان کو بقا ہے

فلما اسلما وتلہ للجبین، ونادیناہ ان یا ابراہیم! قد صدقت الرویا، انا کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین (۳۷ : ۱۱۱)

پس سلام ہو حقیقت اسلامی کی قربانی کرنے والے ابراہیم پر! ہم مقام احسان (*) تک پہنچنے والوں کو (بقاے دوام) کا ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں - بیشک وہ ہمارے حقیقی مومن بندوں میں سے تھا -

اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر! اللہ اکبر وللہ الحمد -

غافل مرو کہ تا در دشت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت است

اللہ اللہ! اس نیرنگ ساز ازل نے کاروبار محبت کی بوقلمونی کو کیا کہئے کہ اسکے حرم محبت کی ساری آرایش دوستوں کے خون کی چھینٹوں اور مضطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے - دوستوں کو کٹواتا ہے، مگر دشمنوں کو مہلت دیتا ہے - باپ کے ہاتھہ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرے، اور بیٹے سے کہتا ہے کہ جوش جوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں، بلکہ جان دینے کو روز عیش و نشاط سمجھنا بھی شرط ہے

آہ ایں چہ دوستیست کہ سرہاے یکدگر
خویشاں بریدہ در رہ عافل نہادہ اند!

ابراہیم کے دل میں اپنی محبت کے ساتھہ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی، اور اسماعیل کے پہلو میں اپنے گھر کو دیکھا تو محبت نفس و جان کی پرچھائیں نظر آئی

عشق ست و ہزار بدگمانی!

غیرت الہی نے اسکو بھی منظور نہیں کیا - حکم ہوا کہ چلے محبت کے مکان کو ایک ہی مکین کیلیے خالی کردو، پھر اس طرف نظر اٹھا کر دیکھنا کہ " الغیرۃ من صفات حضرۃ الربوبیۃ " محبت کی

(۱) یہ ایک نہایت ضروری اور مستقل بحث ہے، اور فی الحقیقت اسوۂ ابراہیمی میں سے پہلا اسوہ یہی قلب سلیم یا ورق فطرۃ کی صحت ہے - مولانا روم کی اس نکتے پر نظر تھی، انہوں نے مثنوی کے کئی موقعوں میں اسپر نہایت لطیف بحث کی ہے - کسی وقت ایک مستقل عنوان سے بالتفصیل لکھونگا -

(*) ہم نے محسنین کے ترجمہ میں اعمال حسنہ وغیرہ کا لفظ نہیں لکہا بلکہ "مقام احسان" سے تعبیر کیا، مقام احسان سے مراد وہ مقام ہے، جسکی طرف بخاری شریف کی حدیث جبریل میں اشارہ کیا گیا ہے -

اسرار حقیقت

—*—

عثمانی شجاعت کے آگے ایک حق پرست انگریز کا سر بسجود قلم

معرکۂ لولی برغاس

—*—

قرآن کریم نے اپنے نزول کے وقت عیسائیوں کے متضاد خصائل کی طرف اشارہ کیا تھا

و من اهل الکتاب من ان تامنه بقنطار یؤده الیک ' ومنهم من ان تامنه بدینار لا یؤده الیک الا مادمت علیها قائما (۳ ۴۹)	اور یہود و نصارا میں سے بعض ایسے امانت دار ہیں کہ اگر انکے پاس زر نقد کا ایک ڈھیر بھی امانت رکھدو ' تو بھی انکی نیت نہ بدلے اور واپس کردیں - اور بعض ایسے ہیں کہ ایک روپیہ بھی انکے حوالے کرو' تو اسکا واپس ملنا مشتبہ ہوجائے' اور دیں بھی تو اس وقت' جب ہر وقت تقاضے کیلئے ان کے سر پر سوار رہو -

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حق اور صداقت کی امانت و خیانت کے لحاظ سے مسیحی دنیا کا یہی حال ہے -

ایک طرف تو واقعہ نگاری کے امانت دار' لفتننٹ وگنر جیسے طبائع ہیں ' جو دروغ باف عصر کا سر خیل ' اور فن کذب و کذابی کا معلم وقت ہے - غلط بیانی' مبالغہ طرازی ' قطع و برید ' حذف و اضافہ ' اور سب سے زیادہ یہ کہ نقل اور وقوع اشاعت جسکے صحیفۂ کذب آفرینی کے عام ابواب ہیں ' اور پھر دوسری طرف مسٹر (نیت) اور مسٹر (میکالا) جیسے راست باز اور حق گو اہل قلم ہیں' جنہوں نے جنگ طرابلس کے متعلق تمام یورپ کے آگے اصل حقیقت کی ترجمانی کی ' اور جنرل کنیوا کے اس قتل عام کے پوست کندہ حالات بیان کیے' جس نے جو رسوائی کے اس عہد طلائی میں بھی کامل دس ہفتے تک دنیا سے چھپا رکھی گئی تھی -

البتہ یہ ضرور ہے کہ اس طرح کے راست باز اشخاص یورپ کے عام افراد میں پیدا ہو جاتے ہیں' مگر جو زبان و قلم ایک ادبی حیثیت بھی جماعت' قوم' اور جنس کی رکھتے ہیں' انکی جگہہ بغیر کسی استثنا کے ہمیشہ دوسری ہی صف میں رہی ہے -

ایسے ہی حق گو اشخاص میں سے ایک مشہور انگریز اہل قلم ' اور پارلیمنٹ کے سابق ممبر مسٹر (ارشمیڈ بارٹلٹ) ہیں -

اگر جنگ یونان و ترکی کو دنیا نہیں بھولی ہے ' تو اسے یاد آنا چاہیے کہ عثمانی شجاعت و بسالت کی داد کے لیے جب کہ نامہ نگاران جنگ چند صفحے کاغذ اور چند تولے روشنائی بھی صرف کرنا اصول اقتصاد کے خلاف سمجھتے تھے ' تو یہی راست باز قلم تھا' جس نے اسی فراخدلی سے ترکوں کی مردانہ وار جانبازیوں کا اعتراف کیا تھا جسقدر کہ دوسرے نامہ نگاروں نے اسکے اخفا کی کوشش کی تھی -

غالباً انکے روزنامچۂ جنگ یونان کا ترجمہ اردو میں شائع بھی ہو چکا ہے -

ولایت کی تازہ ترین ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر (بارٹلٹ) موجودہ جنگ میں بھی شریک ہیں' اور وہاں سے حال میں ایک مراسلہ (ڈیلی ٹیلی گراف) کے نام بھیجا ہے' جسمیں نہایت تفصیل سے معرکہ (لولی برغاس) کے چشم دید واقعات لکھے ہیں' اور پہلی مرتبہ واقعات کو روشنی بخشی ہے -

میدان جنگ میں محکمۂ احتساب جتنہ زن ہے ' نامہ نگار جسقدر خبریں بھیجتے ہیں' وہ دراصل اسی کا ایک ساختہ خاکہ ہوتا ہے' جسمیں رنگ بھر دیا جاتا ہے' اسلیے نامہ نگار نہیں بولتے' بلکہ وہی محکمہ بولتا ہے - (خود لندن ٹائمز اور (کرانیکل) نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ صحیح خبروں کے بھیجنے یا جنگی مراسلات لکھنے کی کوئی صورت نہیں - نامہ نگار جنگ کے وقت زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتے ہیں کہ گولوں کی آوازوں کو شمار کرتے رہیں' اور کچھہ دیر کے بعد جب ایک افسر آکر نہایت سنجیدگی سے اطلاع دے کہ "بالآخر جنوں اور دیوؤں کی سی مخفی قوتوں کو کام میں لانے کے بعد ہم نے فلاں مقام فتح کرلیا" تو وہ اپنی انشا پردازی کی آمیزش کے بعد اسی اطلاع کو یورپ تک پہنچادیں ! بعض نامہ نگاروں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معرکوں میں شریک رہے ہیں' لیکن یا تو انکی شرکت کا دعوا بھی اتنی ہی تصدیق کا مستحق ہے' جسقدر بلقانی

فتوحات کی روایات' اور پھر واقعی طور پر جو لوگ شریک بھی ہیں' انکی شرکت کیا مفید ہو سکتی ہے' جبکہ انکی کوئی تحریر قلم احتساب کی ترمیم و تنسیخ کے بغیر باہر جا نہیں سکتی' اور اسکے ایک ایک لفظ پر (بقول نامہ نگار ڈیلی اکسپریس مقیم قسطنطنیہ) گھنٹوں بحث کی جاتی ہے ؟

لیکن (ڈیلی ٹیلی گراف) کے اس تعجب میں تمام دنیا کو شریک ہونا چاہیے کہ مسٹر (ارشمیڈ بارٹلٹ) کا مراسلہ باوجود محکمۂ احتساب کی نگرانی کے' بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے دنیا تک پہنچ گیا' اور آغاز جنگ سے اس وقت تک یہ پہلا جھوٹ ہے' جسکی اشاعت ان ہمیشہ سچ بولنے والوں نے گوارا کرلی -

مسٹر ارشمیڈ بارٹلٹ لکھتے ہیں

"میدان کے ایک حصہ میں اسوقت دو معرکے ہو رہے ہیں -

غازی محمود مختار پاشا جنہوں نے ترکی قلعوں میں گو اصول احتیاط کے خلاف جلد بازی کی ' تاہم ایک مٹھی بھر سپاہیوں سے ایک لاکھہ فوج کا مقابلہ دلاور رہیگا

الاســــلام و الاصــــلاح

(۳)

یہ تدریجی رفتار ترقی ہمیں بتلاتی ہے کہ اصلاح دولت عثمانیہ سے مایوس ہونا معقول پسندی کے خلاف ہے - ہمکو اعتراف کرنا چاہیے کہ باب عالی نے اصلاح کے ایسے نمونے پیش کردیے ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور پھر اتنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ مساعی اصلاح برابر جاری ہیں - سچ یہ ہے کہ جو کچھ اسوقت تک باب عالی نے کیا ہے اسکی باب عالی کے دوستونکو بھی توقع نہ تھی -

اگر یورپ کی سیاست اسکے مساعی اصلاح کے ساتھہ اتفاق کرے اور کافی وقت دے ' تو دولت عثمانیہ کے تمام زخمونکی درستی ہوسکتی ہے - کیونکہ اسکا ملک سرسبز ہے اور مالگذاری وافر ہے -

امتیازات غیر المسلمین

خلیفہ ثانی نے جب بیت المقدس فتح کیا تو عیسائیونکو ہر طرح کی مذہبی آزادی دی تھی ' مثلاً

تمام کلیسوں کی جائداد میں اور تمام مذہبی معاملات میں بطریق کلیسا کو حق تصرف تھا ' یعنی نکاح ' طلاق ' وصایا ' اموال یتامی کی نگرانی ' اور مذہبی احکام نہ بجا لانے والونکی سرزنش وغیرہ میں کلیسا کو کامل اختیارات تھے -

آل عثمان کے عہد سلطنت میں جب قسطنطنیہ فتح ہوا تو اسوقت صرف دو کلیسے یعنے رومن کیتھولک اور ارمنی کے حقوق تسلیم کیے گئے -

اسکے بعد سنہ ۱۸۵۶ ع میں رومن کیتھولک اور بعض دوسری سلطنتوں کے علی الرغم پروٹسٹنٹ ' ارمن متحدہ ' یونان متحدہ رومانی ' اور بلغاریا کے کلیسے بھی تسلیم کیے گئے - ان نئے کلیسوں کو بھی وہ تمام اختیارات دیے گئے تھے جو پہلے دو کلیسونکو حاصل تھے -

تمام انتظامی مجلس میں مسلمان اور غیر مسلمان ' دونوں ممبر منتخب ہوتے ہیں - عیسائی فرقوں کے سردارونکو اس انتخاب میں شرکت کا حق دیا گیا ہے -

روحانی سردارونکو اس کا بھی حق دیا گیا ہے کہ حکومت کے سامنے اپنے ہم مذہبونکی حمایت کریں - اگر یہ مفید ثابت نہو تو اپنے وکلا کے ذریعہ سے باب عالی تک پہنچائیں - ان وکلا کو باب عالی اسلئے مقرر کرتا ہے کہ آپس میں اور عثمانی رعایا میں واسطہ ہوں -

کلیسونکی تعمیر میں جو دقتیں ہوتی تہیں ' انمیں سے اب ایک بھی نہیں - اسکا تو امریکہ کے لاٹ پادری نے بھی اقرار کیا ہے کہ دولت عثمانیہ میں کلیسونکی تعداد بہت بڑھ گئی ہے - خصوصاً غیر ملکی کلیسوں میں تو غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے -

دولت عثمانیہ کی بے تعصبی اور مسامحت کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام وہ سامان جو کلیسونکے نام سے لایا جائے ' چنگی کے محصول سے مستثنی ہے -

دولت عثمانیہ کو اپنی غیر مسلم رعایا کی حفاظت کے ساتھہ اسقدر اعتنا ہے کہ اُن کی مذہبی عبادات میں خلل انداز ہونا قانوناً سخت سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے - انکے مذہب کا اس قدر احترام کیا جاتا ہے کہ پولیس کو حکم ہے ' جب پادری نکلیں ' تو انکو سلام کرو ! !

مساوات کی یہ حد ہے کہ اگر کوئی عیسائی فوج میں عرصہ تک رہنے کے بعد مر جائے ' تو اسکے جنازہ کی مشائعت میں مسلمان سپاہیوں کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے - حالانکہ مشرقی عیسائیونکا یہ عام قاعدہ ہے کہ انکے جنازہ میں صلیب وغیرہ بھی ہوتی ہے -

سب سے بڑھکر یہ ہے کہ انکو اختیار ہے کہ ہر قسم کی مذہبی اور دنیاوی فوائد کے لیے جلسے کریں ' اور جلسونکی قرار دادوں سے باب عالی کو مطلع کریں ' تاکہ باب عالی انکے متعلق احکام صادر کرے -

آخر الذکر قاعدہ کی وجہ سے باب عالی کو نہ صرف مسلمانوں سے ' بلکہ خود چرچوں سے مقابلہ کرنا پڑا - کیونکہ عیسائی چرچ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک دوسرے کے سخت دشمن ' عیسائی دنیا کو ایک اسلامی سلطنت (دولت عثمانیہ) سے سیکھنا چاہیے کہ مذہب کس درجہ نرمی ' مسامحت اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے -

باب عالی کے عیسائی رعایا کے ساتھہ حسن سلوک و مراعات حقوق کا اندازہ سنہ ۱۸۲۷ ع کے واقعہ سے ہوسکتا ہے ' جب کہ روس نے اس بنا پر اعلان جنگ کیا تھا کہ بلگ چری فوج نے رومن کیتھولک چرچ کے لاٹ پادری کو نکالدیا ' اور وہ اپنے آپ کو اُس کا حامی سمجھتا تھا کیونکہ رومن کیتھولک چرچ عرصہ تک اسکے زیر سایہ رہچکا تھا -

ادھر رومن کیتھولک چرچ کا بدلہ لینے کے لیے روس نے باب عالی کے مقابلہ میں اعلان جنگ کیا ' اور ادھر خود اسی فرقہ کے لاٹ پادری نے تمام پادریوں کے پاس یہ حکم بھیجا کہ کوئی شخص روس کی مدد نہ کرے ' عثمانی فوج کی مالی و جسمانی ہر قسم کی مدد کی جائے ' اور اسکے نصر و فتح کے لیے گرجوں میں دعائیں مانگی جائیں - بلغاریا کی بھی یہی حالت تھی - ولی دولت کے پادریوں نے اعلان شائع کیا تھا کہ ہم تو روس کی حمایت کی ضرورت نہیں -

پس حقیقت یہ ہے کہ باب عالی اصلاح کیلیے خود کوشش کر رہا ہے اور ہم کو اسوقت پوری مساوات حاصل ہے -

یہ اعتراض کہ کامل مساوات اسوقت تک حاصل ہو نہیں سکتی جب تک کہ فوج میں عیسائی بھرتی نہوں ' بالکل صحیح ہے ' مگر سوال یہ ہے کہ اسمیں اسکا قصور ہے ' باب عالی کا یا عیسائی رعایا کا ؟ عیسائی رعایا کیوں فوج میں داخل ہونا منظور نہیں کرتی ؟

الہلال

— * —

(سرر جرجی زیدان) کی تحریر ختم ہوگئی ' میں اسطرف کچھہ اس طرح اپنے حالات میں غرق رہا کہ مقالات وغیرہ کے حصے کے دیکھنے کی مہلت نہیں ملی - اب اس مضمون کو دیکھتا ہوں تو متعدد بیانات بحث طلب ' اور کتب اسلامیہ کے حوالے زیادہ تر محتاج رجوع و تحقیق نظر آتے ہیں ' ان میں سے بعض ایسے ہیں ' جو ما بعض فیہ کے لیے زیادہ مفید اور ضروری تھے مگر استدلال کمزور اور محدود رہا ' اور بعض ایسے بھی ہیں جنکا مطلب سمجھنے میں لائق مستشرق نے غلطی کی ' پس ضرورت ہے کہ اُن پر نظر ڈالی جائے - انشاء اللہ بشرط گنجایش آئندہ نمبر میں اصل رسالے کو سامنے رکھکر اپنی رائے ظاہر کرونگا - (ایڈیٹر)

وہ بہترے لیے اور وہ شرف مرے لیتے ملاقہ مرتبہا دیکھنے والے کے لیے ناممکن ہے کہ اس معرکہ کو مفصل بیان کر سکے - کیونکہ اگر اسکی کوشش کی جائے تو داستان جنگ کو ناظرین کے لئے ممکن الفہم بنانے کے واسطے کئی ماہ درکار ہونگے تاکہ فرداً فرداً تمام افسروں کی کارروائیوں کو جمع کیا جائے اور پھر ان میں ایک ترتیب پیدا کی جائے - پس میں اِن صفحات پر صرف ان واقعات کو ثبت کر رہا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں - تمام معرکہ چودہ میل کے عرض میں ہو رہا تھا اور پھٹنے والے گولوں کی روشنی میں صاف نظر آرہا تھا - توپخانہ کی اس آتشباری سے زیادہ شدید آتشباری میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھی - ترکوں کی ہر برسر کار آنے والی باٹری کے مقابلہ کے لئے بلغاری چھ درجن باٹریاں مقرر کردیتے تھے - یعنی ہر ایک ترک باٹری کے مقابلے میں چھ بلغاری باٹریاں کام کر رہی تھیں حالانکہ ترکوں کی آتشباری بے ترتیب و بے نشانہ تھی اور بلغاریوں کے گولے کم نہ ہونے والے طوفان کی طرح ترکی مقامات (پوزیشنز) پر اپنے پورے اثر کے ساتھ پھٹتے تھے -

بلغاریوں کی گولوں سے کوئی شخص جدا معلوم نہیں ہوا - اسعد اور میں دونوں برابر چل رہے تھے کیونکہ جو مقام دیکھنے کے لئے ہم اختیار کرتے تھے ہم کو یقین ہوتا تھا کہ دشمن کی آگ یہاں سے ہٹا دیگی - جس چیز نے ہماری اور نیز ترکی فوج کی حالت کو اسقدر خطرناک بنادیا تھا وہ یہ تھی کہ ان کارزار میدانوں اور ان جلتے ہوئے کھنڈروں میں آگ کا ملنا ناممکن تھا -

لولی بورغاس کے لے لینے کے بعد ترکی فوج کے پہلو کے مقابلے میں بلغاریوں نے پیش قدمی کی ' مگر ترکی توپخانہ نے دن بھر انکو بڑھنے نہیں دیا اور بالکل روکے رکھا شام کے قریب غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل یعقوب پاشا کمانڈر فورتھ کارپس نے شہر پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا جسمیں وہ توپخانہ بھی شریک تھا ' جو بلند زمین سے وادی کی طرف بڑھ رہا تھا - اس حملہ کا رخ نہایت صحیح تھا ' اور معلوم ہوتا تھا کہ ضرور کامیاب ہوگا - میں توپوں کے حملہ آور کمانڈر سے باتیں کرنے لگا - وہ اپنی کامیابی پر نہایت مسرور تھا - اس نے مجھ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے دشمن پیچھے کی طرف ہٹ رہے ہیں کیونکہ انکا توپخانہ اور میٹرالیئر سے (ایک قسم کی توپ) حد وجہد کر رہے ہیں -

پرجوش جنگ

میں نے بلغاریا کی پیادہ فوج کے ایک حصہ کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ پہاڑی کی طرف بڑھ رہی ہے مگر ترکی حملہ جس سے بہت کچھ امیدیں تھیں رات کی وجہ سے بہت جلد شروع رک گیا اور بلغاریوں کو مہلت مل گئی - آگ دونوں طرف سے ایک ایسے مسلسل الاضطراب کی شکل میں بلند ہوتی تھی جیسے ایک صلع نکال لیا گیا ہو - اللہ اکبر کی - نہ ختم ہونے والی آگ ' معلوم ہوتا تھا کہ کسی بہت بڑی مشین سے نکل رہی ہے اور ایک فضائے آتشیں کی صورت میں پھیلتی جاتی ہے -

ہم دھوئیں کو دیکھ سکتے تھے جو مغرب کی طرف آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا ' جسکے معنی یہ تھے کہ سکنڈ آرمی کارپس کی جماعت نہ صرف اپنے مقام پر قائم ہی تھی ' بلکہ یقیناً آگے بڑھ رہی تھی - میں نے جن جن افسروں سے اس کے متعلق گفتگو کی ' ان سب کو یقین تھا کہ آج دن شاہی عثمانی فوج کے حق میں نہایت کامیاب دن تھا - مگر تاریکی پھیلنے سے کچھ پہلے بلغاری فوج نے سیکنڈ آرمی کے مقابلہ میں انتہائی کوشش کی ' جسمیں انہوں نے نہ صرف اسکی پیش قدمی کو روک دیا بلکہ ان مقامات میں سے جو انکے ہاتھ سے نکل چکے تھے چند واپس لے لئے - چھ بجے کے قریب تاریکی کی وجہ سے میں اور اسعد میدان جنگ میں بھٹکنے لگے - ہم دونوں کبھی سوار ہوتے اور کبھی پیادہ چلتے - ہماری حالت نہایت خراب تھی کھانے کی قسم سے ہمارے ساتھ کچھ نہ تھا - اس میدان میں کوئی جگہ نظر نہیں آتی تھی جہاں ہم رات بسر کر سکتے ' اور سب سے زیادہ یہ کہ ہم دو آدمیوں میں ایک کمبل بھی نہ تھا کہ ہم از کم سردی سے تو بچ سکتے -

چورا (قسطنطنیہ) کے ایک پل پر سے ترک لوگ دیہاتیوں پر پتھر پھینک رہے ہیں ' کیونکہ انہوں نے دیہاتی مظالم کا حال سن لیا ہے ۔

عثمانی فوجی حملہ کا افسر از راہ مہربانی ہمیں یعقوب پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں جو ہم سے قریب ترین مقام تھا ' لے گیا - پاشا موصوف میدان جنگ میں گشت لگا رہے تھے ' اور اپنی فوج کے آخری مقام کا امتحان اور ماتحتوں سے اسکے متعلق معلومات فراہم کرتے جاتے تھے - ہم سے نہایت دوستانہ طریقہ سے ملے - وہ ایک جسیم اور عظیم الجثہ شخص تھے ' اور معلوم ہوتا ہے کہ آج کی کارروائی کا اسکو سخت افسوس تھا - اس نے جب ہماری یہ حالت دیکھی ' تو کہا کہ میں آپ لوگوں کو نہایت خوشی سے کھانا اور قیامگاہ دونگا -

اس نے یہ بھی کہا کہ میں آج کہیں نہیں جاسکتا ' شب بھر حفاظت کرنے والے سپاہیوں کے ساتھ گھوڑے پر یہیں گشت لگاتا رہونگا - کل کی رات بہت خراب تھی - میں سمجھتا ہوں کہ آج کی رات بھی کل رات سے کم نہیں ہوگی - میں آپ لوگوں کو کمبل دیتا ہوں '

بلغاری فوج کا ایک حصہ عام فوج سے ہٹکے سلیم کے ان سواروں پر حملہ کررہا ہے جو گھوڑوں پرسے اتر پڑے تھے تاکہ اسٹیشن کی طرف بلغاری فوج کی پیش قدمی کو روک دیں ، جو صرف اسلئے تھی کہ جنگ کے خط پر قبضہ کرلیا جائے اور ایڈریانوپل کی تباہی کا راستہ کھل جائے ۔ اس حصے میں جنگ واقعی شدید ترین جنگ تھی -

عثمانی فوج میں ۸ سو جوان تھے ، جنمیں سے انسحاب (یعنے بااختیار خود ہٹ آنے) سے پہلے ۱۵۰ آدمی کام آچکے تھے - مجھے جو منظر سب سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوا ، وہ (لولی برغاس) پر حملے کا منظر تھا - بلغاری فوج نے شہر کا محاصرہ نصف دائرہ کی شکل میں کرلیا تھا - اور اسی ہیئت سے نصف فاصلے تک پہاڑی کے پیچھے بڑھتی ہوئی چلی گئی تھی -

یہاں پہنچکے ان عثمانی ٹالیوں پر آتشباری شروع کی گئی ، جو شہر کی خندقوں میں چھپی ہوئی تھیں - اسکے جواب میں عثمانی ٹالیوں نے بھی آتش باری شروع کی اور اپنے حملہ آوروں کو نہایت سخت و شدید نقصان پہنچایا - ان لوگوں کے پاس بچنے کے لیے کوئی آڑ کی جگہ نہ تھی ، مگر تاہم پوری جرات کے ساتھ جواب دے رہے تھے - وہاں سے بلغاری توپخانہ ایک ٹیلے کی چوٹی پر لایا گیا ، اور اس نے شہر اور ترکی خندقوں پر پھٹنے والے گولے پھینکنا شروع کردئے - گولے تعجب انگیز طور پر نشانے پر لگتے تھے اور انکی مہلک آتشباری کے سامنے قائم رہنا فوجی شرف کے لیے سب سے بڑی آزمایش تھی ، مگر جانباز ترک اپنی جگہ پر پورے استقلال اور ثبات کے ساتھ جمے رہے ، اور شہر کو نہیں چھوڑا -

* * *

ترکوں کا بہادرانہ ثبات

عثمانی فوج کا یہ مقدمۃ الجیش (ریرگارڈ) نہایت ثابت قدمی اور استقلال سے دو گھنٹہ تک مقابلہ کرتا رہا - دوبجے کے قریب بلغاریا کی پیادہ فوج پہاڑی سے نکل کر آشنار صفوں میں گھس گئی - دونوں فوجیں ملکے ایک پرشوکت جوش کے ساتھ آگے بڑھیں ، تاکہ خندقوں پر حملہ آور ہوں - ترکی خندقوں میں ایک شور بلند ہوا - یہ وقت نہایت نازک اور گویا جنگ کی اصلی آزمایش کا تھا ، آرادی اور تیزی سے آگ برسنے لگی - ہر شخص جسقدر جلد سے جلد بندوق بھر کے فیر کرسکتا تھا ، کرتا تھا - کوئی شخص افسر کے حکم یا فوجی اشارات کا انتظار نہیں کرتا تھا - ترکوں کی طرف سے گولیوں کی گویا ایک بارش ہورہی تھی -

صدہا بلغاری گولیاں کھاکے زمین پر گررہے تھے - یہ پیش قدمی اسوقت موقوف ہوئی ، جب حملہ آور ترکی خندقوں سے صرف سو گز کے فاصلہ پر تھے - مگر اب مدافعین ابھی قدرتی شجاعت و بسالت کے ضعف سے نہیں ، بلکہ اسباب جنگ کی طرف سے لاچار ہوگئے تھے - وہ اپنا آخری تیر بھی مار چکے تھے ، اور سامان جنگ ختم ہوگیا تھا ، گو اب بھی مقدمۃ الجیش اپنی جگہہ قائم رہکر مرجانے پر طیار تھا ، مگر افسروں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا ہی پڑا -

مجھے سخت تعجب تھا کہ ترکوں نے اس موقع سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا جو بلغاریوں کے لولی برغاس پر حملہ کرنے سے انکو ملا تھا ؟ میں نے عثمانی بائٹری کے کمانڈر سے دریافت کیا کہ تم نے آتشباری کیوں نہیں کی ؟ اس نے جواب دیا کہ " مجھے یقین نہ تھا کہ یہ بلغاری ہیں - میں انکو اپنا آدمی سمجھتا تھا - دوسرے مجھے آتشباری کے لئے کوئی حکم بھی نہیں ملا " آخر میں اس نے چند گولے پھینکے تھے ، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا ، کیونکہ ٹھیک نشانے پر نہیں تھے اور پاس ہی گر پڑے تھے -

* * *

مقدمۃ الجیش کا انسحاب

عثمانی مقدمۃ الجیش کے انسحاب کے بعد بلغاری شہر میں داخل ہوئے اور ایک مسجد کے اوپر اپنا علم بلند کیا ، مگر وہ صرف تھوڑی دیر تک قبضہ شہر کے بقا کا انتظام کرسکے ، کیونکہ ترکوں کے پھٹنے والے گولے تمام شہر ہی کی طرف آ رہے تھے -

اسوقت تک میں نے ان حالات کے بیان کرنیکی کوشش کی ہے جو ترکی خط کے انتہائے میمنہ ، اور بلغاری خط کے انتہائے میسرہ میں جلد جلد پیش آرہے تھے ، مگر جسوقت لولی برغاس کو بلغاریوں نے لیا تھا ، مجھے ایک بار اسکے گرد و پیش نظر دوڑانے کا موقع ملگیا تھا ، پس اب میں دوسرے واقعات کے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں ، جو ایک ایسی قطعہ زمین میں پے درپے ہورہے تھے ، جو شمال و مشرق میں ۲۰ میل تک پھیلا ہوا تھا -

وہ قطعہ زمین جس پر چھ روزہ معرکہ آرا تھے ، ایک وسیع و فراخ میدان مع ان متعدد وادیوں کے ہے ، جو بالکل پایاب ہیں ، اور جسمیں تمام مدفون و منتشر گاؤں پھیلے ہوئے ہیں - یہ گاؤں طبعی طور پر اقدام و دفاع ، دونوں صورتوں میں مہم نشان ہیں کیونکہ پایاب وادیوں نے انکو ایک مضبوط جنگی مقام بنادیا ہے - یہ قطعہ اس قدر کھلا ہوا تھا کہ ٹیلے کی بلند ترین چوٹی پر سے ترکوں کے تیس رسالوں کی نقل و حرکت بآسانی اور بالکل صاف طور پر دیکھی جاسکتی تھی ، اگرچہ قدرتی طور پر جنگ کی دلچسپیاں اسی وقت محسوس ہوتی ہیں جبکہ فوج قریب تر آجاتی ہے -

یونانی جہاز پر ترکوں نے قبضہ کرلیا ہے ، اور سپاہیوں کو محصور کررکھے ہیں نہ کام ترس

مراسلات

دعوت اصلاح مسلمین و اتحاد اسلامی

— * —

بقیہ الہلال نمبر (۱۷)

(۲)

میری حقیر رائے میں مسلمانوں کو اپنا اصول زندگانی لفظ بلفظ قرآن کے مطابق کرنا چاہیے ' لیکن مروجات دنیا ری میں اوس ترقی عقلی و اختراعی سے فائدہ اٹھانا چاہئے ' جو حکیم حاذق نے موجودہ زمانہ میں اہل یورپ کو بخشی ہے ' اور جس سے وہ مشرق و مغرب پر آج حکمرانی کر رہے ہیں -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں ' جو اسلام کو منجمد سمجھتے ہیں ' جو یہ جانتے ہیں کہ اسلام ترقی کا ساتھی نہیں ہے -

مسلمانوں کو مذہب اور مادیت کو مدغم کرنا ہے - صرف مسلمان ہی ایسا کرسکتے ہیں - اور ایسا کرنے ہی سے وہ ان لوگوں پر فتح پاسکتے ہیں ' جو صرف ایک ہی کے ہو رہے ہیں -

دیکھیے - مسلمانان طرابلس نے کسقدر کامیابی اس کیمیائی ترکیب سے حاصل کی ؟ عربوں کا مذہبی جوش اگر اکیلا ہوتا ' تو آج طرابلس کے میدان پر بارہ پندرہ ہزار نعشیں بے سر تڑپتی ہوتیں ' جسطرح سوڈان کے میدان کارزار میں تڑپ چکی ہیں - اگر ترکی مادی ساز و سامان جنگ بلا مذہبی جوش و ولولہ کے ہوتا ' تو طرابلس کے میدان سے بھی پے در پے اوسی طرح پسپا ہونے کی خبریں آتیں ' جسطرح بد قسمتی سے اب آرہی ہیں -

خدائے کارساز پر مجھے بھروسہ ہے - میں جانتا ہوں - میرا دل کہتا ہے کہ مسلمان کبھی فنا نہ ہونگے ' اور خدا اوس امانت کا پاس کریگا جو انکے سینوں میں محفوظ ہے - اہل روحانیت دنیا سے فنا ہونے والے نہیں - کبھی مادیت کو کامل فتح نصیب ہونے والی نہیں - شاید اسی اعتقاد کی وجہ ہے کہ میں اس اندیشہ ناک وقت میں بھی مایوس نہیں ہوا - ممکن ہے کہ اللہ کریم اس حال کے کروسیڈ سے بھی وہی کام لے ' جیسا اس سے پہلے کے عیسائی کروسیڈ سے لیا تھا - اُس زمانہ کے کروسیڈ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی - خدا کرے اب بھی مسلمان ہی فتح پاویں - انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا - لیکن اس زمانہ کے کروسیڈ سے عیسائی اور یورپ متمتع ہوا تھا - اللہ ایسا کرے کہ اس مرتبہ مسلمان اور ایشیائی متمتع ہوں -

اوس مرتبہ کے کروسیڈ نے عیسائیوں کی آنکھیں کھول دی تھیں انہوں نے دیکھا کہ محض روحانیت سے کام نہیں چلیگا - اور اسلیے انہوں نے اپنی توجہ مادی ترقی کی طرف متوجہ کی - اور اپنی تہذیب کا مدار مادیت پر رکھا - اختراعات اور ایجادات شروع ہوگئے کمزور الحاد کے منہ بے لم ہونے لگے ' اور دنیاوی کامیابیاں شروع ہوگئیں

کیا ان معرکوں سے مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلینگی - کیا وہ مذہب کے ساتھہ عمل معاش کی ترقی کی سعی میں مصروف نہ ہوجاوینگے کیا روحانی ترقی کے ساتھہ اس مادی ترقی کو - جس سے وہ ٹرڈنات بنا سکیں ' ریپلیس بنا سکیں ' مارکونی گرام اور اِکس ریز کی ایجاد کرسکیں - نہ ملاسکینگے ؟

ایک ایسے شخص کی رائے جس کے دل میں مسلمانوں کا درد ہے اگر کم وقعت نہ سمجھیے تو اپنی روش اخباری کو نہ صرف مذہب پر ' بلکہ مذہب اور تعلیمات دونوں پر قائم کیجیے -

مجھے اسلام کی قوت پر اسقدر بھروسہ ہے کہ اسکا کبھی ڈر نہیں ہوتا کہ اسلام کو بھی سائنس یا مادیت اوس طرح زیر کرلیگی ' جسطرح عیسائیت کواُس نے کرلیا ہے - اسلام اور صرف اسلام سائنس سے نہ دبنے والا مذہب ہے - آپ کیوں مادیت سے ڈرے - اگر آپ ڈرے - اگر مسلمان ڈرے ' تو وہی حالت ہوگی جیسی ایک کہانی میں بیان ہوئی ہے - ایک بہت بڑا عالم فلسفی بادشاہ تھا - اوسکے ارد گرد امرا و وزراء سب عالم اور فلسفی اور منطقی تھے - ان لوگوں نے جنگ کو بہیمیت سمجھا اور فوج کو غارتگر - سپاہی سب موقوف کردیے - پڑوس کے بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی - موقع پاکر چڑھائی کردی - اودھر سے فوج بڑھتی آتی ہے ' ادھر سے علماء پہنچ جاتے ہیں کہ جنگ کے نقصانات دکھاویں ' وہ جاکر وعظ کرتے ہیں کہ انسانی خون بہانا ناجائز ہے - جنگ بہیمیت ہے - مگر فوج بڑھتی ہوئی چلی آتی اور بادشاہ کو تخت سے اوتار کر ملک پر قبضہ کرلیا ' فلسفہ اور منطق تلوار کے آگے سرنگوں ہوکر رہگیے -

مجھے امید ہے کہ آپ میرے مضمون کو سمجھنے میں غلطی نکرینگے - میری حالت اس شعر کے مصداق ہے -

فکاہات

— * —

مسئلۂ الحاق

— * —

مجھکو حیرت تھی کہ تعلیم علامی کے لیے
وہ نیا کونسا پہلو ہے کہ جو باقی ہے
پہلے جو درسگہ خاص تھی اس فن کے لیے
آج جو کچھہ ہے اُسی درس کی مشتاقی ہے
اُسکے ہوتے ہوے پھر لیگ کی حاجت کیا تھی
جب وہی بادۂ گلگوں ہے وہی ساقی ہے
فیض ہے عالم بالا کا ابھی تک جاری
استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے
غلطی سے جو نئی چیز سمجھتے ہیں اسے
یہ فقط وہم غلط کار کی خلاقی ہے

— * —

شیخ صاحب نے کہا مجھسے بہ انداز لطیف
اس میں اک راز ہے ' اک نکتۂ اشراقی ہے
یوں تو ہیں جامعۂ درس علامی دونوں
فرق یہ ہے کہ وہ محدود یہ ' الحاقی ہے

(ریاض)

رہنے کا مشورہ کبھی نہیں دونگا - میرے نزدیک آپ لوگوں کے لیے بہتر ہوگا کہ آپ عبد اللہ پاشا سپہ سالار خاص کے ہیڈ کوارٹر میں جو یہاں سے دس کیلومیٹر کے فاصلہ پر اسکز کولی نامی ایک گاؤں میں ہے، چلے جائیں - دو میرے سپاہی آپکی راہنمائی کرینگے " -

جنگ ایک بد انجام کھیل ہے

پاشا اسکے بعد جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگا - اس نے کہا کہ جنگ ایک بد انجام کھیل ہے جو صرف وحشیوں ہی کے لیے زیبا ہے اور یہ کہ جنگ میں کوئی امر بھی شاندار نہیں - جنرل کا شکریہ ادا کرنے میں اور اسمید اس خوفناک تاریکی میں اسکز کولی کی طرف روانہ ہوئے - گرد و پیش کے مناظر اسوقت بے حد پر شوکت و پر عظمت تھے - آتشباری بالکل ختم ہو چکی تھی - ایک سکوت چھایا ہوا تھا، جسمیں توپ کی گرج یا بندوقچیوں کی بندوقوں کی کھڑ کھڑاہٹ کبھی کبھی خلل انداز ہوکے یاد دلا دیتی تھی کہ دو لاکھ سپاہی مسلح و مستعد اس انتظار میں لیٹے ہوئے ہیں کہ صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں - میدان میں جسقدر نظر دیکھ سکتی تھی، ایک چراغاں نظر آتا تھا - چھوٹے چھوٹے گاؤں اور دیہات جل رہے تھے، جنمیں بلغاریوں نے آگ لگادی تھی - سپاہی بھی جو دن بھر کی مصیبت کے بعد غفلت میں چور تھے بسا اوقات نا دانستہ طور پر اپنے ہموطنوں کے لیے اسی قسم کی بد بختیوں کا سبب ہوجاتے ہیں - اس آگ سے بہت سے ترکی جنرلوں کو یہ دھوکا ہوا کہ بلغاری پیچھے ہٹ رہے ہیں اور یہ کہ صبح کو آگے کے مقامات خالی ملیں گے -

* * *

زخمیوں کی حالت

ہمارا اسکز کولی کا راستہ ہمکو ساتویں اور پہلی آرمی کارپس خطوط کی طرف لے گیا - راستے میں ہمارا گذر بہت سے ایسے لوگوں میں سے ہوا، جن کی حالت نہایت دلگداز تھی - انمیں کچھ لوگ وہ تھے، جو پیچھے رہگئے تھے، اور اس تاریکی میں اپنے رجمنٹ کو تلاش کر رہے تھے - کچھ لوگ وہ تھے جو بہت کچھ لڑنے کے بعد چھوٹ گئے تھے - بہت سے زخمی تھے جنکی نگاہیں کسی پناہ گاہ یا میدان جنگ کے شفاخانے کی جستجو میں آوارہ گردی کر رہی تھیں - مگر آہ! موخر الذکر کی جستجو فضول تھی - کیونکہ وہاں اسکا نام و نشان بھی نہ تھا - زخمیوں کی حالت بیحد ہولناک اور حسرت زا تھی - ترکوں کا طبی انتظامات بہت ناقص معلوم ہوتا ہے - زخمی سپاہیوں کو مشکل سے معمولی مدد بھی مل سکتی ہوگی -

اسکز کولی کے راستے میں صدہا زخمی ہمکو روک روک کے پوچھتے تھے کہ سفری شفاخانے یا عام شفا خانے کہاں ملینگے؟ مگر میں ان بیکسوں کو جواب دیتا تھا کہ وہاں دونوں نہ تھے - ہم نو بجے اسکز کولی پہنچے - گاؤں زخمی اور تھکے ہوئے سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا - جنھوں نے تمام مکانات پر قبضہ کرلیا تھا - یہ گاؤں پہلے بہت سرسبز تھا، اور معقول مقدار میں اسمیں بھوسے اور غلہ کے ذخائر تھے -

سپاہی جنھیں دو دن سے ایک دانہ بھی نہیں ملا تھا، کچا اناج کھا رہے تھے - کچھ اسمیں ایسے بھی تھے جو آٹا پیسکے روٹی پکا رہے تھے، گو یہ روٹی کھانے کے قابل نہ تھی مگر تاہم بھوکے سے تو بہتر تھی -

۳۰ اکتوبر چہار شنبہ کو عبد اللہ پاشا اور اُن کے اسٹاف کے افسر دو بجے تڑکے اٹھے، اور سویرے ہی سے جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے - اگرچہ سردی اسقدر شدت سے تھی جس کا بیان نہیں ہوسکتا، مگر آسمان بالکل صاف تھا - اور جنگ کے لیے کوئی چیز مانع نہ تھی - ہمارے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھوں نے ساری رات نہایت بے چینی کے عالم میں آنکھوں میں کاٹی تھی - سونے کے لیے صرف گھانس کی چند گٹھیاں ہر شخص کو ملی تھیں، اور یہ بھی سر شام جلدی جلدی میں ادھر ادھر سے جمع کرلی گئی تھیں - کیا افسر کیا سپاہی، کسی کو بھی روٹی کا ایک ٹکڑا درکنار، ایک پیالی چاے تک نہیں ملی تھی - کیونکہ اسکز کولی کے گاؤں میں کھانیکی ایک بھی چیز باقی نہیں رہی تھی - دوسری کور کے کمانڈر شفیق طرعد پاشا نے علی الصباح جو اطلاعی رپورٹ بھیجی - اس سے معلوم ہوا کہ اُن کی فوج کے دستے کے سامنے - جو ترک بے اور کراگچ کے مابین تھی - دشمنوں کی جماعتیں کثیر تعداد میں آ آکر اکٹھی ہو رہی ہیں - عبد اللہ پاشا کے پاس اس وقت کوئی بھی تازہ دم بٹالین نہ تھی - جسے وہ اس نئی جمعیت کے مقابلے میں توپوں کے آگے لا کر کھڑا کرسکتے - صرف ایک ہی تدبیر تھی جو آج کے دن ترکوں کو شکست سے بچاسکتی تھی - وہ یہ تھی کہ دوسری کور اس وقت اپنی جگہہ میں جم کر دشمنوں کی مدافعت کرتی رہتی، جب تک ۸ - محمود مختار پاشا تیسری کور سمیت وہاں آنہ پہنچے -

(باقی آئندہ)

غازی عبد اللہ پاشا کمانڈر ایڈریانوپل

ریوٹر ایجنسی کی فروغ ناموں کی نقلی تردید

(ایضاً) خبر رساں کمپنیاں جو ناگوار خبریں بعض معلوم العال ذرائع سے شائع کرتی ہیں ' انکی کوئی اصلیت نہیں ہے - اسوقت تک خدا کے فضل سے ہمیں ہمیشہ فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی - فوجی جمعیت کی ترقی کے ساتھہ ہمارے مقاصد بھی وسیع تر ہوتے جاتے ہیں -

(کامل پاشا)

بلغاری قوت کا خاتمہ

(ایضاً) بعض سیاسی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ کل شب کو آدھی رات کے بعد ایک تار قسطنطنیہ سے اس مضمون کا پہنچا ' کہ چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے بلغاریا کے پیر اکھڑ گئے ہیں اور گو نئی فوج مدد کے لیے بلوالی گئی مگر پھر بھی شکست ہی ہوئی - فوج کا شیرازہ بکلی درہم و برہم ہوگیا ہے -

---

سلانیک کے میدان جنگ پر قبضہ

(اصولی حصاری ۵ نومبر ۳ بجے)

قسطنطنیہ میں آئے ہوے تار مظہر ہیں کہ چتلجا کے خط مدافعت کی طرف واپسی میں (جیسا کہ خیال تھا) کامیابی ہوئی اور دشمن کو سخت شکست ہوئی - (درہ آنماچ) اور (سلانیک) کے درمیان میں جو خط مدافعت ہمارے ہاتھہ سے نکل گیا تھا ' وہ ہم نے پھر واپس لے لیا ہے -

---

سرویا کو شکست

(باب عالی ۶ نومبر ۶ بجے)

جسطرح کہ ہم نے کل کے معرکہ میں یونانی فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تھا ' غنیمت میں بہت سا سامان جنگ ملا تھا ' اور بہت سے مقامات (نور نسمر) واپس لے لیے تھے ' اسی طرح آج بھی عربی عثمانی فوج کے سپہ سالار کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ (درلبہ) میں سرویا کا ایک رسالہ اور معتبر توپوں کا ایک بلوک درہم برہم کردیا گیا - دشمن کا سخت نقصان یقینی طور پر بیان کیا گیا ہے ' کئی افسر اور بے شمار سپاہی کام آئے - غنیمت میں ہمیں پچاس سے زیادہ جانور بھی ہاتھہ آئے -

---

سرویں حدود پر عثمانی قبضہ

(ایضاً ۳ نومبر)

ہماری فوج نے (نالاس) اور (نملی) کو واپس لیلیا اور اس پر اب پورا قبضہ ہے -

---

تسخیر نلاس کی تصدیق

(اصولی حصاری ۹ نومبر)

ہماری فوج نے شہر (ندی کولی) واپس لیلیا - شہر (نالاس) مسخر ہوگیا - دشمن نے گاؤں جلانا شروع کردیے ہیں - ایڈریانوپل میں ہماری حالت بہت اچھی ہے -

---

یونانیوں کی مکرر تعذیب

(باب عالی ۱۰ نومبر)

(سورربیم) میں ہمارا لشکر یونانی فوج کے مقابلے پر پھر فتح یاب ہوا - ۱۷ توپیں اور بہت سا سامان جنگ غنیمت میں ملا - دشمن کی فوج نہایت بے ترتیبی سے بھاگ گئی -

---

بقیہ

شذرات

—*—

جنگ یورپ و ترکی

—*—

یورپ کے شطرنج بازان سیاست سے جو لوگ واقف ہیں ' وہ آغاز جنگ سے کہہ رہے تھے کہ چند کوہستانی ریاستیں جنکو غلامی و محکومی کا طوق اتارے ہوے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ' کبھی اسقدر پرخطر جرات نہیں کرسکتیں - قطعاً ان مجسمہ ہاے عدوان و فساد میں کوئی دوسری روح ساری ہے ' اور وہی انکو حرکت میں لا رہی ہے - دول یورپ کی پس پردہ سازشیں تو ہمیشہ سے آشکارا ہیں ' پر چونکہ تمام علم برداران صلیب اس مقدس جنگ سے دم کشاں الگ کھڑے تھے ' یعنی ڈپلومیسی کی زبان میں نیوٹریلٹی (ناطرفداری) کا اعلان کردیا تھا ' اسلیے ظاہر بین نظریں اس نکتہ تک نہیں پہنچ سکیں - مگر زمانہ کے ہاتھہ نے اس پردہ کو بہت جلد چاک کر ڈالا ہے اور گو اصلی واقعات ابھی سامنے نہیں آئے ہیں ' تاہم جسقدر اسوقت تک معلوم ہوسکا ' وہ کشف حقیقت کیلیے کافی ہے

اعلان جنگ کے بعد یورپ نے دو اعلان کیے تھے

(۱) جغرافیۂ بلقان میں کسی طرح کا تغیر نہ ہوگا -

(۲) دول یورپ ہمہ وجوہ ناطرفدار رہیں گے -

لیکن آغاز جنگ میں فتح و شکست کی تقسیم اس قدر خلاف توقع ہوئی کہ یورپ کو اپنے قبل از جنگ خیالات پر نظر ثانی کرنے کی جلد ہی مہلت ملگئی ' اس نے دیکھا کہ کوہ بلقان کی آتشباری بہت جلد شش صد سالہ قصر خلافت عثمانیہ کو زمین کے برابر کر دیگی - ایسی حالت میں اگر یورپ ریاستہاے بلقان کو انکی فرضی جنگ آرائی کے بعد "ثمرات فتوح" سے لذت یاب ہونے نہ دیگا تو مسئلہ مشرقیہ کے انفصال کی ایک بہت بڑی ندا کی ہوئی فرصت ہاتھہ سے نکل جاے گی - یہ حکم یورپ کے ایوان سیاست سے صرف اسلیے صادر ہوا تھا کہ اگر فتح و ظفر کا ہاتھہ ترکوں کے ہاتھہ میں ہو ' تو وہ ہمیشہ کے لیے ان مارہاے آستین کو کچل نہ سکے ' اور مستر گلیڈ سٹون کی زبان میں جو کچھہ " ہلال سے صلیب کے پاس جاے ' وہ پھر ہلال کے پاس واپس نہ آئے - "

حالات کے اس دیک الموسم (ویدرکاک) کا رخ بالکل بدلگیا ' اور یہ صرف دنیاے اقلام و صحائف میں ' بلکہ امر عالم سیاست میں بھی ' جہاں کا امتیازی وصف پیش از وقت خیالات کا ظاہر نہ کرنا سمجھا جاتا ہے - ہاؤس آف کامنس کے سوال و جواب اور مدبران انگلستان کی تقریروں سے اخبار بین نا آشنا نہیں ہیں -

ناطرفداری پر جسقدر عمل ہوا ' اسکے بیان سے پہلے دول کے باہمی تعلقات کو سمجھہ لینا چاہیے - انگلستان کا شاہی مذہب پروٹسٹنٹ ہے - اگر کوئی بادشاہ پروٹسٹنٹ کے بدلے کوئی اور مذہب قبول کرلے تو پھر انگلستان کا عصاے حکومت اسکے ہاتھہ میں نہیں رہسکتا -

بلغاریا اور اسکی ریاستوں کا مذہب ارتھوڈکس چرچ کی پیروی ہے - بلقانی ریاستوں اور روس کا شاہی مذہب بھی یہی ہے - روس حمایت ارتھوڈکس کا مدعی ہے ' اور اسی نام سے وہ ایک بار دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں اعلان جنگ کرچکا ہے - انگلستان اور روس کے حدود سلطنت بہت قریب ہوتے جاتے ہیں ' اور اس ہمسائگی کا نتیجہ ایک ہولناک جنگ کا انتظار ہے ' گو بالفعل اتحاد ثلاثہ کے غبار میں وہ نمایاں نہیں -

بلغاری فتوحات کی تکذیب

—*—

اخبار "اسٹینڈرڈ" کا موجی نامہ نگار ۳۱ اکتوبر کو میدان جنگ سے لکھتا ہے:

ترک کہتے ہیں کہ ترک گرادیے گئے ' ممکن ہے کہ گرادیے گئے ہوں لیکن وقت ' واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھا دیگا - بلغاریوں کے لبوں پر کل تک تو مہر لگی ہوئی تھی ' آج یوں گویا ہوے ہیں کہ دو لاکھہ عثمانی فوج بے تحاشا بھاگی جاتی ہے ' اور بلغاری اسپ سوار بے طرح انکو دوڑا رہے ہیں - ایسی باتیں گو انسان کی متخیلہ اور تصور کو سرشار کردیتی ہونگی ' لیکن صداقت کا نقشہ نہیں دکھاتیں - اس اعجوبہ خیز لڑائی میں کوئی انقطاعی جنگ نہیں ہوئی ' اگر کچھہ ہوا ہے تو پے درپے فرار اور حوالگی کا ادعا ' اور جھوٹوں کی سی فتح مندی کی افسانہ سرائی !

اس لڑائی پر مجھکو ایک حکایت یاد آگئی - ایک مرتبہ چند لڑاکے مرغ ایک گھریلو مرغ پر پل پڑے - یہ لڑاکے مرغ ہر طرح کے ہتیار ' اور قوی بغض و عداوت سے آراستہ تھے - لیکن گھریلو مرغ ضعیف و ناتواں ' جنگ سے عاری ' اور صرف قدرت کے دیے ہوئے ہتیار ' یعنی فرسودہ پروں سے مسلح تھا ' لیکن ساتھہ ہی وہ جسیم بھی تھا ' چوڑا سینہ و کرخت ' اور اسمیں دفاعی استعداد بھی بےحد تھی - آغاز ہی سے تمام لڑاکے مرغ اس پر حملہ کرچکے تھے - پہلی بار اسکا ایک پر ادھیڑ لیا ' دوسری بار دوسرا ' اور یوں اسکے تمام پر نوچ لیے - لیکن ہر ہر بار دنیا میں یہ مشہور کردیا گیا کہ ابکے مرور آخری اور کاری ضرب لگادی ہے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرغوں کو کہیں بھی کاری ضرب لگانے کا موقع نہیں ملا اور ضرب کی اصلی جگہہ تک رسائی نہیں ہوئی - ہاں اس ناشاد ترک مرغ کے پر ضرور نوچ لئے ہیں ' لیکن جہاں کاری ضرب لگ سکتی ہے ' وہاں تک تو یہ تا قیامت نہیں پہنچ سکینگے -

صوفیا کی تار برقیاں کہتی ہیں کہ " ترکوں کے لشکر کا کامل طور پر تعاقب کیا گیا " - اس فتح عظیم کے دعوے کی بنیاد اس پر ہے کہ (لولی برغاس) میں ترکی میسرہ " کچل دیا گیا " - سرکاری بیان ہے کہ ترک لولی برغاس سے (چورلو) کیجانب " بھگادیے گئے " پھر ایک سرکاری بیان ہے کہ (چورلو) کیطرف ترکی فوج درہم برہم ہوکر " بھاگ گئی " - میں ان تمام خبروں کو کذب و افترا خیال کرتا ہوں ' اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ترکی میسرہ لولی برغاس میں عمدہ مقابلہ و جنگ کے بعد بالکل انتظام و قاعدہ کے ساتھہ ہٹاکے اور جنبی کے پیچھے چلا گیا -

بلغاری یہ کہتے ہیں کہ ترکی میسرہ بھگا دیا گیا ' لیکن میں حیران ہوں کہ اس سخت جھوٹ کو کیا کہوں ؟ میمنہ اور قلب ' اسلحہ و درستگی میں مصروف تھے ' یعنی قلب واژا کیطرف بڑھ رہا تھا ' اور میمنہ استرانجہ پر قابض رہنا چاہتا تھا - سرویا کی روایت کے مطابق ترکی میسرہ نے شکست کھائی اور اسکا قلب و میمنہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگیا - سرویا والے کہتے ہیں کہ ترکوں کے قابو میں جو خط میدانی ہے ' وہ چورلو سرایہ اور استرانجہ کا خط ہے - پس بلغاریوں ہی کی زبان سے یہ ثابت ہوگیا کہ قسطنطنیہ کا راستہ ترکوں کے ہاتھہ میں ہے ' اور بلغاریوں کی پیش قدمی ناکام رہی ہے - خلاصہ یہ کہ بلغاریوں کی خود ساختہ فتح عظیم کا میں تو قائل نہیں - ہاں اسقدر قائل ہوں کہ ممکن ہے ' اس مرغ کے چند پر جھڑ گئے ہوں ' لیکن اسکے ترپ نما سر کو تو ابھی کوئی کاری ضرب نہیں لگی ہے -

---

عربی و ترکی ڈاک

—*—

المؤید کے خاص تار اور عثمانی دفتر جنگ کے اعلانات

—*—

یونانی شکست

(باب عالی ۴ نومبر)

عربی عثمانی فوج کے سپہ سالار نے ہمکو اطلاع دی ہے (نایجہ) کے قریب کل جو لڑائی ہوئی ہے ' اسمیں یونانی فوج کو سخت شکست ہوئی - آج دنکو ہمارا لشکر پیش قدمی کرتا رہیگا -

---

مناستر

والی مناستر کا تار مظہر ہے کہ دشمن کی جمعیت ایک ہزار سے زیادہ تھی اور تو کچھہ نہوسکا ' (یعقوب بک) نامی ایک گاؤں میں آگ لگادی لیکن جب عثمانی لشکر پہنچا تو بھاگ گئے -

---

نایجہ پر عثمانی قبضہ

(ایضاً) آج رات کو ہمارا لشکر (نایجہ) پر قابض ہوگیا -

شتالجا کی طرف ہٹنا ایک جنگی مصلحت پر مبنی تھا - نہ کہ شکست پر

(اصولی حصاری ۴ نومبر)

مشرقی عثمانی فوج نے یہ محسوس کیا کہ موجودہ خط مدافعت وسیع ہے اگر تنگ ہوجاے تو کامیابی وعلبہ کا پہلو اور زیادہ زوردار ہوجائیگا - اسلیے چتلجا کے خط مدافعت تک فوج ہٹ آگئی ہے -

---

ایدریا نوپل میں بلغاریا کی ہزیمت

(اصولی حصاری ۵ نومبر ۳ بجے دن)

قلعہاے (ادرنہ) کی محافظ فوج کو حکم دیا گیا ہے کہ دشمن سے لڑنے کے لیے نکلے - چنانچہ فوج نکلی اور لڑائی شروع ہوئی - بحمد اللہ کہ ہم کامیاب ہوئے - غنیمت میں سامان جنگ بکثرت ہاتھہ آیا -

---

عثمانی فتح عظیم
ایک ہزار بلغاری قتل اور ۱۷ سو گرفتار ہوے

(شورلو) میں ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں بلغاریا کے ایک ہزار آدمی کام آئے اور ۱۷ سو ہم نے گرفتار کیے - (کامل پاشا)

ریوٹر کی تکذیب
ایدریا نوپل میں ترکوں کو کوئی شکست نہیں ہوئی

(باب عالی ۵ نومبر)

عثمانی شرقی فوج کی شکست کی جو خبر ریوٹر نے شائع کی ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں - کامل پاشا (وزیر اعظم)

ایڈریا نوپل میں بلغاریوں کی بربادی

(اصولی حصاری ۶ نومبر)

ادرنہ میں ہماری فوج کو پے درپے کامیابیاں ہورہی ہیں بلغاری اب اسقدر تھک گئے ہیں کہ مقابلہ کی تاب نہیں -

---

اشقودرہ میں مانٹی نگرو کی تباہی

(ایضاً) اطراف اشقودرہ میں مانٹی نگرو کی فوج سے برابر معرکے ہورہے ہیں - ان تمام معرکوں میں دشمن کو سخت شکستیں ہوئیں -

نامہ نگاران جنگ بھی اب سچ بولنا کچھہ سیکھتے جاتے ہیں - اڈریا نوپل کے قریب تین میل تک بلغاری لاشوں کے معائنے کی اب ہم کو خبر سنائی جاتی ہے - لندن میں بیان کیا جاتا ہے کہ بلغاریا کا دیوالہ نکل گیا' اس وقت تک ایک لاکھہ آدمی نہ تیغ ہو چکے ہیں' اور اب آدمیوں کے قحط کا یہ حال ہے کہ سترہ برس کے لڑکے جنکی مشق جنگ چند ہفتوں سے زائد نہیں' بھرتی کرکے بھیجے جا رہے ہیں - تعجب ہے کہ ترک تو آغاز جنگ سے صرف گرفتار ہوئے اور بھاگتے ہی رہے' تو ایک لاکھہ آدمی کس تلوار کی کاٹ ہے ؟

شتلجا کی مضبوطی اور عثمانی مدافعت - پورت اربر کو دہرا رہی ہے - تمام نامہ نگار اقرار کرتے ہیں کہ ناظم پاشا کی مدافعت نے بلغاریوں کو بدحواس کر دیا ہے - آخری خبر یہ ہے کہ اس وقت ایک لاکھہ جنود مجندہ شتلجا میں موجود ہے (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً' کانہم بنیان مرصوص (۶۱ ۳)

ہیضے نے بھی عثمانی تلوار سے پہلے کام کرنے کیلیے اپنا لشکر عظیم بھیجدیا ہے اور یہ لاشوں کی کثرت کا ثمرہ ہے - رسد کی قلت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے' اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے — لیس لہم طعام الا من ضریع' لا یسمن ولا یغنی من جوع (۸۹ ۶) ترکوں کا پیچھے ہٹنے آنا اسی وقت کیلیے تھا' اب بلغاریا نہ تو پیچھے جا سکتی ہے اور نہ آگے کی راہ کشادہ ہے ثم لایموت فیہا ولا یحیی (۸۶ ۱۴) فذاقت وبال امرہا' وکان عاقبۃ امرہا خسرا [پس وہ اپنے کیے کا وبال اب اچھی طرح چکھہ رہی ہے اور اسکی پیشقدمی کا آخری نتیجہ خسران و ہلاکت ہی تھا]

بلغاریا نے صلح کیلیے اڈریا نوپل اور سلونیکا کے قبضے اور شتلجا کے مزید استحکام کی تجویز کو پیش کیا تھا' مگر باب عالی نے پوری استقامت کے ساتھہ انکار کردیا - اب دوبارہ گفتگوئے صلح کے اڑانی خبریں آرہی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فریقین کے وکلا بھی نامزد ہوگئے ہیں -

---

وجنود ابلیس اجمعین

— * —

بالاخر دول یورپ نے باب عالی پر صلح کے لیے یا بالفاظ مناسب تر اپنے جدید عمل قطع و برید کے آگے سر تسلیم خم کردینے کے لیے زور دینا شروع کردیا' اور اول روز سے اسی وقت کا انتظار تھا -

تار برقیاں اتنک مبہم اور مشتبہ ہیں' بلقانی اتحاد میں پھوٹ پڑچکی ہے' یونان اور بلغاریا ایک دوسرے کو گھور رہے ہیں - آسٹریا اور روس کی طیاریوں اور جرمنی کے پوشیدہ انتظامات کی خبریں بھی برابر آرہی ہیں - ترکی کیلیے میدان جنگ نہیں' بلکہ ہمیشہ یہی وقت نازک رہا ہے' کامل پاشا کی وزارت اس خطرہ کیلئے خطرۂ عظیم ہے اب تو وقت آگیا ہے کہ ترکی روز روز کی آفتوں کی جگہہ ایک ہی آفت کے لیے مستعد ہو جائے اور اسلام اپنے مستقبل کا انہی گھڑیوں کے اندر فیصلہ کرلے' پہلو کے زخموں کی کب تک مرہم پٹی کی جائے گی ؟

لیکن آہ اے قسطنطنیہ ! اے محبوب القلوب جمیع عالم اسلامیہ ! اے مایۂ حیات چہل کرور نفوس عالم ! اور اے وہ افق امید کی روشنی جو اقبال اسلامی کے آفتاب کی آخری کرن ہے !! یاد رکھہ کہ یہ تیرے امتحان کی آخری منزل ہے - تیرے ثبات و عزم کی انتہائی آزمائش ہے ! چالیس کرور دلوں کی نگاہیں اس وقت تیری طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں ! خدارا ایسا نہ کیجیو کہ ہمارے دل زخمی ہوجائیں' اور ہماری آنکھوں کے لیے دائمی خونباری ہو ! آہ اے حیات اسلامی کی آخری رشتۂ امید ! تجھکو کیا معلوم کہ تیرے لیے ہمارے دلوں کا کیا حال ہے ؟ پھر تیرے ہاتھہ ہے کہ چالیس کرور امیدوں کی عزت رکھہ لے' یا انکو وقف طعنۂ اغیار کردے ! اگر تیری سرزمین پر تمام بسنے والے کٹ جائیں' اسکے خون کی چھینٹوں سے تیری عظیم الشان مسجدوں کی دیواریں لالہ گوں ہو جائیں' قصر ہمایوں کا صحن لڑکر مرجانے والوں کی لاشوں سے پٹ جائے' تو ہمیں تجھسے کوئی شکوہ نہیں' لیکن اگر تونے ذلت کی فرصت کو عزت کے فیصلے پر ترجیح دی' اور اپنے سر کو خم رکھہ کر راضی ہوگئی کہ بچے ہوئے بقیہ اعضا بھی کاٹ لیے جائیں' تو یاد رکھہ کہ گو تو زندہ رہے گی' مگر ہمارے دل مرجائینگے - !!

مسیحی اخلاق ورحم کا اب وقت آگیا

— * —

آج کی تار برقیوں میں ایک تار نہایت دلچسپ ہے'

ایک ذمہ دار شخص نے بیان کیا ہے کہ بلغاریا اپنے بے حد سے زیادہ جوش کے بدلے اب اعتدال اور سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے اس سے' اسکا مقصد یہ ہے کہ یورپ کو اپنی معقول پسندی اور سنجیدگی کا یقین دلائے -

اس خیال سے کہ ترکوں کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچے وہ ترکوں کو شتلجا کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کریگی - اور اڈریا نوپل کی محافظ فوج کو جانے کی اجازت بھی دیگی -

اس تار کے بعد بھی کیا دنیا کو بلغاریا کی مسیحیت پر اعتقاد باقی رہے گا ؟

ہلال اور صلیب

ہلال کی روشنی میں

— * —

جنگ طرابلس جب شروع ہوئی' تو ترکوں کی غفلت اور بربادی پر دردمندوں نے حسرت کے آنسو بہائے' اور دشمنوں نے غلغلہ ہائے شادمانی بلند کیے - لیکن پھر اسکے بعد کیا ہوا ؟ سال بھر تک دنیا نے کیا دیکھا ؟ عثمانی افسروں کی شجاعت اور جانفروشی ہی نہیں' بلکہ بادیہ نشینان عرب کی گیارہ گیارہ برس کی لڑکیوں نے بھی اپنی عظمت کا اقرار کرا لیا -

یہی حال موجودہ جنگ کا ہے - بلقانیوں کی فتحمندیوں نے تمام دنیا کو ترکوں کی طرف سے مایوس کردیا' دوستوں کی رائیں بھی متزلزل ہوگئیں' لوگ بے اختیار کہہ اٹھے کہ عثمانی خون کی آگ اب بجھہ گئی - خود مسلمانوں میں بعض منافقین نے اپنے نفاق کے اظہار کیلیے اس فرصت کو غنیمت سمجھا' اور ہندوستان کے حزب المنافقین کے ایک سرگرم ممبر نے تو یہاں تک لکھدیا کہ "چونکہ ترک اپنی حفاظت نہیں کرسکتے' اسلیے قربانی کی کھالوں کی قیمت دینے کی کچھہ ضرورت نہیں - ہمارے قومی کام بہت سے رکے پڑے ہیں"

میں جب کبھی قرآن کریم کو کھولتا ہوں تو صاف نظر آتا ہے کہ غزوۂ طرابلس کو جس طرح بہت سی باتوں میں آغاز اسلام کے غزوۂ بدر سے مشابہت تھی' بالکل اسی طرح اس جنگ کو بھی

اس مقدمہ ونتائج کو پیش نظر رکھنے کے بعد غور کیجیے کہ اگر انگلستان موجودہ جنگ میں ناطرفدار ہوتا تو ان چار حکومتوں میں سے کس کی طرف مائل ہوتا ؟

(۱) ریاستہاے بلقان کا سرگروہ اسوقت بلغاریا ہے -

(۲) بلغاریا ہمیشہ روس کی پست پناہی سے مستفید ہوتی ہے

(۳) روس کے اثر و نفوذ کی توسیع انگلستان کے مصالح ملکی کے لیے مضر ہے -

(۴) ان چاروں حکومتوں میں یونان سب سے کم روس کے زیر اثر ہے -

ان مقدمات کی ترتیب سے یہی نتیجہ ملتا ہے کہ انگلستان کی دوستی کا سب سے زیادہ مستحق یونان ہے ، اور وہ اسی کا ساتھہ دیتا -

التسویہ نے دو قصہ طلب تار شائع کیے ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکۂ انگلستان نے شاہ یونان کو انکی فتوحات پر تبریک و تہنیت کا تار دیا ، اور روس نے اسی طرح شاہ سرویا کو مبارکباد کا تار بھیجا -

پس یہ ہے انگلستان اور روس کی ناطرفداری !

مگر نقض ناطرفداری کی یہ پہلی منزل ہے ، روس کی پوشیدہ مالی و فوجی مساعدت و حمایت کے واقعات صریح اسکے علاوہ ہیں اور آغاز جنگ سے انکا سلسلہ برابر جاری ہے -

رومانیا کے اخبارات نے جو پردے فاش کیے ہیں ، اور جو تفصیلی حالات لکھے ہیں ، انکو ہم پھر کسی وقت لکھیں گے - یہاں صرف ایک واقعہ درج کر دیتے ہیں - دار الحکومت رومانیا کے اخبارات اطلاع دیتے ہیں کہ روس کے فوج نظامی سے پندرہ ہزار آدمی مع صدہا توپوں ، بحالت جنگ ، اور دس جنگی ہوائی جہاز کے بلغاریا گئے ہیں ، تاکہ میدان جنگ میں شریک ہوں - ایک اور رومانی اخبار بیان کرتا ہے کہ روسی اسٹیمر جسکا نام (سان جورج) ہے صدہا روسی سپاہیوں کو (روسچق) لے گیا ہے - اسمیں تمام روسی سپاہی اپنی وردیاں پہنے ہوے تھے - نہ صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ روزانہ روسی اسٹیمر بلغاریا کے لیے مہمات جنگ لایا کرتا ہے - حال ہی میں (روسچق) دو ہوائی جہاز پہنچاے گئے ہیں

چتلجا کے خطوط دفاع

— * —

(چتلجا) کے جو حالات تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوے ہیں انکا خلاصہ یہ ہے :

بحر اسود کے قریب بحیرہ (ترکوس) اور بحیرہ (مار مورا) کے درمیان میں ایک خلیج ہے جس کو (بیوک چکمجہ) کہتے ہیں - اس خلیج میں ایک جزیرہ نما ہے جسکا نام (ترابیہ) ہے - چتلجا کے خطوط دفاع اس سلسلہ استحکامات سے پیدا ہوتے ہیں جو اسی جزیرہ نما میں پھیلے ہوے ہیں - یہ قسطنطنیہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہیں - عرض ۱۵ اور ۱۲ میل کے درمیان میں ہے - اسمیں قلعوں اور استحکامات کی تعداد ۳۰ سے زائد ہے - یہ استحکامات اور قلعے ۵۰ فیٹ بلند ٹیلوں پر ہیں - موسم سرما میں برف و باراں کے قدرتی استحکامات کسی کو ان مصنوعی استحکامات کے پاس نہیں آنے دیتے -

یہاں ریل ہے جو (پاعلیش) اور (چتلجا) کی طرف سے جاتی ہے ، سنہ ۱۸۷۷ ع کی جنگ روس و ترکی میں یہ استحکامات تیار کرالیے گئے تھے - سنہ ۱۸۷۸ ع میں روس نے ان پر حملہ کیا اور ایک عرصہ تک محاصرہ کیے پڑا رہا ، مگر آخر کار ناکام واپس

گیا - اسکے بعد بھی کچھہ تغیرات ہوئے ہیں ، مگر تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی -

انشاپے کوچک سے جو سیلاب فوج امداد آرہا ہے ، اسکی وجہ سے متوسط فوج (کدر دیف) کی ایک بہت بڑی جمعیت یہاں فراہم ہوگئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے -

---

ہفتۂ جنگ

— * —

الحمد للہ کہ ہم نے اور بعزیمۂ تمام مسلمانوں نے جنگ کے متعلق جو رائیں قائم کی تھیں ، اسکے ظہور میں زیادہ دیر نہیں لگائی ، اور بس ہفتے قطعی اور آخری تصدیق عثمانی فتح و نصرت اور بلغاری شکست و خسران کی ہوگئی ۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا ، والحمد للہ رب العالمین -

ادھر دو ہفتے سے جنگ کا موسم بالکل بدل گیا تھا ، خبروں نے آہستہ آہستہ لہجہ بدلنا شروع کر دیا تھا ، اور خود صوفیا اور بلغراد سے بھی جو خبریں تقدم کی جاتی تھیں ، انمیں ادعا اور جوش کا عنصر روز بروز گھٹ رہا تھا ، لیکن پھر درمیان میں بلغاری آتش کدے کے مروسی میں ایک ابال تازہ آیا ، اور فتح مناستر کی خبر اپنے مدعی لہجے میں شائع کر دی -

ہم نے جنگ کے تازہ واقعات پر بحث کرتے ہوئے لکھدیا تھا کہ اس خبر کے تمام ابتدائی اجزا جس طرح خود بخود غلط تسلیم کرلیے گئے ہیں ، اسی طرح قرائن ہے کہ سرے سے تسخیر مناستر کا واقعہ بھی محض بے سر و پا ثابت ہوگا ، اور زیادہ سے زیادہ اتنی اصلیت نکلے گی کہ مناستر کے قرب و جوار میں کہیں جنگ ہو رہی ہے -

اس تار نے اس خیال کو بعینہ واقعہ ثابت کر دیا ، کیونکہ لکھا تھا کہ جنوب میں ایک لڑائی ہو رہی ہے اور تسخیر کی خبر بالکل کذب و افترا ہے -

ہم نے اور جو مباحث " النبا العظیم " کے دو نمبروں میں ظاہر کیے تھے ، وہ بھی ایک ایک کرکے سامنے آ رہے ہیں ، ہم نے پہلے ہی دن جبکہ تمام عالم ترکوں کی طرف سے مایوس ہورہا تھا ، لکھدیا تھا کہ بلغاریا کی جو کچھہ طاقت تھی وہ قرق قلیسی میں ختم ہوگئی اور اب بہت جلد عثمانی مدافعت کی " بنیان مرصوص " کھڑی ہوجاے گی - چنانچہ اس تار کے علاوہ اب خود صوفیا اور بلغراد میں اقرار کرلیا گیا ہے کہ " سرپسب جنگ از سر نو شروع نہیں کی جا سکتی " اور صلح کی جو شرطیں مانعا نہ جوش کے ساتھہ پیش کی گئی تھیں ، انہیں جب باب عالی نے ٹھکرادیا ، تو پھر کہا گیا کہ وہ کچھہ آخری شرطیں نہ تھیں - یہ اپنے علانیہ اقرار ہیں ، اور اصلیت کو پوچھیے تو اسکی حالت نہیں معلوم کیا ہوگی ؟

اس تار سے اس ابلہانہ چالاکی کا بھی پتہ چلتا ہے ، جو مسئلہ صلح کی اشاعت سے یورپ کو مد نظر تھی ، اور جسکے سرائر رفتہ رفتہ اب آہستہ آہستہ سامنے آرہے ہیں - در اصل بلغاریا ایک طرف تو اپنی عارضی فتوحات کی اسعت سے یورپ کو پس پشت علانیہ اجازے کا موقعہ دے رہی ہے ، دوسری طرف اندریا نوپل پر موت کا شکار ہو جانے کے بعد چاہتی ہے کہ عثمانی حملہ کے کھنڈروں سے کسی طرح اپنی نعش کو بچالے - صلح کی درخواست اسی نے پیش کی ، اور اس جنگ میں کسی ایک حرفی قسم کے اتفاق کے بعد تمام یورپ کا طلسم صلح و اصلاح (?) موجود ہونا پیشتر ہی سے طے کرلیا گیا تھا -

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں تیار ہیں)

(اُن میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسی

۴ سید ادریسی امام یمن

۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری

۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا

۷ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاہد دستور و حریت نیازی بک

۹ ابراہیم ثریا بک کمانڈر شرقی طرابلس

۱۰ ڈاکٹر بہجت سوامی بک رئیس ہلال احمر قسطنطنیہ

۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاہد

۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت

۱۳ ایرانی مجاہدین کا مانم سرا

۱۴ ایرانی مجاہدین کا حملہ

۱۵ بیک باشی بشارت سے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۷۱ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر

۱۸ اٹالین ہوائی جہاز سے مجاہدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ہیں

۹۱ طبروق کا معرکہ

۲۰ منصور پاشا مجاہدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ہیں

۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں

۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ

۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر

۲۵ مجاہدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۲ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت

۲۷ آذربائیجان میں روسی داخلہ

۲۸ - ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ روڈس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈنلز کا ایک منظر

۳۷ ہلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ مدارس کی ہلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنہ ۷۰ ہجری کی ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

و معناً " جنگ احزاب " ہے ' جسکا حال سورۂ احزاب میں بیان کیا گیا ہے - پس ٹھیک جس طرح وہ جنگ مسلمانوں کیلیے ایک بہت بڑی آزمایش ' اور نفاق و ضعف ایمانی کے ظہور کیلیے ایک ابتلاے الہی تھی ' بالکل اسی طرح اس جنگ کو بھی خدا نے ہمارے لیے ایک وسیلۂ آزمایش بنایا هنالك ابتلی المسلمون و زلزلوا زلزالاً شدیداً -

لیکن اب واقعات سے پردے اٹھ رہے ہیں ' اور دوست و دشمن دونوں کی نظریں اصلیت کے احساس و اقرار کو ناگزیر دیکھ رہی ہیں - ہر نیا روز جو آتا ہے ' کشف حقیقت کا ایک پیام تازہ ہوتا ہے - اس وقت تک پورے حالات روشنی میں نہیں آئے ہیں ' مگر پھر بھی جس قدر سامنے آگئے ہیں ' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو عثمانی نسل نے اپنی آٹھ سو برس کی روایات کو بھلایا ہے ' اور نہ فرزندان اسلام کی جانفروشیوں نے پرستاران صلیب کے مقابلے میں شکست کھائی ہے - اب بھی ہر ترک سپاہی " ترک سپاہی " ہے ' اور اپنے شرف اسلامی کو بھولا نہیں

ہست مجلس بر آں قرار کہ بود
ہست مطرب بر آں ترانہ ہنوز

اخبار " ہرالڈ " کے خاص نامہ نگار ایم ایڈورڈ ہیلسی نے ایک عجیب واقعہ کا اپنے تار میں ذکر کیا ہے ' جس سے ناظرین کو ہمارے بیان کی تصدیق ہوگی - وہ لکھتا ہے :

" میں نے رائیکا کے اسپتال میں ایک کمسن ترک افسر کو دیکھا - اُسکے جسم کا شاید ہی کوئی حصہ بچ رہا تھا ' جسپر خنجر کی کاٹ نہ پڑی ہو - پیشانی قریباً دو نیم ہوگئی تھی - گلے کا زخم بھی کاری تھا - سینے اور بازوؤں میں گہری خندقیں پڑگئی تھیں -

" یہ شیر دل نہایت کمسن شخص تھا - طربوش کے سامنے کی چوکی اسکے زیر کمان تھی - جسوقت آگ کی بارش ہو رہی تھی ' وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا بڑھا ' اور مانٹی نگرو کی پلٹنوں کو مخاطب کرکے کہا " تم میں جو شخص سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ہو ' میرے مقابلے کو آئے - میں اس سے دست بدست لڑنا چاہتا ہوں "

" اس مقابلے کی صدا سنکر مانٹی نگرو کی پلٹن سے ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار افسر ' جسکے بال سفید ہوگئے تھے ' میدان میں آکھڑا ہوا اور چیلنج کو قبول کرلیا - تماشا دیکھنے کی خاطر لڑائی موقوف کردی گئی اور ہلال کی دھیمی روشنی میں دونوں کی لڑائی دیکھنے لگے "

" مانٹی نیگرین افسر کے کاندھے پر سخت زخم آگیا - می چلے ترک نے حیرت انگیز شجاعت کا ثبوت دیا ' لیکن اخر میں گرگیا - اسکی وجہ یہ تھی کہ لڑتے لڑتے اسکا سر اور پیشانی زخموں سے بالکل خوں چکاں ہوگئی تھی اور اسنے بہہ کر ایک خون کی چادر اسکی آنکھوں کے سامنے آگئی تھی جس سے وہ بالکل معذور ہوگیا - اُسکا دشمن گھوڑے سے تڑپ کر اُتر پڑا اور اُسکے زخموں کو صاف کرنے کے بعد معالجہ کے لئے رائیکا کے اسپتال میں بھیجدیا "

ایم - ہیلسی لکھتا ہے " یہ ترک جانتا تھا کہ میری زندگی کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے ' اور سانس بہت دن تک نہیں چلنے کا - [illegible] اکتوبر کو طربوش کی توپوں کی آواز اُسکے کانوں میں پڑی تو اُسنے ڈاکٹر سے مخاطب ہوکے کہا " کاش اللہ تعالی میرے دشمن کو گولوں کا نشانہ بنائے " وہ ایک بہادر آدمی ہے - اُسکو تلوار کی موت کے سوا اور کسی بہانے نہیں مرنا چاہیے "

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

(۲)

— * —

نام	رقم	نام	رقم
جناب میاں نصیر الدین صاحب	۵۰۰	جناب میاں محمد امین صاحب	۲۰۰
جناب میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	۵۰	جناب میاں فضل کریم صاحب	۵۰
جناب میاں فضل کریم و کرم دین و محمد امین سیٹھی صاحب	۲۵	جناب میاں فضل الدین و حاجی شمس الدین و محکم الدین صاحبان	۳۰۰
جناب فضل الہی صاحب	۵	جناب محکم دین صاحب	۵
جناب فتح دین و شمس الدین صاحب	۵۰	جناب میاں شمس الدین و غلام نبی صاحب	۲۵
جناب میاں شمس الدین و محمد امین نورو صاحب	۱۰	جناب میاں محمد دین صاحب	۱۰
جناب میاں فضل کریم سہگل صاحب	۵۰	جناب میاں غلام محمد سہگل صاحب	۲۵
جناب میاں سوداگر دین صاحب	۵	جناب میاں غلام محمد و محمد صاحب	۵۰
جناب میاں فضل کریم و غلام نبی صاحب	۵	جناب میاں غلام نبی و محمد سعید صاحب	۵
جناب عمر الدین عاربوالا صاحب	۱	خورشید جہاں	۵
جناب محمد امین نور صاحب	۵	جناب میاں شمس الدین و احمد دین تجارت والا صاحب	۵۰
جناب غلام نبی صاحب	۵	جناب غلام محمد و محمد امین	۲۰
جناب میاں فضل دین و محمد امین صاحب	۳۰	جناب غلام محمد و غلام نبی صاحب	۵
جناب میاں فضل کریم صاحب	۲۵	جناب میاں فضل کریم و محمد امین صاحب	۲۵
جناب حافظ غلام قادر صاحب	۱	جناب میاں سوداگر الدین صاحب	۱۰
جناب جے - براؤن نامو صاحب	۵	جناب غلام محی الدین	۱۰
جناب غلام محمد صاحب	۵	جناب عبد الرؤف صاحب	۲
جناب محکم دین صاحب	۲	جناب محمد حسن صاحب	۲
جناب خلاص خان صاحب	۲	جناب معظم دین نورو صاحب	۱
جناب سکندر خان صاحب	۱		
جناب بدرو سنرای صاحب	۳		
جناب میاں احمد دین صاحب	۲	جناب لعل خان صاحب	۲
جناب جیھو صاحب	۲	جناب محمد خان صاحب	۳
جناب مقبول زدم صاحب	۳	جناب نبی خان صاحب	۱۰
جناب میاں حاجی کرم دین و معظم دین بہدار صاحب	۵	جناب میاں احمد دین و محمد امین صاحب	۱
جناب میاں فضل دین و معظم دین صاحب	۲۵	جناب میاں محمد امین و کرم دین عاربوالا صاحب	۵۰
جناب ملا خان محمد و محمد امین صاحب	۲	جناب میاں محمد دین و غلام محی الدین صاحب	۲۰
کرم دین و محمد امین سوہال صاحب	۵	جناب محمد امین و محمد اکمل	۱۰
جناب غلام نبی و احمد دین جندوالا صاحب	۲	جناب غلام نبی و سراج دین صاحب	۲
جناب میاں محمد امین سیٹھی صاحب	۲	جناب میاں محمد دین و معظم دین سنال صاحب	۳

میزان	۱۸۱۷
سابق	۴۸۱۱
میزان کل	۶۶۲۸

Printed & Published by MOULANA A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

روزانہ

— —

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھ عنقریب شائع ہوگا

— * —

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
مگر غیر معمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

— * —

هذا بيان للناس و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

— * —

دوسرا الہلال کا ماہوار رسالہ

جس کا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی تقریباً آٹھ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن، طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ — ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲٤ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری — جلد ۱

Calcutta Wednesday, December 4, 1912

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

توسیع اشاعت

—*—

دہلی کے ایک بزرگ جنکا نام معلوم نہیں	۸
جناب مولانا سید عبد الحق صاحب حقی الاعظمی	
اسسٹنٹ پروفیسر عربی محمڈن کالج (علی گڑھ)	۳
جناب سید حسن صاحب بلگرامی (حیدرآباد)	۳
جناب مولوی برکت علی صاحب بی - اے - (قصور)	۳
جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر (مدراس) مکرر	۳
جناب مولانا ایس - ایم - بصری صاحب (مدراس)	۵
جناب غلام محمد خان صاحب اوورسیر (دہلی)	۲
جناب وحید الدین احمد خان صاحب (رامپور)	۲
جناب ایچ - اے - مرزا صاحب مرزا گروہر (دہلی)	۲
جناب محمد عبد الرزاق صاحب بسمل (حیدرآباد)	۲
جناب نعیم الدین صاحب (ردولی)	۲

هندوستان میں نئی چیز

وہ کمی جو بہت دوروں سے تھی اب دور ہوئی

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک دفعہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷ ½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۲ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لئے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مدیر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو؛ کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لندن کے ذریعہ جو تار آیا ہے ' اسمیں یہ تصریح موجود ہے ' لیکن صوفیا کی مکدونات کا سرکل اس موقعہ پر بھی حرکت سے باز نہیں رہا اور اس تار کے ساتھہ ھی ایک دوسرا تار بھی شائع کیا گیا ہے ' جسمیں لکھا ہے کہ بلغاریا اپنے لیے سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد ایڈریا نوپل کے راستے پہنچاتي رہے گي - لیکن ساتھہ ھي آخری سطروں میں اسکا بھی اقرار ہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں ' اسلیے کہ جو راہ پیش نظر ہے ' وہ ترکی فوج کی دسترس سے اسقدر قریب ہے کہ کسی طرح مفید اور محفوظ نہیں سمجھی جاسکتی -

یونان کی نسبت ظاہر کیاگیا ہے کہ التواے جنگ کا سخت مخالف ہے ' اور اسکا زعمہ ' اسکے ہم کلدستا حکومت کے وزیر اعظم یعنی مسٹر اسکویتھہ سے بھی زیادہ قوت خلاقی رکھتا ہے ' چنانچہ اس وقت رات کی تاریخی میں یونان شاکی ہے کہ یورپین ترکی کی تکلی آزادی کے مقصد میں التوا نے خلل ڈالدیا ' اسکا عظیم الشان بیڑہ اور فوج کي تعداد عظیم بلغاریا کی مدد کیلیے پا بہ رکاب تھی ' لیکن التواے جنگ کو منظور کر کے گویا اس نے اپنے ضعف اور عثمانی نصرت کا اقرار کر لیا ہے - مجلس گفتگوے التوا میں بھی اسکا کوئی وکیل شریک نہ تھا ' مگر بلقانی ریاستوں نے عاجز آکر صاف صاف کہدیا ہے کہ اگر یونان کو التوا منظور نہیں ' تو تنہا جنگ جاری رکھے - ہمارے دست وبازو بر اب شل ہوگئے -

---

وحدود اللیس اجمعون ترکی یورپ کی تری سے تري جنگ کے معرکوں کو اپنے تئیں مٹاکر سر کرلے ' لیکن یورپ کی چھوٹی سے چھوٹی صلح کانفرنس کا اسکے پاس کیا علاج ہے ؟ موجودہ جنگ کی ابتدا سے جو مصنوعی رفتار قائم رکھی گئی ' اور جو نتائج دکھلاے گئے ' وہ گویا ایک یورپین کانفرنس کے انعقاد کی پیشتر سے طے شدہ تمہید تھی - ایڈریا نوپل کی آخري جنگ کے بعد ھی سے بلغاریا نے صلح کي درخواست کردی اور شتلجا کے استحکام کے ساتھہ ھی تمام یورپ پر یہ نئی حقیقت منکشف ہوگئی کہ " یورپ کے امن کیلیے اب صلح ناگزیر اور لازمی ہے " !

بلقانی ریاستوں کی فوج کے مقابلے میں ترکوں سے جو کچھہ بن آیا کرچکے ' لیکن اب یورپ کے شیطان اعظم کی جنود ابلیس کو کس حربے سے روکیں ؟ بظاہر یورپ کے دفاتر خارجیہ موجودہ معاملات پر ایک متفق ہیں ' آسٹریا اور روس کا مسئلہ بھی ابتک کچھہ زیادہ وقیع نہیں ' یورپ کی موجودہ سیاست کے سب سے بڑے کاھن ' یعنی سر ایڈورڈ گرے نے اپني جادو کی چھڑي ہلانی شروع کردی ہے ' انھوں نے یورپ کو بحر ابیض ' دردانیال اور البانیا کے مسائل پر غور و خوض کرنے کی دعوت دی ہے ' اور یقین کیا جاتا ہے کہ لندن میں کانفرنس کا انعقاد ہو -

بظاہر حالات صلح کا مسئلہ ترکی کیلیے ناگزیر ' اور البانیا اور مقدونیا کی آزادی درپیش - صرف دول یورپ کی وہ مستحکم رقابت جسکو قرآن کریم نے " واغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ " سے تعبیر کیا ہے ' ایک سہارا ہے جو اس سازش میں خلل ڈال سکتا ہے -

ہمنے کہا کہ آسٹریا روس کا مسئلہ اسوقت تک چنداں وقیع نظر نہیں آتا ' تاہم نظر انداز کر دینے کے بھی قابل نہیں - بلقانی کانفیڈریسی کی باہمي نا اتفاقی بھي اندر ھی اندر سلگ رہی ہے - اس وقت کا تار ہے کہ جرمن چیدسلر کي ایک تقریر نے پیرس میں ہلچل ڈالدي ہے ' انھوں نے کہا کہ اگر روس و آسٹریا کے مسئلے نے ترقی کی تو جرمني آسٹریا کا ساتھہ دینے پر مجبور ہے - وہ صرف حق کے ساتھہ ہے ' اگر بلقانی ریاستوں سے ترکی پر زیادتی کرائی گئی تو اس صورت میں بھی جرمنی ترکی کا ساتھہ دے گی "

خدا تعالی کی قدرت سے کچھہ بعید نہیں کہ جس طرح مسئلہ مشرقی کا فیصلہ آج نصف صدی سے محض یورپین رقابت کی بدولت ملتوی ہوتا رہا ہے ' اس موقع پر بھی کوئی غیر متوقع تبدیلی پیدا کردے اور صلح کانفرنس کی کامیابی خطرے میں پڑ جاے - یہ وقت باب عالی کیلیے ایک ایسی آخری آزمایش ہے جو باوجود محصور احباب و اعدا رہنے کے آجتک کبھی بھی پیش نہیں آئی - مگر افسوس کہ اس وقت ترکی کی قسمت ایک ایسے وزیر اعظم کے ہاتھہ میں ہے ' جسکے پاس اپنے ملک مظلوم کیلیے انگلستان کے احکام کے آگے سر بسجود رہنے کے سوا نہ کوئی سیاست ہے اور نہ کوئی دماغ !

اس وقت سعید پاشا کی زندہ وزارت کی ضرورت تھی ' جس نے مہدوں اٹلی اور اسکے حامیوں کی تمام منت و زاریوں کو حقارت کے ساتھہ ٹھکرادیا ' جو وہ مسئلہ صلح کے لیے کر رہے تھے ' مگر انگلستان نے بھی اسی دن کے کیلیے سعید پاشا کو راہ سے ہٹا دیا تھا -

بہر حال یہ سب کچھہ اسلام کی آخری سیاسی طاقت کے فنا و بقا کے سوالات ہیں ' اور خواہ کوئی عثمانی وزارت ہو ' لیکن اللہ ' اسکے ملائکہ ' اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی لعنت ہو اس وزارت پر ' جو اس وقت ذال برابر بھی ضعف اور کمزوری دکھلاے اور ایک فیصلہ کی موت پر ' دات اور مسکنت کی مجروح زندگی کو ترجیح دے !!

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا !

آل انڈیا محمڈن کانفرنس

— * —

اجلاس بست و ششم سنہ ۱۹۱۲ - لکھنؤ

اعلان ھذا کے ذریعہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے چھبیسویں سالانہ اجلاس کے جلسے بہ مقام بارہ دری قیصر باغ لکھنؤ بتاریخ ۲۷ ، ۲۸ ، ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ منعقد ہونگے اور ان میں بہت سے اہم تعلیمی مسئلے متعلق مسلمانان ہند جن میں مجوزہ یونیورسٹی کے متعلق مسائل بھی شامل ہونگے ' مباحثہ کے لیے پیش کیے جاینگے - مسٹر سید حسن صاحب بلگرامی ممبر پنشن یافتہ انڈین میڈیکل سروس صدارت کے لیے منتخب ہوئے ہیں -

استقبالی کمیٹی نے ممبران کانفرنس کے قیام و طعام کا کل ضروری اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے اور جملہ ممبران کو دعوت دیتی ہے کہ لکھنؤ تشریف لاکر اجلاس کانفرنس کی شرکت فرمائیں - جو اصحاب اب تک ممبر کانفرنس نہیں ہوئے ہیں مگر آیندہ ممبر اور شریک اجلاس کانفرنس ہونا چاہیں اونکا بھي خیر مقدم کیا جائیگا ' لیکن جملہ اصحاب سے درخواست کیجاتي ہے کہ وہ اپني شرکت اجلاس کے ارادہ سے جسقدر جلد ممکن ہو ' خاکسار کو مطلع فرماینگے ' تاکہ اونکے قیام و آرام کا ضروری بندوبست کیا جاسکے -

خاکسار سید ظہور احمد وکیل ہائیکورٹ
آنریری سکرٹری استقبالی کمیٹی

بلغاریا اور سرویا کا صلح کیلئے اضطراب

— * —

شتلجا میں ڈیڑھ لاکھ عثمانی فوج کا اجتماع ' ملک کی جنگ کیلیے بیقراری ' حکومت کا استقلال ' التواے جنگ کیلیے بلغاریہ کی منت و زاری ' صلح کیلیے دول کا اصرار ' التوا کی منظوری میں ایک مصلحت عظیم پوشیدہ ' مقدونیہ کی عظیم الشان مذابح ' نتائج کا انتظار کرنا چاہیے -

— * —

نامہ الہلال

(۳ دسمبر شام کے چھہ بجے)

شتلجا میں آج پوری ڈیڑھ لاکھ تازہ دم فوج موجود ہے ' سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد بے شمار ' ناظم پاشا کے انتظامات حیرت انگیز و یادگار ہیں ' حالت بالکل مطمئن ' اور دشمنوں کا مہلت کیلئے اضطراب بحد تذلل و انکسار ' التوا میں بحمد للہ جیش اسلام کیلیے ایک مصلحت عظیمہ پوشیدہ ' اور محتاج انتظار نتائج ما بعد ' صلح کیلیے دول کی طرف سے بشدت سلسلہ جنبانی ' مگر باب عالی نے باستقلال تمام انکار کر دیا ' رعایا میں اجراے جنگ کیلیے شورش - سلونیکی سے ایک ہفتہ کی جنگ کے بعد دشمن خاسر و تباہ فرار ہوگیا ' دول یورپ کے متصل جانوں میں باہم اختلاف شدید کی افواہ گرم ہے -

شذرات

— * —

اغلاط طبع

اگر الہلال کی ضخامت دوگنی کردی جاے اور مجھسے کہا جاے کہ تنہا اسکو مرتب کردو ' تو میں انشاء اللہ دو راتوں کے اندر مرتب کرلونگا ' لیکن اگر الہلال سولہ صفحے کی جگہہ ایک صفحے کا نکلے ' اور مجھسے کہا جاے کہ اسکو صحیح چھاپنے کا ذمہ لو ' تو میں بعد ایک مدت کے رقعے کے انکار کر دونگا کیونکہ یہ میرے امکان سے باہر ہے -

الہلال آغاز اشاعت سے جسقدر غلط چھپتا ہے ' اسکا مجھے افسوس ہی نہیں ' بلکہ ہر غلطی کا دل پر ایک داغ ہے ' لیکن کیا کروں کہ صحت کی طرف سے بالکل مایوس ہو گیا ہوں - پروف دس دس مرتبہ اور چار چار مرتبہ دیکھے جاتے ہیں اور اکثر اوقات آخری پروف خود بھی دیکھہ لیتا ہوں ' لیکن غلط کمپوز کرنے کی نسبت کمپوزیٹروں کی قسم ' نہیں معلوم ایسی سخت و شدید واقع ہوی ہے کہ کسی طرح اپنے اس ظالمانہ میثاق کی عہد شکنی پر آمادہ نہیں ہوتے -

لیتھو کی چھپائی کی نسبت جہاں ٹائپ میں بعض آسانیاں ہیں ' وہاں بعض مشکلات مزید بھی ہیں - ازانجملہ یہ کہ جسقدر غلطیوں کی گنجایش یہاں ہے ' وہاں نہیں - خوشنویس مسودہ ٹھیک پڑھہ نہ سکے یا سہواً غلط لکھدے ' تاہم اسکے ہاتھہ میں قلم ہوتا ہے ' اور جو کچھہ لکھتا ہے ' دیکھکر لکھتا ہے - ٹائپ میں مصیبت یہ ہے کہ کمپوزیٹر محض اپنے ہاتھہ کی مشق پر کام کرتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جن خانوں سے حرف اٹھاکر رکھتے ہیں ' اور جو کچھہ کمپوز کر رہے ہیں ' اسکو دیکھتے بھی ہوں - غلطیوں کا پہلا سرچشمہ حروف کی خانوں میں تقسیم ہے - بہت سے حروف غلطی سے دوسرے خانوں میں پڑجاتے ہیں ' علی الخصوص وہ حروف جو باہم کم امتیاز رکھتے ہیں ' مثلاً " ر " اور " ز " اور " ب " اور " پ " جہاں خانوں میں بد نظمی ہوی ' پھر تمام کمپوز غلط ہوا -

سب سے بڑھکر مصیبت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیتیں اکثر غلط چھپ جاتی ہیں ' جو یقیناً مطبوعات کیلئے صرف غلطی ہی نہیں ' بلکہ ایک پورا جرم اور معصیت ہے - مجھکو کس قدر شرمندگی ہوئی ' جب حضرت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ کی نسبت ایک تحریر آئی کہ " وہ الہلال کو نہایت پسند فرماتے ہیں مگر متاسف ہیں کہ قرآن کی آیات بعض اوقات غلط چھپ جاتی ہیں "

مجھکو کمال استغفار کے ساتھہ اقرار ہے کہ آغاز اشاعت سے لیکر اس وقت تک دو مرتبہ خود مجھکو دو آیتوں کی نسبت شبہہ ہوا ' اور چونکہ الفاظ بالکل قریب قریب اور ہم معنی تھے ' غلطی میں لکھہ گیا ' لیکن اسکے علاوہ اور غلطیاں مثل حذف عطف ' و قلب الفاظ (یعلمون کی جگہہ یعملوں و غیرہ - یا جیسا گذشتہ پرچے میں " وحدوہ اللہ من اجمعین " کی جگہہ اجمعین چھپ گیا) اونہی حضرات کی عنایت ہے ' جو نہیں معلوم ان سطور کو بھی صحیح کمپوز فرماینگے یا نہیں -

مضامین میں آیات کے لکھنے کا یہ حال ہے کہ کونکورڈنس القرآن ہر وقت میرے سامنے پڑی رہتی ہے ' لیکن عجلت تحریر میں ہر آیت کیلئے قرآن کریم کی طرف رجوع نہیں کرسکتا ' محض حافظے پر اعتماد کر کے لکھدیتا ہوں اور نمبر کی جگہہ خالی چھوڑ دیتا ہوں - آخری پروف میں نمبر تلاش کر کے درج کیا جاتا ہے اور پھر چونکہ ایکے دوبارہ تصحیح و مقابلہ کا وقت نہیں ملتا ' اسلیے بعض اوقات نمبروں میں بھی کمپوز کی غلطی رہگئی ہے ' مثلاً آیت کے نمبر کی جگہہ سورت کا نمبر ' یا اسکے برعکس -

اکثر اوقات ایسا ہوا کہ اخبار کے ڈاک میں ڈالے جانے کے وقت کوئی پرچہ اٹھا کر دیکھا اور ہر سطر میں کثرت اغلاط کے منظر سے افسردہ مضطرب الحال ہو گیا کہ جی میں آیا ' پرچے کی اشاعت روک دوں - اب دو عرصے سے چھپ جانے کے بعد دیکھنا بھی نہیں کہ طبیعت کو بے فائدہ کوفت اور تکلیف ہوگی -

تاہم مثل اور بہت سی باتوں کے اسکے لیے بھی سعی جاری ہے -

ہفتۂ جنگ

شتلجا کے سامنے کے میدان کی سخت برف باری نے بلغاری لاشوں کے ساتھہ صوفیا اور بلغراد کی دیگ عزوجاہ کو بھی ٹھنڈا کردیا ' ہفتے کے آغاز میں سلونیکی کے متعلق ایک دو خبریں آئیں ' لیکن اسکے بعد سے تظاہر جنگ کی موقوفی کا اعلان ہے -

بلغاریا نے سب سے پہلے تو صلح کی درخواست کی اور دول یورپ کی سلسلہ جنبانی شروع کرائی ' لیکن جب باب عالی نے صاف انکار کردیا تو پھر التواے جنگ کی گفتگو شروع کی - معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے دول کے اصرار سے اسکو منظور کر لیا ہے ' اور اگر رویٹر بلغاری فتوحات کے علاوہ اور خبروں میں قابل تصدیق یقین کر لیا جاے ' تو آج قاعدات پر دستخط بھی ہوگئے -

التواے جنگ کی جن شرائط کا ترکی کی طرف سے پیش ہونا بیان کیا جاتا ہے ' وہ باوجودیکہ بلغاریا کے بیان کردہ فتوحات کے بالکل متضاد اور مخالف ہیں ' لیکن پھر بھی بلغاریا نے اس شادمانی کی عجلت کے ساتھہ انکا خیر مقدم کیا ' جیسے کوئی سزا یافتہ مجرم پھانسی کے تختے پر جان بخشی کے فرمان کا استقبال کرے -

یہ امر کہ اب تک فی الحقیقت فتح و نصرت کس کی حلیف رہی ہے ؟ شرائط کی نوعیت سے بنظر واضح ہو سکتا ہے - تا اختتام میعاد شرائط ترکی اسکی مختار ہوگی کہ اپنے محصور قلعوں اور خطوط شتلجا وغیرہ میں رسد اور ذخیرۂ جنگ فراہم کرتی رہے ' مگر بلغاریا اور سرویا کیلئے اسکا کوئی ذکر نہیں -

هز ایکسلنسی ناظم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ

—*—

اللهم انصره و انصر عساکره ، و کن اللهم حافظه ، و معینه ، و نصیره ،
و اسحق بسعده رقاب الطائفة الباغیة المعتدیة انه انت من
بیده امر الدنیا و الآخرة ، انک ملک و مولک الحق فی
ذلک المدول ، علی لسان حبیبک المرسل
" و کان حقاً علینا نصر المؤمنین ! "

افکار و حوادث

— * —

ایک ہفتہ اور بھی قسطنطنیہ کے انتظار میں گذر گیا ' مگر مسٹر ایسکویتھ ناتقانہ کی صف ماتم اب تک بچھی ہوئی ہے - اس ہفتے ایک تار تھا کہ برطانیہ میں اس سال برف باری اور سردی کی شدت کا یہ حال ہے کہ ابھی سے پارہ صفر تک آتر آیا ہے - ہم نے کہا کہ قدرت کو اس انتظار کے مصائب برداشت کرنے کیلیے بھی زمانہ چھانٹ کر قرار دینا تھا ؟

سرایڈ ورڈ گرے تو فرانس کے دیہاتوں میں وحشت انتظار کی گھڑیاں بہلاتے رہے ' مسٹر ایسکویتھ کی نسبت تو کوئی ایسی خبر بھی نہیں آتی -

قرآن کریم نے کفر کے خصائص میں سے ایک علامت یہ بھی بتلائی ہے ' کہ " ہموا بما لم ینالوا " انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا ' جس کو حاصل نہ کر سکے -

---

اب جبکہ شتلجا میں ایک لاکھ عثمانی تلواریں خون کی تشنگی سے بیقرار ہیں ' ہزاروں بلغاریوں کی لاشیں سڑ سڑ کر تمام بلغاری حدود میں باوجود برف باری کے ہیضہ پھیلا رہی ہیں ' سترہ برس کے لڑکے اور سال جدید کے رنگروٹ سپاہیوں کی جگہہ بھرنے کیلیے پکڑے جا رہے ہیں ' تو ایک تار برقی میں یورپ کے مدبرین کی یہ راے ظاہر کی جاتی ہے کہ جنگ کا اختتام قدرتی اور ناگزیر ہو گیا ہے ' اور آیندہ جنگ جاری رکھنا محض جنون اور حماقت ہے -

حماقت تو ضرور ہے ' کیونکہ اب اگر ایک ہفتہ بھی اور جنگ جاری رہے ' تو ترکوں کے نیزے صوفیا کے جگر میں اتر جائنگے ' اور اس منظر کو دیکھنے سے بڑھکر اور کونسی حماقت ہو سکتی ہے ؟

لیگ معناً تو کب کی دنیا سے رخصت ہو چکی تھی ' اب لفظاً بھی داغ مفارقت دے گئی - انا للہ و انا الیہ راجعون - اس حادثے کو ماتم گساران لیگ نے اپنے بازار سیاست کی ہڑتال سے تعبیر کیا ہے ' کیونکہ ترکی کے مصائب سے وہ بہت غمگین ہیں ' اور اسلیے بازار بند کرکے گھر میں بیٹھہ رہنے کی تجویز کی گئی ہے -

---

اصل یہ ہے کہ آج دو سال سے ہندوستان کے اندر جو کچھہ ہو رہا ہے ' وہ لیگ کے پالیٹکس کیلیے ایک پھانسی کی رسی تھی ہی ' کہ جنگ بلقان نے مسلمانوں میں ہیجان تازہ پیدا کرکے اسے گلے میں پہنا ہی دیا ' اب اگر لیگ کا جلسہ ہوتا تو قوم کی آواز کا مقابلہ محال تھا - ممکن ہے کہ وہ آواز بھی جسکو لیگ اور لیگ کے مایۂ خمیر علی گڈہ نے چالیس سال تک دبایا ہے ' بے اختیار زبانوں سے نکلتی ' اور قیامت کبری قائم ہو جاتی - اسلیے لیگ کی امپیریل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا ' دونوں نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ سرے سے جلسے ہی کو اوڑا دیا جائے -

---

علی گڈہ ڈیری کا مکھن وفاداری کی قندیل روشنی کیلیے بہترین دھنیت ہے ' اور اب کچھہ دنوں سے بوس کے دونوں طرف لگایا جاتا ہے - جلسہ ہوتا تو شاید پھولی ہوئی قندیل روشنی نئی آرائش اور نقیہ غلامی کی کشمکش کے مشار میں عجب نہیں کہ پھٹک کر رہ جاتی -

---

سب سے زیادہ یہ کہ یونیورسٹی کے جلسے کے مقصد کو بھی اس اجتماع سے نقصان عظیم پہنچتا ' رہی کانفرنس ' تو اس غریب کے پاس برسوں سے رہا ہی کیا ہے کہ لوگ اسکے لیے دوڑیں گے ؟

جہاں تک ہم کو معلوم ہے لیگ کے التوا پر تقریباً تمام قوم بر آشفتہ ہے ' لیکن بر اشفتہ تو ہو ' اس سے ہوتا ہی کیا ہے ؟ لیگ جنکی تھی ' انکے جی میں جو آیا ' کردیا ' اگر آپکے اندر کوئی قوت ہے تو آپ کیوں ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے ہیں ؟ اگر مسلمان چاہیں تو لیگ کے مجوزہ جلسے سے بہتر اور حقیقی معنوں میں ایک قائم مقام جلسہ لکھنؤ میں منعقد کر سکتے ہیں ' اور اپنے پولٹکل افکار کے اس اصلی اور ایک ہی وقت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں -

---

الحمد للہ نماز جمعہ کیلیے سرکاری ملازموں کو چھٹی دینے کی نسبت جو تحریک گذشتہ دو سال سے مسلمانوں میں پھیلی ہوئی تھی اسکو گورنمنٹ بنگال نے سب سے پہلے منظور فرماکر ایک بڑی اسلامی شکایت دور کردی -

اخیر دنوں کے اندر آنریبل مسٹر اے - کے غزنوی نے اس بارے میں جو سعی کی ' لائق تحسین و امتیاز ہے -

لیکن شاید ناظرین میں سے اکثر صاحبوں کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اس اشد ترین شکایت اسلامی پر سب سے پہلے کس طرف سے توجہ دلائی گئی تھی ؟ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے اسکی نسبت جناب مولانا حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعت احمدیہ نے دربار دہلی کے موقعہ پر آواز بلند کی تھی ' اور گو اس وقت اس پر توجہ نہیں کی گئی ' لیکن بعد کو اکثر اسلامی مجالس اور علی الخصوص ندوۃ العلما نے ایک رزولیوشن کی صورت میں پیش کیا - ہم جناب حکیم صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انکی آواز بالآخر کارگر ہوئی ' اور اگر مسلمان نماز پڑھیں ' تو انکے لیے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا -

---

عثمانی دفتر جنگ کے اعلانات

— * —

قریہ یعقوب تک میں آگ لگا دی گئی

کل رات کو ١٢ بجے والی (منلستر) کے پاس سے وزیر اعظم کو اس مضمون کا تار موصول ہوا کہ ایک ہزار بلغاریوں نے (یعقوب تک) نامی ایک گاؤں میں آگ لگادی تھی - خبر سنکر فوجی دستے روانہ کیے گئے ' جنہوں نے ان اشرار کا شیرازہ برہم کردیا اور سب بھاگ گئے -

---

عثمانی نصرت عظیم

—:•:—

(یانجہ) میں ٢٠ ہزار یونانیوں کو شکست فاحش

اسی تار میں والی موصوف اطلاع دیتا ہے کہ (یانیجہ) میں جیش عثمانی نے ٢٠ ہزار یونانیوں کو شکست عظیم دی - توپیں ' اور ہر قسم کا سامان جنگ بکثرت غنیمت میں ہاتھہ آیا -

---

۴ دسمبر ۱۹۱۲

عید اضحیٰ

— * —

اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر !
اللہ اکبر وللہ الحمد ! !

(۳)

اسوۂ ابراہیمی و حقیقت اسلامیہ ' جہاد فی سبیل اللہ و ذہاب الی اللہ !

— * —

فلما اسلما وتلہ للجبین ' ونادیناہ
ان یا ابراہیم ! قد صدقت الرؤیا
انا کذالک نجزی المحسنین ' ان
ھذا لھو البلاء المبین ' وفدیناہ
بذبح عظیم ' وترکنا علیہ فی
الآخرین ' سلام علی ابراہیم !
(۳۷ ، ۱۰۳)

(۳)

حقیقت اسلامیہ

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ اسلام کی وہ کونسی حقیقت تھی ' جو حضرت ابراہیم کی زندگی پر طاری ہوئی ' اور جس کو قرآن کریم نے امۃ مرحومہ کیلیے " اسوۂ حسنہ " قرار دیا ؟

اسلام کا مادہ لفظ " سلم " ہے ' جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں آکر مختلف معانی پیدا کرتا ہے ' لیکن لغت کہتا ہے کہ " سلم " (بفتحتین) اور " سلام " کے معنی کسی چیز کے سونپ دینے ' طاعت و انقیاد ' اور گردن جھکا دینے کے ہیں - اسی سے " تسلیم " بمعنی سونپ دینے کے ' اور استسلم (ای انقاد و اطاع) آتا ہے ' اور فی الحقیقت لفظ " اسلام " بھی انہی معانی پر مشتمل ہے - قرآن کریم میں ان معانی کے شواہد اس کثرت سے ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نہیں ' تاہم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالیے تو یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے - مثلاً احکام طلاق کے ابواب میں ایک موقعہ پر فرمایا

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا " سلمتم " ما آتیتم بالمعروف - (۲ : ۲۳۳)	اگر تم چاہو کہ اپنے بچے کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اسمیں بھی تم پر کچھہ گناہ نہیں ' بشرطیکہ دستور کے مطابق انکی ماؤں کو جو دینا کیا تھا ' وہ انکے " حوالے کردو "

اس آیت میں " سلمتم " حوالہ کردینے کے معنی میں صاف ہے - اسی طرح بمعنی اطاعت و انقیاد وگردن نہادن کے بیسیوں جگہہ فرمایا ہے :

ولہ " اسلم " من فی السماوات والارض طوعا وکرھا (۳ : ۱۴۲)	آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو طوعاً و کرہاً دین الہی کا حکم بردار اور مطیع و منقاد نہو -

(۲)

وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا " اسلمنا " - (۴۹ : ۱۴)	اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاے ' تو انسے کہدو کہ تم ابھی ایمان نہیں لاے (کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب نہیں) البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا -

ہر شے کی اصلی حقیقت وہی ہو سکتی ہے ' جو اسکے نام کے اندر موجود ہو - دین الہی کی حقیقت ' لفظ اسلام کے معنی میں پوشیدہ ہے - لفظ اسلام کے معنے اطاعت ' انقیاد ' گردن نہادن ' اور کسی چیز کے حوالہ کردینے کے ہیں ' پس اسلام کی حقیقت بھی یہی ہے کہ " انسان اپنے پاس جو کچھہ رکھتا ہے ' خدا تعالے کے حوالے کردے - اسکی تمام قوتیں ' اسکی تمام خواہشیں ' اسکے تمام جذبات ' اسکی تمام محبوبات ' غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک ' جو کچھہ اسکے اندر ہے ' اور جو کچھہ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے ' سب کچھہ ایک لینے والے کے سپرد کردے - وہ اپنے تمام قواے جسمانی و دماغی کے ساتھہ خدا کے آگے جھک جاے ' اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہوکر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر ' اسطرح گردن رکھدے ' کہ پھر کبھی نہ اٹھے - نفس کی حکومت سے باغی ہو جاے ' اور احکام الہیہ کا مطیع و منقاد "

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے ' جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے - اسکی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں - ہر شے جو اس حیات کدۂ عالم میں وجود رکھتی ہے ' اپنے اعمال طبیعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے - کون ہے جو اُسکی اطاعت و انقیاد سے آزاد ' اور اسکے سامنے سے اپنے جھکے ہوے سر کو اٹھا سکتا ہے ؟ اُس نے کہا کہ میں " کبیر المتعال " ہوں ' پھر کونسی ہستی ہے جو اسکی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صداے عجز نہیں رکھتی ؟ زمین پر ہم چلتے ہیں ' اور آسمان کو دیکھتے ہیں ' لیکن کیا دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں ؟

ملکوت السماوات و الارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتاتی کی ایک بہشت حیات ہے ' جسکے الوان جمال سے اس حیات کدۂ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے ' جسکی غذا نعشی انسانی جوش کیلیے سر چشمۂ تولید ہے ' اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانۂ لازوال رکھتی ہے ! کیا اسکی وسیع سطح جمال پرور پر ایک ذرا ہستی بھی ہے ' جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنی ہو ؟ کیا اس کی کائنات نباتاتی کا ایک ایک ذرہ خداے اسلام کے قائم کیے ہوے حدود و نوامیس کا مسلم یعنے اطاعت شعار نہیں ہے ؟

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے ' تو فوراً لے لیتی ہے '

مقرر رکھا ہے ا وہ ' جسکی حدروت وعظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ہوا ہے ' کیسے مسلم شعارانہ انکسار کے ساتھہ فاطر السموات کے آگے سر بسجود ہے کہ ایک لمحے اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اپنے اعمال وافعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھہ سکتا :

تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً ' وجعل فیھا سراجاً وقمرا منیرا (۲۵ : ۶۲)

کیا مبارک ہے ذات قدوس اسکی ' جس نے آسمان میں (گردش سیارات کے) دائرے بنائے اور اسمیں آفتاب کی مشعل روشن کردی ' اور نیز روشن و منور چاند بنا یا !!

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو ' اور انکے اعمال و خواص کا مطالعہ کرو ا انکے طلوع و غروب ' ایاب و ذہاب ' حرکت و رجعت ' جذب و انجذاب ' اثر و تاثر ' اور فعل و انفعال کے لیے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کردے ہیں ' کس طرح انکی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوے ہیں ؟ یہی قوانین ہیں جنکو قرآن کریم " حدود اللہ " کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور یہی " دین قیم " ہے ' جو تمام نظام کائنات کیلیے بمنزلۂ مرکز قیام و حیات ہے - عالم ارضی وسماوی کا کوئی مخلوق نہیں ' جو اس دین الہی کا پیرو نہو ' اور آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے تک کوئی نہیں ' جو اسکی اطاعت سے انکار کرے ۔

الشمس والقمر بحسبان ' والنجم والشجر یسجدان ' والسماء رفعھا ووضع المیزان ' الا تطغوا فی المیزان - (۵۵ : ۴)

اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں ' اور تمام عالم نباتات کے سر اسی کے آگے جھکے ہوے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور (قانون الہی) کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہو -

پس نظام شمسی میں جسقدر نظم و تدبیر ہے ' سب اسی " حقیقت اسلامی " کا ظہور ہے - حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے اپنے دائرۂ عمل میں محدود کردیا ہے ' اور ہر وجود سر جھکاے ہوے اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں مشغول ہے - اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی اپنے دائرے کا چکر لگاتی ہے ' اگر آفتاب کی کشش اسکو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی ' اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرۂ حرکت کے اندر ہی محدود ہے ' اگر تمام ستاروں کی باہمی جذب محیط ہمیشہ اس تسویہ و میزان کے ساتھہ قائم رہتی ہے ' کہ عظیم الشان قوتوں کے یہ پہاڑ آپسمیں نہیں ٹکراتے ' اگر انکی حرکت وسیر کی مقدار ' اور اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ' ایک ایسا نا ممکن التبدیل قانون ہے ' جسمیں کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی ' اور اگر

لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ' ولا اللیل سابق النھار ' وکل فی فلک یسبحون (۳۶ : ۴۰)

یہ نہ آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جالے ' اور نہ رات کے بس میں ہے کہ دن سے پہلے ظاہر ہوجاے ' اور تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پیر رہے ہیں '

تو پھر اسکے کیا معنے ہیں ؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہیں کہ دنیا میں اصلی قوت صرف " اسلام " ہی کی قوت ہے ' اور اس عالم کا ہر وجود صرف اسلیے زندہ ہے کہ وہ " مسلم " ہے ' اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہوچکی ہے ؟ ورنہ اگر ایک لمحہ کیلیے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھہ جاے ' تو تمام نظام عالم درہم برہم ہوجاے :

افغیر دین اللہ یبغون ؟ ولہ اسلم من

کیا یہ دین الہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں ؟

فی السماوات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون (۳ : ۱۴۲)

حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں ' جو اس دین الہی کا مسلم یعنے مطیع و منقاد نہو -

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے ' اگر خود اپنے اندر بھی دیکھیے ' تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ہے ' جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں ؟ خود آپکو تو اسکے آگے جھکنے سے انکار ہے ' لیکن اسکی خبر نہیں کہ آپکے اندر جو کچھہ ہے ' اسکا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سر بسجود ہے ؟ دل کیلیے یہ شریعت مقرر کردی گئی کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے ' کہ اسکا اضطراب والتہاب ہی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ہے - نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کردی ' اور خون کے دخل و خرج کیلیے ایک پیمانۂ اعتدال بنا دیا - پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھہ رکھکر دیکھیے کہ اس عجیب و غریب مضغۂ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھہ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس سے غافل نہیں ' اور اگر ایک چشم زدن کیلیے بھی سرکشی کا سر اٹھاے ' تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو ؟ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ آپکے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جسقدر زندگی ہے ' اس حقیقت اسلامی ہی کے نظام سے ہے - آنکھوں کا ارتسام انعکاس ' کانوں کی قوت سامعہ ' معدے کا فعل انہضام ' اور سب سے بڑھکر طلسم سراے دماغ کے عجائب و غرائب ' سب اسی لیے کام دے رہے ہیں کہ " مسلم " ہیں ' اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار - آپکے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے ' کبھی آپنے یہ بھی سوچا کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہے ' جو اس ورود لیل ونہار کو دوڑا رہی ہے ؟

وفی انفسکم افلا تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)

اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں توکیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے ؟

اور یہی اشارہ ہے ' جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ .

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم ' حتی یتبین لھم انہ الحق - (۴۱ : ۵۲)

ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و حوادث میں بھی دکھلائیں گے ' اور انسان کے نفس کے اندر بھی ' یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہوجاے گا کہ یہ دین الہی برحق ہے -

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے ' جس کو لسان الہی نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ہے - کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے مذاے اسلامی کی زبان حال سے اس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے :

تسبح لہ السماوات السبع والارض ومن فیھن ' وان من شیء الا یسبح بحمدہ ' ولکن لا تفقھون تسبیحھم ' انہ کان غفوراً حلیما (۱۷ : ۴۵)

تمام آسمان اور تمام زمینیں ' اور جو کچھہ انکے اندر ہے ' سب کے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں ' اور کائنات میں کوئی چیز نہیں ' جو زبان اطاعت سے اسکی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو ' مگر انکی اس آواز کو نہیں سمجھتے اور اسپر غور نہیں کرتے -

کیونکہ اسکے بنانے والے نے اسکو ایسا ہی حکم دیا ہے - لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے وہ پھل مانگو' تو نہیں دے سکتی ' کیونکہ اسکا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے ' اور خدا نے ہر بات کیلیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے (ولکل اجل کتاب) - پس محال ہے کہ اسکی خلاف ورزی کرے ' اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو -

قانون الہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کیلیے مختلف دور مقرر کر دیے ہیں ' اور ہر دور کیلیے ایک وقت خاص لکھدیا ہے - زمین کی درستگی کے بعد اس میں تخم ڈالا جاتا ہے ' آفتاب کی تمازت اسکو حرارت پہنچاتی ہے' ابر و ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اسکی تربیت میں اعتدال پیدا کرتی ہے' پانی کا بمقدار مناسب حصول اسکے نشو و نما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے - یہ تمام چیزیں ایک خاص ترتیب و تناسب کے ساتھ اسکو مطلوب ہیں' پھر تخم کے گلنے اور سڑنے ' مٹی کے اجزاے نباتاتی کی آمیزش ' کونپلوں کے پھوٹنے ' انکے بتدریج بلند ہونے ' اور اسکے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ' ان تمام مرحلوں سے اس تخم کا درجہ بدرجہ گذرنا ضروری ہے' اور ہر زمانے کیلئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کردی گئی ہے - یہی تمام مختلف مراحل و مدارج زمین کی پیداوار کیلیے ایک شریعت الہیہ ہیں' جسکی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کردی گئی ہے - پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ ' ایک مدت ' اور ایک مستثنی مثال کیلیے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنے اسکی اطاعت سے انکار کردے ؟ اور پھر اگر اسکی خلاف ورزی کی جاے ' تو کیا ممکن ہے کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو ؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے ' پھر تم کتنی ہی کوشش کرو' پانچ مہینے کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا - ایک پھول ہے' جسکے پودے کو زیادہ مقدار میں حرارت مطلوب ہے' پھر یہ محال ہے کہ وہ سایے میں زندہ رہسکے - کیوں ؟ اسلیے کہ پانچ سال کے اندر اسکا حد بلوغ کو پہنچنا ' اور دھوپ کی تیزی میں اسکا نشو و نما پانا ' شریعت الہی نے مقرر کردیا ہے' پس وہ مسلم ہے' اور حقیقت اسلامی کا قانون عام اسکو سرکشی و خلاف ورزی کا سر اٹھانے نہیں دیتا

ولہ من فی السماء والارض کل لہ قانتون (٣٠ : ٢٥) — اور جو کچھ آسمان میں ہے' اور جو کچھ زمین میں ہے ' سب اسی کا ہے ' اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں -

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے ' حقیقت اسلامی ہی کا ظہور ہے ·

وفی الارض آیات للموقنین (٥١ : ٢٠) — اور زمین میں ارباب یقین کیلیے خدا کی ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں -

یہ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیاں ' جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں ، یہ شیریں اور حیات بخش دریا ' جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم ' اور گاہ پر پیچ و خم راہ پیدا کرتے رہتے ہیں ! یہ خوفناک و قہار سمندر ' جنکی بے کنار سطح مہیب کے نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بے شمار اقلیمیں آباد ہیں ! غور کیجیے کہ کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں ' مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوے ہیں - زمین کا جو گوشہ اور سمندر کا جو کنارہ انکو دیدیا گیا ہے' ممکن نہیں کہ وہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھہ سکیں - انکے ارتفاع جسمانی کیلئے جو غیر محسوس رفتار نمو شریعت الہی نے مقرر کردی ہے ' محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں - انقلابات طبیعیہ کا حکم الہی انکو ریزہ ریزہ کردے' پر وہ اپنی جگہہ سے ہل نہیں سکتے - اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی طرف کان لگائیے کہ انکی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے ؟ آپنے سمندروں کے طوفانوں اور موجوں کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں؟ لیکن اسی سرکش اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا ' تو اس عجز و تذلل کے ساتھ اسکا سر جھک گیا ' کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا بہہ رہا ہے' اور دوسری طرف کھارے پانی کا بحر ذخار ہے - دونوں اس طرح ملے ہوے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں ' مگر نہ تو دریا کی یہ مجال ہے کہ سمندر کی سرحد میں قدم رکھے ' اور نہ سمندر باایں ہمہ قوت و بھاری اس کی جرات رکھتا ہے کہ اپنی سرکش موجوں سے اسپر حملہ کرے

مرج البحرین یلتقیان ، بینہما برزخ لا یبغیان' فبای آلاء ربکما تکذبان ؟ (٥٥ : ١٧) — اس نے کھارے اور میٹھے پانی کے دو سمندروں کو جاری کیا کہ دونوں آپسمیں ملے ہوے ہیں ' مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے ' کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کردی ہے -

دوسری جگہہ فرمایا

وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات ' وھذا ملح اجاج' وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا (٢٥ : ٥٥) — اور وہی قادر مطلق ہے' جس نے دو دریاؤں کو آپسمیں ملایا ' ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا ' اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک رکھدی کہ دونوں باوجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں ؛

اب نظر ذرا اوپر اٹھاؤ ' اور ملکوت السماوات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو ' جنکے مرئیات مدہشہ سے یہ سطح نیلگوں ' ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر تحیر ہے - یہ عظیم الشان قہرمان تجلی' جو روز ہمارے سروں پر چمکتا ہے ' جسکی بے مثال بخشش حیات تمیز قرب و بعد سے ماورا ہے ' جسکا جذب و انجذاب کائنات عالم کیلیے مرکز قیام ہے' جسکا سرچشمۂ ضیاؤ نور اجسام سماویہ کے لیے تنہا وسیلۂ تنویر ہے' اور جسکا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس و ظلال ہے ؛ غور کرو تو اپنے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت

جنگ بلقان اور دول یورپ

— * —

انگلستان اور اسلام .

(۱)

ایک محترم سیاست انگریز اہل قلم کا انکشاف حقیقت
اور الہلال کے تعاقبات و آرا کی توثیق

— * —

جنگ بلقان کی حقیقت، اور کیونکر یہ جنگ وقوع میں آئی ؟ اسکی پوری کیفیت میں اپنے پچھلے مہینے کے مراسلے میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ یہ جنگ محض ایک خوفناک سازش کا نتیجہ ہے، جس میں روس، انگلستان، اور اطالیہ ؛ تینوں حکومتیں برابر کی شریک ہیں - میں اِس حقیقت کو آشکارا کر چکا ہوں کہ جب اِن تینوں حکومتوں نے دیکھا کہ سلطنت عثمانیہ جنگ طرابلس کو موقوف کرنے اور اُن شرطوں کو جو اطالیوں نے صلح کے لئے پیش کی تھیں، منظور کرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوتی، تو انھیں یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کوئی چال ایسی چلنی چاہیے، جس سے باب عالی کو خود بخود مجبور ہوکر اطالیوں کی شرطوں کو مان لینا اور اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دینا پڑے - آخر میں دکھا چکا ہوں کہ یہی سازش عملی ترکیب کی صورت اختیار کرکے جنگ بلقان کی شکل میں نمودار ہوئی - بانیان سازش کو اِس کا ظن و گمان تک نہ تھا کہ یہ ترکیب عملی اِس درجہ کامیاب ہو جائیگی - بالخصوص سر اڈورڈ گرے کو تو شاید کبھی اِس کامیابی کا خواب تک نہ نظر آیا ہوگا - اِنھوں نے اِس سازش میں صرف اس خیال سے شرکت کر لی تھی کہ ترکوں سے ہار منوانے کے لئے بلقانی ریاستوں کی طرف سے جنگ کی ایک مختصر سی دھمکی بس کریگی - اِدھر بلقانیوں نے جنگ کی داستان چھیڑی، اُدھر باب عالی مضطرب الحال ہوگئی اور اُس نے ڈر کے مارے سہم کر اور آنکھیں بند کرکے جھٹ شرائط صلح کی منظوری پر دستخط کر دیے ! کہاں کی جنگ اور کیسی لڑائی ؟ یہاں تک نوبت ہی نہ آئیگی - اِنگلستان کا دیرینہ دوست کامل پاشا تو انگلستان کے ہر فرمان کو سر آنکھوں سے بجا لانے کے لئے کب کا کمر باندھے کھڑا تھا، لیکن اسکا کچھ بس نہیں چلتا تھا، کیونکہ نوجوان ترکوں کا غرور اِن حکموں کی بجا آوری کا کسی طرح موقع ہی نہیں دیتا تھا - اب بھی باوجود اس کے کہ بلغاریا میں لڑائی کا جن ہرکہ و مہ کے سر پر سوار ہوگیا تھا، اور جنگ ! جنگ ! کی پکار ہر گلی کوچے سے آرہی تھی - ممکن نہ تھا کہ یہ سازش کامیاب ہو جاتی اگر روس اور اطالیہ دونوں ملکر شاہ مانٹی نگرو کو، جو شاہ اطالیہ کا خسر ہے - شہ دے دے کر نہ اُبھارتے اور گھبراہٹ کی حالت میں جلدی جلدی اُسے میدان کارزار میں دھکیل کر خود اُسیکی زبان سے جنگ کا اعلان نہ کروا دیتے -

اس بات کا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ سر اڈورڈ گرے اس آخری کارروائی میں بھی شریک تھے یا نہیں - مگر میرا تو خیال ہے کہ بالمورل میں جب اِنھیں موسیو سازانوف (وزیر روس) کی زیارت کا افتخار حاصل ہوا تھا، تو منجملہ اور بہت مباحثوں کے انھوں نے اس کارروائی کا تذکرہ بھی ضرور کیا ہوگا - اگرچہ آخری وقت سر اڈورڈ ہندوستان کے مسلمانوں کی اُس عام برافروختگی و اشتعال سے ڈر گئے، جس کا اظہار اُن کی روسیوں کے ساتھ اس درجہ علانیہ دوستی اور شرکت پر کیا جانے لگا تھا اور اس کارروائی کو عمل میں آنے سے روکدینا چاہا، لیکن اب یہ ارادہ لا حاصل تھا اور وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا -

جنگ طرابلس کی تمام خونریزیوں کے لئے تو سر اڈورڈ اور انگریزی حکومت، دونوں قابل الزام رہ ہی چکے ہیں - اب جنگ بلقان بھی جوں جوں ترقی کرتی جائے گی، اور بندگان الہی کا جتنا کچھ خون اس جنگ میں بہا جائیگا، اسکے لئے بھی سر اڈورڈ گرے اور موجودہ انگریزی حکومت اُسی درجے تک مورد الزام رہے گی، جس درجے تک کہ دیگر طاقتیں اور ریاستیں ہیں - پس مناسب ہے کہ تمام اسلامی دنیا کو حقیقت حال کا اب پورا پورا علم ہو جائے -

پارسال انگلستان کے اختیار میں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے جنگی بیڑے کو بحر روم کی طرف حرکت دیدیتا اور اطالیوں کے ترکی حدود پر نامردانہ حملے کی ہمیشہ کیلئے جڑ کاٹ کر رکھدیتا - مگر وہ ایسا کاہے کو کرنے لگا تھا ؟

میرا خیال ہے کہ روس اور اطالیہ کے ساتھ انگریزی گورنمنٹ کے شریک اور اُنکا ساتھی بننے کا اصلی سبب دنیا کو پوری طرح معلوم نہیں ہے - مجھسے سن لیجئے کہ وہ کیا تھا - قسطنطنیہ کی وزارت سعید پاشا میں جرمنی کی طرفداری کی ہوا زوروں کے ساتھ چل رہی تھی، اور یہ خیال بھی باندھا جا رہا تھا کہ سارا بسکا کا بندرگاہ طبروق ایک مدت معینہ کے لئے جرمنی کو اجارے پر دیدیا جائے تاکہ وہ اُسے کوئلے کی ایک تجارت گاہ اور جنگی جہازوں کا ایک اسٹیشن بنائے - یہ افواہ اڑتی اڑتی ہمارے محکمۂ خارجیہ کے دفتر تک بھی پہنچ گئی - بس پھر کیا تھا ! سر اڈورڈ گرے، جنکی ساری مدبری کا راہبر اور رہنما وہ خوف ہے جو جرمنی کی طرف سے اُن کے دل میں سمایا ہوا ہے، اور جن کی روح جرمنی کا نام سنتے ہی کانپ اٹھتی ہے - ڈر کے مارے حواس باختہ ہوگئے، اور اسی سراسیمگی کی حالت میں جھٹ اطالیوں کو اس دہاڑے ڈکیتی کی نہ صرف رضامندی ہی دیدی بلکہ بہت دور تک اُن کے حامی بھی بن گئے - انھوں نے شاید خیال کیا ہوگا کہ اگرچہ اس حمایت میں بھی خطرہ ہے، مگر اتنا نہیں ہے، جتنا خدا نخواستہ جرمنی سے مقابل ہو جانے میں ہے - اسی خیال سے لارڈ کچنر بہادر کو جھٹ پٹ مصر بھی بھجوا دیا گیا، تاکہ وہ وہاں برطانیہ کی موجودہ غیر جانبداری ضرور قائم رکھیں، اور اس طرح اطالیوں کی مہمات میں اُن کی مدد کریں - مجھے یقین واثق ہے کہ یہی وہ سچا اور اصلی سبب تھا، جس نے انگلستان کو ایک ایسی لڑائی میں شریک کر دیا، جس سے غالباً کوئی بھی مسلمان کسی حال میں درگذر نہیں کر سکتا -

میں پھر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ انگلستان اطالیوں کی اس نئی صلیبی لڑائی کو ابتدا ہی میں ایک ذرا سی گھڑکی سے روک سکتا تھا - اس کا اطالیوں کو ایک اشارہ کافی سے زیادہ ہو جاتا مگر انگلستان نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اسکے خلاف اطالوی فوج کو طرابلس کے میدان میں اترنے دیا - اس مداخلت بیجا کے لئے انہیں تنبیہ و سرزنش کرنا ایک طرف رہا، اپنی موافقت اور رضامندی دے کر اُنکے حوصلے بڑھا دیے - علاوہ بریں صرف اپنی ناطرفداری کے اعلان ہی پر قانع نہیں رہا، بلکہ ساتھ ہی اس پر بھی زور دیا کہ مصر - جو خدائی قانون سے قطع نظر کرکے قوانین بین الملی کی رو سے بھی سلطنت عثمانیہ کو مدد پہنچانے کا پابند ہے - عدم جانبداری کا اعلان کرے، اور اس ترکیب سے افریقہ کی عثمانی فوج تک خشکی کی راہ سے کمک پہنچنے کا راستہ بالکل بند کر دیا جائے - بعد ازاں جب دیکھا کہ اتنی حمایت سے تو کام نہیں نکلتا، اور اطالی اپنے لشکر کو لقمہ بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی، تو سر اڈورڈ اور ہمارے محکمۂ

شؤن عثمانیہ

اقرار حقیقت

— * —

مسٹر ارشمند بارٹلٹ کا مراسلۂ تلغرافی

— * —

(سلسلۂ اشاعت گذشتہ)

صبح ہی کے وقت مجھے عبد اللہ پاشا کے ساتھہ ایک مختصر سی گفتگو کرنے کا موقع ملا - بظاہر اگرچہ وہ ہر طرح مطمئن معلوم ہوتے تھے ' مگر اُن کے بشرے سے صاف ٹپکتا تھا کہ ان کا دل ہجوم افکار سے بھرا ہوا ہے - اُنہوں نے مجھہ سے پوچھا " اب آپکا کیا ارادہ ہے ؟ " میں نے جواب دیا " اگر آپ اجازت دیں تو میں اختتام جنگ تک آپ ہی کے ہمراہ رہوں - بعد ازاں میں کسی طرح شورلو چلا جاؤنگا - ممکن ہے کہ وہاں میرے گھوڑے ملجائیں " عبد اللہ نے کہا " آپ سامنے اُن پہاڑیوں پر چلے جائیں جو ترکے کی جانب ہیں - وہاں سے آپ کو اصلی جنگ کا نظارہ تمام و کمال نظر آئیگا - "

اتنا کہکر جنرل اور اُن کے اسٹاف کے افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر روانہ ہوگئے - میں اور اسمتھ بھی اُن کے پیچھے مگر اُن کے ساتھہ چلدیے - یہ راستہ ان نیچی نیچی پہاڑیوں تک جاتا تھا جو ساکرکوئی کے سامنے ہی ہیں - راہ میں مجھے میدان جنگ سے بھٹکے ہوے بہت سے سپاہی نظر آئے - جو اِدھر سے اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے - اِن کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی تھی - انہیں دیکھکر مجھے حیرت و استعجاب نے گھیر لیا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے ! انہیں تو اسوقت اپنی پلٹنوں کے ساتھہ میدان جنگ میں ہونا تھا - یہ اس طرح کھانے کی تلاش میں یہاں کہاں مارے مارے پھر رہے ہیں " اُن کے اسٹاف کے افسر ہرچند چاہتے تھے کہ اسی طرح سمجھا بجھا کر انہیں میدان جنگ کی طرف پھیر دیں - مگر ان کی یہاں کون سنتا تھا ؟ اکثروں کی حالت تو در حقیقت واجب الرحم تھی - نا توانی سے دو قدم چلنا بھی انہیں دوبھر تھا - متواتر تین دن تک کسی قسم کی غذا کا حلق سے نہ اترنا - اور پھر اسی حال میں برابر دو روز تک لڑتے رہنا - کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے !

جس پہاڑی پر عبد اللہ پاشا نے اپنی جگہہ قرار دی تھی یہہ گویا اس نصف دائرے کے قوس کا مرکز تھا جو لولی برغاس اسٹیشن کی ریلوے سڑک سے شروع ہو کے قارا عاش تک جاتا ہے - تھوڑے ہی عرصے میں یہہ بات ظاہر ہو گئی کہ بلغاری چاہتے ہیں ' ترکوں کے میسرہ کو یا تو بالکل تتر بتر کردیں ' یا پیچھے ہٹادیں - نیز اگر ممکن ہو تو شورلو سے پیچھے ہٹنے والی فوج کا راستہ روک دیں - ساتھہ ہی ساتھہ قلب کی فوج کو بھی ' جو خود عبد اللہ کے ماتحت ہے تباہ و برباد کر ڈالیں - یہہ نہو سکے تو دوسری آرمی کور کا مقابلہ کر کے آسے آگے بڑھنے سے روکتے رہیں -

عبد اللہ پاشا نے یہہ تدبیر سوچی تھی کہ میسرہ میں پہلی اور چوتھی کور کو قائم رکھے ' اور قلب فوج سے جس میں اسوقت دوسری کور کے سپاہی تھے ' دشمنوں پر حملہ کردے ' پھر محمود مختار کی ماتحتی میں تیسری کور کو اچانک اُن کے میسرہ پر بھیج دے ' اور اس طرح اُنکا خاتمہ کردے - سچ پوچھئے تو یہی ایک تدبیر تھی ' جس میں کامیابی کی ذرا بھی شکل نظر آتی تھی - اس خیال سے کہ دوسری کور کو یہاں تک پہنچ جانے کے لئے کافی وقت مل جائے - عبد اللہ نے دوسری کور کے افسر شفقت طرغد پاشا کو حکم دیا کہ " اپنی پوری کور کو - نہیں تو جتنے لوگ کور میں باقی رہگئے ہیں صرف اُنہیں کو لیکر آگے بڑھاؤ - اور دشمنوں پر حملہ کردو "

شفقت طرغد کی فوج نہایت عظیم الشان دلیری کے ساتھہ اِس حملے کے لئے آگے بڑھی - کوئی آدھہ میل تک توپوں اور بندوقوں کی قطار لگادی گئی - اور سر فروش ترک کھلے میدان پر گولہ باری کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے - یہاں تک کہ وہ اُن جھاڑیوں تک پہنچکر جن کا ذکر پہلے کرچکا ہوں - قریب قریب نظروں سے غائب ہوگئے -

کچھہ دیر تک تو دیکھنے والوں کو یہی یقین ہوتا رہا کہ حملہ ضرور کامیاب ہوگا - کیونکہ فوج نہایت ہمت و استقلال کے ساتھہ آگے بڑھتی گئی - دشمن کی طرف سے صرف اُسکا توپخانہ تھا جو اِن بڑھتے ہوئے ترکوں کا مقابلہ کر رہا تھا - مگر یک بیک بندوقوں کی زور شور کی آواز میدان میں گونج اُٹھی ' اور ساتھہ ہی ساتھہ بے شمار کل کی بندوقوں کی ہولناک گرج بھی سنائی دینے لگی - آواز اسقدر مہیب اور شدید تھی کہ سننے والوں کے کان بند ہو ہو جاتے تھے - لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد تمام میدان میں خاموشی چھاگئی -

پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ترکوں کی بقیہ جماعت جھاڑیوں میں سے نکلی چلی آرہی ہے ! ان کی پوری آدھی تعداد توپوں کا نشانہ بن چکی تھی - پس ماندوں میں ترتیب اور انتظام باقی نہ رہا تھا - چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں وہ اپنے حامی اور محصور دستوں کی طرف ہٹتے چلے آرہے تھے - افسروں کی یہی کوشش تھی کہ اور زیادہ ہٹنے سے فوج کو روکیں ' لیکن انکی کوشش کار گر نہیں ہوتی تھی - یہاں تک کہ تمام لوگ اُس مقام کے پیچھے پہنچ گئے ' جہاں ہم کھڑے تھے -

ترکوں کی دو باتریوں نے اِس نازک وقت میں مدد دینے کی کوشش کی - اور دشمن کی توپوں کی طرف گولے برسانے شروع کردیے - مگر چونکہ یہہ باتریاں نظر نہ آتی تھیں - دشمن کی گولہ باری پر اِن کا اثر ذرا بھی نہ پڑا - صرف اتنا ہوا کہ دشمن کے پھٹنے والے گولے ' جن کے سبب سے ترکوں کی فوج میں اِس قدر ہل چل پیدا ہوگئی تھی ' اِن توپخانوں کی طرف بھی آنے لگے - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میدان جنگ میں ترکوں کے پاس اگر کچھہ بارود اور تھی ' تو انہیں دو باتریوں میں تھی - یہہ باتریاں بھی تھوڑی ہی دیر میں نکمی کردی گئیں - اِن میں سے ایک کے کل توپچی کام آگئے - صرف سات باقی بچے - ڈیڑھہ سو نکمے بنا کر گھوڑوں پر لٹھاکر ڈالے گئے - دن چڑھے نئی جماعتیں اِن باتریوں کو لاکر رکھنے کی غرض سے بھیجی گئیں - دوسرے دن میں نے اِس باتری کا نہایت غور سے معائنہ کیا - دشمن کے پھٹنے والے گولوں نے توپوں کے شیلڈ کو بالکل نکما کر دیا تھا - اور ایک پورا گولہ توپ کے شیلڈ کے اندر سے نکل گیا تھا -

جن واقعات کا میں اِس وقت ذکر کر رہا ہوں - دوپہر کے وقت ظہور میں آئے تھے - اِس وقت کچھہ دیر کے لئے دوسری کور آگے بڑھتے بڑھتے یکایک رک گئی ' اور پیادہ فوج دور تک پیچھے ہٹ آئی - اور یہاں

کار ملت همه آشفته و ابتر گشته است * صف جمعیت ما همه صف ماتم باشد
آن که خود خاتمهٔ رند کیش ' این شده است * آه کز امت پیغمبر خاتم باشد

تو درین غم که زر و زور و زمین نگداریم
ما درین فکر که سر رشتهٔ دین نگداریم

درد دین گر قدرے نیز بود بس باشد * زان گذشتیم که بسیار و فزون می باید
کار امروز به فردا نتوان باز گذاشت * زین سپس انچه توان کرد کنون می باید
فرصت از دست بشد هر چه کسی زود نکس * این نه کاری که در و صبر و سکون می باید
این چنین کار نه تمکین و سکون بر باید * الله کے لیے درین شیوهٔ جنون می باید
کار ملت نه به افسانه و افسون باشد * سینهٔ سوخته و درد درون می باید
شعلها رفت دعا شد قلم از دست بده * آه پر سوز ' و دل آشفته به خون می باید

ما نه آنیم که جاه و حشمے می خواهیم
او را از تو نگاه کرمے می خواهیم

(بقیہ مضمون صفحہ ۸)

خارجیہ کے دفتر نے اطالیوں کو ساحل عرب پر کھلے بندوں گولہ باری کرنے کی پوری پوری اجازت مرحمت فرمادی - پھر جب اس سے بھی مقصد برآری ہوتی نظر نہ آئی ' تو باطرفدارانہ حمایت کا ایک قدم اور آگے بڑھا ' اور پہلے جزائر ایجین اور پھر جزیرۂ رودس پر قبضہ کرلینے کی ترکیب انہیں سجھادی - اور آخر میں درۂ دانیال پر گولہ باری کی دھمکی کا بھی خیال اُن کے دل میں القا کردیا - لیکن یہ ساری ترکیبیں بے سود ثابت ہوئیں ' اصلی مطلب کسی ایک سے بھی پورا نہوا -

اطالیوں کے ان ظالمانہ اور راہزنانہ حملوں کے لیے انگلستان اتنا ہی مجرم اور جواب دہ ہے جتنا کہ پولیس کا وہ چوکیدار اُس چور کے جرم کے لیے قرار دیا جاسکتا ہے ' جسے وہ اپنے ساتھ لیجاکر کسی گھر پر نقب زنی کرنیکے لیے چھوڑ دے - گو وہی ایسا ' جسکی حفاظت کے لیے خود یہی چوکیدار اس جگہہ متعین کیا گیا ہو !

بالآخر جب سر اڈورڈ گرے نے دیکھا کہ نوجوان ترکوں کی مجلس پر ان ساری دھمکیوں کا ذرا بھی اثر نہیں پڑتا ' اور وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی بلکہ حب الوطنی کے جوش میں بدستور بھری ہوئی ہے ' تو انہوں نے روسی حکومت کے ساتھ ایک دوستانہ قرار داد کرلی ' جسکا پہلا اور موری مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سعید پاشا کی وزارت کو اقتدار سے گرادے ' اور اُسکی جگہہ کوئی ایسی مجلس قائم کرائے ' جس کے ارکان انگریزی احکام کے پورے مطیع اور فرمانبردار ہوں - روسی حکومت نے چپ بوالغانیا میں فتنہ و فساد پھیلا یا - پھر مرحوں کو یہ امید دلا کر غدر برپا کرانے کی تدبیر کی جانے لگی کہ معزول سلطان عبد الحمید پھر تخت پر بٹھایا جائیگا - خوش قسمتی سے باب عالی نے عبد الحمید کو سالونیکا سے قسطنطنیہ لا کر پہلے سے زیادہ محفوظ مقام میں مقید کردیا اور اس طرح اس فساد کی جڑ ہی کاٹ دی - اسکے بعد بلقانی ریاستوں کو جنگی سامان بہم پہنچانے اور لڑائی کی تیاریاں کرنے پر ابھارا ' یہ سارے دسائس روسیوں کے تھے ' مگر اسمیں انگریزوں کا اشارہ بھی کام کر رہا تھا - اس کارروائی سے جو نتیجہ مدنظر تھا وہ بالآخر نکل آیا ' اور قسطنطنیہ میں ایک ایسی وزارت قائم ہوگئی ' جسمیں سب سے زیادہ اقتدار کامل پاشا جیسے یورپین سیاست کے حلقہ بگوش غلام کو حاصل ہے -

سر اڈورڈ گرے کو اس بات کا پورا یقین اور اس خیال پر کامل بھروسہ تھا کہ کامل پاشا طرابلس کے ان عربوں کو جنھیں اطالوی اب تک شکست نہ دے سکے تھے ' ان کی قسمت پر چھوڑ کر اٹلی کی پیش کردہ شرایط صلح منظور کرلیگا ' اور اس طریقے سے سلطان کے اس شاہانہ اقتدار کو جو اسے ایک خالص اسلامی سر زمین پر حاصل ہے - کمینہ پن کے ساتھ حملہ آوروں کے حوالے کر دیگا - کامل پاشا جو یہودی النسل ہے ' اور جو مدتوں انگلستان کا پناہ گزیں اور نمکخوار رہچکا ہے ' قدرتی طور پر ایسی توقعات اور امیدوں کا مستحق تھا -

سر اڈورڈ گرے کا یہ خیال کہ کامل پاشا سلطان کو دھوکا دینے اور اپنے کو خلاف کا خائن ثابت کرنے میں کوتاہی نہ کریگا ' غلط نہ تھا - مگر اس کا پورا نتیجہ جلد ظاہر نہ ہوا - قسطنطنیہ میں اسلامی جذبات ایسے کمزور نہ تھے ' جو کامل پاشا کی کوششوں سے دب جائے - پس اسکے لئے اس سے بھی زبردست دباو اور دھمکیانہ دھمکی کی ضرورت ہوئی -

اس انگلو رشین " اطالوی " سازش کے سب سے اخیر حلیے میں جنگ بلقان صرف دھمکی ہی کی صورت میں نہیں رہی ' بلکہ اسکی ابتدا بھی کردی گئی - بلغاریا اور سرویا پر ایک حد تک (آسٹریا) کا رعب غالب تھا ' اور اگرچہ ان ملکوں میں جنگ کا معواری مادہ عوام میں حد سے زیادہ زور کر آیا تھا ' پھر بھی یہاں کے بادشاہوں پر اس کا اثر زیادہ نہیں پڑا تھا - دونوں اپنے کو روکے ہوئے بیٹھے تھے ' مگر شاہ مانٹی نگرو ' جسکی بیٹی ملکۂ اطالیہ ہے ' اس بات پر آمادہ ہوگیا اور داماد کی خاطر آسٹریا کی بھی ناراضگی کا خیال دل سے بھلادیا " سلطان کو آخری دھمکی اعلان جنگ ' اور عملی مخاصمانہ کارروائی کے ذریعے دیدی گئی ' اور آج ہم سن رہے ہیں کہ وہ شرمناک معاہدہ جسکا مطالبہ سلطان سے کیا گیا تھا - اطالویوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور اُس پر منظوری کے دستخط بھی کیے جا رہے ہیں ! میری رائے تو یہ ہے کہ عثمانی خلافت کے اس بقیہ اسلامی اقتدار کا جو اسے بحیثیت حکومت کے حاصل ہے ' اس کارروائی کے ذریعے بالکل خاتمہ کردیا گیا '

باقی آیندہ

اسی تاریخ کو شریعی پاشا المؤید کو تار دیتے ہیں " (چتلجا) میں کل سے ایک شدید معرکہ جاری تھا ' دشمن کے میمنہ کو عظیم الشان شکست ہوئی - بطل الکبیر - محمود مختار پاشا کے زیر کمان فوج نے ما فوق العادت شجاعت و بسالت دکھائی - ۸ ہزار بلغاری گرفتار ہوے اور بہت سی توپیں اور ذخائر جنگ غنیمت میں ہاتھ آیا -

---

موجودہ جنگ کے متعلق اہم معلومات

— * —

تازہ عربی و عثمانی ڈاک سے

— * —

قرق کلیسا

— * —

المؤید کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے ۵ نومبر کو لکھتا ہے :—

ناظم پاشا جس وقت میدان جنگ پہنچے ہیں تو یہ وہ وقت تھا کہ فوج کی قلت ' موسم کی نامساعدت ' اور عیسائی عثمانی فوج کی غداری سے عثمانی مشرقی فوج قرق کلیسا کے چھوڑ دینے پر مجبور ہو چکی تھی اور انتظامات و حالات بہت ابتر تھے ' لیکن ناظم پاشا نے پہنچتے ہی حالات جنگ بالکل بدل دیے اور اسی تھوڑی سی فوج کو لیکر متوکلاً علی اللہ جنگ جاری کردی - یہ جنگ پانچ دن تک متواتر جاری رہی ' اور بلغاریا کو اسقدر شدید نقصان پہنچا ' کہ گذشتہ پورے تین ہفتوں کے اندر مجموعی جنگ کے اندر اسقدر نقصان نہوا ہوگا -

اس جنگ میں شرقی فوج کا میمنہ بدستور محمود مختار پاشا کے زیر کمان تھا ' جس نے جنگ کے پہلے دو دنوں کے اندر ہی حریف کو عظیم الشان شکستیں دیں ' اور آگے بڑھکے بارھا انکے سامان جنگ پر سرعتانہ قبضہ کرلیا - اسکے بعد یہ حصہ (دار حصار) کی طرف بڑھا ' اور اس تمام عرصہ میں میسرہ اور قلب برابر بلغاری حملوں کو روکتا رہا - اور باوجود قلت فوج و سامان جنگ ہر مرتبہ دشمن کو سخت نقصان کے ساتھہ پسپا کردیا گیا -

لیکن عثمانی ارکان جنگ نے اسکے بعد چاہا کہ انکی فوج دشمن کو گھیر لے ' ایسا ہونا ممکن نہ تھا ' کیونکہ انکی تعداد بہت کم تھی اور ابتک مزید کمک نہیں پہنچی تھی ' پس طے پایا کہ فوج کی ابتدائی صفیں جھوٹی کردیجائیں اور استحکامات چتلجا کی طرف واپسی کا حکم دیا جائے تاکہ وہاں آیندہ اقدامات کا انتظام کیا جائے -

کل دن تک فوج کی یہی حالت تھی - واپسی کے متعلق عینی شہادتیں موجود ہیں کہ بالکل انتظام کے ساتھہ ہوئی - فوج میں کسی قسم کی بے ترتیبی یا پراگندگی نہ تھی - اس سے صاف ظاہر ہے ' کہ عثمانی فوج کو بلغاریوں نے نہیں بھگایا ' بلکہ وہ خود مصلحۃً پیچھے ہٹ آئی تھی -

لیکن بلغاریا نے عثمانی فوج کی واپسی کی جو تفصیل بھیجی ہوگی ' اسمیں عثمانی فوج کے نقصانات اور اپنی غنائم کی مقدار میں خوب دل کھولکے کذب بیانی و بہتان سرائی کی ہوگی -

حقیقت یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں دفعۃً جنگ شروع کی گئی ' دشمن کی فوجیں نہایت تیزی کے ساتھہ ہر طرف سے اسوقت بڑھکر مجتمع ہوئیں ' جب کہ وہ فوج کی کافی تعداد جمع نہیں کرسکی تھی - دنیا کو تعجب کرنا چاہیے کہ جس وقت بلغاریا اور اسکے پس پردہ معاون دو لاکھہ کی جمعیت رامر علاوہ سرویا اور مانٹی نگرو کے ' میدان میں بھیج رہے تھے ' اس وقت کل ۶۰ ہزار بے سامان فوج مصطفے پاشا سے لیکر ایڈریا نوپل تک موجود تھی اور دیگر مقامات میں بھی کوئی مزید کمک نہیں پہنچ سکی تھی - یہی سبب ہے کہ عثمانی فوج مصطفے پاشا اور قرق کلیسا میں ہٹ آنے پر مجبور ہوگئی ' لیکن با ایں ہمہ موانع جب اس جنگ کے پورے حالات دنیا کے سامنے آئیں گے تو یورپ دیکھیگا کہ اس چو طرفہ حملہ کے مقابلے میں عثمانی فوج نے جیسی مدافعت کی اور حملہ آوروں کی زندگی کا جس طرح برسوں کیلئے خاتمہ کر دیا ' اسکی نظیر مسیحی یورپ اپنی بڑی بڑی تاریخی مدافعتوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا -

لیکن یورپ کے اخبارات کی یہ حالت ہے کہ وہ صرف دشمن کی خبریں شائع کرتے ہیں اور دیدہ و دانستہ حق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں - اخبارات میں آپ کو اسکے علاوہ اور کچھہ نہیں ملیگا کہ آج فلاں مقام کے معرکہ میں سرویا کو ۱۰۰ توپیں ملیں - کل کے فلاں معرکے میں ۱۲۰ توپیں بلغاریوں کے ہاتھہ آئیں - فلاں مقام پر بلغاریوں نے عثمانی فوج کو سخت شکست دی ۵۰۰۰ ہزار عثمانی گرفتار کرلیے - دس ہزار گھوڑے ' اسقدر گاڑیاں ' اسقدر سامان جنگ ملا - ہم یہاں ان خبروں کو پڑھتے ہیں ' اور ہنستے ہیں ' کیونکہ ان کا دسواں حصہ بھی بمشکل صحیح ہوتا ہے - اس سے زیادہ عجیب ماجرا یہ ہے کہ معرکہ قرق کلیسا میں حکومت بلغاریا نے عثمانی توپوں کے ملنے سے انکار کردیا ' مگر یورپ کے اخبارات نے مشہور کیا کہ بلغاریا کو ۱۲۰ توپیں ملیں !

محمود مختار پاشا بفضلہ تعالیٰ بصحت تمام میدان جنگ میں عثمانی شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے مگر ان بداندیشوں نے اڑا دیا کہ گرفتار ہو گئے - اس سے زیادہ غضب یہ کیا کہ پرنس عزیز بقید حیات موجود ہیں اور دنیا میں مشہور کر دیا کہ انہیں محکمہ جنگ کے حکم سے گولی ماردی گئی - اس خبر کی بنا پر بعض مصری اخبارات نے خاندان خدیویہ کو مخاطب کرکے تعزیت کے مضامین تک لکھنا شروع کر دیے -

بیشک عثمانی فوج پیچھے ہٹی - اور کیسے نہ ہٹتی کہ مجبور تھی - مگر اس طرح ہٹی ' کہ معرکہ میں جتنے شہید ہوے ' اس سے کہیں زیادہ دشمن کے تہ تیغ کیے - غنیمت میں بے شمار توپیں اور بکثرت دیگر سامان جنگ ملا - ہزارہا آدمی گرفتار کیے - عثمانی فوج نے کوئی مقام بغیر مدافعت کے چھوڑا نہیں ' یہ ایسی بات ہے کہ اسکا اعتراف دشمن بھی اپنی زبان سے کرچکے ہیں - مگر اسکا کیا علاج کہ دشمن تعداد سے کہیں زیادہ نکلے ' عثمانی ارکان جنگ کا یہ اندازہ تھا کہ چاروں ریاستیں ۶ لاکھہ سے زائد فوج جمع نہیں کر سکتیں ' جنمیں سے ۴ لاکھہ ۵۰ ہزار جنگ آرا ہوسکیں گے - لیکن میدان جنگ میں معلوم ہوا کہ جنگ آرا فوج کی تعداد ۷ لاکھہ سے بھی زیادہ ہے اور بعض اندازہ کرنے والے تو کہتے ہیں کہ ۸ لاکھہ تھی - یورپ کے مستند اور وقیع جرائد کا بھی ایسا ہی بیان ہے - یہ تعداد ان یونانی ' مالیسوری ' اور غدار عیسائیوں کے علاوہ ہے جو عثمانی ممالک میں تھے اور جنگ کے چھڑتے ہی دشمنوں سے جا کر ملگئے ' یا جنہوں نے گاؤں جلادیے ' تار کاٹ دیے ' عمارتیں منہدم کردیں ' پل اڑا دیے ' ریل کی پٹریاں الٹ دیں - اسوقت دولت عثمانیہ عجیب کشمکش میں تھی ' نہ صرف چار بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کرنا تھا جو مختلف مقامات پر نہایت تیزی سے پے در پے حملے کر رہے تھے ' بلکہ ان لاکھوں اندرونی دشمنوں کا بھی مقابلہ کرنا تھا ' جو متفرق فسادات برپا کرکے دولت علیہ کو یکسوئی کے ساتھہ دشمن کا مقابلہ کرنے نہیں دیتے تھے -

---

گھنٹوں دشمن کے پھٹنے والے گولوں کے منہہ پر جمے رہے - یہ ایک نہایت سخت نازک موقعہ تھا ' دشمن کے مہلک گولوں کی سے امان بارش ہو رہی تھی ' مگر باوجود اسکے ترک پورے استقلال کے ساتھہ گولوں کے سامنے کھڑے رہے ' وہ نہ تو آگے بڑھہ سکتے تھے ' اور نہ چاہتے تھے کہ پیچھے ایک اِنچ بھی قدم ہٹائیں !

اِدھر تو دوسری کور کے سامنے یہ زہرہ گداز لڑائی ہو رہی تھی ' اُدھر بلغاریوں نے عبد اللہ کی فوج کے قلب اور میسرہ پر کئی حملے کر دیے تھے ' جو کسی طرح اُدھر کے حملے سے کم سخت نہ تھے - اِس حصے میں چوتھی کور تو بالکل بازو کے سرے پر تھی - اور پہلی کور لولی بورغاس اور ترک بے کے بیچ میں - اِس حملے کا سارا زور چوتھی کور پر پڑا - جو خود ھی کم زور ہو رہی تھی - اور یہی وہ جان باز کور تھی جس نے شب گذشتہ کو پہاڑوں پر کے اُن تمام مورچوں کو جو لولی بورغاس کے سامنے تھے - دشمن سے محفوظ رکھا تھا -

یہاں بھی ترکوں کی مدافعت کا راستہ دشمن کے روز بڑھتی ہوئی گولہ باریوں نے مسدود کر دیا - وہی ترکی ناکامی کی اصلی علت پیش آئی کہ ترکی باٹریاں گولہ بارود کی کمی کے سبب سے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لے سکیں ! باوجود اسکے اُس پیدل فوج نے جوانمردوں کی طرح لڑنے کی توقع کی جانے لگی ' جو فاقہ کشی اور تکان سے نیم جاں ہو رہی تھی !

دن بھر بلغاری ترکوں کے میسرہ کی طرف بڑھتے چلے گئے - جب ریلوے اِسٹیشن پر قبضہ کرلیا ' تو وہ چوتھی کور کی حدود کے آگے تک پھیل گئے - چونکہ اب راہ کے مسدود ہو جانے کا خوف پیدا ہوگیا تھا ' اسلیے چوتھی کور کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا -

سالم پاشا کے رسالے نے پوری جوانمردی کے ساتھہ چاہا کہ بڑھکر دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دے ' مگر اِسکی بھی کوشش رائگاں گئی - اور دشمنوں کی خوفناک گولہ باری کے آگے ہار ماننا پڑا - کیونکہ ترکوں کے پاس گولہ بارود ھی نہ تھا ' جس کے بغیر اب محض شجاعت اور جانفروشی کام نہیں دیسکتی تھی '

عبد اللہ اور انکے اِسٹاف کے افسروں کو جو جاکر کولی کے سامنے تھے - دشمن کی دھواندھار آتشباری - جو اِس وقت فوج کے بائیں بازو پر ہو رہی تھی ' چوتھی کور کا رفتہ رفتہ گھرتا جانا اور پسپا ہونا ' صاف نظر آرہا تھا - اس بات کا خطرہ ہر لحظہ بڑھتا جاتا تھا کہ کہیں یہہ آ کر اس حصے کو گھیر نہ لیں ' اور پہلی اور دوسری کور کے شور لو تک واپس جانے کے راستے کو مخدوش نہ کر دیں -

دوپہر ہوتے ہوتے عبد اللہ کی فوج کی حالت بالکل نازک ہوگئی - یاس کا عالم چھا گیا - افسر لوگ سب کے سب دوربینیں لے لے کر ویزا کی جانب آٹھویں کور کی طرف دیکھنے لگے - اِس طرف سے محمود مختار تیسری کور کے ساتھہ بڑھہ آنے کی جان فروشانہ کوششیں کر رہا تھا ' اور صبح سے لے کر اِسوقت تک ایک سخت اور خونریز جنگ جاری تھی - گو ٹھیک ٹھیک کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ حالت کیسی ہے ؟ لیکن تاہم پھٹتے ہوئے گولوں کے دھوئیں سے اِس بات کا صاف پتہ چلتا تھا کہ تیسری کور استقلال کے ساتھہ آگے بڑھتی چلی آرہی ہے -

خبر رساں خبریں لے لے کر پہنچے تھے کہ محمود مختار اپنے سامنے سے دشمنوں کو ہٹاتا ہوا اور راستہ صاف کرتا ہوا ' بڑھتا چلا آرہا ہے - دشمن کی جو فوج اِس کا مقابلہ کر رہی ہے اُس میں سے ترتیبی اور بد انتظامی پھیلتی جاتی ہے - اُمید ہے کہ وہ پھیرتے ہوئے وہ دوسری کور کے بائیں بازو تک پہنچ جائیگا -

اب میں اِس فیصلہ کن جنگ کا اختتامی حصہ بیان کرونگا ' جو مثل ایک ڈراما کے افسانہ خیز ہے - ممکن ہے کہ اِس لڑائی کا شمار دنیا کی معدودے چند قطعی لڑائیوں میں کیا جائے ! فی الواقع دوپہر تک محمود مختار جس دلیری اور جانبازی سے بڑھتے ہوئے چلے آ رہے تھے وہ ایک نہایت اسکندر اقدام تھا ' لیکن افسوس کہ تین بجے کے بعد سے حالات متغیر ہو گئے اور اسکا اقدام بالکل روکدیا گیا -

عبد اللہ اور اُسکے اِسٹاف کے افسروں نے صاف سمجھہ لیا کہ حالت قریب قریب مایوسی کی ہے ' تاوقتیکہ اس آخری وقت میں بھی کوئی ایسی تدبیر اختیار نہ کی جائے ' جس سے لڑائی کا رخ پھیر دیا جاسکے - واٹرلو میں نپولین نے گروچی کی آمد کا اُس اضطراب کے ساتھہ اِنتظار نہ کیا ہوگا ' جو اِس وقت عبد اللہ کے دل میں محمود مختار کے بڑھہ آنے کی خبر کے لئے موجزن تھا - صاف ظاہر تھا کہ اگر دشمن کی اُس صف کو جو دوسری آرمی کور کے مقابل ہے - اُلٹ نہ دیا جائیگا ' تو میدان ہاتھہ سے جاتا رہیگا -

ترکی فوج کی اِس وقت کی حالت میں پھر ایک بار بیان کئے دیتا ہوں - چوتھی کور کے پسپا ہوکر پیچھے ہٹادیے جانے سے اِنکا میسرہ بالکل دشمنوں کے نرغے میں آگیا تھا - پہلی کور ' جو چوتھی کور کے پیچھے ھی تھی ' رفتہ رفتہ ہمت ہارتی جاتی تھی - دوسری کور اگرچہ باوجود دشمنوں کی خوفناک گولہ باری کے اپنی جگہہ پر قائم تھی ' لیکن صاف نظر آرہا تھا کہ خود بڑھکر حملہ کردینا اب اُسکے لیے اِمکان میں نہیں رہا تھا - دائیں جانب سرے پر پچھلی صف میں تیسری کور بھی رکی ہوئی تھی - ایسی حالت میں اگر محمود مختار اب بھی پسپا کر دیا جائے اور چوتھی اور پہلی کور ذرا اور دور تک پیچھے ہٹادی جائے ' تو دوسری کور کے لئے جو نصف دائرے کے قوس کے مرکز پر ہوگی ' یہ خطرہ پیش آجائیگا کہ کہیں بقیہ فوج سے الگ ہوکر دائیں بائیں گھر نہ جائے -

(باقی آیندہ)

عربی و ترکی ڈاک سے تار برقیاں

— * —

شور لو پر عثمانی قبضہ

(انصولی حصاری ۱۱ نومبر)

ہماری فوج نے موضع (شور لو) کو ایک شدید معرکہ کے بعد واپس لیلیا - بلغاریوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا - ہماری فوج کو غنیمت میں چند توپیں اور سامان جنگ ہاتھہ آیا -

چتلجا میں ایک عظیم الشان کامیابی

— * —

۳٦ توپیں و ذخائر جنگ ' ۸ ہزار بلغاری قیدی ' مقتولین و مجروحین بیشمار -

(۱۷ انصولی حصاری)

جیش عثمانی اور بلغاریا میں ایک ہولناک معرکہ ہوا ' جسمیں ۸ ہزار بلغاری قید ہوے ' ۳٦ توپیں غنیمت میں ملیں اور انکے مقتول و مجروح بیشمار - ہماری فوج آگے بڑھرہی ہے - انشاء اللہ العزیز اس معرکۂ عظیمہ کا خاتمہ بھی ہماری کامیابی پر ہوگا -

تو انہوں نے یہ عذر کرکے صاف انکار کردیا کہ میں صرف ۱۵ ہزار فوج سے ایک لاکھ بیس ہزار فوج کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا ' خواہ میری فوج کتنی ہی شجاع ہو -

---

غازي مختار پاشا کا بیان

عثمانی فوج کی مشکلات کی نسبت

غازي مختار پاشا نے ایک فرانسیسی نامہ نگار سے دوران گفتگو میں فرمایا کہ رسد پہنچانے کے ذرایع ہمارے پاس بالکل نہیں ہیں - نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کو چار چار دن تک بے آب و دانہ لڑنا پڑا - ایسی حالت میں اگر قرق کلیسا سے پیچھے نہ ہٹتے تو کیا کرتے ؟

عثمانی قواد (کمانڈر) نے غور کیا کہ باین قلت تعداد و عدم آذوقہ و سامان یہاں رہنا مناسب نہیں - انکو ایک ایسے میدان کی جستجو تھی جہاں وہ مزید کمک کا انتظار کرسکیں اور جو انکی فوجی نقل و حرکت کے لیے مناسب ہو - اس مقصد کے لیے چتلجا کا میدان سب سے زیادہ موزوں تھا - چنانچہ افسروں نے اسی میدان کی طرف ہٹ آنے کا حکم دیدیا -

یہاں ہماری فوج آنے والی فوج کا انتظار کرسکتی ہے اور فوج کے دونوں بازو یعنی میمنہ و میسرہ نہایت سرعت سے آگے بھی بڑھ سکتے ہیں اور پیچھے بھی ہٹ سکتے ہیں - قلب کے لیے یہ بالکل آسان ہے کہ برابر اقدام کرتا رہے -

---

بلغاریا کے مظالم

— * —

(۱) اوائل اکتوبر میں چند مسلمان اسٹیشن پر گئے - وہاں چند عیسائی بلغاریوں نے ملکر انکو اسقدر مارا کہ بے ہوش ہوگئے -

(۲) (دو غانجلر) کے بلغاری (لوہ اللر) کے مسلمان باشندوں پر چڑھ آئے - کچھہ تو بھاگ گئے ' جو بچے ' انکو بلغاریوں نے قتل کردیا - اسیطرح (نادارکوی) اور (محمود کولی) کے مسلمانوں کو بھی بکثرت مقتول و مضروب کیا -

(۳) زار غرہ کے ایک مسلمان سے ایک ہزار پاونڈ چھین لیے -

(۴) (اسکی جمعہ) کے لوگوں نے تمام دکانیں بند کردی ہیں اور مسلمان گھروں میں چھپ گئے ہیں - کیونکہ نکلتے ہیں تو عیسائی تمسخر کرتے ہیں اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں -

(۵) بلغاری حکومت نے فوج کے لیے جبراً مسلمانوں کے تمام جانور لیلئے ہیں - دستکاروں کو بیگار میں پکڑ لیا گیا ہے اور اُن سے سب و روز فوج کی خدمت گزاری کرائی جاتی ہے - بلغاری مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور نقد غلہ وغیرہ جو کچھہ پاتے ہیں ' لے آتے ہیں - مردوں کو پکڑ لیجاتے ہیں اور ان سے مسلح پولیس کی خدمت لیتے ہیں ' کیونکہ مسلح پولیس جسقدر تھی ' وہ فوج کے ہمراہ چلی گئی ہے - راہ میں مسلمانوں کے جسقدر گھر ' مسجدیں ' اور مدرسے پڑے ہیں ' سب پر لشکر کے رہنے کے لیے قبضہ کرلیا جاتا ہے -

(۶) (ملی پولی) میں قریباً سب مسلمان ہیں - وہاں بلغاریوں کے ظلم اس درجہ وحشیانہ ہیں کہ کوئی مسلمان اسکو سنکر چپ آپے میں نہیں رہ سکتا ' بشرطیکہ مسلمان ہو - جان و مال تو یک طرف رہا ' مسلمان عورتوں کی عفت پر بھی حملے کیے جا رہے ہیں - اسوقت یہ مشکل شہر بھر میں کوئی ایسی دوشیزہ لڑکی ملے گی ' جس کی عصمت انکی دست درازی سے محفوظ رہی ہو -

(۷) محمد شکری افندی مفتی ملی پولی کے گھر میں بلغاریوں کا ایک گروہ گھس گیا اور انکی بیوی کی طرف دست درازی کرنی چاہی ' وہ روکنے کے لئے اٹھے ' تو انکو اسقدر مارا کہ زیست کی امید نہیں -

(۸) ادھم روحی افندی ایک ترکی اخبار کے اڈیٹر ہیں ' انکو قید کردیا ہے - نہیں معلوم زندہ بھی ہیں یا نہیں - کیونکہ سنا ہے کہ قیدیوں کو کھانا نہیں دیتے - اور گولی یا تلوار سے مارنے کے بدلے فاقے کی تکلیف میں مبتلا کرکے مار ڈالتے ہیں -

سب سے آخری خبر جو ملی پولی سے موصول ہوئی ہے ' یہ ہے کہ تمام مسلمان شرفاے شہر کو امام شہر محمد افندی کے گھر میں حکماً جمع کیا گیا اور ایک شخص کو دروازہ پر اسلیے کھڑا کردیا کہ کسی کو گھر سے نکلنے نہ دے - اسکے بعد تمام عیسائی مسلمانوں کے گھروں میں پھیل گئے اور بے بس عورتوں کی عفت و عصمت پر حملہ آور ہوے - ایک بلغاری فوجی افسر ایک نوجوان مسلمان کے گھر میں گھسا ' افسر کے ہاتھہ میں ایک چھہ نال کا طپنچہ تھا - یہ طپنچہ اسکے سینہ پر رکھدیا ' اور کہا کہ اگر وہ اپنی بیوی حوالے نہ کردیگا ' تو اسی طپنچہ سے اسکا خاتمہ کردیا جائیگا - چونکہ وہ نہتا تھا ' اسلیے ایک روشن دان سے سڑک پر کود کر بھاگ گیا ' تاکہ اپنی آنکھوں سے یہ بے عزتی نہ دیکھے -

---

شتلجا میں اجتماع افواج عثمانی

— * —

(از قسطنطنیہ ۵ نومبر)

اس شدید جنگ کے بعد جو عثمانی شرقی فوج اور جنود بلغاریہ میں ۴ یا ۵ دن تک ہوتی رہی ' ہماری فوج نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ خط چتلجا کو آئندہ کیلیے اجتماع افواج کا مرکز بنائے - امید ہے کہ اس سے ہماری قرق قلیسی کے نقصانات کی تلافی ہو جائیگی - ایسی جنگ میں جو آجکل جاری ہے صرف قرق کلیسا کی ناکامی کوئی مہتم بالشان نہیں ہوسکتی - جنگی نقطہ خیال سے فیصلہ کن مقامات قابل اہتمام و فیصلہ کن ہوتے ہیں جن کے بعد جنگ کا جاری رہنا نا ممکن ہوجاتا ہے - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مجملاً اخر ترین معرکہ کے حالات بیان کردوں -

قرق کلیسا کے آغاز جنگ میں ہم بالکل منتصیاب تھے - بلغاری میدان جنگ میں اپنے مجروح و مقتول اور ذخائر کی مقدار کثیر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ رہے تھے - بلغاری افسروں نے فوج کی یہ حالت دیکھی تو اسکو مختلف مقاموں پر جمع کرنا شروع کیا ' اور اس عرصہ میں ایک عظیم الشان کمک بھی پہنچگئی - سب سے زیادہ یہ کہ روماینا کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں والنٹیر آگئے - ان والنٹیروں میں بہت سے افسر بھی شامل تھے - نئی کمک اور روسی و رومانی جمعیت نے بلغاری فوج میں نئی طاقت پیدا کردی - اسوقت بلغاریوں کی طرح ہمکو بھی کوئی تازہ کمک ملگئی ہوتی ' تو باوجود قلت تعداد و سامان جنگ کے صوفیا میں جاکر دم لیتے -

موجودہ جنگ

اور عثمانی مشکلات

(مقتبس از جرائد آستانہ)

— * —

(۱) ریاستہائے متحدہ عرصہ سے جنگ کے لئے تیار ہو رہی تھیں - اعلان جنگ انمیں باہم طے پا چکا تھا - یہ محض قیاس ہی نہیں ' بلکہ بین واقعہ ہے - ایک روسی اخبار اعلان جنگ سے ایک ماہ قبل پیشینگوئی کر چکا تھا کہ ۱۵ اکتوبر کو اعلان جنگ ہوگا -

لیکن دولت علیہ جنگ طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی دول کے پرفریب اقوال کو باور کرتی رہی اور وقوع جنگ کی تصدیق نہ کی - یہاں تک کہ ۱۷ اکتوبر کو حقیقت منکشف ہوگئی اور دشمنوں نے اعلان جنگ کردیا -

اعلان جنگ کے بعد دولت علیہ نے اناطولی سے لشکر روانہ کرنا شروع کیا ' لیکن خواہ کتنی ہی جلدی کی جاتی ' مگر دشمنوں کی برابری نہیں کی جاسکتی تھی - کیونکہ وہ پہلے سے تیار تھے ' انکے شہر تنگ اور مختصر تھے ' اور اس پر مزید یہ کہ میدان جنگ کے موقعے بہت قریب اور سرحد بالکل متصل - اسلئے انہوں نے فوراً فوج جمع کرلی اور سرحدوں پر پہنچکر عثمانی حدود میں بڑھنے لگے - جب کہ دشمن کی طرف سے اس حد تک کارروائی ہوچکی تھی ' تو اسوقت دولت عثمانیہ اناطولی سے فوج بھیج رہی تھی !!

باوجود اس کوشش کے جو دولت علیہ نے فوج کی روانگی میں کی ' پھر بھی ۳ لاکھہ سے زیادہ تمام مقامات جنگ میں جمع نہ کرسکی - یہ ایک راز ہے جسکا افشا پہلے ممکن نتھا ' مگر چونکہ نتائج ظاہر ہوگئے ہیں ' اسلئے اب انکے اظہار میں کوئی حرج نہیں -

(۲) عثمانی دشمن کو نہایت حقیر و کمزور تصور کرتے تھے - جس افسر سے پوچھا جاتا تھا ' یہ جواب دیتا تھا کہ میری طاقت کافی ہے - اسکے معنی یہ نہ تھے کہ در حقیقت ان کو اپنی تعداد و سامان جنگ کی طرف سے اطمینان تھا ' بلکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ موجودہ ریاستوںکی فوج کو حقیر سمجھتے تھے ' اسلئے یہ خیال تھا کہ اگر اتفاقاً ہم ان سے تعداد میں یا سامان میں کم بھی ہونگے ' تو بھی اپنی شجاعت و جنگ جوئی کی وجہہ سے غالب رہینگے - حالانکہ یہ انکی سخت اصولی غلطی ہے ' خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ بلغاریا نے ایک ایسی باقاعدہ فوج تیار کرلی ہو ' جو یورپ کی بہترین باقاعدہ فوجوں کے برابر ہو - یونان نے اپنی فوج کی اصلاح کرلی ہو - سرویا نے بھی لشکر میں غیر معمولی اضافہ کر لیا ہو ' اور یہ چھوٹی سی ریاست مانٹی نیگرو ۴۵ ہزار کی جمعیت فراہم کرلینے کیلیے مستعد ہوجائے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ دول یورپ انکو در پردہ مدد دے رہے ہوں - ہزاروں روسی جنمیں صدہا افسر اور کماندر تھے والنٹیر بنکر بلغاری فوج کی طرف سے لڑنے جاتے ہوں - مالی مدد بے شمار دی جا رہی ہو - اور روسی جنگی جہاز علانیہ طور پر (طونہ) آتے ہوں اور ہر قسم کا ضروری سامان پہنچاتے ہوں -

(۳) بلغاری اس یقین کے ساتھہ لڑتے تھے کہ سارا یورپ انکی پشت پناہی کے لیے موجود ہے ' خواہ وہ غالب ہوں یا مغلوب ' ترکی انکی بالشت بھر زمین نہیں لے سکتی - اسی ضرورت سے آغاز جنگ میں دول نے اعلان کردیا تھا کہ بلقان کا نقشہ کسی حالت میں نہیں بدلے گا -

لیکن عثمانی کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی - اسکو یقین تھا کہ خواہ کتنی ہی شاندار کامیابیاں اسے نصیب ہوں اور کتنی ہی دور تک وہ دشمن کے ملک میں بڑھتا ہوا چلاجائے ' مگر جہاں سے وہ گیا ہے وہیں اسکو واپس آنا پڑیگا -

(۴) لوگ کہتے ہونگے کہ ارناؤط ' وہ خونریز و جنگجو قوم ' کہاں ہے ؟ مگر ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ارناؤط اب نہیں رہے - بیشک انمیں سے چند ہزار بطور والنٹیر کے شریک جنگ ہوے ' لیکن اس قوم کی تعداد کے لحاظ سے انکی تعداد کچھہ بھی نہیں تھی - ارناؤطیوں کی طرف سے یہ عذر دیا گیا تھا کہ اسلحہ لے لینے کی وجہ سے وہ بے دست و بازو ہیں مگر جب دولت عثمانیہ نے انمیں ہتھیار تقسیم کیئے ' تو کچھہ تو ہتیار لیکے چلے گئے ' اور بعضوں نے دولت عثمانیہ سے انتقام لینا چاہا ' چنانچہ اکثروں نے ترکی افسروں کا تعاقب کیا اور بعض سرویا کی فوج میں چلے گئے جو عرصہ دراز سے ان میں دسائس کے جال پھیلا رہی تھی ' اور جسمیں گرفتار ہونے کے بعد وہ اسکی مخالفت کی جرات نہیں کرسکتے تھے - اسلامی دنیا کو عنقریب ان مسلمانوں کی پوری حالت معلوم ہو جائیگی ' اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ اُن مسلمانوں سے " جو لاطینی رسم الخط میں لکھنا رسم الخط قرانی کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے ہیں ' نصرت دین کی امید ہرگز نہیں رکھنی چاہیے - لیکن اس موقع پر ان بلغاری مسلمانوں کی غیرت دینی کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے جو پوماق کہلاتے ہیں ' اور جنہوں نے دولت عثمانیہ کی نصرت و حمایت میں واقعی گرانقدر حصہ لیا ' البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی تعداد بہت کم ہے -

(۵) سامان غذا کی فراہمی میں سخت کوتاہی ہو رہی ہے - غذا بہت عرصہ کے بعد ملتی ہے - حتی کہ بعض اجنبی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چار چار دن اس حالت میں گذرے ہیں ' کہ سپاہیوں کو ایک سوکھا بسکٹ بھی نہیں ملا !!

(۶) آج قسطنطنیہ میں ۱۵ ہزار زخمیوں سے زیادہ آ گئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ان زخمیوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ ہے لیکن مجروحین کی کثرت عثمانی فوج کی کمزوری یا میدان جنگ سے بھاگنے کی علامت نہیں ہے کیونکہ جنگ کی حالت قدرتی طور پر اسی کی مقتضی تھی - اسکے مقابلے میں دشمنوں کی حالت دیکھنی چاہیے کہ ہمارے ایک شہید کے مقابلے میں بلا مبالغہ اعداء دس سے کم مقتول نہیں ہوے ہیں - بلغاریا کے شفا خانے زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں ' مگر وہ اپنے نقصانات کے اخفا کی سخت کوشش کر رہی ہے اور اسمیں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوگئی ہے -

(۷) ہمارے فوجی افسروں کا سیاست میں حصہ لینا اور اتحادی اور ائتلافی پارٹی فیلنگ نے بھی عثمانی فوج کو ضرور نقصان پہنچایا - ہماری فوج میں ایسے افسر موجود تھے جو قیام قسطنطنیہ کے زمانہ میں ہر اس فتنہ و فساد کا ' جس سے اتحادیوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو ' نہایت جوش قلبی سے خیر مقدم کرتے تھے ' خواہ وہ بجائے خود کتنا ہی سخت ملک کیلیے ضرر رساں ہو - ان افسروں میں بعض نئی پارٹی کے ایسے حامی تھے جنھوں نے ارناؤط کے باغیوں سے سازش کرلی تھی ' صرف اسلیے تاکہ انجمن اتحاد و ترقی کو شکست ہو -

لیکن با ایں ہمہ اگر یورپ جھوٹے وعدوں سے فریب نہ دیتا ' اور باب عالی ان پر اعتماد نہ کرلیتی اور اسکے بعد دفعۃً اعلان جنگ نہ ہوجاتا ' تو ہماری فوج کی شجاعت تمام گروہ بندیوں اور باہمی اختلافات کی تلافی کردیتی ' اور اول حملے ہی میں صوفیا پر ہمارے قدم ہوتے - مگر مجبوریوں نے ہم کو صرف مدافعت پر مجبور کردیا اور مدافعت کی مہلت میں حملہ کی طیاری کرنی پڑی -

(۷) یہ واقعہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جب محمود شوکت پاشا سے کہا گیا کہ وہ حدود یونان پر عثمانی فوج کی کمان قبول کریں

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

• قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ و جڑی بوٹیوں کا جوہر جنکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) وہ جڑی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل مال کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ ، تباہ شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں -

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری و کمزوری تھوڑے دن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان فربہ اور موٹا تازہ ہوجاتا ہے -

(۴) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پھیپھڑا مضبوط ہوتا ہے وہ طالبعلم اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور چھاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق نابود اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(۵) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو ایام سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثل نمونیا ، ذات الجنب ، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے بلغم نکلتا ہو تو اسے آزماؤ -

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں ، روح کو تازگی بخشتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعصاب رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو چار بوند کے پینے سے طبیعت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - بز دل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح جم تھرکنے لگتا ہے -

(۷) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جن سے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی باعث ہے کہ یہ عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے -

(۸) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے رعشہ میں مبتلا ہو بیٹھے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مولد خون صالح اور مصفی خون غم ربا راحت افزا خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جائے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص ہیں جو خالی از خوف و خطرہ نہیں - علاوہ اسکے بد مزہ ہوتے ہیں - اول ان میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت تک نوبت پہنچاتے ہیں گویا بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے ، دوم ان میں شراب کی طرح صرف اعصاب کو تحریک ہوتی ہے جب انکو چھوڑ دیا جائے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مرض کو جڑ سے دور کرکے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رکھتا ہے اور غذا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

تین بوتل ۹ روپیے - ۶ بوتل گیارہ روپیے درجن ۲۰ روپیہ

(۱) بلے خریدار قیمت پہلے روانہ کریں ویلو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(۲) تین بوتل سے کم نامرروانہ نہ ہوگا - (۳) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگے گا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس اپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شدومد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا آلہ (تارپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو تباہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھدّے وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ جن امراض کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہوجاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھ کر سرد و ٹھنڈک ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! } جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بنکے سے گدھ کی صورت بنجائے تو اسکو پلانے سے تمام شکائتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت } اس جوہر کے مؤثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہوجاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب وہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - تو عرق الدسا ستائے تو اسے آزمایئے -

قیمت فی شیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاھور

یوریپن ٹرکي اور ریاست ہاے بلقان

— * —

آستانہ سے مقصود قسطنطنیہ ' اور ادرنہ سے ایڈریا نوپل ہے - " سکک حدید " یعنے ریلوے سڑک کا خط ' اور " حدود " سے مقصود وہ موٹي جدول ہے ' جو ٹرکي کي حدود حکومت کو ریاست ہاے بلقان سے ممتاز کرتی ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

(۳)

بذریعہ جناب منشي محمد یوسف حسن خان صاحب فاروقي از بھوپال -

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب محمد یوسف حسن خان صاحب	٢٥		
جناب منشي منظـــور احمد صاحب	٢٥		
جناب سید یوسف حین صاحب	٢٠		
جناب دلاورخان صاحب	١٩		
جناب عبد الحق صاحب	١٠	٤	
جناب منیر الدین صاحب	١٠		
جناب یعقوب علي صاحب	٥		
جناب مولوي عبدالحمید صاحب	٣		
جناب نبي داد خان صاحب	٢		
جناب سید احمد علي صاحب	٣		
جناب سلطان الحسن صاحب		٤	
جناب گھاسي خان صاحب برقندار		٤	
جناب گھسیا صاحب		٢	
جناب رمانیگ صاحب		٨	
جناب وزیر حسن برقندار صاحب		٨	
جناب شمشاد علي سلعدار صاحب	٤		
جناب اعجاز نبي صاحب افسر	١		

(باقي آئندہ)

Printed & Published by MOULANA A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

روزانـــــه

— : —

هو هفتــــه وار الهــلال کي صوري و معنوي خصوصيات

کے ســـاتهه عنقــريب ســائـــع هوگا

— * —

هـــر مقـــام پـــر ايجنــٹــونکي ضـــرورت هے

جنکو غيرمعمـــولي کميشن ديا جاے گا - درخواستيں بهت

جلـــد آنا چاهئيــں

— * —

هذا بيـان للناس ، و هدى و موعظـة للمتقين

(۳ : ۱۳۲)

— * —

دفتـــر الهـــلال کا مـــاهـــوار رســـالــــه

جســـکا اصلي موضوع يه هوگا که قرآن کريـــم اور اسکے متعلق تمـــآم علوم و معـــارف پر

تحقيقـــات کا ايک نيا ذخيره فراهـــم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی

کوشش کرے' جنکي وجه سے موجوده طبقه روز بروز قرآن کريم کي تعليمـــات سے

نا اشنا هوتا جاتا هے ليکن ساتهه هي تقريباً آٹهه ابواب اور بهي هونگے جنکے

نيچے مختلف موضوع و بحث کے علمي و مذهبي مضامين شائع کيے

جائيں گے - ضخامت' وضع و قطع' اور حسن طبع و حروف کی

نسبت اسقدر کهدينا کافي هے که انشاء الله الهلال کی طرح

وه بهي اردو پريس ميں پهـلا ماهوار ميگزين هوگا

و مـــا توفيقـــي الا با الله عليـــه توکـــلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۱

Calcutta · Wednesday, December 11, 1912.

شذرات

— * —

عالی جناب نواب وقار الملک نے مسئلہ یونیورسٹی کی نسبت اپنی راے گرامی جو علی گڈھ گزٹ میں شائع فرمائی تھی، اسکے ایک موقعہ پر انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذہبی تساہل کا بھی درد و افسوس کے ساتھہ ذکر کیا ہے، اور مثال میں نماز کو پیش کیا ہے - یہ لفظ بعض حضرات کو نہایت ناگوار گذرا - وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی جیسے اہم موضوع بحث سے نماز روزے کے قصے کو کیا مناسبت ؟

سچ ہے، یقیناً یہ نواب صاحب قبلہ کی بڑی غلطی ہے، جس چیز سے آج اسلام کے سب سے زیادہ قیمتی نمونوں کو مناسبت نہیں، اس سے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی بحث کو کیا مناسبت ہو سکتی ہے؟

و اذا تتلی علیہم ایاتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر، یکادون یسطون بالذین یتلون علیہم ایاتنا، قل افانبئکم بشر من ذلکم؟ النار، وعدها اللہ الذین کفروا، و بئس المصیر (۲۲ : ۷۰)

اور جب انکو ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں، تو تم ان منکروں کے چہروں پر کیسی سخت ناگواری اور ناخوشی کے آثار دیکھتے ہو، یہاں تک کہ قریب ہو جاتا ہے کہ ہماری آیتیں اور احکام سنانے والوں پر جوش غضب میں آکر حملہ کر بیٹھیں! لیکن ان سے کہدو کہ احکام الہی کا ذکر تو تمہارے لیے بڑی مصیبت ہی ہے، مگر اس سے بھی بدتر ایک چیز تمہیں بتلاؤں؟ آتش دوزخ! جسکا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے -

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ھفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷ $\frac{1}{2}$ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیئے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شــرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤںکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

مصیبتوں کے ساتھہ - دنیا دیکھہ گی - کہ وہ اسی تعصب کے سامنے آکر سربسجود ہوگئی !

الہلال کے دوسرے یا تیسرے نمبر میں ہم نے ایک افتتاحیہ مضمون " قسطنطنیہ میں تصادم احزاب " کے عنوان سے لکھا تھا ' اور پھر اسکے بعد نمبر (۱۲) میں ایک دوسرا مضمون " تزاحم احزاب و تنافس اقالیم " کی سرخی سے لکھا تھا - ناظرین کے پاس اگر الہلال کی فائل محفوظ ہو ' تو براہ کرم ان دونوں مضمونوں پر ایک نئی نظر ڈال لیں ' اور اسکے بعد (مسٹر بلنٹ) کا وہ مضمون پڑھیں جو پچھلے نمبر اور آج کی اشاعت میں " انگلستان اور اسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا ہے ' ساتھہ ہی گذشتہ چند ماہ کے حوادث و واقعات کو بھی پیش نظر رکھیں' اور پھر غور فرمائیں کہ جو خیالات الہلال نے ظاہر کیے تھے (اور جو مسلمانان ہند کے عام خیالات و رجحان کے بالکل مخالف تھے) وہ کیونکر حرف بحرف ظاہر ہو رہے ہیں ' اور مسٹر بلنٹ کا انکشاف سرائر کس درجہ انکا مؤید ہے ؟

ہم نے پہلے مضمون میں لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ والائتلاف " کی نئی پارٹی پچھلی جماعت کی طرح محض اندرونی مناقشات یا اختلاف راے کا نتیجہ نہیں ہے ' بلکہ اجانب کا ہاتھہ اسکے اندر کام کر رہا ہے ' اور در اصل انگلستان نے اپنے بوڑھے عالم کامل پاشا کو اسکی قبر سے نکلنے کی زحمت صرف اسلیے دی ہے ' کہ انجمن " اتحاد و ترقی " کی اس قوی وزارت کو کسی طرح شکست دے جو اٹلی سے صلح کر لینے کیلیے راضی نہیں ہوتی ' اور مسئلۂ مصر کے فیصلے میں ایک سخت روک ہے - ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جنگ طرابلس ' مصر میں لارڈ کچنر کا تقرر ' شورش البانیا ' مسئلۂ بلقان ' اور نئی وزارت کے قیام کی سازشیں ' یہ سب ایک ہی چادر حکمت عملی کے بوٹے و دراز گوشے ہیں ' جو انگلستان کے نظارت خارجہ میں طیار کی گئی ہے -

مسٹر بلنٹ کے مضمون کو پڑھیے ' اس بیقرارانہ عجلت کو یاد کیجیے جو مختار پاشا کے وزیر اعظم ہوتے ہی اٹلی سے صلح کر لینے میں ظاہر کی گئی ' عبد العزیز شاویش کی گرفتاری کو سامنے لائیے ' جسکی بلا تامل اجازت دیدی گئی ' اور غور کیجیے کہ واقعات کی اصلیت کیا ہے ؟

اسکے بعد پارلیمنٹ ٹوٹ گئی ' اور " حزب الحریۃ " کی وزارت قائم ہوئی - ہم نے دوسرے مضمون میں اس انقلاب کو ایک سخت مصیبت قرار دیا ' اور بعض استعارات میں اصلیت کی طرف اشارہ کیا - ہم نے لکھا تھا کہ " حزب الحریۃ کا نیا جال قسطنطنیہ کے برٹش سفارت خانے میں بنا جا رہا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ ملی پارٹی کے قیام کیلیے برٹش سفارت خانے میں مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں ' اور (طلبین) بے روک اوقات تک بتلا دیے تھے ' جنمیں کامل پاشا اور اسکے رفقا وہاں جا کر شریک صحبت ہوا کرتے تھے - ہم نے لکھا تھا کہ " جس جال کے بننے کیلیے کامل پاشا کے بستر پیری کی چادر سے تار نکالے گئے تھے ' اور جسکے لیے اسماعیل کمال نے انگلستان جاکر وہاں کی آہنی سلائیاں لایا تھا " اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ اسماعیل کمال نے عرصہ تک لندن میں رہا تھا ' اور (طنین) نے لندن سے آئے ہوئے وہ خطوط چھاپ دیے تھے ' جن میں کمال نے کی پولٹکل سازشوں کی شہادتیں جمع کی گئی تھیں - ہم نے عدنے برلا تن کا ذکر کیا تھا ' جس نے اب البانیا میں خود مختاری کا اعلان کیا ہے ' اور لکھا تھا کہ " اس جال کے سوراخوں میں البانی زہر کا ڈنک پیوست کیا گیا ہے " یعنی محض انجمن اتحاد و ترقی کی وزارت کو شکست دینے کیلیے البانی سازش بھی کی گئی ہے - ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ [illegible] مصری

کیابی کی گٹھریاں کھولی گئی تھیں " اور اس سے مقصود یہ تھا کہ ان تمام معاملات کے اندر " مسئلۂ مصر " کے فیصلے کی چالیں بھی پوری طرح شامل ہیں -

مسٹر بلنٹ کے مضمون سے ان میں سے ہر بات کی توثیق ہوتی ہے ' اور حالات نے بھی یکے بعد دیگرے ظاہر ہو کر انکی صداقت منکشف کر دی ہے - ایک زمانہ تھا ' جب ترکی کا سب سے بڑا دشمن روس سمجھا جاتا تھا ' لیکن اب ہی الحقیقت اسلام کا سب سے بڑا دشمن انگلستان ہے ' اور آج قریب دو سال سے اسلامی دنیا کے مختلف گوشوں میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اسکے اندر ایک ہی ہاتھہ ہے ' جو کام کر رہا ہے - اٹلی کا حملہ اسی وقت شروع ہوا ' جب لارڈ کچنر مصر پہنچ گئے ' اسلیے کہ مسئلۂ مصر کے فیصلے کیلیے یہی وقت موزوں سمجھا گیا تھا ' پھر جب سعید پاشا کی وزارت نے صلح سے انکار کر دیا ' تو کامل پاشا کو اٹھایا گیا ' اور البانیا میں شورش پھیلائی گئی ' اب بلقان کیلیے صلح کی کانفرنس تجویز کی گئی ہے ' اور سر ایڈورڈ گرے یورپ کو دعوت دے رہے ہیں کہ البانیا ' جزائر ایجین اور دردانیال کے مسائل پر بحث کی جائے ' ادھر احکام کے اجرا کیلیے سر ایڈورڈ گرے ہیں ' اور ادھر سربسجود ہونے کیلیے کامل پاشا - کہا جاتا ہے کہ لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی تجویز خود کامل پاشا نے پیش کی ہے ' اور یہ کیا بعید ہے جب ایسا ہونا پیشتر سے طے شدہ تھا - اب جو کچھہ کانفرنس میں ہوگا ' اسکو بھی مسٹر بلنٹ نے پوری صداقت کے ساتھہ سمجھا ہے ' اور تمام حالات اسقدر صاف ہیں کہ تھوڑے سے تامل کے بعد ہر ذی عقل آئندہ موسم کی حالت بتلا سکتا ہے

مسٹر بلنٹ نے جس وقت یہ مضمون لکھا تھا ' اس وقت لڑائی کے صرف چند ابتدائی ایام گذرے تھے ' اور صلح کانفرنس کا ابھی کسی کو گمان بھی نہ تھا ' لیکن ناظرین دیکھیں گے کہ انہوں نے لندن میں کانفرنس کے انعقاد کی نسبت جو پیشین گوئی کی تھی وہ کس طرح صحیح ثابت ہوئی ' اور جدر کے ایک حصے نے صحت ' ہمیشہ ناقص نظروں کی صحت کیلیے مصائب ہوا کرتی ہے -

جس وقت کہ اس جنگ کے ابتدائی ایام الم انگیز حالت میں گذر رہے تھے ' ترکی شکستوں اور ہزیمتوں کی خبریں متواتر آ رہی تھیں ' ظلم کو آنکھہ کھلتی تھی ' تو انتظار ہوتا تھا کہ کہیں قسطنطنیہ کے مفتوح ہو جانے کی خبر رائٹر ایجنسی کے دفتر میں نہ پہنچ چکی ہو ' اس وقت ہمارا قلب مضطر ' اور روح غمگین تھی ' لیکن ناظرین متعجب ہونگے کہ آجکل ' جب کہ عثمانی ثبات و استحکام کی خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ' شتلجا کے استحکام نے مقبوضی اندیشوں کا خاتمہ کر دیا ہے ' بلغاریا کی ذلیل ہلاکت اور تباہی ایک نا قابل انکار صداقت ہے ' اور جنگ نہیں ' بلکہ صلح کا میدان ایک معرکۂ امن و عدل میں گرم ہونے والا ہے ' اس وقت سے بہت زیادہ مضطرب الحال ' اور غمگین و محزون ہیں - کیونکہ اس وقت دشمن ہمارا دشمن کی تلوار سے مقابلہ تھا ' جسکا جواب بہر حال تلوار سے دیا جاتا ' اور اب دوست نما دشمن کی صلح سے ہے ' جسکی ہلاکت کیلیے کوئی تدبیر نہیں :

اسے صلح لرزاں با شکیب ایوب سب
کہ دشمن آشتی انگیز و دوست معصوم سے

ممکن ہے کہ کانفرنس میں انگلستان کی طرف سے ایک نمایشی حمایت ترکی کیلیے ظاہر کی جائے ' جیسی کہ برلن کانگریس میں لارڈ سالسبری نے اسپیریا کو بوسنیا اور ہرزیگونیا دلانے ہوئے کی تھی ' لیکن یہ بھی صرف اسلیے ہوگا کہ بموجب کسی خفیہ قرار داد کے جو شاید کامل پاشا کے ساتھہ ہو چکا ہے ' اسکے معاوضے میں

خیر ' جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ' لیکن نواب صاحب قبلہ کی تحریر میں یہ چند سطور پڑھکر ہمارے خیالات میں ایک سخت درد انگیز جنبش پیدا ہوگئی - نواب صاحب کی بھی وہ ذات خصائص ہیں ' جنکی وجہ سے ہم انکی عزت اپنے دل سے نہیں نکال سکتے ' اگرچہ انکی جناب میں بہت سی شکایتیں بھی رکھتے ہیں -

یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں ' تعلیم کے نظام و قواعد کیلیے کمبریج اور اکسفورڈ کے مراقبے و مشاہدے میں اس قدر استغراق و استہلاک کا دعوی ہے کہ ماسوا کی طرف نظر اٹھانے کی مہلت نہیں ' تعلیم و تربیت کے انقلاب کا اسدرجہ غل مچایا جاتا ہے کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا (۹۲ : ۱۹) اور پھر یونیورسٹی کے مناقب و فضائل کا ترکش جب خالی کیا جاتا ہے تو قوم کی جبینوں کو مجروح کرنے کیلیے سب سے بڑا تیر مذہب ہی کا ہوتا ہے ' لیکن باوجود اسکے کسی بندہ خدا کو اسکا خیال تک نہیں آتا کہ اگر یونیورسٹی مسلمانوں کیلیے بنائی جارہی ہے ' اور اگر اسلام ایک مذہب ہے ' جو بغیر اعمال کے قائم نہیں رہسکتا ' تو مسلمانوں کے عملاً مسلمان رہنے کے مسئلے پر بھی چند لمحے صرف کیے جائیں - لیکن ایسا کرے تو کون کرے ؟ علی گڈہ کالج کو یونیورسٹی بنایا جاے گا - یہی وہ تکمیل اسلام کا نصب العین ہے ' جسکا عہد وثیقاں علی گڈہ سے روز اول لیا جا چکا ہے ' پس یونیورسٹی کے یہ معنی ہیں کہ پہلے علی گڈہ کی ہر چیز کو ناپیے ' اور پھر اسقدر ہاتھ پھیلائیے کہ ہر شے موجودہ پیمایش سے دوگنی پیمایش کی ہو جاے - اور ترقی کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ' اسی پیمانے کو دوگنے سے تگنا ' اور تگنے سے چوگنا کرتے جاییے - آپ جس قدر بڑھتے جائیں گے ' ترقی بھی ہوتی جاے گی - پھر مذہب کے بارے میں علی گڈہ کی جو موجودہ پیمایش ہے ' وہ پیش نظر ہے ' اسی کو المضاعف کرکے ہم جب چاہیں یونیورسٹی کو بھی دیکھہ سکتے ہیں -

' ہمارے مخدوم مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی فرماتے ہیں کہ تم کالج کی مذہبی حالت کی نسبت " پایہ تحقیق سے گری ہوئی باتیں " لکھدیا کرتے ہو ' ہم نے عرض کیا تھا کہ جب خود ہی آپنے یہ داستان چھیڑدی ہے تو براہ کرم ذرا آگے بڑھیے ' اور ان جملوں پر لکیر کھینچ کر خاص طور پر توجہ بھی دلائی تھی ' لیکن آج کئی ہفتے گذر گئے کہ ایکے انتظار میں چشم براہ ہیں ' اب اسکے سوا کیا چارہ ہے کہ خود ہی آگے بڑھیں ' اور عجیب و غریب کمیٹی دینیات کے مندرجہ باتوں کو جانتے ہیں مگر نہیں بولتے ' انکو اب ایک مرتبہ پوری تفصیل و تشریح کے ساتھہ پیش کردیں -

کالج کے طلبا کی مذہبی حالت کی نسبت ابھی رہنے دیجیے ' سب سے پہلے ہمیں ان ارکان کالج کی نسبت " جو نمایاں طور پر سات کروڑ مسلمانوں کے نائب ہیں " یعنے اس اسلام کے پیرؤں کے ' جس نے پانچ وقت کی نماز پڑھنے کیلیے اور رمضان کا روزہ رکھنے کیلیے فرض کیا ہے ' چند تحقیق طلب باتیں دریافت کرنی ہیں -

ہم نے نماز روزے کا لفظ خاص طور پر اس لیے لکھدیا کہ آجکل کی تہذیب یافتہ سوسائٹی کیلیے ان لفظوں میں سب سے بڑی جزءہ ہے : و اذا نادیتم الی الصلوۃ ' اتخذوها هزوا و لعبا ' ذلک بانهم قوم لا یعقلون (۵ : ۶۳) ورنہ مقصود تمام مذہبی احکام و اعمال ہیں -

ہفتہ جنگ

جس وقت مسئلہ البوا سے یونان کی علحدگی کی خبر آئی ہے ' اسی وقت ہم کو خیال ہوا تھا کہ یہ ایک فرضی اختلاف ہے ' جو صرف اسلیے ہے کہ باب عالی سرویا اور بلغاریا کے تذلل و عاجزی سے زیادہ مغرور نہو جاے ' چنانچہ روزانہ ضمیمے میں اس تاربرقی کے نیچے یہ خیال ظاہر کر دیا تھا -

لیکن اب ایک تاربرقی میں خود لنڈن کے سیاسی حلقوں کا یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ یونان کی مخالفت کوئی اصلی مخالفت نہ تھی چنانچہ لنڈن کانفرنس میں وہ اپنے وکلا بھیج رہا ہے -

سرویا اور اسٹریا کا مسئلہ بدستور ہے - والنا سے ۷ - کی ایک تاربرقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سرویا نے کئی توپخانے دریاے ڈینیوب کے کنارے بھیجدیے ہیں ' جو رومانیا اور سرویا کا سرحدی حصہ ہے -

اسٹریا کے وزیر جنگ اور سپہ سالار فوج کا مستعفی ہوجانا بھی یقیناً اس مسئلے سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے -

البوا کے شرائط کی نسبت اور کوئی تفصیلی خبر نہیں آئی ' لیکن اب لنڈن کی کانفرنس میں صلح کی طیاریاں ہو رہی ہیں ' ترکی وکلا کا انتخاب ہوچکا ہے ' صالح پاشا وزیر بحری ' رشید پاشا وزیر زراعت ' نظامی پاشا سفیر جرمنی مقرر ہوئے ہیں ' اور بار بار بیان کیا گیا ہے کہ لنڈن میں کانفرنس کے انعقاد کیلیے خود دولت عثمانیہ نے راے دی تھی - اسلیے ' تاکہ انگلستان کی وزارت خارجہ کے صلاح و مشورے سے مستفید ہو !

لنڈن میں خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے بلقانی مقبوضات کا ترکی سے فیصلہ کرلیا جاے گا اور اسکے بعد باہمی حصے بخرے کی بحث شروع ہوگی ' اور یہ بات نہایت اہم ہے - کیونکہ بلقانی ریاستوں کی باہمی بہت جرئیے معاملات کے حصول میں خارج ہوئی ' اور ترکی کیلیے مفید ' تقسیم کی بحث کو پیچھے ڈالکر اس طرح اسکا دفعیہ جا رہا ہے -

۴ دسمبر تک ایڈریا نوپل کے اطراف میں جنگ جاری رہی ' اور اسی تاریخ کو البوا کے کاغذات پر دستخط ہوے ہیں - ناظم پاشا نے مکرر باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ ہم سب نے آخر دم تک لڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

---

یا للاسف و یا للعار !! لیکن ان تمام حالات کے اندر ہم جو کچھہ دیکھہ رہے ہیں ' اس پر بہت کم لوگوں کی نظر ہوگی -

جب طوفان آتا ہے ' تو آسمان پر بجلی چمکتی ہے ' اسمیں روشنی بھی ہوتی ہے ' لیکن اس روشنی کو کیا کیجئے جو اپنے عقب میں طوفان کی ایک سخت تاریکی رکھتی ہو ؟

ترکوں کے مقابلے میں قرن قلعسی کے قلعوں کے سامنے جو طوفان آیا تھا ' وہ خطرناک نہ تھا ' لیکن جو طوفان اب انگلستان کے نظارت خارجہ سے اٹھنے والا ہے ' اور جسکی بجلی صلح و التواے جنگ کی صورت میں چمک رہی ہے ' یہی ہے جو موجودہ شیطنت آباد یورپ کے سب سے بڑے شیطان کا تخت بچھاے گا - ہلاکت اور بربادی کے دیو اسکے نیچے سے نکلیں گے ' شرارت اور دسائس کے عفریت اسکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہونگے ' اسکے بعد بڑے ترس کی ایک بے ہودہ ہی البسل لاش ملکی حیات کی قبر سے اٹھکر آے گی ' ملک کی لعنت کا عصا اسکے ہاتھہ میں ہوگا ' عماری کے بوجھہ سے اسکی کمر جھک گئی ہوگی ' اور اس ہئیت مصنوع اور صورت

مصر کا دائمی اور مستقل قبضہ حاصل کر لیا جائے - لارڈ کچنر مصر میں جو کچھہ کر رہے ہیں ' وہ اس امر کا ثبوت بیں ہے کہ انگلستان اب مسئلہ مصر کا بہت جلد فیصلہ کر دینے کیلیے بیقرار ہو رہا ہے ' اگر پہلا نقشہ کامیاب ہوگیا ہوتا ' اور اٹلی طرابلس پر قابض ہو جاتی تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ' لیکن کامل پاشا کی بدولت اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے - حزب الوطنی پر پے در پے مقدمات ' اور بالآخر قومی جماعت کے آخری آرگن (العلم) کے بند کر دینے میں بھی بہت سی مصلحتیں مضمر ہیں -

---

"حق اخوت" یا حق جہاد ؟ ہم ان خیالات کو پچھلی اشاعت سے بھی پیشتر ظاہر کرنا چاہتے تھے ' مگر پھر اس خیال سے خاموش کردیا کہ وقت نازک ' اور جو کچھہ ہندوستان میں ہو رہا ہے بہت قیمتی ہے ' ممکن ہے کہ اس طرح کی اشاعت سے بعض غیر مستقل طبیعتیں افسردہ ہو جائیں - لیکن اب دیکھتے ہیں تو الحمد للہ اپنے اخوان ملت کے موجودہ جوش دینی اور غیرت ملی کو اس سے بدرجہا ارفع پاتے ہیں کہ وہ ان حالات سے متاثر ہو - مسلمانان ہند کو صرف اپنا فرض محسوس کرنا چاہیے - جو لوگ ترکوں کی مدد کو " حق اخوت " یا کسی اور ایسے ہی لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ' وہ درحقیقت سچ بولکر بھی سچ کو بالکل خالص رکھنا نہیں چاہتے -

بیشک ترک انسان ہیں اور بدر مظلوم ' پس دنیا میں ہر منصف اور نیک روح کیلیے انکی مدد انسانی ہمدردی اور نوع پرستی میں داخل ہے ' لیکن ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے لیے انکی مدد نہ تو محض حق اخوت ہے اور نہ محض انسانی ہمدردی ' بلکہ صریح اور بین طور پر " حق جہاد و قتال فی سبیل اللہ " ' ولو کرہ الکافرون ' و من تبعھم من المنافقین والمتفرنجین المارقین -

پس مسلمانوں کو صرف اس امر پر نظر رکھنی چاہیے کہ دنیا کا ایک اسلامی حصہ ہے ' جسپر صلیب برداروں نے (لعنھم اللہ) حملہ کر دیا ہے ' مسلمان مجاہدین کی ہزاروں لاشیں تڑپ چکی ہیں اور زخمیوں کی کثرت سے قسطنطنیہ کی مسجدیں تک بھر گئی ہیں ' ایسی حالت میں اسلام اسے اپنا حق طلب کرتا ہے ' اگر انہوں نے اس فرض کے انجام دینے میں ذرا بھی غفلت کی ' تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ کے آگے یہ عذر نہیں چلے گا کہ " کامل پاشا کی مغشوش پارٹی بر سر وزارت تھی ' اسلیے ہم ہزارہا مسلمان زخمیوں کی مدد سے باز رہے "

خطرہ مستقبل موجودہ حالات میں صرف دو صورتیں ہیں ' جنمیں امید کی جھلک پائی جاتی ہے ' یا قسطنطنیہ میں علم فوجی و ملی جوش و اضطرار کا ظہور ' اور جو نوجوان ترک کامل پاشا کے تسلط اور قید کرنے سے بچ رہے ہیں ' انکا خروج ' تاکہ وزارت میں تبدیلی ہو - قسطنطنیہ کی موجودہ حالت یہ ہے اکثر لیڈر گرفتار کرلیے گئے ہیں ' اخبارات بند ہیں ' اور " طنین " گو جاری ہے مگر قلم تعذیب کے زیر احتساب - وہ بطل دستور ' وہ قہرمان حریت ' وہ عزیمی النسل عظیم الشان عثمانی ' وہ قسطنطنیہ کا ایک ہی خادم ملت ' یعنی محمود شوکت پاشا ' معلوم ہوتا ہے کہ آجکل نہایت بیقرار ہے ' اور سعی و جہد سے غافل نہیں ' لیکن مخالفین کا استبداد و احاطہ مہلت کار نہیں دیتا - (المؤید) کا نامہ نگار [جسکے لیے یقیناً کامل پاشا سے بھی کوئی ماہوار رشوت کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے ' جس طرح مختار پاشا نے تیس پاونڈ مقرر کیے تھے ' اور جس کو حال کی ایک ملاقات میں کامل پاشا نے گرم قہوے کی پیالی دیکر ' اسکے اخبار کی ملت فروشی کے پارے کو انتہائی درجے تک چڑھا دیا ہے) خبر دیتا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبر آجکل زیر ریاست شوکت پاشا ایک نئی فوجی اور وقتی وزارت قائم کرنے کی فکر میں ہیں ' اور بہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ شوکت پاشا کی آمد و رفت ولی عہد سلطنت کے یہاں بہت بڑھی ہوئی ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ نسل اسلامی کا یہ سب سے بڑا سپاہی باوجود مخالفین کے استیلا و تسلط کے ' خدمت ملت سے دستکش نہیں ہوا ہے ' اور عجب نہیں کہ اللہ تعالی ایک ہیجان داخلی پیدا کر کے آمال مفسدین و خائنین ملت کو اُسکی دنع خیانت سے ویسی ہی سزا دلادے ' جیسی جولائی سنہ ١٩٠٧ ع میں دس دن تک ارتجاعی سرداروں کو دلائی تھی وما ذالک علی اللہ بعزیز -

اور یا پھر دول یورپ کے باہمی رقیبانہ تعلقات ' اسٹریا اور سرویا کی پیچیدگی ' اٹلی اور یونان کی کشیدگی ' اتحاد ثلاثہ کا ائتلاف ثلاثہ سے اختلاف ' اور جرمنی کا موجودہ رویہ ' امید دلاتا ہے کہ شاید یورپ کے چند ٹکڑوں پر اسلام کے گذشتہ قافلۂ حکومت کے جو دو آخری نقش قدم باقی رہگئے ہیں ' انکے مٹانے کی مہلت کچھہ دنوں کیلیے بڑھا دی جائے - اسٹریا کے وزیر جنگ کی تبدیلی اس امید کو قوی کرتی ہے اور عجب نہیں کہ اس ہفتے کے اندر ہی معاملات میں ایک تغیر عظیم ہو -

---

بقیہ سیاسی ڈاک

٩٠٠ - بلغاری مقتول اور بیشمار غنیمت

—*—

باب عالی اطلاع دیتی ہے کہ ہماری فوج کا دشمن کی فوج سے ایک موقع (یوریش) پر مقابلہ ہوا ' جسمیں ٩٠٠ بلغاری مارے گئے - غنیمت میں بیشمار بندوقیں اور بکثرت سامان غنیمت ہاتھہ آیا -

---

عثمانی بیڑے کی آتشباری

عثمانی جنگی جہاز جو چتلجا کے ساحل پر لنگر انداز ہیں ' دشمن کی اس فوج پر آگ برسا رہے ہیں ' جو ساحل کے قریب موجود ہے - کل توپوں کی شدت آتشباری سے مجبور ہو کر دشمن کی فوج ١٠ میل شمال کی طرف فرار کر گئی -

---

ناموران عروۂ بلقان

آئندہ نمبر سے " ناموران عروۂ طرابلس " کی طرح " ناموران عروۂ بلقان " کا باب بھی شروع کردیا جائیگا ' چونکہ اب تک جنگ کے تفصیلی حالات نہیں آئے ہیں ' اسلیے عام خبروں اور عربی مراسلات کے تراجم کے سوا مخصوص طور کا کوئی مضمون نہیں لکھا جا سکا -

---

کوئی خبر نہیں

اس ہفتے کوئی خاص تار دفتر میں نہیں پہنچا لیکن قسطنطنیہ کے عام قومی آراؤ رجحان کی تحقیق کیلیے ہم تار روانہ کر چکے ہیں -

یا للعار !!!

این شرف الاسلام ؟ واین مجد المسلمین ؟ هل فقد المسلمون کل ذالک ؟ ام علی قلوب اقفالها ؟ ؟

طرابلس کی مسجد کے منارہ پر ایک اٹالین سپاهی چڑھ گیا ہے، تاکہ شہادت گاہ توحید پر صلیب کا علم نصب کرے

— * —

الله الله ایها المسلمون !!

هل بعد هذا الذل تسکنون ؟ وای عیش بعده تطلبون ؟ وعلی ای شی تحافظون ؟
" فبای حدیث بعده تؤمنون " ؟ ؟ ؟

— * —

اصابها العین فی الاسلام فامتحنت * حتی خلت منه اقطار و بلدان
تبکی الحنیفیة البیضاء من اسف * کما بکی لفراق الالف هیمان
علی دیار من الاسلام خالیة * قد اقفرت و لها بالکفر عمران
حتی المحاریب تبکی وهی جامدة * حتی المنابر ترثی وهی عیدان
الا نفوس ابیات لها همم * اما علی الدین انصار واعوان ؟
لمثل هذا یذوب القلب من کمد * ان کان فی القلب اسلام و ایمان

— * —

طرابلس کی جامع مسجد کے محراب و منبر، جہاں صدیوں سے "اللہ اکبر" کی صدائے توحید بلند تھی، اور جہاں صفوف صلوۃ و دعا کی جگہ ملعون صلیب پرستوں کے بوٹوں کا گرد و غبار اڑ رہا ہے !!

ہر تاریکی جو روشنی کو چھپانا چاہتی ہے، ہر سیاہی جو سفیدی کے مقابلے میں ہے، ہر تمرد و سرکشی جو اطاعت الٰہی کی ضد ہے، اور ہر وہ شے جو حقیقت اسلامی سے خالی ہے، یقیناً کہ شیطان ہے اور دنیا کی ہر لذت، اور ہر راحت، جسکا انہماک اس درجہ تک پہنچ جائے کہ وہ حقیقت اسلامی کے انقیاد پر غالب آجائے، شیطان کی ذریت میں داخل، پس آپکے وجود کی نسبت کیوں سوچتے ہو کہ وہ کیسا ہے اور کہاں ہے؟ اسکو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھہ کر کیا رہا ہے؟ - (مسیح) نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کرسکتا، اور قرآن کریم کہتا ہے کہ:

ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ (۳۳ : ۴)

اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں - بلکہ دل ایک ہی ہے -

پس ایک دل کے سر بھی دو چوکھٹوں پر نہیں جھک سکتے، اور دنیا میں دل ہی ایک ایسا جوہر ہے، جسکی تقسیم نہیں ہوسکتی - یا وہ قوت شیطانی کا مطیع و منقاد ہوگا، یا قوت رحمانی کا - یا وہ شیطان کا عبادت گذار ہوگا، یا خدائے رحمان کا - اور عبادت و پرستش سے مقصود یہی نہیں ہے کہ پتھر کا ایک بت تراش کر اسکے آگے سر بسجود رہو - یہ تو وہ ادنیٰ شرک ہے، جس سے قریش مکہ کا خیال بھی بلند تھا - بلکہ ہر وہ انقیاد، ہر وہ سخت و شدید انہماک، اور ہر وہ استغراق و استیلا، جو حقیقت اسلامی کے انقیاد اور محبت الٰہی پر غالب آجائے اور تم کو اسطرح اپنی طرف کھینچنے کہ جسکی طرف تمہیں کھنچنا تھا، اسکی طرف سے گردن موڑ لو، در حقیقت وہی تمہاری پرستش و عبادت کا بت ہے اور تم اسکے بت پرست، اور اصلی و حقیقی شرک کے مشرک - یہی سبب ہے کہ حقیقت شناسان توحید نے فرمایا: من شغلک عن اللہ فہو صنمک، و من الہاک فہو مولاک (جس چیز نے تم کو اللہ سے الگ کر کے اپنی طرف متوجہ کرلیا، وہی تمہارے لئے بت ہے، اور تم اسکے پوجنے والے ہو) - خواہ وہ جنت کی ہوس اور حور و قصور کا شوق ہی کیوں نہو؟ (رابعۂ بصریہ) سے جب پوچھا کہ: ما الشرک؟ شرک کی حقیقت کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ طلب الجنۃ، و اعراض عن ربہا - جنت کی طلب کرنا، اور مالک جنت کی طرف سے غافل ہوجانا! یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے ہوائے نفس کو معبود و الٰہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے:

افرایت من اتخذ الہہ ہواہ؟ ( )

کیا تم اس گمراہ کو نہیں دیکھتے، جس نے اپنی ہوائے نفس کو معبود بنالیا ہے؟

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح تر کر دیتی ہے سورہ یاسین کی وہ آیت، جبکہ فرمایا کہ:

الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان، انہ لکم عدو مبین، و ان اعبدونی ہذا صراط مستقیم! (۳۶ : ۶۰)

کیا ہم نے تم سے اے اولاد آدم؟ اسکا عہد نہیں لے لیا تھا کہ شیطان کی پوجا سے باز رہو، کیونکہ وہ تمہارا ایک کھلا دشمن ہے اور صرف ہماری ہی عبادت کرو کہ یہی ہدایت کی حقیقی راہ ہے؟

یہاں شیطان کی اطاعت کو بندگی اور عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا، اور عبادت الٰہی کے اس عہد و میثاق کو یاد دلایا، جو "الست بربکم" کے سوال کے جواب میں تمام بنی آدم سے لیا جا چکا ہے - پس حقیقت اسلامی یہ چاہتی ہے کہ انسان قوت شیطانی سے باغی ہوکر صرف خدا تعالیٰ کا ہو جائے، اور اسکے آگے سر انقیاد جھکا کر اپنے "میثاق بلیٰ" کی تجدید کرے - تاکہ وہ اللہ کا بندہ ہو، اور اللہ کا بندہ وہی ہے جو شیطان کا نہیں ہے:

ان "عبادی" لیس لک علیہم سلطان وکفی بربک وکیلا (۱۷ : ۶۷)

خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ جو "میرے بندے" ہیں، ان پر تیری حکومت نہیں چلنے کی - اور خدا اپنے بندوں کی کارسازی کیلیے بس کرتا ہے -

یہاں ان بندگان مخلصین کو جو شیطان کے اثر و استیلا سے محفوظ ہیں، خدا نے اپنی صرف نسبت دی کہ "ان عبادی" جو لوگ میرے بندے ہیں، حالانکہ کون ہے جو اسکا بندہ نہیں ہے؟ مگر مقصود یہ تھا کہ میرے بندے تو وہی ہیں، جو صرف میرے لیے ہیں، لیکن جنہوں نے میرے آگے جھک کر، پھر اپنے سر کو دوسری چوکھٹوں پر بھی جھکا دیا ہے، تو در اصل انہوں نے بندگی کا رشتہ کاٹ دیا - گو وہ میرے تھے، لیکن اب میرے باقی نہیں رہے، کیونکہ انہوں نے توحید محبت کو شرکت غیرے محفوظ نہیں رکھا [افسوس کہ یہ موقعہ اس بیان کی تشریح و تفصیل کا مقتضی نہیں، اور مطالب اصلی منتظر رجوع]

رجوع الی المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ہیں کسی چیز کے حوالہ کردینے، دے دینے، اور گردن رکھدینے کے، اور یہی حقیقت دین اسلام کی ہے کہ انسان اس رب الارباب کے آگے اپنی گردن رکھدے، اور اس انقطاع اور انقیاد حقیقی کے ساتھہ، گویا اس نے اپنی گردن اسکے سپرد کردی اور کوئی حق و ملکیت اور مطالبہ اسکا باقی نہیں رہا - اب وہ اپنی کسی شے کا، خواہ وہ اسکے اندر ہو یا باہر، مالک نہیں رہا، بلکہ ہر شے اسی قوت الٰہیہ کی ہوگئی، جسکا نام "اسلام" ہے -

مہالک و خطرات حیات

انسان کے اندر اور انسان کے باہر، سیکڑوں مطالبات ہیں، جو اسکو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں - اسکے اندر سب سے بڑے مظہر ابلیس، یعنے نفس کی قوت قاہرہ کا دست طلب بڑھا ہوا ہے، اور وہ ہر دم اور ہر لمحے اسکی ہر شے کو اس سے مانگ رہا ہے تاکہ اسکو خالی جگہہ اپنا بنا لے - باہر دیکھتا ہے تو معدیات دنیوی اور مہالک حیات کے دام قدم قدم پر بچھے ہوے ہیں، اور جسطرف جاتا ہے، اس سے اسکا قلب و دماغ مانگا جاتا ہے تاکہ اسے خدا سے چھین لیں - حوادث اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ اقدامات کی موجوں نے اسکے دماغ کا محاصرہ کرلیا ہے، اور آزمایشوں اور امتحانوں کی کثرت سے اسکا ضمیر اور دل ایک دائمی شکست سے معذور ہے - اہل و عیال، عزت و جاہ، مال و دولت کے "قناطیر مقنطرہ" اور تمام وہ چیزیں، جنکو قرآن زینت حیات دنیا سے تعبیر کرتا ہے، اسکے کمزور دل کیلئے اپنے اندر ایک ایسی پرکشش سوال رکھتی ہیں، جسکو رد کرنا اسکے لیے سب سے بڑی آزمایش ہو جاتا ہے:

زین للناس حب الشہوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرۃ من الذہب و الفضۃ والخیل المسومۃ والانعام و الحرث - (۳ : ۱۲)

انسان کی حالت اس طرح کی واقع ہوئی ہے، کہ اسکے لیے دنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً اہل و عیال، سونے چاندی کے ڈھیر، عمدہ گھوڑے، مویشی اور کشت کاری میں بڑی دلبستگی ہے -

پس انقیاد اسلامی کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی جنس دل و جان کے بہت سے خریدار نہ بنالے، بلکہ ایک ہی خریدار سے معاملہ کرلے - وہ ان تمام مانگنے والوں سے جنکے ہاتھہ اسکی طرف بڑھے ہوے ہیں، اپنے تئیں بچالے، اور اس ایک ہاتھہ کو دیکھے، جو باوجود اسکی طرح طرح کی بے وفائیوں کے پھر بھی وفائے محبت کے ساتھہ اسکی طرف بڑھا ہوا ہے، اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ہی ناقص اور خراب کر دیا ہو، لیکن پھر بھی بہتر سے بہتر

١١ دسمبر ١٩١٢

عید اضحی

اللہ اکبر ! اللہ اکبر ! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر !
اللہ اکبر وللہ الحمد ! !

◄ (٤) ►

اسوۂ ابراہیمی و حقیقت اسلامیہ' جہاد فی سبیل اللہ و دعا ب الی اللہ ۔

— * —

فلما اسلما وتلہ للجبین ' ونادیناہ ان یا ابراہیم ' قد صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین ' ان ھذا لھو البلاء المبین ' وفدینا بذبح عظیم ' وترکنا علیہ فی الآخرین ' سلام علی ابراہیم
(٣٧ : ١٠٣)

— * —

خلافت انسانی اور حقیقت اسلامی ۔

اور یہی وہ عہد و میثاق عبودیت تھا ' جسکا اقرار صحبت ازل کے ہر جرعہ نوش جام " بلی " سے لیا گیا ' اور حقیقت اسلامی کی محبوبیت اولی نے سب کی زبان سے بے اختیارانہ اقرار انقیاد کرا لیا

و اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم ذریتھم و اشھدھم علی انفسھم : الست بربکم ؟ قالوا بلی ! (٧ : ١٧١)

اور وہ وقت یاد کرو ' جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اسکی ذریت کو (بصورت نطفۂ اولی) نکالا اور انکے مقابلے میں خود انہی سے شہادت دلا دی ۔ اسطرح ' کہ ان سے پوچھا ' کیا میں تمہارا آمر و حاکم اور رب الارباب نہیں ہوں ؟ سب نے اطاعت کے سر جھکا دیے کہ بیشک ' تو ہی مستحق اطاعت ہے ۔

اور اسی حقیقت اسلامی کے سر جھکانے کا نتیجہ وہ سربلندی ہے ' جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیہ میں حاصل ہے ' اور جسکی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کا مظہر ' اور زمین پر اسکا خلیفہ قرار پایا ۔ اس نے جب اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا ' تو اللہ نے ان تمام مخلوقات ارضیہ کو ' جنکے سر اسکے آگے جھکے ہوے تھے ' حکم دیا کہ اس جھکنے والے کے آگے تم بھی جھک جاؤ ' کہ من تواضع للہ ' رفعہ اللہ

ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات (١٧ : ٨٣)

اور ہم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انسانی کو اور تمام خشکی اور تری کی چیزوں کو حکم دیا کہ اسکے مطیع ہو جائیں ' اور اسکو اٹھا لیں ' اور اسکے لیے دنیا میں بہترین اشیا پیدا کر دیں ۔

حقیقت اسلامیہ کا ضد حقیقی یا قوت شیطانی

کائنات کی ہر مخلوق نے اس حکم کی تعمیل کی ' کیونکہ انکے سر تو اسکے آگے جھکے ہوے تھے ' پر ایک شریر ہستی تھی ' جس نے غرور و تکبر کے ساتھہ کفر کا سر اٹھایا ' اور انسان کی اطاعت سے انکار کر دیا :

و اذ قال ربک للملائکۃ اسجدوا لآدم ' فسجدوا الا ابلیس ' ابی و استکبر ' و کان من الکافرین (٢ : ٣٢)

اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو حکم دیا کہ نوع آدم کے آگے اطاعت کے سر جھکا دو ' تو سب جھک گئے مگر ایک ابلیس تھا ' جس نے انکار کیا اور کبر و غرور کا سر اٹھایا ' اور وہ یقیناً کافروں میں سے تھا ۔

" وکان من الکافرین " کیونکہ اسلام کے معنی جھکنے کے ہیں ' اور کفر نام ہے سرکشی کا ۔ " ابلیس " نے جھکنے سے انکار کیا اور سرکشی کا سر اٹھایا ' پس " وہ ضرور کافروں میں سے تھا " ۔

یہی ایک شریر طاقت ہے ' جو تمام سرکشیوں اور ہر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے ' یہی وہ تاریکی کا اہرمن ہے جو یزدانی نور و ضیاء کے مقابلے میں اپنے تئیں پیش کرتا ہے ' یہی وہ قہرمان ضلالت ہے ' جو انسان کے پاؤں میں اپنی اطاعت کی زنجیریں ڈالکر اسکو اسلامی اطاعت سے باز رکھتا ہے ' یہی وہ ابو الکفر ہے ' جسکی ذریت انسان کے اندر اور باہر ' دونوں میں پھیلی ہوئی ہے ' اور جو جب چاہتا ہے ' انسان کے مجراے دم کے اندر پہنچکر اپنی ضلالت کے لیے راہ پیدا کر لیتا ہے ' اور یہی وہ اسلام کی حقیقت کا اصلی ضد ' اور اسکی قوت ہدایت کا قدیمی دشمن ہے ' جس نے اپنے کفر کے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ :

قال ارایتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا (١٧ : ٦٥)

شیطان نے آدم کی طرف حقارت کے ساتھہ اشارہ کر کے کہا کہ یہی ہے جس کو تو نے مجھہ پر فوقیت دی ہے ۔ لیکن اگر تو مجھکو روز قیامت تک مہلت دے ' تو میں اپنی قوت ضلالت سے اسکی تمام نسل کو تباہ کر دوں ' البتہ وہ تھوڑے سے لوگ ' جن پر میرا جادو نہ چلے گا ' میری حکومت سے باہر رہجائیں گے ۔

لیکن خدا تعالے نے یہ کہکر جھڑک دیا کہ

اذھب فمن تبعک منھم ' فان جہنم جزاؤکم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منھم بصوتک ' واجلب علیھم بخیلک ورجلک ' وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم ' وما یعدھم الشیطان الا غرورا (١٧ : ٦٦)

جا دور ہو ! جو شخص نسل آدم میں سے تیری متابعت کرے گا ' اسکے لیے اور تم سب کیلیے عذاب جہنم کی پوری پوری سزا ہوگی ۔ ان میں سے جس جس کو تو اپنی پر فریب صداؤں سے بہکا سکتا ہے ' بہکالے ' ان پر اپنی فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کر دے ' انکی مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک ہو کر اپنا ایک حصہ لگالے ' اور ایسے جتنے جھوٹے وعدے کر سکتا ہے کر لے ' شیطان کے وعدے محض دھوکے اور فریب سے زیادہ نہیں ہیں ۔

پھر یہی ہے جس کو خواہ تم اپنے سے خارج دیکھو ' خواہ خود اپنے اندر تلاش کرو ' اسکے حکم ضلالت نے احکام دونوں جگہہ جاری ہیں ۔ وہ کبھی تمہاری رگوں کے اندر کے خون میں اپنی دریاب کو آباد دیتا ہے تاکہ تم پر اندر سے حملہ کرے ' کبھی باہر سے آکر تمہارے دماغ وحواس پر قابض ہو جاتا ہے تاکہ تم کو اپنے آگے جھکا کر خدا کے آگے جھکنے سے باز رکھے ۔ وہ کبھی تمہارے مال ومتاع میں ' کبھی محبت اہل و عیال میں ' اور کبھی عام محبوبات ومرغوبات دنیویہ میں شریک ہو جاتا ہے ' اور اسطرح تمہاری ہر شے خدا کی جگہہ اسکے لئے ہو جاتی ہے ۔ تم چلتے ہو تو اسکے لیے ' کھاتے ہو تو اسکے لیے ' اور پہنتے ہو تو اسکے لیے ' حالانکہ حقیقت اسلامی چاہتی ہے کہ تم جو کچھہ کرو خدا کے لیے کرو ۔

مراسلات

فکاہات

خطاب

به رائٹ انریبل سید امیر علی

احساس چلتے وقت مروت سے دور تھا
اس وقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

ہر چند لیگ کا نفس واپسیں ہے اب * اس ہستی دو روزہ پہ جسکو غرور تھا
وہ دن گئے کہ نکتہ کو کہتے تھے حرم * وہ دن گئے کہ خاک کو دعوائے نور تھا
وہ دن گئے کہ شان غلامی کے ساتھ بھی * ہر بوالہوس جہان سیاست میں چور تھا
وہ دن گئے کہ "شارع اول" کا حرف حرف * ہم پایۂ کلام سکندری طور تھا
وہ دن گئے کہ مہدئ آخر زماں کے بعد * گویا کہ اب امام زماں کا ظہور تھا
اب معترف ہیں دیدہ وران قدیم بھی * اس نقش سیمیا میں نظر کا قصور تھا
اس دست مرتعش میں نہ تھی قوت عمل * اینک کاسۂ تہی نہ سر پر غرور تھا
یہ لمعۂ سراب، نہ تھا چشمۂ بقا * نہ تیرگی تھی، جسکو سمجھتے تھے نور تھا
آئین بندگی میں تملق کی شان تھی * اخلاص و صدق، شائبۂ مکر و زور تھا
ان کی دکان کی وہ ہوا، اب اُکھڑ چلی * جن کے گھروں میں جنس وفا کا وفور تھا
اب یہ کھلا کہ واقف سر تھا اسی قدر * جو جس قدر مقام تقرب سے دور تھا
ہر دم برادران وطن کی برائیاں! * ظاہر ہوا، کہ مقصد ارباب زور تھا
سب مٹ گیا سیاست سی سالہ کا طلسم * اک ٹھیس سی لگی تھی کہ وہ شیشہ چور تھا

* * *

لے دے کے رہ گیا تھا سہارا بس آپ کا * یہ جسم مردہ منتظر نفخ صور تھا
امید تھی کہ انکے بدل جائیں گے اصول * مٹ جائیگا نظام میں جو کچھ فتور تھا
ہو گی کچھ اب نظام حکومت پہ گفتگو * جس دن کا منتظر کہ ہر اک با شعور تھا
دینگے برادران وطن کو پیام صلح * آویزش عدث سے ہر اک دل نفور تھا
یہ کیا ہوا کہ آپ نے بھی بیعت ہی کی؟ * کیا آپ کو بھی راز نہان پر عبور تھا؟
یا یہ سبب ہوا کہ پرا گندہ تھا مزاج * اربکۂ "آستانہ" میں شور دشور تھا؟

ممکن ہے اور بھی ہوں کچھ اسباب ناگزیر
یہ سب سہی، پہ آپ کو آنا ضرور تھا

(وصاف)

احیاء دعوت قرآنی و مقتضیات حالیہ

— * —

از مولانا ثنا محمد صاحب امرتسری مصنف حقیقت اسلام وغیرہ

جناب مولانا وبالفضل اولانا دام مجدکم - السلام علیکم - کل میں نے آپکے رسالہ الہلال کا اقتباس اخبار وکیل مطبوعہ ۲۶ ماہ رواں میں پڑھا اور از حد مسرور ہوا - مزید اشتیاق میں دفتر وکیل میں اصل الہلال کو دیکھے گیا اور دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے سبحان اللہ اور صل علی نکل گیا - آپ نے مسلمانوں کی ایک اشد ضرورت ہی کو پورا نہیں کیا، بلکہ ایک سچے اور صحیح اصول پر چلنے کی انکو رہنمائی کی - خدا آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے پرچہ کی عمر دراز ہو -

قیمت دیکر خرید نے کیلئے موجود ہے ' اور صداے محبت " من تقرب الی شبرا ' تقربت الیہ ذراعا " (۱) سے ہر آن و ہر لمحہ عشق نواز ہر قلب مشتاق ہے - یہ خواہ کتنی ہی پیمان شکنیاں کرے ' لیکن وہ اپنا عہد محبت آخر تک نہیں توڑتا کہ یا ابن آدم ! لو بلغت عنان السماء ثم استغفرتنی ' لغفرت لک (۲) اور جسکی وفاے محبت کا یہ حال ہے کہ خواہ تم تمام عمر اپنے سے کتنا ہی روٹھا ہوا رکھو ' لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھی سفارش کے لیے ساتھ لیجاؤ تو وہ پھر بھی منے کیلیے طیار ہے - اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو ' لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھکر تمھیں لینے کیلیے منتظر ہے " الا طال شوق الابرار الی لقائی ' وانا الیہم لاشد شوقا (۳) ولنعم ما قیل

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبر اند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

جسکا دروازۂ قبولیت کبھی بند نہیں ' اور جسکے یہاں مایوسی سے بڑھکر اور کوئی جرم نہیں ۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ؛ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ' انہ ھو الغفور الرحیم ۔ (۳۹ : ۵۴)

اے وہ میرے بندو ! کہ گناہوں میں ڈوب کر تم نے اپنے نفوس پر سخت زیادتیاں کی ہیں ' خواہ تم کیسے ہی غرق معصیت ہو ' مگر پھر بھی اُس مغفرت فرما کی رحمت سے نا امید نہو - یقیناً وہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردیگا ' بیشک وہی درگذر کرنے والا ہے اور اسکی بخشش رحم عام ہے -

با گنہ‌کاراں بگویم تا نگہدارند دل
من وفاے دوست را در بے وفائی یافتم

(٤)

اب اسقدر توطیۂ و تمہید کے بعد قرآن کریم کی طرف رجوع کرو کہ وہ اسی حقیقت اسلامی کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں ؟ اول تو حرف لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کیلیے کافی ہے ' لیکن اگر کافی نہو ' تو جس قدر کہہ چکا ہوں ' اس سے زیادہ کہنے کیلیے ابھی باقی ہے -

قرآن کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے ' غور کیجیے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معنی ثابت نہونگے '

ومن یسلم وجہہ الی اللہ وھو محسن ' فقد استمسک بالعروۃ الوثقی (۳۱ : ۲۱)

اور جس کسی نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا (یا اپنی گردن اللہ کے حوالے کردی) اور اعمال حسنہ انجام دے ' تو بس دین الہی کی مضبوط رسی اسکے ہاتھہ آگئی -

ایک دوسری جگہہ فرمایا -

ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وھو محسن (۴ : ۱۲۴)

اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا (یا اللہ کے لیے حوالے کردیا) اور اعمال حسنہ انجام دیے ؟

سورۂ آل عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کی حقیقت کی تفصیل و تشریح کیلیے ایک جامع ترین آیت ہے ' اسلام کا ذکر کرتے ہوے فرمایا

ان الدین عند اللہ الاسلام (۳ : ۲۲)

دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے -

پھر اسکے بعد کہا

وان حاجوک ' فقل اسلمت وجہی للہ ومن اتبعنی ' وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم ؟ فان اسلموا ' فقد اھتدوا ' وان تولوا ' فانما علیک البلاغ ' واللہ بصیر بالعباد (۳ : ۱۸)

اور اگر منکرین اس بارے میں تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیرؤں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے - اور پھر یہود و نصارا اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھی اسکے آگے جھکے یا نہیں ؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنے مسلم ہوگئے) تو بس انہوں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے گردنیں موڑ لیں ' تو وہ جانیں ' اور انکا کام جانے - تمہارا فرض تو حکم الہی پہنچا دینا تھا ' اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھہ رہا ہے -

اسی طرح ایک دوسری جگہہ تعلیم فرمایا کہ کہو '

وامرت ان اسلم لرب العالمین - (۱۴ : ۶۸)

اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہہ پھیر کر اسکے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے -

اسلام کے مقابل " ولی " اور " تولی "

یہی وجہہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر جگہہ اسلام کے ساتھہ ' منکرین اسلام کیلیے " ولی " اور " اعرض " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ' " ولی عن الشی " کے معنے لغت میں " اعرض " کے ہیں اور " تولی عنہ " ای " اعرض عنہ " ہر جگہہ پائیگے ' یعنے کسی چیز کی طرف سے منہ موڑ لینا ' اور گردن پھیر لینی —

واذا تتلی علیہم ایاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعہا (۳۱)

اور جب ان میں سے کسی منکر کو قرآن کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ہیچداں غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چل دیتا ہے -

اسی طرح اور سینکڑوں مقامات میں فرمایا ' " فان تولوا ' فقل حسبی اللہ " اگر وہ تمہاری طرف سے گردن پھیر لیں تو کہدے کہ مجھکو خدا بس کرتا ہے - " ولوا علی ادبارھم نفورا " جب کفار کے آگے ذکر الہی کرو تو وہ پیچھے کی طرف منہ موڑ کر نفرت کناں چل دیتے ہیں -

چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر کا جھکا دینا ' اور اپنی گردن سپرد کر دینا ہے ' اسلیے اس سے انکار کو ہر جگہہ " تولی " اور " اعرض " سے تعبیر کیا گیا -

کذالک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون - فان تولوا فانما علیک البلاغ المبین (۱۶ : ۸۳)

اور اسی طرح اللہ اپنی نعمتیں تم پر پوری کرتا ہے تاکہ تم اسکے آگے جھکو ' اور اے پیغمبر ! اگر باوجود اسکے بھی لوگ گردن نہ جھکائیں ' تو تمہارا فرض تو صرف حکم الہی پہنچا دینا ہی ہے -

(۱) صحاح کی مشہور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالے انسان کو مخاطب کرکے فرماتا ہے " جو شخص میری طرف ایک بالشت بھر بڑھے گا ' میں ایک گز بڑھکر اس سے ملونگا (۲) اے ابن آدم ! اگر تیرا گناہ اسقدر بڑھجاے کہ زمین سے لیکر آسمان تک اسکا ایک سلسلہ بن جاے ' لیکن پھر بھی اگر تو توبۂ و انابت کا سر جھکائیگا ' تو مایوس نہو کہ میں تجھے بخشدونگا ۔

(۳) یعنے میرے دیدار کیلیے میرے مشتاقوں کا شوق بڑھا ہوا ہے حالانکہ میں انکے لیے ان سے زیادہ مشتاق ہوں - (صاحب فردوس نے ابی درداء کی روایت سے اس حدیث قدسی کو لکھا ہے ' اور پھر امام غزالی احیاء میں لائے ہیں ' لیکن احادیث کے بارے میں امام صاحب کی بے احتیاطیاں جس حد تک پہنچی ہوئی ہیں ' ارباب نظر سے مخفی نہیں - مجھے یہ حدیث لکھتے وقت یکایک یاد آگئی اور دوسری مطلب سے بے اختیار ہو کر لکھہ گیا ' لیکن اب کہ پروف دیکھہ رہا ہوں ' ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس حدیث کو بلحاظ معنی کے لکھا ہے نہ بلحاظ الفاظ - چونکہ اسکا مطلب مشہور حدیث صحیح " من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً " کے بالکل مطابق ہے ' اسلیے اسکا ذکر احتیاط محدثین کے منافی نہیں -

انگلستان اور اسلام

— * —

ایک محرم سیاست (مسٹر بلنٹ) کا انکشاف حقیقت
اور الہلال کے قیاسات و آرا کی توثیق

(۲)

ایک مسیحی صوبے کا کسی حکومت مسیحی کو واپس ملجانا جائز سمجھا جاسکتا ہے ' نہ کہ ایک ایسے صوبہ کا ' جو خالص اسلامی ہو ' اور جسکو دشمنان اسلام ابھی تک فتح نہ کرسکے ہوں ' جسمیں بہادر عرب غیر مسلموں کے خلاف اب تک جہاد فاتحانہ میں مشغول ہوں ' جسکے باشندے ایمان کی خاطر اپنے عزیز خون سے سر زمین وطن کو تر کر رہے ہوں ' اور جو ابھی تک دشمن کے مقابلے میں بے خوف و خطر اسلحہ بلند کیے ہوے ہوں - ایسی ذلت کی مثال تاریخ سلطنت عثمانیہ میں نہیں ملسکتی ' بلکہ میں کہونگا کہ انگلستان کی شہنشاہی مشرقیہ میں بھی ' جسکو دس کروڑ مسلمانوں پر فرمانروائی کا فخر حاصل ہے ' ایسی ذلت کی مثال کا پتہ نہیں چل سکتا - فوری نتیجہ جو کچھہ ہوگا ' اسکی نسبت پیشین گوئی شاید خطرناک ہو ' مگر ایک بات ہم ضرور دیکھہ لینگے کہ حکومت انگریزی طرابلس میں اپنا منشاء پورا کرلینے کے بعد اپنی بد خواہی اسلام کا رخ دوسری جانب پھیر دیگی ' جسکا اظہار سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے لگانیکی صورت میں ہوگا - سر اڈورڈ گرے باتفاق ایم سازانوف سلطان کو مقدونیہ اور دیگر بقیہ یورپین صوبجات کی تقسیم کی ترغیب دینگے اور ریاستہاے بلقان سے بھی صلح کرانیکی کوشش کرینگے - اگر سلطان کو بر طانیہ کی صلاح ماننے سے انکار ہوگا ' تو انگریزی دباؤ سے کام لیا جائیگا اور انگریزی بیڑہ جو اطالیہ کے خلاف متحرک نہیں ہوا تھا ' ترکی کے مقابلہ پر روانہ ہوجائیگا اور یہ سب کچھہ " امن مقدس " کے قیام کیواسطے عمل میں لایا جائیگا - نیز دردانیال پر جہازکشی کا یہاں تک زور ڈالا جائیگا کہ ترکی بیڑہ حوف زدہ ہو کر جنگ میں موثر خدمت انجام نہ دیسکیگا - کامل پاشا طرفدار صلح ہوگا ' نتیجہ ایک ذلت آمیز حوالگی ہوگی ' اور سلطان اپنے بے ایمان وزیر کے دھوکے میں آکر صلح کرلینگے ' جسکے بعد ان ... یورپین مقبوضات میں سے انکے زیر فرمان صرف قسطنطنیہ اور ا... قطعہ ملک باقی رہجائیگا ' جسمیں ممکن ہے ' کہ دردانیال بھی بایں شرط داخل ہو ' کہ روس اپنا بیڑہ جب چاہے وہاں سے گذار سکے -

صرف یہی نہوگا ' بلکہ ہمارے دفتر خارجیہ اور کامل پاشا کے درمیان یہہ طے ہو چکا ہے کہ اگر کامل پاشا برسر وزارت رہیگا تو وہ انگریزی قبضۂ وادی نیل کو (مقبوضات خدیویہ کا انگلستان کو دوامی ٹھیکہ دلاکر) باضابطہ بنادیگا - آئندہ وہاں سلطان کی شہنشاہی براے نام رہیگی ' خراج ملتا رہیگا ' لیکن انگلستان کو مقبوضات خدیویہ پر حکمرانی کرنیکے لیے فوجی قبضہ اور کلیۃً انتظامی اقتدار کا حق حاصل ہو جاے گا - اس تجویز سے خدیو معظم نے اپنی براے نام حکومت کے جاری رکھنے اور کسیقدر ذاتی اختیارات حاصل ہونے کے وعدے پر اتفاق کر لیا ہے - اب خدیو بھی آئندہ مثل نوابان ہند کے ظاہری عظمت و شان تو رکھتے ہونگے ' لیکن فی الحقیقت انگلستان کے غلام ہونگے ' اور ایسے معاہدہ جس پر سلطان سے دستخط لیے جائیں گے ' حقیقی حکومت و اختیارات قانون ' حکومت برطانیہ کو منتقل ہو جاے گا - جب یہ سب کچھہ ہو لیگا تو مصر کی براے نام ایک کمیٹی جسکا نام مجلس النواب ہوگا ' قائم کیجائیگی - اور اس طریق پر ترکوں کی افریقی شہنشاہی کی تدریجی تقسیم درجۂ تکمیل کو پہنچائی جائیگی -

تاہم اس تجویز کی تکمیل کا کچھہ حصہ ترکوں کی فتوحات بلقان پر ' اور کچھہ نوجوان ترکوں پر منحصر ہے کہ وہ کامل پاشا کی وزارت کے اجرا کو پسند و برداشت نہ کریں - جو کچھہ مصر میں ہونے والا ہے ' وہ بھی مصریوں کے حب وطن اور قوت ملی پر موقوف ہے -

محض کیفیت بیان کردینے سے زیادہ میں اسوقت اور کچھہ کہنا نہیں چاہتا - صورت معاملات کی تبدیلی کا دار و مدار فتوحات ترکی پر ہے - اگر اسلحۂ عثمانی کو شکست نصیب ہوئی ' تو وادی نیل میں بھی بقیۃ السیف اسلامی آزادی کا خاتمہ ہے -

تتمہ

اثناے تحریر میں اخبار ڈیلی میل نے اپنے ایک نامہ نگار قسطنطنیہ کی سلطان سے ملاقات کا حال شائع کیا ہے ' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کامل پاشا نے سلطان کو حالت انگلستان و دفتر خارجیہ کے دوستانہ رخ کی نسبت کس امیدگی کے ساتھہ دھوکا دیا ہے ؟ چنانچہ وہ لکھتا ہے :

" جلالتماب سلطان المعظم نے فرمایا ' کل مجھسے کامل پاشا نے بیان کیا ہے کہ اس جنگ میں انگلستان کی پبلک ہمدردی ہمارے ساتھہ ہے - میں انگریزوں کی خیر خواہی کی قدر کرتا اور تہہ دل سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں - انگریزی قوم کو اپنی شوکت و عظمت پر ناز ہے اور ترک ایسی قوم کی ہمدردی کا بڑا لحاظ رکھتے ہیں "

درانحالیکہ انگریزی معلوق ریاستہاے بلقان ' اطالیہ ' اور حکومت برطانیہ کے ساتھہ ' جسکی بخلاف اسلام روس سے پکی سازش ہے ' اپنی مذہبی ہمدردی کا شور و غل مچا رہی ہو ' کامل پاشا کا سلطان سے ایسا بیان کرنا ' کسقدر درد انگیز شرارت ہے ؟ ڈیلی میل پھر آگے چلکر لکھتا ہے :

" دو روز ہوے کہ انگریزی وزیر خارجہ نے گورنمنٹ ترکی کو بذریعہ تار صلاح دی کہ وہ اطالیہ سے صلح کرلے ' لیکن وزارت خانۂ عثمانی میں کامل پاشا کی صلاح ماننے سے انکار کر دیا گیا - کل عدم روایات سیاسیہ کے خلاف مارکوئس امپریلی دفتر خارجیہ میں گیا اور سر اڈورڈ گرے کو اطلاع دی کہ اگر ترکی حکومت نے اب زیادہ لیت و لعل کی کوشش کی تو اطالی بیڑہ فوراً بحر ایجئین میں کارروائی شروع کر کے جنگ کو ختم کردیگا - سر اڈورڈ گرے نے فوراً سر جرارڈ لوتھر سفیر انگریزی کو تار دیا ' جسنے اس برقی پیغام کو خفیہ طور پر کامل پاشا تک پہنچایا - اسوقت ترکی وزارت کا جلسہ ہو رہا تھا - جب یہ جلسہ ختم ہوا ' تو آرچی کورانڈس ترکی کے نام اطالی شرائط تسلیم کرلینے کی نسبت تار دیدیا گیا " (ایجیت)

ما از تو برخوریم و تو از عمر بر خوری

میں آپ کو الہلال کے اجراء پر دلی مبارکباد عرض کرکے آپ کی توجہہ کو ایک امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ' اور وہ یہہ ہے کہ قرآن پاک کا یہ فرمودہ بالکل صحیح اور سچ ہے کہ "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" اسلیے الاعلون کا انعام حاصل کرنے کے لیے مدعیان اسلام کو مومن بنانا لازمی شرط ہے ورنہ اذا مات الشرط' فات المشروط کا حال ہوگا - پس آپ کے پرچہ کا مقصود اولین یہہ ہونا چاہیے کہ مدعیان اسلام کو مومنین کے زمرہ میں داخل کرسکیں' آپ اس امرکو جانتے ہیں کہ اگر کسی شہر کی میونسپلٹی یہہ حکم جاری کرے کہ جو شخص بازار میں بیٹھیگا ' اسپر ایک آنہ یا دو آنہ جرمانہ ہوگا' تو اس حکم کے اجراء پر کوئی شہری اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہوگا ' لیکن قرآن کریم میں باوجودیکہ مناہی اور ملاہی پر متواتر وعید موجود ہیں' پھر بھی ہم مدعیان اسلام اسکی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت بری طرح پر- اس سے دو بدیہی نتیجے پیدا ہوتے ہیں : یا معاذ اللہ ہمکو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا یقین نہیں ہے' یا یقین تو ہے' لیکن نقد و نسیہ کا فرق ہے ' اور یا خداوند کریم کی وسعت رحمت کے سبب قرآن کریم کی خلاف ورزی کا ڈر نہیں رہا - ان دونوں صورتوں کا مآل واحد ہے کہ ہمکو قرآن پاک پر ویسا یقین نہیں ہے جیساکہ کمیٹی کے ادنے سے ادنے' احکام کا ہے' اور اسی واسطے قرآن پاک کے مواعید کا وہ احترام ہمارے دل میں نہیں ہے' جو میونسپلٹی کے احکام کا ہے -

پس میرا یقین ہے کہ ہم مدعیان اسلام کے دلوں میں جب تک قرآن پاک کے منجانب اللہ ہونیکا یقین مثل محسوسات کے نہ ہوگا' ہم میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوسکتی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں اسم کے منجانب اللہ ہونیکا یقین محسوسات سے بڑھکر تھا' اور اسی واسطے وہ ترقی کے تمام مدارج کو باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے اعلے علئین تک پہونچا گئے ہیں -

اسلام پر ایسا یقین مسلمانوں کے دلوں میں صرف دو طرح پر حاصل ہوسکتا ہے - اللہ جل شانہ یا تو ہمکو قلب سلیم عطا کرے اور اسلام کے واسطے ہمارا شرح صدر کردے اور صدیق اکبر رضی اللہ کا دل ہمکو عطا کرے کہ بلا کسی خارجی دلیل کے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر تصدیق قلب حاصل ہوجاوے یا ایسے محکم دلائل و براہین سے ہم اسلام کی حقیقت کو تمام دنیا کے مقابل ثابت کرسکیں کہ سائنس اور فلسفہ کو جائے دم زدن نہ رہے - امر اول کا انحصار تو محض فضل الہی پر ہے اور یشرح صدرہ للاسلام کے تحت میں داخل - لیکن دوسری شق کی نسبت میں چاہتا ہوں کہ الہلال میں اسکے واسطے جگہہ نکالی جاوے - اسلام یا قرآن کریم کے ہر عقیدہ کی صداقت ایسے محکم اور بین دلائل سے ثابت کی جاے کہ مشککین فی الاسلام اور منکرین اسلام بشرط توفیق اس سے مستفید ہوسکیں - اس حصہ الہلال میں صرف وہی محققہ دلایل اسلام کی صداقت میں پیش کرنا چاہیئں جو فلسفہ سے بے خوف ہوں اور سائنس سے متزلزل نہوں' نیز فلسفہ کے وہ قیاسات جو ابھی تک سائنس کے رتبہ کو نہیں پہنچے یا صرف قیاسات ہی ہیں' اور کسی اسلامی عقیدہ کے مخالف یا منافی' انکی تردید کی جاوے -

جب تک مدعیان اسلام کو قرآن کریم کی صداقت پر مثل محسوسات کے یقین حاصل نہ ہوجاے گا' تب تک اسکے احکام کی تعمیل کا یہی حال رہیگا - ہم سے اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ میاں اس سوراخ سے ہٹ کر بیٹھو' اس میں ابھی ایک سانپ گھسا ہے' تو باوجودیکہ الخبر یحتمل الصدق و الکذب ہے' ہم ہرگز اس سوراخ کے پاس نہ جائیں گے - لیکن افسوس ہے کہ باوجودیکہ ہم قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکے زبان سے مدعی ہیں' لیکن اسکے احکام اور مواعید کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں - ہم ان مواعید کا اتنا احترام بھی نہیں کرتے ' جتنا ایک شخص کے کہنے کا ' جسکے صدق وکذب کا ہنوز امتحان بھی نہیں ہوا - پس آپ تمام دنیا پر بڑا احسان کرینگے ' اگر الہلال میں صداقت اسلام کے ثابت کرنیکے واسطے اسکا ایک حصہ مخصوص کردینگے -

---

دعوت الہلال کی نسبت

— * —

از جناب نواب حاجی اسماعیل خان صاحب رئیس دتاولی

مخدومی و مکرمی جناب مالک و اڈیٹر صاحب (الہلال) -

میں اول آپکو مبارک باد دونگا کہ آپنے ایک اولوالعزمانہ کام شروع کیا ہے - شاید اردو میں ایسا اعلی درجہ کا کام ابتک کسی مسلمان کے ہاتھہ میں نہ تھا اور میں دلی دعا دونگا کہ خداوند تعالی آپکو کام یابی اور آپکے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرماے -

جیسا کہ جناب کو معلوم ہے ' شاید ایک ہفتے کے قریب ہوا ہے کہ میں نے آپکا اخبار خریدنا اور پڑھنا شروع کیا ہے اور آپ اور آپکے معزز اخبار کے منشا پر اس عرصہ میں کسی قدر غور بھی کیا ہے' پس میں واسطے تبدیل خیال اور اپنے اخوان دینی اور آپکے غور و فکر کے واسطے ان چند سطروں کو لکھونگا - میں اگرچہ آپکے مشن کے کام کو اسوجہہ سے نہایت ضروری اور مفید جانتا ہوں کہ اوس سے بیداری پیدا ہوتی ہے اور عالم غنود کی زائل ہوتا ہے ' مگر میں جناب کے اس دعوے کو کہ انسانی حیات دینداری کے اس قدر تابع ہوجاے کہ ہر قدم پر اسکو مفتی اور مجتہد کی ضرورت ہو' تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں -

بلاشبہ یہ خیال اگر کسی کا ہو تو قابل ملامت ہے کہ ہمکو دین کی کچھہ پروا نہیں ہے - ہم تو یوں کرینگے یا یوں نہ کریں گے - اور غالباً یہ گستاخی متصل بہ کفر ہوگی - لیکن کلام بلیغ (لا رہبانیۃ فی السلام) اور نیز وہ کھجوروں پر کھجور کے پھول ڈالنے سے ممانعت' اور جب اوس سے ضرر ہوا تو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ (انما انا بشر اذا امرتکم بشی من امر دینکم ' فخذوہ و اذا امرتکم بشی من رائی ' فانما انا بشر) تمام جھگڑوں کو مٹاتا ہے اور بتاتا ہے کہ دنیا داری کو اسطرح دین کا تابع کرنا ' جیسا کہ جناب کا منشا معلوم ہوتا ہے ' صحیح نہیں ہے ' اور بلاشک ہم مسلمان آزاد ہیں کہ دنیوی معاملات میں (الہلال کی خریداری یا عدم خریداری میں) اپنی مصلحت کے اوپر کاربند ہوں -

آیت شریفہ (لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین) کے یہ معنی نکالنا کہ قرآن پاک ہی میں ہر ایک ایجاد و اختراع اور مشرقی اور مغربی فلسفہ کے توارن کا بوضاحت تذکرہ حقیقیہ موجود ہے' میرے نزدیک کلام الہی کی بے ادبی ہے اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ ارشادات فرقانی کا رتبہ اس سے بہت برتر ہے - معاش اور معاد ضرور دو جدا گانہ شے ہیں ' اور ایکو گڈ مڈ کرنا باعث خرابی ہے -

میں جناب کی اور ہر اوس شخص کی ' جو نیک نیتی سے اصلاح چاہے ' بلا لحاظ اسکے کہ اسکی راے صحیح ہو یا نہو' دلسے تعظیم کرتا ہوں ' اور امید کرتا ہوں کہ جناب میری اس تحریر سے ناراض نہ ہونگے' اور یقین فرمالنگے کہ میں اپکی ترقی کا خواہاں ہوں اور یقیناً میری اس دعا میں آپ شریک ہونگے کہ اللہ تعالے مسلمانوں کو اوس راستہ پر لاے ' جو انکی دنیا اور دین' دونوں کے واسطے بہتر ہو' اور اللہ تعالے اس گمراہی سے انکو نکالے' جسکی وجہہ سے وہ تباہی میں پڑے ہوے ہیں -

نقصان کی وجہ

اس تباہی کے لئے ترکی سپاہ کسی طرح جوابدہ نہیں ہوسکتی - سپاہی اب بھی ویسے ہی جانفروش اور دلیر ثابت ہوئے ہیں جیسے کہ پہلے تھے - اور یہ انہی کی جانبازی اور ثابت قدمی تھی' جس نے کرک کلیسا اور لولے بورگاز کی لڑائی کو تین دن کا طول دیدیا' ورنہ کوئی اور فوج تو ان حالات میں ایک دن بھی نہ ٹھہرسکتی - البتہ اس کے ذمہ دار وہ بااختیار ترکی حاکم اور اعلی عہدہ دار ہیں' جو اپنے اوپر حد سے زیادہ اعتماد کرتے تھے اور بلغاریوں کو طفل مکتب سمجھکر یہ تصور کئے بیٹھے تھے کہ عثمانی سپاہ پر غلبہ پانا ممکن نہیں' حملہ کے وقت ترکی فوج ہرگز جنگ کے لئے تیار نہ تھی - ذمہ دار فوجی حکام کا یہ زعم غلط تھا جو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ کاغذ پر اپنی سپاہ کی تعداد زیادہ دکھانے سے اس فوج کے مقابلے میں شکست کا منہ دیکھنا نہ پڑے گا' جو اگرچہ تعداد میں تو قلیل ہے' مگر ۲۵ سال سے برابر جنگی تیاریوں میں مشغول ہے - میرے لئے ناممکن ہے کہ پوری صحت سے بدنظمی اور بے ترتیبی کا خاکہ کھینچوں اور پھر کسی کو اس کی صداقت پر یقین کرنے کے لئے مجبور کروں جو ترکی فوجوں میں ہر جگہ موجود ہے - ترک سپاہی تین شبانہ روز بے آب و دانہ و بے پناہ پڑا رہا' پھر بھی اس نے جوہر مردانگی دکھا کر جان دی - افسوس کہ دنیا کی نہایت جانفروش اور انتہا درجہ کی شجاع فوج بے پروائی' نادانی' اور غلط در خود اعتمادی پر قربان کردی گئی !! -

فوج میں باقاعدہ کمسریٹ کا انتظام تک نہیں ہے - دار السلطنت سے میدان کارزار صرف ۵۰ میل کے فاصلہ پر تھا اور مزید سہولت یہ تھی کہ ریلوے لائن بالکل فوج کے عقب میں تھی مگر اس حالت میں بھی ترکی ذمہ دار حکام ایک برگیڈ کو خوراک نہ پہنچا سکے بلکہ انہوں نے ان چار فوجی جمعیتوں کو خوراک اور سامان حرب پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کی اور یہ سمجھکر انہیں بھوک کے حوالے کردیا تھا' کہ خدائے رزاق آسمان سے انکے کھانے کیلئے تمام سامان اتاردے گا اور پینے کے لئے چٹانوں سے پانی کے چشمے جاری کردے گا -

اس قربانی کی انسانی روحوں کو قربان گاہ کی طرف تو روانہ کردیا' لیکن کسی کو اسکا خیال تک نہ آیا کہ مجروحوں کی تیمار داری کے لئے بھی کسی سامان کی ضرورت پڑیگی - بھیجنے کو توپخانہ بھی بھیجا مگر سامان چند ہی گھنٹوں کا کافی سمجھا گیا اور پچاس میل تک اس کے لئے امداد ی موج پہنچانے کی لازمی ضرورت پر توجہ نہ کی -

ترکوں کے پاس میں نے ایک بھی مشین سے چلنے والی توپ نہیں دیکھی اور اگر کوئی ہے' تو ... لئے اسکا کیا حال ہے ؟ دوران جنگ میں بلغاری توپخانہ نے بے مثل کاردانی دکھائی - نہ صرف ترکی مدافعت ہی کو توڑا بلکہ اپنی آتشیں قادر اندازی سے فوراً ہر ایک حملے کی نقل و حرکت کو بھی روکدیا اور ترکی سپاہیوں کا ارمان دل کا دل ہی میں رہ گیا - اس میں کوئی شک نہیں کہ ترک سپاہیوں نے حیرت انگیز طاقت برداشت دکھائی' لیکن آخر اسکی بھی ایک حد ہونی چاہیے - افسوس کہ ترک حکام نے اپنے اعلی درجہ کے سپاہیوں کے لائق نالائقی مگر جنگ کے لئے اشد ضروری باتوں کا انتظام نہ کیا' اور ایسے دشمن کو غلبہ پانے کا موقعہ دیدیا' جو معمولی حالت میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکتا - اولی برغلس کا معرکہ بڑا اہم تھا' اور اگر ترک بلغاریوں کو ایک کاری ضرب لگا دیتے جسکا اپنی سپاہ کی شجاعت و جانثاری کے لحاظ سے انہیں پورا موقعہ حاصل تھا' تو وہ جنگ کا رخ بدل دیتے' اور بلغاریوں کو پیچھے دھکیل کر' مغربی علاقہ میں سرویوں اور یونانیوں کی خبر لے سکتے -

---

دنیا کی ایک بہترین مگر مظلوم قوم

ایک مشہور فرانسیسی مصنف کی رائے

فرانس کے مشہور ناولسٹ "پیری لوتی" نے اخبار فگارو میں اپنا ایک نہایت فصیح و بلیغ مضمون شایع کرایا ہے' جسکا عنوان یہ ہے : " ترک لوگ قتل عام کر رہے ہیں " - (یہ ایک فقرہ ہے جسے فرانس کے گلی کوچوں کے اخبار بیچنے والے لڑکوں نے اپنی صدا بنالی ہے) اس مضمون میں ان بعض اعتراضات کے جواب دئے گیے ہیں' جو مخالفین کی جانب سے ترکوں پر کیے جاتے ہیں - شروع مضمون میں موسیو لوتی نے عربوں کے اس قتل عام کی طرف اشارہ کیا ہے' جو طرابلس میں اطالیوں کے ہاتھ سے وقوع میں آیا تھا' پھر یورپ کی ان خوفناک کارروائیوں کا ذکر ہے جو چین میں باکسروں کی شورش کو فرو کرنے کی غرض سے اختیار کی گئی تھیں' پھر خرطوم کے درویشوں کے مار ڈالنے کی طرف اشارہ ہے' جو انگلستان کے ہاتھوں انجام پایا' پھر کیمپوں کے انتہا کرنے کا مذکور ہے' جو ٹرانسوال میں واقع ہوا تھا' پھر فرانسیسیوں کی اس وحشیانہ سفاکی کی طرف توجہ دلائی ہے' جسکا ثبوت انہوں نے الجزائر میں عورتوں اور بچوں کا دم گھونٹ گھونٹ کر مار ڈالنے سے دیا ہے - ان ساری تمہیدوں کے بعد ترکوں کی حالت کی طرف نظر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" غریب ترک ! اگر یہ سچ ہے کہ اس حد درجہ بیرحمانہ جنگ میں جو انکے خلاف چاروطرف سے ٹھیک وقت چھیڑی جا رہی ہے' انہوں نے قتل سے کام لیا ہے' تو انکے لئے حالات ہی خواستگار معافی ہیں - بہت سے لوگوں کو میں جانتا ہوں جو اپنی جگہ اور ایسے خطرناک گھڑی میں بڑی خفگی کے ساتھ اس علت میں گرفتار کئے جائنگے کہ انہوں نے قتل سے کام لیا ہے - یہ سچ ہے کہ بمقابلہ ہم لوگوں کے انکی قدامت زیادہ ہے - وہ زیادہ زبردست ہیں' اگرچہ بہتر غصہ ور اور عادتاً شریف تر ہیں - زیادہ خطرناک اور ایسے ہیں کہ جب کوئی دوسرا انکو حد سے زیادہ غصہ دلائے' تو مارے غصہ کے سرخ ہوجائنگے - زیادہ قدیم - بالخصوص وسط اناطولیہ اور دشت کی سرحدوں کے وہ کاشتکار' جو ڈاکوؤں کے خلاف جلد ہی سے مسلح کرائے جاتے ہیں' اور جنکو اپنے ہاتھوں میں ہم لوگوں کی شیطنت کے آلات نشانہ اندازی لینے پڑتے ہیں - فطرتاً ان لوگوں سے بڑھکر ... متنفر ہیں' جو عیسائی کہلاتے ہیں' یہ سب سچ ہے لیکن اس کیفیت کے محسوس کرنے سے وہ کیونکر باز رہسکتے ہیں کہ وہی لوگ (عیسائی) اس پاس میں ظاہراً حوالہ چھپے ہوئے' ترکوں کے فنا کردینے کی سازش میں لگے ہوئے ہیں ؟ ہم فرانسیسیوں نے الجیریا' تونس' مراکو لے لیا' برطانیہ نے مصر پر قبضہ کرلیا - ایران کو قریب قریب محکوم ہی بنالیا گیا ہے - اطالیہ نے حال میں طرابلس کو خون سے سیراب کرکے بیرحمانہ اور ظالمانہ شکار کرنیکا نشان بھی دکھا دیا ہے - ان تمام مقبوضات میں ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے طریقہ کے مطابق انکو مجبور کرتا ہے کہ ہمارے تنفر اور بالادستی کو محسوس کریں - ہمارا ادنی سے ادنی حاکم بھی مسلمانوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرتا ہے - ان اعتقادات سے رفتہ رفتہ ہم انکی نمازیں بھی ان سے لیتے چلے جاتے ہیں - ان نیند کے ماتوں پر ہم دھاوا ڈالتے ہیں اپنی بے مائدہ شورشوں کا' چست و چالاک کردینے والی خفگی کا' اپنی شراب کا' غرضکہ اپنی انسانیت کی جملہ خرابیوں اور آلودگیوں کا - جہاں کہیں ہماری نگہبانی ہے'

شئون عثمانیہ

انکشاف حقیقت

— * —

معرکہ لولي برغاس

مسٹر ارشمیڈ بارٹلٹ کے مراسلہ تلغرافی کا بقیہ

— * —

ابھي تک یہ موقعہ باقي تھا کہ اگر عبد اللہ پاشا ۲ مرح کے سامنے حریف پر ایک سخت حملہ کرسکتے' تو دن بھر کے تماشے کا نظارہ دم بھر میں تبدیل ہوجاتا - کیونکہ اگر اس حملہ میں کامیابی حاصل ہوجاتی اور دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوجاتا تو عقب سے شوکت ترعت' اور سامنے سے محمود مختار پاشا اس کي خبر لیتے اور آکے تباہ کردیتے - لیکن اب پھر وہی مبہم والا موقع پیش آگیا اسوقت بھي ترکي سپہ سالار کے پاس تھوڑي سي تازہ دم فوج یا توپخانہ ہوتا' یا گولہ بارود ہي ہوتا' جس کے قحط کي وجہ سے موجودہ توپیں بھي بیکار ہورہي تھیں' تو ہزیمت نہ اٹھانی پڑتی - اس پر بھی عبد اللہ پاشا نے نیپولین کی مثال کی تقلید کرنی چاہی' یعنی جسطرح اس نے میدان واٹرلو میں اپنے پرانے باڈي گارڈ کو لڑائی کی کي نذر کردیا تھا' وہ بھي بالاخر طیار ہوگئے کہ اپنے باڈي گارڈ کي آخري قرباني عزت وطن پر کردیں اور نمبر ۲ مرح کے سامنے سے فیصلہ کن حملہ آور ہوں مگر ابھي یہ حرکت شروع ھي ہوئے باقی تھی کہ دشمن بھانپ گئے اور انھوں نے اپنے بہترین توپخانہ کي ۱۲ توپوں کا رخ ان دستوں کي طرف پھیردیا - سپاھي سکڑکر ایک دوسرے سے مل گئے' ان سکڑے ہوئے دستوں کے سروں پر دھوئیں کی دھار اسطرح اٹھکر بلند ہوتي تھي' گویا ایک سیلاب دخان ہے' جس میں سے گولوں اور انساني ہلاکت کا سامان برس رہا ہے - جواہ کیسی ہی فوج کیوں نہ ہوتي' اس گولہ باري کي ہرگز تاب نہ لا سکتی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ کسی آتشین سمندر میں غوطے کھا رہی ہے' اور موت و حیات کي سرحدیں باہم مل گئي ہیں -

ترکي فوج کی قطاریں متحرک ہوئیں' لیکن قدم اٹھاتے ہي اس لا علاج بلائے ناگہانی کے باعث منتشر ہوکر غائب ہوگئیں - بلغاریوں نے اس موقع کا فائدہ کوشش کرکے حاصل کیا - وہ اس سرعت سے ان کے پیچھے گئے کہ ترکوں کو دوبارہ جمع ہونیکا موقعہ ھی نہ ملا - ترکي ہزیمت اب ناقابل تلافی تھی' اسکے ہزاروں جوان کھیت رہے' اور گو دشمن کو بھي اتناھی نقصان اٹھانا پڑا' لیکن اس نے اپنا مقصد حاصل کرلیا -

زخمي حوالۂ موت

راستہ کا نظارہ ناقابل تحریر تھا - جو مضبوط تھے وہ فوراً آگے نکل گئے لیکن بیچارے مجروح اور بیمار پیچھے رہکر جان بچانے کے لئے ایسي جد و جہد کر رہے تھے کہ سنگین دل بھی پانی ہوئے بغیر نہیں رہسکتا تھا - ہزارہا مجروحوں نے نہایت درد انگیز اور اندوہ نگیز طریقوں سے کوشش کی کہ کسیطرح اپنے تندرست ہمراہیوں کیساتھ رہیں لیکن یہ ناممکن تھا - کیونکہ تندرست اس قابل نہ تھے کہ کسی کو امداد دے سکیں - کئي غیر مجروح سپاھي بھي ایسے ناتوان ہوگئے تھے کہ وہ جب راستہ میں گرے' تو پھر اس قابل نہ رہے کہ اٹھکر دوبارہ چلنے کي کوشش کریں - ان سب سپاھیوں نے تین دن سے ایک دانہ بھی نہیں کھایا تھا' بلکہ کئی تو اس سے بھی پہلے کے بھوکے تھے - جوں جوں ہم اپني مراجعت کے اثنا میں میدان جنگ سے دور تر ہوتے جاتے تھے' اتنا ھي نظارہ ایسا دردناک ہوتا جاتا تھا کہ نظر دیکھنے کی تاب نہ لاسکتي تھی - متعدد زخمی ایسے تھے جو یہانتک تو بدقت تمام چلے آئے' مگر اب آگے بڑھنے سے قاصر ہونے کی باعث سڑک سے اترکر کنارے پر موت کی راہ دیکھ رہے تھے - بعض لاشوں کے شریف دل ہمراھی راہ میں ٹھہرکر اور چھوٹا سا گڑھا کھود کر لاش کو اس کے سپرد کردیتے تھے' لیکن ایسوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھي - زیادہ تر لاشیں برھنہ پڑي ہوئی' طعمۂ زاغ و زغن ہو رہی تھیں - جو سپاھی بچ آئے تھے اگرچہ انکی تعداد بھی ہزاروں پر مشتمل تھی' تاہم ان میں اسیر کوئی نہ بچا - راستہ میں ہمیں تازہ دم سپاہ ملی' جو شارلو سے ہماری کمک کو آ رہي تھی' اور اس حسرتناک انجام سے ناواقف تھی مگر جب اسکو ان حالات کا پتا لگا' تو اسکے لیے پلٹنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا تھا -

بعد کی عظیم الشان مصیبت

شارلو کی طرف جانیوالی شاہراہ عام کا نصف حصہ طے کرنے کے بعد ہم ایسی اونچی جگہہ پہنچ گئے' جہاں سے گرد و نواح کے علاقہ پر بخوبی نظر پڑسکتی تھی - اسوقت آنکھوںکے سامنے عجیب منظر پیش تھا' ہر راستے پر انسان' گھوڑے' توپیں' اور بیل گاڑیاں تھیں - ہر انسان اسی کوشش میں تھا کہ میں آگے بڑھ جاؤں - سب کی سعی یہی تھی کہ ان دو سڑکوں میں سے کسی ایک پر چڑھ جائے جو شارلو کو جاتی تھی - یقیناً ان میدانوں میں اسوقت پچاس ہزار آدمی موجود تھے' ان میں سے ہر ایک یہی کوشش کر رہا تھا کہ غروب آفتاب کے قبل شہر میں جا داخل ہو -

پھربھی عثمانی سپاہ کی ہزیمت پر میں جسقدر زیادہ غور کرتا ہوں' اتنا ھی زیادہ اسے فوانین فطرت کے عین مطابق پاتاہوں - سیڈن کے بعد یہ سب سے بڑی جنگی تباھی ہے' جو کسي قوم کو پیش آئی ہے - موجودہ جنگ میں حملہ کرنے کي صلاحیت تو اسنے فوج میں سے بالکل زائل کردي ہے اور یہ امر بھی اب مشتبہ ہوگیا ہے کہ مشہور عالم چتلجہ کی لائینوں پر بھی ترک مدافعت کرسکیں گے یا نہیں؟ ہاں اگر پھر کوئی عثمان پاشا پیدا ہوجائے' تو عثمانی فوج کو جمع کرکے اپنی حسن تدبیر سے مستعد کردیسکتا ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر اپنے آبائي ملک کی عزت کیلیے خون بہائے اور اسکي عظمت کو اس سب سے بڑے نازک وقت میں محفوظ رکھہ لے - میں خود توسکرکوئي کے معرکہ کے عثمانی نقصانات کا صحیح اندازہ پیش نہیں کرسکتا' البتہ جن ترکی افسروں سے میں نے اس بارے میں گفتگو کي ہے وہ مقتولین و مجروحین کا اندازہ چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لگاتے ہیں اور عدم کانقصان اپنے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں جو غالباً درست ہے - اس ہزیمت کا سب سے بڑا اور اہم سبب عثمانی سپاہ کي وہ پریشاني تھی' جو ہر بات اس سے پوشیدہ رکھنے اور کئی روز تک رسد نہ ملنے سے اس میں پیدا ہوگئي تھی -

کامل پاشا کا اپنے دوستوں سے شکوہ

—*—

کامل پاشا نے دول یورپ کے خلاف ایک تحریر شائع کی ہے - اسکا بیان ہے کہ ہماری طیاریاں بمشکل شروع ہوئی ہونگی کہ ہمکو ایک ایسے اعلان جنگ کے جواب پر مجبور کیا گیا جو یورپین سازش کا نتیجہ تہا - اس سے انکا اصلی مقصد یہ تہا کہ کسی طرح ہمارے یورپین مقبوضات کے آپس میں حصے بخرے کرلیں - قریباً دو ہفتے کا ذکر ہے کہ ہمنے دول سے مداخلت کے لئے درخواست کی کہ وہ التوائے جنگ پر فریق کو رضامند کریں' مگر وہ ایسا کیوں کرنے لگے تہے ؟ اسوقت تک دشمن ہمارے مورچوں اور شہروں پر قابض نہیں ہوئے تہے - کچھہ روز تماشہ دیکھنے کے بعد دول یورپ نے عام طور سے مداخلت کرنے کا فیصلہ کیا - اسوقت عظیم مقامات پر قابض ہوگئے تہے' اور ساتھہ ہی یہ وہ وقت تہا کہ ہماری طیاریاں شروع ہو چکی تہیں اور آخری جنگ میں عثیم کو یقین ہو گیا تہا کہ اب ترکوں سے دو سر پیکار ہوکر فتح حاصل کرنے کا خیال محال ہی نہیں بلکہ موہوم ہے - جب انکو ہر جنگ میں ذلت بخش شکستوں کا سامنا کرنا پڑا' تو (مرتا کیا نہ کرتا) بلغاریا کے مسلم دستوں نے دن دہاڑے گانوں جلانے شروع کردیے' اور ضعیف مرد و عورت اور بچوں کو کہلے بندوں قتل و غارت کیا - ہزاروں مسلمان خاندان انکے مظالم کے خوف سے جلدی میں بہاگ کہڑے ہوئے اور نہایت ذلیل حالت کے ساتھہ دارالسلطنت میں پہنچے' جنکو ایشائے کوچک میں بہیج دیا گیا - کیا ہی اچھا ہوتا اگر دول عظام پہلے ہی سے بعد وقت ضائع کئے ہماری التوائے جنگ کی درخواست کی بابت اتحادیوں سے نامہ و پیام کرتے اور اس طرح توقف جنگ سے ہزار ہا انسانوں کی جانیں تلف ہونے سے بچ جاتیں جو جنگ میں ضائع ہوئیں' نیز وہ مسلمان بہی جلا وطن ہونے سے بچ جاتے جو بلغاری مظالم کا شکار ہوئے - آخر کار ہم میں اور بلغاریوں میں براہ راست گفتگو ہوئی اور اب بلغاریوں نے اپنے وکلا منتخب کر لئے ہیں' جو ہمارے سپہ سالار کے ساتھہ التوائے جنگ کی بابت گفتگو کرینگے -

بالفرض اگر جنگ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوتا اور شاہی فوج بلغاریا میں داخل ہوجاتی تو کیا دول عظام اسوقت بہی ایسی ہی ناموافقت کا اظہار کرتے جیسا وہ آج کر رہے ہیں ؟ کیا وہ ہم کو بلغاریا چہوڑنے کے لیے مجبور نہ کرتے' جیساکہ انہوں نے ایک مرتبہ پیشتر ہمکو اتہنس میں بطور فاتح کے داخل ہونے سے روکدیا تہا اور ہمارے مفتوحہ مقامات یونان کو دلوادئے تہے جن پر کہ ہماری سپاہ نے قبضہ کیا تہا ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلاو کہ انکی وہ تہذیب و انسانی ہمدردی کدہر ہے جسکی وہ دنیا کو تعلیم دینا چاہتے ہیں' اور انکے انصاف کو کیا ہوا' جسکا انکو دعوی ہے ؟

عثمانی تار

—○(•)○—

دفتر جنگ کے اعلانات

انہی تاریخوں کے ریوٹرس ٹیلی گرام سے مقابلہ کیجیے

(باب عالی ۱۸ نومبر) -

قائد عام عثمانی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۷ نومبر کو جو جنگ خط چتلجا پر شروع ہوئی تہی' وہ شام کو اسطرح ختم ہوئی کہ ہمارے لشکر کے قلب و میمنہ کے بالمقابل دشمن کی فوج کو ایک شکست فاحش ہوئی اور تین بٹریاں بہی ضائع ہوئیں -

---

اشقودرہ میں ایک عظیم الشان فتح

—×—

قریباً ایک ہزار بلغاری مقتول اور ایک ہزار سے زائد مجروح

—:*:—

مغربی فوج کے قائد عام اطلاع دیتے ہیں کہ دامن (خانم کوئی) میں (جو اشقودرہ کے قریب ہے) دو دن سے جنگ ہو رہی تہی اسکا خاتمہ دشمن کی شکست پر ہوا - ہمارے لشکر کو غنیمت میں تین جہنڈے' بے شمار بندوقیں' اور دیگر سامان جنگ ملا - دشمن کے مقتولین کی تعداد ایک ہزار ہے - مجروحین کی تعداد اس سے بہی زیادہ -

---

فالر اور استروعہ پر قبضہ

—*—

(فالر) اور (استروعہ) کے کئی موقع (پوزیشن) پر ہماری فوج قابض ہوگئی ہے' یہ موجودہ نقشہ جنگ میں اہم ترین مقامات تہے -

---

(ملسلیم) کی واپسی اور قورانہ کی طرف پیش قدمی

—*—

ہمارے لشکر نے (ملسلیم) واپس لے لیا' اور عنقریب (قورانہ) کی طرف بڑہیگا -

---

ایک نصرت عظیم

—*—

۹ ہزار بلغاری قید ہوے

—*—

تمام خطوط (چتلجا) پر پرسوں سے اس وقت تک جیش عثمانی اور جیش بلغاری میں ایک شدید معرکہ ہوتا رہا -

عثمانی بیڑے کی توپوں نے دشمن کی اس فوج کے بہت بڑے حصہ کو تباہ کردیا' جس نے جیش عثمانی کے میمنہ پر مارکوس کی طرف سے حملہ کیا تہا - لیکن بالاخر نصرت الہی کا ظہور ہوا اور ایک ایسی ذلت بخش اور یادگار شکست کے ساتھہ تمام بلغاری فوج تباہ ہوگئی' جسکی مثالیں کم ملینگی -

علاوہ اور نقصانات عظیمہ کے ۹ ہزار بلغاری گرفتار کرلیے گئے -

دشمن کو ایک اور ہزیمت

—*—

بلغاری فوج کے قلب کو شکست فاحش اور ۱۸ توپوں کی تباہی

جیش عثمانی اور بلغاری کے حصۂ قلب میں باہم ایک شدید معرکہ ہوا - لیکن بالاخر قلب کے دشمن کو شکست ہوئی' اور ۱۸ توپیں بہی انکی ضائع ہوگئیں -

وہاں هم اپنے ساتھه غیر مستقل هوا و هوس اور نا امیدی لیے جاتے هیں -

غریب ترکوںکو ایسی بیرحمی کے ساتھه تمام اونلوگوں نے چھوڑ دیا جو معلوم هوتا تھا کہ یورپ میں اونکے مددگار هونگے - اخبارات بھی اونسے کنارہ کش هوکر اونکی توهین و تضحیک کرتے هیں - اماسی داراں سیاست جو اونکی حمایت کرنے کے ذمہ دار تھے اونسے الگ هوگئے - دول بھی اسے علحدہ هوگئیں ' جو کبھی ترکوں کی دوستی پر فخر کرتی تھیں ! یقیناً هملوگ اپنے نامواراں پیشین کو نہیں پہچانتے هیں - پلونا کے نامورونکو ' گذشتہ جنگ کے نامورونکو ' جنھوں نے یونان کا تقریباً خاتمہ کر دیا تھا ' یہاں تک کہ کل کے نامورونکو بھی هم بھول گئے ' جن میں سے دس دس نے هزار هزار کے مقابلے میں داد شجاعت دی ہے - اچھا ' پہلے هملوگ فرض کرلیں کہ وہ طیار نہ تھے اور یہ کہ اونکے افسر اچھے نہ تھے ' اور یہ کہ اپنے سرداروںکی غفلت سے وہ بھوکوں مر رہے تھے - لیکن اسکے بعد تو همیں یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا کہ اونکی فوج کا یہہ زوال همیں لوگوں کی کارستانی ہے - اسکے باعث وہ همیں هیں جو مشرق کے معرب اخلاق هیں - اور وہ همیں هیں ' جنھوں نے ایک حیرت انگیز سرعت کے ساتھه سخت مہلک یوٹوپیا (۱) سے اونکو بالکل خراب و خستہ کر دیا ہے -

فوج میں مسیحی

اور پھر موجودہ حکومت کے قایم هو جانے پر سنگین جرم جو اونسے سرزد هوگیا وہ یہہ تھا کہ عیسائیوں کو میدان جنگ کی افواج میں بھرتی کر لیا - خدا نہ کرے کہ مسیحیت کے نام کو هم بدنام کریں - لیکن ترکی افواج کے مسیحی بلغاریا اور یونان کے تھے ' جو فطرةً اپنے هم قوموںکے خلاف لڑنا نہیں چاهتے ...... اگر ترکی افواج میں صرف ترک هی هوتے ' تو شاید غنیم کو بھی اپنے ساتھه اسی وقت لے مرتے ' جسوقت کہ ریاستوں نے چالاکی سے حملہ کرنے کے منصوبے بنائے تھے - هر حالت میں کم سے کم اتنا تو ضرور کر سکتے کہ اپنی سر فروشی کی ایک آخری یادگار صفحۂ عالم پر نقش کر جاتے -

اس سے بڑهکر اور کیا غصہ دلایا جاےگا ' کہ وہ دیکھتے هیں کہ وہ مغربی ' جنھوں نے ترکوں کے ملک میں کبھی قدم بھی نہ رکھا هوگا - ترکوں کی نسبت غلط خیال قایم کرتے هیں اور اونپر آوازے کستے هیں ؟ میرے خیال میں تو صفحۂ عالم پر کوئی دوسری قوم نہیں ہے ' جو ایسی عمدہ ' بہادر ' مطیع ' اور شریف هو - البتہ جنھوں نے همارے مدرسوں میں تربیت پائی ہے اور جنپر همارے یہاں کی سیرگاهوں میں مردنی چھاگئی ہے انمیں سے چند کی نسبت مجھکو استثنا کرنا هوگا - یعنے وہ حضرات جو آخر کو افسر هوگئے ' میں انکو الگ کر دیتا هوں - لیکن عوام جو حقیقت میں آدمی هیں ' جو کسی قصبے کے ادنی باشندے هیں ' یا پھر ترک کاشتکار ' تو آنسے کون بہتر هو سکتا ہے ؟ هم میں سے وہ جو مشرق میں رہ چکے هیں ' یہاں تک کہ همارے پادری اور مسیحیت کے پھیلانے والے (مشنری) جنکی وهاں بڑی تعظیم کی جاتی ہے ' پوچھو جائیں کہ آیا وہ فوقیت دیتے هیں ' آیا وہ تمام مشرقی عیسائیوں کو پسند کرتے هیں ؟ تو اونکا جواب جو کچھه هوگا ' وہ مجھے پیشتر سے معلوم ہے - ان میں سے ایک ایک پادری کہے گا کہ یہ بلغاری ' نے بہا جرأت والے (جسکو تسلیم کرنے کے لیے سب سے

(۱) یوٹوپیا کے لفظی معنے هیں کہیں نہیں - امر موهوم - خیال خام - غیر ممکن اصلاح - ایک خیالی جزیرہ جسکو سرٹامس مور نے اپنے اس مشہور سیاسی افسانہ میں فرض کیا ہے جو سنہ ۱۵۵۱ میں لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا تھا -

پہلے میں طیار هوں) - جو نعمۂ " تی دیوم "(۱) اور اپنے کلیساؤں کے گھنٹوں کی تالوں سے مست هو هوکر حملے کررہے هیں - بہ حیثیت قوم کے هزار درجہ مسلمانوں کے مقابلہ میں غدار تر اور خونخوار تر هیں ... حقیقت میں خونخواری اسکا پیشہ ہے ! هسپانیہ کے وہ سانڈ مجھے یاد هیں ' جنکو ایرینا (۲) میں لے جاتے هوے میں نے دیکھا تھا - وہ بڑی نیک بختی سے آتے هیں - بعض ایسے هوتے هیں جو ذرا بھی وحشی نہیں هوتے - لیکن وهاں لانے کے بعد یہ هوتا ہے کہ نیزوں سے ڈرا ڈرا کر ' بیرحم تیروں سے ایذا پہنچا پہنچا کر ' اونمیں ایسا مادہ پیدا کرادیا جاتا ہے کہ وہ هر شخص کے خون کے پیاسے هو جاتے هیں ' اور مجنونانہ غصہ میں آکر آدمیوں پر حملہ آور هوجاتے هیں "

اسکے بعد مسٹر ام لوٹی نے ترکوں کے اخلاقی صفات کو بیان کرکے متعدد مثالیں دی هیں اور پھر اونکے اخلاق ' اونکی همدردی ' اونکے صادق القول هونے کی شہادت دینے کے بعد ' مضمون کو اس طرح ختم کر دیا ہے

" اس امید کے بغیر کہ میری نامدار التجا سنی جایگی ' میں اسکی ضرورت محسوس کرتا هوں کہ یورپ کے آگے باواز بلند چلاؤں کہ " ترکوں پر رحم کرو - جو باقی رهگئے هیں اونکو بخشدو - اونمیں ایمانداری اور همت ایسی اعلی درجہ کی ہے ' جسکی مثال کہیں دوسری جگہہ نہیں مل سکتی - اونمیں هی امن ' تعظیم ' پرهیز ' خاموشی ' اور وقار نے اپنے آخری پناہ کی جگہہ پائی ہے ' پس ان پر رحم کرو اور انکو چھوڑدو ! ! "

میرے خیال میں ایک فرانسیسی بھی ایسا نہیں ہے ' جو اونمیں رها هو اور دل رکھتا هو ' اور باوجود اسکے ترکوںکی اس شدید مصیبت کی گھڑی میں میرے جوش و خروش کا شریک حال نہو ' وہ جوش ' جس نے میرے سر کو مراسس کے آگے خم کر دیا ہے ' تاکہ وہ انکی مدد کرے -

مجھے معلوم ہے کہ یہ عاجزی بیکار ہے - اور آہ ! میرا یہ سر عجز خم کرنا پھولوں کے اوس غم مزار هار کی مثال ہے ' جو قبروں پر چڑهائے جاتے هیں ! ! "

آل انڈیا مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ

اس سے پیشتر اخبارات کے ذریعہ سے اعلان هوچکا ہے کہ مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ اخر هفتہ دسمبر میں بمقام لکھنؤ منعقد هونے والا ہے - اس اعلان میں استدعا کیگئی تھی کہ ملک کے مختلف اضلاع اور اسلامی جماعتوں کی طرف سے قایم مقام منتخب هوکر شریک جلسہ هوں اور جیسا کہ پیشتر عرض کیا جا چکا ہے مسلم یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے ان امور کا تصفیہ جو مسلم یونیورسٹی اسکیم کے متعلق آنریبل سر هارکورٹ بٹلر بالقابہ نے اپنے معروف مراسلہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۲ ع میں درج فرمائے هیں ' فونڈیشن کمیٹی کے سپرد کیا تھا ' لہذا یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ اس غرض سے طلب کیا گیا ہے کہ کمیٹی کے منتخب قائم مقام ایک جگہہ جمع هوکر بعد تبادلۂ خیالات یا همدگر غور و بحث ان امور کا فیصلہ کریں - اب یہہ اعلان عام اطلاع کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا مقررہ جلسہ بمقام لکھنؤ ۲۷ - دسمبر سنہ ۱۲ ع یوم جمعہ کو منعقد هوگا جسقدر منتخب ڈیلیگٹ صاحبان کے اسمائے گرامی کی صدر دفتر کو اطلاع مل چکی ہے اور آیندہ ملیگی ' اونکی خدمتمیں براہ راست بھی علحدہ علحدہ بذریعہ عریضہ تاریخ جلسہ کی اطلاع بھیجی جا رهی ہے - امید ہے کہ جملہ ڈیلیگیٹ صاحبان تاریخ مقررہ سے پیشتر لکھنؤ پہونچکر حسب قرار داد شریک جلسہ هوں گے -

(۱) ایک قسم کا مذهبی گانا ہے - (۲) ایرینا کہتے هیں اکھاڑے یا دنگل کے ایک حصہ کو ' جہاں وحشی اور خونخوار جانور آپسمیں لڑاے جاتے تھے

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

۵ قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وحری بوٹیوں کا جوہر جسکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) وہ جڑی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل مال کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(۲) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ ، تباہ شدہ معدہ ، کمزور شدہ دماغ ، صدمہ رسیدہ جگر ، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوئی ہیں -

(۳) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری و کمزوری تھوڑے دن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان موٹا اور موٹا تازہ ہوجاتا ہے -

(۴) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پھیپھڑہ مضبوط ہوتا ہے وہ طالبعلم اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق ، سل اور چھاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق نابود اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(۵) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو ایام سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثلاً نمونیا ، ذات الجنب ، ضیق النفس (دمہ) ، کھانسی ، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے بلغم نکلتا ہو تو اسے آزماؤ -

(۶) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں ، روح کو تازگی بخشتے ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعضاء رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو خوراک کے پینے سے طبیعت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - ہر دل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح خم ٹھونکنے لگتا ہے -

(۷) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جنسے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی باعث ہے کہ یہ عرق ماء اللحم مجیب الاثر مانا گیا ہے -

(۸) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے رعشہ میں مبتلا ہوگئے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(۹) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مولد خون صالح اور مصفی خون عمر با راحت اور خوش مزہ ، خوش رنگ ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جائے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص جن سے خالی از خوف و خطرہ نہیں - علاوہ اسکے بدمزہ ہوتے ہیں - اول ان میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر نوبت پہنچاتے ہیں گویا بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے - دوم ان میں شراب کی طرح صرف اعصاب کو تحریک ہوتی ہے جب انکو چھوڑ دیا جائے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مرض کو جڑ سے دور کرتے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رہتا ہے اور غذا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

تین بوتل ۹ روپیہ - ۶ بوتل گیارہ روپیہ درجن ۲۰ روپیہ

(۱) نئے خریدار قیمت پیشگی روانہ کریں ویلیو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(۲) تین بوتل سے کم باہر روانہ نہ ہوگا - (۳) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے بڑے سٹیشن اور ڈاک کا نام خوشخط لکھیں

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارسپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا آلہ (تارپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر جوہر کو ردی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو تبدیل ہی نہیں بلکہ معالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ اسہال کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل ایکسپرٹ - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ ہزار ہا کے باعث جو جرم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سربھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ وچوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھکر سرد و تھنڈی ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہوجاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! } جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بننے سے کدو کی صورت بنجائے تو اسکو پینے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت } اس جوہر کے موثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہوجاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور جن میں سمیت خرابی یا نمانی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - یہ عرق الدسا ستائے تو اسے آزمالیں -

قیمت فی شیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

ایک اور فتح

— * —

عثمانی بیڑے کی مدد سے

عثمانی بیڑے نے اس بلغاری فوج پر گولہ باری کی ' جو (بیوک شکمجہ) کی طرف عثمانی میمنہ پر حملہ کر رہی تھی - بیڑے کی شدت آتشباری سے حملہ آوروں کی کئی توپیں ضائع ہوگئیں ' اور انکو مجبوراً حملہ کا رخ (بیوک شکمجہ) سے (مرا ملی) کی طرف پھیرنا پڑا -

جرمنی اور دولت علیہ

— * —

جرمنی کی صلاح یہ ہے کہ جنگ جاری رہے

— * —

دولت علیہ کو جرمنی صلاح دیتی ہے کہ جنگ جاری رکھنی چاہیے -

چتلجا میں ایک اور معرکہ

— * —

جیش عثمانی کے قائد علم کے پاس سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے " دشمن کی فوج جو ١٨ نومبر کو میمنۂ عثمانیہ اور ١٩ نومبر کو میسرہ کی طرف بڑھی تھی ' نہایت شدید نقصانات کے ساتھہ واپس گئی - توپوں کی گولہ باری جاری ہے -

بلغاریا کی قادر اندازی کا خاتمہ ہوگیا

— * —

چتلجا کا دوسرا معرکہ اب تک ختم نہیں ہوا ' بلغاری فوج کے میمنہ و میسرہ کو شکست ہو چکی ہے اور اسکا شیرازہ نظام بالکل برہم ہے -

عثمانی فوج کا جبہۃ الجیش (فوج کا سامنے کا حصہ) آتشباری کر رہا ہے - بلغاریا کے نقصانات کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے - ہر مرتبہ سخت و شدید نقصانات کے ساتھہ غنیم کو فرار کرنا پڑا -

چتلجا میں معرکہ ثانیہ

— * —

آخری ہزیمت کے بعد سے بلغاریا کی قادر اندازی کا خاتمہ ہوگیا ہے - اب بلغاری توپوں کے گولے نشانے پر نہیں لگتے -

٤ سو سپاہی اور ٢٠ افسر

— * —

(١١ نومبر)

باب عالی کو جیش عثمانی کے قائد علم اطلاع دیتے ہیں :

" جیش شرقی میں بندوقیں اور توپیں نہایت شدت اور حیرت انگیز کامیابی کے ساتھہ آج صبح کام کرتی رہیں - ہمارے مر توپخانوں نے بلغاری پیادوں کو شکست دی ' اور انکی کئی بیٹریوں کو بالکل خاموش کر دیا - ہماری فوج کے ایک رسالے نے دشمن کی کمینگاہوں پر بھی حملہ کیا ' اور بالآخر انکو شکست عظیم ہوئی -

غنیمت میں اسلحہ اور دیگر سامان بکثرت ہاتھہ آیا ہے - دشمن کی اس فوج کے ٤ سو سپاہی اور ٢٠ افسر بھی کام آئے ' جس نے ہمارے میمنہ کے مرکز پر حملہ کیا تھا "

ایک اور شکست

— * —

باب عالی کو قائد علم نے یہ اطلاع دی ہے کہ " چتلجا " میں توپیں اور بندوقیں برابر آتشباری کر رہی ہیں - بلغاری پیادوں نے یہ چاہا تھا کہ قلب جیش کی طرف سے بڑھیں ' مگر ہماری فوج نے انہیں پیچھے ہٹا دیا ' اور انکی تمام بیٹریوں کو خاموش کر دیا - غنیمت میں میٹرلوز قسم کی دو توپیں بھی ہاتھہ آئیں -

باب عالی اطلاع دیتی ہے کہ " چتلجا " میں ہماری فوج نے قریب مغرب بلغاریا کی اس فوج پر حملہ کیا ' جو کمینگاہوں میں چھپی ہوئی تھی - الحمد للہ کہ ہماری فوج نے دشمن کی فوج کا بڑا حصہ تباہ کر دیا - غنیمت میں ١٢ سو بندوقیں اور بکثرت ذخائر جنگ ہاتھہ آیا -

فوج بلغاریا کا فرار

خط چتلجا سے

— * —

(٢٠ نومبر)

بقیہ بلغاری فوج " چتلجا " کے خط دفاع سے فرار کرکے (بابلس) اور (بورغاس) کے خط دفاع کی طرف چلی گئی ہے کیونکہ اب یہاں اسکے لیے تباہی کے سوا اور کچھہ نہیں ہے -

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

— * —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنہ

(٤)

	آنہ	روپیہ
جناب حاجی مصلح الدین صاحب کلکتہ		٥٠
جناب یوسف حسن خان صاحب - فاروقی سب انسپکٹر جبلپور		٢٢٥
مدرسہ جناب عبد العزیز و رسول صاحبان - بلدانہ		٣٠٠
جناب عاشق علی خاں صاحب صوبہ دارہ بہار (منی آرڈر فیس ١ روپیہ ٦ آنہ)	٧	١٣٢
جناب چودھری محمد اسحاق صاحب - کلکتہ		٨٠
ملا محمد کاظم و اسور مجلس حق پرست قیرا اسماعیل خان		٧٨
جناب کنڈکٹران ٹرامویز کمپنی - راجہ بازار ڈپو کلکتہ	١٠	٣٤
انجمن رونق الاسلام - کلکتہ	٤	٢٧
جناب شیخ تراب علی صاحب - شام نگر		١٠
جناب لطف علی صاحب - شام نگر	١١	٩
جناب پیارے صاحب - مخدوم پور - گیا	٤	١٦
جناب محمد یوسف صاحب - کلکتہ	١٢	
جناب محمد یعقوب صاحب - رنگپور		٥
سید ناظر الحسن صاحب - انار کلی		٥
مولانا حکیم محمد عبد الحکیم صاحب سیف شاہجہانپور		١٥
جناب سید محمد فرح سیر صاحب رند ی		٢
معرفت محمد عبد العزیز صاحب - مدماہ -		٤
میزان	١٣ ٠	٩٩٤

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

یورپین ترکی اور ریاستہاے بلقان

— * —

فرہنگ بعض الفاظ عربیہ

— * —

(آستانہ) قسطنطینیہ
(ادرنہ) ایڈریا نوپل
(بحر مرمرا) مار مورا
(بحر ایجہ) ایجین سی (جس میں جزائر سامو س وغیرہ واقع ھیں)
(نہرِ الدانوب) دریاے ڈینیوب (جو کسی وقت ترکی روسی سرحد تھا)
(النمسا والمجر) آسٹریا ھنگری
(البوسنہ والھرسک) بوسینیا ' ھرزیگونیا
(الجبل الاسود) مانٹی نیگرو
(اٰیثنیا) ایتھنس دار الحکومت یونان
(سکک حدید) یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹی جدول ' جو ترکی حدود حکومت کو ریاستہاے بلقان ویونان سے علحدہ کرتی ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے ' اور اصل نقشے کا بعینہ عکس ہے)

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor;

Abul-Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکلف ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۱

Calcutta Wednesday, December 18, 1912

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

بقیہ عید اضحی

— * —

اس ہفتے "مسلم لیگ" کے مضمون نے اسقدر جگہہ لے لی کہ "عید اضحی" کا آخری نمبر درج نہو سکا - انشاء اللہ آیندہ نمبر میں ختم کر دیا جائے گا کہ اسکا سلسلہ بھی ارادے سے زیادہ بڑھگیا ہے -

اس ہفتے کا افتتاحیہ مضمون اگرچہ ایک ہی موضوع پر داستان طویل ہے ' تاہم نظر بہ اہمیت موضوع و مناسبت وقت ' امید ہے کہ آپ اول سے آخر تک پوری توجہ کے ساتھ ایک بار پڑھ لیں گے -

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ ۱۶ کو صلح کانفرنس کا انعقاد ہوا - سر اڈورڈ گرے نے اپنی تقریر میں وکلاے صلح کی طرف خطاب کرتے ہوے کہا

" جنگ کے بعد جب کبھی صلح ہوا کرتی ہے ' تو اِس میں خواہ مخواہ دقتیں پیش آنا ہی کرتی ہیں - میں نہیں چاہتا کہ آپ صاحبوں کی حالت کا اندازہ کروں - اِس سے بہتر شرافت اور انسانیت کا کوئی کام نہیں ہوسکتا کہ ان مشکلات پر غالب آکر جو اپنے تمام مساعی جمیلہ کا انجام صلح پر کیا جاے - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ایسا کرینگے تو وہ سنگ بنیاد ڈال دینگے جسپر سچی دانائی اور مدبری کے ہاتھوں آپ میں سے ہر ایک کی اخلاقی ' اقتصادی اور قومی ترقی کی عمارت کھڑی کی جاے گی - اگر ایسی مدبری نہ ہو تو آیندہ نسل کے لئے جنگ کے فوائد کسی کام کے نہیں ہوے اور انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاے - اگر ایسی مدبری کو کام میں لایا جاے ' تو جنگ کے نقصانات تک کی بخوبی تلافی ہو جاسکتی ہے ' اور تلخیاں صلح کی نعمتوں کے ساتھہ خوشگوار بن جاتی ہیں - میں زیادہ کچھہ نہیں کہتا - دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں ' اور آپکا کام انجام کو پہنچے - میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جس نیک غرض سے آپ یہاں جمع ہوے ہیں - اِس میں ہر فرد کی ہمدردی آپکے شامل حال ہے - بلکہ اگر آپ صلح کرلینگے ' تو تمام یورپ کی نظروں میں اپنی عزت کا منظر پیش کردینگے '

اسکے بعد وکلا کی طرف سے ان عمدہ اظہارات کیلیے سر ایڈورڈ گرے کا شکریہ ادا کیا گیا اور انسے اعزازی صدارت کی درخواست کی -

۱۷ کو وکلا کی دوسری نشست صبح کو ہوئی اور تیسری عصر کو -

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمی جو بہت روزوں سے تھی اب دور ہوئي
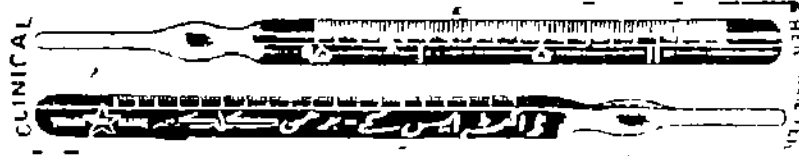
ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما میٹر کي تعریف کي بابت کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کي لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھي شناخت کرنے مین کوئي دقت نہیں ہوتی - انگریزي جاننے کي کوئي ضرورت نہیں - ہندي اور اُردو حرفوں میں بھی تھرما میٹر بنوالیاگیا ہے جو ایک ربڑ کے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر			ایک روپیہ چار آنہ
اُردو	"	"	دو روپیہ
ہندي	"	"	دو روپیہ

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مہتمم کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو ہوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشّی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤںکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمالیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

دیدۂ سعدی و دل همراہ تست * تا نہ پنداری کہ تنہا می روی !

— * —

اے وہ لوگو کہ زخمیوں کے ملک میں جارہے ہو ' جب وہاں پہنچکر زخموں کو دیکھنا ' تو خدارا سمجھی نہ کرنا '
کہ وہ زخم ' ان زخمیوں کے نہیں ' بلکہ اسلام کے ہیں !

— * —

شفی اللہ مرضی بالعراق ' فانی * علی کل مرضی بالعراق شفیق

البعثة الطبية للهلال الاحمر الهندية

نئے ہلال احمر کا مڈیکل مشن ' جو ڈاکٹر انصاری کی سرکردگی میں ۱۵ کو بمبئی سے روانہ ہوگیا - یہ گروپ بھوپال کے اسٹیشن پر
مسٹر نمکیں محمد خاں صاحب معلم ارٹ اسکول بمبئی نے کھینچا تھا - بالکل وسط میں ڈاکٹر انصاری ہیں ' اور انکے بائیں
جانب اس تحریک کے روح رواں مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ '

اس سے پہلے ۱۱ دسمبر کی تقریر میں سر ایڈورڈ گرے نے کہا کہ اگر لندن کی کانفرنس کے بعد ضرورت ہوئی تو پیرس میں ایک باقاعدہ کانفرنس بھی منعقد کی جائے گی - مقامی معاصر امپائر کا ایک خاص تار مظہر ہے کہ سفارتی گفتگو کے حالات کچھ زیادہ قابل اطمینان نہیں پائے جاتے - سر ایڈورڈ گرے کی تقریر سے بھی تشویش ظاہر ہوتی تھی -

اسکے بعد خیال ظاہر کیا ہے کہ دول یورپ کے حالات بھی اچھے نہیں ہیں ' لیکن ہم کو تو سر ایڈورڈ گرے بالقابہ ہی کی نسبت عرض کرنا ہے

فتنے سب سچ سہی قیامت کے
لیکن آگے تمہاری قامت کے ؟

یونان کی جنگی سدہ پرداریاں جاری ہیں - آج کا تار ہے

" ترکی بیڑوں اور یونانی جہازات (اسکوڈرن) میں کل صبح دردانیال اور امبروس کے مابین گھنٹے بھر تک معاملہ ہوتا رہا - قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ یونانی کروزر " جارجیو سٹوروف " پر ۱۶ گولے لگے' یہاں تک کہ اسکی نوپی توپ بھی خاموش کردیگئی اور بالآخر یونانی بیڑہ کی جانب بھاگ گئے - ترکوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا - برخلاف اسکے یونانیوں کا بیان ہے کہ ترک قلعہ کی آڑ میں رہے - اور آخر کار دردانیال کی طرف نکل گئے - پانچ یونانیوں کو ہلکے ہلکے زخم بھی لگے ہیں "

مسلم لیگ ۱۰ - تاریخ کے اسٹیٹسمین میں ۹ دسمبر کی بھیجی ہوئی ایک تار برقی اس مضمون کی شائع ہوئی تھی

The political CONFERENCE under the auspices of the Council of the All-India Moslem League will be held at Lucknow on the 31st instant' جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ " ۳۱ دسمبر کو لیگ کی سرپرستی میں ایک پولیٹکل کانفرنس ہوگی " مگر اب لیگ کی جانب سے ایک اعلان اخبارات میں شائع کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف لیگ کی کونسل کی ایک مخصوص میٹنگ ہوگی تا کہ چند مسائل پر غور کرے - ہم نہیں سمجھ سکے کہ ان مختلف بیانات میں راہ تطبیق کیا ہے ؟

پہلے تار میں ایک کانفرنس کا اعلان ہے جو لیگ کے کونسل کے ممبروں کی نہیں ' بلکہ اسکے اہتمام سے ہوگی ' لیکن اعلان میں خود کونسل کے ایک اجلاس کا ذکر ہے - اگر دوسرا اعلان صحیح ہے تو پھر یہ جلسہ محض ایک نگارشہ ہے ' اور التواے لیگ کی تلافی کی امید کا کسی طرح مستحق نہیں -

۹ کا تار زیر بحث مسائل میں " موجودہ پولیٹکل حالت " کو بھی ایک مسئلہ قرار دیتا تھا ' لیکن اعلان سے وہ اڑا دیا گیا ہے - اس وقت نہ صرف مسلمانان ہند کی پولیٹکل حالت کا مسئلہ درپیش ہے ' بلکہ سب سے اہم تر خود اسلام کی پولیٹکل حیات کا - ضرورت اسکی ہے کہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان مجمع اپنے ان اصلی جذبات کا اظہار کرے ' جو انگلستان کے موجودہ رویے سے انکے دلوں میں اضطراب پیدا کر رہے ہیں ' اور جنکے اظہار میں رنگون کے باعزت مسلمانوں نے قابل صد تحسین پیش قدمی کی ہے -

افسوس ہے کہ کارکنان لیگ لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک بہترین فرصت کھو رہے ہیں ' اور اس طرح خود اپنی موت کا اعلان کرتے ہیں - یہ سچ ہے کہ چند آدمیوں کی عبودیت کی کی زنجیریں انکے پاؤں میں ' اور اپنے نفس خائف کی غلامی کا حلقہ انکے کانوں میں پڑا ہے ' مگر باوجود اسکے بھی چاہیں ' تو اپنے دماغوں کے آپ مالک بن سکتے ہیں -

کیسا نازک ' اور اظہار افکار کا اصلی وقت ہے جو مسلمانوں کے سامنے ہے ' جو کل اس موسم میں نہ ہوسکا وہ مہینوں تک نہوسکے گا -

ہم نے آج کی اشاعت کے افتتاحی مضمون میں جو کچھ لکھا ہے ' ناظرین اسے غور سے پڑھیں - ہم کو یقین ہے کہ افکار عمومیہ کی موجودہ حرکت انشاء اللہ ضائع نہ جائے گی ' اور قوم اپنے اس نئے دور حیات کیلیے ایک نئی راہ پیدا کرلے گی -

---

ارشاد الملوک ہر آنر سر جیمس مسٹن کی پوری اسپیچ علی گڈہ کا ترجمہ پچھلی اشاعت میں درج کرنے کیلیے کمپوز چکا تھا مگر آخر میں قلت گنجایش کے سبب سے رہگیا ' اس ہفتے بھی تمام صفحات رکے ہوے ہیں ' اسلیے صرف اس کا ایک ٹکڑا شائع کیا جاتا ہے -

انکی اسپیچ کے اکثر مقامات ایسے ہیں کہ غور کے ساتھ پڑھے جائیں ' علی الخصوص انہوں نے علی گڈہ کالج کی موجودہ حالت ' کالج کے متعلق جوف انگیز خیالات و حالات کے ظہور ' قدیم و جدید جماعات کی کشمکش ' طلبا کے نئے افکار و جذبات ' عدم اشتغال سیاسی ' اور اسی طرح کے مطالب مہمہ کی نسبت جو کچھ فرمایا ہے ' اسکا ہر حصہ بحث طلب ہے ' مگر اس وقت اس ٹکڑے کو دیکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہر آنر نے موجودہ اسلامی مصائب کی نسبت نہایت موثر اور دل نشین طریقے سے ہمدردانہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں -

ہم انکی مخلصانہ ہمدردی کی ممنونیت میں اگر کمی کریں تو یہ ناشکری ہوگی - جو کچھ اسٹریچی ہال میں کہا گیا ' وہ بہت اچھا ہے اس سے ' جو گلڈ ہال میں کہا گیا تھا - ہر آنر کے پرمحبت ارشادات و اعترافات پڑھکر بے اختیار جی میں آیا کہ انگلستان کی وزارت کے لیے درحقیقت مسٹر اسکویتھ سے زیادہ بہتر سر جیمس مسٹن ہیں - ہمارا بس چلتا تو ہم گورنمنٹ آف انڈیا اور انگلستان کی شاہنشاہی میں باہم ایک مبادلۂ حکومت کی خواہش کرتے اور کہتے کہ انگلستان کی وزارت پر سر جیمس بالعادہ بھیجے جائیں اور انسے کہا جائے کہ گلڈ ہال میں بلقانی مسئلہ پر ایک تقریر کریں ' لیکن مسٹر اسکویتھ کو صوبجات متحدہ کی حکمرانی کیلیے منتخب کیا جائے - تاکہ علی گڈہ میں تشریف لاکر ہمیں باب مسیحیت کا ایک نظارہ دکھلا دیں - یہاں انکے ساتھ جیسی گذرتی ' گذرجاتی لیکن دراصل مکرو ہاں کی تھی -

ہر آنر نے مسلمانوں کے تاریخی افتخارات کی طرف کیسا ہمدردانہ اشارہ فرمایا ہے ؟ انہوں نے ہمارے کارنامے ایک ایک کر کے گنائے ہیں ' انہوں نے مرحوم بغداد کا ذکر کیا ' اور اسپین بھی یاد دلایا ' جہاں سے آٹھ برس کی حکومت کے بعد ہم مسیحی اسپینلا سے نکالے گئے ' لیکن آہ کہ انہوں نے سب کے آخر میں اس " خوبصورت شہر " کا بھی ذکر فرمایا جو " ہم نے بزنطانی فرمانروا سے لیا تھا اور جس پر اب تک قابض چلے آئے ہیں " شاید اس ذکر کو نظر انداز کر دیا جاتا تو بہتر تھا ' کیونکہ اس طرح بہت سے بے موقع افکار دماغ میں جمع ہوگئے - ہمکو بے اختیار یاد آگیا کہ یہی " خوبصورت شہر " اور ہماری آخری متاع جمال ہے ' جسکے لئے تمام مسیحی یورپ ہمارا رقیب ہے ' جسکی وجہ سے صلیب کے مقدس دیوتا پر ہماری قربانی جائز سمجھ لی گئی ہے ' اور جسکے قدم کی خاک کو تھوڑی ہی دیر کے اندر انگلستان کا وزیر اعظم سونگھنا چاہتا ہے !!

قسطنطنیہ میں صلح کی مخالفت

— * —

تلغراف خصوصی بنام الہلال

(۱۴ دسمبر) " صلح کی طیاری سے ملک میں آثار شورش و اضطراب ' گرفتاریاں عمل میں آرہی ہیں " -

الجہاد ! الجہاد !!

—*—

الجہاد فی سبیل الحریۃ

—*—

انفروا خفافا و ثقالا !

—*—

وفاداری اور بغاوت

دونوں کا وقت آ گیا

وفاداری گورنمنٹ سے ، اور بغاوت مفسد لیڈروں سے

—*—

فلا تخافوهم ، و خافون ان کنتم مومنین (۳ : ۱۷۰)

کسی سے مت ڈرو ، الله سے ڈرو اگر تم مومن ہو !!

—*—

اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت مہر !

ایک نعرہ تو بھی پیشکش صبح گاہ کر !

—*—

وعظ یوسفی

—*—

یا صاحبی السجن ! ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القہار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموہا انتم و اباؤکم ما انزل الله بہا من سلطان ، ان الحکم الا لله ! امر الا تعبدوا الا ایاہ ، ذلک الدین القیم ، و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۱)	اے یاران مجلس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خداے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو الله کو چھوڑ کر اور معبودوں کو پوج رہے ہو ، تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے پیش روؤں نے گھڑ لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو انکے لیے کوئی سند نہیں بھیجی نہیں - اے گمراہو ! یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اس ایک خدا ہی کیلیے ہے ! اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کے آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے ، لیکن اے واے کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں جانتے -

—*—

تاریخ آزادی ہند ، جو لکھی جائے گی

جو ہونے والا ہے اسکو کوئی قوم اپنی نحوست سے نہیں روک سکتی - یقیناً ایک دن آے گا ، جبکہ ہندوستان کا آخری سیاسی انقلاب ہو چکا ہوگا ، غلامی کی وہ بیڑیاں جو اس نے خود اپنے پاؤں میں ڈال لی ہیں ، بیسویں صدی کی ہواے حریت کی تیغ سے کٹ کر گر چکی ہونگی ، اور وہ سب کچھ ہو چکے گا ، جس کا ہونا ضرور ہے - فرض کیجیے کہ اس وقت ہندوستان کی ملکی ترقی کی ایک تاریخ لکھی گئی ، تو آپکو معلوم ہے کہ اسمیں ہندوستان کے سات کروڑ انسانوں کی نسبت کیا لکھا جاے گا ؟

اسمیں لکھا جاے گا کہ ایک بدبخت اور زبوں طالع قوم ، جو ہمیشہ ملکی ترقی کیلیے ایک روک ، ملک کی فلاح کیلیے ایک بدقسمتی ، راہ آزادی میں سنگ گراں ، حاکمانہ طمع کا کھلونا ، دست اجانب میں بازیچۂ لعب ، ہندوستان کی پیشانی پر ایک گہرا زخم اور گورنمنٹ کے ہاتھ میں ملک کی امنگوں کو پامال کرنے کیلیے ایک پتھر بنکر رہی !!

اسمیں لکھا جاے گا کہ ایک قابل رحم مگر مجبور انسانوں کا گلہ ، جسکے ہر فرد کو کسی زبردست کاہن نے اپنے منتر سے جانور بنا دیا تھا ، جو اپنے چھانے والے آقا کے ہاتھ میں اپنے گردن کی رسی دیکھتی تھی اور خوش ہوتی تھی ، جسمیں کوئی انسانی ارادہ ، کوئی انسانی دماغ ، کوئی انسانی حرکت ، اور کوئی انسانی زندگی کا ثبوت نہ تھا - جو نہ اپنے دماغ سے سوچ سکتی تھی ، نہ اپنی آواز سے بول سکتی تھی - نہ اپنے پاؤں سے چل سکتی تھی ، اور نہ اپنے ہاتھوں کو اپنا ہاتھ سمجھکر اٹھا سکتی تھی - ایک معمول ، جو مسمرائزر کے ارادے پر زندہ ہو - ایک زمین شل ، جو صرف رونے کیلیے تیار ہو - ایک درخت ، جو حرکت کیلیے ہوا کا منتظر ہو ، ایک پتھر ، جو بغیر کسی دوسری روح کے حرکت دیے ہل نہ سکتا ہو ، اور سب سے آخر یہ کہ ایک بدبختی کا داغ ، جو انسانیت کی پیشانی پر ہو

لہم قلوب لا یفقہون بہا ، و لہم اعین لا یبصرون بہا ، و لہم اذان لا یسمعون بہا ، اولئک کالانعام ، بل ہم اضل ، اولئک ہم الغافلون (۷ : ۱۷۹)	انکے پاس دل ہیں ، مگر سوچتے نہیں ، آنکھیں ہیں ، مگر دیکھتے نہیں ، کان ہیں مگر سنتے نہیں - انکی مثال چارپایوں کی سی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ، وہی ہیں ، جنکو غفلت کی سرشاری نے انسانیت سے محروم کر دیا ہے -

اسلام کی تذلیل کا ایک درد انگیز منظر

پھر اسمیں لکھا جاے گا کہ یہ حالت اس قوم کی تھی ، جو آہ ثم آہ ! کہ " مسلم " تھی ، جو اپنے ساتھ انسانی شرف و جلال کی ایک عظیم ترین تاریخ رکھتی تھی ، جسکو دنیا کی وراثت اور خلافت دی گئی تھی ، جو دنیا میں اسلیے بھیجی گئی تھی ، تاکہ انسانی استبداد و استعباد کی زنجیروں سے بندگان الہی کو آزاد کرائے - جو اسلیے بھیجی گئی تھی کہ بیڑیوں کو کاٹے ، نہ اسلیے کہ خود اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ، جو اسلیے آئی تھی کہ تمام ان زنجیروں کو ، جو خدا کی بندگی کے سوا اور شیطانی قوتوں کی (اور ہر وہ اسیلا جو الله کے ما سوا ہے ، اسلام کی اصطلاح میں یہی نام رکھتا ہے) انسان کی گردنوں میں پڑی ہیں ، ٹکڑے ٹکڑے کر دے ، نہ اسلیے کہ سب سے بھاری زنجیر کو خود ہی اپنی گردن کا زیور بناے - جو خدا کی نائب اور خلیفہ تھی ، تاکہ دنیا کو اپنا محکوم بناے - نہ یہ کہ خود محکومی پر ناز کرے - جسکے قدموں پر قوموں کو گرنا تھا تاکہ وہ اٹھاے ، نہ یہ کہ وہ خود خاک مذلت و غلامی پر لوٹے اور ٹھکرائی جاے -

روس صلیبی جنگ

— * —

صوفیا کے شاہی گرجے میں شاہ بلغاریا کو مسس اعظم صلیبی جنگ کی
کامیابی کیلیے برکت دے رہا ہے

— * —

شتلجا

یہ وہ ہلاکت نشان عثمانی مشین گن ہے جس نے ۱۶ نومبر کے معرکے میں حملہ آور بلغاریوں کی تمام سامنے
کی صفیں اڑا دیں، اور جس کے صلے میں افسر توپ خانہ
محمود حصاری کو تمغۂ سلطانی مرحمت ہوا -

مسلمانوں کے ملکی کارنامے

اسکے بعد وہ آنے والا مورخ، جو ہندوستان کا وقائع نگار ہوگا، لکھیگا کہ بالآخر وہ سب کچھ ہوا جو ہونا تھا۔ بیسویں صدی میں کوئی ملک غلام نہیں رہسکتا تھا اور نہیں رہا۔ برٹش گورنمنٹ ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ تھی، چنگیز خاں کا تخت قہر نہ تھا۔ پس ملک آزاد ہوا، اور انگلستان نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن دنیا یاد رکھے کہ جو کچھ ہوا، اس قوم کی سر فروشی سے ہوا، جو مسلم نہ تھی، پر جو "مسلم" تھے، انہوں نے ہمیشہ آزادی کی جگہہ غلامی کی، اور سر بلندی کی جگہہ سجدۂ مذلت کی کوشش کی۔ ہندوستان کی ملکی نجات یقیناً ایک عظمت اور عزت کی یادگار ہے، لیکن اس عزت میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں۔ اگر ملک کے قوانین کی ترمیم ہوئی، نئے مفید قوانین بنائے گئے، برباد کن محصولوں اور ٹیکسوں سے انسانوں نے نجات پائی، تعلیم جبری اور عام ہوئی، فوجی مصارف میں تخفیف ہوئی، اور سب سے آخر یہ کہ ملک کو حکومت خود اختیاری ملی، تو صرف ہندوؤں، قابل عزت ہندوؤں، مسلمانوں کیلیے تازیانۂ عبرت ہندوؤں کی وجہہ سے، کیونکہ انہوں نے پالٹکس کو شروع کیا، اور پھر پالٹکس اسی کو سمجھا، مگر مسلمانوں نے اسکو معصیت سمجھکر کنارہ کشی کی، اور جب شروع بھی کیا تو شیطان نے یہہ سمجھایا کہ گورنمنٹ کے آگے سجدہ کریں، تا اسکے آگے بھیک مانگنے کیلیے روانہ، اور پھر مانگیں بھی تو اشرفی نہیں، چاندی سونا نہیں، لعل و جواہر نہیں، بلکہ تانبے کا ایک زنگ آلود ٹکڑا، یا سوکھی روٹی کے چند ریزے!

فذلك مثل القوم الذين كذبوا بآياتنا، فاقصص القصص لعلهم يتفكرون (۷ : ۱۷۵)

مسلم لیگ

بیشک مدتوں کے بعد بت ٹوٹے، جس کو کفر کہا تھا اسکے ثواب و طاعت ہونے کا فتوا دینا پڑا، لیکن کیونکر؟ اپنی قوت سے، اپنے دماغ سے، اپنی ہستی اور اپنی روح سے؟ نہیں بلکہ

ان ہم نسعی عمرا مردم شکار درست!

پہلے جنکے حکم سے گمنامی کی غاروں میں چھپے تھے، اب انہی کے حکم سے باہر نکلے تاکہ مندر میں جاکر اسکے آگے سر بسجود ہوں۔ بیشک شملہ ڈیپوٹیشن کے تماشے کے بعد اسکا آخری پارٹ کھیلا گیا اور ا[illegible] لیگ" رکھا گیا، لیکن اگر تم ایک برف خانہ بنا کر اسکا نام آتشـ[illegible] رکھ دوگے، تو کیا برف کی سل آگ کا انگارا ہو جائے گی؟ اگر تم ایک کھلونے کا پتلا لیکر اسکے سینے کے پاس کی کل کو انگوٹھے سے دباؤگے، تاکہ اپنے دونوں ہاتھ ہلا کر تالی بجائے، تو کیا اس تماشے سے وہ انسان کا بچہ سمجھ لیا جائے گا؟ نادانو! چپ کیوں ہو؟ مجھکو جواب دو! شاید ہی آجتک دنیا میں کسی قوم نے پالیٹکس کی ایسی صریح تذلیل و توہین کی ہوگی، جیسی کہ چھ سال تک تم نے کی۔ تم نے، اے چاندی اور سونے کو پوجنے والو! تم نے کی۔ تمہارا وجود یکسر سیاست کی تحقیر، اور تمہارے اعمال اسکی مغرور پیشانی پر ایک کلنک کا ٹیکا ہیں۔ تم نے غلامی کا ایک بتکدہ بنایا، اور اسکا نام سیاست کی مسجد رکھا۔ تم نے سجدے کا سر جھکایا، اور قوم کو دھوکا دیا کہ ہم عزت کا سر بلند کر رہے ہیں۔ تم دلدل میں اپنے پاؤں ڈالکر کھڑے رہے تھے، تاکہ اور دھنسو و غرق ہو، لیکن قوم کو کہتے تھے کہ ہم میدانوں میں دوڑ رہے ہیں۔ تم خود گمراہ تھے، پر اس پر بس نہ کی، اور پوری قوم کو گمراہ کرنا چاہا۔ ضلوا فاضلوا، فویل لہم ولاتباعہم:

حریفاں رہ دیگر کردند گم
فویل لہم، ثم ویل لہم!!

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

کہ سوال چھت کا نہیں بلکہ ان اینٹوں کا ہے جو بنیاد میں رکھی گئی ہیں۔ یہ بحث فضول ہے کہ دیوار کا کیا حال ہے، دیکھنا یہ ہے کہ بنیاد تو ٹیڑھی نہیں۔ پالیٹکس ایک آگ ہے جو خود بھڑکتی ہے، اور پھر بھڑکائی جاتی ہے۔ وہ برف کا گلاس نہیں ہے جو کسی سرد مہر ساقی کی بخشش پر موقوف ہو۔ اولین گمراہی یہ تھی کہ برسوں کی موت کے بعد زندگی کی کروٹ لی بھی تو اپنی امنگ، اپنے جوش، اور اپنی کسی قوت کے اعتماد پر نہیں، بلکہ محض کسی کے اشارۂ چشم، اور جنبش دست دعوت پر۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پالیٹکس غلامی کی ایک دوسری شکل بن گیا، اور راہ مقصود سے باز رکھنے کیلیے ایک کھلونے کا کام دینے لگا۔ پھر اسکے بعد ساری قوت اسپر صرف کی جانے لگی کہ گورنمنٹ سے مراعات طلب کی جائیں اور جس طاقت کو گورنمنٹ کے مقابلے میں خرچ ہونا تھا، اسکو ہندوؤں کے مقابلے میں صرف کیا جائے۔ یہ اس بیمار کیلیے ترشی کا ایک پورا جرعہ ثابت ہوا۔ اصل شے قوم کا یہ محسوس کرنا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہے نہ کہ کسی لکڑی کے سہارے، لیکن مراعات کی طلب جب پیدا ہوگی، خواہ اسکا کچھ ہی نام رکھا جائے، یقیناً اپنی قوت کی جگہہ، محض معطی کے احسان و کرم پر اعتماد ہوگا۔ بیشک مسلمانوں کو اپنے حقوق قومی کے تحفظ سے غافل نہیں ہونا چاہیے، لیکن ساتھ ہی اصلی سعی اسکی ہونی چاہیے کہ درخت اپنی جگہہ پر مضبوط ہو۔ تم درختوں کے سایے میں آرام و راحت لیتے ہو، لیکن کبھی اسپر بھی غور کیا ہے کہ تمہارے باغیچوں میں کونسی شے جلتی ہے؟ وہ بھی درخت ہے، لیکن جو درخت اپنی قوت نشو و نما سے محروم ہو جاتا ہے، اسکو کاٹ کر چولہے ہی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ پس زندگی صرف قوت میں ہے اور اعتماد کی جگہہ دل ہے نہ کہ کسی کی چوکھٹ۔

ملک کی غلامی کیلیے مسلمانوں کی قربانی

ہندو مسلمانوں کا سوال بھی ایک بازیگر کا کھیل ہے، اور بد قسمتی سے ناچنے والے ناچ رہے ہیں۔ فوج میں پھوٹ پڑ گئی ہے اور عدم مطمئن ہے۔ یہ خیال کہ "تم نے ابھی تعلیم میں ترقی نہیں کی، اسلیے تمہارا پالٹکس یہی ہے کہ پہلے ہندوؤں سے اپنے غصب کردہ حقوق چھین لو" غور کرو کہ حریف شاطر کی کس قیامت کی چال تھی؟

وہ رہزن اور پھر ایسے کمیں سے!

سات کرور انسانوں کی قوت کا نشانہ وہ خود کیوں بنے، جبکہ تم اس قوت کو کسی دوسرے جگہہ خرچ کرنے کیلیے طیار ہو؟ یاد ہوگا کہ ہم نے ایک بار اسکی طرف اشارہ کیا تھا۔ ہندوستان میں قدرتی طور پر برٹش گورنمنٹ کو اپنے فوائد کے استحکام کیلیے ایک بڑی قربانی کی ضرورت تھی، کہ کوئی ایک قوم ملک کو چھوڑ کر اسکے ساتھ ہو جائے، اور اپنے ملک کی امیدوں کی قربانی کے خون سے اسکے اغراض کے درختوں کو سینچے۔ مسلمانوں نے خود اپنے تئیں اس قربانی کیلیے پیش کر دیا، اور جس بوجھ کے اٹھانے سے ہندوستان کی تمام قوموں نے انکار کر دیا تھا، اسکے لیے اول روز خود ہی اپنی گردن پیش کر دی کہ

بنشیں در دل ویرانہ ام اے گنج مراد!
کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویران کردم

انہ کان ظلوماً جہولا

جو اس ملت حنیفی کی پیرو تھی ' جو دنیا میں صرف اسلیے ہے کہ حاکم ہو ' نہ اسلیے کہ غلام و مملوک ہو - آہ ! جو " مسلم " تھی ' اور پھر کونسا انسانی شرف باقی رہگیا ہے ' جو اس اللہ کے منہ سے نکلے ہوئے خطاب معترب و اقدس میں نہیں ہے ؟ جو " مسلم " تھی ' اور اسلیے قدرتی طور پر اسکا فرض تھا کہ ہندوستان میں وہ سب کچھ کرتی ' جو اوروں نے کیا ' اور جسکو اپنے وجود وبوں سے اس نے ہمیشہ روکا - جو مسلم تھی ' پس چاہیے تھا کہ ہندوستان کی آزادی اور ملک کی ترقی کا جھنڈا اسکے ہاتھہ میں ہوتا ' اور ہندوستان کی تمام قومیں اسکے پیچھے پیچھے ہوتیں ' کیونکہ اسکے پاس " اسلام " تھا اور " اسلام " آگے رہنے کیلیے ہے ' پیچھے رہنے کیلیے نہیں - وہ ایک قوت ہے تاکہ قومیں اسکے آگے جھک کر روحانی و جسمانی نعمات پائیں ' پر وہ کسی کے آگے جھکنے کا محتاج نہیں ہے

وکذلک جعلناکم امة وسطا ' لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا (۲ ۱۳۷)

و جاہدوا فی اللہ حق جہادہ ' ہو اجتباکم ' وما جعل علیکم فی الدین من حرج ' ملة ابیکم ابراہیم ' ہو سماکم المسلمین من قبل و فی ہذا ' لیکون الرسول شہیدا علیکم ' وتکونوا شہداء علی الناس ' فاقیموا الصلوة واتوا الزکوة ' واعتصموا باللہ ' ہو مولاکم ' فنعم المولی و نعم النصیر ! (۲۲ ۷۸)

اور اسی طرح ہمنے مسلمانوں کو درمیانی قوم بنایا تاکہ وہ تمام انسانوں کی ہدایت کے شاہد ہوں ' اور ختم المرسلین انکے لیے شاہد ہو - اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو ' جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لٹاو ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

دماغ سوچنے کے لیے ہے ' نہ کہ غفلت کیلیے - پس تمہارے پاس دماغ ہے تو اسے غفلت کو بیداری ' اور موت کو حیات سمجھنے والو ! خدا را مجھکو بتلاؤ کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تمہاری نسبت کیا لکھا جائے گا ؟ یقین کرو کہ اس وقت ' جبکہ یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' میرے دل میں ایک سخت اضطراب ہے ' میری روح بیچین ہے ' میرے جگر میں ٹیس ہے ' میرے دل کے زخموں کے ٹانکے کھل گئے ہیں ' اور میرے ہیجان افکار کا سانپ دنے سے قلم عاجز آگیا ہے - یہ کیا ہے کہ میں ایک شے کو اپنے سامنے دیکھہ رہا ہوں تم سب کے پاس بھی آنکھیں ہیں ' لیکن تم کو نظر نہیں آتا ؟ یہ کیا ہے کہ ایک آواز میرے کانوں میں آرہی ہے ' میں سن رہا ہوں پر تم نہیں سنتے ؟ آہ ! اے لوگو کہ میں نہیں سمجھتا تم کو کیا کہوں ' مجھکو خدا را بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم دین قویم کے پیرو ' خطاب اسلام سے متصف ' اور امانت الہی کے حامل ہو ' یہ سچ ہے تو تم صرف اسلیے ہو تاکہ بندر ہو ' بے خوف ہو ' حری ہو ' آزاد ہو ' خود مختار ہو ' نہ صرف اتنا ہی کہ خود آزاد ہو ' بلکہ قوموں کو آزادی بخشنے والے اور ملکوں کو بند استعباد سے نجات دلانے والے ہو ' اور میں آگے بڑھتا ہوں کہ تم اسلیے ہو ' تاکہ جانفروش ہو ' تاکہ راہ حق میں سرکف ہو ' پھر یہ کیا ہے کہ یہ سب باتیں غیروں میں دیکھتا ہوں ' لیکن اے بدبخت تم اسے محروم ہو - یہ کیا بوالعجبی اور کیا تماشائے عقل سوز ہے ؟

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبیست ؟ !

تاریخ ہند کا ایک خاص باب

اگر تم کہو نہ تاریخ ہند میں ہمارے لیے بھی ایک شرف و عظمت کا باب ہوگا تو تم خاموش رہو ' اور مجھسے کہو کہ میں آسے پڑھدوں - بیشک ایک باب ہوگا ' مگر جانتے ہو کہ اس میں کیا ہوگا ؟ اسمیں لکھا ہوگا کہ ہندوستان ملکی ترقی اور ملکی آزادی کی راہ میں بڑھا ' ہندوؤں نے اسکے لیے اپنے سروں کو ہتھیلی پر رکھا ' مگر مسلمان غاروں کے اندر چھپ گئے - انہوں نے پکارا ' مگر انہوں نے اپنے منہ اور زبان پر قفل چڑھادے - ملک غیر منصفانہ قوانین کا شاکی تھا ' ہندوؤں نے اسکے لئے جہاد شروع کیا ' پر اس قوم مجاہد نے یہی نہیں کیا کہ صرف چپ رہی ' بلکہ مخبرانہ چیخ اوٹھی کہ تمام کام کرنے والے باغی ہیں -

افسانۂ استبداد ہند

ملک کہ ایک خالص زرعی ملک تھا ' اسکے کاشتکار تباہ و برباد ہو رہے تھے ' ملک کی دولت انگلستان کے معدے میں بھری جا رہی تھی ' اور اس طرح ہضم ہو جاتی تھی کہ چند لمحوں کے بعد پھر قحط میں مرنے کا نعرہ سنائی دیتا تھا - ریلوے کی توسیع کے انگلستان کو ٹھیکے دیے جا رہے تھے ' تاکہ وہ دولت جذب کرے ' مگر آبپاشی کیلیے روپیہ نہ تھا ' نہ ہندوستان کی زمین اپنی دولت اگلے - زبان سے اقرار کیا جاتا تھا کہ تم وفادار ہو ' مگر اسلحہ کو چھونے کی اجازت نہ تھی ' کہ تم غدار ہو - ملک کی تمام دولت سفید فوج سرخ رنگ سپاہیوں کو سونا اور چاندی کھلا کر لٹائی جا رہی تھی ' مگر ملک کے فاقہ مست کالے تعلیم اور حفظ صحت کے انتظام سے محروم تھے - نمک بھی ملتا تھا تو محصول دیکر ' اور تعلیم بھی ملتی تھی ' تو گھر بار بیچکر - پھر زمام حکومت اپنے ہاتھہ میں لیے ہوے محبت کے لہجے میں وعدہ کیا گیا تھا کہ نسل و رنگ و زبان اور امتیاز حاکم و محکوم کا یہاں سوال نہیں ' اور جو راہ اپنے لئے باز ہے ' وہی سب کی آمد کی منتظر - لیکن جب پاؤں آگے ' اور ہاتھوں نے حرکت کی ' تو تمام دروازے بند تھے ' اور امتیاز حاکم و محکوم کے بت سے ہر انگلستان کی مٹی کا پتلا معمور -

یہ اور ایسے ہی حالات تھے ' جنمیں ملک مبتلا تھا - ہندو اٹھے اور انہوں نے اپنی تمام قوتوں کو ملکی جہاد کیلیے وقف کر دیا - لیکن عین اس وقت جبکہ وہ یہہ سب کچھہ کر رہے تھے ' مسلمانوں نے نہ صرف اپنے ہی ہاتھہ پاؤں توڑے ' بلکہ چاہا کہ جنکے ہاتھہ پاؤں ہیں ' انکو بھی اپنا ہی سا لولا لنگڑا بنا دیں - جبکہ وہ ملک اور ملک کی آزادی کی آگ سلگا رہے تھے ' تو یہ تعلیم کی ایک ٹھنڈی لاش لیے بیٹھے تھے ' انکے کانوں میں ایک جادو کا منتر پھونکدیا گیا تھا کہ " وقت نہیں آیا " اور یہ اسی میں مسحور تھے - ایک الف لیلہ کا عفریت تھا ' جس نے جادو کے زور سے انکو پتھر کی چٹان بنا دیا تھا ' پس یہ ملک کی ترقی کی راہ میں روک بنکر پڑے تھے -

تو عقد رجعت سے انکار نہیں ، البتہ اسکو تو اپنی غیرت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ " حلالہ " کو منظور کرلیں

همرہ غیری و می گوئی بیا عرمی تو هم
لطف فرمودی ، برو ، کین پاے را رفتار نیست

یہ راضی نامہ بالکل ایک منصفانہ معاهدہ هوگا ، اور شرائط میں کوئی پیچ و خم نہیں - لیگ پچھلی باتوں کو بھلادے ، اپنے گھر کو صحبت اغیار سے خالی کرے ، اور هم سے لگاو رکھتا ہے تو غیروں سے سگارت چھوڑدے - پھر هم بھی دوسرے ٹھکانوں کی فکر چھوڑکر اسی کے هو رهتے هیں - لیکن یاد رہے کہ یہ معاهدہ آخری هوگا ، اگر پھر کبھی اغیار کی پرچھائیں بھی نظر آئی تو:

بس لیجئے سلام ، اپنا بھی وعدہ ہے کسی سے

اسکو بھی کھول کر کہدیں کہ صحبت غیر سے کیا مطلب ہے ؟ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہے کہ آپ سے غیرت عشق کے انتہائی مطالبات کیے جائیں - همیں اس سے کوئی چڑہ نہیں کہ گورنمنٹ سے پورے تعلقات رکھیے ، کانگریس کی موجودہ حالت کی نظیر آپکے سامنے ہے ، اتنو گورنمنٹ خود امیدوں کی حوات افزائی کر رهی ہے - لیکن تعلقات کے یہ معنی سمجھئے کہ اچھے وقتوں میں اپنے وقار اور متانت کے تحفظ کے ساتھ دو چار گھڑی هنس بول لیا ، یہ نہیں کہ .

همہ شب شراب خوردن ، همہ روز خواب کردن

شرائط صلح

نصب العین

سب سے مقدم تو مسئلہ پولیٹکل جد و جہد کیلیے ایک نصب العین کی جستجو ہے ، اور اگر آپکو زندہ رهنا ہے تو کسی مقصد بلند کی انگیٹھی سلگایئے جو هر وقت آپکے دل کو گرم رکھے - یہ بار بار کہا جا چکا ہے - کوئی قوم اپنے جد و جہد میں اصلی سرگرمی اور جذبات و قوی کا ایثار نہیں کرسکتی جب تک اسکے سامنے ایک جاں طلب نصب العین نہو ، اور اب آپکو کیا سمجھائیں کہ آزادی تو وہ مقصود ہے ، جسکا تصور بھی دل کی زندگی کیلیے کافی ہے -

رہے پہلو میں وہ یا آس کا خنجر
غرض دل تھنڈا ہے هم نشیں سے

لیگ تلاش میں نکلی ہے تو اسکو بھٹکنا نہیں چاهئے - هندوستان میں سیاسی نصب العین کا سوال ایک هی ہے ، گو اس بارے میں هماری راہ عام شاهراہ سے الگ ہے ، اور هم اس چیز کو دوسری طرف سے آکر لینا چاهتے ہیں ، لیکن لیگ سے اسکی توقع لا حاصل هوگی ، پس اسکو چاهئے کہ اس ایک هی نصب العین کا اعلان کردے کہ " انگلستان کے ماتحت هندوستان کی حکومت خود اختیاری "

درج بالا کی کہ اورانی هنور

یاد رکھو کہ یہ نصب العین جو هم نے تجویز کیا ، تو کوئی بہت اونچے درجہ کی بات نہیں کہی کہ هماری همت کا آشیانہ اس شاخ سے بھی بلند تر جگہ ڈھونڈھتا ہے - تاهم یہی بہتر ہے کہ آپ "سلف گورنمنٹ" کو اپنا نصب العین سیاسی قرار دیں ، اور آجکے دن سے سفر شروع کر دیں - اگر ایک دلکش منزل آپکے سامنے هوگی تو پھر سفر کی تکلیفیں بھی بھول جائیے گا !

رهروان را خستگی راہ نیست
عشق هم راہ است و هم خود منزل است

تیس برس سے جو پیچ اس مسئلے کی نسبت پڑے هوے هیں اب ادھر بار بار لکھا جا چکا ہے - هندو مسلم کی مغایرت ، مختلف عناصر کی باهمی رقیبانہ کشاکش ، هندو مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ کے اثرات ، ملک کی عدم طیاری ، مسلمانوں کیلیے هندوستان میں باهر کی حکومت کی ضرورت ، اور اسی طرح کے وہ تمام وساوس و نزعات نفسانیہ ، جو مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں کیے گئے تھے ، همیں حسن ظن ہے کہ اب بھلائے جاچکے هیں - سلف گورنمنٹ اسی لیے نہیں مانگی جاتی کہ ملک کی استعداد اور عدم استعداد کا افسانہ دهرایا جائے ، مقصود ایک نصب العین کو سامنے رکھنا اور بتدریج اس تک پہنچنا ہے - هندو مجارٹی کے غلبہ کا خوف بھی اب خدا کیلیے دل سے نکال دیجئے ، یہ سب سے بڑا شیطانی وسوسہ تھا ، جو مسلمانوں کے قلب میں القا کیا گیا - طاقت محض تعداد پر نہیں بلکہ اور باتوں پر موقوف ہے - اصل شے قوموں کی معنوی طاقت ہے ، جو اسکے اخلاق ، اسکے کریکٹر ، اسکے اتحاد ، اور در اصل هماری اصطلاح میں خشیتہ الہی ، اور اعمال حسنہ سے پیدا هوتی ہے : وکم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ! اسلام کی طاقت کبھی بھی وابستۂ قلت و کثرت نہیں رهی ہے ، اور اب بھی جن دلوں میں اسلام هو ، وهاں اکثریت بالکل بے اثر ہے لا تهنوا ولا تحزنوا ، وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين - یہ تمام وساوس اسلیے پیدا هوے هیں کہ ملک کے سامنے کوئی مشترک اور بلند نصب العین نہیں ہے ، اگر روز اول هی سے یہی هوگیا هوتا کہ سب ملکر ایک هی نصب العین اعلی کی طرف دیکھنے لگتے ، تو اور کسی طرف دیکھنے کی مہلت هی نہیں ملتی ، اور وہ تمام قوتیں جو آج باهمی جدال و قتال میں صرف هو رهی هیں ، اسی کے پیچھے صرف هوتیں -

بے توجہی سے نہ سنیے کہ ایک بہت بڑا نکتۂ عمل کہہ رها هوں ، اور اپنے طرز بیان کا شاکی هوں کہ اسرار و رموز کی باتیں بھی حسن و عشق کی کہانی بنجاتی ہے - اپنے سامنے ایک جانستان جلوہ گاہ حسن پیدا کر لیجئے ، پھر اگر آپ دوسری طرف دیکھنا چاهیں گے بھی تو نہیں دیکھہ سکیں گے - یہی تمام بے راهہ روی ، نفس پرستی ، اغراض پسندی ، باهمی جنگ و جدال ، ایثار و محویت فراموشی ، اور هر قسم کے اشغال ملالت صرف اسلیے هیں کہ سامنے کوئی کشش نہیں ، اور حسن بلاے عقل و هوش کو هم دیکھہ رہے هیں ، آپنے ابھی دیکھا هی نہیں - جس دن ایک اچٹتی هوئی نظر بھی " آزادی " کے حسن پر پڑگئی ، پھر آپ خود بخود یہ تمام قصے بھول جائیں گے .

لو يسمعون كما سمعت كلامها
خروا لعزة سجدا وركوعا (۱)

مشکلات راہ

بہت سے لوگ هیں جو یہاں تک همارے ساتھہ آگئے هیں کہ مسلمانوں کو بھی یہی نصب العین اپنے لئے تجویز کرنا چاهیے ، مگر مشکلات راہ سے گھبراے هیں اور کہتے هیں کہ شراب کڑوی ہے ، نشۂ و سرور کے انتظار میں حلق و دهان کو کون بد مزہ کرے ؟ لیکن اب هم انسے کیا کہیں کہ کوئی گھونٹ حلق سے نیچے اترا هی نہیں - کسی طرح منہ بنا کر ایک جرعہ اتار لیجئے ، پھر پوچھیں گے کہ کڑوی ہے یا میٹھی ؟

حریف صافی و دردی نئی ، خطا اینجا ست
تمیز نا خوش و خوش میکنی ، بلا اینجا ست

اے اغوان غفلت شعار ! نہیں معلوم اب تک آپ کس وهم میں پڑے هیں ؟ یہ مقتل سہلت ہے ، یہ مشہد آزادی و حریت

(۱) اگر انهوں نے بھی مزہ (معشوق) کی صدا اسی طرح سنی هوتی ، جیسی کہ میں سن رها هوں ، تو معا اسکے آگے سجدے میں گر پڑتے -

الذین نسو اللہ ' فانساهم انفسهم !

اگر مسلمانوں کی آنکھوں کو لیڈروں کے عمل السحر نے بند نہ کر دیا ہوتا ' تو وہ اس منظر کو دیکھتے اور خون کے آنسو روتے - وہ دیکھتے کہ یہہ کیا بد بختی ہے کہ ملک کی ترقی و فلاح کا مسئلہ ہی سرے سے " ہندو مسئلہ " ہوگیا ہے ' اور مسلمانوں کو من حیث القوم اس سے کوئی تعلق نہیں رہا - ہاوس اف کامنس میں بحث آے یا کانگریس کے اسٹیج پر ' " مسئلہ ہند " کے معنے " ہندو مسئلہ " کے ہیں ' حالانکہ ملک کی ترقی و آزادی کی کی ذمہ داری اگر ہندوں پر ملک کی طرف سے تھی ' تو اے اپنے تئیں بھولنے والو ! تمہارے سر تو خدا نے دو الهلال کے طرف سے تھی ! دنیا میں صداقت کیلیے جہاد ' اور انسانوں کو انسانی غلامی سے نجات دلانا تو اسلام کا قدرتی مشن ہے ' پس تم تھے کہ تم کو خدا آگے کرنا چاہتا تھا ' لیکن افسوس کہ تم نے پہلے خدا کو ' اور پھر اپنے آپ کو بھلایا ' نتیجہ یہ نکلا کہ پیچھے کی صفوں میں بھی تمہارے لیے جگہہ نہیں ' میا حسرتا ! و یا ویلتا ! !

ولا تکونوا کالذین نسو اللہ فانساهم انفسهم اولئك هم الفاسقون (۵۹ : ۱۹)	اور ان لوگوں کی طرح مت بنو ' جنہوں نے خدا کو بھلا دیا ' نتیجہ یہہ نکلا کہ خود اپنے ہی کو بھول گئے - وہ یقیناً فاسقوں میں سے تھے -

جمود حرکت نما

ممکن ہے کہ آپ فرمائیں ' یہہ قصۂ طویل اب داستان بے وقت ہے ' کیونکہ در اصل تمام پچھلی باتیں بھلائی جا چکی ہیں ' غلطیوں کا اعتراف کیا جا رہا ہے ' تقسیم بنگال کی تنسیخ کی ضرب محکم نے (کہ فی الحقیقت آغاز عہد برطانیہ سے لیکر اس وقت تک ایک سب سے بڑی انسانی خدمت ہے جو اس نے انجام دی) اُن ہاتھوں کو بھی جو شل ہوگئے تھے پیٹھہ تک پہنچا دیا ہے کہ چوٹ سخت لگی ہے - خود اب لیگ پچھلی غلطیوں کی تلافی اور آئندہ کی اصلاح پر ملتفت ہے ' مانا کہ اسکا سر برسوں بادۂ غرور و کبر سے سرشار رہا ' مگر اس عجز خمار کو بھی تو دیکھیے ' کہ اب قومی خواہشوں کے آگے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آے !

اپنے کہا کہ اولین شے لیگ کے نظام کی تبدیلی ہے ' انہوں نے کہا کہ بہت بہتر - اپنے شکایت کی کہ اگر ہلال احمر مدد کی فکر نہ کی تو پھر لیگ کس مرض کی دوا ہے ؟ ارشاد ہوا کہ انکے یہ بھی لیجیے ' اپکا بڑا رونا یہ تھا کہ سفر بے منزل ' اور سعی بے مقصود ہے ' انہوں نے کہا کہ اس سے بھی انکار نہیں ' انکے " نصب العین " کی کی جستجو میں بھی نکلیں گے - ابھی سامنے کی بات ہے کہ لیگ کے التوا پر اپکو بہت غصہ آیا تھا ' تحریریں تھیں کہ ایک علحدہ کانفرنس کا انعقاد ہو ' انہوں نے معاً کہا کہ اور طرف کیوں جاتے ہیں کہ یہاں ایک صحبت خاص اس کے لیے بھی طیار ہے - پھر جب حالت یہاں تک و رنا صلاح ہو چکی ہے ' تو اب پچھلے گلے شکوے کا کون موقع ہے ؟ اگلی پرانی باتوں کو تہہ کیجئے ' اور امیدوں کا دروازہ کھولیے کہ مدتوں کے دبے دبائے ارمانوں کے نکلنے کا وقت آگیا :

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم
از بخت شکر دارم و از روزگار هم

لیکن میں عرض کرونگا کہ ذرا صبر کیجئے اور ریاتوں کو نہ روکیے کہ در اصل شکوے شکایت کا وقت پہلے نہ تھا ' وقت تو اب آیا ہے ' ہم بھی اسی روز آزمایش کے منتظر تھے :

کچھہ ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

لیکن کہیں ایسا نہو کہ

حکم انتظار کی تھی توقع بروز حشر
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا !

ہاے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ! !

اول تو

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

اور پھر یہ جو کچھہ ہے ' صرف الفاظ ہیں ' جن میں معانی کا نزول باقی ہے ' محض جستجو کے ارادے سے منزل نہیں مل سکتی ' آپ سرخی اور چونا مہیا بھی کر لیں ' پھر بھی مکان نہیں بن سکتا جب تک کہ معمار نہوں - شاید لیگ کی یہ نئی ادائیں تو نہ شکن ضرور ہیں ' لیکن ابھی ایسی نہیں ہیں کہ واپس لیا ہوا دل پھر اسکے حوالے کر دیں

کھلے کیا دل دزدیدہ دلدار کے آثار باقی ہیں
ہوا ہر چند گھر ویراں صحرا ' پھر بھی صحرا ہے

البتہ بعض خام کاران ہوس پیشہ سے کھٹکا ضرور لگا ہے کہ کہیں ان صبر آزما اداؤں پر لوٹ نہ ہو جائیں

وہ حلقہ ہاے زلف ' کمیں میں ہیں اے خدا !
رکھہ لیجیو میرے دعوئے وارستگی کی شرم !

نظام ترکیبی کی اصلاح اور نصب العین کی جستجو بلا شبہ اس مرض کیلیے اصلی علاج کی تلاش ہے ' مگر تلاش کا ہونا ہی صحیح تشخیص اور مفید نسخے کے مہیا ہو جانے کیلیے کافی نہیں ' ضرورت ہے کہ تشخیص کی جستجو صحیح راہ پر ہو ' اور نسخہ جو تجویز کیا جاے ' وہ دفع مرض کا اصلی علاج ہو - لیگ اگر یہاں تک کیلیے راضی ہوگئی ہے تو زہے نصیب ! لیکن ابھی یہ پوچھنا باقی ہے کہ :

کہئیے کچھہ تڑھکے بھی ہمت ہوگی ؟

راضی نامہ

اصل یہ ہے کہ لیگ کی طرف سے پوری مایوسی تھی اور ہے ' جب تک کہ وہ اپنے تئیں اب امید کا مستحق ثابت نہ کر دے - قوم نے اچھی طرح دیکھہ لیا ہے کہ نہ صرف اہم امور سیاسیہ کیلیے ' بلکہ ادنی درجہ کی سیاسی ضروریات کیلیے بھی لیگ بیکار ہے ' اور اس لحاظ سے سخت مضر ' کہ قوم کا آئندہ راستہ روک کر کھڑی ہے - پس عین اس وقت جبکہ صاف صاف یہ ہے کہ ہم لیگ کو کالعدم یقین کرکے اپنی راہ ڈھونڈھ رہے ہیں ' اور دل کے ایک نئے ٹھکانے کی فکر میں (الحمد للہ) کہ پہلے سے اچھی حالت میں ہیں - لیگ مکرر سامنے آئی ہے اور کہتی ہے کہ پچھلی باتوں کو بھول جاو اور اب پھر مجھی کو دیکھو ! اچھی بات ہے ' پہلی پہر خواہ کیسی ہے بے مزہ گذری ہو ' لیکن رات کا آخری حصہ تو ابھی باقی ہے ' اور گو مرغ سحر کی چیخیں چاروں طرف سے سنائی دے رہی ہیں ' مگر ہم فرض کیے لیتے ہیں کہ جو کچھہ گذر چکا ہے دن تھا ' اور در اصل شب وصل اب سے شروع ہوئی ہے :

وصال پر ہے جو وصل ' امتحاں کر دیکھو
اسیریوں ہی سہی ' چند روز مر دیکھو !

اگر لیگ اب پھر ہمارے دلوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے ' تو بہتر ہے کہ ہم میں اور اسمیں ایک راضی نامہ ہو جاے - یہ ضرور ہے کہ ہم نے اُسے طلاق دیدی تھی ' لیکن اب پھر وہ آنا چاہتی ہے

اصلی کاموں پر ملتفت ہوے ' تو وہ تمام لوگ جو کلکٹر صاحب کے حکم کے بغیر پانی پینا گناہ سمجھتے ہیں ' یا جنکے نزدیک ڈپٹی کمشنر کی اجازت کے بغیر کسی جلسے کی ریسپشن کمیٹی کا صدر بننا حرام ہے ' قطعاً الگ ہو جائیں گے ' اور کہیں گے کہ " انہمہ اب و رنگ " اور پھر اُس دست کرم کی نعمتوں ہی سے موقوف ہو جانے کی جسکی خاطر اتنے سجدے کیے ہیں ' اور موت کو زندگی پر ترجیح دی ہے -

لیکن ہمارے خیال میں یہ مسئلہ ایک لمحہ کیلیے بھی مانع کار نہیں ہوسکتا - ہم نے جیسا کہ کلکتہ میں اپنے مکرم دوست جناب سید وزیر حسن صاحب سے زبانی بھی کہا تھا - اگر آج لیگ کی نسبت قوم کو یقین ہوجاے کہ وہ سر آغا خاں کی نہیں بلکہ قوم کی ہے ' تو جسقدر روپیہ آپکو مطلوب ہے ایک لمحہ کے اندر جمع کرلیجیے - آپ قوم کے جذبات سے جب کام ہی نہیں لیتے تو قوتوں کا ظہور کیونکر ہو ؟

ہمارا خیال ہے کہ اگر لیگ اصلی راہ کی طرف متوجہ ہو تو اسکو فوراً ایک قومی سیاسی فنڈ کے قیام کا اعلان کر دینا چاہیئے ' جسکا مقصد یہ ہو کہ پولیٹکل کاموں کیلیے روپیہ کی طرف سے اطمینان ہو جاے - لیگ کی ممبری کی رقوم بھی موجودہ تعداد سے المضاعف ہو سکتی ہیں ' اور چند دنوں کے اندر بغیر کسی دقت کے ایک ایسا مستقل مالی انتظام ہو جا سکتا ہے ' جو سر آغا خاں کے موجودہ وظیفہ سے دوگنے تگنے تک پہنچ جاے - ہم کامل یقین اور اعتماد کے ساتھہ کہتے ہیں کہ ایک حقیقی پولیٹکل مجلس کی اعانت کیلئے تمام قوم طیار ہے ' بشرطیکہ قوم محسوس کرے کہ یہ ہماری چیز ہے نہ کہ غیروں کی -

والجہاد فی سبیل الحریۃ

مضمون بہت بڑھگیا ہے ' لیکن اس بارے میں ہم اپنے خیالات کے مجموعہ کے آگے مجبور محض ہیں - بہت سی باتیں ابھی باقی ہیں ' لیکن جو باقی ہے ' اسکی ترجمانی کو اپنی زبان کی جگہہ آپکے دل کے سپرد کرتا ہوں ' اور صرف چند لفظوں کے عرض کرنے کی اور اجازت چاہتا ہوں -

غفلت و سرشاری کی بہت سی راتیں بسر ہو چکیں ' اب خدا کے لیے بستر مدہوشی سے سر اُٹھا کر دیکھیے کہ آفتاب کہاں تک نکل آیا ہے ؟ آپکے ہم سفر کہاں پہنچ گئے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہیں ؟ یہ نہ بھولیے کہ آپ اور کوئی نہیں بلکہ " مسلم " ہیں ' اور اسلام کی آواز آپ سے آج بہت سے مطالبات رکھتی ہے - کب تک اِس دین الہی کو اپنی اعمال سے شرمندۂ عالم کیجیے گا ؟ کب تک دنیا کو اپنے اوپر ہنسائیے گا اور خود نہ روئیے گا ؟ اور کب تک ہندوستان میں اسلام کی عزت کا خانہ خالی رہے گا ؟ اگر مصائب کا تازیانۂ غفلت کی ہشیاری کا ذریعہ ہے تو کونسے مصائب ہیں جنکا آپ پر نزول نہیں ہوچکا ہے ؟ و لقد اخذنا ہم بالعذاب فما استکانوا لربہم و ما یتضرعون -

یاد رکھیے کہ ہندوں کیلیے ملک کی آزادی کیلیے جد و جہد کرنا داخل حب الوطنی ہے ' مگر آپکے لیے ایک فرض دینی ' اور داخل جہاد فی سبیل اللہ - آپ کو اللہ نے اپنی راہ میں مجاہد بنایا ہے ' اور جہاد کے معنی میں ہر وہ کوشش داخل ہے ' جو حق اور صداقت ' اور انسانی بند استبداد و غلامی کے توڑنے کیلیے کی جاے - آج جو لوگ ملک کی فلاح اور آزادی کیلیے اپنی قوتوں کو صرف کر رہے ہیں ' یقین کیجیے کہ وہ بھی مجاہد ہیں اور ایک ایسے جہاد میں مصروف ' جس کے لئے در اصل سب سے پہلے آپ کو اُٹھنا تھا - پس اٹھہ کھڑے ہو کہ خدا اب تم کو اُٹھانا چاہتا ہے اور اس کی یہی مرضی ہے کہ مسلمان جہاں کہیں ہیں ' بیدار ہوں ' اور اپنے فراموش کردہ فرض جہاد کو زندہ کریں - ہندوستان میں تم نے کچھہ نہیں کیا ' حالانکہ اب تمہارا خدا چاہتا ہے کہ یہاں بھی وہ سب کچھہ کرو ' جو تم کو ہر جگہہ کرنا ہے - وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ' ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا ' وہم لا یسمعون ' ان شر الدواب عند اللہ ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

فبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین ہداہم اللہ و اولئک ہم اولوا الالباب (۳۹ ۱۹)

پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے اللہ کے اُن بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے ہیں ' اور اسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں - یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں -

ہز ہائینس سر جیمس میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ

کی

اسپیچ علی گڈہ کالج میں

حضرات ! اب میں دوسری کیفیات کیطرف متوجہ ہوتا ہوں - وہ کیفیات جو آج خاصۃً مجکو علی گڈہ لانے کی علت ہوئی ہیں - اصل میں میرا ارادہ یہہ تھا کہ اس موسم کے آخر میں جب نہ تقریب سفر میں صوبہ کے اس حصہ میں آؤں ' تو اپنے بچے ہوے اوقات میں اس کالج کا معائنہ کروں - لیکن گذشتہ ستمبر میں جب میں اس خدمت پر مامور ہوا ہوں ' کالج کے ہوا خواہ اور معترضین ' دونوں کی طرف سے اس مدرسۃ العلوم کی نسبت بہت کچھہ سن رہا ہوں اور بالخصوص ان جذبات بازی کے متعلق بھی ' جو اسوقت ساری اسلامی دنیا میں موجزن ہیں - جو کچھہ میں نے سنا اسنے کالج کے ایک مربی ہونے اور ہندوستانی مسلمانوں کے سرگرم دوست ہونیکی حیثیت سے مجھے سواے اسکے اور کوئی ارادہ نہیں کرنے دیا ' کہ بلا توقف مزید یہاں چلا آؤں ' تاکہ آپ لوگوں سے ' جو ان صوبجات کے مسلمانوں کے خیالات کے نائب ہیں ' صلاح و مشورہ کروں اور جو کچھہ نصیحت یامدد مجھہ سے ہوسکے آپکو دوں - جلیل القدر سید کو میں جانتا تھا اور انکی تعظیم کرتا تھا - وہ اولوالعزم اور دور اندیش محب وطن ' جسکی روح اسوقت ہمارے ساتھہ ہے - انکے مخلص اور چندہ احباب کو بھی میں بخوبی جانتا تھا اور میرے ابتداے زمانہ میں انکی مہربانیاں میرے ساتھہ کچھہ کم نہ تھیں - مثلاً مولوی زین العابدین جو مدت ہوئی کہ اس دنیا سے گذر گئے - علیگڈہ کے سیکڑوں طلبا کے ساتھہ میں نے کام کیا ہے اور انکو بخوبی دیکھتا رہا ہوں - میں نے ان لوگوں سے جو علیگڈہ کو محبوب رکھتے ہیں اور ان سے جنکو خوف ہے کہ وہاں کی ساری باتیں اچھی نہیں ہیں بڑی دلچسپی سے گفتگو کی ہے - اس لحاظ سے مجھے یہ دعوی کرنے کی عزت حاصل ہے کہ صرف یہانکی امیدوں اور یہانکے گذشتہ دنی غلطی کے ارادوں ہی کے متعلق میری معلومات اصلی نہیں ہیں ' بلکہ اوس احتیاز کے متعلق بھی ' جو آپکا کالج اپنے ہمقوموں کی زندگی اور اطوار پر رکھتا ہے - ان معلومات نے میرے دل میں محبت اور خوف دونوں پیدا کردئے - محبت ان بلند پرواز بزرگوں کی جو جو سید آپکے لئے چھوڑ گئے ' اور ڈر اوس خوف کا ' جو ان بلند پروازوں

ہے - آپ کا سیاسی میدان لہو و لعب نہیں ہے - اگر آپ مشکلوں سے گھبراتے ہیں تو اپکے لیے بہتر جگہ پھولوں کی سیج ہے ' یہ آپ سے کس کمبخت نے کہا ہے کہ اس خار زار میں قدم رکھدے ؟ یہاں آئیے گا تو قدم قدم پر کانٹے ملیں گے ' ہر لمحے مصائب کا نزول ہوگا - آپ مشکلات سے گھبرا رہے ہیں ' حالانکہ یہاں تو جانوں اور زندگیوں کی قربانی کا سوال در پیش ہے ' یہاں ہوس پرستوں کا گذر نہیں ' اس میدان کے مرد وہ جانفروشان الہی اور مجاہدین حق پرست ہیں ' جنکے سر گردنوں پر نہیں ' بلکہ ہتھیلیوں پر رہتے ہیں -

در مدرسہ کس را نرسد دعوی توحید
منزلگہ مردان موحد سر دار ست

سیاست کی جنس اتنی سستی نہیں ہے کہ چند تحریریں لکھکر اور شکرے کے سجدے کرکے اپنے عیش کدوں میں چھپ جائیے گا ' اور وہ آسمان سے ڈھونڈھتی ہوی آپکے سامنے آموجود ہوگی ! آپسے کوئی نہیں کہتا کہ آئیے ' لیکن آنے کا ارادہ ہے تو اپنے دل و جگر کی طاقت کو تول لیجیے کہ اس طریق عشق کی شرطیں آپکو معلوم نہیں :

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست

غلامی کے پتلے اور سیاست کی روح کا دعوا

آپکے گذشتہ اعمال سیاست سامنے آجاتے ہیں ' تو ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی - آپ نے برسوں سیاست کے ساتھ جو تمسخر کیا ہے ' اسکی نظیر شاید ہی کسی قوم کی ضلالت و گمراہی میں ملے - ہر خوشامد و غلامی کی غلاظت کا کیڑا جسکا وجود اغراض پرستی کی کثافت سے متعفن ہوتا تھا ' نکلتا تھا اور دعوا کرتا تھا کہ میں مرد میدان سیاست ہوں ' اور قوم کے پولٹکل اعمال کا مصلح ! جن عیش پرستوں کو کسی آزمائش میں پڑنے کی ہمت ایک طرف ' اتنی بھی برداشت نہ تھی کہ گورنمنٹ کے چشم و ابرو کی ذرا سی بے مہری بھی گوارا ہو ' اسکا دعوا ہوتا تھا کہ ہم قوم کے پولٹکل کارزار اعمال کے سپہ سالار ہیں ' اور نکلے ہیں تاکہ اس معرکے میں اپنی تلوار کے کاٹ دکھلائیں ! ارباب نظر ان ہوس پرستوں کو دیکھتے تھے ' ہنستے بھی تھے اور زمانہ کی بو العجبی پر روتے بھی تھے

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہل نظر گئی

اللہ اللہ ! جس متاع یوسفی کے لیے زلیخا آباد حریت میں تڑپتی ہوئی لاشیں اور کٹتی ہوئی گردنیں بھی طلب کی جائیں تو اپنے اوج طالع پر ناز کریں کہ مفت ہاتھ آئی ' اس کی قاملۂ لیگ میں یہ ارزانی ' کہ چند کھوٹے درہم ہاتھوں میں لیکر بولیاں بولی جاتی ہیں ! و شروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ ' و کانوا فیہ من الزاہدین :

لیجا کے دکھلائے آپ مصر کا بازار
خواہاں نہیں ہر کوئی وہاں جنس گراں کا

اے بیخبرو ! یاد رکھو کہ زندگی کی خواہش ہے تو مشکلات سے گھبرانا لاحاصل ہے - کیونکہ مشکلیں زندہ اور متحرک انسانوں ہی کیلیے ہیں ' ایک بے روح لاش کیلیے نہیں ہیں - آرام کی خواہش ہے ' تو اسکی سب سے بہتر جگہ قبر ہے ' بیٹھے رہوگے تو یقیناً ٹھوکر نہیں لگے گی ' پر جب چلوگے تو ٹھوکریں کھانا ضرور ہے -

اصلاح و تعمیر نظام

آخر میں چند الفاظ لیگ کے نظام کی تبدیلی کی نسبت بھی کہدینا چاہتے ہیں - نہیں معلوم کار فرمایان لیگ نے اسکا کیا مطلب سمجھا ہے ' مگر ہم نے مدتوں سے جو کچھ سمجھا ہے ' اسکے سوا چارۂ کار نہیں - یاد رہے کہ لیگ کی اصلی بنیادی گمراہی اسی مسئلے میں پوشیدہ ہے ' دنیا میں تمام کاموں کیلیے تقسیم عمل کا اصول ہے ' اور پھر ہر گروہ کے حالات مختلف ' اور اسلیے ایک ہی کام کیلیے سب موزوں نہیں ہوسکتے - مسلمانوں نے اصولی غلطی یہ کی کہ پولٹکل کاموں کیلیے بھی طبقۂ خواص و امرا کی رہنمائی میں ہاتھہ دیا ' جو سر سے لیکر پاؤں تک ہزاروں زنجیروں میں لپٹا ہوا ہے اور آپ سے بھی ملے گا تو انہیں زنجیروں میں جکڑ بند کرکے چھوڑیگا - اسکے پاس یا دولت ہے یا زنجیریں ' تیسری شے نہیں ہے -

پس اصول عمل یہ ہے کہ آزادی کے کام کرنے والے صرف آزاد ہوں ' اور پھر ان میں جو دولت کے ساتھہ دماغ بھی رکھتے ہوں ' وہ صرف اپنی دولت اور دماغ سے الگ رہکر فائدہ پہنچائیں - امریکہ میں کارنیگی اور راکفیلر کے پاس بہت خزانہ ہے ' لیکن پھر یہ نہیں ہے کہ وہی امریکہ کے پریسیڈنٹ بھی ہوں -

در اصل ان بزرگان خواص کا بھی اتنا قصور نہیں ' جسقدر کہ آپکا قصور ہے - آپ انکو اپنے میں کھینچتے ہیں تو انکو آنا پڑتا ہے ' حالانکہ وہ اپنے حالات سے معذور ہیں اور کچھہ عجب نہیں کہ ہم بھی انکی جگہہ ہوتے تو وہی کرتے جو وہ کر رہے ہیں - پس لیگ کی زندگی کیلیے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ وہ اس امر کا قطعی فیصلہ کردے ' اور اپنے پالیٹکس کی باگ دولت کے ہاتھہ سے نکالکر دماغ کے سپرد کرے - جس شخص کو اپنی دولت اور جایداد کی حفاظت کی فکر سے رات کو نیند نہیں آتی ' اسکی صبح کو زبان کیا کھلے گی ؟

اسی اصل کی ایک شاخ یہ غلطی بھی ہے کہ لیگ نے پالیٹکس کا درخت علی گڈہ کی سرزمین میں بویا ' حالانکہ وہاں پیشتر ہی سے جو درخت موجود تھا ' اسی کی جڑ میں گھن لگ چکا تھا '

قید کی بقیہ میعاد

وقت آگیا ہے کہ اشخاص کی جگہہ قوم کے ہاتھہ میں لیگ دیدی جاے ' اور طبقۂ خواص کے آگے ہاتھہ جوڑکر عرض کیا جاے کہ اب آئندہ کیلیے معاف کیجیے ' اور ہمارے قصوروں کو بخشدیجیے - ہمارے قصور واقعی بڑے سنگین ہیں ' ہم نے آپکی گاڑیاں کھینچیں ' پھولوں کے ہار پہناے ' خود جانور بنے ' اور اپنی رسی آپکے ہاتھہ میں دیدی - یقیناً اسکی سزا بھگتنی بھی اور اچھی طرح بھگت لی - اب اگر آپ کے دفتر تعزیرات میں چند سال سزا کے اور باقی رہگئے ہیں ' تو ہماری قید کے پچھلے سالوں کے چال چلن پر نظر ڈالیے ' رز گورنمنٹ کا قانون ہے کہ قیدی اطاعت شعار ہو تو آخر کے چند مہینے معاف کردیے جاتے ہیں ' پس آپ بھی رحم کیجیے ' ہم کو چھوڑ دیجیے ' اور حکم دیجیے کہ بیڑیاں کاٹ دی جائیں -

محض لیگ کے قواعد و ضوابط کی تبدیلی سے کچھہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس مسئلے کا فیصلہ نہو -

مسلم پولیٹکل فنڈ

ایک عملی سوال یہ ہے کہ اگر لیگ چند دولت نثار اشخاص کے بند غلامی سے آزاد کردی جاے ' تو اسکے کاموں کے لیے روپیہ کہاں سے آے گا ؟ اب تک تو ایک حاتم وقت کی فیاضی تھی ' جسکی دریا دلی سے تمام خشک کھیتیاں سرسبز تھیں ' لیکن اگر آزادانہ اسپرٹ پیدا کی گئی ' نصب العین کا اعلان کیا گیا ' اور

مراسلات

الہلال روزانہ

—*—

آپ خیال فرمائیں کہ ملک کا مذاق اخبار بینی آجکل کسقدر بڑھ گیا ہے - ہفتہ وار اخباروں سے (گو وہ کیسے ہی اچھے ہوں) اونکی پیاس نہیں بجھتی -

ہندوستان میں مسلمانوں کے روزانہ اخبارات کا وجود و عدم وجود برابر - چند اردو روزانہ نکل رہے ہیں - اونکی بھی جو کیفیت ہے ' آپ سے چھپی نہیں - روزانہ زمیندار نے البتہ کچھہ اولوالعزمی دکھائی ہے کہ براہ راست رویٹر سے برقی تارات وصول کرنے کا سلسلہ قائم کیا ہے -

امید تھی کہ مشہور ہمدرد قوم مسٹر محمد علی صاحب کا روزانہ ہمدرد مستقل و اعلیٰ پیمانہ پر نکل کے پبلک کے پیاس کو بجھائیگا ' مگر ہنوز روز اول کا مضمون ہے - آپ نے روزانہ الہلال شائع کرنے کی تجویز سے پبلک کو روشناس کیا ہے - گو آپکو رائے دینا اصحاب کو مشغل دکھانا ہے ' مگر یہ ترمیم میرے ذہن ناقص میں آئی ہے - اور میں عرض کرنا چاہتا ہوں - غالباً آپ اور آپ کے ناظرین اس سے اتفاق کریں گے -

آپ کی تجویز سے معلوم ہوتا ہے ' کہ ہفتہ وار الہلال بدستور جاری رہے اور روزانہ علحدہ شائع کیا جائے ' اور ماہوار البیان بھی علحدہ شائع ہو - میں تجویز اول و دوم کو ایک کر دینا زیادہ پسند کرتا ہوں کہ روزانہ الہلال پوری آب و تاب سے شائع کیا جائے - اور ہفتہ وار بند کر دیا جائے - بجائے ہفتہ وار الہلال کے اسی صوری و معنوی خصوصیات کے ساتھہ چار پانچ جزکی ضخامت میں رسالہ البیان ماہوار شائع کیجئے - چونکہ آپ کے بیش بہا مضامین کی پبلک زیادہ قدرداں ہے اسلیے آپ کو بھی ملک کے مذاق کی قدر کرنی چاہیے - میرے اس عریضہ کو عام رائے کے اتفاق کے لیے الہلال کے کسی گوشہ میں جگہہ دیکر ممنون کیجئے -

(ابوالاعجاز مرشی)

[الہلال] بیشک میرا ارادہ تو یہی ہے کہ ہفتہ وار حسب دستور جاری رہے اور روزانہ الگ شائع ہو ' لیکن اگر ناظرین ہفتہ وار کے التوا کو منظور فرمائیں اور اسکی جگہہ روزانہ اور ماہوار شائع ہو ' تو مجھے کوئی عذر نہیں کہ اس ترجیہہ ہلکا ہوتا ہے - باقی " ہمدرد " کی نسبت جو آپنے لکھا ہے ' تو آپکو کامریڈ پریس کی مشکلات کا علم نہیں ' ساری دقت بیروت کے ٹائپ کی وجہہ سے ہو رہی ہے ' تاہم امید ہے کہ ہمدرد جلد شائع ہو اور ملک کی توقعات کا اپنے تئیں پورا مستحق ثابت کرے -

---

فکاہات

—•—

جزر و مد

—)*(—

الہلال کا لب و لہجہ

—*—

دیکھکر جزر فکر کا یہ دور جدید * سوچتا ہوں کہ یہ اتنی جزر ہے کہ نہیں ؟

رہنماؤں کی نہ تعمیر ' نہ انداز کلام * اس میں کچھہ شائبۂ رشک و حسد ہے کہ نہیں ؟

اعتراضات کا انبار جو آتا ہے نظر * اس میں کچھہ قابل تسلیم و سند ہے کہ نہیں ؟

نکتہ چینی کا یہ انداز ' یہ آئین سخن * بزم تہذیب میں مستوجب رد ہے کہ نہیں ؟

جس نئی راہ میں ہیں سادہ پیمانہ لوگ * کوئی اس جادۂ مشکل کا بلد ہے کہ نہیں ؟

شاطروں نے جو بلی آج بچھائی ہے بساط * اس میں ان پر بھی کہیں سے کوئی زد ہے کہ نہیں ؟

پلے گر شان غلامی تھی ' تو اب خیرہ سری * اس دو راہے میں کوئی بیچ کی حد ہے کہ نہیں ؟

* * *

فیصلہ کرنے سے پہلے ' میں ذرا دیکھہ تو لوں

" جزر " جیسا تھا اُسی زور کا " مد " ہے کہ نہیں ؟

(کشاف)

الہلال کے گذشتہ پرچے

—*—

اب بہت کم رہگئے ہیں اور نمبر (۹) (۱۰) (۱۱) بالکل ختم ہوگئے - علاوہ ان تین نمبروں کے باقی تمام پرچوں کی مجموعی قیمت ہ روپیہ ہے ' دسمبر تک کے نمبران میں شامل ہونگے -

کو خطرہ میں ڈالدیگا - میں ان خطرات کو دیکھہ رہا ہوں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ آپکے کالج کا میں مربی نہ ہونگا بلکہ خواب میں نظر آنے والا مہیب دیو - آپکی قوم کا دوست نہ ہونگا بلکہ دوست نما دشمن - اگر آپکو صاف صاف جتا دینے سے قاصر رہا کہ میرے خیال میں وہ خطرات کہاں ہیں اور اونکے دفع کرنیکی کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ میری نصیحت کو چاہے مانیں چاہے نہ مانیں ' اسکے مختار آپ ہیں - آپکی ذمہ داریونکو میں لے نہیں سکتا ' لیکن میں جو الہی مدد پیش کر رہا ہوں وہ خالص اور بے غرضانہ ہے -

اسلام کے ساتھہ ہمدردی

جو لوگ اسلام سے واقف ہیں ' وہ اسکو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اوسکے دلوںپر آج کل کیسی گذر رہی ہے - میری غلطی ہوگی اگر یہاں پر اونکے اون مصایب کے رحم و دلی کرونگا - آپنے اڈریس میں اس امر کی طرف اشارہ کرنے سے اپنے کو باز رکھا ہے جو قابل تعریف احتیاط ہے - لیکن اسقدر کہنے کی آپ مجھکو اجازت دینگے کہ برطانی گورنمنٹ ہند نے ان مصایب کو بے رحمی سے نہیں دیکھا ہے - پیروان اسلام بالطبع صاحب نار ہیں - اونکو ناز قرون وسطی کی اوس سلطنت پر ہے ' جسکی بنیاد عرب کے ریگستانوں کے ایک چھوٹی سی پہاڑی میں پڑی اور رفتہ رفتہ یہانتک بڑھی کہ روما الکبری کی زبردست حکومت کو دھمکیاں دینے لگی - اونکو ناز ہے اوس تمدن اور علم پر' جس سے عرب نے ساری دنیا کو مالا مال کردیا - اونکو ناز ہے قرطبہ' دمشق' اور قاہرہ کے کارہائے نمایاں پر - اونکو ناز ہے اوس خوشنما شہر پر' جو گولڈن ہارن پر واقع ہے اور جسکو ساڑھے چار سو سال ہوئے ہیں کہ مسلمانوں نے بیزنطانی بادشاہوں سے چھین لیا ' اور اوسوقت سے اب تک مذہب اسلام اور اسلامی حکومت کا وہ مرکز رہا ہے - ہم برطانیوں کے لئے مایۂ ناز ہماری تاریخ ہے جو اسلام کے بارے ہم خیال ہونیکی ہمیں تحریک کرتی ہے - اور اب جبکہ آپکے ناز پر مصیبت نے پردہ ڈال دیا ہے ' تو ہماری خاموشانہ اور اسقدر مخلصانہ ہمدردی آپکے ساتھہ ہوتی ہے - آپکے ساتھہ ہم بھی اس آرزو میں شریک ہوتے ہیں کہ برے ایام گذر گئے - ہماری خواہش ہے کہ اب آپ اپنی آنکھیں اوس چمکتی ہوئی روشنی کیطرف پھیریں' جو گذشتہ چند ماہ کی ظلمت کو ہٹاتی جا رہی ہے - ترکی افواج کی بہادری کی طرف دیکھئے جو باوجود سخت قلت سامان ' کمی ملبوسات ' عدم موجود گی رسد ' اور عوارض کی پامالی کے بھی ثابت قدم رہی - میدان کارزار میں اونکی اون تھک ہمت اور عدم کو آگے بڑھنے کا موقع دینے میں مصلحتہ آہستہ آہستہ ہٹ جانے کی نمایاں کارروائیونکو دیکھئے - ناظم پاشا کی فوج کے ساتھہ اخبار ٹائمز کا فوجی نامہ نگار تھا - اوسکے ایک مضمون کو پڑھکر میں آپکو سناتا ہوں - لولی برغاس کے ہیبت ناک واقعات بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے :-

" ترکی کمک نے جس طریقہ سے اپنی جگہہ اختیار کی' وہ مجھے بے حد پسند آیا - بکھرے ہوئے خطوط میں فوج' در فوج بڑی بے پروائی کیرفتار سے کام کرتے ہوئے' اپنی جگہوں تک چلے گئے - پھر بندوق چلانے اور صفیں قائم کرنے کے لئے پلٹ پڑے - ادھر اودھر سپاہیونکی لاشیں گرتی جاتی تھیں مگر اسپر بھی دلگیری اور اضطراب کا اونمیں ذرا بھی اثر نمایاں نہ تھا - گویا موت کا سامنا کرنے کے لئے یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا - ایک بجے دوپہر کے بعد طرعت شوکت نے اپنی توپوں کو ہٹا دیا ' اور بدلا لینے کے لئے حملہ کرنے کو جو افواج جمع کی تھیں ' اونکو منتشر کر دیا - بس مت میں میدان توپوں سے صاف ہوگیا - سوائے اون توپوں کے جو اس مقام میں تھیں' اور جو بڑی ثابت قدمی سے اپنی جگہہ کو قائم رکھے رہیں - اسکے بعد فوجی دستے بڑھے چلے گئے ایسا معلوم ہوا کہ بلغاری توپ والے گویا اسکے منتظر تھے کہ کیونکہوں سے بلغاری فوجیں جمع شدہ ترکوں پر شعلہ باری کرنے لگیں - جنگ کے بد ترین نتائج کے دیکھنے کا مجھکو بہت بڑا تجربہ ہے ' لیکن ترکی پیدل افواج کے پیچھے ہٹ جانیکا بہترین نقشہ جو میں نے دیکھا ' اس سے بہتر منظر کبھی نہیں دیکھا تھا - جسطرح چل پھر کر اونہوں نے حملہ کیا تھا ' اوسی طرح اس تباہ کن سزا کو برداشت کرتے ہوئے چل نکلے - پیچھے ہٹنے میں کوئی جماعت نہیں لی گئی تھی - ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا یک بیک نشیب کی زمیں سیکڑوں آدمیوں سے آباد ہوگئی ہے - لیکن وہ سب کے سب حیرت انگیز طریقہ پر تمام میدان میں پھیلے ہوئے تھے' اور گولوں کے مینہ جو اونپر برسائے جارہے تھے اوسکی اونکو کچھہ پرواہی نہ تھی - آہستہ آہستہ' باحتیاط' چپ چاپ' ارادتہ' حفظ مراتب کے ساتھہ ترکی پیدل افواج ہٹ گئیں اور پیچھے پیچھے ہلوک بھی ہٹ گئے - اوسوقت جو رسائی کی اوس راہ سے ہلوک بہت دور تھے' جس راہ سے انکی بہادری کے واقعات پہنچے جا سکتے تھے "

ایک قوم جو ایسے شجاعوں کو پیدا کرے ' جسکے ایسے کارنامے لکھے جائیں ' واقعی ایک قوم ہے ' جواب بھی اسکا فخر کرسکتی ہے ' اور دینی مہم اور روشن خیالی کے راستہ پر لگانے سے اب بھی ایک نمایاں مستقبل پیش نظر رکھتی ہے -

مسلمانان ہند کے لئے پیغام

بہر حال اسلام کے موجودہ صدمات مسلمانان ہند کے لئے دوسرا قابل غور پیغام رکھتے ہیں - یہی وہ پیغام ہے جسکی طرف توجہ مبذول کرنیکی میں آپکو اسوقت تکلیف دیتا ہوں - ایران کی بد قسمتیوں اور ترکی کے خطرات سے اگر ہمیں کچھہ سکھانا ہے' تو وہ یہی ہے کہ دنیا میں کوئی قوم اپنے ایام گذشتہ کے کارنمایاں اور عزتوں کی حکایات کو یاد کرکے قائم نہیں رہ سکتی - موجودہ زندگی کی مہیب ریس نے ان ساری باتونکو باطل ٹھہرادیا ہے اور کامیابیونکی بنیاد صرف قوت اور قابلیت پر رکھدی ہے - قوت بھی وہ جو اخلاقی اور مادی ہو - اور قابلیت بھی وہ جو دماغی اور جسمانی ہو - بس یہی اوصاف ہیں جو اسلام کو بچاینگے ' اور اسلام کا فرض اول یہہ ہے کہ اپنے صدمہ اوٹھائے ہوئے فخر و مباہات کو بھول کر اور تاسف و ماتم سے الگ ہو کر اون اوصاف کو حاصل کرلے - ہر سچے مسلمان کا یہہ کام ہے کہ زیادہ تک تک اور فضول گوئی نہ کرے - بے فایدہ و مہمل مضامین اخبارات میں نہ لکھا کرے - بلکہ آدمیونکی طرحسے کام کرے - تفرقہ کو بند کرے' دور از کار گفتگو کو چھوڑ دے' مصر لطرحدوں سے باز آئے ' موجودہ نسل کی کمزوریوں سے نوجوانوں کو بچالے - فرض منصب کی حقیقت نوجوان شایستہ اونکے ذہن نشین کرے ' اور اونکی زندگی میں بایں المرام ہوںیکا اس سے زیادہ موقع دے جو اونکے والدین کو حاصل نہ تھا - "

سالانہ اجلاس کانفرنس کی تاریخیں

قبل ازیں بذریعہ اخبارات اعلان کیا جاچکا ہے کہ امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۷ ' ۲۸ ' ۲۹ ' دسمبر سنہ ۱۹۱۲ کو بمقام لکھنؤ منعقد ہوگا - لیکن بوجہ مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے اجلاس کے' جو ۲۷ دسمبر سنہ ۱۲ کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا کانفرنس کے اجلاس کی تاریخیں اب بجائے ۲۷' ۲۸' ۲۹ دسمبر سنہ ۱۲ کے ۲۸' ۲۹' ۳۰ دسمبر ۱۹۱۲ ع قرار پائی ہیں - استقبالی کمیٹی لکھنؤ نے ممبران اور مہمانان کانفرنس کے قیام اور طعام کے متعلق جو انتظامات کئے ہیں' انکی بابت کمیٹی مذکور کا اعلان اخبارات میں طبع ہوا ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ کمیٹی مذکور نے ممبران کانفرنس کے قیام اور طعام کا کل ضروری اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے اور جملہ ممبران کو مدعو کیا ہے - امید ہے کہ امسال بوجہ ان اہم تعلیمی مسایل کے جو اس اجلاس میں میں بغرض تصفیہ پیش ہونگے تمام وہ حضرات جو مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی رکھتے ہیں اجلاس کانفرنس میں شرکت فرماینگے -

خاکسار آفتاب احمد انریری جائنٹ سکریٹری کانفرنس

اہل سرویا کے سروں پر خود ریت بھی نہیں دیتے -

اس امر کے تسلیم کرلینے کے لئے وجوہ کافی ہیں کہ حقیقت میں سرویا کی بے حد خواہش یہی ہے' کہ ایک بندرگاہ بطور حصار قائم کرے' جس سے وہ صرف تجارت ہی کا مصرف نہ لے' بلکہ اس سے بھی سوا اپنی بری بلند پروازیوں کو وسعت دینے کے کام میں لائے - اس قسم کا بندر اگر سرویا کی مطلب برآری کے لئے مفید ہوگا' تو اوسکو بحرادریا تک پر واقع ہونا چاہیے - اور اس صورت میں آسٹریا ہنگری کے اعتراضات فوراً ہی بالکل قدرتی ہو جاتے ہیں - آسٹریا ہنگری کی چھوٹی سی ساحلی سرحد ایک تنگ خلیج پر واقع ہے - بحرادریا تک کے دروازہ پر بحری قوت کے حصار کا قائم کیا جانا ہی آسٹریا ہنگری کی محدود بحری طاقت کے لئے کافی دھمکی ہو جایگی - یہہ متفقہ بادشاہت اسوقت اطالیہ سے اپنی تشفی کرلینے پر ہمیشہ کے لئے مطمین نہیں ہو سکتی - ہوسکے ہوئے بحر روم میں بلغاریا کی بحری حکومت ہو جائیگی - روس کا بحر الاسود کا جنگی جہاز دردانیال سے آمد و شد کرینکی آزادی حاصل کرنے ہی کو ہے - اگرچہ سرویا کی تجارت آزو طرب لوٹ رہی ہے' پھر بھی آسٹریا اوسکا بہترین تاجر ہے - پس سرویا کے مطالبات جو بالفعل مشتبہ نگاہوں سے دیکھے جارہے ہیں' کیا اوسپر کسی کو تعجب ہو سکتا ہے ؟

باقی آیندہ

ترکوں کو ایک سخت شیطانی دھوکا دیا گیا

— * —

لکڑی کی گولیاں

— * —

اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ ترکی فوج کا نہ صرف انتظام ہی برا تھا بلکہ اُسکے افسر بھی افسری کے شایاں نہ تھے اور پھر اُنکے پاس لکڑی کی بنائی ہوئی نقلی گولیاں کارتوس میں تھیں - معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی شکست کا سبب اب کچھہ اور بھی معلوم ہوتا ہے - مسٹر ولیم لی کولیس نے ایک مراسلہ اخبار ڈیلی میل کو بھیجا ہے - اس میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایسی گولیاں میدان جنگ میں بچشم خود پڑی ہوئی دیکھی ہیں - ڈیلی مرر کے ایک فوجی نامہ نگار مسٹر مرانگ مساگی ایسی گولیوں کے بہت سے خول اپنے ساتھہ لائے ہیں - کمانووا کے میدان جنگ سے جب ترک چلے گئے' تو وہ ایسی گولیوں سے بھرے ہوئے خول ہر جگہہ چھوڑ گئے تھے - پانچ پانچ کارتوس ایک ایک پلندے میں بندھے تھے اور ٹین اور لوہے کے بکس میں تھے - گولیوں پر لال رنگ چڑھایا ہوا تھا - ترکوں کو یہ کارتوس کارسروک سے ملے تھے - ان بکسوں پر جو لیبل لگا تھا - اسمیں لکھا تھا - " مصنوعی (جھوٹی لڑائی) کے لئے لکڑیوں کے کارتوس " - یقیناً یہ گولیاں صرف جھوٹی یعنی مشق کی لڑائیوں میں استعمال کئے جانے کی غرض سے بنائی گئی تھیں' لیکن اِس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ کارتوس اُن سپاہیوں کے پاس کیونکر آگئے جو سرویا والوں کی توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ کر رہے تھے ؟ یہ لکڑی کی گولیاں صرف چند گز کے فاصلے تک نقصان پہنچا سکتی ہیں' مگر انکا زیادہ دور تک کچھہ بھی اثر نہیں ہو سکتا ضرور اس میں کوئی سخت راز چھپا ہوا ہے جو شاید کبھی منکشف ہو -

---

عثمانی ڈاک

— * —

چتلجا میں ایک شب

— * —

نامہ نگار المؤید کی چھٹی

— * —

آغاز جنگ سے مجھے آرزو تھی کہ کاش میرے حالات کسی ایک میدان کارزار تک بھی جانے کی اجازت دیتے تا کہ میں قریب رہکے بلقانی اور نیز اپنی فوج کے اصلی حالات مطالعہ کر سکتا' اور ناظرین المؤید کو صحیح ترین خبریں دیتا -

پرسوں جب مجھے محسوس ہوا کہ چتلجا میں عنقریب سنگین معرکے برپا ہونے والے ہیں' تو میں نے ایک یورپین اخبار کے نامہ نگار سے طے کر لیا کہ میں اور وہ ملکے چتلجا تک جنگ کے لیے ایک موٹر کرایہ پر لے لیں' چنانچہ موٹر کرایہ پر لے لی اور ہم دونوں روانہ ہوگئے - دو گھنٹہ میں صرف ۴۵ کلومیٹر مسافت طے ہوئی' کیونکہ آستانہ علیہ سے یہاں تک راستہ نہایت دشوار گزار ہے - جب ہم لنگ (سین استی فانو) کے اسٹیشن پر سے گزرے' تو ہم نے دیکھا کہ اسکی سنگلاخ زمینوں میں جیوش عثمانیہ کا ایک سیلاب موجزن تھا' جنکی پیشانیوں پر نشاط شجاعت کے علامات نہایت روشن حروف میں مرسوم تھے - ہم نے معسکر عام (جنرل کیمپ) کو اپنے شمال کی طرف چھوڑ دیا اور سیدھے ساحل بحر اڈریا تک کے خط پر چلے گئے ڈیڑھ گھنٹہ کی سست رفتار کے بعد بحیرہ (ترقوس) نظر آیا - ہم کو ایک ٹیلے کی چوٹی پر اترنا پڑا جہاں سے ہم نے اُس عثمانی لشکر پر پہلی نظر ڈالی' جو ٹیلے کی بائیں جانب اترا ہوا تھا' اور جس کی طرف آج تمام عالم امید و بیم میں نگراں ہے -

ٹیلے پر سے ہم کو دشمن کے بھی چند دستے اُن ٹیلوں پر معلوم ہوتے تھے جو ساحل بحیرہ تک پہنچے ہوئے ہیں - اس ٹیلے کے عثمانی دستہ کے قائد سے ہم نے درخواست کی کہ وہ شب باشی کے لیے ایک سفری خیمہ نصب کرنے کی اجازت دے - اس نے بکمال لطف اجازت دیدی' ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا اور شام کا کھانا کھانے کے بعد سفر کا تکان رفع کرنے کے لیے لیٹ گئے -

ہم کو سوئے ہوئے چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں گذرے تھے کہ دفعۃً گولوں کی دہشت انگیز آواز جو ہمارے خیمہ کے پاس سے چھوٹ رہے تھے' اور جنکی وجہ سے خیمہ میں زلزلہ سا پڑ گیا تھا' کانوں میں آنے لگی - ہم فوراً اٹھہ بیٹھے اور آسمان کو دیکھا تو بالکل دھواں آلود ہو رہا تھا - تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ تمام گولے اور گولیوں کے چھوٹنے کے مقامات تین ہیں -

(۱) ہمارے ٹیلے کے پاس کا وہ مستحکم موقع (پوزیشن) جہاں عثمانی دستے اترے ہوئے تھے -

(۲) ساحل (ترقوس) کے پاس کے وہ ٹیلے' جہاں بلغاری موجود پائے گئے تھے -

(۳) بحر اسود' جسمیں عثمانی بیڑا زیر قیادت جہاز آہن پوش (طورغود رئیس) موجود تھا -

چند مدت کے بعد بلغاری توپیں خاموش ہوگئیں' ہم سمجھے کہ انکو شکست ہوگئی - لیکن اس عرصہ میں عثمانی باٹریاں برابر گولہ باری کرتی رہیں - بعد کو معلوم ہوا کہ بلغاری توپوں کی خاموشی ہزیمت کی بنیاد پر نہیں تھی -

اس خاموشی کی اصلی وجہہ یہ تھی کہ بلغاری ارکان جنگ نے

شؤن عثمانیہ

عقل سلیم سے ایک التجا

— :•: —

" بے شبہ اس بارہ میں تو سبکے سب ہم آواز ہیں کہ کسی کو جنگ پسند نہیں ' لیکن ہر شخص جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے - ولیعہدوں ' زرداران سلطنت ' اور سپہ سالاران افواج کے درمیان جو پر اسرار دید و بازدید ہوئی ہے' وہ کسی ناجایز کارروائی کی طرف اشارہ کر رہی ہے - منطقۂ خدشات رومانیا ہے - اگر کوئی جنگ ہوئی ' تو یقیناً پہلی ضرب اوسی پر پڑیگی ' اور جسطرح وہ ہرطرف دشمنوں سے گھری ہوئی ہے ' یہ ضرب ایسی سخت ہوگی کہ پاش پاش کردیگی - روس سرویا کو منع کر رہا ہے ' لیکن یہ بھی امانت داران اتحاد کے قابل افسوس بہانوں میں سے ایک بہانہ ہے - البتہ کسی حدتک آسٹریا کا رومانیا کو روکنا نمایش نہیں ' امانت داران اتحاد کانفرنس صلح کے سلسلہ کو اوسوقت تک جاری رکھنے کی کوشش کرینگے ' جب تک کہ (۱) بالٹیکی موسم سرما کی شدت رہیگی ' اسکے بعد پھر سیدھی سدھی اور صاف صاف باتیں کی جائیں گی ' اگر اوسوقت بھی دول متفق الراے ہونے سے مجبور رہیں ' تو جنگ ضرور ہوگی - بلغاریا ' سرویا ' اور مانٹی نگرو تو روس کے ساتھہ اپنی اپنی قسمت کا پانسہ پھینکدیں گے' اور رومانیا آسٹریا کے ساتھہ - یونان کو کچھہ فائدہ نہ پہونچے گا ' بلکہ اوس لڑائی میں وہ سب کچھہ کھو بیٹھے گا - آسٹریا اور اطالیہ دونوں ادریاٹک (۲) اور ایجین (۳) پر اپنا ہاتھہ صاف کرینگے - اور پھر تو ایک واقعی آرماجیڈون (۴) ہی ہو جایگا "

اوپر کی عبارت ڈیلی نیوز کے اڈیٹر کے پر زور قلم سے نکلی ہے - حقیقت میں یہ ایک راے ہے جو موصوف نے لوینٹ ریویو کے ایک قابل قدر مضمون سے اخذ کرکے قایم کی ہے - اوس مضمون کی سرخی ہے " لڑائی کوئی نہیں چاہتا " اوسکے ذریعہ سے نامہ نگار نے عقل سلیم رکھنے والوں کو اسطرف متوجہ ہونے کی دعوت دی ہے - چونکہ اس مضمون سے اون منصوبوں کا حال معلوم ہوتا ہے جو یورپ نے ترکوں کے فنا کردینے کے لیے بنا رکھے ہیں ' اسلیے اسکا مفصل ترجمہ ذیل میں درج کردینا نامناسب نہ ہوگا - یقین ہے کہ اس سے وہ حالات ایک حدتک ظاہر ہو جاینگے جو مسلمانوں کی خانہ ویرانی کے متعلق ہیں -

کہوں کیا خوبی اوضاع ابناے زماں غالب
بدی کی اوسنے جس سے ہمنے کی تھی بارہا نیکی

" جنگ بلقان کی اصلی دقتیں اب نظر کے سامنے ہیں - یہ دقتیں کبھی سخت نہ ہوں ' اگر یورپ کے لوگ اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کر دیں - عقلی تمدن کا ایک نہایت سخت طوفان سارے مغرب میں برپا ہو گیا تھا ' حالانکہ چند روز گذرے ہیں کہ ساری اقوام یک زبان ہو کر کہنے لگیں تھیں کہ ترکوں کو (یورپ سے) نکل جانا پڑے گا ' اور یہ کہ بلقانی ریاستیں آزاد ہو جائنگی - اسی طرح کا اگر کوئی دوسرا تموج (خیالات) اس ہفتے اپنی حرکت پیدا کرلے ' اور ایک عام قصۂ آزادی کے لیے جنگ پیدا کرنیکی غیر معمولی غلطی کو یورپ کے لوگ روک دیں ' تو اون نقصان رساں جھگڑوں کا ضرور خاتمہ ہو جایگا ' جو اب پیدا ہونے کو ہیں - اس بارہ میں ہم کو حکومتوں کی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں ' اور نہ امانت داران اتحاد کی طرف ' بلکہ یورپ کے عوام کی رایوں کی نا محدود قوت کی طرف دیکھنا چاہیے -

کسی حد تک برطانیہ عظمی کے لوگوں کے خیالات میں کچھہ ایسا بڑا فرق نہیں ہے - جب مسٹر اسکویتھہ نے شبہہ کی مجلس میں قبل از وقت لوگوں کو اون منتشر سوالات کے پیش کرنے سے روکا ' جو جنگ بلقان کے باعث پیدا ہوگئے ہیں ' تو اونھوں نے جملہ اقوام برطانیہ کی طرف سے ایسا کیا تھا -

عیسائیت کے مقدس نام کے ساتھہ ایک جنگ برپا کرنے نے' ترکوں کو یورپ میں آگے بڑھنے کا موقع دیا ہے ' اور بلقانیوں کو ایسے ناگفتہ بہ افلاس میں ڈال دیا ہے کہ پانسو سال تک اوسکی اصلاح نہ ہو سکے گی - کیا اسوقت یورپ ' اسقدر زور پکڑے ہوے ترکوں کو خارج از وطن کرکے ' آزادی کے پاک نام کے ساتھہ ایک ایسی عظیم الشان جنگ کرنے کے لیے مستعد ہے ' جسمیں یورپ خود کشی سے کام لے ؟ -

مسیحیت کی تاریخ میں چوتھی صلیبی جنگ ایک نہ مٹنے والا دھبہ ہے ' جسنے یورپ کو ایسی ہی جنگ سے آگے بڑھنے سے روک دیا ' کیونکہ بالڈون ' فلانڈرس ' اور اوسکے لالچی دمسازوں کے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینے سے ایشیائی اقوام کے حملہ آور ہونے کا راستہ کھل گیا - بلقانی اقوام نے تو صدیوں کے مظالم کے بعد آخر کار اون برائیوں کے دھبے کو بھی مٹا دیا جو چوتھی صلیبی جنگ سے پیدا ہو گئے تھے - اگر آج یورپ اس امر کو ذہن نشین کرلے کہ بالڈون کی سی خرابی پیدا کرنے والے کار نمایاں حاصل کرنے کے بعد ' ایک عالم گیر جنگ سخت گناہ کبیرہ ہے ' جو بلقانیوں کے طوق غلامی گلے سے نکال دینے کی کوشش کا شرطیہ نتیجہ ہوگا ' تو یقین ہے کہ سامان فوج کے درست کرنے اور جنگی جہازات کی نقل و حرکت کرنے کی خبریں ہم لوگ کبھی نہ سنینگے -

اہل سرویا کے اطوار

پیش نظر قضیہ تو سرویا کا ہے - اور قبل اسکے کہ ہم لوگ سرویا کے ہمدرد ہوں ' بہتر ہوگا کہ سرویا کے قومی اطوار اور سرویا کی بلند پروازیوں پر ایک غایر نظر ڈال لیں - اہل سرویا قومی حیثیت سے اہل بلغاریا کے بالکل برعکس ہیں - اون میں بلغاریوں کی طرح کم گوئی ' کلد نمی ' اور خاموشی نہیں ہے - بیکاری کے اوقات میں وہ ہوائی باتیں کرنے والی اقوام کے طرح ہیں - اور ابھی تو بہتیرے

---

(۱) بالٹیکی یعنے دریاے بالٹک سے اسم صفت جو ایک وسیع خلیج کا نام ہے اور جسکے ساحل پر روس کا دارالسلطنت شہرسان پطرسبرگ آباد ہے - یہاں کا جاڑا سخت ہوتا ہے - (۲) عربی میں اس خلیج کو بحر ادریا تیکی کہتے ہیں - اس میں بہت سے جزیرے واقع ہیں - (۳) عربی میں اس خلیج کو بحر ایجہ کہتے ہیں اس میں مجمع الجزایر ہے - (۴) اپوکالیپس کا وہ مشہور میدان جنگ ' جہاں نیک و بد طاقتوں کے درمیان آخری لڑائی لڑی جائیگی - یہ نام میجڈو کے مشہور میدان جنگ سے مشتق کیا گیا تھا ' جو فلسطین میں واقع ہے - مفسرین سمجھئے آرماجیڈون اصل میں جہاد اسلام ہے -

(بقیہ شذرات)

قوم کی اشخاص پر فتح

— * —

ید اللہ علی الجماعۃ

— * —

مسلم لیگ کا اجلاس ۳۱ دسمبر کو بصورت کانفرنس

— * —

وقت آگیا ہے کہ قوم لیگ کی نسبت ایک آخری فیصلہ کر کے اپنا جدید سیاسی سفر شروع کردے

ادھر ایک سال سے مسلمانوں کے پولیٹکل افکار میں جو تغیر عظیم واقع ہوا ہے' اور اسلامی حریت فکر و اجتہاد رائے کی جو روح طبقۂ خواص کے علی الرغم پیدا ہو رہی ہے' اسکا ایک تازہ ترین ثبوت "مسلم لیگ" کے جلسے کا التوا' اور پھر ایک پولیٹکل کانفرنس کی صورت میں انعقاد ہے -

اسپر تعجب نہ کیجیے کہ ہم نے التوا اور انعقاد' دونوں کو قومی رائے کی زندگی کا ثبوت بتلایا' کیونکہ در اصل جن لوگوں کے خوف سے لیگ کا اجلاس ملتوی کیا گیا تھا' انہی کی سطوت سے پھر کانفرنس کا انعقاد قرار دیا گیا ہے -

ہم اس وقت بالکل اسکی کاوش نہیں کرینگے کہ التوا کے اسباب کیا ہیں' اور پھر سد باب اجتماع کے بعد ایک دوسرا دروازہ کیونکر کھولنا پڑا؟ کیونکہ اس سے اب کچھ فائدہ نہیں' بلکہ ہم لیگ کی کونسل کے ممبروں کو انکی اس کمال دانشمندی اور موقعہ شناسانہ عاقبت بینی پر مبارک باد دینگے' کہ انھوں نے عین موقعہ پر کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا اور اس طرح کسی علحدہ کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت رفع کر دینی چاہی' جو اس حالت میں ضرور منعقد ہوتی' و العصمۃ مطلوبۃ -

اعلان میں ظاہر کیا ہے کہ اس اجلاس میں لیگ کے نظم و نسق' پبلک سروس کمیشن' ٹرکش ریلیف فنڈ' موجودہ پولیٹکل حالت' ہندو مسلمانوں کے مسئلے' اور مسلمانوں کیلیے کسی مستقل پولیٹکل پروگرام پر بحث کی جائے گی - یہ تمام مسائل واقعی اہم ہیں' اور مباحث کا انتخاب بالکل دانشمندانہ اور مطابق وقت ہے -

موت و حیات

لیکن سوال یہاں تک آکر ختم نہیں ہوجاتا' بلکہ اصلی سوال اسکے بعد ہے' لیگ اگر چاہتی ہے کہ پھر زندگی حاصل کرے اور قوم کو مایوس ہوکر دوسری طرف جانے سے روکے' تو در اصل اسکے لیے سب سے بڑی آزمایش کا دن ۳۱ دسمبر ہے - اگر کوئی صحیح اور واقعی سیاسی حرارت اس نے پیدا کرلی' اور جو زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈال دی گئی ہیں' انسے اپنے تئیں آزاد کرلیا' تو پھر وہ مسلمانوں کے تمام موجودہ سیاسی ہیجان و تغیر افکار کو اپنے اندر سمیٹ لے سکے گی' اور واقعی مسلمانوں کی پولیٹکل جماعت ہوجائے گی' لیکن اگر ایسا نہوا' اور پھر کسی پولیٹکل مجلس کی جگہ' چند لیڈروں کا تخت استبداد بچھایا گیا' اور قومی آزادی افکار کی گردن جھکائی گئی کہ اس تخت کے آگے سربسجود ہو' تو یاد رکھا جائے کہ یہ پولیٹکل کانفرنس نہ ہوگی' بلکہ لیگ کے مزارے کا آخری مجاور' یا اس مرضی سیاست کی نعش کی نمایش ہوگی' جو مدت سے سرد ہو چکی تھی' مگر باقاعدہ مصر کی لاشوں کی طرح ممی کر کے رکھدی گئی تھی' تاکہ کچھ دنوں دیکھنے والے اسے زندہ تصور کریں -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں صرف ارکان مخصوصین لیگ کے بس کی نہیں ہیں' بلکہ وقت ہے کہ قوم کو جو کچھ کرنا ہے کرے - مسلمان اپنی سیاسی موت کا حس کافی طور پر کر چکے ہیں' اب صرف یہ باقی رہگیا ہے کہ پوری دانشمندی' پورے احتیاط' اور کامل عزم کے ساتھ اپنا نیا سفر شروع کر دیں - اسکو سب سے پہلے اسکا فیصلہ کرنا چاہئے کہ لیگ سے کام لیا جا سکتا ہے یا کسی نئی راہ کا رخ کیا جائے؟ ہم لیگ کی تمام کمزوریوں سے چشم پوشی کرنے کیلیے تیار ہیں' بشرطیکہ وہ ہمیں یہ ماننے کیلیے مجبور کر دے کہ وہ اچھی ہے -

مکان کی چھت کا نہیں بلکہ بنیاد کا سوال ہے - پھر دیواریں جتنی ہیں ٹیڑھی ہیں' اسلیے جب تک ازسر نو تعمیر ہوگی' درستگی کی امید نہیں - لیکن اب تک محض ایک رواداری کا کھلونا' سیاست کی تعمیر' چند اشخاص کی نوکر' اور عمل کے لحاظ سے یا سکریٹری کا سجدہ' یا طلب کا سوال' اور یا ٹیلی گراف آفس کے فارموں کا ڈھیر ہے - کوئی نصب العین نہیں' کوئی پروگرام نہیں' دل اور دماغ کی زندگی کی آب و ہوا سے محروم' اور ایسی زنجیروں سے مقید' نہ ہلنا بھی چاہے' تو ہل نہیں سکتی - جب تک لیگ کی حکومت اس عنصر کے قبضہ میں رہے گی' جو واقعی اپنے حالات کی وجہہ سے ارادانہ اشغال میں حصہ نہیں لے سکتا (اور شاید ہم بھی انکی جگہہ ہوتے تو ایسا ہی کرتے) اسوقت تک تمام شور و ہنگامہ لا یعنی ہے' اور روپیہ' وقت' اور طاقت کی بربادیوں کے سوا کوئی فائدہ نہیں رکھتا -

ہمپر رحم کرو' اور ہمکو چھوڑ دو!!

پس ہم کمال عاجزی اور درد و اضطراب کے ساتھہ سب سے پہلے قوم کے طبقۂ خواص کے آگے ہاتھہ جوڑتے ہیں کہ خدا کے لیے اب ہمکو بخشدو' اور چھوڑ دو - ہم پر رحم کرو کیونکہ تم پر بھی ایک ہے' جسکے رحم کی تم کو آج نہیں تو کل ضرورت ہوگی - اگر تم کسی وجہہ سے مجبور ہو کہ بتوں کی پرستش کرو' تو یہ کیا ضرور ہے کہ ہم کو بھی بت پرستی کی دعوت دو؟ اگر تم ہمارے ساتھہ نہیں چل سکتے تو ہم کو کوئی شکوہ نہیں' مگر خدارا ہم کو تو چلنے سے نہ روکو! اب ہم بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے ہیں' ہمارے پاؤں شل ہوگئے ہیں' اور ہمارا دم الجھہ رہا ہے - یہی بہتر ہے کہ اب ہم چلیں' ہوسکے تو کھڑکی سے جھانک کر ہماری ہمت بڑھاؤ' نہ ہوسکے تو اپنی زندگی کی قبروں میں مدفون ہو جاؤ' ہم اتنے کے بھی تم سے طالب نہیں - طلب صرف اتنی ہی بات کی ہے کہ ہمیں چھوڑ دو!

یا لیت قومی یعلمون!

اسکے بعد ہمیں قوم سے' تعلیم یافتہ طبقے سے' آزاد خیال ممبران لیگ سے (وہم قلیل) اور ان سے' جنکو اپنے عقلت کدوں میں سوتے ہوے بہت مدت گذر چکی ہے' مگر اب ہندوستان کے در و دیوار ان سے ملتجی ہیں کہ خدا کیلیے اٹھیں' یہ التجا کرنی ہے کہ خدا نے اسکو فضیلت دی ہے اور "مسلم" بنایا ہے' یہ کیا بدبختی ہے کہ انھوں نے اپنے اندر کفر کے خصائص پیدا کرلیے ہیں؟ غلامی کفر کا زیور ہے نہ کہ اسلام کا - اسلام ایک دینی حریت ہے' جو انسان کو آزادی اور شرف انسانی کے تحفظ کی دعوت دیتا ہے اور جو کبھی غلامی اور استبداد کے ساتھہ جمع ہو نہیں سکتا - قرآن ہم کو بتلاتا ہے کہ جو دل مسلم ہو' وہ غلام اور بزدل نہیں ہوسکتا' کیونکہ مسلم کیلیے پہلی چیز اعتقاد توحید ہے' اور توحید کے معنی یہ ہیں کہ انسان ایک خدا کی چوکھٹ پر جھک کر' اور ہر جگہہ سرور ہوجائے' اور ایک کا محکوم ہوکر سارے عالم کو اپنا محکوم بنالے' کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم نے ہر جگہہ "مسلمان" کی مثال ایک خود مختار اور آزاد شخص کی دی ہے' مگر کفر کیلیے غلام و محکوم کی زندگی

محسوس کرلیا تھا کہ اس موقع پر جنگ کا جاری رہنا انکی فوج کے لیے سخت ہلاکت بخش ہے ' پس انہوں نے چاہا کہ آتشباری کی تخفیف سے عثمانی فوج کو مغالطہ میں ڈال دیں اور اپنی پیادہ فوج کو بحیرہ (ترقوس) و ساحل بحر ادریاتک کے درمیانی گذر گاہوں سے ہوتے ہوے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کا موقع دیں ' نیز اس عرصہ میں عثمانی فوج اس بلغاری فوج کے مقابلہ میں مشغول کر دی جاے ' جو بحیرہ (ترقوس) کی دوسرے جانب موجود تھی -

عثمانی بیڑہ برقی روشنی سے بلغاریوں کی نقل و حرکت دیکھہ رہا تھا - وہ انکے ارادوں سے باخبر ہوگیا تھا - لیکن باین ہمہ اس نے اُن کے مقاصد اور نقل و حرکت سے اپنی لا علمی ظاہر کی

آتش باری شروع ہوئی - گولوں کی آوازیں اسقدر سخت تھیں کہ ہم نے مجبوراً کان بند کرلیے - ہزاروں بلغاری زمین پر گر رہے تھے - بلغاری اپنی آتش باری کا رخ کبھی عثمانی بیڑے کی طرف پھیرتے تھے اور کبھی بری فوج کی طرف ' مگر بر و بحر دونوں انکی مبہوت زار آتش باری پر خندہ زن تھے - جب بلغاری بحیرہ (ترقوس) اور ساحل بحر کے درمیانی مقامات میں جمع ہوگئے تو عثمانی بیڑے نے عثمانی بری فوج کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اسکے ساتھہ بلغاریوں پر آتش باری میں شریک ہو - عثمانی بیڑے کی برقی روشنی نے بلغاری فوج کے دیکھنے میں (جب کہ وہ عثمانی آتشباری کی ہلاکت سے نجات پانے کے لئے عبث کوشش کر رہے تھے) ہماری بہت مساعدت کی - ہم نے دیکھا کہ بلغاری بحیرہ (ترقوس) کے شرقی جانب (بخشایش) نامی ایک گاوں میں پناہ گزینی کی کوشش کر رہے ہیں - لیکن ایک عثمانی دستہ نکلا ہے جس نے ہم سے پہلے انکو دیکھلیا ہے اور تمام میدان کارزار اپنی توپوں اور بندوقوں کے آتش بار دہانوں سے روشن کر دیا ہے - ہماری فوج کے نعرہ ہاے الله اکبر کی بلند آوازیں گولوں کی سنسناہٹ کی آوازوں سے پہلے دشمن کی کو زمین پر گرا رہی ہیں -

اس اثنا میں جنش بلغاری نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا مگر اس حرکت میں بھی انکو شکست ہی ہوئی -

بالاخر ۹ بجے دن کو دشمن کی مقابلہ میں عثمانی فوج کی کامیابی پر اس جنگ کا خاتمہ ہوگیا -

ایک چرکسی والنٹیر کی محیر العقول شجاعت

— * —

المؤید کا نامہ نگار آستانہ علیہ سے لکھتا ہے .

تمام لوگ چرکسی والنٹیر کی شجاعت فائقہ کی ستایش میں یک زبان ہیں - چرکسی والنٹیروں نے دس دس سواروں کے چھوٹے چھوٹے دستے بنا لیے تھے جو مختلف اطراف میں پھیل گئے تھے - دشمن کی طرف کا جو آدمی انہیں ملجاتا تھا ' یہہ اسکا تعاقب کرتے تھے - ان دستوں میں ایک دستے کا قائد (کمانڈر) عزیز بک ' ایک ۱۸ سالہ نوجوان تھا - عزیز بک نے دیکھا کہ ایک طرف سے آگ کے شعلے کبھی بلند ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہوجاتے ہیں - اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور ہوا کی طرح اس مقام کی طرف لپکا ' جہاں سے شعلہاے آتش بلند ہو رہے تھے - عزیز بک نے دفعۃً دیکھا کہ بلغاریوں کا ایک دستہ کمینگاہ میں چھپا ہوا ہے - قبل اسکے کہ وہ اپنے رفقا کو اطلاع دیسکے ' بلغاریوں نے اس پر آگ برسانی شروع کردی - اس نوعمر قائد نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا - جنگ چھڑ گئی - عزیز بک تنہا تھا ' اور اسکے مقابلہ میں ۱۷ بلغاری - لیکن باین ہمہ اس نے اپنے دل کے اندر اسلامی طاقت کی ایک فوج پائی اور نہایت بے جگری سے ان پر پے ہم حملے کرتا رہا ' یہاں تک کہ اس نے ۱۷ بلغاریوں میں سے ۹ کو قتل کر ڈالا اور ۴ کو سخت زخمی کر دیا - بقیۃ السیف بھاگ گئے - عزیز بک کے قلبہ میں (ایک ٹوپی جو سر کی حفاظت کے لیے پہنی جاتی ہے) گولی لگی تھی ' مگر بفضلہ تعالی اسکے سر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا - بارود کی آواز سنکے اور چرکسی بھی مدد کے لیے آگئے تھے - ان کا بھی مقابلہ بلغاریوں کی ایک ٹکڑی سے ہوا - ۲۵ بلغاری مارے گئے اور ۲۲ گرفتار ہوے - غنیمت میں خیمے ' بندوقیں ' اور دیگر ذخائر جنگ بکثرت ہاتھہ آیا - چرکسی والنٹیروں میں سے صرف ایک شخص شہید اور ۱۵ زخمی ہوا -

اسلام کی سر زمین اب تک بانجھ نہیں ہوئی ہے ' لیکن افسوس کہ اس جنگ میں اسکے فرزندوں کے کارہاے نمایاں دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گے -

عثمانی دفتر جنگ

— * —

بلغرامات

— * —

(اناطولی حصاری ۲۵ نومبر)

چتالجا میں آج بلغاریوں سے کوئی معرکہ نہیں ہوا ' لیکن بلغاری سرکش کوئی سے ہٹ گئے ہیں [سرکش کوئی چتلجا سے براہ ریلوے تیس میل کے فاصلہ پر ہے اور (سورلو) سے بیس میل - الہلال]

محاصرۂ سالونیکا

— * —

(مناستر) سے جو عثمانی عربی فوج ہٹالی گئی تھی ' اس نے (سالونیکا) پہنچکے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے -

نصرت عظیم

— * —

۱۲ ہزار بلغاری مقتول و مجروح

— * —

(اناطولی حصاری ۲۹ نومبر)

(ادرنہ) کی عثمانی محافظ فوج نے نکل کے بلغاریوں پر ایک سخت حملہ کیا ' فریقین میں شدید جنگ شروع ہوگئی اد الاخر [illegible] جنگ کا خاتمہ عثمانی فوج کی کامیابی پر ہوا - ۱۲ [illegible] مقتول و مجروح ہوے ' اور ۷ میل تک پیچھے بھاگتے ہوے گئے -

زر اعانہ ہلال احمر

(۵)

	روپیہ	آنہ	پائی
بذریعہ جناب شاہ محمد عثمان و چودھری لطیف الحق صاحبان ممبران انجمن اتحاد موضع لکھمنیاں ضلع مونگیر	۴۰۰	۰	۰
بذریعۂ جناب محمد عبد الله صاحب اورسیر مدناق	۴۰	۰	۰
میزان	۴۴۰	۰	۰

دونوں رقموں کی تفصیل [illegible] شائع ہوگی ' فہرست نمبر (۱) کی رقم جا چکی ہے -

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. & Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

(آئندہ نمبروں کیلئے جو تصویریں طیار ھیں)

(ان میں سے بعض کی فہرست)

(مشاہیر)

۱ امیر عبدالقادر الجزائری
۲ ابو الاحرار مدحت پاشا
۳ شیخ احمد السنوسی
۴ سید ادریسی امام یمن
۵ امیر علی پاشا بن عبد القادر الجزائری
۶ امیر عبدالقادر ثانی بن امیر علی پاشا
۷ ھز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا
۸ مجاھد دستور و حریت نیازی بک
۹ ابراھیم (؟) بک کمانڈر شرقی طرابلس
۱۰ ڈاکٹر بہاد سرای بک رئیس ھلال احمر قسطنطنیہ
۱۱ سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی مجاھد
۱۲ قسطنطنیہ کی موجودہ وزارت
۱۳ ایرانی مجاھدین کا ماتم سرا
۱۴ ایرانی مجاھدین کا حملہ
۱۵ بنک باشی نشات بے
۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازی

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحی تہذیب کے چار خونیں مناظر
۱۸ اٹالین ھوائی جہاز سے مجاھدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے ھیں
۱۹ طبروق کا معرکہ
۲۰ منصور پاشا مجاھدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے ھیں
۲۱ بیروت بینک کی شکستہ دیواریں
۲۲ روڈس میں اٹلی کا داخلہ
۲۳ طرابلس میں اٹالین کیمپ
۲۴ طبروق کے عثمانی کیمپ کے افسر
۲۵ مجاھدین کی عورتیں اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسی لشکر کی لعنت
۲۷ آذر بائیجان میں روسی داخلہ
۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا فتح علم
۳۰ طنجہ میں قبائل کا حملہ
۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثمانی پارلیمنٹ کا افتتاح
۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں
۳۴ عید دستور
۳۵ روڈس کے بعض مناظر
۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر
۳۷ ھلال احمر مصر کا گروپ
۳۸ فرانس کی ھلال احمر کا طبی وفد

* * *

۳۹ قونیہ میں ایک اسلامی اثر قدیم کا انکشاف
۴۰ سنہ ۷۰ ھجری کی ایک تحریر کا عکس
۴۱ حکیم مومن خاں "مومن"
۴۲ نواب ضیاء الدین خاں "نیر"
۴۳ مرزا غالب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحہ
۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط
۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

پیش کی ہے

ضرب اللہ مثلاً، عبداً مملوکاً، لا یقدر علی شی، ومن رزقناہ منا رزقاً حسناً فہو ینفق منہ سراً وجہراً، ہل یستوان؟ الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون۔

اسلام اور کفر کی اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے: فرض کرو کہ ایک غلام ہے جو خود اپنے دماغ کا مالک نہیں، بلکہ دوسرے کی ملک ہے، اور کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا، اور اسکے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو بالکل خود مختار اور اپنا آپ مالک ہے، جس کو ہم نے اپنی قدرت سے رزق بخشدیا ہے اور وہ اسے ظاہر و باطن جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ پھر بتلاؤ کیا دونوں شخص اپنی حالت کے لحاظ سے برابر ہوسکتے ہیں؟ کبھی نہیں!

غور کرو، قرآن کس طرف بلاتا ہے اور آج قرآن کے حاملوں کا کیا حال ہے؟ "مسلم" کیلیے اصل وصف اس مثال میں یہ بتلایا ہے کہ وہ خود مختار ہے اور آپ اپنا مالک ہے، پس سلف گورنمنٹ کی خواہش تو مسلمانوں کا قدرتی حق ہے۔ جسکے سیکھنے کیلیے انکو قرآن کے سوا اور کسی معلم کی ضرورت نہیں۔ ہمارے بعض احباب شاکی ہیں کہ تم نے اپنی دعوت میں مذہب اور پالیٹکس کو ملادیا ہے حالانکہ دونوں الگ ہیں، لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ پالیٹکس کی جان نہیں ہے جو قرآن ہم پر نازل کر رہا ہے تو اور پالیٹکس کیا ہے؟ اصل یہ ہے کہ نہ کبھی تم نے قرآن کو سمجھا ہے، اور نہ نظر وسیع کرکے پڑھا ہے، پھر مصیبت یہ ہے کہ کوئی پڑھے، تو اسکا پڑھنا بھی گوارا نہیں۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے قابل صد ہزار عزت ہمسایے اور اخوان وطنی باوجود غیر مسلم ہونے کے اسلامی سربلندی اپنے اندر پیدا کریں اور ہم مسلم اور موحد ہو کر بھی سوائے غلامی کی زنجیر لعنت کے اور کسی چیز کا اپنے تئیں اہل نہ سمجھیں؟ ماین مجد الاسلام واین شرف المسلمین؟ ہل فقد المسلمون کل ذلک؟ واللہ سبحانہ یقول "ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین"

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن!

حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی

ہم علی الخصوص تعلیم یافتہ اصحاب سے ملتجی ہیں کہ اگر اسلام کی انہیں پروا نہیں، تو کم از کم اتنا ہی سوچیں کہ انہوں نے انگریزی زبان کی تعلیم پائی ہے، اور یورپ کی نئی تعلیم و تہذیب اور غلامی کی زندگی، یہ دو چیزیں بھی تو جمع نہیں ہو سکتیں؟ پس آنکھیں کھولیں، پرانے قصوں کو فراموش کر دیں، اور اپنی اجتماعی قوت سے ایک بنیان مرصوص بنکر راہ حریت میں اسطرح جہاد کریں کہ طبقۂ خواص کا استبداد ایک دائمی شکست کے ساتھ اپنی جگہ خالی کردے۔

اول شے نصب العین ہے کہ آپ اس وقت جواہ تجھہ کریں، لیکن دیکھنا چاہئے کہ کہاں تک ارادہ ہے؟ نصب العین ہندوستان کے ہر زندہ انسان کے لیے ایک ہی ہے، دو نہیں ہو سکتے۔ اس بنا پر اولین کام یہ ہے کہ اس اجلاس میں مسلمانوں کے عام اتفاق سے اسکا اعلان کر دیا جائے کہ "انگلستان کی شاہنشاہی کے ماتحت ہندوستان میں سیلف گورنمنٹ کا حاصل کرنا مسلمانوں کے سیاسی پروگرام کا آخری نصب العین ہے۔"

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت		مقام اشاعت
سالانہ ۸ روپیہ		۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ		کلکتہ

نمبر ۲۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۱

Calcutta: Wednesday, December 25, 1912.

روزانہ

—:—

جو ہفتہ وار الہلال کی صوری و معنوی خصوصیات
کے ساتھہ عنقریب شائع ہوگا

—*—

ہر مقام پر ایجنٹوں کی ضرورت ہے
جنکو غیر معمولی کمیشن دیا جائے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاہئیں -

—*—

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين
(۳ : ۱۳۲)

—*—

دفتر الہلال کا ماہوار رسالہ

جسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی
کوشش کرے ' جنکی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کریم کی تعلیمات سے
نا آشنا ہوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ ہی تقریباً آٹھہ ابواب اور بھی ہونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمی و مذہبی مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کی
نسبت اسقدر کہدینا کافی ہے کہ انشاء اللہ الہلال کی طرح
وہ بھی اردو پریس میں پہلا ماہوار میگزین ہوگا
و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

Al-Hilal

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مسلمان کلکتہ ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۱

Calcutta · Wednesday, December 25, 1912.

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

— * —

(۱) آیندہ هفتہ پرچہ شائع نہوگا - آخر سال کی صرف ایک هی تعطیل دسمبر میں رکھي گئي ہے -

(۲) جن خریداروں نے ششماهی قیمت ادا کی تھی انکا چندہ دسمبر میں ختم ہوگیا ' جنوري کا پہلا پرچہ انکي خدمت میں وي - پی بھیجا جاے گا - لیکن وي - پي ششماهی کا هو یا سالانہ کا ؟ نیز وہ آیندہ بھی خریدنا پسند فرماتے هیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ پہلی جنوري تک ایک کارڈ لکھکر آپ اسکي اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کي طرف سے اطلاع نہیں آے گي - انکا نام رجسٹر سے خارج کر دیا جاے گا -

الہلال کی سہ ماهی اول کے نمبروں میں سے ۱ سے ۸ نمبر تک کی بہت تھوڑی کاپیاں رهگئی هیں - نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ ' کی تمام کاپیاں ختم هوگئی هیں ' دوسری سہ ماهی کی مکمل جلدیں موجود هیں جنمیں ۱۳ سے ۲۴ نمبر تک شامل هیں جلد مجلد ہے ' پشت پر طلائی حروف میں (الہلال) منقش ہے ' سہ ماهی اول کے مسلسل آٹھہ پرچوں کی قیمت دو روپیہ آٹھہ آنہ - سہ ماهی دوم کی مکمل جلد (مجلد) کي قیمت چار روپیہ آٹھہ آنہ -

منیجر

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمي جو بہت روزوں سے تهی اب دور هوئي

ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تهرما میٹر کی تعریف کي بابت کچهه کہنے کي ضرورت نہیں هے - یه ولایت کے ایک مشہور کارخانه سے بنواکرمنگایا جاتا هے - چونکه اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹي هے - اسوجهه سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بهی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں هوتی - انگریزي جاننے کی کوئي ضرورت نہیں - هندي ' اور اردو حروف میں بهي تهرما میٹر بنوائاگیا هے - هر ایک ربڑ کے کیس میں رهتا هے اور عمده غلاف کے بکس میں معه پرچه طریقه استعمال ملتا هے - ایک مرتبه ضرور منگا کر دیکهیے -

انگریزي تهرما میٹر ایک روپیه چار آنه

اردو " " دو روپیه

هندي " " دو روپیه

ڈاکٹر ایس کے برمن - منبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحه	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک هفته ایک مرتبه کے لئے	۱۵ روپیه	۱۰ روپیه	۷½ روپیه	۸ آنه فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبه "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنه " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنه " " "
چهه ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنه " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنه " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحه کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگهه دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رساله کے اندر جگهه نکال کر دے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکی اجرت علاوہ اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد هوگی

(۳) همارے کارخانه میں بلاک بهي طیار هوتے هیں جسکي قیمت ۸ آنه فی مربع انچ هے - چهاپنے کے بعد وہ بلاک پهر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور همیشه انکے لئے کارآمد هوگا -

شرائط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں که آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگهه دیں ' البته حتی الامکان کوشش کي جاے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چهه ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سه ماهي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني هوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی همیشه لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پهر واپس نهوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هوگا که وہ جب چاهے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیه اجرت کا روپیه واپس کردیا جاے گا -

(۴) هر اس چیز کا جو جرم کے اقسام میں داخل هو ' تمام منشّي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤںکا اور هر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالي نقصان کا ادنی شبهه بهي خطر کو پیدا هو کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نه فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

گرچہ داریم کنج تنہائی
معشر عشق را حشر مائیم

اسی کو کوئی خفیہ انجمن سمجھہ لیجئے' رہا الہلال اور مسلم گزٹ کا معاہدہ' تو اسے حسب ارشاد شائع کردیتا ہوں - یعنی " تعاونوا علی البر والتقوی' ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " کا معاہدہ ایسمیں کرلیا ہے -

آخر میں گذارش ہے کہ الہلال کا معاملہ اب بہتر ہے کہ خدا کے سپرد کردیجیے' وہ وقت دور نہیں جب زمانہ ہدایت و ضلالت کا فیصلہ کردے گا' اور لیڈروں کے کہوٹ بھی اگر ہیں' تو دلوں سے پیشانیوں پر آجائیں گے - آپ نہیں دیکھتے لیکن میں الحمد للہ اُس وقت کو دیکھہ رہا ہوں - عنقریب کھل جاے گا کہ میں قوم کو کس طرف بلا رہا ہوں اور دوسرے کس طرف لیجانا چاہتے ہیں؟ خدا کا ہاتھہ ہم سب سے بہتر فیصلہ کن ہے اور وہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے اپنے ہاتھہ کی نصرت کیلیے چن لیتا ہے' پھر اسمیں نہ آپکا زور چل سکتا ہے نہ میرا :

یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار؟ (۳۹ : ۴۱)	اے لوگو! تم بھی اپنی جگہہ کام کیے جاؤ اور میں بھی کر رہا ہوں' اور عنقریب جان جاوگے کہ اللہ کی نصرت کس کے ساتھہ ہے اور کس کو آخر کی کامیابی نصیب ہوتی ہے ؟

ترکی بحری و بری فوج کے شتلجا میں جنگی کارنامے

یہ تصویر " شتلجا " کی پچھلی جنگی حالت کو اچھی طرح واضح کرتی ہے - دو عثمانی جنگی جہاز بلغاری مورچوں پر گولہ باری کر رہے ہیں' اور ادھر ترکی دستے بھی مصروف آتش فشانی ہیں' توپ کے گولے پھٹ رہے ہیں' اور قلعہ چھوڑ کر توپ خانہ کے لئے دوسری موزوں تر جگہ اختیار کی گئی ہے - دہنی جانب اوپر کی طرف بلغاریہ کا توپخانہ ہے' اور اسکے پیچھے خط مستقیم اتر کر دیکھئے تو عثمانی توپ خانہ کا مقام نمایاں ہو جاتا ہے' عثمانی توپ خانے کی بائیں جانب شتلجا کے قلعہ کا جھنڈا لہرا رہا ہے' جو اس وقت خالی کردیا گیا ہے -

آپکے بائیں ہاتھہ پر سامنے بحرا سود ہے جس تو ایک پل کے ذریعہ " خلیج بیوک سکمجہ " سے الگ کردیا گیا ہے اور اسی سے شتلجا کا خط دفاع شروع ہوتا ہے - بحرا سود میں دو عثمانی جنگی جہاز کھڑے ہیں' اور گولہ باری کر رہے ہیں - جو سلسلہ عمارات کا دونوں جانب نظر آرہا ہے یہی آبادی ہے جو خلیج کی نسبت سے " بیوک سکمجہ " اور " ترامیہ " کے نام سے مشہور ہے -

---

شذرات

— * —

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تم کہیں
القصہ خوش گذرتی ہے اس بدگمان سے

— * —

آج کے صیغۂ مراسلات میں کانپور کی ایک مراسلت درج کی گئی ہے ' چند کلمات انکی نسبت عرض کرنا چاہتا ہوں :

جناب نے از راہ لطف جو کچھ ارقام فرمایا ہے ' سب سے پہلے اسکے لیے شکر گذار ہوں -

(۱) لیڈر بننے کی خواہش اور سعی کی نسبت جناب نے لکھا ہے - سچ یہ ہے کہ خدع نفس کے اثر سے بچنا بہت مشکل ہے - کچھ عجب نہیں کہ نفس مجھکو دھوکا دے رہا ہو اور جیسا کہ جناب کا خیال ہے ' یہی خواہش اندر کام کر رہی ہو ' پس بہتر ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی مجھے نیت اور ارادے کو روح اخلاص سے محروم نہ رکھے اور یہ جواب مختصر ' بہتر ہے بہت سی طول کلامی سے -

لکھنو کی دوسری چٹھی کے جواب میں اپنی حالت عرض کر چکا ہوں نیز الہلال نمبر (۱۴) میں ایک نوٹ " لیڈر بننے کا مستحق کون ہے " کے عنوان سے بھی لکھ چکا ہوں - اسمیں جو شروط پیش کیے ہیں ان پر ایک نظر ڈال لیجئے تو بہتر ہے - مشکل یہ ہے کہ لفظ " لیڈر " کے مفہوم و تعیل ہی میں باہم اس درجہ اختلاف و تضاد ہے کہ اگر کچھ اپنے تصورات و افکار عرض کروں ' تو آپ اسپر غور نہیں فرما سکیں گے - آپ معذور ہیں کہ آپکو ہماری حالت معلوم نہیں - اپنا تو یہ خیال ہے -

هر بو الهوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اهل نظر گئی

آپ تو دیکھتے ہیں کہ ہم اس متاع کس مغر کیلیے للچا رہے ہیں ' یہاں اگر مفت بھی ملے تو تامل ہے - نیت اور خلوص کو اگر فروخت ہی کرنا پڑا ' تو کم از کم " ایڈیٹری " سے تو زیادہ قیمت پر فروخت کرینگے -

(۲) بیشک پالیٹکس ایسی ہی چیز ہے کہ ابھی کچھ عرصے تک حاصل کی جاے ' اسکے لیے مجھکو مستعد تصور فرمائیے ' البتہ یہ متعین ہو جاے کہ کونسا پالیٹکس ؟ اگر علیگڈہ اور لیگ کا پالیٹکس مقصود ہو تو اسکے صاف اور سادہ اصول تو اسقدر آسان ہیں کہ ان کے سیکھنے کے لیے کیا تکلیف ؟ مثلاً گورنمنٹ کے تمام احکام عالیہ کی تعمیل محض ' کانگریس کی ہر اواز سے اختلاف ' وفا داری کے ادعا کا تکرار اور پھر اس سے کبھی نہ تھکنا - بلائیے ' سر جھکاے ' اور ایک متعین اوار کی صدا لگاے رہنے میں کونسے دقائق و رموز ہیں ' جنکے سیکھنے کیلیے آپکو تلاش کروں ؟

(۳) درست ہے - لوکل بورڈ وغیرہ وغیرہ میں شرکت کا شرف کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ آیندہ امید ہے کہ حاصل کیا جاے والحمد للہ علی ذالک لیکن -

جناب اپنے تجارب سے قوم کو مستفید فرمائیں -

(۴) میں مسلمانوں کی دل آزاری نہیں کرتا بلکہ اس حالت کی ' جو اسلام کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی - گو یہ امر تنسیخ تقسیم بنگال کے فلسفہ جتنا دقیق نہیں ' تا هم دقیق ہے -

" دل دشمناں هم نکردند تنگ "

کا دوسرا مطلب سمجھ لیجیے یعنی اپنے اغراض کیلیے ' اور اپنے شخصی منافع کے خیال سے ' ورنہ اگر یہ مطلب ہو کہ سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید نہ کہا جاے ' تو پھر نہ آپ میری خود غرضی پر متاسف ہوں اور نہ میں آپکی نصیحت کا شکر گذار -

(۵) میں نے کب دعوا کیا ہے کہ اسلام کی دعوت جمہوریت ایک نئی شے ہے جس کو الہلال پیش کرتا ہے ؟ بلکہ میں تو نئی چیز اس استبداد اور غلامی کو کہتا ہوں ' جو مسلمانوں نے اختیار کرلی ہے ' انکی پرانی چیز تو حریت و اجتہاد ہے -

جو خیال آپکے دل میں گذرا ہے ' یہ بھی نیا نہیں ' بہت پرانا ہے :-

و اذا تتلی علیهم آیاتنا '	اور جبکہ ہماری آیات انکے آگے پڑھی
قالوا قد سمعنا لو نشاء	جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ بس کرو '
لقلنا مثل هذا ' ان	ہم نے سن لیا ' اگر ہم چاہیں تو ہم
هذا الا اساطیر الاولین	بھی ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں ' یہ تو
(۸ : ۳۱)	وہی اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں -

ہدایت کی آواز کبھی بھی نئی نہیں ہوتی کہ دنیا کی یہی سب سے زیادہ پرانی چیز ہے ' البتہ قلوب مومنین کیلیے اللہ تعالے اسکے تکرار اور اعادہ و تجدید کو موثر بنا دیتا ہے ' اور یہی نئی چیز ہے جو محض اسکے فضل پر موقوف ہے - آپنے سورہ توبہ میں پڑھا ہوگا

واذا ما انزلت سورة '	اور جس وقت قران کی کوئی سورت نازل
فمنهم من یقول ایکم	کی جاتی ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں ' کہ
زادته هذه ایمانا ؟	بھلا اس بیان کے اترنے سے تمہارا کونسا
فاما الذین آمنوا '	ایمان بڑھگیا ؟ لیکن نہیں جانتے کہ جو لوگ
فزادتهم ایمانا و هم	ایمان لے آئے ہیں انکا ایمان تو واقعی بڑھگیا '
یستبشرون (۹)	اور وہ اسکی خوشی محسوس کر رہے ہیں

آپ پوچھتے ہیں کہ " مسلمانوں کیلیے اس قسم کی حکومت مفید ہوگی ؟ " میں تو سمجھا تھا کہ اب یہ دل نکل گیا ' مگر آپ تیس برس کا پرانا سبق ابھی بھولے نہیں - بہتر ' مسلمانوں کی تعداد کم ہے ' سلف گورنمنٹ ہندو گورنمنٹ ہو جاے گی ' ہندو مسلمانوں کو چیر پھاڑ ڈالیں گے ' پس مسلمانوں کو ہمیشہ غلام و مملوک بنکر رہنا چاہیے - اگر یہ فلسفہ اب تک باقی ہے تو باقی رہے ' تم کو غلامی ہی مرغوب ہے ' تو انشاء اللہ خدا ہمیشہ غلام ہی بنا کر رکھے گا - وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان تفقهوه و فی اذانهم وقرا کا میرے پاس علاج نہیں ہے -

البتہ بطور تحدیث نعمت کے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھکو یہ راہ سوجھائی کہ مسلمانوں کے پولیٹکل نصب العین کو بھی قران کریم سے ماخوذ ہونا چاہیئے ' اور انکو اس راہ میں بھی اور روح مذہب قدم رکھنا چاہیے ' نہ کہ با تمام حریت جذبۂ یورپ و تقلید اخوان وطن ' پھر یہ اسکا ایک فضل ہے اور اسمیں کلے شکوے کی گنجائش نہیں - آج چالیس برس سے مسلمان پالیٹکس پر تحریر یا اقرار کے لحاظ سے بحث کر رہے ہیں ' لیکن براہ کرم بتلائیے نہ آجتک ایک صدا بھی تمام اسلامی ہند میں اس کی بلند ہوئی ہے ؟

آجتک مسلمانوں نے اور انکے تمام لیڈروں نے پولیٹکل آزادی کو ہمیشہ ہندوؤں کی آرزو اور یورپ کے نئے آزادانہ دور کا نتیجہ سمجھا ' لیکن کسی نے اس پہلو پر نظر نہ ڈالی کہ خود اسلام بھی مسلمانوں کو انکی سیاست کیلیے کوئی بلند جگہ دیتا ہے یا نہیں ؟ اسکا دعوا کس کو ہے کہ نئی بات دکھلا دی ' البتہ ایک کھوئی ہوئی بصارت تھی جو اب واپس ملگئی -

(۶) لکھنو کی خبر نہیں ' مگر کلکتہ میں ایک دل ہے ' جسکے اندر ایک مجمع آرزو موجود ہے :

۲۵ دسمبر ۱۹۱۲

— * —

الہلال کی پہلی ششماہی جلد
کا اختتام

— * —

گویم غم دل بمدعی چند * زنہار جہان جہان بگویم
از دیدہ و بیشتر نہ گویم * وز دشنہ و استخوان نگویم

* * *

کس نیست متاع را خریدار * تا اینکہ بہا گران نگویم
صرف سند و پلاس دارم * حرف خز و پرنیان نگویم
زان رو کہ خریداران گیتی * زینسان چو قدردان نگویم
ناچار متاع عرصہ دارم * بے رونقی دکان نگویم
سرمایہ ز دست رفتہ زانگاہ * کاہ سخن از زیان نگویم
گر تیر بہ من رسد وگر تیغ * دم درکشم ، الامان نگویم

اللہم لا تجعلنا بنعمتک مستدرجین ، ولا بثناء الناس مغرورین ، و من الذین یا کلون الدنیا بالدین ، و صل و سلم علی حبیبک سید المرسلین ، و علی آلہ و اصحابہ اجمعین -

— * —

پوچھا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر ؟
اس پر بھی جی میں آئے ، تو دل کو لگائیے !

— * —

الہلال کی جلد ہم نے شش ماہی کے حساب سے رکھی ہے ، تا کہ مجلد ہونے کے بعد موزون ضخامت حاصل کرسکے ، پس ۲۵ دسمبر اسکی پہلی جلد کا آخری رسالہ ہے ، اور جنوری سے دوسری جلد شروع ہوگی : فالحمد للہ فی البدایة و الانتہاء ، و الشکر لہ فی السراء و الضراء ،

اگرچہ چھہ ماہ کا زمانہ ایک نہایت قلیل زمانہ ہے ، اور انسان کی حیات شخصی میں یہ محض دور طفولیت کا زمانہ ہوتا ہے ، جبکہ گویا انسانی وجود عدم اور وجود کے درمیان معلق ہوتا ہے ، اور تمام جسمانی اور دماغی قوتیں پردۂ خفا میں مستور ہوتی ہیں لیکن تاہم دنیا مزدوروں کی جگہہ ہے ، ملسعیوں کی نہیں ہے ، کام کرنے والوں کیلیے اسکا ایک لمحہ بھی بہت ہے ، اور بیکاروں کیلیے اسکی پوری عمر بھی زیادہ نہیں ، انسان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے گرد و پیش کی مجبوریوں سے مرعوب رہتا ہے ، مگر کبھی خود اپنے اندر کی کمزوری کو نہیں دیکھتا - یہ مانا کہ اپکے ہاتھہ کی کڑیاں بہت مضبوط نہیں ، لیکن اپکے دست و بازو کی قوت کو کیا ہوا ؟ یقیناً عرفی سقراط اور ارسطو سے بہتر ہے جبکہ وہ کہتا ہے :

ہزار رخنہ بدام زمرا نسادہ دلی
تمام عمر در اندیشۂ رہائی رفت !

<u>احتساب اعمال</u>

ہمکو کاتبان اعمال کی خبر دیگئی ہے جو ہمارے یمین و یسار ہر وقت موجود رہتے ہیں ، تاکہ ہمارے تمام اعمال ملمبند کرتے رہیں اور جنکی موجودگی مسکین عرفی کو بہت شاق تھی

رقم کشان یمین و یسار دشمن تو
کہ می کنند سخن سنجی و قلمرانی

لیکن یہ ہماری کیسی نادانی ہے کہ ہم اپنے اعمال کی کتابت کراماً کاتبین کے ذمے چھوڑ دیتے ہیں ، پر خود کبھی اپنے اعمال کا احتساب نہیں کرتے ؟ بہتر ہے کہ انسان خود ہی اس خدمت کو اپنے ذمے لیلے ، اور قبل اسکے کہ " رقم کشان یمین و یسار " اسکا نامہ اعمال اسکے سامنے لائیں ، چند لمحوں کیلیے خود ہی اپنے اوپر ایک نظر احتساب ڈال لے اور اپنے ضمیر کو مخاطب کرکے کہے :

اقرا کتابک ، کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا (۱۷ : ۱۵)	اپنے اعمال کی اس کتاب کو پڑھلے آج کے دن کسی دوسرے کاتب و شاہد کی ضرورت نہیں ، خود تیرے ضمیر ہی کا احتساب تیرے لیے کافی ہے -

خواہی کہ عیب ہاے تو روشن شود ترا
یک دم منافقانہ نشیں درکمین خویش

اور فی الحقیقت ہمارے اعتقاد میں انسان کیلیے اصلی " کراماً کاتبین " اور " ترقیم اعمال " خود اسکا ضمیر اور نور ایمان ہی ہے - قرآن کریم نے جہاں کہیں احتساب اعمال کا ذکر کیا ہے ، اگر غور سے دیکھیے تو وہاں اسی ضمیر کے فطری احتساب کی طرف اشارہ ہے - اعمال حسنہ کے وہ آثار سرور و انبساط جو چہروں پر سے " نضرۃ النعیم " کی خبر دینگے ، درحقیقت دنیا میں بھی مرشد ضمیر کی تبلیغ بشارت سے موجود ہیں ، وہ " نور ایمان " جسکو " یسعی بین ایدیہم " سے تعبیر کیا گیا ہے ، یعنے ایک روشنی ہوگی جو ارباب ایمان کے آگے آگے چلے گی ، اور انکی عظمت و جبروت کو تمام صفوف اولین و آخرین میں نمایاں کرے گی ، کیا ضروری ہے کہ اپ اسکو قیامت ہی کے دن کیلیے اٹھا رکھیں ، اور دنیا کو بھی اسکا مصداق نہ قرار دیں ؟ یوم لا یخزی اللہ ، اور وہ دن ، جبکہ اللہ تعالی اپنے پیغمبر اور

ایک شیــر

— * —

جس کو دھوکے سے زخمی کیا گیا

—•—

غازی محمود مختار پاشا کے پاؤں میں گولی لگنے کا واقعہ مشہور ہوچکا ہے' یہ تصویر عین اُس حالت کی ہے جبکہ وہ زخمی ہوکر گرے تھے -

۱۸ نومبر کی صبح کو غازی موصوف صرف چند ساتھی افسروں کے ساتھ کیمپ سے نکلے ' تاکہ چند مورچوں کا معائنہ کریں - کچھہ دور گئے تھے کہ چند بلغاریوں نے اپنی کمین گاہوں کے اندر سے موقعہ کی فرصت کو دیکھہ لیا اور پستول کے چھوٹنے کی آواز کے ساتھہ ایک گولی آکر انکے گھٹنے میں لگی -

پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ قسطنطنیہ کے حرمس ہاسپٹل میں زیر علاج ہیں اور صحت کی حالت نہایت طمانیہ بخش ہے - امید ہے کہ اس وقت تک صحیح و توانا ہو چکے ہونگے -

بلغاریا کی وہ پانچ عورتیں جنھوں نے مسلمانوں کے محلے میں آگ لگادی ' اور اس خدمت کے صلے میں انکی تصویریں اخبارات نے شائع کی ہیں -

نہیں ہوسے ' اکثر چیزوں کی لکھنے کی نوبت نہیں آئی اور جو لکھی گئیں ' وہ شائع نہیں ہوئیں ' الہلال کے علاوہ جو علمی خدمات پریس کے متعلق تھیں ' وہ تقریباً شروع ہوئیں بھی تو انکی رفتار نہایت سست رہی - دفتر کی انتظامی حالت بھی پوری طرح درست نہوسکی ' اور اکثر لطف فرماؤں کو شکایتوں کا موقعہ ملا ' بہ حیثیت مجموعی ہم دیکھتے ہیں تو اسوقت یہ گذشتہ چھہ ماہ کی مدت کمزوریوں اور غفلتوں کے سوا کچھہ اپنے اندر نہیں رکھتی اور خواہ نفس مدح طلب کتنا ہی مضطر ہو ' مگر حق یہ ہے کہ ہم اپنے تئیں کسی طرح بھی مستحق تحسین نہیں سمجھتے

* * *

لیکن اگربار بار اپنی حالت کا افسانہ دھرانا داخل شکایت ہوتا (اور وہ رحیم و کریم ہر حال میں شکر ہی کا مستحق ہے) تو شاید ہم اس وقت اپنی کمزوریوں کو کسی قدر تفصیل سے عرض کرتے - یہ چھہ ماہ کا زمانہ جس حال میں بسر ہوا ہے ' اور الہلال کے ۲۴ پرچے جس عالم میں مرتب کیے گئے ہیں انکی سرگذشت اب کیا کہیے کہ وقت گذر چکا ہے ' اور سامنے ماضی نہیں بلکہ مستقبل ہے ' فی الحقیقت ہمارے حالات ابھی اس کے بالکل مقتضی نہ تھے کہ الہلال کی اشاعت شروع کر دی جاتی لیکن مہلت کے انتظار نے ہمیں اسقدر مضطرب کردیا تھا کہ مزید صبر کی طاقت جواب دیچکی تھی خیال کیا کہ جو چیز شاید کبھی بھی ملنے والی نہیں ہے ' اسکے انتظار میں کب تک زندگی کو صرف لا حاصل کیا جاے ' اور خدا کا دیا ہوا دماغ اور اسکا بخشا ہوا قلم کب تک معطل رکھا جاے ؟ بہتر ہے کہ موجوں کے فرو ہونے کے انتظار کی جگہ موجوں میں پڑکر تیرنے کی کوشش کی جاے ' اور راہ کے خالی ہونے کی توقع کی جگہ صفوں کو چیر کر راہ پیدا کرنے کی جستجو کی جاے - بالاخر ہم نے گذشتہ جولائی میں متوکلا علی اللہ کام شروع کردیا -

دنیا کے کاموں میں ہمیشہ اسباب مادی اور ساز و سامان دنیوی کی موجودگی ' دل کی قوت ' اور ہمت کی استواری کا ذریعہ ہوتی ہے ' روپیہ کی کثرت ' مددگاروں کی معیت ' اور آلات نفع عاجل کا اجتماع ' یہی چیزیں ہیں ' جن پر اس عالم اسباب میں بھروسہ کیا جاتا ہے ' لیکن یہاں انمیں سے ایک شے بھی میسر نہ تھی ' البتہ ایک چیز تھی ' جسکی طاقت بخشی عالم مادی سے ماورا ' اور جسکی جولانی فراوانی ساز و سامان دنیوی سے بے پروا ہے ' اور یہ اس امر کا یقین کامل اور ایمان واثق تھا کہ " خلوص کیلیے موت نہیں ' اور حق و صداقت کیلیے ناکامی نہیں " دنیا میں ہر چیز مٹ سکتی ہے ' پر حق اور صداقت ہی ایک بیج ہے جو پامال نہیں ہوسکتا - واللہ سبحانہ یقول

" انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی "

* * *

اس حکیم کریم کی اس نیرنگ سازی کو کیا کہیں کہ جس وقت تک الہلال جاری نہیں ہوا تھا ' اس وقت تک پھر بھی دن کے چند گھنٹے اور رات کا ایک پہر گوشہ گیری کیلیے میسر آجاتا تھا ' لیکن الہلال کا ابھی اعلان ہی شایع ہوا تھا کہ مصایب ابتلا کا بھی ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ' اور جو کچھہ میسر تھا ' وہ بھی اپنی بد اعمالیوں کی پاداش میں چھین لیا گیا - ناظرین نے ہمیشہ اچھی بری صورت میں الہلال کا ہر نمبر اپنے سامنے موجود پایا ہے ' انہیں کیا معلوم کہ وہ کس عالم اور کس حالت میں مرتب کیا جاتا تھا ؟ جن مضامین کے حسن و قبح کی نسبت وہ راے قائم فرما رہے ہونگے - انہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے اکثر مضمون بسا اوقات رات کے دو تین بجے ایک بستر مریض کے قریب بیٹھکر اس حالت میں لکھے گئے ہیں جب کہ دل ' نفس علائق پرست کی کمزوریوں سے بیقرار ' اور دماغ مسلسل شب بیداریوں کی وجہ سے قلم کے اختیار میں نہ تھا - اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ اخبار کی اشاعت کے وقت میں صرف ایک رات کا وقفہ باقی رہگیا ہے ' اور کمپوزیٹروں کو رات بھر روک کر بیمار و تیمار دار دماغ پر جبر کیا گیا ہے کہ رات کے چند گھنٹوں کے اندر صفحہ (۲) سے (۸) تک کا مضمون طیار کردے ' علی الخصوص گذشتہ ماہ صیام مبارک جس عالم میں بسر ہوا ' اور جسطرح پانچ پرچے مرتب ہوے ' اسکی حالت صرف اس علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے ' جس کو شاید اپنے بندوں کی ابتلا و آزمایش سے بڑھکر اور کوئی بات پسند نہیں - یہاں تک کہ آخر میں مجکو یقین ہوگیا تھا کہ شاید جس ظلم کے اعتماد پر دنیا کے کار زار میں فتح یاب ہونے کا گھمنڈ رکھتا تھا ' وہ ابھی منظور نہیں ہوئی ' اور اس خداے قدوس کو گوارا نہیں کہ اسکے کلمۂ مقدس کی خدمت کا شرف میرے پر معاصی وجود کی شرکت سے ملوث ہو !

ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ ' و ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک (۴ - ۸۲) و ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون (۳ - ۱۱۴)

ہم نے ان حالات کو " معذوریوں " کی جگہہ " کمزوریوں " کے لفظ سے تعبیر کیا ' کیونکہ انسان اپنے اندر اور باہر کے جن حالات کو معذوریوں سے تعبیر کرتا ہے ' فی الحقیقت اوسکے نفس کی کمزوریاں ہی ہیں - دنیا دار العمل ہے ' اور جو کام کرنے والے ہیں وہ باغ و چمن کے گوشوں ہی میں نہیں بلکہ کانٹوں پر چلکر بھی کام لیتے ہیں - خدا نے ہم سے کوئی معاہدہ نہیں کیا ہے کہ وہ ہمارے وہم و خیال کے پیدا کیے ہوے اسباب راحت ضرور مہیا کر ہی دیگا ' زندگی ایک میدان جنگ ' اور یہاں کام کرنے کے یہی معنے ہیں کہ تلواروں کے ساے اور نیزوں کی قطاروں کے بیچ رہکر کام کیا جاے دریا کی موجوں میں سے تیرنے والے اپنی راہ پیدا کر لیتے ہیں ' لیکن کنارے کے عافیت پسندوں کیلیے انتظار کے سوا کچھہ نہیں ہے - پس یہ جو کچھہ تھا ' خواہ کتنا ہی سخت و شدید ہو ' لیکن پھر بھی ہم اسے اپنے لیے کوئی قریب عذر جرم نہیں سمجھتے ' اور صاف صاف اپنی کمزوری کا اقرار کرتے ہیں کہ اس چھہ ماہ کے عرصے میں جو کچھہ ہم کرسکتے تھے ' افسوس کہ ہم نے نہیں کیا !

البتہ یہ ہماری کمزوریاں تھیں لیکن جو روشنی سے محروم ہے ' تو آفتاب درخشاں تو اپنے نور و ضیا کی بخشش سے عاجز نہیں ؟ باغبان کا ضعف اگر اس کو مہلت نہیں دیتا کہ بیج بو کر اسکی آبیاری کرے ' تو باران رحمت کی فیضان بخشی تو اسکے ضعف کی تلافی کرسکتی ؟ یہ سچ ہے کہ ہم کمزور تھے اور کمزوریوں میں مبتلا ' لیکن وہ حکیم و قدیر تو کمزور نہ تھا جو حق کو باوجود اسکے بے ساز و سامان ہونے کے نصرت بخشتا ' اور ضلالت کو باوجود اسکی طاقت و شوکت کے شکست دلاتا ہے ؟

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور ' والذین کفروا اولیاءہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولئک

اللہ ایمان والوں کا حامی اور مددگار ہے وہ انکو تاریکی سے نکالتا اور کامیابی و بامرادی کی روشنی میں لاتا ہے - اور جن لوگوں نے راہ کفر و ضلالت اختیار کی ' سو انکے حامی انکے بناے ہوے معبودان باطل ہیں ' وہ انکو روشنی سے نکالکر اور تاریکی میں مبتلا کرتے ہیں ' یہی لوگ اصحاب

النبي والذين امنوا معه ' نورهم يسعى بين ايديهم وبايمانهم ' يقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا ' انك على كل شي قدير : (٦٧)

ان لوگوں کو جو اسکے ساتھہ ایمان لاے ہیں رسوا نہیں کریگا ' انکے ایمان کی روشنی انکے آگے آگے ' اور دہنی طرف ساتھہ ساتھہ چل رہی ہوگی ' اور انکی زبانوں پر یہ دعائیں ہونگی کہ خدایا ! اس روشنی کو ہمارے لیے آخر تک قائم رکھیو اور ختم نہ کر دیجیو ! نیز ہمارے قصوروں کو معاف کردیجیو ! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے !!

اس آیت ' اور اسکے مثل صدہا آیات میں قرآن کریم نے ارباب ایمان کے جن نعائم اور ابتہاج و سرور کا ذکر کیا ہے ' یہ وہی حالات ہیں ' جنکو دنیا میں ہر نیک ہستی اپنے اعمال حسنہ کا احتساب کرکے اپنے سامنے مشاہدہ کرسکتی ہے -

جن لوگوں نے اپنے تئیں نفس کے تسلط سے نکال کر خدا کے ہاتھوں میں دیدیا ہے' اور جنکے کاموں نے " ایمان و ایقان " کی روح اپنے اندر پیدا کرلی ہے' وہ جب اپنے اعمال کا احتساب کرتے ہیں تو یقیناً خوشیوں اور راحتوں کی ایک جنت میں ہوتے ہیں ' جس پر سرور دائمی اور عیش سرمدی کی فضا چھائی ہوئی ہے ' جسکے اندر شادمانی و کامرانی کی نہریں بہہ رہی ہیں' جسکا کونہ کونہ سکون ابدی کے حسن و جمال سے " حور مقصورات " کا جلوہ گاہ ہے ' جسکی ہر جانب سے " سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین " کے نغمات جوش آہنگ بلند ہو رہے ہیں' جہاں نامرادی و حرمان کے غم و ماتم کی جگہہ ہر زبان پر " الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن " کا ترانۂ شکر جاری ہے' جہاں ناکامی و خجالت کی تپش و حرارت کا نام و نشان نہیں ' کیونکہ کامیابی کے عیش و سرور کے اُس تخت طمانیت پر بٹھا دیے گئے ہیں' جہاں ٹیک لگاکر جس کسی کو بٹھا دیا جاتا ہے' پھر اسے کسی محل راحت حرکت سے سابقہ نہیں پڑتا متکئین فیہا علی الارائک ' لا یرون فیہا شمساً ولا زمہریرا

کلا ' ان کتاب الابرار لفی علیین ' وما ادراک ما علیون ؟ کتاب مرقوم ' یشہدہ المقربون ' ان الابرار لفی نعیم ' علی الارائک ینظرون ' تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم ' یسقون من رحیق مختوم ' ختامہ مسک ' وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون (٨٣ : ١٨)

بیشک نیک اعمال لوگوں کے اعمال اعلی درجہ کے لوگوں کی فہرست میں لکھے جاتے ہیں' اور تم جانتے ہو کہ وہ فہرست کیا چیز ہے ؟ وہ ایک کتاب اعمال ہے ' جو ہمیشہ لکھی جاتی ہے' اور مقربان بارگاہ الہی اسکے شاہد و گواہ ہیں ' یقیناً ان نیک اعمال لوگوں کی زندگی نہایت آرام اور راحت میں ہوگی ' وہ سکون و طمانیۃ کے تخت پر بیٹھے ہوے بہشت کی سیر کر رہے ہونگے - تم اگر انکو دیکھو تو جوش خوشحالی کی نور تازگی اُن چہروں سے نمایاں ہو - انکو حیات سرمدی کی وہ شراب خالص پلائی جاے گی ' جسکی بوتلیں سر بمہر ہونگی اور اُن پر مشک کی مہریں لگی ہونگی - پس یہ زندگی ہے ' کہ تقلید کرنے والوں کو اسکی تقلید کرنی چاہیے !

لیکن جن لوگوں کی زندگی روح ایمانی سے خالی ہوتی ہے' جن کے اعمال سلطنت الہی کے ماتحت نہیں' بلکہ قوت شیطانی کے تخت کے سایے میں انجام پاتے ہیں ' خواہ دنیوی ساز و سامان' اور مادی اسباب و جمعیت کتنی ہی فراہم کرلیں' لیکن بالآخر جب ضمیر کی آواز انکے کانوں میں آتی ہے' اور وہ اپنے نامۂ اعمال کو اپنے سامنے رکھتے ہیں تو حرمان و نامرادی رسوائی و خجالت سے انکے چہرے سیاہ پڑجاتے ہیں اور " نور ایمان " کی جگہہ ضلالت کی تاریکی کو اپنے ہر طرف محیط پاتے ہیں

وتری الظالمین مشفقین مما کسبوا ' وھو واقع بہم ' والذین امنوا وعملوا الصالحات فی روضات الجنات لہم ما یشاؤن عند ربہم ذالک ھو الفضل الکبیر (٤٢)

اور نافرمانوں کو تم دیکھوگے کہ انہوں نے جیسے جیسے عمل انجام دے ہیں اسکے وبال سے ڈر رہے ہونگے (یعنی انکا ضمیر ڈرا رہا ہوگا) حالانکہ اسکے نتائج انکو ضرور بھگتنے ہیں - اور (اللہ) جو لوگ ایمان لاے اور اعمال حسنہ انجام دے تو وہ ضرور بہشت کے سبزہ زاروں میں ہونگے' جو کچھہ وہ چاہینگے انکے پروردگار سے انکو ملے گا' یہی بدلہ ہے' جو نیک کام انجام دینے والوں کیلیے سب سے بڑا فضل الہی ہے -

پس در حقیقت احتساب اعمال ' اور ضمیر کی ملامت یا اسکی تحسین ' یہ جنت و دوزخ کی دو زندگیاں ہیں ' جو اس دنیا میں ہر انسان کے لیے عاقبت کار میں موجود ہیں ' اور ہر عامل وجود جو اپنے اعمال گذشتہ کا احتساب کرے ' ان دونوں حالتوں کو اپنے سامنے پا سکتا ہے - یہی انسان کیلیے اصلی نامۂ اعمال ' اور یہی ہر وقت اسکے دمن و نسار مصروف رہنے والا قلم احتساب ہے ' اور یہی ہے جسکے احتساب سے کوئی فرد بچ نہیں سکتا ' کیونکہ یہ انسان سے باہر نہیں ' بلکہ انسان کے اندر موجود ہے ' اور اسکے نتائج کی فرد کو ہمیشہ اسکی آنکھوں کے سامنے کردینے والا ہے .

وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ' ونخرج لہ یوم القیامۃ کتاباً یلقاہ منشورا (١٧ : ١٥)

اور ہم نے ہر انسان کے عمل کی برائی اور بھلائی کے نتائج کو خود اسکے وجود کے اندر اسطرح رکھدیا ہے گویا اسکے گلے کا ہار ہے' اور قیامت کے دن ہم اسکے اس نامۂ اعمال کو نکالکر اُس کے سامنے کردینگے اور وہ اسکو اپنے سامنے کھلا ہوا دیکھے گا -

اس بنا پر ضرور ہے کہ چھہ ماہ کی مدت خواہ کتنی ہی اقل قلیل مدت ہو مگر ہم اپنے کاموں کا آج احتساب کریں ' اور دیکھیں کہ اس عرصے میں الہلال اور اسکی دعوت کا کیا حال رہا ؟

اسمیں شک نہیں کہ ہم اس گذشتہ چھہ ماہ کی مدت پر نظر ڈالتے ہیں ' تو بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھہ کرنا تھا ' وہ ہم سے نہوسکا ' اور جو اچھہ کرسکتے تھے' وہ نہ کیا - نفس کی کمزوریاں ہمیشہ عمل میں خارج رہیں ' اور ہمت کی پستی نے ہمیشہ نام مقصد تک پہنچنے میں لذت و لعل کیا 'ہم کو معلوم ہے کہ اللہ کے لطف و کرم نے ایک بڑی جماعت پیدا کردی ' جو شاید ہماری خدمات کی نسبت مایوس نہیں ہے ' اور اگر تحسین کی نہیں ' تو ملامت کا بھی مستحق نہیں سمجھتی - لیکن تاہم اسکو کیا کریں کہ خود اپنے تئیں دیکھتے ہیں ' تو تحسین کا نہیں بلکہ ملامت ہی کا مستحق سمجھتے ہیں -

وہم و مدعی نغزل غلط ' ولی
می نالم از شکستۂ طبع سلیم خویش

ہم نے در حقیقت اس فرصت سے کچھہ بھی فائدہ نہیں اٹھایا ' اپنے ارادوں میں سے بڑے بڑے ارادے ذہن و تخیل سے آگے نہیں بڑھے ' اور اکثر چیزیں تو دماغ سے قلم تک پہنچ ہی نہ سکیں - مضامین میں ہمیشہ ابتری رہی ' کئی اہم ابواب شروع ہی

شئون عثمانیہ

ولایت کی ڈاک

—*—

عثم کی افواج میں ہیضہ کی شدت

—*—

جنگ بلقان کے قتل و غارت کو ہیضہ کی شدت نے اور مہیب بنا دیا ہے بلقانی افواج میں اسکی شدت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ انکا آگے بڑھنا دشوار ہے - جہاں جہاں جاتے ہیں' اسکو پھیلاتے جاتے ہیں - اموات کی کثرت نا گفتہ بہ ہے - ایک روز تو پانچ ہزار تک تعداد پہونچگئی تھی - طبی انتظامات اچھے سے اچھے کیوں نہ ہوں پھربھی اس شدت کو روکنا دشوار معلوم ہوتا ہے - ریلوے پلٹ فارم مریضوں اور مرنے والوں سے بھرے ہوئے ہیں (ہادم کوی) کی سڑک پر تو کشتوں کے پشتے لگے ہیں - انمیں زیادہ تر وہ مریض تھے جو ہیضہ میں مبتلا ہوتے ہی شہر کے ہسپتال کیطرف جاتے جاتے مرگئے -

(ڈیلی نیوز)

بانی فساد کون ہے ؟

—*—

" تو پھر جنگ کون کرا رہا ہے ؟ " اسکا جواب یورپ کے اوس محکمہ سے ملیگا جسکو یورپ کے راز داران سیاست سے تعلق ہے - جو آدمیوں کی جان کے ساتھہ ایک مدت سے وہ چال چل رہے ہیں جس سے شطرنج کی سطح پر پیادوں سے کام لیا جاتا ہے - اور جو حکمت عملی کے مقولوں اور مثلوں کے دام تزویر میں اسطرح الجھے ہوئے ہیں کہ اصلی تکلیف کے وجود کو (جسکے ساتھہ وہ مہملات سے کام لے رہے ہیں) محسوس ہی نہیں کرتے - پس اسطرح جنگ اوسوقت تک بڑھتی ہی چلی جائیگی' جب تک کہ وہ بڑی جماعتیں جو پیشہور چالبازوں اور خواب دیکھنے والوں سے بھری ہیں - دنیا میں باقی رہیں گی' وہ دائمی صلح پیدا نہ کرسکینگے کیونکہ یہ نا ممکن ہے' بلکہ یہہ ارادہ ظاہر کرینگے کہ صرف انصاف' جواز' اور ترقی کے لئے لڑائیاں لڑی جائیں - اگر وہ الفاظ جو اس کے متعلق ہیں کبھی زبان سے نکالنے کے لیے ہوتے تو اسوقت سے زیادہ بہتر کوئی موقع نہ ہوتا - لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ اوسوقت زبان سے نکالے جاینگے جب موقع باقی نہ رہیگا " -

(ٹائمز لنڈن)

یونانیوں کی سر فروشی

—*—

" ممالک متحدہ امریکا میں یونانیوں اور دیگر مسیحی اقوام کی وطن پرستی کے متعلق سر فروشی کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں - سان فرانسسکو میں ایک یونانی تھا' اوسنے اپنا ایک قہوہ خانہ دو پاونڈ دو شلنگ میں فروخت کردیا جسکی اصلی قیمت دو ہزار پاونڈ تھی - اگر وہ میدان جنگ سے آگیا تو پھر اپنا کار و بار شروع کریگا اور اگر لڑائی میں کام آگیا تو مزید قیمت دیئے بغیر قہوہ خانہ خریدار کا ہو جائیگا - نیو یارک میں سرویوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا - اوسمیں صدر نشیں نے جب کہا کہ دس ہزار پاونڈ کا چندہ میں دیتا ہوں " تو ایک شخص جو ظاہرا دریوزہ گر معلوم ہوتا تھا نزدیک ہی سے اوٹھا اور کہنے لگا :- میرا نام میلان یووانو وچ ہے - میں بخوشی میدان جنگ میں جاؤنگا - لیکن میری ایکمعہ بیوی اور چند بچے ہیں اور مقام مونطانا میں کچھہ جایداد بھی ہے میرے پاس کل سات ہزار پاونڈ ہیں - جس میں سے پانچ ہزار سرویا کو دیتا ہوں - " یہہ کہکر اوسنے ایک تھیلا دکھایا جس میں نوٹ بھرے تھے اور اوسیطرح صدر نشیں کے حوالہ کردیا - "

(مانچسٹر گارجین)

قسطنطنیہ کی حالت

—*—

مسٹر گنٹس رابرٹ کالج واقع قسطنطنیہ کے صدر ہیں - ۲۴ نومبر کو انہوں نے اخبار ٹایمز کے نام لکھا تھا - " جنگ کے زمانہ میں شہر کو با امن رکھنے کے لئے سلطان کی گورنمنٹ نے جس قابلیت' عقلمندی اور سعدی سے کام لیا ہے وہ حد درجہ قابل ستایش ہے - مسٹر گنٹس کا بیان ہے کہ اس کار روائی میں گورنمنٹ کو سخت دقتیں پیش آئیں - سیاسی جماعتوں نے تو ایسی کوشش کی تھی کہ گورنمنٹ کا زور کم ہوجاتا اور شاہ فرڈیننڈ کے اعلان سے مذہبی جذبات حد درجہ ابھرنے لگے تھے' لیکن ان مصایب پر بھی شہر میں شورش نہ ہوئی - اس اعلی انتظام پر مسٹر گینٹس اظہار تعجب کرتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ غیر ملکوں کے اخبارات میں جو خبریں شایع ہوئی ہیں وہ نامہ نگاروں کے اون خیالات کے نتایج ہیں جو اونکے دماغ میں تھے - حالانکہ صورت حال کچھہ اور ہی ہے اور خفیف سی مدت جنگ میں قسطنطنیہ میں حد درجہ امن قایم رہا ہے - ترکوں نے ساری مصیبتوں کو بڑی خود داری اور تحمل سے برداشت کیا ہے - "

مسئلہ صلح

—*—

التوائے جنگ مابین ترکی و ریاستہاے بلقان کے مسودہ میں یہہ مذکور ہے کہ آٹھہ دن تک جنگ ملتوی رہیگی - اس اثناء میں دونوں حریف جہاں ہیں' وہیں اپنے سامان درست کرلیں - مسٹر تودر ہو نامہ نگار ڈیلی کرانیکل مقیمہ قسطنطنیہ کا بیان ہے کہ " پیغامات اور آپس کی گفتگو کا نتیجہ التوائے جنگ ہوا - باوجودیکہ اس امر کا یقین ہے کہ صلح شرطیہ ہوگی " - ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار مقیمہ قسطنطنیہ کا بیان ہے کہ " مسودہ التوائے جنگ پر دستخط کرنے کے لیے مزید وقت دیا گیا ہے' وہ اسلیے ہے تاکہ یونانی بالجبر دستخط کرنیکی اجازت حاصل کرسکیں - مسودہ میں صرف ۴۸ گھنٹے کی مہلت ہے - اوسکے بعد اسکی اطلاع ہے کہ اگر گفتگو سے صلح غیر ممکن ثابت ہوئی تو جنگ پھر چھڑ جائیگی - سواے اون بیچارے اسیروں کے جو دوبارہ جنگ کے اجرا کو مہمل سمجھتے ہیں' تمام ترکی افواج صلح کی حد درجہ مخالف ہے - سیکڑوں ترکی عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھہ بنا رہی ہیں جو دمس بندی میں مصروف ہیں - اڈریانوپل میں رسد فراہم کرنے کا مسئلہ معمہ کو حل کر دیتا ہے - اس کام کو کریگا کون ؟ اطراف و جوانب کے گاؤں بالکل غارت و برباد ہوگئے ہیں' اور اسلیے سامان قسطنطنیہ سے لایا جاے گا - اس کام کے لئے بلغاریوں کی

اصحاب النار هم فيها خالدون (۲ : ۲۵۷) نار هیں اور آتش نامرادي میں همیشه جلنے والے -

اسکا اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں سے وعدہ ہے که وہ کبھی انکو دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ' انکے جھکے ہوے سروں کو عزت کی بلندی بخشتا ہے ' اور گو وہ خود کیسے هی ذلیل و حقیر هوں پر وہ انکو اپنا سمجھکر انکی عزت پر اپنی عزت کی چادر اوڑھا دیتا ہے که : يوم لا يخزي الله النبي و الذين آمنوا معه و نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم اور وہ (نتائج و عواقب امور کا) دن ' جبکه الله اپنے رسول اور ان لوگوں کو ' جنہوں نے اسکی معیت کا قرب نسبت حاصل کرلیا ہے ' کبھی رسوا اور ذلیل نه کریگا ' اور انکی کامیابی اور کامرانی کی شمع انکے آگے جلے گی -

گر من آلودہ دامنم چه عجب !
همه عالم گواہ عصمت اوست !

اس پہلو سے اپنے کاموں پر نظر ڈالتے هیں تو حالات و نتائج میں ایک انقلاب هوجاتا ہے ' اور مناظر بالکل بدل جاتے هیں ' پہلے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اگر اپنا وجود ضعیف و حقیر نظر آتا تھا ' تو اب اُس قوي و عزیز کی نصرت فرمائی سے طاقتوں اور قوتوں کا ایک ناممکن التسخیر ستون آهنی دکھائی دیتا ہے ' پہلے اگر اپنے قصوروں کی وجہ سے عاجزي کا سر جھکا ہوا تھا ' تو اب اسکی عزت بخشی سے سر افتخار بلند نظر آتا ہے پہلے چونکه ایک انسانی هستي کے کاموں پر نظر تھی ' اسلیے عجز و تذلل کے سوا چارہ نه تھا ' پر اب انسانی کاروبار پر نہیں ' بلکه الہی اعمال پر نظر ہے ' اسلیے الحمد لله که فتح و نصرت کی عزت و عظمت سے هم کنار و شاد کام هوں :

گرچه خوردیم ' نسبتی ست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !!

* * *

غور کیجیے که الہلال کس عالم میں نکلا ' اور پھر کس حالت میں جاري رہا ؟ بالکل ایک نئے قسم کا کام تھا ' اور اس طرح کا کام که هندوستان میں آج سو برس سے پریس موجود ہے ' مگر آجتک ایک ماهوار رسالہ بھی اس پیمانے کو سامنے رکھکر کسی بڑے سے بڑے پریس سے شائع نہوسکا ' پھر کسی طرح کی مالی اور دماغی اعانت میسر نه تھی ' اور سوا اپنی جیب اور قلم کے اور کسی پر اعتماد نه تھا - ان امور سے بھی بڑھکر یه که الہلال کي دعوت ' اسکا لب و لہجه ' اور عام انداز تحریر ملک کے موجودہ مذاق اور حالات سے اس درجه متباین تھا که کوئی ذي عقل بھی اس بیج کے لئے آجکل کے موسم کو موزون نہیں کہه سکتا تھا ' لیکن با وجود کام کی اهمیت اور دست عمل کی کمزوري کے باوجود تمام ناموافق اسباب و حالات کے ' اور باوجود هر طرح کی بد نظمیوں اور اسباب سعی و جہد کے فقدان کے ' اس چھه مہینہ کے قلیل زمانے میں جو حیرت انگیز اور محیر العقول مقبولیت الہلال نے پیدا کی ہے وہ هر لحاظ سے اُردو پریس کی تاریخ میں ایک مستثنیٰ واقعه ہے - شاید هي آجتک کوئی چھپی هوئي چیز اس کثرت اور اس شغف کے ساتھه پڑھی گئی ہے ' جسقدر گذشته چھه ماہ کے عرصے میں الہلال کے اوراق پڑھے گئے هیں - و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم -

* * *

ضرورت تھي که اس لحاظ سے بھی الہلال اور اسکي دعوت کے گذشته ایام پر ایک نظر ڈالي جاتی نیز اسکي آئندہ حالت کی نسبت بھي کچھه اپنے خیالات عرض کرتے لیکن موجودہ هم اس حصے کو نئي جلد کے افتتاحي مضمون لکھنے اٹھا رکھتے هیں

صرف چند ضروري معروضات الہلال کی مالی حالت کی نسبت پیش کر کے پہلی جلد کو ختم کردیتے هیں -

الہلال کی مالی حالت اور اسکی اولین درخواست

اس امر کے ظاهر کرنے کی ضرورت نہیں گذشته چھه ماہ کے عرصے میں هم نے الہلال کی نسبت کبھی ایک حرف بھی نہیں لکھا ' اور نه کبھی ناظرین کو اس کی نسبت کوئی زحمت دی ' هم نے اس طرف سے بالکل خاموشی کا ارادہ کرلیا تھا اور الحمد لله که اس ارادے کو اسوقت تک نباہا - لیکن اب ' جبکه چھه مہینے کے اندر هم نے کم از کم الہلال کے کاموں کا ایک نمونہ آپکے سامنے پیش کردیا ہے ' اتنا عرض کردینے کیلیے مجبور هیں که اب آخری فیصله کرلینے کا وقت آگیا ہے - اس وقت تک اخبار کی مالی حالت جیسی کچھه رهی ہے اسکی نسبت صحیح اعداد و شمار انشاء الله آئندہ پرچے میں دیکھیں گے ' لیکن سردست اب اس سے اندازہ کرلیجئے که صرف چھه ماہ کے اندر کم از کم چھه هزار روپیه علاوہ مصارف ابتدائی اور علاوہ خریداری کی ماهوار آمدنی کے صرف کرچکے هیں اور ادھی سالانه خریداروں کا چھه ماہ دفتر کے ذمے واجب الادا ہے !

اگر آپ الہلال کے قیام کو ضروری سمجھتے هیں تو دفتر کسی طرح کا مالی بار آپکے ذمے نہیں ڈالنا چاهتا ' اور نه قیمت بڑھانا چاهتا ہے جسکا اُسے واقعی حق تھا ' صرف اتنے کا طالب ہے که موجودہ خریداران الہلال میں سے هر بزرگ کم از کم دو خریدار نئے پیدا کردیں اور اگر اتنا هوگیا ' تو یه اخبار کے مالی اطمینان کیلیے کافی هوگا -

یه پہلی درخواست ہے جو الہلال کے صفحات پر درج کی گئی ہے ' اگر آپ متوجه هوں تو موجب تشکر ' ورنه یقین کیجئے که نه تو اصرار ہے اور پھر اسکا اعادہ ' هم نے پہلے هی یه عرض کردیا تھا :

گل بیفشانید نه بستر همه جوں عرفی و من
شب جس خفتم و در بستر خواب اندازم

خون ناحق

یورو پین اقوام اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ دهر سے مٹانیکے لئے دوستی کے پردہ میں خفیه سازشیں کررهی هیں - اگر آپ اس سر بسته راز کا پورا پورا انکشاف چاهتے هوں تو کتاب خون ناحق کا مطالعه کیجئے - جسمیں سواحل طرابلس پر اٹلی کے خونی کارناموں کو ایسی دل هلا دینے والی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسے ایک نظر دیکھتے هی نوزائیدہ حالوں کی بھول بھلیاں میں پہنچکر انسان محو حیرت هوجاتا ہے - خان بہادر لسان العصر مولانا سید اکبر حسین صاحب جج الهٰ آبادي مدظله فرماتے هیں " خون ناحق بہت عمدہ مجموعه مضامین کا ہے - اس سے ظاهر هوتا ہے که دنیا میں اس جنگ کی نسبت کیا خیالات تھے - اور مسلمانوں کے دلوں پر کیا گذرتی تھی - یه زمانه رهجائیگا نه یه لوگ رهجائینگے لیکن هسٹری کے ورق حالات گذشته کا آئینه رهینگے " اور بہت سے بزرگوں اور سیکڑوں اخباروں نے تعریفیں کی هیں - لکھائی چھپائی میں بقول فاضل اڈیٹر الہلال آجکل کی بہتر سے بہتر مطبوعات بھی اسکا مقابله نہیں کرسکتیں " تقطیع ۲۰ × ۳۰ کلاں - صفحات ۱۲۸ صفحے - قیمت مجلد ایک روپیه چار آنه غیر مجلد ایک روپیه

ملنے کا پته :-

محمد انوار هاشمي - مدیر مکتبه قادریه
لال کرتي - میرٹھه

اتهرس میں واقع هیں - یه پهاڑ اوس جزیرہ نما پر هے جو سالونیکا سے یورپ کیطرف واقع هے ' جسکے قدیم نام کو مدرسه کے طلبا اپنے والدین سے زیاده جانتے هیں - کهتے هیں که یه علمي خزانے اجنبیوں کی دست و برد سے ترکوں کی حکومت میں بالکل محفوظ رهے هیں - انگریزوں میں صرف ایک شخص ڈاکٹر لیک نامی ان خزانوں سے واقف هے جسنے اسے کچهه فائده بهی اوٹهایا هے جرمن کے عالم بهی اس سے فائده اوٹهاتے رهے هیں - خیال یه هے که عام طور پر ان کتب خانوں کی قیمت بہت بڑها چڑها کر بیان کی جاتی هے - دوسرا علمی خزانه جو بطور مال غنیمت حاصل کیا جا سکتا هے ' سینٹ صوفیا میں هے - یه خیال غلط هے که اس عظیم الشان گرجه کو مسجد بنا دینے کے بعد اسکی ممانعت کر دیگئی هے که مسیحی اسمیں داخل نه هوں ان چند لوگوں میں سے جنکو معاینه کی اجازت دیگئي تهی ایک مسٹر موور لي بل هیں جو ٹایمز کے نامه نگار تهے - اسکے سوا اور کسی کو اجازت نه ملي که ان قلمی نسخوں کے ذخایر کو الٹ پلٹ کرسکے جو گرجه کے ته خانوں میں محفوظ هیں - ان ذخیروں میں عهد قسطنطنین کے نسخے اکثر هونگے - اور لیوي و سافو کے کالے کی کتابیں بهي انمیں هونگی جنکے متعلق کہا جاتا هے که ضایع هو گئیں - (ڈیلی نیوز)

بلغاریا کي جنگي تیاریاں

(گزٹ دي لوزان) کا نامه نگار معسکر عثمانی سے ایک طویل مضمون میں لکهتا هے که ایک نهایت معتبر بلغاری ذریعه سے معلوم هوا هے که بلغاریا اس جنگ کے لیے بہت عرصه سے تیار هورهی تهی اسی لیے شاه بلغاریا کو مسئله فوج کے ساتهه خاص اعتناء و اهتمام ہے اور اسی اعتناء و اهتمام کی وجه سے اس نے همیشه فوج کو سیاست کے زهر آلود اثر سے محفوظ رکهنے کی سختی سے سخت کوشش کی یه اسی کي - ي (؟) کوشش کا نتیجه هے که آج بلغاریا کي فوجی حالت اسقدر عمده هے که اسکی فوج ترقی یافته ممالک کي با قاعده فوجوں کے همپایه هے -

شاه فرڈیننڈ همیشه پارٹی فیلنگ سے علیحده رها ' آج تک اس نے سیاسی نزاعات میں حصه نہیں لیا اور اپنے گرد همیشه ارباب تجربه و سیاست کو جمع رکها -

بلغاري ارکان جنگ میں بہت سے افسروں نے خود آکے ان میدانوں کو دیکها هے جہاں اسوقت جنگ هو رهی هے - انهوں نے تمام قلعوں کی کمینگاهوں اور پوزیشنوں کو خود آکے دیکها اور نهایت اهم اطلاعات فراهم کیں - بعض افسروں کو اس باب میں اسقدر جوش تها که انهوں نے مزدوروں کا بهیس بدلکے (ادرنه) اور (قرق کلیسا) میں مزدوري کي - اسي کا یه نتیجه هے که جنگ کے وقت وه عثمانی اسلحه خانوں ' ذخائر جنگ کے گوداموں ' توپوں ' اور قلعوں کے تفصیل وار حالات سے واقف تهے -

لوگ کهتے هیں که دردانیال کا نقشه شاه بلغاریا هي نے اطالویوں کو دیا تها اور اسي نقشه کے وثوق پر اطالوي تار پیڈو کشتیوں نے رات کو آبنائے کو عبور کرنے کا اراده کیا تها - یه صرف گذشته واقعات نہیں بلکه اسوقت بهی جبکه جنگ هو رهي هے صدها بلغاري جاسوس عثمانی فوج میں پهیلے هوے هیں اور انکی تمام نقل و حرکت ' اور مقامات اجتماع کي اطلاع بلغاري ارکان جنگ کو دے رهے هیں -

نامه نگار آخر میں کهتا هے که ان امور کے معلوم هونے کے بعد هم کو یه صاف نظر آتا هے که بلغاریوں نے اس جنگ کے لیے نهایت مکمل تیاري کي هے اور انکي تدبیریں قوت سے فعل میں آ رهی هیں -

عقل سلیم سے ایک التجا

— * —

(بقیه اشاعت گذشته)

— * —

همارے جمله اسباب بحث کا نکته یهه هے که اگر سرویا کے پاس وجوه کافی هیں ' تو آسٹریا هنگري کے پاس بهي وجه هے که سرویوں کے دعوے کے لئے غیر منصفانه اور بر انگیخته کرنے والے طریقوں سے دباؤ ڈالا جاتا هے - مزید بران اسی میں وه همیشه کے لئے البانیوں کي بلند پروازیوںکے روکنے کو بهي شامل کرلیتے هیں - وه مقوله جسکو اقوام یورپ نے پر جوش هنسی خوشي سے مانا ' یهه تها که " بلقان بلقانیوں کے لیے هے " " بلقان بلقانی اتحادیوں کے لئے هے " یهی ایک دعوی هے ' جسکو نه تو آسٹریا هنگري اور نه اطالیه هي قبول کرتا هے ' اور نیز یهه دعوی ایسا هے که متفق هوکر بهی سارا یورپ شاید اسکو تسلیم نه کریگا - البانیه کي خود مختاری کامیاب ثابت نہیں هوسکتی ' بلکه اوسکا امتحان کیا جائیگا - وهاں ایسے سر برآورده البانی ضرور هیں جو اس لایق هوسکتے هیں که ایک چهوٹی ریاست میں اپنے هموطنوں کی کافی تعداد کو مضبوطي کے ساتهه مجتمع کر لیں لیکن یهه مسئله تو سبکے لئے کهلا هوا هے که آیا وه قوم جو لڑکپن (جوانی) کے دینے میں موروثي ناراضگي سے کام لیتی هو ' کبهی اس قابل بهی هوسکتي هے که اپنے پاؤں کهڑي هو ؟ اسی ضمن میں جو کچهه یقیني هے وه یهه هے که اهل سرویا البانیوں کو کامیابی کے ساتهه اپنی ماتحتی میں هرگز نه رکهه سکینگے ' اور مملکت سرویا کے اوس حصے میں جو البانیا کے قلب سے نکل کر ایک بندرگاه تک پہونچگیا هے ' پهر نئے بلقانی فساد اور جهگڑے پیدا هو جائینگے -

لیکن ان جهوٹیوں کا همیں سچا سچا اندازه کرنے دو - مقدونیا کي جنگ نے تهریس کی سی اهم جنگ کی صورت کبهی نهین اختیار کی - مقدونیا میں ترکی افواج کی بد انتظامی حد سے زیاده تهی ' انکي رهنمائی بهي بری طرح سے کی گئي ' اور جسقدر همیں یقین دلایا گیا تها اوس سے کہیں زیاده انکی تعداد کم تهي - سروي افواج کے کچهه دستے بمقام کمانو جان جوکهم میں ڈالکر لڑے ' لیکن ترک جو اوس لڑائی میں تهے ' اونکی تعداد شاید بیس هزار سے زیاده نه هوگی - مقدونیا کی فتح اور سرویوں کے قدیم دار السلطنت اسکوب کو پهر حاصل کرلینے پر سرویوں کا فخر و مباهات کرنا جایز هوسکتا هے ' لیکن ساتهه هي یورپ نے اس فتوحات کے نشه اور شراب میں تهوڑا سا پانی بهي ملا دیا -

یورپ کے هر ملک میں سرویوں کي بهادري تسلیم کرکے حد سے سوا داد دي گئي - وه اذیتیں جو سرویوں نے ترکوں کے هاتهوں برداشت کی تهیں ' یاد دلائي گئیں - مزید براں اسکو بهي ذهن نشین کیا گیا که حال کے چند سالوں میں آسٹریا هنگري کي حاسدانه بالادستي سے بهي سرویوں کو بہت کچهه برداشت کرنا پڑا هے - اهل سرویا اپنے ساتهه یورپ کي همدردي رکهتے تهے ' لیکن اسکا اب بیجا مصرف لینے لگے - اونکے افسر اب پین سروین خیالات اور ایک عظیم الشان سروي مملکت قایم کرنے کی باتیں کرتے هیں اور برلن جیسے شهروں یا ایسے هی کسی اور ملک پر جو ازکي وحشیانه اور بیهوده بلند پروازیوں کے سد راه هو چڑهه دوڑنے کے منصوبے باندهتے هیں والدسا سرویا کے اخبارات بر انگیخته کرنے والے هوگئے هیں - سرویا کے وزرا عقل سے بعید خیالات کا علم طور پر اظهار کر رهے هیں -

رضامندی کی ضرورت ہوگی کہ ریلوے کو استعمال کرنے دیں " -

ڈیلی میل کے نامہ نگار متعینہ صوفیا کا بیان ہے " بلقانی ریاستیں ترکی سے ۴۸۰۰۰۰۰۰ پاؤنڈ تاوان جنگ طلب کرنا چاہتی ہیں علاوہ اوس کے یہہ بھی کہ سوائے قسطنطنیہ و درِ دانیال کے ترکی جملہ یورپین مقبوضات انکے حوالہ کردے "

خبر رسانی وسطی ایجنسی مظہر ہے کہ " بلغاریا و دیگر ریاستوں میں بدمزگی پیدا ہوگئی ہے ' جسکی وجہ شاہ فرڈیننڈ کی بے حد طماعی اور یہ خواہش ہے کہ بلقانیہ کو محکوم بنائے - سب سے پہلے سالونیکا پہونچنے کی کوشش میں بلغاریوں نے جنگِ بہادرانہ سے کام لیا ہے - حالانکہ یہ نہ سمجھے کہ جنگ کا موقعہ اونکے شتلجا میں یک جا ہونیکی ضرورت کو ظاہر کر رہا ہے - یونانی جماعتوں میں معلم ایتھنز یہ خیالات ظاہر کیے جارہے ہیں کہ صلح کی گفتگو کا بانی شاہ فرڈیننڈ بلغاریا ہے جسکا ارادہ ہے کہ بلقانیوں کو تباہ کرکے خود بادشاہ بن بیٹھے "

ترکی افسروںکی جانبازی

— * —

" جب بلغاری تارپیڈو نے ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) کو سواحل بحر اسود پر سوراخ دار کردیا تو اوسکے افسروں نے بڑی بہادری سے کام لیا اور مردانگی و ہمت کی اعلی مثال دکھلاتے ہوے سمندر کے درمیان سے جہاز کو نکال لے گئے اور اوسی حالت پر اوسکو گولڈن ہارن لے آے - جہاز حمیدیہ نے تمام اعلٰی جہاز کو لیکر اسطرح سمندر کو طے کیا کہ صرف آٹھہ انچ اوسکے اوپر کا حصہ پانی سے نکلا ہوا تھا -

لندن ۲ دسمبر کو ڈیلی کرانیکل کو قسطنطنیہ سے مسٹر ڈونر ہو تار دیتا ہے " جب سے ترکی فوج ہٹ کر شتلجا میں مجتمع ہوئی ہے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) سے بھی زیادہ نئی اور تازہ دم افواج ایشیاے کوچک سے پہونچ چکی ہیں - ترکی افواج کے پڑاؤ سے چھہ میل مغرب کی طرف بلغاری دفعیہ بندی میں مشغول ہیں

مصائبِ جنگ

— * —

" صرف یہی نہیں ہے کہ جنگ بلقان میں بہت سی قدیم طرز کی بیرحمیاں ہوئیں ہیں جنمیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ہوئی کہ ان بیرحمیوں کے کم کرنے کی کوشش کی گئی ہو " اخبار ٹیلیگراف کہتا ہے کہ " صرف یہی نہیں ہے کہ بدلہ لینے کے لیے مخاصمت کے جذبات ایسے ابھرے ہوے ہیں جسکو مسلم یورپ نے پشت ہا پشت سے نہ دیکھا ہوگا - یہی نہیں ہے کہ دونوں جانب کے ہزاروں بیکس زخمیوں کو قتل او رقت ایسی موت نصیب ہوئی ہے جسکا خیال میں آنا بھی محال ہے ' بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات قتل عام اور بیماریوں کے پھیلنے سے حادثات بھی نئے حد ہوئے ہیں - ہمیں یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہئے کہ عداوتوں اور کینوں نے مصائب میں اور اضافہ کردیا ہے اور جو لوگ نہیں لڑ رہے ہیں اُن پر بھی ایسی تباہی آرہی ہے کہ ہمارے زمانہ میں کسی جنگ میں نہیں آئی ہوگی - نیم متمدن کسانوں کی غربت و افلاس ' انکا خوف ' انکی بیکسی یہ ساری برائیاں خاص کر اسی جنگ سے پیدا ہوئی ہیں - وہ پناہ گیر جو قسطنطنیہ سے باہر کے مقبروں میں شب باش ہوے ہیں ' ایک جماعت اُس بے خانما فوج کی ہے ' جو مبتلاے ہلاکت ہے " -

جرمن پولیس کے احکام

—)*(—

" ۱۸ نومبر کو برلن میں مسلسل جلسے منعقد ہوے جنکے مقاصد یہہ تھے کہ جنگ بلقان کو روکا جاے اور دول یورپ اپنی سازشوں سے باز آجائیں تاکہ عالمگیر جنگ پیدا ہونے سے رک جاے - اس کے علاوہ جرمن کی پولیس نے ایک فرمان بھی شایع کرایا ہے کہ جلسوں میں سواے جرمن زبان کے اور کسی زبان میں گفتگو نہ کی جاے - اس سے غرض یہہ ہے کہ جرمن کی خارجی پالیسی کو کسی دوسرے طریقہ کی ترغیب نہ دی جاسکے - چنانچہ مسٹر روگراڈسی نے جو انگریزی مزدوروںکا لیڈر ہے ' ارادہ کیا تھا کہ انگریزی میں گفتگو کرے ' انکو روک دیا گیا اور اوسکی تقریر کو انگریزی سے جرمن میں ترجمہ کر کے سنایا گیا " -

عثمان نظامی پاشا

—:*:—

" عثمان نظامی پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن یک بیک قسطنطنیہ طلب کرلئے گئے ' صلح کے متعلق جملہ امور ان کے سپرد ہوئے ہیں - برلن میں ایک ملاقات کے موقع پر انہوں نے سخت افسوس ظاہر کیا کہ اس کام کے لئے اونکو کیوں منتخب کیا گیا - انہوں نے علانیہ کہا کہ اوس مسودہ صلح پر جسکا نہ طن غالب یہی نتیجہ ہوگا کہ حکومت عثمانیہ کے مزید حصے الگ ہوجاینگے - دستخط کرنے سے پیشتر بہتر تھا کہ میں اپنا ہاتھہ کاٹ کر پھینک دیتا - انکے خیال میں کسی حیثیت سے بھی حالت اسقدر ناامید نہیں ہے کہ ترکی صلح کے لیے مجبور ہو -

سرویا کی غیر معمولی امیدوں کی نمایش کے خلاف نا اثر آوازیں بلند کی جارہی ہیں - ان دو اقوام میں سفارت کے متعلق جو واقعہ ظہور میں آیا تھا وہ غالباً طے پا گیا - اور باوجودیکہ اس سے بھی بڑھکر اہم مسئلہ سرویا کے لیے بحر ادریا ٹک پر ایک بندر حاصل کرنے کا یورپ کو اضطراب میں ڈالدینے کی دھمکی دے رہا ہے لیکن پھر بھی یہاں عام راے یہ ظاہر کی جا رہی ہے کہ سرویا آخر رضامند ہوجایگا - بشرطیکہ اوسکو ریلوے اور ایک بندر کا یقین دلایا جاے -

اگر جنگ عالمگیر ہوئی تو کیا ہوگا

— * —

ایک ذمہ دار فرانسیسی جو ملکی اخراجات کے اصول پر عبور رکھتا ہے بیان کرتا ہے کہ " اگر جنگ پھیل گئی تو یورپ کو ماہوار اٹھارہ کرور (۱۸۰۰۰۰۰۰۰) پاونڈ صرف کرنے پڑینگے جو اور مصارف کو قطع نظر کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں - یورپ کی چھہ بڑی سلطنتیں مجتمع ہوکر دو کروڑ (۲۰۰۰۰۰۰۰) آدمیوں کو فوج میں داخل کرسکتی ہیں جو اونکے پاس ہیں - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عملی طور پر نکار آمد آدمیوں کا طبقہ جو ساری آبادی کی جان ہے ' تجارتی اور صنعتی زندگی سے علیحدہ کردیا جائیگا - جسکا نتیجہ آخر یہی ہوگا کہ ساری آبادی بیکار ہو جائیگی - تجارت کے لیے جہاز رانی نہ ہوگی - خرید و فروخت کا سلسلہ بند ہو جائیگا - درآمد و برآمد مال اور تجارت ' سارے قصے ختم ہوجاینگے - صرف اونہی اقوام کو نقصان نہ پہونچے گا جو شریک جنگ ہونگی ' بلکہ یہ نقصانات اونکو بھی اپنی طرف کھینچ لینگے جو امن کی زندگی بسر کرتے ہونگے - مدتیں درکار ہونگی کہ یہ عالمگیر نقصانات دفع کیے جائیں " (یہ ہے اون نقصانات شدید کی فہرست کا ایک معمولی سا نقشہ ' جو ہماری جیسی تباہ حال قوم کے فنا کرنیکی کوشش سے دنیا میں پیدا ہو سکتے ہیں - الہلال)

علمی خزانے بطور نتیجہ جنگ

بطور نتیجہ جنگ دو بڑے علمی خزانے برآمد ہونگے جو اب تک کسی کو معلوم نہ تھے - یہ دونوں ان کلیساؤں کے اندر ہیں جو جبل

ہے اسلیے ہم حقیقت حال سے آپکو اطلاع دیتے ہیں براہ مہربانی اسکو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجیے -

تمام عالم کو جاننا چاہیے کہ اسباب خواہ کچھہ ہی کیوں نہوں ہم کسی طرح ایسی صلح پر جس سے ہمارے شرف و عزت پر حرف آتا ہے راضی نہیں ہیں - یہ حق کی آواز ہے جو نعرہ اللہ اکبر کے ساتھہ یہ کہتی ہوئی ظاہر ہوئی ہے کہ جبتک ہماری رگوں میں خون ہے ہم کبھی اپنے شرف و ناموس کو سپرد کرنے پر راضی نہیں ہونگے - بلکہ ہم موت کو زندگی پر ترجیح دینگے اپنی عزت اور اپنے آبا و اجداد کی قبروں کی مدافعت میں اپنی جانیں قربان کر دینگے ہم اپنے قائدوں اور افسروں کو اسوقت تک نہیں جانے دینگے جبتک کہ دشمن ہمارے وطن میں ہے نا این ہمہ ہم کو جلالتماب سلطان المعظم ایدہ اللہ احکامہ و نصرہ علی اعداءہ کے آجسے بے نہایت مخلصانہ محبت ہے -

ہم میں کا جب تک ایک مرد بھی زندہ ہے اپنے وطن عزیز کی مدافعت کبھی ترک نہیں کرینگے ہمارا یہ فیصلہ کن قول ہے اور جو کچھہ ہم کہتے ہیں خدا اس پر گواہ ہے -

۷ ذیحجہ سنہ ۱۳۳۰ ھجری

اس تار پر ۳۸ راہبوں اور بڑے بڑے قبیلوں کے مشائخ نے دستخط کیے ہیں -

---

بسلسلۂ مظالم بلغاریا -

گذشتہ نمبروں میں ہم بلغاریا کی سفاکیوں کی ایک طویل فہرست شائع کرچکے ہیں تازہ عربی ڈاک بھی بلغاریا کی خونریزی، عصمت دری، اور غارتگری کے بے شمار دلدوز و جانگداز واقعات سے لبریز ہے جنمیں سے بغرض اختصار اسوقت صرف دو اہم واقعے نقل کئے جاتے ہیں

حکومت عثمانیہ کو ابراہیم پاشا نے اطلاع دی ہے کہ اعلان جنگ ہوتے ہی ہمکو (ادرنہ) کی طرف جیوش عثمانیہ سے ملنے کے لیے روانگی کا حکم ملا (دیمورسک کوئی) اور (ادرنہ کوئی) سے فوج کو گئے ہوئے صرف چند دن ہوے تھے کہ بلغاری فوج کے چند دستے ان دونوں مقامات پر حملہ آور ہوے ' جنکو ابتداء حملہ میں بلغاری باشندوں سے مدد ملتی رہی بلغاری دستوں نے دونوں مقامات کے مسیحی باشندوں کو مسلمانوں کے قتل عام کے لیے برانگیختہ کیا اور مع اپنے شیاطین کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ' سو آدمیوں کو جنمیں عورتیں اور بچے بھی تھے شہید کر ڈالا ان اشقیاء کی یہ سنگدلی و سفاکی دیکھکے (دیمورسک کوئی) (ادرنہ کوئی) (معلقرہ) اور (کوش) سے دس ہزار مسلمان اپنی جائداد' روپیہ اور مویشی چھوڑ کے ہجرت کرگئے ہیں -

---

ایک مسلمان مہاجر کی سرگذشت اور پانچ مسجدوں کی بربادی

— * —

حسن آفندی عبد الرحمن نامی ایک شخص (قولہ) سے ہجرت کرکے مصر آیا ہے اس مہاجر نے اپنی ہجرت کی کیفیت اور بلغاریوں کی جفا کاری کی داستان نہایت تفصیل سے بیان کی ہے جو درج ذیل ہے -

میں شہر (نورروکوب) میں رہتا تھا - بلغاریوں نے جب اس پر حملہ کیا' تو میں شہر میں تھا - شہر میں اسوقت نہ ایک عثمانی سپاہی تھا' اور نہ باشندگان شہر کے پاس ایک ہتیار تھا - دشمن کے ہاتھہ سے اپنی آبرو اور جان بچانے کے لیے ہمکو مجبوراً تمام مال و جائداد چھوڑ کے شہر سے روانہ ہونا پڑا - ہم ستم زدہ مہاجرین (دراما) پہنچے مگر ہمارے (دراما) پہنچنے کے بعد' بلغاریوں نے (دراما) پر حملہ کیا - (دراما) میں جو عثمانی فوج موجود تھی اسمیں اور بلغاری فوج میں جنگ چھڑی - عثمانی فوج دو سو سے زاید نہ تھی - کئی گھنٹہ تک عثمانی فوج نہایت بے جگری سے انکا مقابلہ کرتی رہی - لیکن چند گھنٹہ کے بعد' آخر کار عثمانی فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا - بلغاری فوج نے شہر پر قبضہ کرلیا - باشندگان شہر کو ان اشقیاء کی سفاکی و غارتگری کا علم تھا' اسلیے وہ رات ہی کو (قولہ) کی طرف روانہ ہوگئے (دراما) کے مہاجرین کے ہمراہ (نورروکوب) کے مہاجرین بھی روانہ ہوے (قولہ) بغیر ادنی مقابلہ کے' قونصل کی ضمانت پر حوالہ کردیا گیا تھا - لیکن قونصل کی ضمانت ذرا بھی مفید ثابت نہ ہوئی ' اور بلغاری فوج نے داخل ہوتے ہی کشت و خون غارتگری و عصمت دری' شروع کردی ان جفاکاروں کی دست درازی زیادہ تر بدقسمت مسلمانوں پر تھی - حکومت بلغاریا کا بیان ہے کہ ان جرائم کے مرتکب بلغاری جرگے تھے' بلغاری فوج نہ تھی - بہر حال (قولہ) میں (نورروکوب) (درامہ) اور (برواشتہ) تین مقامات کے مہاجرین جمع تھے جب (سیرورز) میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو وہاں کے مہاجرین بھی (قولہ) آگئے - (سیرورز) کے قتل عام میں کچھہ اوپر چھہ سو مسلمان شہید کیے گئے - (قولہ) میں مسلمانوں کو بیعزت اور ذلیل کرنے کے لیے جبراً قسع (ایک قسم کی ٹوپیاں جو خاص نصرانی پہنتے ہیں) پہنائی گئی - (قولہ) میں پناہ گزینوں کی تعداد ایک لاکھہ سے زائد ہوگئی تھی - گرانی بیحد ہوگئی تھی ' درآمد بالکل موقوف تھی ' باشندگان (قولہ) نے تیں شب و روز بالکل فاقے میں کاٹے - یہ لوگ بالکل جاں بلب تھے کہ (محروسہ) یعنی خدیو مصر کی وہ کشتی جو انہوں نے مہاجرین کے لانے کے لیے مقرر کی ہے پہنچی' اسکے آنے سے انکو عید کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ' اور انکو یہ معلوم ہوا کہ گویا مسلمانوں نے (قولہ) واپس لیلیا -

" عین عرفات کے دن بلغاریوں نے پانچ مسجدیں منہدم کردیں - انمیں سب سے بڑی مسجد جامع السوق تھی جو مسجدیں منہدم نہیں کی گئیں انکے مناروں سے ہلال کے جھنڈے گراکے صلیب کے جھنڈے بلند کیے گئے ! !

جب بلغاری مساجد منہدم کرنے کے لیے اندر داخل ہوے تو یہ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں - کچھہ مسلمان تو بھاگ گئے لیکن بہت سے نمازی مسجدوں میں رہے حتے کہ وہیں دبکے شہید ہوگئے -

(قولہ) سے مہاجرین کی روانگی سے پہلے بلغاریا نے سب کو اپنے اپنے وطن واپس جانے کا حکم دیا تھا - مگر کوئی شخص اسلئے واپسی کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ راستہ میں ' مسلمانوں پر حملے کئے جاتے تھے مگر حکومت کے حکم کی وجہ سے نا دل نا خواستہ مہاجرین واپسی کی تیاری کر رہے تھے کہ (حیری بک) اڈیکانگ خدیو المعظم نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص بذریعہ (محروسہ) ہجرت کرنا چاہے وہ چل سکتا ہے -

اسوقت عجب حالت تھی باپ اپنے بچوں اور بیویاں اپنے شوہروں کو بھول گئی تھیں - بہت سے لوگ اپنے بچوں کو (قولہ) میں چھوڑ کے خود (محروسہ) پر سوار ہوگئے - بہت سی عورتوں نے اپنے شوہر کا انتظار نہیں کیا اور اپنے بچوں کو لیکے سوار ہوگئیں [یہ کشتی ۶ دسمبر کو اسکندریہ پہنچگئی - مہاجرین اسوقت مصر میں مقیم ہیں - [الہلال]

سرویا ایک شکایت رکھتی ہے - اهمیت رکھتی ہے ' اور جسکی طرف حد درجہ توجہ مبذول کرنیکی ضرورت ہے - اسے ایک بندرگاہ چاہیے - اور بلا خوف تردید اسکو اسکی ضرورت ہے لیکن یہاں تو شاید هي ایسے بندر هیں جو سرویا کے لئے عملي طور پر مفید ثابت هوں - سروي افواج جو دشوار گذار پہاڑوں سے هوکر دوراز کیطرف جا رهي هیں ' وهاں پہونچنے پر انکو اسکا پتہ چلے گا کہ سرویا کے موجودہ سلسلہ ریلوے کو کبھي اور کوئی ریلوے دوراز سے ملحق نہیں کرسکتی - سخت متضاد حالتوں میں دو مقامات سان گیوانلي تمي میڈوا اور سالونیکا هیں - انمیں سے اول الذکر بندرگاہ پر تو مانٹی نگرو کي طامع نگاہ ہے - رہا سالونیکا ' تو اوسکي نسبت تصویر اسقدر وحشیانہ نہیں ہے جس قدر کہ ابتدا میں لوگ سمجھتے تھے - ترکي سے خاص طور پر انتظام کرکے سرویا نے فی الحال براہ سالونیکا جانور وغیرہ کي تجارت کے لئے ایک اچھي صورت درآمد کي قایم کرلي ہے -

ایک تجارتی ریلوے

سرویا کے مطالبات سے جو مسائل پیدا هوگئے هیں انکے حل کرنیکي صورت ایک خاص تجارتي ریلوے کے قایم کرنے ' اور البانیا کو خود مختار بنا دینے سے شاید نکل آئیگي - ان تصفیوں کي طرف امانت داراں اتحاد کو جنگ کے ختم هو جانے پر متوجہ هونا چاهئے - یہ خیال کہ سرویا کے بچہ کو خنزیر اور سوکے بیچنے کے لئے بندرگاہ قایم کرنے کا مسئلہ دول یورپ کے دو مجتمع حصوں کو خونریز جنگ کردیگا بالکل مہمل ہے - اس سے زیادہ ذلیل بہانے جنگ کے لئے کبھي نہیں ڈھونڈھے گئے هیں - ان دو حصوں میں سے کوئی ایک سلطنت اگر جنگجوئی کرنا چاهتی ہے تو سمجھہ لو کہ اوسکی وجہ کوئی اور هو بیتی ہے - یورپ کي اقوام اور عوام جنکو بادشاہوں ' کار داران سلطنت اور سفرا کي دائمي عداوتوں سے کوئی سروکار نہیں اس بارہ میں متفق هو جاویں تو ایسي جنگ ناممکن الوقوع هو جاے - انگلستان اپنے دوستوں کے پہلو میں کھڑا هونے کو مستعد ہے مگر استحکام یورپ کو مستوجب بد ترین گناہ هوکر برباد کرنے اور جنگ آزادي سے ارمانمندوں کے پیدا کردینے کا وہ هرگز شریک نہیں هو سکتا -

عرب میں جہاد کي طیاری

ذیل کی عبارت وسطی عرب کے عربي اخبار عریضہ نامي میں شائع هوئی ہے — حال کی خبریں ظاهر کر رهي هیں کہ امیر ابن رشید اسوقت بیس هزار (۲۰۰۰۰) آدمیوں سے زیادہ کا سردار ہے اور یہ آدمي قبایل عرب کے هیں - سبکے سب کامل طور پر مسلح اور سامان جنگ کے ساتھہ هیں - معلوم هوا ہے کہ نزدیک امیر موصوف نہایت سرگرمي سے مشغول هیں اور اسکا انتظار کر رہے هیں کہ اونکو بادشاہ علم جہاد بلند کرنیکا حکم دیں - حکم کے پاتے هي وہ پہلے شخص هونگے کہ مخالفین اسلام پر حملہ کردینگے - کہتے هیں کہ اوسکی خواهش ہے کہ حملہ قبایل عرب کے لئے ایک مثال قایم کردیں اور چند قبیلوں کو اسپر آمادہ کردیں کہ اون قبایل کي وہ سرکوبی کریں جو حکومت کے بد خواہ هیں اور اون لوگوں کو پوري سزا دیں جو ملک میں نفاق پھیلا رہے هیں - امیر موصوف کي کوششوں کا یہ نتیجہ هوا ہے کہ بہتیرے قبایل عرب اونکا ساتھہ دینے کے لئے اٹھہ کھڑے هوے هیں - اور عرب میں نا معلوم واقعات ظاهر هونے والے هیں - "

عثمانی ڈاک

شتلجا کی ایک رات

بقیہ مراسلہ نامہ نگار المؤید

فوج کے قلب و میسرہ کو جو ساحل بحر مارمورا کے قریب تھے اس ٹیلے سے نہیں دیکھہ سکے - لیکن جب چھاؤنی میں آئے تو وهاں کے بہی حالات معلوم هوگئے جن کو بالتفصیل - لکھتا هوں :

بلغاری اور سروي فوجوں نے ملکے عثمانی فوج کے ان دستوں پر حملہ کیا جو بحر (شکمچہ) کے شمال میں جمع هوئے تھے - دشمن کی فوج ساحل بحر کے (مالیغرایدا) نامی گاؤں کي طرف بڑھي ' لیکن عثمانی بیٹری کو انکي حرکت کا رخ معلوم هوگیا ' اسلئے اس نے مقابلہ کے لئے تیاری شروع کردی رات کو ٹھیک ۴ بجے میں صرف دس منٹ باقی تھے عثمانی بیٹری نے دشمن کی فوج پر گولہ باری شروع کردی عثمانی توپیں مسلسل ۲۵ منٹ تک دشمن پر آگ برساتی رهیں -

ایک طرف عثمانی بیٹری کی آتشباری ان کو ساحل سے اندروں قریہ کي طرف ہٹنے پر مجبور کر رهي تھی اور دوسری طرف عثمانی قلعوں سے گولوں کی بارش هو رهی تهي (جنگ ترقوس) کی طرح یہاں بھی تیں مختلف جہتوں سے آتش باري هو رهي تهی -

اس معرکہ میں هر دو آهنی پوش جہاز (بار باروش) اور (مسعودیہ) کے کارنامے نہایت شاندار اور یادگار تھے - ان دونوں آهن پوشوں کی آتشباری نے دشمن کی توپوں کی ایک بیٹری بالکل تباہ کردی اسکے علاوہ دشمن کے بیشمار پیادے اور سوار چند لمحوں کے اندر فنا هوگئے -

صبح کو ساڑھے آٹھہ بجے تک تمام خطوط شتلجا پر جنگ شروع هوگئی - عثمانی بری فوج کے کمانڈر نے عثمانی بیڑے کے قاعدوں کو مشورہ دیا کہ وہ (با باس لربعار) اور (شتلجا) کے درمیانی مورچوں پر گولہ باری کریں - اس تدبیر سے دشمن کی جسقدر بیٹریاں وهاں موجود تھیں سب خاموش هوگئیں اور (با باس لوبعار) تو بالکل برباد هوگیا -

(مالد بوہ) اور (الھدہ) میں دشمن کی جسقدر بیٹریاں موجود تھیں تھوڑي دیر کے بعد وہ بھی تباہ هوگئیں اور بالآخر دشمن کے قایم کردہ استحکامات ' قلعوں ' اور مورچوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا -

جب شام هوئی تو اسوقت دشمن کو پوری شکست هوچکي تھی اور عثمانی فوج نے اپنی مادی و ادبی حالت اچھي طرح مضبوط کرلي تھي - ان حالات کی بنا پر میں نے اور میرے رفیق نے بالاتفاق رائے یہ طے کیا کہ اب آستانہ علیہ واپس چلنا چاہئے -

معاهدۂ طرابلس اور صلح

(برقہ) کے قبائل اور زاویوں کے مشائخ کی طرف سے المؤید میں حسب ذیل تار شائع هوا ہے —

هم کو یہ معلوم هوا ہے کہ وطن میں دشمن کی موجودگی کے باوجود صورت میں صلح هوئی ہے جس سے هماري سلطنت ترکی کو صدمہ پہنچتا ہے اور همارے قومي شرف پر حرف آتا

طلباے یونیورسٹی کیلئے پانچ خاص لیکچر

ڈاکٹر ماٹ اور مسٹر ایڈی نے بریڈ لا ہال لاہور میں چند لکچر دیے تھے - ان اشتہارات سے ' جو طلباء یونیورسٹی میں تقسیم کئے گئے ' ظاہر ہوتا تھا کہ اول الذکر صاحب ممالک غربیہ میں اور موخر الذکر صاحب ممالک شرقیہ میں پھر آئے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ دنیا بھر کے طلبا کے دلوں پر اپنے خیالات نقش کریں - وہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو موجودہ کشمکش سے آزادی حاصل کرنے میں مدد دینے کے لئے آئے ہیں - انکا یقین ہے کہ ان کی کوشش سے یورپ ' چین ' اور جاپان کے طلبا کی تشنگی آزادی بجھی ہے ' کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ماٹ صاحب ورلڈ اسٹوڈنس کرسچین سوسائٹی (یعنے تمام دنیا کے مسیحی طلباء کی سوسائٹی سکریٹری ہیں)

لکچروں کے اشتہارات کا عنوان " طلباء یونیورسٹی کے لئے پانچ خاص لکچر " تھا - ہال میں جانے کے لیے ٹکٹ تھے ' جو علاوہ دیگر ذرائع کے مختلف کالجوں کے پروفسروں کے ذریعہ سے ہر اہل علم تک پہونچائے گئے تھے ' بلکہ کالجوں کے اکثر طلباء سے لکچروں میں لازمی طور پر شریک ہونے کے لئے دستخط بھی لیے گئے تھے - تقریباً تمام طلباء یونیورسٹی ان تقریروں میں بایں امید شریک ہوتے رہے ' کہ وہاں کوئی علمی مذاق کی باتیں سننے گے - بہت سے طلبا کا تو یہہ خیال تھا کہ یہ لکچر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ہیں کیونکہ اشتہارات پر لکچر دینے والوں کے نام نہ تھے -

مجھے اس امر کا اعتراف ہے ' کہ یہہ تقریریں کئی پہلو سے دلچسپ تھیں - دونوں صاحب بہت فصیح اللسان تھے - اگرچہ مسٹر ایڈی صاحب مصاحب میں بڑھے ہوے تھے - ان تقریروں میں فاضل لکچراروں نے طلباء کی چند اخلاقی اور تمدنی برائیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ " صرف بائبل اور یسوع مسیح کو خدا اور انسان اور اسکے مرکز جاننے کو ماننے سے طلبا ترقی کے معراج پر پہونچ سکتے ہیں " - ایک تقریر میں اناجیل اربعہ کے مطالعہ کا عہد کرنے کے لئے طلباء میں دستخط کے واسطے کارڈ تقسیم کئے گئے جن پر چند طلباء نے دستخط بھی کیے - ان تقریروں کے متعلق صرف ایک قابل افسوس امر یہ ہے کہ اگرچہ لکچرار صاحبان بڑے عالم اور فاضل تھے اور انکو تمام دنیا کے طلبا سے ملنے جلنے کا بہت موقع ملا ' مگر پھر بھی انہوں نے دنیا کے طلباء کے مختلف مذاہب کا غور سے مطالعہ نہیں کیا - اگر وہ ایسا کرتے ' تو یقیناً انہیں طلباء عالم کی رہنمائی کے لئے مسیح کی الوہیت ' اور کفارہ سے بدرجہا بہتر خیالات مل سکتے تھے - عیسائیوں نے یہ خیالات زمانۂ گذشتہ کے بعض توہمات سے جنکا اس عقل و علم کے زمانہ میں سننا نا ممکن ہے - مسلمانوں کے سامنے الوہیت مسیح اور تثلیث کا وعظ کہنا محض مضحکہ خیز ہے اور انکو ابتداے زمانہ کے مذہبی خیالات کی طرف واپس بلانا ہے - عیسائی صاحبان ان ابتدائی ہندوانے خیالات سے زیادہ ترقی یافتہ خیالات پیش کرنے پر قادر نہیں کرسکتے - جنکے بموجب تین بتوں اور اوتاروں پر ایمان لایا جاتا ہے - اگر ابتدائی ہندوؤں کے خیالات میں اور مذہب عیسوی کے خیالات میں کچھہ فرق ہے تو صرف اسقدر ہے کہ ہندو اوتاروں جیسے کرشن جی مہاراج ' اور رام چندر جی مہاراج نے بہت بہادری دکھلائی - مگر یسوع مسیح نے صلیب پر بہت ہی کمزوری دکھلائی -

اسوقت صرف ہندوستان ہی میں عیسائیت پھیلانے کے لئے پادری صاحبان کو جوش نہیں ہے ' بلکہ تمام ایشیا میں مشنری جوق در جوق پھر رہے ہیں - عملی پہلو سے عیسائیت یورپ کے $\frac{9}{10}$ حصہ نے چھوڑ دی ہے - کیونکہ اکثر لوگ معقول خیالات کی پیروی کرنے لگے ہیں اور اب عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ اور تثلیث پر یقین نہیں کرسکتے اس لیے پادری صاحبان نے ایشیا کو عیسائی بنانے کی طرف توجہ فرمائی ہے -

اہل ایشیا کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ اس بڑے صلیبی حملہ کے مقابلہ کے لیے مستعدی سے کام لیں - ہم تمام مسلمانوں اور دیگر خدا پرست اصحاب کو جو اس بر اعظم ہندوستان میں رہتے ہیں ' اس بڑے مذہبی خطرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں - اور استدعا کرتے ہیں کہ انسان کو خدا بنانے کی اس بڑی تحریک کے خلاف سب متفق ہوکر کارروائی کریں -

ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ یسوع نے خود خدائی کا دعوے نہیں کیا تھا - اور یہہ عقیدہ صرف اناجیل میں ملتا ہے ' جو مسیح کی وفات کے بہت عرصہ کے بعد لکھی گئی ہیں - جسمیں خود اکثر عیسائیوں اور اہل الراے یورپین مصنفوں کے نزدیک بھی تحریف ہو چکی ہے -

انجمن احمدیہ لاہور نے مفصلہ ذیل خط ان دو پادری صاحبان نے یعنے ڈاکٹر ماٹ اور مسٹر ایڈی کے نام اس مضمون کا لکھا ہے کہ " اسلام اور عیسائیت کے مابین اختلافی امور پر ایک علمی مباحثہ منظور فرماویں " اگر فاضل پادری صاحبان کے پاس وقت نہو تو وہ ثالث پادری صاحب لاہور کو اپنی جگہ مقرر فرما سکتے ہیں - اہل اسلام کی طرف سے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم - اے اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز و سکریٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان پادری صاحبان سے مناظرہ کرینگے -

یہ خط مسٹر ایڈی صاحب کے پاس لاہور میں گیا تھا اور ہم انکی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اسکا جواب حوالہ براہ راست یا کسی معزز اخبار کے ذریعہ سے ارسال فرماویں -

انگریزی چٹھی کا ترجمہ جو صاحبان موصوف کے نام ارسال کی گئی ہے درج ذیل ہے -

مائی ڈیر ایڈی - لاہور کی احمدی جماعت کی طرف سے میں آپ کو یہہ چند - سطور لکھنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہم آپ کے اور ڈاکٹر ماٹ صاحب کے ان ' دلچسپ تقریروں کی وجہ سے ' جو آپ نے لاہور کے طلبا کے واسطے کی ہیں - بہت ممنون ہیں دنیا کے اہم مذہبی مسئلہ میں آپ کی گہری دلچسپی اور مختلف ممالک کے نوجوانوں کی طرف توجہ کرنے کی خواہش بہت قابل تعریف ہے - اور آپ کے لکچروں کا طرز یقیناً اثر پذیر ہوگا تا کہ لوگوں کی توجہ انسانی زندگی کے مدعا کے متعلق اہم مسائل کی طرف مائل ہو - انجمن احمدیہ لاہور کی طرف سے مجھے ہدایت ہوئی ہے ' کہ آپ کی اس کوشش کا شکریہ ادا کروں اور آپ سے دریافت کروں کہ کیا آپ اسلام اور عیسائیت کے متعلق مباحثہ کرنا منظور فرماوینگے تاکہ دونو مذاہب کی خوبیوں کا موازنہ ہو جاوے - مباحثہ بالکل دوستانہ رنگ میں کیا جاویگا - صرف اس غرض سے کہ لوگوں کو انسانی زندگی اور خواہشات کے نشو و نما کے متعلق ان دونوں مذاہب کی تعلیم اور عقاید سے آگاہ کیا جاوے میں یقین کرتا ہوں کہ یہ مباحثہ طرفین کے لئے و نیز عوام الناس کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا - اگر آپ اس تجویز سے اتفاق کریں تو شرائط بالتفصیل بعد میں طے ہو سکتی ہے -

مرزا یعقوب بیگ - ایل - ایم - ایس -

مراسلات

دعوت الہلال کی نسبت

— * —

جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم

کہتے ہو مجھے خواب میں معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیہ میں کوئی پر تو نہیں ہے

الہلال کے مختلف نمبروں میں جو خیالات جناب کے اب تک ظاہر ہوے ہیں ' اونپر غور کرنے سے ہر اہل نظر پر یہہ حقیقت کھل گئی ہے کہ جناب کو بھی کسی ضرورت نے لیڈر بننے پر مجبور کیا ہے اور اسی غرض کیلئے بزرگان قوم پر طعن تشنیع کی بوچھاڑ کرکے اونکو قوم کی نظروںسے گرانے کے کوشش میں جناب اپنا زور قلم صرف کر رہے ہیں -

زاہد خلوت نشین دوش نه میخانه شد

گو کہ صاف لفظوں میں مصلحۃً ادعاے لیڈری نہیں ہوا ' مگر ضمناً الہلال کا ہر نمبر آپ کے اس نئے فیشن کی دلدادگی کا پتہ دیتا ہے - اپنی کسر نفسی کا اظہار ' خدمات قومی کی غرض سے پرچہ جاری کرنے میں زیر بار ہونے کا دعوی ' نامہ نگاروں سے اپنے تئیں استاد کہلوانا ' اور پھر اس خطاب سے گریز کرنا ' قبول عطیہ سے انکار ' اور معطی کی ہجو کرنا - فقر اور انا نیب کے دعوے ' قرآن مجید سے ناواقفیت کے اظہار کے باوجود آیات قرانی کا ہر موقعہ اور محل پر سپر بنانا ' کیا یہہ اور اس قسم کی صدہا مثالیں اسکی کافی دلیل نہیں ہیں کہ جناب نے ہوا کا رخ بدلتے دیکھکر اپنی وضع بھی بدل دی ؟ اس سے میرا یہہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سوٹ اور سگار چھوڑکر آپ نے عمامہ اور ہندوستانی پوشاک زیب تن کی - بلکہ عرض کہنے کی یہہ ہے کہ خانقاہ چھوڑکر اپ بھی اوس علیگڈہ کے مدرسہ میں شریک ہوگئے جس سے آپ اظہار منافرت کرتے رہتے ہیں -

معاف فرمائیے آپ لیڈر بننے کے ابھی اہل نہیں ہیں ' آپ ناراض نہوں ' قوم کو آپ سے یہ سوال کرنے کا حق ہے کہ آپ نے پالیٹکس میں کہانتک تعلیم پائی ہے اور ہندوستان کے پالیٹکس پر آپ نے کتنے عرصہ تک غور کیا ہے موجودہ پولٹکل مسائل میں سے مثلاً تقسیم بنگال کی تنسیخ اور تبدیل دارالخلافت کے ہر پہلو پر آپ نے کبھی خالی الذہن ہوکر فکر کیا ہے - نہایت ادب سے التماس ہے کہ ابھی کچھہ عرصہ تک تصوف میں اور مشق کیجئے ورنہ پالٹکس اور تصوف دونوں سے ہاتھہ دھونا پڑیگا - پالٹکس میں تو جناب کو جتنا دخل ہے اسکا اندازہ آپ خود ہی خوب کر سکتے ہیں - رہا تصوف اس سے بھی آپ بہت دور جا پڑے ہیں - مسلمانوں کی دل آزاری اور اونپر بلا وجہ لعن طعن کرنا ' میں نہیں سمجھتا کہ تصوف کے کسی شعبے یا کسی سلسلہ میں جائز رکہا گیا ہے -

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

سر سید مرحوم یا اونکے جانشینوں اور مقلدوں نے کبھی بھی مسلمانوں کو کتاب اللہ وسنت رسول سے انحراف کی تعلیم نہیں دی اور نہ بیجا خوشامد سے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا ' اور نہ خود لیڈر بننے کا دعوی کیا - اسمیں شبہ نہیں کہ گئی ایک شخص قوم میں ایسے بھی موجود ہیں ' جنھوں نے اپنے نفس کو قوم کے نفع پر ترجیح دے رکھا ہے ' مگر آپ بتا سکتے ہیں کہ ان حضرات نے مسلمانوں کو کوئی نفع پہونچایا ہو - اس امر سے قطع نظر کرکے تمام بزرگان قوم کو ایک ہی نظر سے دیکھنا آپ ہی کی مصلحت اندیشی کا تقاضا ہو سکتا ہے -

خود نواب وقار الملک قبلہ جنکے آپ بھی ستائشگر معلوم ہوتے ہیں اونکے طور عمل کی آج تک کسی کو شکایت نہیں ہوئی اور نہ اونھوں نے کبھی مسلمانوں کی دل آزاری کو جائز رکھا ' مگر افسوس ہے کہ آپ کو اس طور عمل کیلئے آج تک قران کریم میں کوئی آیت نہیں ملی - جن بزرگان قوم پر آپ حرف گیری کر رہے ہیں اونکے خلوص نیت میں شبہ کرنا ایک بہتان عظیم ہے اور ایسی تحریرات کی غرض خود نمائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی -

بزعم خود جس انوکھے پالیٹکس پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں وہ کوئی جدید پالیٹکس نہیں ہے - حکومت جمہوری کو ہر شخص آج حکومت شخصی پر ترجیح دیتا ہے ' اور جن بزرگان قوم کے آپ پیچھے پڑگئے ہیں ' معاف کیجئےگا ' وہ آپ سے بہتر اس مسئلہ کو جانتے ہیں - آپ قران کریم کے حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ پارلیمنٹری حکومت مسلمانوں کا دستور العمل ہونا چاہئے مگر کیا آپ کی رائے میں ہندوستان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مسلمانوں کے لیے اس قسم کی حکومت مفید ہوگی ؟ کیا آپ نے کبھی کسی کونسل یا لوکل بورڈ میں شرکت کرنیکی زحمت گوارا فرمائی ہے ؟ اندیشہ ہے کہ جس راستہ پر آپ قوم کو چلانا چاہتے ہیں ' وہ خطرناک ثابت ہو ' بظاہر آپ خود بھی اس امر کو محسوس کرتے معلوم ہوتے ہیں ' ملاحظہ ہو الہلال کا وہ نمبر ' جس میں آپ نے قوم کو پالٹکس کی ابتدائی تعلیم دی ہے اور پھر غور کیجئے کہ علیگڈہ کے پالٹکس اور آپ کے جدید پالیٹکس میں کیا فرق ہوگیا -

بعض اصحاب کوشاں ہے کہ لکھنو اور کلکتہ کی جدید پارٹیاں اپنے ذاتی اغراض کیلیے سرسید کی اس پالیسی کو مٹانا چاہتی ہیں ' جس سے اب تک قوم کو نفع پہونچتا رہا ہے - ہمارے صوبہ کا جدید اخبار " مسلم گزٹ " تو آپ کے پرچہ کے وجود میں آنے سے پہلے ہی آپ کو لیڈ کہہ چکا ہے ' اور آپ کے خیالات اور اخبار کی اشاعت کی توسیع میں آپ سے زیادہ سرگرم ہے - آپ میں اور اوس میں اگر کوئی سمجھوتہ ہوگیا ہو ' تو آپ اگر مناسب سمجھیں تو پبلک کو مطلع فرما دیں -

براہ کرم اگر آپ کو کانفرس اور لیگ سے اتفاق نہیں ہے تو صراحت کے ساتھہ ایک دستور العمل جو آپ کے ذہن میں ہو ' قوم کے سامنے پیش کیجیے - معماؤں اور چیستانوں سے کام نہیں چلیگا جیسا کہ ایک نمبر میں اپنی پالیسی کی ترمیم سے آپ نے گریز کیا ہے -

آپ کے مطبوعہ خط کے جواب میں بصد ادب التماس ہے کہ خدا کے واسطے قوم پر رحم کیجیے ' اور خلوص کو کام میں لائیے ' جسکی صراحت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ طریق عمل میں ترمیم کیجیے ' اور اس اصول کو مد نظر رکھکر کہ " مسلمانوں میں گم شدہ قرانی روح پیدا ہو " اونکو آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کیجیے -

فضل الرحمن بی - اے - ایل ایل - بی وکیل کانپور

فغان مسلم

— * —

از مولانا عبد الحکیم صاحب سیف (شاہجہانپوری)

رہے کا پھر یہ جسم ناتواں بے روح و جاں ہوکر
اگر آترا لباس پادشاہی دھجیاں ہوکر
تڑپتا ہے دل پردرد جب نفرات سینہ میں
تو پھر اے ہمنشیں کسطرح بیٹھیں شادماں ہوکر
کچھ اپنا کوہ غم ٹوٹا ہے اپنے ناتواں دل پر
نکلتی ہے زباں سے بات بھی آہ و فغاں ہوکر
جلایا آتش غیرت نے ایسا جان محزوں کو
کہ سب چہرے کی سرخی اڑگئی آخر دھواں ہوکر
کمر بھی ہوگئی خم، مضمحل اعضا ہوئے سارے
یہ دن اب زندگی کے کٹ رہے ہیں نیم جاں ہوکر
ہم ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں
کہ جب ہر روز گذرے ہم پر اک کوہ گراں ہوکر
خلاف شان غیرت اسمیں اک پہلو نکلتا ہے
اگر اسطرح ہم زندہ رہے بھی سخت جاں ہوکر
مگر یہ سخت جانی بھی کہانتک آخر - اڑے گی
بلائیں روز جب آئیں گی مرگ ناگہاں ہوکر

* * *

خبر کیا تھی کہ قسمت میں ہے سنگ آستاں ہونا
نہیں تو اسطرح کیوں سر اٹھاتے آسماں ہوکر
قیامت ہے گرے وہ قوم ایسے قعر ذلت میں
رہی ہو مدتوں دنیا میں جو صاحبقراں ہوکر
نہ کیونکر خوف ہو ہر وقت اسکو زخم تازہ کا
جسے رہنا پڑے بتیس دانتوں میں زباں ہوکر

* * *

اگر عہد وفا کو ہم نہ دل سے یوں بھلا دیتے
تو پیش آتے بھلا اسطرح وہ نامہرباں ہوکر
معاذ اللہ وہ دل ہو نہیں سکتا دل مومن
جگہ جس دل میں کفر و شرک نے کی روح و جاں ہوکر
ہمیں نے اُنسے منہ موڑا، ہمیں اُن سے ہوئے باغی
نہیں تو ہمکو وہ یوں بھولجاتے مہرباں ہوکر
ملے سر جوش عصیاں نے ہمیں جب کر دیا بیہوش
تو وہ بھی ہوگئے غافل ہمارے پاسباں ہوکر
گناہوں کی نجاست سے نہو جسمیں جگہ باقی
وہ ایسے دل میں بیٹھیں کسطرح آرام جاں ہوکر
نظر آتا نہیں کچھ، کہا رہے ہیں ٹھوکریں پیہم
سیہ کاری کا سر پر ابر چھایا ہے دھواں ہوکر
گرایا گمراہی نے قوم کو چاہ ضلالت میں
رہا اسلام بیکس یوسف بے کارواں ہوکر

* * *

مرے آزار دل کا کر علاج اے چارہ گر، لیکن
یہ تدبیریں تری رہجائیں گی سب رائگاں ہوکر
خدا را اے اجل اب تو ہماری دستگیری کر
کہ چھوٹیں کاش اس ذلت سے بے نام و نشاں ہوکر

* * *

جو عاشق امتحان عشق میں اے سیف مرتا ہے
تو اسکو موت آتی ہے حیات جاوداں ہوکر

الہلال

— * —

پُر از سپاس اداے تو دفترے دارم
کہ یکسر از رقم پرسش نہاں خالی ست

آپ کے نالہاے بیباک کے ترنم سے ہم آہنگ ہونا میرا کام نہیں، لیکن اس کو کیا کروں کہ میں فطرتاً موسیقی کا شیدا، اور کشتۂ لحن ہوں، اور اس لئے بےاختیار تمام جوارح متحرک ہو جاتے ہیں، اور پھر بالخصوص آپ کا سرود، جو ارتعاش رگ جان اور جنبش زخم ہاے سرمدی کا نتیجہ ہے -

اسوقت ضرورت ہے کہ سینۂ صدچاک عریاں کیا جاے، اور ایک جگر خراش شیون سے سارا جہان معمور کردیا جاے -

خاموشی ما گشت بدآموز بتاں را
زیں پیش وگرنہ اثرے بود فغاں را

آپ کا لب ولہجہ، آپ کا انداز بیان، واللہ، مجھہ سے تو وداع جان چاہتا ہے، اور لوگ اسکو کرخت و سخت کہتے ہیں !! باللہ العظیم، اگر آپ کی زبان میں مجھے کوئی گالیاں بھی دے، تو میں اسے ہروقت چھیڑا کروں کہ

کچھہ تو لگیگی دیر سوال و جواب میں

آپ اپنے کام میں مصروف رہیں، وہ زمانہ دور نہیں، جب اک عالم کی نگاہ اس رنگ میں تڑپ کے جوہر دکھاں نظر آے گی - موجودہ لیڈران قوم کو برہم رہنے دیجیے - لطف تو اوس وقت آے گا، جب وہ اپنے بندگان مسحور کو، آپ کی طرف پروانہ وار دوڑتے ہوے دیکھکے اپنی نازش گاہ سے بے اختیار چلا اوٹھیں گے کہ کیا غضب ہوا !!

صید از حرم کشد خم جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

آپ کی نیت میں خلوص ہے، اور وہ خلوص مندی ہے ایک ایسی ذات کے کلام معجز نظام پر، جسکو کبھی، کسی زمانہ میں، اک آن کے لئے بھی فنا نہیں ہونا ہے، اسلئے میری راے تو یہ ہے کہ بالکل بیخوف ہو جائیے، بلکہ ذرا اور بیدردی سے کام لیکے دلوں کو توڑئیے کہ یہاں جڑنے سے پہلے ٹوٹنے کی ضرورت ہے -

(نیاز محمد خاں نیاز از فتح پور)

فہرست ہلال احمر

— * —

(٦)

— * —

گذشتہ نمبر میں انجمن ہلال احمر کی طرف سے دو چندوں کی مجموعی رقمیں شایع کی گئیں تھیں اُن میں سے ایک کی تفصیل آج شایع کیجاتی ہے -

	روپیه	آنه	پائي
جناب محمد عبد العزیز صاحب اورسیر	۱۰	-	-
جناب ڈاکٹر اے - ایچ - شیخ صاحب	۱۰	-	-
جناب بي - عبد المجید صاحب بلگرامي	۱۰	-	-
جناب بي - محمد آریف صاحب ٹرانسلیٹر	۵	-	-
جناب ایس - ٹي - نیرجي صاحب ٹرانسلیٹر	۵	-	-
میزان	۴۰	-	-

Printed & Published by MOULANA A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.